Ataunnabi.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول تم کو جو (احکام) دیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں اُن سے باز رہو۔

شرح صحیح مسلم

جلد سادس

الصید والذبائح، الاضاحی، الاشربہ، اللباس والزینۃ، الآداب، السلام، قتل الحیات وغیرہا، الشعر، الرؤیا، الفضائل

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

الطبع الثامن : ربیع الاول 1421ھ / جون 2000ء
الطبع التاسع : شوال 1423ھ / دسمبر 2002ء
تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی فاضل علوم شرقیہ
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
قیمت : -/395 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فہرست مضامین شرح صحیح مسلم جلد سادس

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	معروضات	۳۸
۲	آراء و تاثرات	۴۰
	کتاب الصید والذبائح	
۳	لائق شکار حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان۔	۴۳
۴	حلال جانوروں کو کھانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۴۴
۵	اس اعتراض کا جواب کہ ذبح کرنا عقلاً مذموم ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے۔	۴۵
۶	ذبح کا لغوی اور شرعی معنیٰ اور ذبح کی اقسام۔	۴۵
۷	شکار کی شرائط کا بیان۔	۴۶
	باب: ۷۷۶	
۸	سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرنے کا حکم۔	۴۷
۹	شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام	۵۲
۱۰	شکاری کتے کے از خود شکار کرنے کا حکم۔	۵۳
۱۱	شکار کرنے والے جانوروں کا بیان۔	۵۳
۱۲	شکاری کتے کے معلّم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط۔	۵۴
۱۳	جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۵۵
۱۴	جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۵۶
۱۵	جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۵۷
۱۶	جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات۔	۵۸
۱۷	جس کتے کو شکار پر چھوڑا اگر اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جائے تو آیا شکار حلال ہے یا نہیں؟	۶۱
۱۸	"معراض" سے کیے ہوئے شکار کے حکم میں مذاہب فقہاء	۶۲
۱۹	غلیل اور کمان کی گولی اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم۔	۶۴
۲۰	بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق	۶۶
۲۱	بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل۔	۶۶
۲۲	بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حلال کہنے والے علماء کے دلائل۔	۶۷
۲۳	فقہائے مالکیہ کے دلائل۔	۶۷

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴	فقہائے احناف کے دلائل۔	۶۸
۲۵	علمائے ظاہریہ (غیر مقلدین) کے دلائل۔	۶۹
۲۶	علامہ رشید رضا مصری کے دلائل	۷۰
۲۷	سید ابو الاعلیٰ مودودی کے دلائل	۷۰
۲۸	علمائے شیعہ کے دلائل	۷۲
۲۹	بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث ونظر۔	۷۲
۳۰	اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم۔	۷۸
	باب: ۶۷۸	
۳۱	کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے کی ممانعت۔	۷۸
۳۲	کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۸۱
۳۳	کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۸۱
۳۴	کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ۔	۸۲
۳۵	حشرات الارض اور بجو وغیرہ کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ۔	۸۲
۳۶	گھوڑے کے گوشت کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ۔	۸۳
۳۷	پانی کے جانوروں کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ۔	۸۳
۳۸	جھینگے کے متعلق اعلیٰ حضرت کی رائے۔	۸۴
۳۹	جھینگے کی بحث میں حرف آخر۔	۸۵
	باب: ۶۷۹	
۴۰	سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت۔	۸۵
۴۱	باب مذکور کی حدیث کے فوائد اور مسائل۔	۸۸
۴۲	سمندری جانوروں کے متعلق فقہائے شافعیہ کا نظریہ۔	۸۹
۴۳	سمندر میں طبعی موت مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کے متعلق فقہائے شافعیہ کا نظریہ۔	۹۰
۴۴	سمندری جانوروں کے متعلق فقہائے مالکیہ کا نظریہ۔	۹۰
۴۵	سمندری جانوروں کے متعلق فقہائے حنبلیہ کا نظریہ۔	۹۱
۴۶	سمندری جانوروں کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ اور بحث ونظر۔	۹۲
۴۷	پانی میں طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کی تحریم کی حدیث پر فنی اعتراضات کے جوابات۔	۹۳
۴۸	اثر ثلاثہ کے استدلال پر علامہ سرخسی کا تعاقب اور بحث ونظر۔	۹۴
۴۹	ساحل سمندر پر صحابہ کرام جس جانور کو اٹھارہ دن تک کھاتے رہے، آیا وہ مچھلی تھی یا کوئی اور جانور؟	۹۵
	باب: ۶۸۰	
۵۰	پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت۔	۹۶

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	پالتو گدھے کی تحریم میں مذاہب فقہاء	۱۰۰
۵۲	نجاست سے آلودہ برتنوں کے دھونے کے حکم میں مذاہب فقہاء۔	۱۰۰
	باب : ۶۸۱	
۵۳	گھوڑوں کا گوشت کھانا	۱۰۱
۵۴	گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہائے اسلام کے نظریات۔	۱۰۲
۵۵	گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہائے احناف کے نظریات۔	۱۰۳
	باب : ۶۸۲	
۵۶	گوہ کے گوشت کی اباحت	۱۰۵
۵۷	گوہ کیا چیز ہے؟	۱۱۱
۵۸	گوہ کھانے کے متعلق فقہائے شافعیہ کا نظریہ	۱۱۱
۵۹	گوہ کھانے کے متعلق فقہائے مالکیہ کا نظریہ۔	۱۱۱
۶۰	گوہ کھانے کے متعلق فقہائے حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۱۲
۶۱	گوہ کھانے کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ۔	۱۱۲
	باب : ۶۸۳	
۶۲	ٹڈی کھانے کا جواز۔	۱۱۳
۶۳	ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہائے مالکیہ کا نظریہ۔	۱۱۳
۶۴	ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہائے شافعیہ کا نظریہ۔	۱۱۴
۶۵	ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہائے حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۱۴
۶۶	ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہائے احناف کا نظریہ۔	۱۱۵
	باب : ۶۸۴	
۶۷	خرگوش کھانے کا جواز	۱۱۵
۶۸	خرگوش کھانے کے متعلق مذاہب فقہاء	۱۱۶
	باب : ۶۸۵	
۶۹	شکار اور دوڑ میں مدد حاصل کرنے کا جواز اور کنکر پھینکنے کی کراہت۔	۱۱۶
۷۰	کنکر مارنے سے ممانعت کی حکمت	۱۱۷
۷۱	اہل بدعت اور اہل فسق سے قطع تعلق کرنے کا وجوب اور حضرت کعب بن مالک سے متارکت کی وضاحت۔	۱۱۷
	باب : ۶۸۶	
۷۲	چھری تیز کرنے اور احسن طریقہ سے ذبح اور قتل کرنے کا حکم۔	۱۱۹
۷۳	ذکاۃ کی اقسام	۱۲۰
۷۴	ذکاۃ اختیاریہ کی تعریف۔	۱۲۰
۷۵	ذکاۃ اضطراریہ کی تعریف۔	۱۲۰
۷۶	ذکاۃ کی شرائط۔	۱۲۰
۷۷	کتنی رگوں کے کاٹنے پر ذکاۃ کا مدار ہے	۱۲۱
۷۸	ذبح فوق العقدہ کی تحقیق۔	۱۲۱
۷۹	ذبح کرنے والے آلے کی اقسام اور ان کے احکام۔	۱۲۲
۸۰	برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم	۱۲۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۱	درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم۔	۱۲۴
	باب: ۶۸۷	
۸۲	جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت۔	۱۲۴
	کتاب الاضاحی	
۸۳	قربانی کے حکم میں فقہائے شافعیہ کا نظریہ۔	۱۲۷
۸۴	قربانی کے حکم میں فقہائے حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۲۷
۸۵	قربانی کے حکم میں فقہائے مالکیہ کا نظریہ۔	۱۲۸
۸۶	قربانی کے حکم میں فقہائے احناف کا نظریہ۔	۱۲۸
۸۷	قربانی کرنے کے اول وقت میں مذاہب فقہاء۔	۱۳۰
۸۸	قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہائے شافعیہ کا نظریہ۔	۱۳۰
۸۹	قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہائے حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۳۰
۹۰	قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہائے مالکیہ کا نظریہ۔	۱۳۱
۹۱	قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہائے احناف کا نظریہ۔	۱۳۱
	باب: ۶۸۸	
۹۲	قربانی کے وقت کا بیان۔	۱۳۱
۹۳	قربانی کا وجوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اختیارات	۱۳۶
	باب: ۶۸۹	
۹۴	قربانی کے جانوروں کی عمریں۔	۱۳۷
۹۵	قربانی کے جانوروں کی قسموں اور عمروں کا بیان	۱۳۸
۹۶	ضأن کا لفظ دنبہ اور مینڈھے دونوں کو عام ہے یا دنبہ کے ساتھ خاص ہے۔	۱۳۸
۹۷	ضأن کو دنبہ کے ساتھ خاص کرنے کے متعلق بعض متاخرین فقہائے احناف کی تصریحات۔	۱۳۹
۹۸	کتب لغت کے حوالوں سے ضأن کے معنی کا بیان۔	۱۴۰
۹۹	قرآن مجید میں ضأن کے لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے؟	۱۴۱
۱۰۰	مذاہب اربعہ کے مفسرین کی ضأن کے معنی کی تحقیق۔	۱۴۲
۱۰۱	مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک ضأن کے معنی کی تحقیق۔	۱۴۲
۱۰۲	بعض متاخرین فقہاء احناف سے ضأن کے معنی کی وضاحت۔	۱۴۳
۱۰۳	ضأن کے معنی کی بحث میں حرف آخر۔	۱۴۴
	باب: ۶۹۰	
۱۰۴	بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کا استحباب۔	۱۴۴
۱۰۵	قربانی کرنے پر اجر وثواب کے متعلق احادیث	۱۴۶
۱۰۶	قربانی کے جانور کے عیوب اور نقائص سے بری ہونے کے بارے میں احادیث۔	۱۴۷
۱۰۷	قربانی کے جانور کی صفات کے متعلق احادیث۔	۱۴۸
۱۰۸	قربانی کے مسائل کے بارے میں احادیث۔	۱۵۰
۱۰۹	فقہائے احناف کے نزدیک قربانی کے جانور کا معیار۔	۱۵۱

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۰	فقہائے احناف کے نزدیک افضل قربانی کا بیان اور قربانی کے گوشت کے احکام۔	۱۵۲
۱۱۱	قربانی کے دیگر مسائل۔	۱۵۳
۱۱۲	قربانی کی کھال کو دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق اور بحث و نظر۔	۱۵۴
۱۱۳	مسجد میں قربانی کی کھال نہ لگنے کے دلائل اور ان کا جائزہ	۱۵۵
۱۱۴	شخصیت معنویہ کی تفصیل اور تحقیق۔	۱۵۸
	باب : ۶۹۱	
۱۱۵	دانت، ناخن اور ہڈی کے سوا ہر خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا جواز۔	۱۶۰
۱۱۶	آلات ذبح کے بارے میں مذاہب فقہاء۔	۱۶۱
۱۱۷	ذبح کی رگوں کے بارے میں مذاہب فقہاء۔	۱۶۲
۱۱۸	ذبح اور نحر کا ایک دوسرے کے قائمقام ہونا۔	۱۶۳
۱۱۹	ذکاۃ اضطراری کی تفصیل اور مذاہب فقہاء۔	۱۶۳
	باب : ۶۹۲	
۱۲۰	ابتداء اسلام میں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت اور پھر اس کے منسوخ ہونے کا بیان۔	۱۶۳
۱۲۱	تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء۔	۱۶۸
	باب : ۶۹۳	
۱۲۲	فرع اور عتیرہ کا حکم۔	۱۶۹
۱۲۳	فرع اور عتیرہ کا معنیٰ	۱۶۹
۱۲۴	فرع اور عتیرہ کے متعلق دیگر احادیث۔	۱۷۰
۱۲۵	فرع اور عتیرہ کے متعلق احادیث کی وضاحت۔	۱۷۱
۱۲۶	فرع اور عتیرہ کے متعلق مذاہب فقہاء۔	۱۷۱
	باب : ۶۹۴	
۱۲۷	قربانی کرنے والے کیلئے قربانی کرنے سے پہلے بال اور ناخن کٹوانے کی ممانعت۔	۱۷۲
۱۲۸	عشرہ ذوالحجہ میں قربانی سے پہلے قربانی کرنے والے کے بال اور ناخن کاٹنے میں مذاہب فقہاء۔	۱۷۳
	باب : ۶۹۵	
۱۲۹	غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کرنے کی حرمت اور ذبح کرنے والے پر لعنت کا بیان۔	۱۷۵
۱۳۰	غیر اللہ کی خاطر یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم۔	۱۷۶
۱۳۱	امراء کی خاطر جانور ذبح کرنے کا حکم۔	۱۷۷
۱۳۲	ایصال ثواب کے لیے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم۔	۱۷۷
	کتاب الاشربہ	
	(نشہ آور مشروبات کا بیان)	
۱۳۳	خمر کا لغوی معنیٰ۔	۱۷۹
۱۳۴	خمر کی حرمت پر قرآن مجید سے دلائل۔	۱۷۹
۱۳۵	خمر کی حرمت پر احادیث اور آثار سے دلائل	۱۸۱
۱۳۶	گزشتہ امتوں میں شراب کے حلال ہونے اور اس امت میں شراب کے حرام ہونے کی وجہ۔	۱۸۲

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۷	تحریم خمر کی تاریخ اور اس کے تدریجاً نازل ہونے کا بیان۔	۱۸۳
۱۳۸	خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق مذاہب فقہاء	۱۸۴
۱۳۹	ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور مطلقاً حرام ہونے پر جمہور فقہاء کے دلائل اور ان کے جوابات۔	۱۸۴
۱۴۰	خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق امام ابوحنیفہ کا نظریہ۔	۱۸۵
۱۴۱	خمر کے احکام کے متعلق دس ابحاث۔	۱۸۶
۱۴۲	بحث اول ۱: خمر کی حقیقت کا بیان۔	۱۸۷
۱۴۳	بحث ثانی ۲: لفظ خمر کی تعریف کا بیان۔	۱۸۷
۱۴۴	بحث ثالث ۳: خمر کے بعینہٖ حرام ہونے کا بیان۔	۱۸۷
۱۴۵	بحث رابع ۴: خمر کی نجاست۔	۱۸۸
۱۴۶	بحث خامس ۵:	۱۸۸
۱۴۷	بحث سادس ۶: مسلمان کے حق میں خمر کا مال متقوم نہ ہونا۔	۱۸۸
۱۴۸	بحث سابع ۷: خمر سے نفع حاصل کرنے کی حرمت کا بیان۔	۱۸۸
۱۴۹	بحث ثامن ۸: خمر کی حد کا بیان۔	۱۸۸
۱۵۰	بحث تاسع ۹: خمر کو پکانے کا بیان۔	۱۸۸
۱۵۱	بحث عاشر ۱۰: خمر کو سرکہ بنانے کا بیان۔	۱۸۹
۱۵۲	غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کے جواز پر قرآن مجید سے استدلال۔	۱۸۹
۱۵۳	غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کی حلت کے متعلق احادیث۔	۱۹۰
۱۵۴	جس مشروب کی تیزی سے نشہ کا خدشہ ہو اس میں پانی ملانے کے بعد اس کو پینے کا جواز۔	۱۹۲
۱۵۵	جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل۔	۱۹۵
۱۵۶	نبیذ کی تعریف اور اس کا حکم۔	۱۹۷
۱۵۷	مثلث اور نبیذ شدید کے حلال ہونے پر فقہائے احناف کے دلائل۔	۱۹۸
۱۵۸	جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر امام ابو یوسف اور علامہ سرخسی کے دلائل۔	۱۹۹
۱۵۹	حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار پینے کا جواز۔	۲۰۰
۱۶۰	تیز نبیذ پینے کی ممانعت کے منسوخ ہونے کا بیان۔	۲۰۱
۱۶۱	اکابر صحابہ اور فقہاء تابعین سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کے جواز کا بیان۔	۲۰۱
۱۶۲	حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے) کی تحقیق	۲۰۳
۱۶۳	کچے نبیذ کے حلال ہونے پر دلائل۔	۲۰۵
۱۶۴	بھنگ کا لغوی معنی اور اس کی تاثیرات کا بیان	۲۰۶
۱۶۵	بھنگ کے شرعی حکم میں مذاہب فقہاء۔	۲۰۶
۱۶۶	حشیش کی تحقیق۔	۲۰۹
۱۶۷	افیون کی تعریف اور تحقیق۔	۲۱۰
۱۶۸	افیون کا شرعی حکم۔	۲۱۰
۱۶۹	سکون آور دواؤں کا شرعی حکم۔	۲۱۱
۱۷۰	تمباکو نوشی کی تاریخ۔	۲۱۱
۱۷۱	تمباکو نوشی کے نقصانات	۲۱۲
۱۷۲	تمباکو نوشی کے نقصانات کے متعلق جدید تحقیق۔	۲۱۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۳	خواتین میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات۔	۲۱۴
۱۷۴	تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب۔	۲۱۵
۱۷۵	تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب۔	۲۱۶
۱۷۶	تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب۔	۲۱۷
۱۷۷	تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب	۲۱۷
۱۷۸	تمباکو نوشی کے متعلق علامہ شامی اور مصری علماء کی رائے	۲۱۷
۱۷۹	تمباکو نوشی کے سلسلہ میں مصنف کا موقف۔	۲۱۸
۱۸۰	الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق۔	۲۲۰
۱۸۱	الکوحل کی قلیل مقدار کے جواز کا محل اور ایلوپیتھک دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کے جواز کا بیان	۲۲۱
	باب ۶۹۶:	
۱۸۲	شراب کی حرمت اور اس بات کا بیان کہ شراب انگور کے شیرہ سے بنتی ہے۔	۲۲۳
۱۸۳	اہل کتاب کے اشتراک سے کسب معاش کا جواز	۲۲۹
۱۸۴	کیا حضرت حمزہ کا نشہ میں حضرت علی کی اونٹنیوں کو کاٹنا لائق مواخذہ تھا؟	۲۲۹
۱۸۵	نشہ میں دی ہوئی طلاق کے حکم میں مذاہب فقہاء	۲۳۰
۱۸۶	ہر نشہ آور چیز کے خمر ہونے پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کے جوابات۔	۲۳۰
	باب ۶۹۷:	
۱۸۷	خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت۔	۲۳۲
۱۸۸	خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات	۲۳۲
۱۸۹	خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور ان کی دلیل۔	۲۳۳
۱۹۰	خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت کا محمل۔	۲۳۳
	باب ۶۹۸:	
۱۹۱	خمر سے علاج کرنے کی حرمت	۲۳۳
۱۹۲	خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۲۳۲
۱۹۳	خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ	۲۳۴
۱۹۴	خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ	۲۳۵
۱۹۵	خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ	۲۳۵
۱۹۶	اس حدیث کی تحقیق کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے۔	۲۳۶
	باب ۶۹۹	
۱۹۷	کھجور اور انگور سے بنی ہوئی شراب کا خمر ہونا۔	۲۳۷
۱۹۸	کھجور اور انگور سے خمر بنائی جاتی ہے اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اربعہ کے نظریات	۲۳۸
	باب ۷۰۰	
۱۹۹	چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے کا حکم۔	۲۳۹
۲۰۰	دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق جمہور فقہاء کا نظریہ۔	۲۴۳
۲۰۱	دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۲۴۳
	باب ۷۰۱:	
۲۰۲	روغن قیر اور کھلے کدو کے برتنوں سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اور اس کے منسوخ ہونے کا بیان۔	۲۴۴
۲۰۳	ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کی حکمت اور اس حکم کے منسوخ ہونے کی وجوہات۔	۲۵۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب : ۷۰۲	
۲۰۴	ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور ہر خمر کے حرام ہونے کا بیان ۔	۲۵۴
	باب : ۷۰۳	
۲۰۵	جو نبیذ تیز اور نشہ آور نہ ہو اس کی اباحت کا بیان ۔	۲۵۸
۲۰۶	نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینے کے بعد رجوع کر لینا ۔	۲۶۲
۲۰۷	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک کا ثبوت ۔	۲۶۲
۲۰۸	کچے نبیذ کو پینے کے دلائل ۔	۲۶۳
	باب : ۷۰۴	
۲۰۹	دودھ پینے کا جواز	۲۶۳
۲۱۰	بلااجازت مشرکوں کی بکری کا دودھ پینے کی تحقیق ۔	۲۶۴
۲۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خلق عظیم	۲۶۴
	باب : ۷۰۵	
۲۱۲	سوتے وقت برتنوں کے ڈھکنے، مشکوں کا منہ باندھنے، دروازے بند کرنے، چراغ گل کرنے اور آگ بجھانے کا استحباب ۔	۲۶۵
۲۱۳	برتن ڈھانکنے کے فوائد ۔	۲۶۹
	باب : ۷۰۶	

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۲۱۴	کھانے پینے کے آداب اور احکام	۲۶۹
۲۱۵	کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تفصیل ۔	۲۷۳
۲۱۶	دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی تفصیل ۔	۲۷۴
۲۱۷	مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تفصیل ۔	۲۷۴
۲۱۸	کھانے پینے کے شرعی احکام اور آداب ۔	۲۷۴
۲۱۹	چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق احادیث اور آثار ۔	۲۷۶
۲۲۰	چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق فقہاء کے نظریات ۔	۲۷۷
۲۲۱	چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق مصنف کا مؤقف ۔	۲۷۹
	باب : ۷۰۷	
۲۲۲	کھڑے ہو کر پانی پینے کی کراہت ۔	۲۷۹
۲۲۳	بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کے لیے قے کرنے کے حکم کی وضاحت ۔	۲۸۱
۲۲۴	کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت والی احادیث کی فنی حیثیت ۔	۲۸۱
۲۲۵	جوتے پہن کر اور میز کرسی پر کھانے پینے کا حکم ۔	۲۸۱
	باب : ۷۰۸	
۲۲۶	پانی کے برتن میں سانس لینے کی کراہت اور برتن کے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب	۲۸۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب : ۲۰۹	
۲۲۷	دودھ یا پانی وغیرہ کو دائیں طرف سے پلانے کا استحباب۔	۲۸۳
۲۲۸	تبرکات اور عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار نہیں کیا جاتا۔	۲۸۵
	باب : ۲۱۰	
۲۲۹	انگلیاں اور برتن چاٹنے کا استحباب	۲۸۵
	باب : ۲۱۱	
۲۳۰	اگر مہمان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مل جائیں تو وہ کیا کرے؟	۲۸۸
	باب : ۲۱۲	
۲۳۱	اگر میزبان کی رضامندی معلوم ہو تو اس کے ہاں بن بلائے شخص کو لیجانے میں حرج نہیں۔	۲۹۰
۲۳۲	کثرت فتوحات اور مال غنیمت کی بہتات کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کی زاہدانہ زندگی۔	۲۹۷
۲۳۳	مہمان نوازی	۲۹۸
۲۳۴	تکثیر طعام کے معجزات	۲۹۹
	باب : ۲۱۳	
۲۳۵	شوربہ کھانے کا جواز اور کدو (لوکی) کھانے کا استحباب۔	۲۹۹
۲۳۶	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا۔	۳۰۰
	باب : ۲۱۴	
۲۳۷	کھجور کھاتے وقت گٹھلیاں الگ رکھنے کا جواز، مہمان کا گھر والوں کے لیے دعا کرنے کا استحباب اور نیک مہمان سے دعا کرانے کا بیان۔	۳۰۱
	باب : ۲۱۵	
۲۳۸	کھجور کے ساتھ ککڑی کھانے کا بیان۔	۳۰۱
	باب : ۲۱۶	
۲۳۹	کھاتے وقت تواضع کا استحباب اور کھانے کے لیے بیٹھنے کا طریقہ۔	۳۰۲
	باب : ۲۱۷	
۲۴۰	جماعت کے ساتھ دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت۔	۳۰۲
۲۴۱	دو دو کھجوریں ملا کر کھانے کا شرعی حکم۔	۳۰۳
	باب : ۲۱۸	
۲۴۲	کھجور اور دیگر طعام وغیرہ کو اپنے اہل وعیال کے ذخیرہ کرنے کا بیان۔	۳۰۴
	باب : ۲۱۹	
۲۴۳	مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا بیان	۳۰۴
۲۴۴	عجوہ کھجوروں کے شفا بخش ہونے پر اشکال کا جواب	۳۰۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۲۰	
۲۴۵	کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج۔	۳۰۷
	باب: ۲۱	
۲۴۶	پیلو کے سیاہ پھل کی فضیلت۔	۳۰۸
	باب: ۲۲	
۲۴۷	سرکہ کی فضیلت اور اس کو سالن کی جگہ استعمال کرنا۔	۳۰۸
	باب: ۲۳	
۲۴۸	لہسن کھانے کے جواز کا بیان۔	۳۱۰
	باب: ۲۴	
۲۴۹	مہمان کی تعظیم و تکریم اور اس کے لیے ایثار کرنے کا بیان۔	۳۱۲
۲۵۰	اپنے آپ اور بچوں کو بھوکا رکھ کر مہمانوں کو کھانا کھلانا۔	۳۱۸
۲۵۱	علم دین کے طلبہ کا اعزاز و اکرام اور آداب ضیافت۔	۳۱۹
	باب: ۲۵	
۲۵۲	طعام کی کمی کے باوجود مہمان نوازی کرنا۔	۳۲۰
	باب: ۲۶	
۲۵۳	مومن کا ایک آنت میں اور کافر کا سات آنتوں میں کھانا۔	۳۲۲
	باب: ۲۷	
۲۵۴	کھانے میں عیب نہ نکالنا۔	۳۲۲
	کتاب اللباس والزینۃ	۳۲۶
۲۵۵	لباس کا لغوی معنیٰ۔	۳۲۶
۲۵۶	زینت کا لغوی معنیٰ	۳۲۶
۲۵۷	لباس کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۳۲۷
۲۵۸	زینت کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۳۲۷
۲۵۹	لباس کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ۔	۳۲۸
۲۶۰	لباس کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ۔	۳۲۹
۲۶۱	لباس کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ۔	۳۳۰
۲۶۲	لباس کے متعلق علماء احناف کا نظریہ۔	۳۳۰
	باب: ۲۸	
۲۶۳	سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا مردوں اور عورتوں پر حرام ہونا۔	۳۳۱
۲۶۴	سونے اور چاندی کی حرمت کے متعلق مذاہب ائمہ۔	۳۳۲
۲۶۵	سونے اور چاندی کے استعمال کی صورتوں میں مذاہب ائمہ۔	۳۳۳
	باب: ۲۹	
۲۶۶	مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کا حرام ہونا، مردوں پر سونے کی انگوٹھی	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اور ریشم کا حرام ہونا اور عورتوں کے لیے اس کی اباحت۔	۳۴۴
۲۶۷	کفار فروع کے مخاطب ہیں یا نہیں!	۳۴۶
۲۶۸	مردوں پر ریشم حرام ہونے کی تفصیل اور دیگر مسائل۔	۳۴۷
۲۶۹	سونے، چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم۔	۳۴۷
	باب: ۳۰؂	
۲۷۰	خارش یا کسی عذر کی بناء پر مرد کے لیے ریشم پہننے کا جواز	۳۵۰
	باب: ۳۱؂	
۲۷۱	زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی مردوں کو ممانعت۔	۳۵۱
۲۷۲	فقہاء شافعیہ کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم۔	۳۵۳
۲۷۳	فقہاء احناف کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم۔	۳۵۴
۲۷۴	سرخ رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث۔	۳۵۶
۲۷۵	سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث۔	۳۵۷
۲۷۶	سرخ رنگ کے ثبوت کی احادیث کا سرخ رنگ سے ممانعت کی احادیث پر ترجیح۔	۳۵۹
۲۷۷	زرد رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث۔	۳۵۹
۲۷۸	زرد رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث۔	۳۶۲
۲۷۹	زرد لباس سے ممانعت کی احادیث کے منسوخ ہونے کا بیان۔	۳۶۳
۲۸۰	سبز رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث۔	۳۶۳
۲۸۱	سیاہ رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث	
	اور عمامہ پہننے کا بیان۔	۳۶۴
۲۸۲	سفید رنگ کا لباس پہننے کے متعلق احادیث۔	۳۶۶
۲۸۳	ٹوپی پہننے کے متعلق احادیث، آثار صحابہ وتابعین اور اقوال علماء	۳۶۸
۲۸۴	قمیص، شلوار، جبہ اور قباء پہننے کے متعلق احادیث	۳۷۲
۲۸۵	اسلام میں لباس پہننے کی وسعت۔	۳۷۲
۲۸۶	غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز۔	۳۷۴
۲۸۷	نیم عریاں اور فساق و فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت۔	۳۷۵
۲۸۸	حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم کی تخریج۔	۳۷۵
۲۸۹	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ مناوی کی تحقیق۔	۳۷۶
۲۹۰	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ حنفی کی تحقیق۔	۳۷۷
۲۹۱	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں ملا علی قاری کی تحقیق۔	۳۷۸
۲۹۲	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں شیخ عبدالحق دہلوی کی تحقیق۔	۳۷۸
۲۹۳	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحقیق۔	۳۷۸
۲۹۴	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں فقہاء احناف کی تحقیق۔	۳۷۹
۲۹۵	کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں مصنف کی تحقیق۔	۳۸۰
۲۹۶	کیا سبز عمامہ دیندار جماعت کا شعار ہے۔؟	۳۸۲
۲۹۷	کیا سیاہ عمامہ رافضیوں کا شعار ہے؟	۳۸۲
۲۹۸	لباس میں مشابہت کی وجہ سے صرف ظاہری اور	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	دنیاوی حکم لاگو ہوگا۔	۳۸۳
۲۹۹	بدعقیدگی، بدعات اور بداعمالیوں میں مشابہت کی وجہ سے کفر، گمراہی اور حرمت کا حکم لاگو ہوگا۔	۳۸۳
	باب: ۳۲	
۳۰۰	دھاری دار یمنی چادروں کی فضیلت	۳۸۳
	باب: ۳۳	
۳۰۱	لباس میں انکسار اور موٹے کپڑے پہننے کا بیان	۳۸۴
	باب: ۳۴	
۳۰۲	غالیچہ یا قالین کے جواز کا بیان۔	۳۸۵
	باب: ۳۵	
۳۰۳	ضرورت سے زیادہ بستر اور لباس بنانے کی کراہت۔	۳۸۶
	باب: ۳۶	
۳۰۴	تکبر سے کپڑا لٹکا کر چلنے کی ممانعت	۳۸۷
۳۰۵	مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار۔	۳۸۹
۳۰۶	تکبر کے بغیر یا اتفاقاً ٹخنے کے نیچے لٹکنے والے لباس کی رخصت کے متعلق احادیث اور آثار۔	۳۹۱
۳۰۷	ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء شافعیہ کی آراء۔	۳۹۲
۳۰۸	ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء مالکیہ کی آراء۔	۳۹۳
۳۰۹	ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی آراء۔	۳۹۳
۳۱۰	ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء احناف کی آراء۔	۳۹۴
	باب: ۳۷	
۳۱۱	کپڑوں پر اترانے یا اکڑ کر چلنے کی ممانعت۔	۳۹۵
	باب: ۳۸	
۳۱۲	مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت۔	۳۹۶
۳۱۳	مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہونے کا بیان۔	۴۰۲
۳۱۴	چاندی کی انگوٹھی پہننے اور اس پر نقش کندہ کرانے کا بیان۔	۴۰۳
۳۱۵	دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ اور فقہاء مالکیہ کے نظریات	۴۰۳
۳۱۶	دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۴۰۴
۳۱۷	چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا حکم۔	۴۰۴
	باب: ۳۹	
۳۱۸	جوتیاں پہننے کا استحباب۔	۴۰۵
	باب: ۴۰	
۳۱۹	دائیں پاؤں میں پہلے جوتی پہننے اور بائیں پاؤں سے پہلے جوتی اتارنے کا استحباب اور ایک جوتی پہن کر چلنے کی کراہت۔	۴۰۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۴۱	
۳۲۰	ایک کپڑے میں حنا اور احتباء کی ممانعت۔	۴۰۷
	باب: ۴۲	
۳۲۱	مردوں کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے منع کرنا۔	۴۰۹
	باب: ۴۳	
۳۲۲	سفید بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنے کا استحباب اور سیاہ رنگ کی ممانعت۔	۴۰۹
۳۲۳	سفید بالوں کو برقرار رکھنے کے متعلق احادیث و آثار۔	۴۱۰
۳۲۴	سفید بالوں پر خضاب لگانے کے متعلق احادیث و آثار۔	۴۱۱
۳۲۵	سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار۔	۴۱۳
۳۲۶	سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کے جواز کے متعلق آثار صحابہ اور تابعین۔	۴۱۵
۳۲۷	سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۴۱۷
۳۲۸	سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۴۱۹
۳۲۹	سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ	۴۲۰
۳۳۰	سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۴۲۱
۳۳۱	سفید بالوں کا معیار	۴۲۱

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۳۳۲	بالوں کے رنگ کی تحقیق۔	۴۲۲
۳۳۳	خضاب لگانے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کے علماء	۴۲۳
۳۳۴	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق	
۳۳۵	ڈاڑھی کا معنی	۴۲۳
۳۳۶	ڈاڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث۔	۴۲۷
۳۳۷	ڈاڑھی ترشوانے کے متعلق احادیث اور آثار۔	۴۲۷
۳۳۸	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا بیان۔	۴۳۰
۳۳۹	ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۴۳۳
۳۴۰	ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۴۳۴
۳۴۱	ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۴۳۵
۳۴۲	ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء احناف کا نظریہ۔	۴۳۶
۳۴۳	فقہائے احناف کی عبارات کی روشنی میں قبضہ پر بحث۔	۴۳۷
۳۴۴	واجب کی تعریف۔	۴۳۹
۳۴۵	وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے۔	۴۴۰
۳۴۶	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟	۴۴۱
۳۴۷	ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کو ثابت کرنے کے دلائل کا جائزہ۔	۴۴۲
۳۴۸	ڈاڑھی کے متعلق مصنف کا موقف۔	۴۵۰
۳۴۹	مونچھیں ترشوانے کے حکم میں مذاہب فقہاء	۴۵۱
	باب: ۴۴	
۳۵۰	جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت۔	۴۵۳
۳۵۱	تصویر یا کتے کی وجہ سے کن فرشتوں کا داخلہ ممنوع ہے؟	۴۶۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۵۲	کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کے استثناء کی تحقیق۔	۴۶۳
۳۵۳	مصوروں کو سب سے زیادہ عذاب دینے کی تحقیق۔	۴۶۴
۳۵۴	تصویر کے متعلق فقہاء شافعیہ اور مالکیہ کا نظریہ۔	۴۶۴
۳۵۵	تصویر کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۴۶۵
۳۵۶	تصویر کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۴۶۶
۳۵۷	تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کا نظریہ۔	۴۶۹
۳۵۸	تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنف کا موقف	۴۷۰
	باب: ۷۴۵	
۳۵۹	سفر میں گھنٹی اور کتا رکھنے کی ممانعت۔	۴۷۳
۳۶۰	سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنے کا حکم۔	۴۷۳
	باب: ۷۴۶	
۳۶۱	اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار ڈالنے کی ممانعت	۴۷۴
۳۶۲	اونٹ کی گردن میں ہار ڈالنے کی ممانعت کی وضاحت۔	۴۷۴
	باب: ۷۴۷	
۳۶۳	جانوروں کے منہ پر مارنے اور منہ کو داغنے کی ممانعت۔	۴۷۴
۳۶۴	چہرے پر مارنے اور داغ کر علامت لگانے کا حکم۔	۴۷۵
	باب: ۷۴۸	
۳۶۵	حیوانوں کے منہ کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ کو داغنے کا جواز۔	۴۷۶
۳۶۶	حیوانوں کے جسم کو داغ کر علامت بنانے میں مذاہب فقہاء۔	۴۷۷
	باب: ۷۴۹	
۳۶۷	سر پر کچھ بال رکھنے اور کچھ کٹانے کی ممانعت	۴۷۸
۳۶۸	قزع کے حکم میں مذاہب فقہاء۔	۴۷۸
	باب: ۷۵۰	
۳۶۹	راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت اور راستوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید۔	۴۷۹
۳۷۰	راستوں پر بیٹھنے کے آداب اور احکام۔	۴۷۹
	باب: ۷۵۱	
۳۷۱	مصنوعی بال لگانے، لگوانے، گودنے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے، نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے کی ممانعت۔	۴۸۱
۳۷۲	مصنوعی بال لگانے، گدوانے اور چٹلا وغیرہ لگانے کے حکم میں مذاہب فقہاء۔	۴۸۶
	باب: ۷۵۲	
۳۷۳	جو عورتیں ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہوں گی اور راہ حق سے متجاوز ہوں گی۔	۴۸۷
۳۷۴	ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہونے کی تشریح۔	۴۸۸

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۵۳	
۳۷۵	جھوٹا لباس پہننے اور جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت۔	۴۸۸
۳۷۶	جھوٹا لباس پہننے کی وضاحت۔	۴۸۹
	کتاب الآداب	۴۹۰
۳۷۷	ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۴۹۰
	باب: ۵۴	
۳۷۸	ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان۔	۴۹۱
۳۷۹	ابو القاسم کنیت رکھنے کے متعلق مذاہب کی تفصیل۔	۴۹۵
۳۸۰	کنیت رکھنے کی تحقیق۔	۴۹۵
۳۸۱	انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا جواز	۴۹۶
	باب: ۵۵	
۳۸۲	برے نام رکھنے کی کراہت۔	۴۹۶
۳۸۳	برے نام رکھنے کے حکم کی تفصیل۔	۴۹۸
	باب: ۵۶	
۳۸۴	برے ناموں کو اچھے ناموں کے ساتھ بدلنے کا استحباب۔	۴۹۸
	باب: ۵۷	
۳۸۵	شہنشاہ نام رکھنے کی ممانعت۔	۵۰۰
	باب: ۵۸	
۳۸۶	بچے کی پیدائش کے وقت اس کو گھٹی دینے اور اس کی پیدائش کے دن اس کا نام رکھنے کا استحباب اور عبد اللہ، ابراہیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھنے کا استحسان۔	۵۰۱
۳۸۷	کسی عالم اور صالح شخص سے بچے کو گھٹی دلوانے اور نام رکھوانے کا بیان۔	۵۰۴
۳۸۸	حضرت ام سلیم کی ذہانت اور راضی بہ رضائے الٰہی ہونے کا بیان۔	۵۰۵
	باب: ۵۹	
۳۸۹	لاولد شخص کے لیے کنیت رکھنے کا جواز۔	۵۰۵
۳۹۰	پرندوں کو گھر میں رکھنے اور ان کے ساتھ بچوں کے کھیلنے کا بیان۔	۵۰۶
	باب: ۶۰	
۳۹۱	کسی اور کے بیٹے کو بطور شفقت بیٹا کہنے کا جواز	۵۰۷
	باب: ۶۱	
۳۹۲	اجازت طلب کرنے کا بیان۔	۵۰۷
۳۹۳	پرائے گھر میں داخل ہونے کے لیے اہل خانہ سے اجازت طلب کرنے کی تفصیل۔	۵۱۱
۳۹۴	اجازت طلب کرنے اور سلام کرنے میں تقدیم وتاخیر کی بحث۔	۵۱۲
۳۹۵	اجازت طلب کرنے کی حکمت۔	۵۱۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۹۶	اجازت طلب کرنے کی کیفیت اور اس کے علوم کی بحث۔	۵۱۳
۳۹۷	خبر واحد کی حجیت پر ایک اشکال کا جواب۔	۵۱۳
	باب: ۶۲	
۳۹۸	اجازت طلب کرنے والے کا "کون ہے" کے جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے۔	۵۱۴
۳۹۹	"میں ہوں" کہنے کے مکروہ ہونے کی وجہ۔	۵۱۵
	باب: ۶۳	
۴۰۰	اجنبی کے مکان میں جھانکنے کی ممانعت۔	۵۱۵
	باب: ۶۴	
۴۰۱	اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے کا حکم۔	۵۱۷
۴۰۲	اجنبی عورت کو دیکھنے کا حکم	۵۱۷
	کتاب السلام	۵۱۹
۴۰۳	سلام کا لغوی اور شرعی معنی	۵۱۹
۴۰۴	انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر اللہ تعالیٰ کے سلام کا بیان۔	۵۱۹
۴۰۵	قرآن مجید میں سلام کرنے کے احکام اور آداب۔	۵۲۰
۴۰۶	احادیث میں سلام کرنے کے احکام اور آداب۔	۵۲۱
۴۰۷	سلام کے فضائل۔	۵۲۳
۴۰۸	سلام کے مسائل	۵۲۴
۴۰۹	مصافحہ کا شرعی حکم	۵۲۴
...	.....	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۶۵	
۴۱۰	سوار پیدل کو، اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔	۵۲۵
۴۱۱	سلام کے احکام	۵۲۷
	باب: ۶۶	
۴۱۲	راستہ میں بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے	۵۲۷
۴۱۳	راستہ میں بیٹھنے کی فتنہ سامانیاں۔	۵۲۷
	باب: ۶۷	
۴۱۴	سلام کا جواب دینا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے	۵۲۸
	باب: ۶۸	
۴۱۵	اہل کتاب کو ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت اور	
۴۱۶	ان کے سلام کا جواب دینے کا طریقہ۔	۵۲۹
۴۱۷	کفار اور بدعقیدہ لوگوں کو سلام کرنے کا حکم اور مذاہب فقہاء۔	۵۳۲
	باب: ۶۹	
۴۱۸	بچوں کو سلام کرنے کا استحباب۔	۵۳۳
۴۱۹	بچوں کو سلام کرنے کے احکام۔	۵۳۴
۴۲۰	عورتوں کو سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں مذاہب فقہاء۔	۵۳۴
	باب: ۷۰	
۴۲۱	پردہ اٹھانے کو اجازت دینے کی علامت مقرر کرنا۔	۵۳۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۷۷۱	
۴۲۲	قضاء حاجت کے لیے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت	۵۳۶
۴۲۳	حجاب کے تین مراحل۔	۵۳۷
۴۲۴	قضاء حاجت کے لیے ازواج مطہرات کے گھر سے باہر نکلنے کے تین احوال۔	۵۳۸
۴۲۵	حدیث الباب کے مسائل۔	۵۳۸
	باب: ۷۷۲	
۴۲۶	اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں جانے کی ممانعت۔	۵۳۹
۴۲۷	محرم کی تعریف۔	۵۴۰
	باب: ۷۷۳	
۴۲۸	جو شخص اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ تنہا ہو تو وہ بدگمانی کے ازالے کے لیے دیکھنے والوں کو بتا دے یہ فلاں ہے	۵۴۰
۴۲۹	بدگمانی کے مواقع پر عذر صحیح بیان کرنے کا استحباب	۵۴۱
۴۳۰	شیطان کے رگوں میں دوڑنے کی تحقیق۔	۵۴۲
	باب: ۷۷۴	
۴۳۱	مجلس میں جہاں گنجائش ہو وہاں بیٹھے ورنہ پیچھے بیٹھ جائے۔	۵۴۲
۴۳۲	علم اور ذکر کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب و احکام	۵۴۴
	باب: ۷۷۵	
۴۳۳	اگر کوئی شخص مجلس میں سے اٹھ جائے اور پھر آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔	۵۴۵
...	......	
	باب: ۷۷۶	
۴۳۴	مخنث کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کرنا۔	۵۴۶
۴۳۵	مخنث کی اقسام۔	۵۴۷
	باب: ۷۷۷	
۴۳۶	راستہ میں تھکی ہوئی اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھانے کا جواز۔	۵۴۷
۴۳۷	بیوی کے لیے کھانا پکانا اور گھر کے دیگر کام کاج کا شرعی حکم۔	۵۴۹
۴۳۸	سرکاری زمین کا کسی کو مالک بنانے میں مذاہب فقہاء۔	۵۴۹
۴۳۹	اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سوار کرنے کا بیان۔	۵۴۹
	باب: ۷۷۸	
۴۴۰	تیسرے شخص کی موجودگی میں اس کی رضامندی کے بغیر دو آدمیوں کو سرگوشی کرنے کی ممانعت۔	۵۵۰
۴۴۱	تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنے میں مذاہب	۵۵۱
	باب: ۷۷۹	
۴۴۲	طب، بیماری اور جھاڑ پھونک۔	۵۵۱
۴۴۳	دم کرنے کی تحقیق۔	۵۵۳
۴۴۴	تعویذات لٹکانے کی تحقیق۔	۵۵۴
۴۴۵	خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا شرعی حکم۔	۵۵۶
	باب: ۷۸۰	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴۶	جادو کا بیان	۵۵۷
۴۴۷	جادو کی تحقیق۔	۵۵۸
۴۴۸	نبی پر جادو کیا جانا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے	۵۵۹
۴۴۹	جادو کا دائرہ کار اور جادو اور معجزہ میں فرق۔	۵۵۹
۴۵۰	جادو کے احکام شرعیہ۔	۵۵۹
	باب: ۷۸۱	
۴۵۱	زہر کا بیان۔	۵۶۰
۴۵۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زہر آلود گوشت کھانے کا بیان۔	۵۶۱
	باب: ۷۸۲	
۴۵۳	مریض پر دم کرنے کا استحباب۔	۵۶۱
	باب: ۷۸۳	
۴۵۴	نظر لگنے، پھوڑے پھنسی، زہریلے ڈنک وغیرہ کی تکلیف میں دم کرانے کا استحباب۔	۵۶۲
	باب: ۷۸۴	
۴۵۵	قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کا بیان۔	۵۶۸
۴۵۶	تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز۔	۵۷۰
۴۵۷	تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے متعلق آثار صحابہ و تابعین	۵۷۰
۴۵۸	تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۵۷۱
۴۵۹	تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۵۷۲
۴۶۰	تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۵۷۲
۴۶۱	تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۵۷۳
۴۶۲	تعلیم قرآن، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق مصنف کا موقف۔	۵۷۵
	باب: ۷۸۵	
۴۶۳	دعا کے وقت اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھنے کا استحباب	۵۷۹
	باب: ۷۸۶	
۴۶۴	نماز میں شیطان کے وسوسے سے پناہ مانگنے کا بیان۔	۵۸۰
	باب: ۷۸۷	
۴۶۵	ہر بیماری کی دوا ہے اور علاج کرنے کے مستحب ہونے کا بیان۔	۵۸۰
۴۶۶	علاج کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔	۵۸۸
۴۶۷	احادیث میں مذکور بعض دواؤں کی تاثیر پر اعتراض کا جواب۔	۵۸۸
۴۶۸	عود ہندی اور کلونجی کے نفع آور ہونے کا بیان	۵۸۹
	باب: ۷۸۸	
۴۶۹	طاعون اور بدفالی وغیرہ کا بیان۔	۵۸۹
۴۷۰	فوائد حدیث۔	۵۹۵
	باب: ۷۸۹	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۷۱	مرض کے متعدی ہونے، بدشگونی، الّو اور صفر (کی نحوست)، ستارے (کے سبب سے بارش) اور غول کی کوئی اصل نہیں ہے۔	۵۹۷
۴۷۲	مرض کے متعدی ہونے کا بیان۔	۵۹۹
	باب: ۹۰	
۴۷۳	بدشگونی، نیک شگون اور جن چیزوں میں نحوست ہے	۶۰۰
۴۷۴	نیک فال اور بدفال کا بیان۔	۶۰۳
	باب: ۹۱	
۴۷۵	کہانت اور کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت	۶۰۴
۴۷۶	کہانت کا بیان۔	۶۰۶
	باب: ۹۲	
۴۷۷	جذامی سے اجتناب کا بیان۔	۶۰۸
۴۷۸	جذامی کے احکام کا بیان۔	۶۰۸
	کتاب قتل الحیات وغیرہا	
۴۷۹	سانپ اور دیگر حشرات الارض کو مارنے کے شرعی احکام کا بیان۔	۶۱۰
	باب: ۹۳	
۴۸۰	سانپ مارنے کے حکم کی تفصیل۔	۶۱۴
	باب: ۹۴	
۴۸۱	گرگٹ کو مارنے کا استحباب۔	۶۱۶
۴۸۲	گرگٹ کو مارنے اور اس پر اجر و ثواب ملنے کی حکمت	۶۱۸
	باب: ۹۵	
۴۸۳	چیونٹی کو مارنے کی ممانعت	۶۱۹
۴۸۴	آگ میں جلا کر سزا دینے کا حکم۔	۶۲۰
	باب: ۹۶	
۴۸۵	بلی کو مارنے کی ممانعت۔	۶۲۰
۴۸۶	جانوروں کو عذاب دینے کا حکم۔	۶۲۱
	باب: ۹۷	
۴۸۷	جانوروں کو کھلانے اور پلانے کی فضیلت۔	۶۲۲
۴۸۸	جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی تفصیل۔	۶۲۳
	کتاب الالفاظ من الادب وغیرہا	۶۲۴
	باب: ۹۸	
۴۸۹	زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت۔	۶۲۴
۴۹۰	اللہ تعالیٰ پر دہر کے اطلاق کی توجیہ۔	۶۲۵
	باب: ۹۹	
۴۹۱	عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت۔	۶۲۵
۴۹۲	انگور پر کرم کے اطلاق کی ممانعت کی وجہ۔	۶۲۶
	باب: ۸۰۰	
۴۹۳	لفظ عبد، امۃ، مولیٰ اور سید کے اطلاق کرنے کا حکم۔	۶۲۷
۴۹۴	لفظ عبد اور رب کے اطلاق کی تفصیل۔	۶۲۸

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب : ۸۰۱	
۴۹۵	"میرا نفس خبیث ہو گیا" کہنے کی ممانعت۔	۶۲۹
۴۹۶	مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنے کی ممانعت۔	۶۲۹
	باب : ۸۰۲	
۴۹۷	مشک کا استعمال اور ریحان اور خوشبو کو مسترد کرنے کی کراہت۔	۶۳۰
	کتاب الشعر	۶۳۲
	باب : ۸۰۳	
۴۹۸	شعر کا لغوی اور عرفی معنیٰ	۶۳۵
۴۹۹	شعر پڑھنے اور سننے کا شرعی حکم	۶۳۵
	باب : ۸۰۴	
۵۰۰	نردشیر (چوسر) کی حرمت۔	۶۳۶
۵۰۱	چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی تحقیق۔	۶۳۶
۵۰۲	چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء مالکیہ کی تحقیق	۶۳۷
۵۰۳	چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء شافعیہ کی تحقیق۔	۶۳۷
۵۰۴	چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء احناف کی تحقیق۔	۶۳۸
۵۰۵	کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر	۶۳۸
	کتاب الرؤیا	۶۴۳
۵۰۶	خوابوں کا بیان۔	۶۴۳
۵۰۷	خواب کی حقیقت اور اس کی اقسام کے متعلق علماء اسلام کی آراء۔	۶۴۳
	باب : ۸۰۵	۶۴۵
۵۰۸	برے خواب کے احکام	۶۵۷
۵۰۹	سچے خوابوں کے مراتب اور درجات۔	۶۵۸
۵۱۰	خواب کے اجزاء نبوت سے ہونے کے متعلق متعارض احادیث میں تطبیق۔	۶۵۸
۵۱۱	اس کی تحقیق کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے	۶۵۹
۵۱۲	خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف صفات اور مختلف صورتوں میں دیکھنے کی تحقیق	۶۶۲
۵۱۳	خواب اور بیداری میں کسی شخص سے ملاقات کا سبب۔	۶۶۳
۵۱۴	نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کی توجیہات۔	۶۶۴
۵۱۵	کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جاتا ہے؟	۶۶۵
۵۱۶	بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات۔	۶۶۶
۵۱۷	وصال کے بعد صحابہ کرام کو بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیوں نہیں ہوئی؟	۶۶۷
۵۱۸	خواب دیکھنے اور اس کی تعبیر بیان کرنے کے آداب۔	۶۶۸
۵۱۹	حضرت ابوبکر کے تعبیر بیان کرنے میں خطاء و صواب کا بیان۔	۶۶۸
	کتاب الفضائل	۶۷۰

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب : ۸۰۶	۶۷۰
۵۲۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت اور اعلان نبوت سے پہلے آپ کو ایک پتھر کے سلام کرنے کا بیان۔	۶۷۰
۵۲۱	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب۔	۶۷۱
۵۲۲	قریش کی وجہ تسمیہ۔	۶۷۱
۵۲۳	قبیلہ قریش کا مصداق	۶۷۲
۵۲۴	قریش کے دو بڑے گروہ	۶۷۲
۵۲۵	قریش کی خدمات۔	۶۷۳
۵۲۶	حضرت عبد المطلب کی سیرت۔	۶۷۳
۵۲۷	قریش کے چند مشہور خاندانوں کا تذکرہ۔	۶۷۴
۵۲۸	قریش کا مذہب۔	۶۷۷
۵۲۹	قریش میں دعوت اسلام	۶۷۷
۵۳۰	خرق عادت کے اقسام	۶۷۹
	باب : ۸۰۷	۶۷۹
۵۳۱	ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کا بیان۔	۶۷۹
۵۳۲	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سیادت کے بیان میں روز قیامت کی قید کی وجہ۔	۶۸۰
۵۳۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی سیادت بیان کرنے کا سبب۔	۶۸۰
۵۳۴	آپ کی امت میں تمام انبیاء کے تقدیراً اور حکماً دخول کی وجہ سے آپ کی افضلیت۔	۶۸۰
۵۳۵	رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۱
۵۳۶	تمام اوصاف انبیاء کے جامع ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۱
۵۳۷	آپ کے ذکر کی رفعت کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۲
۵۳۸	آپ کی رسالت کے عموم اور شمول کی وجہ سے آپ کی افضلیت۔	۶۸۳
۵۳۹	آپ کے دین کے ناسخ الادیان ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت۔	۶۸۳
۵۴۰	خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۴
۵۴۱	مقام محمود پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت۔	۶۸۴
۵۴۲	اللہ کی رضا جوئی کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۴
۵۴۳	کثرت معجزات کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۸۵
۵۴۴	دنیا میں اعلان مغفرت ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت۔	۶۸۷
۵۴۵	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کے اسناد کے محامل۔	۶۸۸
۵۴۶	عطاء خراسانی کے قول کا بطلان۔	۶۹۰
۵۴۷	خالق اور خلق کے محبوب ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت	۶۹۸
۵۴۸	خلیل اور حبیب میں فرق کا بیان۔	۷۰۰
۵۴۹	کلیم اور حبیب میں فرق کا بیان۔	۷۰۲
۵۵۰	انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی افضلیت۔	۷۰۳
۵۵۱	سب سے پہلے قبر سے اٹھنے والی حدیث کا حضرت موسیٰ کے پہلے اٹھنے والی حدیث سے تعارض کا جواب	۷۰۵
۵۵۲	جس حدیث میں آپ نے دوسرے انبیاء پر فضیلت دینے سے منع کیا ہے اس کے جوابات۔	۷۰۵

....

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۸۰۸	
۵۵۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات۔	۶۰۶
۵۵۴	معجزہ کی تعریف	۶۱۰
۵۵۵	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے کم چیز زیادہ ہوتی، معدوم چیز موجود کیوں نہیں ہوتی۔	۶۱۱
۵۵۶	جس چیز میں برکت ہو اس کا حساب کرنے سے اس کی برکت کیوں ختم ہوجاتی ہے؟	۶۱۲
۵۵۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا۔	۶۱۲
	باب: ۸۰۹	
۵۵۸	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ پر توکل۔	۶۱۲
۵۵۹	توکل کا لغوی معنی۔	۶۱۳
۵۶۰	کیا اسباب اور وسائل کا حصول توکل کے منافی ہے؟	۶۱۴
	باب: ۸۱۰	
۵۶۱	جس علم اور ہدایت کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا ہے اس کی مثال۔	۶۱۶
۵۶۲	علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت۔	۶۱۷
	باب: ۸۱۱	
۵۶۳	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت۔	۶۱۸
	باب: ۸۱۲	
۵۶۴	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان۔	۶۲۰
۵۶۵	خاتم کے معنی۔	۶۲۱
۵۶۶	ختم نبوت پر قرآن مجید سے دلائل۔	۶۲۲
۵۶۷	نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کے متعلق احادیث۔	۶۲۵
۵۶۸	اُمتی اور ظلی کی اختراع کا جواب۔	۶۲۹
۵۶۹	قرآن مجید سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات۔	۶۳۰
۵۷۰	احادیث سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات۔	۶۳۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۸۱۳	
۵۷۱	جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے پہلے اس کے نبی کو اٹھا لیتا ہے	۶۳۴
	باب: ۸۱۴	
۵۷۲	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض اور آپ کی صفات کا بیان۔	۶۳۵
۵۷۳	میدانِ حشر میں حوض کا محل وقوع اور حوض کو کوثر کہنے کی وجہ۔	۶۴۵
۵۷۴	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حوض کی وجہ اختصاص	۶۴۵
۵۷۵	حوض کے متعلق احادیث معنًی متواتر ہیں۔	۶۴۶
۵۷۶	حوض کا پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگنے کی تحقیق۔	۶۴۶
۵۷۷	جن لوگوں کو حضور نے حوض پر آنے سے روک دیا، ان کے متعلق حضور کا علم اور حدیث عرض اعمال	۶۴۶
	باب: ۸۱۵	
۵۷۸	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فرشتوں کی جنگ کا اعزاز	۶۵۳
۵۷۹	غیر نبی کے لیے فرشتوں کو دیکھنے کی تحقیق۔	۶۵۴
	باب: ۸۱۶	
۵۸۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت	۶۵۵
	باب: ۸۱۷	
۵۸۱	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخاوت۔	۶۵۶
	باب: ۸۱۸	
۵۸۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حسنِ اخلاق۔	۶۵۷
۵۸۳	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ کے سلسلہ میں احادیث کے تعارض کا جواب۔	۶۵۹
۵۸۴	خلق کا لغوی معنی۔	۶۵۹
۵۸۵	خلق کا اصطلاحی معنی۔	۶۵۹
۵۸۶	حسن اخلاق کی فضیلت۔	۶۶۰

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۸۷	خلق جبلی صفت ہے یا اختیاری؟	۷۶۱
۵۸۸	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق احادیث۔	۷۶۳
	باب: ۸۱۹	
۵۸۹	رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جود وسخا۔	۷۶۴
	باب: ۸۲۰	
۵۹۰	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت اور آپ کی تواضع کا بیان۔	۷۶۶
	باب: ۸۲۱	
۵۹۱	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت حیاء کا بیان۔	۷۶۹
۵۹۲	حیاء کا لغوی اور شرعی معنی۔	۷۷۰
	باب: ۸۲۲	
۵۹۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبسم اور حسن معاشرت۔	۷۷۱
۵۹۴	تبسم، ہنسی اور قہقہہ کی تعریفات	۷۷۱
۵۹۵	تبسم اور ہنسی کا حکم۔	۷۷۱
۵۹۶	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبسم اور ہنسی کے مواقع اور اسباب۔	۷۷۲
	باب: ۸۲۳	
۵۹۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عورتوں پر رحمت۔	۷۷۲
	باب: ۸۲۴	
۵۹۸	لوگوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تبرک اور قرب	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	حاصل کرنا۔ اور آپ کا تواضع فرمانا۔	۷۷۴
۵۹۹	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تبرک حاصل کرنا	۷۷۵
۶۰۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا۔	۷۷۵
	باب: ۸۲۵	
۶۰۱	اپنی ذات کا انتقام نہ لینا اور حدود الٰہی میں سختی کرنا۔	۷۷۶
۶۰۲	مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کو پیش نظر رکھیں۔	۷۷۷
۶۰۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقام نہ لینے کے شواہد۔	۷۷۸
۶۰۴	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلام کفر ہے، خواہ توہین کی نیت نہ ہو اور آپ کے معاف کرنے کی وجوہات۔	۷۷۹
	باب: ۸۲۶	
۶۰۵	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ملائمت اور خوشبو۔	۷۸۰
۶۰۶	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو۔	۷۸۱
۶۰۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت۔	۷۸۱
۶۰۸	فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کے اعتراضات کے جوابات۔	۷۸۳
۶۰۹	فضلات کریمہ سے متعلق بعض احادیث کی فنی حیثیت اور اس مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف۔	۷۸۸
	باب: ۸۲۷	
۶۱۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو اور اس سے تبرک حاصل کرنا۔	۷۸۹
۶۱۱	حضرت ام سلیم کے گھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کے سونے کی وجہ۔	۷۹۱
۶۱۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خوشبو پھیلنے کے متعلق احادیث۔	۷۹۱
۶۱۳	وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور نزول وحی کی صورتیں۔	۷۹۲
۶۱۴	نزولِ وحی کے وقت پسینہ آنے کی وجہ۔	۷۹۳
۶۱۵	نزول وحی کی صرف دو صورتیں بیان کرنے کی وجہ۔	۷۹۳
۶۱۶	فرشتہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وحی سننے کی کیفیت۔	۷۹۴
۶۱۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین کیسے ہوا کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے؟	۷۹۴
	باب: ۸۲۸	
۶۱۸	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کی صفات اور آپ کے حلیہ کا بیان۔	۷۹۵
۶۱۹	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق۔	۷۹۷
۶۲۰	اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق۔	۷۹۸
۶۲۱	مانگ نکالنے کا حکم۔	۷۹۸
۶۲۲	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق۔	۷۹۸
	باب: ۸۲۹	
۶۲۳	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر۔	۷۹۹
۶۲۴	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات۔	۸۰۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۲۵	خضاب لگانے یا نہ لگانے کے متعلق علماء کے نظریات۔	۸۰۳
۶۲۶	سیاہ خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات۔	۸۰۴
	باب: ۸۳۰	
۶۲۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان۔	۸۰۳
	باب: ۸۳۱	
۶۲۸	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان۔	۸۰۶
۶۲۹	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق اور محاکمہ۔	۸۱۰
۶۳۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آوازیں سننے اور روشنی دیکھنے کا بیان۔	۸۱۱
	باب: ۸۳۲	
۶۳۱	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ۔	۸۱۱
۶۳۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "محمد" کی تشریح۔	۸۱۲
۶۳۳	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "احمد" کی تشریح۔	۸۱۵
	باب: ۸۳۳	
۶۳۴	اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ خوف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔	۸۱۵
۶۳۵	دین میں سہولت اور رخصت کے پسندیدہ ہونے کا بیان۔	۸۱۶
۶۳۶	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صغائر اور مکروہات سے مجتنب ہونے کا بیان۔	۸۱۶
۶۳۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کا حکم۔	۸۱۷

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب ۸۳۴:	
۶۳۸	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب۔	۸۱۷
۶۳۹	حجیت حدیث۔	۸۱۴
	باب ۸۳۵:	
۶۴۰	بلا ضرورت زیادہ سوال کرنے کی کراہت۔	۸۱۸
۶۴۱	نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال کرنے کی ممانعت کی وجوہات۔	۸۲۲
۶۴۲	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "مجھ سے جو چاہو سوال کرو" کی تشریح۔	۸۲۴
۶۴۳	آپ کو جنت اور دوزخ حقیقتاً دکھانے اور ان کی تصویر دکھانے کے الگ الگ محل۔	۸۲۵
	باب ۸۳۶:	
۶۴۴	احکام شرعیہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب اور احکام دنیویہ میں عمل کا اختیار۔	۸۲۵
۶۴۵	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیوند کاری کے متعلق صحابہ سے فرمانا "دنیاوی معاملات کو تم زیادہ جانتے ہو"۔	۸۲۷
	باب ۸۳۷:	
۶۴۶	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کی تمنا کرنے کی فضیلت۔	۸۲۸
	باب ۸۳۸:	
۶۴۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل۔	۸۲۹
	باب ۸۳۹:	
۶۴۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل۔	۸۳۱
۶۴۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خیر البریہ ہونے کی توجیہ۔	۸۳۳
۶۵۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین (ظاہری) جھوٹ بولنے کی توجیہ۔	۸۳۴
۶۵۱	گناہوں پر قدرت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی نہیں ہے۔	۸۳۴
	باب ۸۴۰:	
۶۵۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل۔	۸۳۵
۶۵۳	پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑوں کو لے کر بھاگنا۔	۸۴۱
۶۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی وجوہ۔	۸۴۱
۶۵۵	صالحین کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب۔	۸۴۳
	باب ۸۴۱:	
۶۵۶	حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل۔	۸۴۳
	باب ۸۴۲:	
۶۵۷	حضرت زکریا علیہ السلام کی فضیلت	۸۴۴

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۸۴۳	
۶۵۸	حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت۔	۸۴۴
۶۵۹	حضرت موسیٰ کا نام و نسب اور عمر کا بیان۔	۸۵۲
۶۶۰	حضرت خضر کا نام، لقب اور کنیت	۸۵۲
۶۶۱	حضرت خضر کے نبی ہونے کی تحقیق۔	۸۵۳
۶۶۲	حضرت خضر کی حیات کے متعلق علماء امت کی آراء۔	۸۵۳
۶۶۳	حیاتِ خضر کی نفی پر دلائل۔	۸۵۴
۶۶۴	حیاتِ خضر کے ثبوت پر دلائل۔	۸۵۶
۶۶۵	حیاتِ خضر کے حق میں اور اس کے خلاف دلائل پر بحث و نظر۔	۸۵۷
۶۶۶	حیاتِ خضر کے سلسلہ میں حرفِ آخر۔	۸۵۹
۶۶۷	حدیثِ خضر سے استنباط شدہ مسائل۔	۸۵۹
	کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم	۸۶۱
۶۶۸	صحابی کی تعریف	۸۶۱
۶۶۹	تعدادِ صحابہ کے متعلق رافضیوں کا عقیدہ۔	۸۶۱
۶۷۰	تعدادِ صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ۔	۸۶۱
۶۷۱	صحابہ کرام کے اخلاص سے ان کے دین میں استقلال اور ثابت قدمی پر استدلال۔	۸۶۲
۶۷۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تبلیغ سے کثرتِ صحابہ پر استدلال۔	۸۶۲
۶۷۳	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور افضل المرسلین ہونے سے کثرتِ صحابہ پر استدلال	۸۶۳
۶۷۴	قرآن مجید کی آیات سے کثرتِ صحابہ پر استدلال	۸۶۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۷۵	فضیلت صحابہ پر کتب شیعہ سے استدلال۔	۸۶۴
	باب: ۸۴۴	
۶۷۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل۔	۸۶۷
۶۷۷	صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر افضلیت کے متعلق علماء کے مسالک اور نظریات۔	۸۸۱
۶۷۸	صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہلسنت کا نظریہ	۸۸۲
۶۷۹	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۸۸۳
۶۸۰	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	۸۸۳
۶۸۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت۔	۸۸۴
۶۸۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت۔	۸۸۶
۶۸۳	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	۸۸۶
۶۸۴	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم۔	۸۸۸
۶۸۵	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زہد، تواضع اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔	۸۸۸
۶۸۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت۔	۸۸۹
۶۸۷	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم کارنامے۔	۸۸۹
۶۸۸	سفرِ ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کی افضلیت کی وجوہ۔	۸۹۱
۶۸۹	خلت اور محبت کا معنیٰ۔	۸۹۵
۶۹۰	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی کو شخصی طور پر معین کر کے خلیفہ نامزد نہ کرنا۔	۸۹۶
۶۹۱	حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر دلیل۔	۸۹۷
۶۹۲	خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	پر قرآن مجید سے استدلال۔	۸۹۷
۶۹۳	استدلال مذکور پر شیعہ علماء کے اعتراضات کے جوابات۔	۸۹۸
۶۹۴	قرآن مجید کی آیات سے شیعہ تفسیر کے مطابق حضرت ابوبکر کے فضائل۔	۸۹۹
۶۹۵	حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت علی کے بیعت کرنے کا کتب شیعہ سے ثبوت۔	۹۰۲

باب : ۸۴۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۹۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔	۹۰۷
۶۹۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۱۳
۶۹۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	۹۱۴
۶۹۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا	۹۱۶
۷۰۰	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت۔	۹۱۶
۷۰۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم۔	۹۱۷
۷۰۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد اور تواضع۔	۹۱۷
۷۰۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب۔	۹۱۸
۷۰۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت۔	۹۱۹
۷۰۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بحیثیت خلیفہ) سیرت۔	۹۲۰
۷۰۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔	۹۲۱
۷۰۷	حضرت عمر کے لیے حضرت علی کی دعاء خیر۔	۹۲۳
۷۰۸	حضرت عمر کی دینداری میں سابقیت۔	۹۲۳
۷۰۹	حضرت عمر کا محدَّث (صاحب الہام) ہونا۔	۹۲۴
۷۱۰	عبد اللہ ابن اُبی کے کفن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص دینے کی وجہ۔	۹۲۴
۷۱۱	حضرت عمر کی رائے کے مطابق بعض آیات کے نازل ہونے پر شیعہ علماء کی تائید۔	۹۲۵
۷۱۲	کتب شیعہ سے حضرت عمر کے فضائل کا بیان	۹۲۶
۷۱۳	نہج البلاغۃ کے حوالے سے حضرت علی کے بیان کردہ حضرت عمر کے فضائل۔	۹۲۷
۷۱۴	ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے فضائل میں احادیث۔	۹۲۹
۷۱۵	ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر پر اعتراضات کے جوابات۔	۹۲۹
۷۱۶	ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے خاتمہ بالخیر پر حضرت ابن عباس اور حضرت علی کی گواہی۔	۹۳۰

باب : ۸۴۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۱۷	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۳۲
۷۱۸	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۳۷
۷۱۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل۔	۹۳۸
۷۲۰	حضرت عثمان کے فضائل کا کتب شیعہ سے ثبوت۔	۹۳۹
۷۲۱	نہج البلاغۃ کے حوالے سے حضرت عثمان کے متعلق حضرت علی کے ستائشی کلمات۔	۹۴۰
۷۲۲	تقیہ کا جواب۔	۹۴۱
۷۲۳	شیعہ فرقوں کا حکم۔	۹۴۲
۷۲۴	حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں فتوحات۔	۹۴۳
۷۲۵	فتنہ اور اس کے اسباب۔	۹۴۳
۷۲۶	اصلاح کی کوشش۔	۹۴۵
۷۲۷	انقلاب کی کوشش۔	۹۴۵
۷۲۸	باغیوں کی شورش۔	۹۴۷

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۲۹	جاں نثار صحابہ کے مشورے۔	۹۴۶
۷۳۰	شہادت۔	۹۴۷
۷۳۱	عظمت عثمان رضی اللہ عنہ	۹۴۸
	باب: ۸۴۷	
۷۳۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۵۰
۷۳۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح	۹۵۶
۷۳۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۹۵۷
۷۳۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت۔	۹۵۸
۷۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت۔	۹۵۹
۷۳۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم	۹۵۹
۷۳۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد۔	۹۶۰
۷۳۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۶۰
۷۴۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت۔	۹۶۱
۷۴۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	۹۶۲
۷۴۲	حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دینا ان کے استحقاق خلافت کو مستلزم نہیں ہے۔	۹۶۳
۷۴۳	حضرت معاویہ کا حضرت سعد سے حضرت علی کو برا نہ کہنے کی وجہ دریافت کرنا۔	۹۶۴
۷۴۴	اہل بیت کی اقسام	۹۶۴
	باب: ۸۴۸	
۷۴۵	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۶۵
۷۴۶	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۷۰
	باب: ۸۴۹	
۷۴۷	حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل	۹۷۱
۷۴۸	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۷۳
۷۴۹	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۷۵
	باب: ۸۵۰	
۷۵۰	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۷۶
۷۵۱	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سوانح	۹۷۷
	باب: ۸۵۱	
۷۵۲	حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل	۹۷۸
۷۵۳	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح	۹۸۰
۷۵۴	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب۔	۹۸۰
۷۵۵	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت۔	۹۸۲
۷۵۶	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۸۲
۷۵۷	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب۔	۹۸۲
۷۵۸	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت۔	۹۸۳
۷۵۹	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا محمل۔	۹۸۴
۷۶۰	یزید کی بیعت توڑنے اور اپنی بیعت لینے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ان کی توجیہ۔	۹۸۵
	باب: ۸۵۲	
۷۶۱	حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل۔	۹۹۰
۷۶۲	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۹۱
۷۶۳	حضرت زید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں باپ اور چچا کو چھوڑ دینا۔	۹۹۲
۷۶۴	حضرت زید کے دیگر فضائل ومناقب۔	۹۹۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۶۵	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۹۹۴
	باب ۸۵۳:	
۷۶۶	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل۔	۹۹۵
۷۶۷	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی سوانح۔	۹۹۶
	باب ۸۵۴:	
۷۶۸	ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۹۹۷
۷۶۹	ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۰۰۰
	باب ۸۵۵:	
۷۷۰	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل۔	۱۰۰۱
۷۷۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوانح	۱۰۱۰
	باب ۸۵۶:	
۷۷۲	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل۔	۱۰۱۲
۷۷۳	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۰۱۶
	باب ۸۵۷:	
۷۷۴	حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	۱۰۱۸
۷۷۵	حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۰۱۹
	باب ۸۵۸:	
۷۷۶	حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے فضائل۔	۱۰۱۹
۷۷۷	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خصوصیات	۱۰۲۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۷۸	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۰۲۰
۷۷۹	کفو کا لغوی معنی۔	۱۰۲۳
۷۸۰	کفو کا اصطلاحی معنی۔	۱۰۲۳
۷۸۱	کفو کی تحقیق۔	۱۰۲۳
۷۸۲	غیر کفو میں نکاح کی بحث۔	۱۰۲۴
۷۸۳	قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا بیان۔	۱۰۲۵
۷۸۴	جمہور فقہاء کے نزدیک عام مخصوص البعض کا حجت ہونا۔	۱۰۲۷
۷۸۵	احل لکم ماوراء ذالکم میں ’ما‘ کا عموم۔	۱۰۲۹
۷۸۶	احل لکم ماوراء ذالکم کے عموم سے فقہاء کا استدلال۔	۱۰۳۰
۷۸۷	فانکحوا ما طاب لکم من النساء میں ما کے عموم سے فقہاء کا استدلال۔	۱۰۳۱
۷۸۸	وانکحوا الایامی منکم الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۳۲
۷۸۹	غیر کفو میں نکاح کا جواز سادات کرام کی تعظیم و تکریم کے منافی نہیں ہے۔	۱۰۳۴
۷۹۰	ولا جناح علیکم ان تنکحوھن الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۳۵
۷۹۱	آیت تحلیل سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۳۶
۷۹۲	ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۳۷
۷۹۳	استدلال مذکور پر ایک اعتراض کا جواب۔	۱۰۳۹

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۹۴	وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۴۰
۷۹۵	ولعبد مؤمن خیر من مشرک ___ سے استدلال (غیر کفو میں نکاح کے جواز پر قرآن مجید سے صریح جزئیہ)	۱۰۴۲
۷۹۶	ولعبد مؤمن الآیۃ میں "عبد" سے غلام مراد ہونے پر جمہور مفسرین کی تصریحات۔	۱۰۴۳
۷۹۷	اہلسنت مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن الآیۃ کا ترجمہ۔	۱۰۴۵
۷۹۸	دیگر مشہور مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن الآیۃ کا ترجمہ۔	۱۰۴۶
۷۹۹	افنجعل المسلمین کالمجرمین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال	۱۰۴۶
۸۰۰	فلا تزکوا انفسکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۴۶
۸۰۱	وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال۔	۱۰۴۸
۸۰۲	عہد رسالت میں غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں میں سے چند نکاحوں کا بیان۔	۱۰۵۲
۸۰۳	غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک توجیہ کا جواب۔	۱۰۵۶
۸۰۴	اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہ کرنے پر احادیث سے دلائل۔	۱۰۵۷
۸۰۵	اسلام اور اچھے اخلاق کی بناء پر رشتہ دینے کا حکم عام ازیں کہ کفو ہو یا غیر کفو۔	۱۰۶۰
۸۰۶	بالخصوص غیر کفو میں رشتہ دینے کا حکم۔	۱۰۶۳
۸۰۷	غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک اور توجیہ کا جواب۔	۱۰۶۴
۸۰۸	سیدات کا غیر فاطمیوں کے ساتھ نکاح کا بیان	۱۰۶۴
۸۰۹	حضرت سیدہ ام کلثوم کے حضرت عمر سے نکاح کا بیان۔	۱۰۶۵
۸۱۰	حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کے غیر فاطمی جوانوں سے نکاح کا بیان۔	۱۰۶۶
۸۱۱	حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بیان۔	۱۰۶۸
۸۱۲	حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (زین العابدین) رضی اللہ عنہم کی صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بیان۔	۱۰۶۹
۸۱۳	سیدات کے غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی توجیہ کا بیان۔	۱۰۷۰
۸۱۴	سیدہ کے غیر سید سے نکاح کے متعلق اعلیٰ حضرت کا موقف۔	۱۰۷۱
۸۱۵	نکاح کی وجہ سے عورت کی تذلیل کی تحقیق۔	۱۰۷۳
۸۱۶	غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے روئے زمین کے تمام اولیاء کا راضی ہونا ضروری ہے یا صرف ولی اقرب کا راضی ہونا کافی ہے؟	۱۰۷۵
۸۱۷	اعتبار کفو کی روایات کی فنی حیثیت۔	۱۰۷۷
۸۱۸	حدیث والایم اذا وجدت لہا کفوا کی تحقیق۔	۱۰۷۷
۸۱۹	حدیث تخیروا لنطفکم کی تحقیق	۱۰۷۹

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۲۰	پہلی سند۔	۱۰۷۹
۸۲۱	دوسری سند۔	۱۰۸۰
۸۲۲	تیسری سند۔	۱۰۸۰
۸۲۳	چوتھی سند۔	۱۰۸۰
۸۲۴	حدیث لاتنکحوا الا الاکفاء کی تحقیق۔	۱۰۸۲
۸۲۵	حدیث لا حائك او حجام کی تحقیق	۱۰۸۳
۸۲۶	پہلی سند۔	۱۰۸۳
۸۲۷	دوسری سند	۱۰۸۳
۸۲۸	تیسری سند	۱۰۸۴
۸۲۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی تحقیق۔	۱۰۸۴
۸۳۰	حضرت سلمان فارسی کی طرف منسوب اثر کی تحقیق	۱۰۸۸
۸۳۱	روایات ضعیفہ کی بنا پر کسی چیز کی حرمت ثابت کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔	۱۰۸۹
۸۳۲	تحریم کا مدار اس دلیل پر ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو۔	۱۰۹۱
۸۳۳	نکاح غیر کفو میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۰۹۲
۸۳۴	نکاح غیر کفو میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۱۰۹۳
۸۳۵	نکاح غیر کفو میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۱۰۹۵
۸۳۶	نکاح غیر کفو میں فقہاء احناف کا نظریہ۔	۱۰۹۵
۸۳۷	بزار کی روایت سے غیر کفو میں نکاح کے بطلان پر استدلال کی تحقیق۔	۱۰۹۷
۸۳۸	ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے نکاح کا تجزیہ	۱۱۰۱
۸۳۹	نکاح غیر کفو اور حلالہ کا تجزیہ۔	۱۱۰۱
۸۴۰	نکاح غیر کفو اور علامہ ابن ہمام۔	۱۱۰۲
۸۴۱	نکاح غیر کفو میں مصنف کا موقف اور حرف آخر۔	۱۱۰۵
	باب : ۸۵۹	
۸۴۲	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل۔	۱۱۰۶
۸۴۳	حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی سوانح	۱۱۰۷
	باب : ۸۶۰	
۸۴۴	حضرت ام سلیم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے فضائل۔	۱۱۰۸
۸۴۵	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۱۱۱
۸۴۶	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۱۱
۸۴۷	نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آہٹ سنی، اس کی توجیہ	۱۱۱۲
۸۴۸	اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دیگر معمولات اہل سنت پر ایک دلیل	۱۱۱۳
۸۴۹	حدیث الباب کے بقیہ فوائد اور مسائل۔	۱۱۱۵
	باب : ۸۶۱	
۸۵۰	حضرت عبداللہ ابن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما کے فضائل۔	۱۱۱۷
۸۵۱	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۲۱
۸۵۲	حضرت عبداللہ بن مسعود کے مصحف کا بیان۔	۱۱۲۲
۸۵۳	حضرت ابن مسعود کی اپنی علمی فضیلت بیان کرنے کی توجیہ۔	۱۱۲۳
	باب : ۸۶۲	
۸۵۴	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کے فضائل۔	۱۱۲۴

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۵۵	حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۲۵
	باب : ۸۶۳	
۸۵۶	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۲۶
۸۵۷	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۲۷
	باب : ۸۶۴	
۸۵۸	حضرت ابودُجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۲۹
۸۵۹	حضرت ابودُجانہ کی سوانح ۔	۱۱۲۹
	باب : ۸۶۵	
۸۶۰	حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کے فضائل ۔	۱۱۳۰
۸۶۱	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کی سوانح ۔	۱۱۳۱
	باب : ۸۶۶	
۸۶۲	حضرت جُلَیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۳۲
۸۶۳	حضرت جُلَیبیب رضی اللہ عنہ کی سوانح	۱۱۳۲
	باب : ۸۶۷	
۸۶۴	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۳۳
۸۶۵	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۳۹
	باب : ۸۶۸	
۸۶۶	حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۴۰
۸۶۷	حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۴۲
	باب : ۸۶۹	
۸۶۸	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل	۱۱۴۳
۸۶۹	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح ۔	۱۱۴۴
	باب : ۸۷۰	
۸۷۰	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل ۔	۱۱۴۶
۸۷۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح ۔	۱۱۴۷
	باب : ۸۷۱	
۸۷۲	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۴۸
۸۷۳	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۵۰
	باب : ۸۷۲	
۸۷۴	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۱۵۱
۸۷۵	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۵۴
	باب : ۸۷۳	
۸۷۶	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۱۵۵
۸۷۷	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۶۰
	باب : ۸۷۴	
۸۷۸	حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے فضائل ۔	۱۱۶۱
۸۷۹	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح ۔	۱۱۶۵
	باب : ۸۷۵	
۸۸۰	اہل بدر رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا عذر	۱۱۶۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۸۱	کفار کے لیے جاسوسی کرنے والے کا حکم	۱۱۶۷
۸۸۲	"اے اہل بدر! تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہارے لیے مغفرت کردی ہے۔"	۱۱۶۸
۸۸۳	حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت پر علماء شیعہ کی روایات سے استدلال اور دعویٰ ارتداد کا بطلان۔	۱۱۷۱
	باب: ۸۷۶	
۸۸۴	اصحاب شجرہ یعنی اہل بیعت رضوان رضی اللہ عنہم کے فضائل۔	۱۱۷۲
۸۸۵	بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سمیت چودہ سو سے زائد صحابہ کے ایمان اور اسلام کا استقامت پر استدلال۔	۱۱۷۳
۸۸۶	اہل سنت اور اہل تشیع کی متفق علیہ روایات سے اصحاب بیعت رضوان کی تعداد کا بیان۔	۱۱۷۴
۸۸۷	بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر کی فضیلت پر شیخ طوسی کے اعتراضات۔	۱۱۷۵
۸۸۸	شیخ طوسی کے اعتراضات کے جوابات۔	۱۱۷۶
۸۸۹	بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل۔	۱۱۷۷
	باب: ۸۷۷	
۸۹۰	حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کے فضائل۔	۱۱۷۸
۸۹۱	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۰
۸۹۲	حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۸۷۸	
۸۹۳	اشعریین رضی اللہ عنہم کے فضائل۔	۱۱۸۱
	باب: ۸۷۹	
۸۹۴	حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۱۸۲
۸۹۵	حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۳
	باب: ۸۸۰	
۸۹۶	حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت اسماء بنت عمیس اور ان کی کشتی والوں کے فضائل۔	۱۱۸۴
۸۹۷	حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۶
۸۹۸	حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سوانح۔	۱۱۸۷
	باب: ۸۸۱	
۸۹۹	حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے فضائل۔	۱۱۸۷
۹۰۰	حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۸
۹۰۱	حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی سوانح۔	۱۱۸۹
	باب: ۸۸۲	
۹۰۲	انصار کے فضائل۔	۱۱۹۰
	باب: ۸۸۳	
۹۰۳	غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طیئ کے فضائل۔	۱۱۹۵

....

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب ۸۸۴:	
۹۰۴	بہترین لوگ۔	۱۲۰۱
۹۰۵	سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنے کا حکم۔	۱۲۰۱
	باب ۸۸۵:	
۹۰۶	قریش کی خواتین کے فضائل۔	۱۲۰۲
	باب ۸۸۶:	
۹۰۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بنانا۔	۱۲۰۳
۹۰۸	حلف بالتوارث کا منسوخ ہونا۔	۱۲۰۴
	باب ۸۸۷:	
۹۰۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا صحابہ کے لیے اور صحابہ کی بقاء کا امت کے لیے امان ہونا۔	۱۲۰۵
	باب ۸۸۸:	
۹۱۰	صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل۔	۱۲۰۶
۹۱۱	قرن کی تعریف۔	۱۲۱۰
۹۱۲	بغیر طلب کے شہادت دینے سے متعلق احادیث کے تعارض کا جواب۔	۱۲۱۰
	باب ۸۸۹:	
۹۱۳	"جو لوگ اس وقت زندہ ہیں، سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں ہوگا" کا مطلب۔	۱۲۱۲
	باب ۸۹۰:	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۱۴	سب صحابہ کی تحریم	۱۲۱۳
۹۱۵	سب صحابہ کرنے والے کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ۔	۱۲۱۴
۹۱۶	سب صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۱۲۱۵
۹۱۷	سب صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۱۲۱۶
۹۱۸	سب صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۲۱۷
۹۱۹	روافض کی تکفیر کے متعلق میر سید شریف جرجانی کا نظریہ۔	۱۲۱۸
۹۲۰	مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ۔	۱۲۱۹
۹۲۱	روافض کی تکفیر کے متعلق علامہ شامی کا نظریہ۔	۱۲۲۲
۹۲۲	روافض کی تکفیر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ۔	۱۲۲۳
۹۲۳	سب صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات۔	۱۲۲۹
۹۲۴	قرآن مجید میں تحریف پر شیعہ ائمہ کی روایات اور تصریحات۔	۱۲۳۳
۹۲۵	قرآن مجید میں عدم تحریف پر شیعہ علماء کی تصریحات۔	۱۲۳۳
۹۲۶	روافض کی تکفیر میں مصنف کا موقف۔	۱۲۳۴
	باب ۸۹۱:	
۹۲۷	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل۔	۱۲۳۶
	باب ۸۹۲:	
۹۲۸	اہل مصر کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت۔	۱۲۳۷
	باب ۸۹۳:	

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۲۹	اہلِ عمان کی فضیلت	۱۲۳۸
	باب: ۸۹۴	
۹۳۰	قبیلہ ثقیف کا کذاب اور اس کا ظالم۔	۱۲۳۸
۹۳۱	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح۔	۱۲۴۰
	باب: ۸۹۵	
۹۳۲	اہلِ فارس کی فضیلت۔	۱۲۴۱
۹۳۳	حدیث رسول اللہ میں امام اعظم کی بشارت۔	۱۲۴۱
	باب: ۸۹۶	
۹۳۴	انسان اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سو میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہے۔	۱۲۴۲
۹۳۵	کامل انسان کی کامل اونٹ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ۔	۱۲۴۲
۹۳۶	اختتامی کلمات۔	۱۲۴۳
۹۳۷	مآخذ و مراجع	۱۲۴۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معروضات

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا بے حد و حساب کرم ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے کہ شرح صحیح مسلم کی جلد سادس قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ گئی اس جلد میں ۱۵۲۰ احادیث کی شرح کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سب سے ضخیم جلد ہے، اس جلد میں جو اہم ابحاث آگئی ہیں وہ یہ ہیں:

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق، برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم، درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم، چھ ماہ کے فربہ دنبہ کی قربانی کی اجازت آیا مینڈھے کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ قربانی کی کھال دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق، سکون آور دواؤں کا شرعی حکم، تمباکو نوشی کا شرعی حکم، الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق، دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کا شرعی حکم، سونے چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم، غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز، کفار اور فساق کی مشابہت کی تحقیق، سبز عمامہ کی تحقیق، ٹخنوں کے نیچے تک لباس پہننے کی تحقیق، بالوں کو رنگنے (خضاب) کی تحقیق، داڑھی کی مقدار اور قبضہ کی تحقیق، تصویر اور فوٹو گراف کی تحقیق، مصنوعی بال لگانے کا شرعی حکم، تعویذات لٹکانے کی تحقیق، تعلیم قرآن اور امامت وغیرہ پر اجرت لینے کا بیان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کا دنیا میں اعلان آپ کی عظیم خصوصیت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت، حضرت خضر کے نبی ہونے کا بیان، حیات خضر کی تحقیق، کثرت صحابہ پر دلائل، حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل، حضرت ابوبکر کی خلافت پر دلائل، خلفاء ثلاثہ پر شیعوں کے اعتراضات کے جوابات، غیر کفو میں نکاح کے جواز کی تحقیق، روافض کے تکفیر کی تحقیق۔

شرح صحیح مسلم کی آخری جلد، جلد سابع ہوگی، یہ نصف سے زیادہ لکھی جا چکی ہے، اس کی چند خصوصی ابحاث یہ ہیں:۔

اولیاء اللہ کی کرامات، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات سے توسل، ندائے غیر اللہ، جاسوسی کا نظام، غیبت، چغلی، تکبر، تقدیر، عصمت ملائکہ اور عصمت انبیاء، علم کی فضیلت، خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانا، دعاؤں کا بیان، حضرت عائشہ پر تہمت کے واقعہ کا بیان، عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کا بیان، بدشگونی کا شرعی حکم، روح کی تحقیق، انسان کے جسم میں جن کے حلول اور تصرف کی بحث، عذاب قبر کی تحقیق، زیارت قبور کا شرعی حکم، قبر میں سوال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کی تحقیق، روحوں کا زندوں کے احوال پر مطلع ہونا، سماع موتی کی تحقیق، یاجوج ماجوج کا بیان اور بہت سے مسائل۔

داڑھی کی مقدار میں قبضہ کے استحباب کے متعلق شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں اجمالی طور پر لکھا گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان شاء اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کتاب اللباس میں اس پر مفصل بحث آئے گی اللہ کے کرم سے یہ وعدہ پورا ہوگیا اور اس جلد میں یہ بحث آگئی اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اعلان مغفرت اور غیر کفو میں نکاح کو بھی اس جلد میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جن ذہنوں میں ان مباحث کے متعلق کوئی خلش اور الجھن اگر تھی تو وہ انشاء اللہ دور ہو جائے گی!

میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھے ہیں وہ خوب غور و خوض کر کے لکھے ہیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی آراء سے بھی استفادہ کیا ہے اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للّٰہیت کی نشانی ہے بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی۔ میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو غلطی سے ہاشمی لکھ دیا تھا، بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی، اسی جلد ثالث کے دوسرے ایڈیشن ہی میں میں نے روزے میں انجکشن لگوانے کے مسئلہ میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا۔ بعض علماء نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں میں نے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب لکھا ہے سو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کے چوتھے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی۔ بہرحال میں شرح صحیح مسلم پر مسلسل غور و فکر کرتا رہتا ہوں اور قبول حق کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں، کسی مسئلہ میں میرا کوئی ذاتی نظریہ نہیں ہے، بلکہ وہی لکھتا ہوں جو مجھ پر قرآن اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا تھا وہ بھی اللہ کے لیے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لیے رجوع کیا ہے، کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے۔ میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت اور درستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے اور بشر کی کوشش ہے اور اغلاط اور نقائص سے منزہ نہیں ہے، کامل ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے!

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تا روز قیامت باقی اور فیض آفریں رکھے اور اس کو میرے لیے ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ کر دے اور مجھ سمیت اس کتاب کے ناشر، کاتب، مصحح اور قارئین کو دنیا اور آخرت کی ہر پریشانی اور بلا سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو دارین کی بے حساب برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے! آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین شفیع المذنبین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

خادم الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

۲۷، الربیع الثانی ، ۱۴۱۳ھ

۲۵ ر اکتوبر ۱۹۹۲ء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آراء و تاثرات

حضرت استاذ العلماء علامہ ابو الحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی دامت فیوضہم
شیخ الحدیث ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

حضرت علامہ سعیدی صاحب نے ازراہ برادر نوازی اپنی مایہ ناز اور بلند پایہ شرح صحیح مسلم کی جلد رابع اور جلد خامس ارسال فرمائیں، بندہ کو اس شرح کے مطالعہ کا مدت سے اشتیاق تھا سو ان کی اس عنایت سے وہ پورا کیا ہوا ایسا بڑھ گیا ہے کہ جی چاہتا ہے یہ عظیم شرح جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے اور ہر وقت اسے مطالعہ میں رکھ کر استفادہ کیا جائے۔

علامہ سعیدی نے اس عظیم شرح میں صرف اپنے زور بیان اور منفرد اسلوب نگارش کا لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ تحقیق و تدقیق کے جواہر نفیسہ کے خزائن کی بے دریغ سخاوت کی ہے اور کتاب کے ہر صفحہ کو طالبان تحقیق کے لیے جوان یغما بنا دیا ہے اور تشنگان حقائق و معارف کے لیے اس کے ہر باب کو چشمہ آب حیواں بنا دیا ہے، آپ نے اس لاثانی شرح کے ذریعہ جہاں علماء اہل سنت کی لاج رکھ لی ہے وہاں عوام اہل سنت پر بالخصوص اور عالم اسلام پر بالعموم احسان عظیم فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ بہ طفیل مقربان بارگاہ نازان کی اس سعی جمیل کو قبول عام بخشے اور سرچشمہ فیض عام بنائے۔

قدیم شارحین میں سے علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں جس طرح انوکھا نرالا اور دل فریب و دلکش و دل ربا اور روح پرور انداز و اسلوب اختیار کیا تھا، اس دور کے شارحین میں علامہ موصوف نے اردو زبان میں اس طرز نگارش کا احیاء فرمایا ہے، آپ کی معلومات میں علامہ سیوطی ایسی وسعت اور علامہ عسقلانی جیسی پختگی اور ضبط و اتقان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے، مخالف کے نقطۂ نظر اور اس کے دلائل کی تقریر پھر اس پر مواخذہ و گرفت اور جوابی کارروائی اور نقض و ابرام میں علامہ سعد الدین تفتازانی کے انداز تلویح کا عکس نظر آتا ہے، بلاشبہ اس شرح نے لکھنے والوں کو نئی راہ و روش دکھلائی ہے اور نیا اسلوب بیان سکھلایا ہے اور یہ شرح ہر شارح کے لیے مشعل راہ ہے بلکہ مینارہ نور ہے اور علامہ موصوف نے اس عظیم و رفیع شرح کے ذریعہ صرف اپنا محدث و مفسر اور اصولی و متکلم ہونا ہی تسلیم نہیں کرایا بلکہ جدید و قدیم پیچیدہ اور گمبھیر مسائل پر گہری نظر رکھنے والا فقیہ اور محقق ہونا بھی تسلیم کرا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی صاحب کے علمی مدارج میں مزید رفعت و ترقی عطا فرمائے اور عالم اسلام کو بالعموم اور اہلسنت کو بالخصوص ان سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق بخشے اور انہیں جملہ امراض و اسقام اور بلیات و آفات سے محفوظ اور مامون رکھے اور وہ جن عظیم علمی کارناموں کو سرانجام دینے کا عزم و ارادہ رکھتے ہیں انہیں باحسن وجوہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت بخشے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ کسی بھی مصنف کے ساتھ ہر قاری تمام مندرجات میں متفق نہیں ہو سکتا، نہ پہلے اس کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی آئندہ اس کی توقع کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہر باب میں تحقیق حق اور احقاق صواب خطاء ونسیان کے پتلے انسان کے بس کی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہم اتحاد و اتفاق اور اخوت و مودت کے جذبہ سے دین قویم کی خدمت اور اس کی ترویج و اشاعت میں مقدور بھر سعی اور جدوجہد کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی

دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

محمد بلال احمد ایم۔اے جنوبی افریقہ

آپ کی شرح صحیح مسلم کا مطالعہ کیا، اب اس کی جلد رابع مکمل کرنے والا ہوں، اس شرح کو پڑھنے کے بعد کسی اور شرح کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ نے اسلام کے اقتصادی نظام پر قلم اٹھایا ہے اور بہت سے ان جدید مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے، جن کو ابھی تک کسی نے نہیں چھیڑا تھا۔ آپ ایسا انداز بیان شاید ہی کسی اور کو ملا ہو جب آپ مخالفین کے نظریات اور ان کے دلائل پیش کرنے کے بعد ان کا رد کرتے ہیں تو کسی قاری کی تشنگی باقی نہیں رہتی، وہ تمام جدید فقہی مسائل جن کے متعلق جاننے کے لیے کب سے لوگ منتظر تھے آپ نے ان کی تحقیق کا حق ادا کر دیا، میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ میں اپنے مافی الضمیر اور دلی تاثرات کو کما حقہ بیان کر سکوں، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام علمی خدمات کو مشکور اور ماجور فرمائیں اور آپ کی تصنیفات کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ کر دیں، آپ کو دین اور دنیا میں ہر رنج اور تکلیف سے محفوظ رکھیں اور آپ کو دارین میں سرخ روئی عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد بلال ایم۔اے

جنوبی افریقہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی
خاتم النبیین سید الانبیآء والمرسلین اکرم الاولین و
الاٰخرین حامل لواء الحمد یوم الدین اوّل الشافعین
والمشفعین صاحب المقام المحمود بین المحشورین
الذی نطقه وحی رب العالمین والذی خلقه معیار
للحسن فی الاوّلین والاٰخرین رحمۃ للعالمین حبیب
ربّ العالمین سیّدنا محمد وعلٰی اٰله الطیّبین الطّاھرین
واصحابه الرّاشدین المھدیین وازواجه الطّاھرات
المطھّرات امّھات المؤمنین واولیآء امّته الواصلین
الکاملین وعلمآء امّته الرّاسخین من المفسّرین
والمحدّثین والائمۃ المجتھدین اجمعین ○

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الصید والذبائح

وما یؤکل من الحیوان

لائق شکار حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو ان گنت انعامات اور احسانات فرمائے ہیں، ان میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کے لیے بعض جانور حلال کر دیئے ہیں اور ان کے لیے شکار کرنا بھی حلال کر دیا ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہی جانور حلال کیے ہیں جن کا کھانا انسان کی صحت اور سلامتی کا ضامن ہے، اور جن کا کھانا اس کی صحت یا اس کے اخلاق کے لیے مضر ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، مثلاً مُردار جانور کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ جب کوئی جانور طبعی موت سے مر جائے تو اس کی رگوں اور شریانوں میں خون جم جاتا ہے اور اس کے جسم میں ایک فاسد مادہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو کھانا انسانی صحت کے لیے مضر ہے، اس لیے انسان کو حکم دیا کہ جانور کو ذبح کر کے کھاؤ تاکہ جانور کے خون کا ایک ایک قطرہ اس کی شریانوں کے راستہ بہہ جائے اور اس کا جسم تمام مضر اثرات سے پاک ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کر دیا تاکہ دنیا کے جس خطہ زمین پر اور جس جگہ بھی مسلمان کسی جانور کو ذبح کریں تو اسی ایک طریقہ سے ذبح کریں تاکہ ذبح کرنے کے عمل میں تمام مسلمانوں کے اندر اتحاد اور یگانگت ہو اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑا کہ جو شخص جانور کے جس عضو کو چاہے کاٹ کر اس کا سارا خون بہا دے اور سب الگ الگ طریقہ سے جانور کو ذبح کر کے انتشار اور تفریق کا شکار ہوں، بلکہ سب کو ذبح کرنے کا ایک معین طریقہ بتایا کہ وہ جانور کی گردن پر چھری پھیر کر اس کی چار رگیں (حلقوم، مری اور ودجان یعنی حلقوم کے دائیں بائیں کی دو رگیں) کاٹ دیں نیز یہ حکم دیا کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں تاکہ اسلام اور کفر کے ذبیحہ میں فرق اور امتیاز ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں اور ناخنوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام کر دیا ہے، کیونکہ انسان جس جانور کا گوشت کھاتا ہے اس کے طبعی اوصاف اس میں پیدا ہو جاتے ہیں اور چونکہ ان جانوروں میں ظلم اور بربریت کی صفت ہوتی ہے اس لیے ان کا گوشت کھانا حرام کر دیا، اسی طرح خنزیر کا گوشت حرام کر دیا کیونکہ خنزیر میں بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے، باقی جانوروں کی سرشت کے برخلاف جب خنزیر اپنی مادہ سے جفتی کر رہا ہو تو باقی خنزیر ایک لائن میں سکون سے کھڑے ہو کر انتظار کرتے ہیں اور ایک نر کے فارغ ہونے کے بعد دوسرا نر جفتی شروع کرتا ہے، خنزیر کی اس بے شرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو بہت سختی سے حرام کر دیا، علاوہ ازیں خنزیر کا گوشت کھانے سے بہت مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اس کی تصدیق یہ ہے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی جو اقوام خنزیر کا گوشت بہت شوق اور رغبت سے کھاتی ہیں ان کے ہاں بے غیرتی اور بے حیائی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، سو اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے ہم پر خنزیر کا گوشت حرام کر کے ہم کو بے غیرتی اور بے حیائی کے قعر مذلت میں گرنے سے بچا لیا۔ اب ہم پہلے قرآن مجید کی وہ آیات بیان کریں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے کھانے اور شکار کرنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد اس سلسلہ میں بعض شبہات کا ازالہ کریں گے، شکار اور ذبح کے فقہی احکام بیان کریں گے، فنقول و باللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

حلال جانوروں کو کھانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

احلت لکم بهيمة الانعام الا ما يتلى عليكم غير محلى الصيد وانتم حرم۔ (مائدہ: ۱/۵)

تمہارے لیے تمام قسم کے مویشی حلال کیے گئے ہیں ماسوا ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا لیکن حالت احرام میں تم شکار کو حلال نہ کر لینا۔

ويذكروا اسم الله فی ايام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الانعام فكلوا منها واطعموا البائس الفقير۔ (حج: ۲۸/۲۲)

ان معین دنوں میں ان مویشیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیے ہیں تو ان میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

واحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم۔ (حج: ۳۰/۲۲)

اور تمہارے لیے مویشی حلال کیے گئے ہیں بجز ان جانوروں کے جن کا حکم تم کو بیان کیا جائے گا۔

ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام۔ (حج: ۳۴/۲۲)

اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے تاکہ وہ اللہ کے دیے ہوئے جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں۔

اور شکار کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

احل لكم صيد البحر وطعامه متاعا لكم وللسيارة وحرم عليكم صيد البر ما دمتم حرما۔ (مائدہ: ۹۶/۵)

سمندر میں شکار کرنا (یا سمندر میں پکڑی ہوئی مچھلی) اور سمندر کا طعام (یعنی سمندر کی پھینکی ہوئی مچھلی) تمہارے اور مسافروں کے لیے حلال ہے اور جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا ہے۔

واذا حللتم فاصطادوا۔ (مائدہ: ۲/۵)

اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔

يسئلونك ماذا احل لهم قل احل لكم الطيبت وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمونهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن عليكم واذكروا اسم الله عليه واتقوا الله ان الله سريع الحساب۔ (مائدہ: ۴/۵)

آپ سے لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو ان کے لیے حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجئے! تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھا لیا ہے، جن کو خدا کے دیے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو، وہ جس شکار کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو، البتہ (شکار پر چھوڑتے وقت) تم اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شکاری جانور پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اس اعتراض کا جواب کہ ذبح کرنا عقلاً مذموم ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے۔

بعض مذاہب میں جانوروں کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ جانوروں کو ذبح کرنا ان کو درد اور اذیت پہنچانا ہے اور درد اور اذیت پہنچانا امر قبیح ہے اور امر قبیح سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جس فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو وہ جائز نہیں ہے، لہٰذا جانوروں کو ذبح کرنا بھی جائز نہیں ہے، امام رازی فرماتے ہیں: فقہاء اسلام نے اس شبہ کے متعدد جوابات دیے ہیں، بعض فقہاء نے کہا ہم یہ نہیں مانتے کہ ذبح کے وقت جانوروں کو درد ہوتا ہے بلکہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ ان سے درد کو اٹھا لیتا ہے، لیکن یہ جواب بداہت کے خلاف ہے، معتزلہ نے کہا اذیت پہنچانا مطلقاً قبیح نہیں ہے، اذیت پہنچانا اس وقت قبیح ہے جب وہ کسی جرم کی سزا ہو اور اس کے عوض آخرت میں کوئی اجر ہو، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اس ذبح کے بدلہ میں جانوروں کو آخرت میں اجر دیتا ہے اس لیے یہ قبیح نہیں ہے، جس طرح مریض کا آپریشن کرتے ہیں اور اس سے اس کو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے لیکن صحت کے اہم فائدہ کی خاطر اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عظیم منافع کی خاطر تھوڑی سی تکلیف کو برداشت کرنا ایک امر معقول ہے، اسی طرح ذبح کا معاملہ ہے اور فقہاء اہل سنت نے اس شبہ کے جواب میں یہ کہا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جانور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے یہ اس کا حق ہے اس کو ظلم یا امر قبیح کہنا صحیح نہیں ہے۔[1]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے بعض عراقی فقہاء نے یہ کہا ہے کہ حیوانات کو ذبح کرنا عقلاً ممنوع ہے کیونکہ اس فعل سے حیوان کو اذیت پہنچتی ہے اور میرے نزدیک یہ نظریہ باطل ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے تھے اور آپ کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ آپ مشرکین کا ذبیحہ کھاتے تھے، کیونکہ مشرکین بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ جانور شکار کر کے خود ذبح کرتے تھے اور آپ ایسا کوئی فعل نہیں کر سکتے تھے جو عقلاً ممنوع ہو جیسے ظلم کرنا، جھوٹ بولنا اور جہالت کے کام کرنا عقلاً ممنوع ہیں اور اس قسم کے تمام افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منتفی ہیں۔

حیوانات کو ذبح کرنے سے انسان کے لیے غذا حاصل ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی منفعت ہے جو مقصود بالذات ہے، اس لیے یہ ایک مباح کام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا "وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے نفع کے لیے پیدا کیا" اور اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اگر جانور کو کچھ اذیت پہنچتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح فصد، حجامت (مثلاً آپریشن) اور کڑوی دواؤں کو صحت کے حصول کے لیے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[2]

ذبح کا لغوی اور شرعی معنی اور ذبح کی اقسام

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۵۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثالثہ، ۱۳۹۸ھ۔

[2] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کسی دھار والی چیز کے مس کرنے سے حیوان میں جو حدت اور جلن پیدا ہوتی ہے اس کو لغت میں ذکاۃ (ذبح) کہتے ہیں۔ جس طرح سورج کی شدت حرارت کو ذکاۃ کہتے ہیں، اسی طرح جس شخص کے ذہن میں حدت اور تیزی ہو اس کو بھی ذکی کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ذکاۃ کی شرط طبی نوعیت کی بنا پر ہے، کیونکہ یہ گوشت کو پکانے کی ایک قسم ہے، یہی وجہ ہے کہ ذبح شدہ گوشت مردار گوشت سے زیادہ پاکیزہ اور لذیذ ہوتا ہے، اور فساد اور خرابی سے زیادہ دور ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ نجس اور فاسد خون کے بہانے کو ذکاۃ کہتے ہیں، کیونکہ حیوان میں بہنے والا خون حرام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے محرمات کے ضمن میں فرمایا [ودما مسفوحا]۔ (یا بہنے والا خون) پس خبث کے ازالہ کرنے اور طاہر کو نجس سے متمیز کرنے کا نام ذکاۃ ہے۔ پھر ذکاۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) قدرت اور اختیار کے وقت مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الذکاۃ بین اللبۃ واللحیین "دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کی درمیانی جگہ کو کاٹنا ذبح ہے"۔ اس کو ذکاۃ اختیاری کہتے ہیں۔ (۲) اگر مذبح (وہ جگہ جس میں جانور ذبح کیا جاتا ہے) میں ذبح کرنا دشوار ہو تو جانور کی جو جگہ بھی قابو میں آئے اس کو زخمی کر دینا اور اگر وہ مذبح میں ذبح کرنے پر قادر ہو تو جب تک جانور کے مذبح میں ذبح نہیں کرے گا اس وقت تک ذبح متحقق نہیں ہوگا اور جب جانور کو مذبح میں ذبح کرنا دشوار ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اس کو ذکاۃ اضطراری کہتے ہیں۔ [1]

شکار کی شرائط کا بیان

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:
شکار کا جواز چند شرائط کے ساتھ مختص ہے:

۱۔ جس جانور کے ساتھ شکار کیا جائے وہ سدھایا ہوا ہو۔

۲۔ جانور جس کے ساتھ شکار کیا جائے وہ زخمی کرنے والا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ۔ "اور جن شکاری جانوروں (زخمی کرنے والے) کو تم نے سدھایا ہے جن کو خدا کے دیے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو"۔ جوارح (زخمی کرنے والے) کے متعلق دو قول ہیں (۱) وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے حقیقۃً زخم ڈالے (۲) وہ شکار کو پکڑ کر لانے والے جانور ہوں کیونکہ جرح کا معنی کسب بھی ہے ویعلم ما جرحتم بالنہار ای کسبتم۔

۳۔ شکاری جانور کو بھیجا جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے کو بھیجا اور اس پر بسم اللہ پڑھ لی تو اس کو کھاؤ، اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہو گیا تو پھر اس (شکار) کو مت کھاؤ اور جب دو کتوں میں سے اگر ایک کتا بھیجا ہوا نہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتے کو بھیجنا شرط ہے، نیز ذکاۃ حلت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حصول کسی آدمی سے ہوا ہو اس لیے شکار کے آلہ کو آدمی کا قائم مقام بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کا فعل داخل ہو اور یہ صرف شکاری جانور کو بھیجنے سے ہو سکتا ہے، اور کتے کے لیے سدھائے ہونے کی شرط بھی اس میں بھیجنے کے تحقق کے لیے لگائی گئی ہے۔

۴۔ بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔

[1] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۔ جس جانور کا شکار کیا جائے اس کا کھانا جائز ہو اور فی نفسہ وہ شکار وحشی اور غیر مانوس جانور ہو۔

۶۔ شکاری جانور شکار کرنے والے کی نظر سے غائب نہ ہو یا وہ اس کو ڈھونڈنے سے تھک نہ جائے، کیونکہ جب وہ اس کی نظر سے غائب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ شکار کی موت شکار کرنے والے جانور کے زخم سے نہ ہوئی ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہوئی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کو تم نے دیکھا ہے اس کو کھا لو اور جو تمہاری نظر سے غائب ہے اس کو مت کھاؤ۔ اور جب وہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک کر بیٹھ گیا تو اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ اگر وہ اس کا پیچھا کرتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ شکار زندہ اس کے ہاتھ لگ جاتا اور وہ اس کو اصل طریقہ (مذبح میں) کے مطابق مذبح کرنے پر قادر ہوتا، اور باوجود قدرت کے مذبح میں ذبح کرنے کو ترک کرنا حرام ہے اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جب شکار میں "شاید" اور "ہو سکتا ہے" جمع ہو جائیں تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس چیز کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اشارہ ہے، جب آپ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تمہارا شکار پانی میں گر جائے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ اب تم کو پتا نہیں کہ تمہارا وہ شکار تیر سے مرا ہے یا پانی سے مرا ہے۔

اسی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح شکاری جانور کے لیے زخمی کرنے کی شرط ہے اسی طرح تیر کے لیے بھی شرط ہے کیونکہ ابراہیم رحمہ اللہ نے یہ کہا کہ جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے (زخمی کر دے) تو اس کو کھاؤ اور جب اس کو نہ چھیدے تو مت کھاؤ، اگر تیر کا عرض شکار کو لگے تو اس سے شکار کو چوٹ لگتی ہے وہ چھیدتا نہیں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے زخمی ہو جائے تو کھا لو اور شکار تیر کے عرض لگنے سے مر جائے تو پھر مت کھاؤ" اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ علت کا مدار بحس خون کے بہنے پر ہے اور خون اسی وقت بہے گا جب تیر کا پھل شکار کو چھید دے یا پھاڑ دے اور جب تیر کے عرض سے شکار کے جسم کو چوٹ لگے اور وہ چھیدے یا پھٹے نہیں تو وہ موقوذہ (چوٹ کھایا ہوا) کے معنی میں ہے اور وہ اس نص سے حرام ہے[1]

بَابُ الصَّيْدِ بِالْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ

سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرنے کا حکم

۴۸۵۷ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ وَأَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مَعَهَا قُلْتُ لَهُ فَإِنِّيْ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سدھائے کتوں کو چھوڑتا ہوں، وہ میرے لیے شکار کو روک کر رکھتے ہیں، اور میں ان پر بسم اللہ بھی پڑھتا ہوں، آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو پھر اس کو کھا لیا کرو، میں نے کہا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا خواہ وہ شکار کو مار ڈالے بشرطیکہ کوئی اور کتا اس کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو، میں نے عرض کیا میں شکار پر بغیر پر (یا پیکان) کا تیر مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے، آپ نے فرمایا

[1] شمس الائمہ ابو الطفیل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲-۲۲۱، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ فَأُصِيبُ فَقَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْهُ.

جب تم بغیر پر (بے پیکان) کا تیر مارو اور وہ اس کے جسم میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھاؤ، اور اگر تیر کے عرض سے شکار مرے تو اس کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ: ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو کتے نے جو شکار تمہارے لیے روکا ہے اس کو کھاؤ خواہ کتے نے اس شکار کو مار ڈالا ہو، البتہ اگر کتے نے بھی اس شکار سے کچھ کھا لیا ہے تو پھر مت کھاؤ، کیونکہ پھر یہ خدشہ ہے کہ کتے نے شاید اپنے لیے اس کو شکار کیا ہے اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں تو پھر اس شکار کو مت کھاؤ۔

۴۸۵۹ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ وَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ قُلْتُ فَإِنْ وَجَدْتُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار تیر کی دھار سے مرا ہو تو اس کو کھاؤ، اور اگر تیر کا عرض لگنے سے مرا ہو تو وہ موقوذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اس کو نہ کھاؤ، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کتے کے شکار کا حکم معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھا لو، اگر کتے نے اس شکار میں سے کچھ کھا لیا ہے تو اس کو مت کھاؤ، کیونکہ اب کتے نے اس شکار کو اپنے لیے روکا ہے، میں نے کہا اگر میں اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو بھی دیکھوں اور مجھے پتا نہ ہو کہ کس کتے نے شکار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پھر تم مت کھاؤ، کیونکہ تم نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بغیر پر کے تیر کے متعلق سوال کیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے متعلق سوال کیا، اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔

۴۸۶۱- حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَعَنْ نَاسٍ ذَكَرَ شُعْبَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر) کے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا اگر شکار اس کی دھار سے مرا ہوا ہو تو کھالو، اور اگر اس کے عرض سے شکار مرا ہو تو نہ کھاؤ، کیونکہ اب وہ وقیذ (چوٹ کھایا ہوا) ہے اور میں نے آپ سے کتے کے شکار کے متعلق دریافت کیا؟ آپ نے فرمایا: اگر کتا تمہارے لیے شکار کو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے تو اس کو کھالو، کیونکہ اس شکار کو کتے کا پکڑ لینا ہی اس کا ذبح کرنا ہے، اور اگر تم شکار کے پاس ایک اور کتے کو دیکھو اور تمہیں یہ خدشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ پکڑا ہوگا اور مار ڈالا ہوگا تو پھر اس کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۲- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ أَخْذُهُ فَإِنْ وَجَدْتَ عِنْدَهُ كَلْبًا آخَرَ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۴۸۶۳- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

۴۸۶۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ

شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نہرین میں ہمارے ہمسایہ اور شریک کار تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ میں شکار پر اپنا کتا چھوڑتا ہوں پھر اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں اور مجھے پتا نہیں چلتا کہ ان میں سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا قَدْ أَخَذَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ.

کس نے شکار کو پکڑا ہے، آپ نے فرمایا پھر تم اس گوشت کو مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۴۸۶۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۴۸۶۶- حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَأَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهُمَا قَتَلَهُ وَإِنْ رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيهِ إِلَّا أَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ إِنْ شِئْتَ وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا جب تم اپنا کتا بھیجو تو بسم اللہ پڑھو، اگر وہ تمہارے لیے شکار کر روک لے اور تم شکار کو زندہ پاؤ تو اس کو ذبح کر دو، اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ کتے نے مار ڈالا ہو اور اس سے کچھ کھایا نہ ہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاؤ اور شکار کر کتے نے مار ڈالا ہو تو اس کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کتے نے اس کو مارا ہے، اور اگر تم تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر ایک دن تک تمہارا شکار غائب رہے اور تمہیں اس میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نہ ملے تو اگر تم چاہو تو اس کو کھا لو، اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو پھر اس کو مت کھاؤ۔

۴۸۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قَتَلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا جب تم اپنا تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھو، پھر اگر تم کو شکار مرا ہوا ملے تو اس کو کھا لو، اور اگر تم کو شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو مت کھاؤ کیونکہ تم کو پتا نہیں کہ وہ پانی سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے۔

۴۸۶۸- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

الله قال سمعت ابا ثعلبة الخشني يقول اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انا بارض قوم من اهل الكتاب ناكل في آنيتهم وارض صيد اصيد بقوسي واصيد بكلبي المعلم او بكلبي الذي ليس بمعلم فاخبرني ما الذي يحل لنا من ذلك قال اما ما ذكرت انكم بارض قوم من اهل الكتاب تاكلون في آنيتهم فان وجدتم غير آنيتهم فلا تاكلوا فيها وان لم تجدوا فاغسلوها ثم كلوا فيها واما ما ذكرت انك بارض صيد فما اصبت بقوسك فاذكر اسم الله ثم كل وما اصبت بكلبك المعلم فاذكر اسم الله ثم كل وما اصبت بكلبك الذي ليس بمعلم فادركت ذكاته فكل۔

کھاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے، میں اپنی کمان اپنے سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں، آپ مجھے یہ بتلائیے کہ ان میں سے کون سا شکار ہمارے لیے حلال ہے، آپ نے فرمایا تم نے جو یہ کہا ہے کہ ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں، اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں تو اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو پھر ان کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھا لو، اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ تمہارے ملک میں شکار کیا جاتا ہے تو تم جب اپنی کمان سے شکار کرو تو اس پر بسم اللہ پڑھ لو پھر اس کو کھا لو اور تم نے جو اپنے سدھائے ہوئے کتے کا شکار پایا ہے تو اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھا لو اور غیر سدھائے ہوئے کتے سے اگر تم نے شکار کیا ہے تو اگر تم نے شکار کو زندہ پایا ہے تو اس کو ذبح کر کے کھاؤ۔ (ورنہ نہیں)۔

۴۸۶۹۔ وحدثني ابو الطاهر اخبرنا ابن وهب ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا المقرئ كلاهما عن حيوة بهذا الاسناد نحو حديث ابن المبارك غير ان حديث ابن وهب لم يذكر فيه صيد القوس۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ البتہ ابن وہب نے اپنی روایت میں کمان کے شکار کا ذکر نہیں کیا۔

۴۸۷۰۔ حدثنا محمد بن مهران الرازي حدثنا ابو عبد الله حماد بن خالد الخياط عن معاوية بن صالح عن عبد الرحمن بن جبير عن ابيه عن ابي ثعلبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا رميت بسهمك فغاب عنك فادركته فكله ما لم ينتن۔

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (شکار پر) اپنا تیر مارو اور پھر شکار تم سے اوجھل ہو جائے پھر تم کو وہ مل جائے تو جب تک وہ بدبودار نہ ہو اس کو کھا لو۔

۴۸۷۱۔ وحدثني محمد بن احمد بن ابي خلف حدثنا معن بن عيسى حدثني معاوية عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن ابيه عن

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا اپنا شکار تین دن کے بعد ملے تو وہ اس میں بدبو پیدا ہونے سے پہلے اس کو کھا سکتا ہے۔

Ataunnabi.com

اَبِیْ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الَّذِیْ یُدْرِكُ صَیْدَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلْهُ مَا لَمْ یُنْتِنْ۔

۴۸۷۲ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَهٗ فِی الصَّیْدِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرٍ وَاَبِی الزَّاهِرِیَّةِ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الْعَلَاءِ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْكُرْ نُتُوْنَتَهٗ وَقَالَ فِی الْكَلْبِ كُلْهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ اِلَّا اَنْ یُّنْتِنَ فَدَعْهُ۔

امام مسلم نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور سند سے روایت ذکر کی ہے اور اس میں بدبو کا ذکر نہیں ہے اور کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا تین دن کے بعد بھی اس کو کھاؤ البتہ اگر اس سے بدبو آئے تو پھر اس کو چھوڑ دو۔

شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس باب کی تمام احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، کتاب، سنت اور اجماع سے اس پر بکثرت دلائل ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص کسب معاش کے لیے شکار کرے یا ضرورت کی بنا پر شکار کرے یا شکار یا اس کی قیمت سے نفع حاصل کرنے کے لیے شکار کرے تو ان تمام صورتوں میں شکار کرنا جائز ہے، البتہ جو شخص بطور لہو ولعب کے شکار کھیلے لیکن اس کا قصد اس شکار کو ذبح کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے، امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور لیث اور ابن عبد الحکم نے اس کو جائز کہا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کھیلے تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زمین میں فساد کرنا ہے اور ایک جاندار کو بے مقصد ضائع کرنا ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ لخمی نے شکار کے حکم کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) زندگی برقرار رکھنے کے لیے یعنی کھانے پینے کے لیے شکار کرنا مباح ہے۔ (۲) اہل وعیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے شکار کرنا مستحب ہے۔ (۳) اپنے آپ کو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے شکار کرنا واجب ہے۔ (۴) لہو ولعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ شکار کے بعد جانور کو ذبح کر کے کھا لیا جائے۔ (۵) ذبح کرنے اور کھانے کی نیت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔

علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں: بلا ضرورت محض لہو ولعب کے لیے شکار کرنے میں بہت مفاسد ہیں: اس میں گھوڑے کو کتے کے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیچھے بھگا کر تھکاتا ہے اور اگر باز سے شکار کیا جائے تو نظر کو اس کے پیچھے لگا کر تھکاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھوڑا اس کو کسی کھائی یا کنوئیں میں گرا دے۔ [1]

شکاری کتے کے از خود شکار کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۰۵ میں ہے: جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا بھیجو الحدیث، علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی قید کے کتا بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تمام اقسام کے سدھائے ہوئے کتوں کے ساتھ شکار کرنا جائز ہے خواہ وہ سیاہ رنگ کے ہوں یا کسی اور رنگ کے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء اسلام کا یہی نظریہ ہے، اور حسن بصری، نخعی، قتادہ، امام احمد اور اسحاق کا یہ مسلک ہے کہ سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ شکار کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کے ساتھ شکار کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ جس کتے کو بھیجا جائے وہ سدھایا ہوا ہو، اور اس کو بھیجنا بھی شرط ہے، پس اگر ایسا کتا بھیجا جو سدھایا ہوا نہ تھا یا سدھایا ہوا کتا بغیر بھیجے از خود شکار کے لیے چلا گیا تو پھر اگر اس کتے نے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے، جو کتا سدھایا ہوا نہ ہو اس کے شکار کے عدم جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، اور جو کتا سدھایا ہوا ہو لیکن وہ بغیر بھیجے از خود چلا جائے اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا ہمارے اور جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ البتہ اصم نے اس کے کھانے کو جائز کہا ہے اور علامہ ابن منذر نے عطاء اور اوزاعی سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر اس کتے کو شکار کے لیے نکالا تھا تو پھر اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے خواہ اس کو بھیجا نہ ہو۔ [2]

شکار کرنے والے جانوروں کا بیان

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی لکھتے ہیں:

سدھائے ہوئے کتے، چیتے، تمام زخمی کرنے والے اور سدھائے ہوئے جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام سدھائے ہوئے اور پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے شکار کرنا جائز ہے، اور سدھائے ہوئے جانور کے سوا کسی اور جانور سے شکار کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اس کو ذبح کر لیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما علمتم من الجوارح مکلبین "تم نے جو (شکار کا) کسب کرنے والے جانور سدھائے ہیں درآں حالیکہ وہ شکار پر مسلط ہونے والے ہیں"۔ یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام شکار کرنے والے جانوروں کو شامل ہے اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ہرچند کہ حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں کلب کا ذکر ہے لیکن لغت کے اعتبار سے ہر درندے پر کلب کا اطلاق ہوتا ہے حتیٰ کہ شیر پر بھی کلب کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام ابویوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے ان جانوروں سے شیر اور ریچھ کا استثناء کیا ہے کیونکہ یہ جانور دوسروں کے لیے کام نہیں کرتے، شیر اپنی بلند ہمتی کی وجہ سے اور ریچھ اپنی خساست کی وجہ سے، بعض علماء نے چیل کا بھی اس کی خساست کی وجہ سے استثناء کیا ہے۔ خنزیر بھی ان جانوروں سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ نجس العین ہے، اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، پھر ان شکاری جانوروں کو تعلیم دینا اور سدھانا نہایت ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید کی

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نص صریح (وما علمتم) میں تعلیم کی شرط کا ذکر ہے اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں بھی تعلیم کی شرط کا ذکر ہے، اور جانور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہی تعلیم کا معیار ہے کہ جب جانور کو چھوڑا جائے تو وہ چلا جائے اور اپنے مالک کے لیے شکار کو پکڑ کر رکھے۔ [1]

شکاری کتے کے معلّم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط

شمس الائمہ سرخسی نے کلب معلم (سدھائے ہوئے کتے) کی حسب ذیل شرائط ذکر کی ہیں۔

۱۔ اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کے لیے نہ دوڑے۔

۲۔ مارنے سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہیے اسی طرح ہر عقلمند دوسرے شخص سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

۳۔ کتا شکار پر تین بار یا پانچ بار حملہ کرے اگر اتنی بار حملہ کرنے سے وہ شکار کو پکڑ لے تو فبہا ورنہ اس کو سکھانا چھوڑ دے اور کبھے کر میں دوسرے شخص کے لیے اپنے آپ کو پریشانی میں نہیں ڈالتا، اور ہر عقل مند شخص کو اسی طرح کرنا چاہیے۔

۴۔ جب کتا شکار میں سے کچھ کھائے تو پھر وہ سدھایا ہوا نہیں رہے گا، کیونکہ سدھائے ہوئے کتے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود نہ کھائے، اور سدھائے ہوئے باز کی علامت یہ ہے کہ جب اس کو بلایا جائے تو وہ فوراً آ جائے، سو جس طرح اگر باز بلانے پر نہ آئے بلکہ بھاگ جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اسی طرح جب کتا شکار سے کچھ کھائے تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ سدھایا ہوا نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس کے پہلے کیے ہوئے (موجود) شکار بھی حرام ہوں گے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک وہ حرام نہیں ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ کا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے اور اسی پر حلت اور حرمت کی مدار ہے۔ اور اس کے بعد اس کا شکار کیا ہوا حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ معلّم (سدھایا ہوا) ہو جائے۔ بایں طور کہ وہ تین بار شکار کرے اور شکار کو نہ کھائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس کا چوتھی بار کیا ہوا شکار حلال ہو جائے گا، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس میں وقت کی کوئی قید نہیں لگائی، امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ جب مالک کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ سدھایا ہوا ہے تو پھر وہ اس کا کیا ہوا شکار کھا سکتا ہے، ابتداءً کلب معلّم کی تعلیم میں بھی یہی اختلاف ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک تعلیم اس وقت متحقق ہو جائے گی جب وہ اس کے بلانے پر آ جائے اور جب وہ اس کو شکار پر چھوڑے تو وہ جانور کو شکار کرے اور شکار کو خود نہ کھائے، جب تین بار ایسا ہو جائے گا تو وہ کتا سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے اس میں کسی وقت اور تعداد کا اعتبار نہیں کیا، وہ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ شکاری کے اجتہاد پر موقوف ہے، اگر شکاری کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ کتا اب سیکھ گیا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کتے کو دوسرے شکاریوں کے پاس لے جایا جائے اگر دوسرے شکاری یہ کہہ دیں کہ یہ کتا سدھایا ہوا ہے تو پھر اس کو سدھایا ہوا قرار دیا جائے گا۔

اس مسئلہ میں صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ سدھایا ہوا کتا شکار کو اپنے مالک کے لیے روک کر رکھتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اس میں سے نہ کھائے، البتہ یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ شاید اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا اس لیے اس نے شکار نہیں کھایا۔ لیکن جب

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۵۰۲، مطبوعہ شرکتہ علمیہ ملتان۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہ متعدد بار اس کو نہ کھائے تو پھر یہ احتمال زائل ہو جاتا ہے اور اس پر یقین ہو جاتا ہے کہ وہ کلب معلم ہے اور اس نے اپنے مالک کے لیے شکار روک رکھا ہے، اور ہم نے متعدد بار کو تین مرتبہ میں منضبط کیا ہے کیونکہ یہ اختیار کرنے کی عمدہ صورت ہے اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جب تیسری بار حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرما دیا تھا "ھٰذا فراق بینی وبینك" یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کی ساعت ہے، اسی طرح شریعت میں بیع اور شراء کی مدت اختیار تین دن ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص تین بار آنے کی اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ جائے اور حضرت عمر نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کسی تجارت میں تین بار نفع نہ ہو تو پھر وہ کسی اور تجارت کی طرف رجوع کرے، ان نظائر سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا تجربہ کرنے یا کسی چیز پر یقینی حکم لگانے میں تین کے عدد کا اعتبار کیا جاتا ہے، سو کتے پر بھی سدھائے ہوئے کا حکم لگانے کے لیے اس کا تین مرتبہ امتحان لینا کافی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی عدد اور بار کا تعین رائے سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس میں قیاس کا کوئی دخل ہے لہٰذا کتے کے سدھائے ہونے کی معرفت اجتہاد پر موقوف ہوگی اور اس کے سدھائے ہوئے ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس معاملہ میں شکار کے ماہرین سے پوچھا جائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اور صاحبین کی دلیل اس لیے بھی مخدوش ہے کہ تین بار شکار کو نہ کھانے سے اس کتے کا سدھا ہوا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے تینوں بار اس لیے نہ کھایا ہو کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔

حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے صاحبین کی طرح تین دن کا ایک قول بھی روایت کیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ تیسری بار کا شکار کھا لیا جائے، جب کہ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ تیسری بار کا شکار نہیں کھایا جائے گا، کیونکہ جب کتا تیسری بار کے شکار کو مالک کے لیے روک کے رکھے گا تو اس کا یہ تیسری بار روکنا اس کے معلم (سدھائے ہوئے) ہونے پر دلیل ہوگا اور اس کے بعد جب وہ چوتھی بار شکار کو روکے گا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز ہوگا۔ ؎۱

علامہ سرخسی حنفی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے۔

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۵۸ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
"جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو" اس حدیث کی شرح میں علامہ شافعی نووی لکھتے ہیں۔

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شکار پر کتے کو بھیجتے وقت اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم واجب ہے یا سنت؟ امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ حکم سنت ہے، اس لیے اگر کسی شخص نے سہواً یا عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار یا ذبیحہ حلال ہوگا، امام مالک اور امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنے سے شکار یا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا خواہ عمداً ترک کیا ہو یا سہواً، شکار کے متعلق امام احمد سے بھی یہی روایت

؎۱ ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۳ - ۲۴۲ ملخصاً، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحیح ہے، ابن سیرین اور ابی ثور سے بھی یہی روایت ہے، اور امام ابوحنیفہ، امام مالک، ثوری اور جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر بسم اللہ کو سہواً ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ دونوں جائز ہیں، اور اگر اس کو عمداً ترک کیا ہے تو پھر یہ دونوں جائز نہیں ہیں اور اصحاب شافعیہ کے نزدیک بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور صحیح کراہت کا قول ہے۔

جمہور فقہاء اسلام جو بسم اللہ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ بیشک اس کا کھانا گناہ ہے۔

اس آیت کے علاوہ جمہور فقہاء کا استدلال اس باب کی احادیث سے بھی ہے، اور فقہاء شافعیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

حرمت علیکم المیتۃ (الی قولہ تعالیٰ) الا ما ذکیتم۔ مردار کو تم پر حرام کیا گیا ہے، ما سوا اس کے کہ تم جانور کو ذبح کر لو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیے بغیر ذبح کیے جانے سے جانور کو حلال قرار دیا ہے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ذبح تو بسم اللہ سے ہی ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ذبح کا شرعی معنی ہے اور ذبح کا لغوی معنی کاٹنا اور شق کرنا ہے، فقہاء شافعیہ نے قرآن مجید کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے: "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم۔" اہل کتاب کا طعام تمہارے لیے حلال ہے، اور اہل کتاب اپنے ذبیحہ پر بسم اللہ نہیں پڑھتے، اور صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے: حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! لوگ نئے نئے جاہلیت سے نکلے ہیں یہ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں کہ انھوں نے بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں، ہم ان کا لایا ہوا گوشت کھائیں یا نہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھو اور کھا لو، لہٰذا کھانے پینے کے وقت جس بسم اللہ کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد یہ بسم اللہ ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "جس جانور کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اس کو مت کھاؤ" جیسا کہ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ہے: وما ذبح علی النصب "جن جانوروں کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" نیز اللہ تعالیٰ نے اس کو فسق فرمایا ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص بسم اللہ کو ترک کر دے وہ فاسق نہیں ہے، اس لیے آیت کریمہ، ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ "کو بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور پر محمول کرنا واجب ہے تاکہ ان آیات میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں موافقت اور مطابقت ہو، اور بعض فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو استحباب پر محمول کیا ہے[1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب تم (شکار پر) اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس پر بسم اللہ پڑھو تو پھر اس کو کھا لیا کرو" قاضی عیاض مالکی نے فرمایا یہ حدیث شکار اور ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل ہے، اور ذکاۃ کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ قصداً بسم اللہ پڑھے، اور اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو امام مالک اور ان کے اصحاب کا مشہور قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے شکار یا ذبیحہ پر قصداً بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو اس کو نہیں کھایا جائے گا اور اگر بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر ذبیحہ کھا لیا جائے گا۔ بعض فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے بسم اللہ کو معمولی سمجھ کر قصداً ترک کیا تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

اہل ظاہر (غیر مقلدین) نے یہ کہا ہے کہ ذبیحہ یا شکار پر بسم اللہ کو خواہ عمداً ترک کیا جائے یا سہواً اس ذبیحہ کو نہیں کھایا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ " جس (ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ" اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، (علامہ اُبّی غیر مقلدین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ آیت مُردار پر محمول ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں کفار شریعت پر یہ اعتراض کرتے تھے، جس جانور کو ہم نے قتل کیا ہے اس کو کھائیں اور جس کو اللہ نے قتل کیا ہے (یعنی مُردار) اس کو نہ کھائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ان کا رد کیا، اور ہمارے فقہاء کے نزدیک اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلب ہے، یعنی جب کوئی شخص شکار پر کتا چھوڑے تو اس کا مقصد شکار کرنا ہو، اور لہو و لعب اس کا مقصد نہ ہو اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس شخص کا مقصد شکار کرنا نہ ہو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا، ہمارے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث میں اس پر دلیل نہیں ہے کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا شکار اور ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائے گا،

کیونکہ حدیث میں ہے "میری امت سے خطا اور نسیان (پر مواخذہ کو) اٹھا لیا گیا" اور امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت سے تازہ تازہ نکلے ہیں اور لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ انھوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھا لو، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے بھول کر بسم اللہ کو ترک کر دیا تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ (کیونکہ صحابہ کرام سے یہ متصور نہیں تھا کہ وہ عمداً بسم اللہ کو ترک کریں گے۔ سعیدی غفرلہ) [1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جب شکار کرنے والا کسی شکاری جانور کو شکار پر چھوڑے تو اس کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھے، اگر اس نے بسم اللہ کو عمداً یا سہواً ترک کر دیا تو پھر وہ شکار جائز نہیں ہے، حنبلی مذہب میں یہی تحقیق ہے، اور شعبی، ابو ثور اور ابو داؤد (ظاہری) کا بھی یہی قول ہے، حنبلی نے امام احمد سے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ اگر اس نے شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ کو بھولے سے ترک کر دیا، لیکن خلال نے کہا ہے کہ حنبلی کو اس روایت کے نقل کرنے میں سہو ہوا ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ اگر بلا قصد بھولے سے بسم اللہ کو ترک کر دیا تو شکار اور ذبیحہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے: "میری امت سے نسیان اور خطا معاف ہے" اور امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً ترک کیا ہو، ہر صورت میں شکار اور ذبیحہ جائز ہے، کیونکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ:

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی اُبّی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۱ - ۲۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

المسلم یذبح علی اسم اللہ سمی اولم یسم۔

مسلمان اللہ کے نام پر ہی ذبح کرتا ہے، خواہ وہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ:

ارأیت الرجل منا یذبح وینسی ان یسمی اللہ فقال اسم اللہ فی قلب کل مسلم۔

یہ بتائیے کہ ہم میں سے ایک شخص ذبح کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی اپنے نظریہ پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ (انعام: ۱۲۱)

جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ۔

فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔ (مائدہ: ۴)

سو اس (شکار) سے کھاؤ، جسے وہ (شکاری جانور مار کر) تمہارے لیے روک رکھیں اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر اللہ کا نام لو۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عدی بن حاتم سے) فرمایا: جب تم (شکار پر) اپنے کتے کو چھوڑو تو بسم اللہ پڑھو اور پھر کھاؤ، میں نے کہا میں اپنے کتے کو بھیجتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو پاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: (پھر شکار کو) مت کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی، (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اس مضمون کی بکثرت روایات ہیں اور ان نصوص میں بسم اللہ پڑھنے کے وجوب کی صراحت ہے۔

فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "میری امت سے نسیان اور خطا معاف ہے"، لیکن اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ نسیان اور خطاء کی بناء پر اگر بسم اللہ نہیں پڑھی تو اس وجہ سے آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فعل صحیح ہو جائے گا، مثلاً اگر کسی شخص نے بھولے سے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا لیکن اس نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے۔ اور وہ نماز صحیح نہیں ہوتی، اور شکار اور ذبیحہ میں فرق یہ ہے، کیونکہ ذبح اپنے محل میں واقع ہوتا ہے اس لیے اس میں تسامح جائز ہے برخلاف شکار کے، اور فقہاء شافعیہ نے جو احادیث پیش کی ہیں ان کو اصحاب سنن مشہورہ نے ذکر نہیں کیا، اور اگر بالفرض یہ احادیث صحیح ہوں تو یہ ذبیحہ کے بارے میں ہیں، اور شکار کو ان پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ شکار کے خصوصی احکام الگ ہیں (علامہ ابن قدامہ کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنبلیہ کے نزدیک ذبیحہ میں بھی اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا، تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے ——— سعیدی غفرلہ۔) [1]

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۳ - ۲۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابو بکر جصاص الحنفی لکھتے ہیں:

ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) امام مالک، اور حسن بن صالح نے یہ کہا ہے کہ اگر مسلمان (شکار یا ذبیحہ پر) عمداً بسم اللہ ترک کر دے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر اس کو کھا لیا جائے گا، امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبیحہ کو کھا لیا جائے گا، امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے، نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنے میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، مجاہد، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب، ابن شہاب اور طاؤس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کر دیا جائے اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عباس نے کہا مسلمان کے دل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، جس طرح مشرک کا ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا سودمند نہیں ہے، اسی طرح مسلمان کا بھولنے سے نام نہ لینا مضر نہیں ہے، ابن سیرین نے کہا اگر مسلمان نسیاناً بھی بسم اللہ کو ترک کر دے تو وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ ابراہیم نے کہا ایسے ذبیحہ کو نہ کھانا مستحب ہے۔

علامہ ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں کہ فقہاء احناف کا استدلال اس آیت سے ہے:

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ (انعام ۱۲۱/۶) جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ، بلاشبہ اس کو کھانا گناہ ہے۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس (شکار یا ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کا کھانا حرام ہے، خواہ اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً، لیکن دلائل سے یہ ثابت ہے کہ یہاں نسیان مراد نہیں ہے، البتہ اس شخص کا قول اس آیت کے خلاف ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس شخص کا یہ قول بکثرت آثار اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں مشرکین کے ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا جس جانور کو تمہارے رب نے قتل کیا اور وہ مر گیا تو تم اس کو نہیں کھاتے اور جس جانور کو تم نے قتل کیا یعنی ذبح کیا اس کو تم کھا لیتے ہو، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی "جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ"، حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی مردار پر، اور جب اس آیت میں مردار اور مشرکین کا ذبیحہ مراد ہے تو اس میں مسلمانوں کا ذبیحہ داخل نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ معروف ہے کہ جب کسی آیت کا مورد نزول خاص ہو اور اس کے الفاظ عام ہوں، تو پھر خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے اور خصوصیت مورد کا لحاظ نہیں ہے، اور اگر یہاں مشرکین کے ذبیحے مراد ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا، اور صرف بسم اللہ کے ترک کرنے پر اقتصار نہ فرماتا، اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مشرکین اگر اپنے ذبیحوں پر بسم اللہ پڑھ بھی لیں تب بھی ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے مراد نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ مشرکوں کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے خواہ وہ بسم اللہ پڑھیں یا نہ پڑھیں، اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں مشرکوں کے ذبیحوں کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے وہ ہے وما ذبح علی النصب۔ "اور جس جانور کو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو" اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکوں کا ذبیحہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام: ۱۲۱/۶) بلاشبہ شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لیے اپنے دوستوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں" اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھا لو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا تا کلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام: ۱۲۱/۶) "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ" اس حدیث میں حضرت ابن عباس نے یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا جھگڑا بسم اللہ کے ترک کرنے میں تھا اور یہ آیت بسم اللہ کو واجب کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، مشرکوں کے ذبیحوں کے متعلق نازل ہوئی ہے نہ مردار کے بارے میں، نیز بسم اللہ کو عمداً ترک کرنے سے ذبیحہ یا شکار کے حلال ہونے پر یہ آیت دلیل ہے:

یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبٰت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔

(مائدہ ۵/۴)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں، اور تم نے جو شکاری جانور سدھا لیے ہیں درآں حالیکہ تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق انھیں شکار کا طریقہ سکھانے والے ہو، سو وہ (شکاری جانور) جس شکار کو تمہارے لیے روک رکھیں اس کو کھاؤ اور (شکار پر چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر بسم اللہ پڑھو۔

اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر کیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہ بداہۃً معلوم ہے کہ کھانا کھانے والے پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھا لیا کرو، (یہ اس باب کی پہلی حدیث ہے) اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس چیز کا کھانا ممنوع ہو جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اور اس آیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنا ممنوع ہو، اور اس ممانعت کی یہ تاکید آیت کے اس جزو سے ہوتی ہے وانہ لفسق "جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو) اس کا کھانا گناہ ہے" یا بسم اللہ کو ترک کرنا گناہ ہے اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا گناہ ہے، کیونکہ بھول کر کوئی کام کرنا یا نہ کرنا گناہ نہیں ہوتا، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں . . . اور وہ نئے نئے کفر سے نکلتے ہیں، ہم کو پتا نہیں کہ انھوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں، آپ نے فرمایا "تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھا لو، اگر بسم اللہ کو پڑھنا ذبح کی شرط نہ ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر انھوں نے بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو پھر کیا ہوا، لیکن آپ نے فرمایا تم اس کو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کیونکہ اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے افعال کو جواز اور صحت پر محمول کیا جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے مسلمانوں کے امور اور افعال کو فساد پر محمول نہیں کیا جاتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر یہ مراد ہو کہ بسم اللہ کو نہ پڑھنا گناہ ہے تو جو شخص ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھے وہ گنہ گار ہو گا حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ گنہگار نہیں ہوتا اس لیے اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے یا مردار مراد ہونے چاہئیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں یہ اجماع تسلیم نہیں ہے اور جو شخص ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کرے گا وہ ہر حال گنہ گار ہو گا۔

باقی رہا یہ کہ جو مسلمان بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس کا ذبیحہ جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور اس کو گناہ فرمایا ہے، اور یہ گناہ اسی وقت ہوگا جب وہ عمداً اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا کیونکہ یہ چیز انسان کی قدرت اور استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی غلط کام نہ کرے اور انسان اپنی قدرت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔ اور امام اوزاعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاء، نسیان اور جبر سے درگذر فرمایا ہے، اور جب وہ نسیان کی حالت میں بسم اللہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا ذبیحہ فاسد نہیں ہوگا، حالت نسیان میں بسم اللہ ترک کرنے کو حالت نسیان میں شرائط نماز (مثلاً تکبیر اور وضو وغیرہ) ترک کرنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ جب انسان کو یاد آجائے کہ اس نے بغیر وضو کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اس کا تدارک فرض ہے، بایں طور کہ وہ وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھے اور جب اس نے بھول کر بسم اللہ پڑھے بغیر جانور کو ذبح کر دیا تو اب اس کا تدارک نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اس کا ذبیحہ درست قرار پائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بھول سے روزہ میں کچھ کھا یا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح برقرار رہے گا کیونکہ وہ اس کا مکلف ہے کہ وہ اپنے قصد اور ارادے سے روزہ میں کھانے پینے سے اجتناب کرے، اور حالت نسیان میں بھی کھانے پینے سے اجتناب کرنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے اسی طرح حالت نسیان میں ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے۔ [1]

جس کتے کو شکار پر چھوڑا اگر اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جائے تو آیا شکار حلال ہے یا نہیں؟

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۰۵ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بشرطیکہ (شکار میں) تمہارے شکاری کتے کے ساتھ کوئی اور کتا نہ شریک ہوا ہو"۔ علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ اگر شکار میں کوئی اور کتا بھی شریک ہو جائے گا تو پھر وہ شکار حلال نہیں ہے، دوسرے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو از خود شکار کرنے میں شریک ہو گیا ہو، یا دوسرے کتے کو کسی اور شخص نے چھوڑا ہو جو اہل ذکاۃ میں سے نہ ہو یا یہ امر مشکوک ہو، ان تمام صورتوں میں اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ اہل ذکاۃ میں سے کسی شخص نے دوسرے کتے کو چھوڑا ہے تو پھر اس کا کھانا جائز ہے۔ [2]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو دیکھا جس کا حال اسے معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس میں شکار کرنے کی شرائط پائی جاتی تھیں یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ ان میں سے کس نے اس شکار کو ہلاک کیا ہے، یا اس کو یہ معلوم ہو کہ ان دونوں نے مل کر اس کو ہلاک کیا ہے یا اس کو یہ علم ہو کہ اس نامعلوم کتے نے اس کو ہلاک کیا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اس نے شکار کو زندہ پایا تو پھر اس کو ذبح کر کے کھانا جائز

[1] علامہ ابوبکر احمد بن رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۸-۵، ملخصاً، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، عطاء، قاسم بن مخیمرہ، امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور اصحاب رائے (فقہائے احناف) کا یہی مسلک ہے، ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے۔ [1]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جب شکار میں کوئی ایسا کتا شریک ہو گیا جو سدھایا ہوا نہیں تھا تو پھر اس شکار کا کھانا جائز نہیں ہے اور اس کی دلیل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (زیر بحث) روایت ہے، اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اس میں ایک سبب موجب حلت ہے اور ایک سبب موجب حرمت ہے پس موجب حرمت کو ترجیح دی جائے گی، باز کا حکم بھی کتے کی طرح ہے، کیونکہ جو جانور سدھایا ہوا نہ ہو اس کا فعل شکار کو حرام کر دیتا ہے۔ [2]

"معراض" سے کیے ہوئے شکار کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۸۵۰ میں ہے: حضرت عدی بن حاتم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں شکار پر "معراض" مارتا ہوں جس سے وہ مر جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم معراض مارو اور وہ شکار کو کاٹتا ہوا یا چھیدتا ہوا آر پار ہو جائے تو اس کو کھا لو اور اگر شکار اس کی عرض کی جانب سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، کیونکہ وہ چوٹ کھایا ہوا ہے۔ (یعنی وقیذ ہے جس کو قرآن مجید نے حرام کر دیا ہے۔)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی "معراض" کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

معراض بھاری لکڑی کو کہتے ہیں یا اس لاٹھی کو کہتے ہیں جس کی ایک طرف موٹا ہو یا بغیر لوہے کی لاٹھی ہو، معراض کی یہی تفسیر ہے، ہروی نے کہا معراض بغیر پر اور پیکان کے تیر کو کہتے ہیں، خلیل اور اصمعی کا بھی یہی قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراض اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کے دونوں سرے باریک ہوں اور درمیان سے موٹی ہو، جب اس کو پھینکا جائے تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے، ابن درید نے کہا معراض اس لمبے تیر کو کہتے ہیں جس کے چار پر ہوں جب اس کو پھینکا جاتے تو وہ چوڑا ہو جاتا ہے، اور موقوذ اس مرے ہوئے جانور کو کہتے ہیں جو بغیر دھار والی کسی چیز سے مر جائے مثلاً لکڑی یا پتھر لگنے سے مر جائے۔

امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور جمہور فقہاء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی شخص نے معراض سے شکار کیا اور شکار معراض کی دھار سے مرا تو حلال ہے اور اگر معراض کی جانب عرض سے مرا تو پھر وہ اس حدیث کی رو سے حلال نہیں ہے۔ اور مکحول اوزاعی اور بعض دیگر فقہاء شام نے کہا کہ وہ مطلقاً حلال ہے، اسی طرح انھوں نے اور ابن ابی لیلیٰ نے یہ کہا کہ اگر غلیل کی گولی سے شکار مر جائے تو حلال ہے۔ سعید بن مسیب سے بھی یہی قول منقول ہے، اور جمہور فقہاء اسلام نے یہ کہا کہ غلیل کی گولی سے مرا ہوا شکار حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ موقوذ ہے یعنی بغیر دھار والی چیز کی چوٹ سے مرا ہے۔ [3]

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد نے یہ کہا ہے کہ معراض ایک چیز ہے جو تیر کے مشابہ ہوتی ہے بسا اوقات جانور اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر جاتا ہے

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۰ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۳-۲۴۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس صورت میں یہ مباح ہے، بسا اوقات جانور معراض کے عرض کے ثقل سے ٹکرا کر مرتا ہے، اس صورت میں یہ موقوذ ہے اور مباح نہیں ہے، یہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عمار اور حضرت ابن عباس کا نظریہ ہے، نخعی، حکم، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، اسحاق اور ابوثور کی بھی یہی رائے ہے، اوزاعی اور فقہاء شام یہ کہتے ہیں کہ معراض سے شکار کرنا مطلقاً حلال ہے۔ خواہ جانور اس کی دھار سے مرے یا اس کے عرض سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں کہ جو شکار معراض سے مرے وہ موقوذ ہے۔ شکار کے باقی آلات کا حکم بھی معراض کی طرح ہے۔ اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے تو پھر حلال ہے اور اگر اس کے عرض سے شکار مرے اور زخمی نہ ہو تو پھر حلال نہیں ہے، اسی طرح اگر اس آلہ کی دھار سے شکار مرے لیکن اس کو زخمی نہ کرے بلکہ اس کے ثقل سے جانور مرے پھر بھی جانور حلال نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چیرا جائے یا پھاڑا جائے اس کو کھاؤ"۔ نیز اس لیے کہ جب وہ اس آلہ سے نہیں مرے گا تو وہ اس کے ثقل سے مرے گا اور یہ موقوذ ہے۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض سے شکار کیا ہو، اس کے کھانے میں اختلاف ہے، جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ معراض کے عرض سے مر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور مکحول، اوزاعی اور فقہاء شام اس کو جائز کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح ان کے صراحةً خلاف ہے، اسی طرح غلیل سے شکار کیے ہوئے جانور کا بھی یہی حکم ہے، ابن ابی لیلیٰ اور ابن مسیب کا فتویٰ اہل شام کے موافق ہے، باقی فقہاء اس کے خلاف ہیں اور ان کی دلیل حدیث معراض ہے، کیونکہ معراض کا عرض لگنے سے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے بلکہ اس کے جسم پہ چوٹ لگتی ہے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا ہے، اس کو وقیذ کہتے ہیں، اور یہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے۔ [2]

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

امام محمد نے کہا ہے کہ غلیل، پتھر، معراض، لاٹھی اور ان کے مشابہ دوسری چیزوں سے کیا ہوا شکار جائز نہیں ہے خواہ ان سے زخم آجائے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ چیزیں جانور کو کاٹتی اور چھیدتی نہیں ہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی چیز تیر کی طرح لمبی اور دھار والی ہو اور اس کو پھینکنا ممکن ہو، سو جب اس قسم کے آلہ کو پھینکا جائے اور اس کی دھار سے جانور کٹ جائے تو پھر وہ حلال ہے، کیونکہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ذکاۃ سے مقصد خون بہانا ہے اور جسم کو کاٹنے اور چھیدنے سے یہ مقصود حاصل ہوتا ہے، لیکن جسم کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے جو اندرونی زخم پیدا ہوتا ہے اور ظاہری جسم کے اوپر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ گویا موقوذہ (کسی چیز کی ضرب یا چوٹ کھانے سے مرا ہوا) ہے اور موقوذہ قرآن مجید کی نص صریح سے حرام ہے، لوہے کی وزنی چیز ہو یا کسی اور دھات کی اس میں سب برابر ہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے شکار پہ چھری پھینکی تو اگر چھری کی دھار والی جانب شکار کے لگی اور وہ زخمی ہو گیا تو اس کو کھا لیا جائے گا اور اگر چھری کی دوسری جانب اس جانور کے لگی یا چھری کا دستہ لگا تو پھر اس کو نہیں کھایا جائے گا، اور اگر اس نے پتھر کی دھار تیز کی اور اس سے شکار کو ذبح کر لیا تو جائز ہے کیونکہ اس آلہ کی دھار سے خون کا بہانا حاصل ہو گیا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صفوان بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے دو خرگوشوں کو پکڑا اور ان کو تیز دھار والے پتھر سے ذبح کر دیا۔ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلے

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۹۶ - ۳۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۴۲ - ۲۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کی اجازت دے دی۔ لہ

غلیل اور کمان کی گولی اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم

جن آلات سے شکار کیا جاتا ہے ان تمام آلات کے لیے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر جانور اس آلہ کی ضرب سے دب کر یا چوٹ کھا کر مر گیا یا گلا گھٹنے سے مر گیا تو وہ حرام ہو گیا اور اگر جانور اس آلہ سے کٹ کر یا چِر کر مرا، اس کے زخم آیا اور خون بہا تو پھر وہ جانور حلال ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ایسا آلہ پھینکنا جس سے جانور کا جسم کٹے اور خون بہے ذکوٰۃ اضطراری ہے اختیاری ذکوٰۃ یہ ہے کہ جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کے گلے پر اس طرح چھری پھیریں کہ اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں۔ اور جب جانور دور بیٹھا ہو یا بھاگ رہا ہو یا اڑ رہا ہو اور اس کو پکڑ کر معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا کوئی اور آلہ جارحہ پھینک دیا جائے جس سے زخمی ہو کر وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہوگا اور یہ ذکوٰۃ اضطراری ہے۔ اور اگر اس جانور پر لاٹھی، پتھر یا کسی اور وزنی چیز کی ضرب لگائی جائے جس سے وہ دب کر مر جائے یا اس کے گلے میں کوئی پھندا ڈالا جائے جس سے وہ گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر یہ جانور حرام ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہے:

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم۔ (مائدہ: ۳)

تم پر یہ حرام کیے گئے ہیں: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہو، اوپر سے گرا ہو، سینگ مارا ہوا ہو اور جس کو درندہ نے کھایا ہو، البتہ ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ موقوذہ (جو کسی چیز کی ضرب سے دب کر اور چوٹ کھا کر مرا ہو) اور منخنقہ (جو گلا گھٹ کر مرا ہو) حرام ہے، اس لیے اگر کسی ایسے آلہ سے شکار کیا جائے جس سے دب کر جانور مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر وہ جانور حرام ہوگا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

موقوذہ وہ جانور ہے جو بغیر ذکوٰۃ کے لاٹھی یا پتھر مارنے سے مر جائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح جانور کو مار کر کھا لیتے تھے، صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم "معراض" کو پھینکو اور وہ جانور کے آرپار ہو جائے تو اس کو کھاؤ اور اگر جانور اس کے عرض سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ، اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ وقید (موقوذہ) ہے، علامہ ابوعمرو نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بندقہ (یعنی مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جس کو غلیل یا کمان سے پھینکا جاتا ہے، عمدۃ القاری ج ۱ص ۹۶، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۰، تفسیر المنار ج ۶ ص ۱۳۸، نیل الاوطار

لہ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ے۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کا خلاصہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ج ۱۰ ص ۸۴) اور آج کل کی متعارف بندوق کی گولی جو سیسہ کی ہوتی ہے اور اس میں بارود بھرا ہوا ہوتا ہے اس کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں ——— سعیدی غفرلہ) پتھر اور معراض سے جس جانور کو مار دیا جائے آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ موقوذہ ہے اگر یہ مر گیا تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے، حضرت ابن عمر، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور ثوری کا یہی نظریہ ہے، فقہاء شام اور امام اوزاعی نے یہ کہا ہے کہ معراض سے مارا ہوا جانور حلال ہے خواہ وہ جانور کے آر پار گذرے یا نہیں، حضرت ابو الدرداء، حضرت فضالہ بن عبید اور مکحول اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ "اگر جانور معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ ہے" [1]

علامہ ابو الحسن المرغینانی حنفی اس مسئلہ میں لکھتے ہیں:

جس جانور کو معراض کے عرض سے مارا گیا ہو اس کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر معراض نے اس جانور کو زخمی کر دیا تو پھر اس جانور کو کھانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جانور معراض کی دھار سے مرا اس کو کھا لو اور جو جانور معراض کے عرض سے مرا اس کو مت کھاؤ نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے اس کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں ذکوۃ کا معنی متحقق ہو سکے، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں (علامہ المرغینانی نے پہلے یہ بیان کیا ہے کہ: ظاہر الروایۃ کے مطابق شکار میں زخمی کرنا ضروری ہے تاکہ ذکوۃ اضطراری متحقق ہو اور ذکوۃ اضطراری کی تعریف یہ ہے کہ شکاری کے آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے شکار کے بدن کے کسی حصہ میں بھی زخم آ جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما علمتم من الجوارح اور تم نے زخمی کرنے والے شکاری جانور سدھائے ہیں" اس آیت میں شکار کو زخمی کرنے کی شرط کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جوارح جرح سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے "زخمی کرنے والے (ہدایہ اخیرین ص ۵۰۳) اور جو جانور غلیل یا کمان کی گولی سے مرا ہو اس کو بھی کھانا جائز نہیں، کیونکہ یہ گولی شکار کے جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے اور اس کو زخمی نہیں کرتی، سو یہ معراض کی طرح ہے جو شکار کے آر پار نہ ہو، اسی طرح اگر پتھر سے شکار کو مار ڈالا تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، اگر پتھر بھاری اور دھار والا ہو تو اس سے مرنے والے جانور کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ جانور کو زخمی کر دے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس پتھر کے ثقل کی وجہ سے مرا ہو اور اگر وہ پتھر خفیف ہو اور اس میں دھار ہو اور جانور زخمی ہو جائے تو اس کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اب یہ متعین ہو گیا کہ جانور کی موت زخم کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اگر پتھر خفیف ہو اور وہ اس کو تیر کی طرح لمبا کرے اور اس میں دھار ہو تو اس سے کیا ہوا شکار حلال ہے کیونکہ اس پتھر سے جانور زخمی ہو کر مرے گا، اگر شکاری نے دھار والے سنگ مرمر کو پھینکا اور اس نے جانور کو کاٹا نہیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) جو شکار بندوق کی گولی سے ہلاک ہو گیا اس کو بھی فقہاء نے موقوذہ میں داخل کیا ہے اور اس ذیل میں علامہ جصاص کی یہ عبارت نقل کی ہے المقتولۃ بالبندقۃ تلک الموقوذۃ امام اعظم امام شافعی امام مالک وغیرہ سب اس پر متفق ہیں (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۹) عربی میں بندقۃ کا معنی ہے مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جیسا کہ ہم نے بحوالہ بیان کیا ہے اور بندوق کی گولی کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔ نیز بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے، اور امام ابو حنیفہ ۱۵۰ھ امام مالک ۱۷۹ھ، امام شافعی ۲۰۴ھ، علامہ جصاص ۳۷۰ھ، اور علامہ قرطبی ۶۶۸ھ میں فوت ہوئے، سو یہ ائمہ اور علماء بندوق کی گولی کے شکار کے متعلق کیسے رائے دے سکتے ہیں جو ان کے بہت بعد کی ایجاد ہے، مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بندقہ کا معنی بندوق کی گولی کرنے میں بہت سخت مغالطہ کھایا ہے فتاوی دارالعلوم ج ۲ ص ۹۵۵ میں بھی انہوں نے یہی مغالطہ کھایا ہے۔ ۱۲ منہ

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیونکہ اب جانور اس کے کٹنے سے مرا ہے، اسی طرح اگر اس پتھر کے پھینکنے سے اس کا سر الگ ہو گیا یا اس کی گردن کی رگیں الگ ہو گئیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے کیونکہ جس طرح پتھر کی دھار سے رگیں کٹتی ہیں اسی طرح پتھر کے ثقل سے بھی رگیں کٹ جاتی ہیں، اس لیے اب شک واقع ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رگوں کے کٹنے سے پہلے وہ جانور مر گیا ہو۔ اور اگر جانور کو لاٹھی یا لکڑی سے مار ڈالا تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لاٹھی یا لکڑی کے ثقل سے مرا ہے، ہاں اگر اس لکڑی یا لاٹھی کی دھار ہو اور اس سے جانور کٹ جائے تو اب اس جانور کو کھانا جائز ہے کیونکہ اب وہ لاٹھی تلوار اور نیزے کے حکم میں ہے، اور ان تمام مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ شکار کی موت زخم کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حلال ہے اور جب یہ یقین ہو کہ موت ثقل کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حرام ہے اور جب یہ شک ہو اور یہ پتا نہ چلے کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا ثقل سے تو پھر شکار کا حرام ہونا احتیاطاً ہے۔[1]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق

آٹھویں صدی ہجری سے پہلے دنیا بارودی بندوق سے متعارف نہیں ہوئی تھی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے:

دستی بندوق کا استعمال یورپ میں ۱۳۶۵ء میں شروع ہوا تھا اور مسلمان ممالک میں اس کی ابتدا سلطان قایتبائی کے عہد میں ۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء میں ہوئی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۳ ص ۸۸۰، مطبوعہ لاہور)

بہر حال دسویں صدی تک بندوق کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی، بارھویں صدی میں علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی اور یہ بحث ہنوز جاری ہے۔ بعض علماء بندوق سے کیے ہوئے شکار کو اس بناء پر ناجائز کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار ٹوٹتا ہے کٹتا نہیں اور جانور اس کے ثقل سے مرتا ہے اس لیے یہ موقوذہ ہے اور حرام ہے اس کے برخلاف دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار زخمی ہوتا ہے اس کا خون بہتا ہے اور بعض اوقات گولی شکار کے آر پار ہو جاتی ہے اور ذکاۃ اضطراری کا مدار زخم لگنے اور خون بہنے پر ہے اور وہ بندوق کے شکار سے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے بندوق سے کیا ہوا شکار جائز ہے۔ ہم پہلے مانعین کے دلائل پیش کریں گے، اس کے بعد مجوزین کے دلائل پیش کریں گے اور آخر میں اپنی رائے کا ذکر کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق و به الاستعانة یلیق۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنیف اذ لیس له حد فلا یحل وبه افتی ابن نجیم[2]

یہ بات واضح ہے کہ بندوق کی گولی بڑی تیزی سے نکلنے کی بناء پر جلاتی ہے اور اس کے بوجھ کی وجہ سے زخم پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس میں دھار نہیں ہوتی اس بناء پر بندوق سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہے، علامہ ابن نجیم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۵۱۲۔ ۵۱۱، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور وہ ذبح کرنے سے پیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔ [1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ [2]

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے، کھانا اس کا حلال نہیں ہے۔ [3]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کو حلال قرار دینے والے علماء کے دلائل

فقہاء مالکیہ کے دلائل

علامہ ابوالبرکات احمد بن دردیر مالکی لکھتے ہیں:

وما صيد بالرصاص فيوكل به لانه اقوى من السلاح كما افتى به بعض الفضلاء واعتمده بعضهم۔ [4]

بندوق کی گولی سے کیے ہوئے شکار کو کھایا جائیگا کیونکہ وہ ہتھیاروں سے زیادہ قوی ہے جیسا کہ بعض فضلاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ صاوی مالکی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے کیونکہ بارودی بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے غلیل کی (مٹی کی خشک) گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا اور بعض علماء نے جائز کہا۔ چنانچہ ابوعبداللہ القروی، ابن غازی اور سید عبدالرحمن فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ بندوق کے ذریعے خون بہایا جاتا ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیا جاتا ہے جس کے سبب سے ذکاۃ مشروع کیا گیا ہے۔ [5]

علامہ ابوالبرکات سیدی احمد دردیر مالکی کی اسی عبارت پر علامہ دسوقی مالکی نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے:

بندوق سے کیے ہوئے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بعض

---

[1] ۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۴۲، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

[2] ۔ مولانا امجد علی متوفی ۱۳۷۶ھ، بہار شریعت ج ۱۷ ص ۲۳، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

[3] ۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵۵، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

[4] ۔ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک، مطبوعہ دارالمعارف مصر، ۱۳۸۲ھ

[5] ۔ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر للدردیر مطبوعہ دارالمعارف مصر، ۱۹۴۷ء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علماء نے غلیل کی گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا ہے اور بعض علماء نے جائز کہا ہے چنانچہ ابو عبداللہ القروی، علامہ ابن غازی، علامہ شیخ مجوز سیدی عبدالرحمن فاسی اور شیخ عبدالقادر فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ یہ خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے جس کی بناء پر ذکاۃ کو مشروع کیا گیا ہے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کی گولی پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سیسہ کی گولی جسم کو پھاڑتی ہے اور اس کے آر پار گذر جاتی ہے جبکہ مٹی کی گولی میں اس طرح نہیں ہوتا مٹی کی غلیک گولی جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے (یہاں پرندوں کا جسم مراد ہے۔ ——— سعیدی غفرلہٗ) اور جو جسم ٹوٹ جائے وہ وقیذ ہے اور وقیذ نص قرآن سے حرام ہے۔ [1]

علامہ الجزیری فقہاء مالکیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

متاخرین مالکیہ میں سے بہت سے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے کیے ہوئے شکار کا کھانا جائز ہے کیونکہ بندوق خون بہاتی ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذکاۃ شرعی کو اسی لیے مشروع کیا گیا ہے تاکہ جانور کو جلد از جلد عذاب اور تکلیف سے نجات دی جائے۔ سو جس آلہ سے جس قدر جلد شکار کا کام تمام ہو گا وہ اسی قدر زیادہ بہتر ہو گا، اور زخم کے لیے چیرنا شرط نہیں ہے بلکہ پھاڑنے سے بھی زخم متحقق ہو جاتا ہے۔ [2]

فقہاء احناف کے دلائل

علامہ رافعی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ خادمی نے درر کے حواشی میں علامہ علی آفندی کے فتاوی سے یہ نقل کیا ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، اور انھوں نے اس کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ آگ بھی حیوان میں ذکاۃ کا عمل کرتی ہے، حتیٰ کہ اگر آگ کو مذبح میں پھینکا جائے اور اس سے رگیں جل جائیں تو اس حیوان کا کھانا جائز ہے، لیکن اس میں خون بہنے کی قید لگانی چاہیے حتیٰ کہ اگر خون منجمد ہو جائے اور نہ بہے تو پھر وہ حیوان حلال نہیں ہو گا، اور محشی (علامہ شامی) نے جنایات میں یہ لکھا ہے کہ بندوق سے قتل کرنا قتل عمد ہے کیونکہ یہ لوہے کی جنس سے ہے۔ زخمی کرتی ہے سو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر یہ زخمی نہ کرے تو پھر اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، جیسا کہ علامہ طحاوی نے لکھا ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہونا چاہیے، اور علامہ سندی نے جو اس مقام پر لکھا ہے وہ بھی حلت کا موجب ہے، وہ کہتے ہیں کہ بندوق کے زخمی کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، البتہ ہدایہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ حیوان ثقل سے مرا ہے تو حرام ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ حیوان زخمی ہو کر مرا ہے تو حلال ہے اور جب اس کے ثقل یا زخم سے مرنے میں شک ہو تو پھر حرام ہے (ہدایہ نے اس صورت کو احتیاطاً حرام لکھا ہے، ——— سعیدی غفرلہٗ)۔ یہ عبارت حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیے۔ [3]

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے جو جانور مرتا ہے وہ زخم سے مرتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بندوق کی گولی کھا کر کوئی جانور مرے اور اس کا نہ خون بہے اور نہ زخم آئے اور یہ بھی بالکل بدیہی بات ہے کہ بندوق کی گولی کے ثقل سے جانور نہیں مرتا کیونکہ گولی اتنی بھاری نہیں ہوتی کہ اس کے نیچے دب کر جانور مر جائے بلکہ گولی یا چھرے جب پریشر سے نکلتے ہیں تو وہ اپنی راہ میں

---

[1] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۰۴۔۱۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ عبدالرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸۔۲۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ عبدالقادر رافعی حنفی فاروقی، التحریر المختار لرد المحتار ج ۲ ص ۳۱۶۔۳۱۵، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مزاحم ہونے والے جسم کو چیرتے اور پھاڑتے ہوئے اس جسم سے آر پار ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی فورس اور پریشر کم ہو تو بعض اوقات وہ گولی اور چھرے جسم میں رہ جاتے ہیں لیکن زخم ڈالنے، جسم کو پھاڑنے اور خون بہنے کا عمل ہر حال میں واقع ہوتا ہے اور اضطراری ذکاۃ اور حلت کا مدار یہی چیز ہے۔

علامہ الجزیری احناف کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب یہ امر متحقق ہو جائے کہ حیوان زخم سے مرا ہے اور ثقل سے نہیں مرا تو وہ حلال ہے، چھروں کا حکم بھی گولی کی طرح ہے، سو جب کسی بڑے جانور کا چھروں سے شکار کیا جائے تو یہ متصور نہیں ہوگا کہ وہ جانور چھرے کے ثقل اور بوجھ سے مرا ہے اس لیے وہ بلاشبہ حلال ہے کیونکہ اس کی موت بلاشک وشبہ زخم سے واقع ہوئی ہے، ہاں اگر چڑیا کی طرح کوئی بہت چھوٹا اور کمزور جانور چھرے سے مر جائے تو اس میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ چھرے کے ثقل سے مرا ہوگا اور حلال نہیں ہوگا، لیکن اگر یہ متحقق ہو جائے کہ وہ زخم سے مرا ہے تو پھر وہ بھی بلاشبہ حلال ہے۔ [1]

ثقل سے مرنے کا معیار یہ ہے کہ جانور کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور خواہ اس کے جسم کے اندر زخم ہو لیکن جسم کی بیرونی سطح سے خون نہ نکلے لیکن جب جسم کی بیرونی سطح سے خون نکلے تو یہ اس کے زخمی ہونے کی واضح دلیل ہے اور ایسا شکار بلاشبہ جائز ہے۔

دکتور احمد شرباصی لکھتے ہیں:

محققین فقہاء احناف میں سے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ بندوق کی گولی شکار کے جسم کو فقط دباتی نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ اس کی کھال کاٹتی ہے اور جسم کو پھاڑتی ہے اور خون بہاتی ہے اس طرح بندوق کی گولی سے جو قتل متحقق ہوتا ہے وہ پتھر یا لاٹھی کی چوٹ کی طرح نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کے جسم کو پھاڑ کر خون بہاتی ہے لہذا بندوق سے کیا ہوا شکار موقوذہ نہیں ہے بلکہ اس آلہ سے ذبح کیے ہوئے جانور کی طرح ہے جس سے خون بہتا ہے سو بندوق سے جس جانور یا پرندہ کو مارا جائے وہ حلال ہوگا اور اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ [2]

علماء ظاہریہ (غیر مقلدین) کے دلائل

شیخ شوکانی لکھتے ہیں:

وہ بندوقیں جو آج کل متعارف ہیں جن میں بارود سے بھرے ہوئے سیسہ کے کارتوس ہوتے ہیں ان سے جو شکار مارا جاتا ہے اس کے متعلق متقدمین اہل علم نے بحث نہیں کی کیونکہ ان کی ایجاد بعد میں ہوئی ہے، اور یمن کے ممالک میں یہ بندوقیں دسویں صدی ہجری میں پہنچی ہیں، مجھ سے اہل علم کی ایک جماعت نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق سوال کیا، مجھ پر جو جواب ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ یہ شکار حلال ہے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو پھاڑتی ہے اور عموماً ایک جانب سے داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل جاتی ہے، اور حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: جب تم معراض پھینکو اور وہ پھاڑ دے تو اس کو کھاؤ، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کے حلال ہونے میں اس کے پھاڑنے کا اعتبار فرمایا ہے۔ [3]

نواب صدیق حسن بھوپالی شیخ شوکانی کی مذکور الصدر عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] - علامہ عبدالرحمان الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۲۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

[2] - دکتور احمد شرباصی (الاستاذ بجامعہ الازہر) یسئلونک فی الدین والحیاۃ، ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ دارالجیل بیروت

[3] - شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۹، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے جانور کے جسم میں جو زخم پیدا ہوتا ہے، وہ تیر، نیزے اور تلوار کے زخم سے زیادہ کاری ہوتا ہے بلکہ بندوق کا عمل ہر آلے کے عمل سے زیادہ کاری ہوتا ہے، اس لیے اس کو چوٹ سے مارنے والے آلہ پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو ناجائز کہنا عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ [1]

علامہ رشید رضا مصری کے دلائل

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خذف (پتھر پھینکنے) سے منع کیا ہے اور فرمایا: "اس سے نہ جانور شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن کا خون بہتا ہے، البتہ پتھر دانت توڑ دیتا ہے یا آنکھ پھوڑ دیتا ہے"، کنکر یا پتھر کو ہاتھ سے پھینکا جائے یا کسی آلہ مثلاً غلیل یا کمان) سے یہ وقذ (توڑنے اور چوٹ مارنے) کے معنی میں ہے کیونکہ یہ فعل حیوان کو عذاب دیتا ہے اور اس کو عذاب پہنچاتا ہے اور اس فعل سے جانور مرتا نہیں ہے پس کنکر یا پتھر سے مارنے کی ممانعت کی علت حدیث میں خود صراحۃً مذکور ہے اور وہ ہے حیوان کو عذاب دینا اور اس کو عذاب پہنچانا نیز جانور کو کنکر یا پتھر اس کی موت کا کلی یا غالب سبب نہیں ہے۔ اس کے برخلاف آج کل جو بندوق کی گولی سے شکار کیا جاتا ہے اس سے جانور شکار ہوتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے، اسی وجہ سے متاخرین فقہاء میں سے محققین نے بندوق سے مارے ہوئے شکار کے کھانے کو جائز قرار دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی طریقہ ذبح کی حکمت یہ ہے کہ اس طریقہ سے جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے اور بندوق سے شکار میں بھی جانور کو نسبتاً کم ایذاء پہنچتی ہے، نیز کنکر اور پتھر یا غلیل کی گولی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے کلی اور عمومی طور پر جانور مرتا نہیں ہے اور نہ اس کا خون بہتا ہے اس کے برخلاف بندوق سے جانور عمومی طور پر مر جاتا ہے اور اس کا خون بہتا ہے اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ [2]

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دلائل

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

جن جانوروں میں ذکاۃ اضطراری شرط ہے تو ان کا سارا جسم مقام ذبح ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کوئی ہو ان کے جسم میں اتنا خرق (Punctureم) کر دینا کافی ہے کہ خون بہہ جائے اس سلسلہ میں جو نصوص کتاب وسنت سے ہمیں ملتی ہیں وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ۔	حلال کر دی گئیں تمہارے لیے ساری پاک چیزیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو، جن کو تم خدا کے دیے ہوئے علم کی بناء پر شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو تم کھا لو اور اس پر اللہ کا نام لو۔

اس سے معلوم ہوا کہ سدھائے ہوئے شکاری جانور کو اگر خدا کا نام لے کر چھوڑا گیا ہو تو اس کے پنجوں اور کچلیوں سے جو زخم وحشی جانور کو لگ جاتا ہے اور جو خون اس طرح نکل جاتا ہے اس سے "اضطراری ذکاۃ" کی شرط پوری ہو جاتی ہے اور اگر ایسا جانور

---

[1] نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، فتح البیان ج ۳ ص ۱۱ ـ ۱۰، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر، ۱۳۰۱ھ
[2] شیخ محمد رشید رضا متوفی ۱۳۵۴ھ، المنار ج ۶ ص ۱۳۹، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زندہ نہ ملے اور اسے باقاعدہ ذبح نہ کیا جا سکا ہو تب بھی وہ حلال ہے۔

(۲) حضرت عدی بن حاتم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم معراض پھینک کر شکار کرتے ہیں، حضور نے جواب دیا:

کل ما خوق وما اصاب بعرضہ فقتل فانہ وقیذ فلا تاکلہ۔ (متفق علیہ)

اگر وہ چھید دے تو کھاؤ لیکن اگر معراض اپنی عرض کی طرف سے جانور کو لگی ہو اور اس سے وہ مر گیا ہو تو وہ چوٹ کھایا ہوا جانور (موقوذہ) ہے اسے نہ کھاؤ۔

معراض ایک بھاری لکڑی یا عصا کو کہتے ہیں جس کے سرے پر یا تو لوہے کی انی لگی ہو یا ویسے ہی لکڑی کو نوک دار بنا دیا گیا ہو اس کی چوٹ سے جسم کے کسی حصہ کا اس حد تک پھٹ جانا کہ اس سے خون بہہ جائے شرط ذکاۃ پوری کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۳)۔ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہے اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں ہیں کہ ہم جانوروں کو ذبح کر سکیں، تو ہم پھٹے ہوئے بانس کی کھپچی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: ما انہر الدم وذکر اسم اللہ فکل لیست السن والظفر۔ (متفق علیہ) یعنی خدا کا نام لے کر جس چیز سے بھی خون بہا دیا جائے ایسے جانور کو کھالو، البتہ دانتوں اور ناخنوں سے یہ کام نہ لیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل چیز وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جا رہا ہو بلکہ شرط ذکات پوری کرنے میں صرف یہ بات معتبر ہے کہ خون بہا دیا جائے، اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے پوچھا "یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کسی شخص کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر کی دھار یا پھٹی ہوئی لکڑی سے ذبح کر سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا: امرر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ "یعنی خون بہاؤ جس چیز سے چاہو اور اللہ کا نام لو۔

(۴)۔ ابوالعشراء اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ذبح کا مقام صرف حلق یا لبہ ہی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: لو طعنت فی فخذھا لاجزأ عنک (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) یعنی اگر تو اس کی ران میں بھی چبھو دے تو کافی ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ ایسے جانور کی ذکات ہے جو کسی گڑھے وغیرہ میں گر گیا ہو۔ ترمذی کہتے ہیں کہ تمام ضرورت کے موقعوں کے لیے یہی ذکات ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو جانور ہمارے قابو میں نہیں ہے اس کے جسم کا ہر حصہ مقام ذبح ہے، نیز اصل شئی وہ آلہ نہیں ہے جس سے کام لیا جائے بلکہ صرف جسم کو چھید دینا ہے تاکہ خون بہہ جائے۔

(۵)۔ کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ہماری بکریاں مقام سلع میں چر رہی تھیں، کہ یکایک ہماری لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے کے قریب ہے اس نے فوراً ایک پتھر توڑا اور اسے ذبح کر دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کی اجازت دے دی۔ (بخاری) عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ بنی حارثہ میں سے ایک شخص احد کے قریب ایک گھاٹی میں ایک اونٹنی چرا رہا تھا۔ یکایک اس نے دیکھا کہ اونٹنی مر رہی ہے مگر اسے کوئی چیز ایسی نہیں ملی جس سے وہ ذبح کر سکتا، آخر اس نے خیمہ گاڑنے کی ایک میخ لی اور اسے اونٹنی کے لبہ میں چبھو دیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور آپ نے اسے کھا لینے کی اجازت دی۔ (ابوداؤد، مؤطا)

ٹوٹے ہوتے پتھر کی دھار تو پھر بھی دھار کی تعریف میں آتی ہے لیکن لکڑی کی نوک دار میخ کو دھار دار آلے کی تعریف میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جس حد تک لایا جا سکتا ہے ظاہر ہے۔

مذکورہ بالا نصوص کو سامنے رکھنے کے بعد بندوق کے مسئلہ پر غور کیجئے۔ بندوق کی گولی کو غلیل کے غلّے پر قیاس کرنا اور اس کی بناء پر یہ سمجھنا کہ اس سے جو جانور مرتا ہے وہ دراصل اس طرح کی چوٹ کھا کر مرتا ہے جیسی پتھر یا لکڑی کے عرض سے لگتی ہے، صحیح نہیں ہے، گولی جس قوت سے بندوق سے نکلتی ہے اور پھر جس تیز رفتار سے نشانہ تک (تقریباً ۰۰ ۵ گز فی سیکنڈ) راستہ طے کرتی ہے، اس کی بناء پر وہ کوئی غلّہ سنگریزہ نہیں رہتی، بلکہ اچھی خاصی گرم اور تقریباً نوکدار ہو کر جسم کو چھیدتی ہوئی اس میں گھستی ہے اور پھر اس سے خون بہہ کر جانور مرتا ہے، یہ عمل شکاری جانور کے ناخنوں اور کچلیوں اور معراض یا لکڑی کی میخ کا سرا چبھنے سے کچھ بہت زیادہ مختلف نہیں ہوتا، بلکہ خون بہانے میں بعید نہیں کہ ان سے زیادہ ہی کارگر ہو۔

ان وجوہ سے میری رائے میں اگر خدا کا نام لے کر بندوق چلائی جائے اور اس کی گولی یا چھرے سے جانور مر جائے تو اس کے حلال نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن اگر کسی شخص کا اس پر اطمینان نہ ہو اور وہ اس کو حرام ہی سمجھتا ہو تو مجھے اس پر بھی اصرار نہیں کہ وہ اسے ضرور حلال ماننے اور واجب ہے کہ اسے کھائے۔ میرا اجتہاد میرے لیے قابل عمل ہے اور دوسروں کا اجتہاد یا کسی مجتہد کا اتباع ان کے لیے، اس اجتہادی اختلاف سے اگرچہ میرے اور ان کے درمیان حرام و حلال کا اختلاف ہو جاتا ہے، مگر اس کے باوجود دونوں فریق ایک ہی دین میں رہتے ہیں، الگ الگ دینوں کے پیرو نہیں ہو جاتے۔ [1]

علماء شیعہ کے دلائل

سید ابو القاسم الموسوی الخوئی لکھتے ہیں:

یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعہ کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔ [2]

شیخ خمینی نے بھی اس مسئلہ میں بالکل یہی لکھا ہے۔ [3]

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث و نظر

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے، قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل احل لكم الطيبٰت وما علمتم من الجوارح مكلبين۔ (مائدہ: ۴)

آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں

[1] - سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۹۹ - ۹۵، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ستمبر ۱۹۸۹ء

[2] - شیخ ابو القاسم الخوئی، توضیح المسائل ص ۳۸۸ - ۳۸۷، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔

[3] - شیخ روح اللہ خمینی متوفی ۱۴۰۹ھ توضیح المسائل ص ۳۹۹، سازمان تبلیغ اسلامی ایران، ۱۴۰۴ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الجوارح، جارحۃ کی جمع ہے اور جارحۃ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے اس لیے شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے، اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذ نہیں ہے کیونکہ موقوذ وہ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے، اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے، امام مسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا رمیت بالمعراض فخزق فکلہ واذا اصابہ بعرضہ فلا تاکلہ [1]

جب تم شکار پر معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھاؤ، اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس گوشت کو کھاؤ۔

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فان قیل بالرای فھوان یثقبہ [2]

اگر یہ کہا جائے کہ یہ لفظ خزق "ر" کے ساتھ ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ "ذ" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق کی گولی شکار میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ "ر" کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوراخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے لہٰذا اس حدیث کے مطابق ہر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور وہ ذبیحہ اور شکار حلال ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

عن رافع بن خدیج قال قلت یا رسول اللہ انا لاقوا العدو غدا و لیست معنا مدی فقال اعجل اوارن ما انھر الدم و ذکر اسم اللہ علیہ فکل لیس السن والظفر وساحدثک اما السن فعظم واما الظفر فمدی الحبشۃ واصبنا نھب ابل وغنم فند منھا بعیر فرماہ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا جلدی کرنا یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھاؤ، مگر دانت اور ہڈی نہ ہوں، دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے، (اس غزوہ میں)

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رجل بسهم فحبسه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لهذه الابل اوابد کاوابد الوحش فاذا غلبکم منها شیء فافعلوا به هکذا۔[۱]

ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے، ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا، ایک شخص نے اس کو تیر مارا سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں، جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اسی طرح کیا کرو۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل یعنی ما انهر الدم الا السن والظفر۔[۲]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانت اور ناخن کے سوا جو چیز بھی خون بہادے اس (کے مارے ہوئے) کو کھالو۔

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے، لہٰذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حدیث میں ہے:

اذا اصاب بحده فکل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقیذ فلا تاکل[۳]

جب جانور "معراض" کی دھار سے مرے تو اس کو کھالو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے اس کو مت کھاؤ۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے:-

الموقوذة تضرب بالخشب یوقذها[۴]

موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جاتے۔

"اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے وہ وقیذ ہے" اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

لانه فی معنی الخشبة الثقیلة والحجر ونحو ذلك من المثقل[۵]

کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸، " " " "

[۳] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۴] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۵] حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے، اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں ہے، بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو چاٹتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں۔ اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں جبکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے اور جماعت کے نزدیک اس کے وقیذ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اس کے باوجود جب غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ابن المسیب قال: کل وحشیة قتلتها بحجرا و ببندقة او بحجر فکلها[1]

ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے پتھر، غلیل کی گولی یا پتھر سے مارا اس کو کھالو۔

عن ابن المسیب عن عمار بن یاسر قال اذا رمیت بالحجر او بالبندقة ثم ذکرت اسم اللہ فکل[2]

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا کہ جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھو تو پھر کھالو۔

قال ابن عیینة: واخبرنی اخ لابن ابی لیلی قال رمیت طائرا او قال صیدا ببندقة فقتلتہ فسالت عبد الرحمن بن ابی لیلی فامرنی باکلہ[3]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلی کے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ یا شکار مارا۔ پھر میں نے عبدالرحمان بن ابی لیلی سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ قال فی صید المعراض۔ اذا خزق فلا باس بہ، وان رمیت بسھم فیہ حدیدة فسقط فکلہ[4]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا: جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر تم نے ایسا تیر مارا جس میں لوہا یا دھار نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھالو۔

ان آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر لوہے کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی، یقینی اور اتفاقی نہیں ہے۔ اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگرچہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے، لیکن یہ ان کی اجتہادی خطاء ہے، تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

---

[1] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵-۴۷۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

[2] " " " " ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، " " " "

[3] " " " " ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۵، " " " "

[4] " " " " ، المصنف ج ۴ ص ۴۷۷، " " " "

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن مجید اور احادیث سے بندوق سے مارے ہوئے شکار کا حکم واضح کرنے کے بعد اب ہم فقہاء احناف کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

الذکاۃ عبارۃ عن تسییل الدم الفاسد النجس وھو نوعان الذبح فی المذبح عند القدرۃ وبالجرح فی ای موضع اصابہ عند تعذر الذبح والتکلیف بحسب الوسع ففی کل موضع یکون الذبح فی المذبح مقدورا لہ لا یثبت الحل الا بہ وفی کل موضع تعذر یقوم الجرح مقامہ[1]

ذکاۃ (ذبح) کا معنی ہے فاسد اور نجس خون کو بہانا اور اس کی دو قسمیں ہیں، ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری ذبح اختیاری یہ ہے کہ قدرت اور اختیار کے وقت حیوان کے گلے پر چھری پھیرنا اور جب گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو تو جانور کے جسم کے کسی حصہ پر بھی زخم ڈال دینا، ذبح اضطراری ہے کیونکہ انسان اپنی قدرت کے اعتبار سے مکلف ہوتا ہے سو جس صورت میں وہ حیوان کے گلے پر چھری پھیر سکتا ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیرے بغیر ذکاۃ حاصل نہیں ہوگی اور جہاں اس پر قدرت نہ ہو وہاں جانور کے جسم میں کہیں پر بھی زخم ڈالنا اس ذکاۃ کے قائم مقام ہے۔

لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو اسی لیے ناجائز کہا گیا ہے کہ عادتاً لاٹھی اور پتھر سے اس وقت مارا جاتا ہے جب جانور قریب ہو۔ اور جب جانور قریب ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح کیا جا سکتا ہے، اس لیے یہاں ذبح اختیاری ہے، اضطراری نہیں ہے اور جب جانور دور ہو اور اس کو پکڑ کر اس کے گلے پر چھری پھیرنا قدرت میں نہ ہو مثلاً کسی درخت پر بیٹھا ہو یا اڑ رہا ہو یا بھاگ رہا ہو اور بندوق سے فائر کر کے ان جانوروں کا شکار کر لیا جائے اور گولی یا چھرے لگنے سے وہ جانور زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم سے خون بہہ جائے تو ان کا زخمی ہونا اور خون بہنا ذکاۃ اضطراری ہے اور فقہاء کے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

نیز علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

عن ابراھیم رحمہ اللہ اذا خرق المعراض فکل واذا لم یخرق فلا تاکل والمعراض سھم لا نصل لہ الا ان یکون راسہ محددا وقیل سھم لا ریش لہ فربما یصیب السھم عرضا یندق ولا یخرق وھو مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصاب بحدہ فجرح فکل وما اصاب بعرضہ فلا تاکل وقد بینا ان الحل

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب معراض شکار کو پھاڑ دے تو کھالو اور جب نہ پھاڑے تو نہ کھاؤ، معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پیکان نہ ہو الا یہ کہ اس کا سر دھار والا ہو، ایک قول یہ ہے کہ وہ بغیر پر کا تیر ہے، بسا اوقات تیر عرض کی جانب سے لگتا ہے اور شکار کو پھاڑتا نہیں توڑ دیتا ہے، اسی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اگر شکار تیر کی دھار سے مرے اور زخمی ہو تو کھالو اور اگر تیر کے عرض سے مرے تو مت کھاؤ اور ہم یہ بیان کر چکے

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باعتبار تسییل الدم النجس وذٰلک یحصل اذا خرق ولا یحصل اذا دق ولم یخرق فان ذٰلک فی معنی الموقوذة وھو حرام بالنص۔ [1]

یعنی کہ حلت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور یہ اس وقت ہو گا جب معراض شکار کو پھاڑ دے اور اگر شکار کو پھاڑے بغیر توڑ دے تو خون نہ بہے گا (مثلاً اس کی ضرب سے ہڈی یا ٹانگ ٹوٹ جائے) اور یہ حکماً موقوذہ ہے اور یہ نص قطعی سے حرام ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جو کسی بھاری اور وزنی چیز سے ٹوٹ جائے (یعنی اس کی ہڈی ٹوٹ جائے) اس کے جسم میں زخم آئے اور نہ خون بہے اور اگر کوئی آلہ جانور کے جسم کو پھاڑ دے اور اس کا خون بہائے تو یہ حلال ہے، اور بندوق سے مارا ہوا شکار ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں زخم آئے نہ خون بہے اس لیے وہ موقوذہ نہیں ہے بلکہ بندوق کی گولی اس کے جسم کو پھاڑ دیتی ہے، اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتا ہے، بسا اوقات گولی آر پار ہو جاتی ہے اس کے جسم میں زخم آتا ہے اور خون بہتا ہے (یاد رہے کہ ذکاۃ اضطراری میں پورے جسم سے خون بہنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ کتے کے مارے ہوئے شکار کے جسم سے بسا اوقات سارا خون نہیں بہتا) اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال اور طیب ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ اس زمانہ میں بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے مارا ہوا شکار موقوذہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان علماء نے نیک نیتی سے یہ فتویٰ دیا ہے لیکن یہ علماء اس مسئلہ میں زیادہ گہرائی اور گیرائی میں نہیں گئے اور ان کو اس مسئلہ میں اجتہادی خطاء لاحق ہوئی، آج کل بندوق سے شکار عام ہو گیا ہے اور بکثرت لوگ اس میں مبتلاء ہیں اور اگر گولی یا چھرہ لگنے سے جانور مرجاتے تو اس کو اس فتویٰ کی بناء پر مردار اور حرام قرار دیا جاتا ہے، جب کہ قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ حلال اور طیب ہے، اور اجتہادی مسائل میں میرا ذہن یہ ہے کہ امت مسلمہ کے لیے آسان اور سہل احکام بیان کیے جائیں اور قرآن مجید، احادیث اور فقہاء اسلام کے اصول اور قواعد سے امت مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ یسر اور آسانی کو حاصل کیا جائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، آسانی کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو، شرح صحیح مسلم میں میرا یہی اسلوب رہا ہے کہ اجتہادی مسائل میں قرآن، سنت اور فقہاء اسلام کے قواعد میں مسلمانوں کے عمل کے لیے مجھے جہاں بھی کوئی یسر اور آسانی کی دلیل اور سبیل ملی میں نے اس کو اختیار کر لیا اور امت کی دشواری اور عسر کی راہ کو ترک کر دیا اور میں نے جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے قلم اٹھایا تو قرآن مجید، سنت اور فقہاء اسلام کی تصریحات کو مقدم رکھا ہے اور مشکل پسند اور فقہاء عصر کے اقوال کو ترک کر دیا۔

بہر حال میں نے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ کو بھی نیک نیتی، اخلاص اور للہیت سے لکھا ہے اگر یہ حق اور صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میرے مطالعہ کا نقص اور میری فہم کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی محمد سید المرسلین خاتم النبیین وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اہلِ کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم

اس باب کی حدیث نمبر ۴۸۶۸ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے برتنوں کے متعلق فرمایا: اگر تم کو اور برتن مل سکیں تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ اور اگر اور برتن نہ مل سکیں تو ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کر لو، علامہ نووی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

سنن ابوداؤد میں یہ روایت اس طرح ہے کہ ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں وہ اپنی دیگچیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کو دوسرے برتن مل جائیں تو کھانے پینے کے لیے ان کو استعمال کرو، اور اگر تم کو دوسرے برتن نہ ملیں تو پانی سے دھونے کے بعد ان کو کھانے پینے کے لیے استعمال کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے برتن مل جائیں تو کفار کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا بھی ممنوع اور مکروہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جن برتنوں میں نجاست ڈالنا کفار کی عادت ہو اس کو استعمال کرنے سے مسلمانوں کو گھن آتی ہے جیسے اگالدان کو دھو کر اسے کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ [1]

اس حدیث میں اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کے طریقہ کا بیان ہے۔ دیگر کفار اور بت پرستوں کا بیان نہیں ہے، امام بخاری نے مجوسیوں کے برتنوں کو بھی اہل کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے اس لیے "آنیۃ المجوس" "مجوسیوں کے برتن" کا عنوان قائم کر کے حضرت ابو ثعلبہ کی مذکور الصدر حدیث بیان کی ہے، علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اہل کتاب اور مجوسیوں (آتش پرستوں) دونوں کے برتنوں کا حکم واحد ہے کیونکہ دونوں نجاسات سے نہیں بچتے، تاہم یہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فتح خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے پتیلیوں میں کیا پکایا ہے؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت، آپ نے فرمایا جو کچھ دیگچیوں میں ہے اس کو گرا دو اور دیگچیاں توڑ دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا جو کچھ دیگچیوں میں ہے گرا دیتے ہیں اور دیگچیاں دھو لیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے!

امام بخاری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب گدھے کے پکے ہوئے سالن والی دیگچیاں دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں تو دوسری نجاست سے آلودہ دیگچیاں بھی دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ [2]

بَابُ تَحْرِيمِ اَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ

کچلیوں والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے کی ممانعت

۴۸۷۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوک دار دانت) والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، اسحاق اور ابن ابی عمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ زہری

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ زَادَ إِسْحٰقُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ نَسْمَعْ بِهٰذَا حَتّٰى قَدِمْنَا الشَّامَ۔

نے بیان کیا کہ ملک شام میں آنے تک ہم نے اس حدیث کو نہیں سنا۔

۴۸۷۴ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ عُلَمَائِنَا بِالْحِجَازِ حَتّٰى حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ وَكَانَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الشَّامِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے، ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ہم نے حجاز میں اپنے علماء سے یہ حدیث نہیں سنی، حتی کہ شام کے فقہاء میں سے ابو ادریس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔

۴۸۷۵ - وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۷۶ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَغَيْرُهُمْ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَعَمْرٍو وَكُلُّهُمْ ذَكَرَ الْأَكْلَ إِلَّا صَالِحًا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کیں سب نے کھانے کا ذکر کیا ہے مگر صالح اور یوسف کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ہر کچلی والے درندے سے منع فرمایا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَيُوسُفَ فَإِنَّ حَدِيثَهُمَا نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

۴۸۷۷- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبِيدَةَ ابْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کچلیوں والے درندے کو کھانا حرام ہے۔

۴۸۷۸- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۸۷۹- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۸۰- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۸۸۱- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ وَأَبُو بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کچلیوں والے درندوں اور ناخنوں والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۸۲- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَبُو بِشْرٍ أَخْبَرَنَا عَنْ مَيْمُونٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى ح وَحَدَّثَنِي
أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ
أَبِي بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ.

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ تمام کچلیوں والے درندے اور ناخنوں والے پرندے حرام ہیں، اور ان احادیث میں جمہور کی دلیل ہے، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ کچلیوں والے درندوں سے مراد وہ درندے ہیں جو دانتوں سے شکار کرتے ہیں، امام مالک کے نزدیک ان درندوں اور پرندوں کا کھانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ [1]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک درندوں سے مراد وہ جانور ہیں جو چیرتے پھاڑتے ہوں اور گوشت کھانے والے ہوں، امام مالک اور امام شافعی نے بلی، جنگلی چوہا، گوہ اور قنفذ (بلی کے برابر ایک خاردار جانور) کو کھانے کی اجازت دی ہے، اگرچہ یہ بھی کچلیوں والے جانور ہیں، کیونکہ یہ درندے نہیں ہیں اور حسن نے ہاتھی کے کھانے کو بھی جائز کہا ہے اور ابن حبیب نے کہا ہے کہ چوہا کھانا مکروہ تنزیہی ہے علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ یہ حدیث کچلیوں سے شکار کرنے والے پرندوں کی تحریم میں نص صریح ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے اور اس مسئلہ میں ہمارے دو قول ہیں، تحریم اور کراہت، ہمارے فقہاء نے ان جانوروں کی کراہت پر قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم — آپ ان سے کہیے کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ (انعام: ۶: ۱۴۵)

اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کھانے والے پر حرام ہو ماسوا ان چیزوں کے: مُردار، بہایا ہوا خون، سور کا گوشت، یا فسق ہو جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت کے مستثنیات میں درندوں کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اس دلیل پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت تحریم کے نازل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی تحریم نازل نہ ہوئی ہو، جب کہ احکام دن بدن نازل ہوتے رہتے تھے، اور اس حدیث میں بھی انھی احکام کا بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور یہ حدیث مدنی ہے۔ [۱]

کچلیوں سے پھاڑنے والے درندوں اور ناخنوں سے مارنے والے پرندوں کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں پھاڑنے والے درندے اور پرندے مُراد ہیں یہ مراد نہیں ہے کہ ہر دانت اور ناخن والا درندہ اور پرندہ حرام ہے، "سَبُعٌ" (پھاڑنے والا درندہ یا پرندہ) سے مراد ہر وہ جانور ہے جو جھپٹتا ہو، لوٹ مار کرتا ہو، عادۃً زخمی کرتا ہو، مارتا ہو اور زیادتی کرتا ہو، ان جانوروں کو بنی آدم کی کرامت کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے، کیونکہ ان جانوروں کا گوشت کھانے سے انسان میں ان جانوروں کے اوصاف پیدا ہو جانے کا خدشہ ہے، ان جانوروں میں بجو اور لومڑی بھی داخل ہیں (کیونکہ یہ بھی دانتوں سے چیرتی پھاڑتی ہیں) اور یہ حدیث امام شافعی (اسی طرح امام مالک) کے خلاف حجت ہے، کیونکہ وہ لومڑی اور گوہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہاتھی بھی کچلیوں والا جانور ہے اس لیے مکروہ ہے اور جنگلی چوہا اور نیولا جنگلی درندوں میں سے ہے، اور گدھ اور بغاث (گدھ کی طرح ایک پرندہ) مکروہ ہیں کیونکہ وہ مُردار کھاتے ہیں، اور کھیتوں کے کوّے کو کھانے میں کوئی حرج نہیں [۲] ہے کیونکہ وہ دانہ کھاتا ہے اور مُردار نہیں کھاتا اور وہ پھاڑنے والے درندوں میں سے نہیں ہے، وہ سیاہ و سفید کوّا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ دانہ اور گندگی کو ملا کر کھاتا ہے۔ اس لیے مرغی کے مشابہ ہے، اور امام ابویوسف سے ایک روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ زیادہ تر مُردار کھاتا ہے۔

حشرات الارض اور بجو وغیرہ کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

بجو، گوہ، کچھوے، بھڑ (زنبور) اور تمام کیڑے مکوڑوں کا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے،

بجو تو دانتوں سے چیرنے اور پھاڑنے والا جانور ہے، اور گوہ کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا، یہ حدیث امام شافعی پر حجت ہے کیونکہ وہ گوہ کو حلال کہتے ہیں، اور بھڑ موذی جانوروں سے ہے اور کچھوا خبیث کیڑے مکوڑوں میں سے ہے، حشرات الارض کی تحریم کو گوہ پر قیاس کیا گیا ہے، پالتو گدھوں اور خچروں کو کھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ

---

[۱] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۰۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۲] کھیتوں کے کوّے کی تعریف اور شناخت کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث صفحہ ۳۵۱ کا مطالعہ کریں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

گھوڑے کے گوشت کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحہم اللہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی، اور امام ابو حنیفہ کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ۔ (نحل: ۸/۱۶)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری سواری اور سجاوٹ کے لیے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے پیدا کرنے کو اپنا احسان قرار دیا ہے اور کسی چیز کو کھانا سب سے بڑا نفع ہے اور حکیم سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ چیز کے احسان کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کے احسان کو ذکر کرے، سو اگر ان جانوروں کو کھانا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا کہ ہم نے ان جانوروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ گھوڑوں سے دشمن کو ڈرایا جاتا ہے اس لیے بربناء احترام ان کا کھانا مکروہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مال غنیمت میں سے گھوڑے کا حصہ بھی دیا جاتا ہے، نیز اگر گھوڑوں کے کھانے کو مباح کر دیا جائے تو جہاد کے آلات کم ہو جائیں گے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے (حضرت خالد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمایا تھا لیکن حضرت جابر کی حدیث صحیح ہے اور حضرت خالد کی حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت خالد جنگ خیبر کے بعد اسلام لاتے تھے۔ ——— سعیدی غفرلہ) اور جب تعارض ہو تو محرم کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے حضرت خالد کی روایت راجح ہے، ایک قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایک قول ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے، اور گھوڑیوں کے دودھ میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کا دودھ پینے سے آلات جہاد میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (آج کل چونکہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت نہیں پڑتی اس لیے اب کراہت کی وجہ اٹھ گئی۔ ——— سعیدی غفرلہ)

خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا خرگوش ہدیہ کیا گیا تو آپ نے اس کو خود بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس سے کھانے کا حکم دیا نیز خرگوش درندوں میں سے ہے نہ مردار خور ہے اس لیے وہ ہرن کے مشابہ ہے۔

پانی کے جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کا کھانا جائز ہے امام مالک اور اہل علم کی ایک جماعت نے کہا کہ سمندر کے تمام جانوروں کو کھانا مطلقاً جائز ہے، اور بعض فقہاء نے خنزیر، کتے اور انسان کا استثناء کیا، امام شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے ان تمام جانوروں کو مطلقاً حلال کہا ہے ان جانوروں کے کھانے اور ان کی بیع میں ایک جیسا اختلاف ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے فرمایا: احل لکم صید البحر۔ "تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے" اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے متعلق فرمایا: ھو الطھور ماؤہ والحل میتتہ "سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مُردار حلال ہے"۔ نیز سمندری جانوروں میں خون نہیں ہوتا کیونکہ خون والا جانور پانی میں نہیں رہتا، اور حرام کرنے والا خون ہے لہٰذا یہ جانور مچھلی کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مشابہ ہو گئے، اور ہماری دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: ویحرم علیہم الخبائث "نبی تم پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اور مچھلی کے سوا باقی جانور خبیث ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوا سے منع فرمایا ہے جس میں مینڈک ڈالا جائے اور آپ نے کیکڑے کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، اور احل لکم صید البحر میں شکار کرنے کی اجازت دی ہے اور شکار حرام چیز کا بھی کیا جاتا ہے اور حدیث میں جو ہے کہ سمندر کا مردار حلال ہے اس مُردار سے مراد مچھلی ہے اور وہ حلال ہے اور تمام مرداروں سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے وہ دو مُردار مچھلی اور ٹِڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔ جو مچھلی اپنی طبعی موت سے مر کر پانی کی سطح پر آجائے اس کو کھانا مکروہ ہے اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا سمندر کا مردار حلال ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جو مچھلی پانی کے زمین میں جذب ہونے سے مر جائے اس کو کھا لو، اور جس چیز کو پانی باہر پھینک دے اس کو کھا لو اور جو مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

سیاہ مچھلی، مار ماہی (سانپ کی شکل کی مچھلی) اور مچھلی کی تمام اقسام اور ٹِڈی کو بغیر ذبح کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ ٹِڈی حلال نہیں ہے الا یہ کہ ٹِڈی پکڑنے والا اس کا سر کاٹ کر اس کو بھون لے کیونکہ وہ خشکی کا شکار ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو قتل کرنے سے محرم پر فدیہ لازم آتا ہے، ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے، اور مچھلی کے متعلق ہمارا مسلک یہ ہے کہ جو مچھلی کسی آفت سے مر جائے وہ حلال ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مرے وہ حرام ہے۔ [1]

جھینگے کے متعلق اعلیٰ حضرت کی رائے

اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں تو جن بعض کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں۔ ان کے نزدیک حرام ہوا ہی چاہیے، مگر فقیر نے کتب لغت وکتب طب وکتب علم حیوان میں بالاتفاق اس کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے، قاموس میں ہے الاربیان بالکسر سمک کالدود، صحاح وتاج العروس میں ہے الاربیان ضرب من السمک کالدود دیکون بالبصرۃ صراح میں ہے نوعے از ماہی منتہی الارب میں ہے اربیان نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگا مے گویند، مخزن میں ہے اربیان واو بیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیان و ماہی میگ و بہندی جھینگا مچھلی نامند، تحفۃ المومنین میں ہے بفارسی ماہی روبیان نامند، تذکرہ، داؤد انطاکی میں ہے روبیان اسم لضرب من السمک یکثر بحر العراق والشام احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحما، حیاۃ الحیوان الکبری میں ہے: الروبیان ہو سمک صغیر جدا احمر۔ تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون وتصریح معراج الدرایہ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں، امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں، رد المحتار میں ہے: ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر توکل وعند الشافعی لا توکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس وقلنا انما یعتبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحابہ لایحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے حیث قال السمک الصغار کلہا مکروھۃ کراھۃ التحریم ہو الاصح جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور کنکھجے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ

---

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۳-۴۴۰، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے ماہی سقنقور حالانکہ وہ ناکہ کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے، اور ہمارے ائمہ سے حلت رد بیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ ؁۱

جھینگے کی بحث میں حرف آخر

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جھینگا چھوٹی مچھلی ہے اور ہر چند کہ تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک چھوٹی مچھلی کا کھانا بلا کراہت جائز ہے لیکن چونکہ صاحب جواہر اخلاطی نے چھوٹی مچھلی کھانے کو مکروہ تحریمی کہا ہے، اس لیے اس کا نہ کھانا اولیٰ اور افضل ہے۔

گویا اعلیٰ حضرت کے نزدیک جھینگا کھانا خلاف اولیٰ ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب جھینگا چھوٹا ہو، اور واضح رہے کہ جھینگا چھوٹی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑی جسامت کا بھی ہوتا ہے اور بڑے جھینگے میں خلاف اولیٰ کی وجہ بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جھینگا مچھلی ہے۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

الاربیان بالکسر السمک۔

اربیان (جھینگا) مچھلی ہے۔ ؁۲

لوئیس معلوف لکھتے ہیں:

الاربیان: جھینگا مچھلی۔ ؁۳

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الروبیان ھو سمک صغیر جدا احمر ؁۴

روبیان (جھینگا) سرخ رنگ کی بہت چھوٹی مچھلی ہے۔

بہر حال اہل لغت اور علم الحیوانات کے ماہرین کی تصریح کے مطابق جھینگا مچھلی ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مچھلی کی تمام اقسام بلا کراہت جائز ہیں اور باقی مکاتب فقہ میں بھی جھینگا حلال ہے اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک چھوٹے جھینگے کا کھانا خلاف اولیٰ ہے اور بڑے جھینگے کے کھانے میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔

بَابُ ۶۷۹ اِبَاحَةِ مَيْتَةِ الْبَحْرِ
سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت

۴۸۸۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حضرت ابو عبیدہ کے زیر کمان کفار قریش کے قافلے کے خلاف بھیجا، اور کھجوروں کی ایک بوری ہمیں بطور

؁۱ - اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، احکام شریعت ص ۲-۱، مطبوعہ برقی پریس مراد آباد

؁۲ - علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۱۲۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

؁۳ - لوئیس معلوف الیسوعی، المنجد (مترجم) ص ۵۲

؁۴ - علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ نَتَلَقّٰى
عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ
لَنَا غَيْرَهُ فَكَانَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً
قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا قَالَ
نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ
الْمَاءِ فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ وَكُنَّا نَضْرِبُ
بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهُ قَالَ
وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ
الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِيَ
دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرُ قَالَ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ
ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا
قَالَ فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى
سَمِنَّا قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ
بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ
اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ فَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ
عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهِ وَاَخَذَ
ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ
بَعِيْرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ
وَشَائِقَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ
هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ
شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَهُ۔

زادِ راہ عنایت فرمائی، اس کے علاوہ آپ کو اور کوئی چیز نہیں ملی، حضرت ابوعبیدہ ہر روز ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا تم ایک کھجور پر کس طرح گذارہ کرتے تھے، حضرت جابر نے کہا ہم اس کھجور کو بچہ کی طرح چوستے تھے، پھر اس کے اوپر پانی پیتے تھے، وہ کھجور ہمیں رات تک کافی ہوتی تھی، اور ہم لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے پھر ان کو پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے، ایک دن ہم ساحل سمندر پر گئے وہاں کنارے پر ایک بڑے ٹیلے کی مانند کوئی چیز پڑی ہوئی تھی، ہم اس کے پاس گئے دیکھا تو وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہا جاتا تھا، حضرت ابوعبیدہ نے کہا یہ مردار ہے پھر کہا نہیں! ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم لوگ حالت اضطرار میں ہو سو اس کو کھا لو، ہم لوگ تین سو تھے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے اور اس کو کھا کھا کر ہم موٹے ہو گئے تھے مجھے یاد ہے کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے سے مشکوں سے بھر بھر کر اس جانور سے چربی نکالی تھی، اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے، حضرت ابوعبیدہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لے کر اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں بٹھا دیے اور اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور سب سے بڑے اونٹ کی پیٹھ پر کجاوہ کس کر اس کے نیچے سے گذار لیا، اور اس کے گوشت کو ابال کر ہم نے زادِ راہ تیار کر لیا، مدینہ پہنچنے کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا یہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ اگر ہے تو ہمیں کھلاؤ، حضرت جابر کہتے ہیں پھر ہم نے اس میں سے کچھ گوشت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے اس کو تناول فرمایا۔

۴۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ
بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کے ساتھ ہمیں بھیجا اور ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے، ہم قریش کے قافلہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثَلَاثُ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهَا حَتَّى ثَابَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ وَأَطْوَلِ جَمَلٍ فَحَمَلَهُ عَلَيْهِ فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ وَجَلَسَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهِ نَفَرٌ قَالَ وَأَخْرَجْنَا مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةَ وَدَكٍ قَالَ وَكَانَ مَعَنَا جِرَابٌ مِنْ تَمْرٍ فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِي كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا قَبْضَةً قَبْضَةً ثُمَّ أَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً فَلَمَّا فَنِيَ وَجَدْنَا فَقْدَهُ.

کی گھات میں تھے، ہم نصف ماہ تک ساحل سمندر پر ٹھیرے رہے، ہم کو شدید بھوک کا سامنا تھا، حتیٰ کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اور اس لشکر کا نام ہی "پتوں کا لشکر" پڑ گیا، سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال کر پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے، ہم نصف ماہ تک اس کو کھاتے رہے اور بدن پر اس کا تیل لگاتے رہے، یہاں تک کہ ہم خوب فربہ ہو گئے، حضرت ابوعبیدہ نے اس کی ایک پسلی نصب کی اور لشکر کے سب سے طویل آدمی کو سب سے اونچے اونٹ پر سوار کیا تو وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا، اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں کئی آدمی بیٹھ گئے، حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے میں سے اتنے اتنے گھڑے چربی نکالی، ہمارے ساتھ کھجوروں کی ایک بوری تھی، حضرت ابوعبیدہ پہلے ہر شخص کو ایک ایک مٹھی کھجور دیتے تھے، پھر ایک ایک کھجور دینے لگے اور جب کھجور ملنا بند ہو گئی تو ہم نے جان لیا کہ اب کھجوریں ختم ہو گئیں۔

۴۸۸۵ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ فِي جَيْشِ الْخَبَطِ إِنَّ رَجُلًا نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلَاثًا ثُمَّ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "پتوں کے لشکر" میں ایک دن ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، پھر تین ذبح کیے، اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے اس کو منع کر دیا۔

۴۸۸۶ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روانہ کیا اس وقت ہم تین سو تھے، ہم اپنے اپنے زاد راہ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔

۴۸۸۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو کا ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اس کا امیر بنایا، جب ان کا زاد راہ ختم ہو گیا تو حضرت ابوعبیدہ نے سب کے زادراہ جمع کیے اور ہم کو کھجوریں کھلاتے تھے اور آخر میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَرِيَّةً ثَلَاثَ مِائَةٍ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَفَنِيَ زَادُهُمْ فَجَمَعَ أَبُو عُبَيْدَةَ زَادَهُمْ فِي مِزْوَدٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا حَتَّى كَانَ يُصِيبُنَا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ.

ہر روز ایک ایک کھجور دیتے تھے۔

۴۸۸۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ (يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ) قَالَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً أَنَا فِيهِمْ إِلَى سِيفِ الْبَحْرِ وَسَاقُوا جَمِيعًا بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ فَأَكَلَ مِنْهَا الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے ایک لشکر روانہ فرمایا، میں بھی اس لشکر میں تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ وہب بن کیسان کی روایت میں ہے کہ لشکر نے اٹھارہ دن تک اس (مچھلی) کا گوشت کھایا۔

۴۸۸۹ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ الْقَزَّازُ كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا إِلَى أَرْضِ جُهَيْنَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض جہینہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا اور ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔

باب مذکور کی حدیث کے فوائد اور مسائل

(۱) علامہ بدر الدین عینی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کو رجب آٹھ ہجری میں روانہ فرمایا تھا۔ [1]

(۲) علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ صحابہ کرام دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے اور دنیا سے بہت کم فائدہ اٹھاتے تھے، اور سخت کوشی اور محنت پر صبر کرتے تھے اور ہر حال میں جہاد کے لیے تیار رہتے تھے۔

(۳) اس حدیث میں دشمنان اسلام کے قافلوں کی گھات میں رہنے اور بطور غنیمت ان کا مال لوٹنے کا ثبوت ہے۔

(۴) اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے تمام لشکریوں کے زاد راہ کو جمع کیا، یہ فعل اہل لشکر کی رضا مندی پر محمول ہے

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۲۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تاکہ سب کا مال اکٹھا ہونے پر برکت حاصل ہو، اشعری اسی طرح کیا کرتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف کرتے تھے۔ ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر کچھ لوگ مل کر سفر کریں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے کھانوں کو جمع کر لیں اور مل کر کھائیں۔

(۵)۔ پہلے حضرت ابو عبیدہ نے اس مچھلی کو مُردار کہا اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ مردار حرام ہے پھر ان کا اجتہاد متغیر ہوا کہ ہم لوگ حالتِ اضطرار میں ہیں اور حالتِ اضطرار میں مُردار کھانا جائز ہے، بعد میں اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لیے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی قیاس اور اجتہاد جائز اور معمول تھا جیسا کہ آپ کے وصال کے بعد اجتہاد جائز اور معمول ہے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت جابر سے یہ فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ گوشت ہے تو ہمیں کھلاؤ" اس میں تین چیزوں کی تعلیم مقصود تھی۔ (ا) مفتی کے لیے مستحسن ہے کہ وہ اپنے فتویٰ پر خود عمل کر کے دکھائے تاکہ مستفتی کو تسلی ہو۔ (ب) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مچھلی کے گوشت کو کھا کر یہ تعلیم دی کہ اگر سمندر کسی مری ہوئی مچھلی کو باہر پھینک دے تو وہ حلال ہے یعنی اس کو بغیر اضطرار کے بھی کھانا حلال ہے۔ (ج) اگر استاذ اپنے شاگرد سے اس کے کسی مال کا سوال کرے تو یہ سوال جانبین سے انس کی بناء پر ہوتا ہے۔ اس سوال کی ممانعت نہیں ہے۔ ممانعت اس سوال کی ہے کہ کسی اجنبی شخص سے مال حاصل کرنے کی غرض سے سوال کیا جائے۔

(۶)۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اس مچھلی کے گوشت کو پندرہ دن تک کھاتے رہے، حالانکہ پندرہ دن میں تو گوشت خراب ہو جاتا ہے اور سڑ جاتا ہے۔ علامہ وشتانی مالکی نے اس کے دو جواب دیے ہیں، ایک یہ ہے کہ اس مچھلی میں چربی بہت تھی اور چربی اور تیل کی وجہ سے گوشت سڑنے سے محفوظ رہتا ہے، دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ گوشت ہوا لگنے سے خراب ہوتا ہے اور وہ چونکہ بہت بڑی مچھلی تھی، اس میں گوشت کی کئی تہیں تھیں تو جس تہہ پر ہوا نہیں پہنچتی تھی وہ ٹھیک رہتا تھا۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ خرقِ عادت ہے اور صحابہ کرام کی کرامت ہے۔

(۷)۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی قوتِ ایمان کا ثبوت ہے کیونکہ اگر بالفرض ان کا ایمان کمزور ہوتا تو ایک بوری کھجوروں کے زادِ راہ پر اتنے لمبے سفر کے لیے نہ نکلتے۔

(۸)۔ اس حدیث میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی فضیلت ہے اور ان کے علم، فراست اور قوتِ اجتہاد کا بیان ہے۔

(۹)۔ اس حدیث میں قوم کے مسائل اور مشکلات حل کرنے کا ثبوت ہے۔

(۱۰)۔ اس میں تقدیر پر راضی اور شاکر رہنے اور امیر کی اطاعت کرنے کا بیان ہے۔

(۱۱)۔ اس حدیث میں زادِ راہ جمع کرنے اور مل کر کھانے کا ثبوت ہے۔

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ سمندر کے تمام مُردار جانور

سے۔ امام مسلم نے ایک روایت میں ایک ماہ تک کھانے کا ذکر کیا ہے، ایک روایت میں نصف ماہ تک اور ایک روایت میں اٹھارہ دن تک اور امام بخاری نے کتاب الشرکۃ اور کتاب المغازی میں اٹھارہ دن کا ذکر کیا ہے اور کتاب الصید میں نصف ماہ کا، محدثین نے ان مختلف روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اصل میں اٹھارہ دن تھے، بعض راویوں نے کسر کو حذف کر کے اس کو نصف ماہ سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو تغلیباً ایک ماہ سے تعبیر کیا۔ ــــــــ سعیدی غفرلہٗ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حلال ہیں خواہ وہ اپنی طبعی موت سے مرے ہوں یا ان کو شکار کیا جائے اور مچھلی کے حلال ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ مینڈک حرام ہے کیونکہ حدیث میں اس کو قتل کرنے کی ممانعت ہے، اور مینڈک کے علاوہ باقی جانوروں کے متعلق تین قول ہیں: (۱) تمام سمندری جانور حلال ہیں، یہ قول زیادہ صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے (۲) حلال نہیں ہیں۔ (۳) جس جانور کی نظیر خشکی میں حلال ہے وہ سمندر میں بھی حلال ہے اس قول کی بناء پر سمندری گھوڑے، ہرن اور بکریاں کھائی جائیں گی اور سمندری کتا، خنزیر اور گدھا نہیں کھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ سمندر کے تمام جانور حلال ہیں، اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ مچھلی کے سوا کوئی اور جانور حلال نہیں ہے[۱]

سمندر میں طبعی موت مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جو مچھلی سمندر میں کسی خارجی سبب کے بغیر مر جائے وہ ہمارے مذہب (شافعی) میں حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہما، عطاء، مکحول، نخعی، امام مالک، امام احمد، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء اسلام کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برخلاف حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت جابر بن زید، طاؤس اور امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ یہ مچھلی حلال نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر و طعامہ (مائدہ: ۹۶) "سمندر میں شکار کرنا اور اس کا طعام تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے" حضرت ابن عباس نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو تم شکار کرتے ہو اور سمندر کا طعام وہ ہے جس کو سمندر پھینک دیتا ہے (یہ تفسیر امام ابوحنیفہ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جس مچھلی کو سمندر پھینک دے وہ ان کے نزدیک حلال ہے، جیسا کہ ہدایہ کے حوالے سے گذر چکا ہے، اختلاف اس مچھلی میں ہے جو مر کر سطح آب پر آجائے، سعیدی غفرلہ) اور حضرت جابر کی یہ حدیث بھی ہماری (شافعیہ کی) دلیل ہے، (یہ حدیث بھی فقہاء احناف کے خلاف نہیں ہے، ——— سعیدی غفرلہ) اور اس حدیث سے بھی فقہاء شافعیہ نے استدلال کیا ہے: ھو الطھور ماؤہ والحل میتتہ "سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے، یہ حدیث صحیح ہے (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حدیث میں مردار سے مراد مچھلی ہے۔ ——— سعیدی غفرلہ)۔ اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو سمندر پھینک دے یا جس چیز سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھاؤ اور جو چیز سمندر میں مر کر سطح آب پر ابھر آئے اس کو مت کھاؤ" (یہ امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے) سو یہ حدیث ائمہ حدیث کے اتفاق سے ضعیف ہے اس حدیث سے استدلال جائز نہیں ہے، جب کہ یہ قرآن اور حدیث کے معارض بھی ہے (قرآن مجید کی جو تفسیر علامہ نووی نے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے اس میں سمندر میں مرنے والی مچھلی کا ذکر نہیں ہے اور نہ اس باب کی حدیث میں ہے اور بحث اسی میں ہے، اس لیے اس حدیث کا قرآن مجید اور حدیث سے تعارض نہیں ہے اور ضعف کا جواب عنقریب آرہا ہے، ——— سعیدی غفرلہ) [۲]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک تمام اقسام کے سمندری جانور حلال ہیں،

---

[۱]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ،

[۲]۔ " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ۔ "تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام حلال کیا گیا ہے" البتہ سمندری خنزیر میں امام مالک نے توقف کیا ہے مدونہ کی کتاب الصید میں لکھا ہے امام مالک نے فرمایا تم اس کو خنزیر کہتے ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ امام مالک نے توقف نہیں کیا بلکہ اس کو خنزیر کہنے سے انکار کیا ہے، سمندر کے جو جانور خشکی میں بھی رہتے ہیں جیسے مینڈک، کچھوا اور کیکڑا، ان میں اختلاف ہے۔ مدونہ میں لکھا ہے کہ یہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ان کا مردار حلال ہے اور ابن نافع اور باجی نے محمد بن دینار سے یہ روایت کیا ہے کہ ان کو بغیر ذبح کے کھانا جائز نہیں ہے اور ان کا مردار کھانا جائز نہیں ہے اور ابن قاسم نے یہ فرق کیا ہے کہ جن جانوروں کے رہنے کی اصل جگہ پانی ہے وہ اگر خشکی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جن کے رہنے کی اصل جگہ خشکی ہے وہ اگر پانی میں ہوں تو ان کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن رشد نے کہا یہ امام مالک کے مذہب کی تفسیر ہے، اور جو جانور بغیر کسی خارجی سبب کے پانی میں مرکر سطح آب پر آجائے وہ حلال ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ لہ

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جو سمندری جانور خشکی میں رہتے ہیں وہ بغیر ذبح کے حلال نہیں ہیں، جیسے سمندری پرندے، کچھوا، اور پانی کا کتا، ہاں جس جانور میں خون نہ ہو وہ بغیر ذبح کے بھی حلال ہے، جیسے کیکڑا، امام احمد نے کہا کیکڑے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ذبح سے مقصود خون نکالنا ہوتا ہے اور جس میں خون نہیں ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور باقی پانی کے جانوروں (جو خشکی میں رہتے ہوں) کو ذبح کرنا ضروری ہے اور ایک قوم نے کہا ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھو الطھور ماؤہ والحل میتتہ (سنن ابن ماجہ ص ۲۴۳) "سمندر پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا حلال ہے" اس لیے مچھلی اور کیکڑا وغیرہ بغیر ذبح کے حلال ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سمندر کے تمام جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ اور امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل شیء فی البحر مذبوح "سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے" اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ ذبح کل شیء فی البحر لابن آدم۔ "اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے سمندر میں ہر چیز کو ذبح کر دیا" اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو حیوان خشکی میں رہتا ہے اس کا بہنے والا خون ہوتا ہے اس لیے وہ پرندوں کی طرح بغیر ذبح کے حلال نہیں ہوتا، اور جو احادیث بیان کی گئی ہیں وہ خشکی میں نہ رہنے والے سمندری جانوروں پر محمول ہیں۔

جو سمندری جانور صرف پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی اور اس کی مثل وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں اور ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، رہے دو مردار تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب نے ساحل سمندر پر عنبر نام کا ایک جانور مرا ہوا دیکھا وہ ایک ماہ تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کا تیل لگاتے رہے حتیٰ کہ خوب فربہ ہو گئے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے، کیا تمہارے پاس اس میں سے ہمارے کھلانے کے لیے کچھ ہے؟ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

لہ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہماری دلیل قرآن مجید کی آیت کا عموم ہے، (یعنی تمہارے لیے سمندر کا شکار اور طعام مباح کر دیا گیا ہے، ۔ مائدہ: ۹۶) اسی طرح حدیث میں بھی عموم ہے (یعنی سمندر میں مرا ہوا حلال ہے، ۔ ابن ماجہ) عبداللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سمندری کتے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سمندر کی ہر چیز مذبوح ہے" ابو عبداللہ نے کہا ہم سمندری کتے کو ذبح کریں گے، امام احمد نے کہا اگر ایک مچھلی دوسری مچھلی کے پیٹ میں پائی جائے تو وہ بھی حلال ہے جیسے سمندر میں مری ہوئی مچھلی اگر سطح آب پر آجائے تو حلال ہے۔ [1]

سمندری جانوروں کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور بحث ونظر

علامہ ابو بکر الجصاص الحنفی لکھتے ہیں: ہمارے فقہاء (احناف) نے یہ کہا ہے کہ پانی کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کو کھانا جائز ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سمندر کے تمام جانور مباح ہیں ان کے قول کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے، مچھلی اور ٹڈی، قرآن مجید میں ہے: حرمت علیکم المیتۃ "تم پر مردار حرام کیے گئے" ان میں سے صرف دو مرے ہوئے جانوروں مچھلی اور ٹڈی کا استثناء کیا گیا ہے، اور حضرت عبدالرحمان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دواء کا ذکر کیا، اور یہ کہا کہ اس دوا میں مینڈک ڈالا جاتا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اور جب حدیث سے مینڈک کی تحریم ثابت ہو گئی تو مچھلی کے سوا پانی کے باقی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ہمارے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مینڈک اور باقی دریائی جانوروں میں فرق کرتا ہو۔ [2]

علامہ ابو الحسن المرغینانی حنفی نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ مچھلی کے سوا باقی دریائی جانور خبیث ہیں اور قرآن مجید میں ہے: و یحرم علیہم الخبائث "نبی صلے اللہ علیہ وسلم خبیث چیزوں کو تم پر حرام کرتے ہیں" سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے سوا تمام پانی کے جانور خبیث ہیں؛ [3]

خبیث سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو طبیعت ناپسند کرتی ہو اور اس سے متنفر ہوتی ہو اور اس سے گھن آتی ہو، لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ بہت سی حلال چیزوں سے بھی گھن آتی ہے اور طبیعت متنفر ہوتی ہے لیکن وہ چیزیں حرام نہیں ہیں، مثلاً گندی نالیوں کا پانی پینے والی مرغیوں اور بطخوں سے گھن آتی ہے، بعض آدمیوں کو کسی چیز کے کھانے سے قے آجاتی ہے ان کی طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی، اگر آپ کسی بڑے ہوٹل یا بیکری میں آٹا گوندھنے والے شخص کو دیکھیں تو عام طور پر وہ ایک لنگوٹ باندھ کر پیروں سے آٹا گوندھتا ہے اور گرمیوں کے مہینوں میں اس کے میلے کچیلے بدن سے سر سے پاؤں تک پسینہ بہہ کر اس آٹے میں جذب ہوتا رہتا ہے اور میں نے کئی جگہ روٹی پکانے والے نانبائی کو دیکھا وہ قمیص اتار کر روٹی پکاتا ہے اور روٹیوں میں اس کا پسینہ جذب ہوتا رہتا ہے۔ بیکری کے بنے ہوئے خوش نما رنگ برنگ کیک اور پیسٹریاں اور انواع واقسام کی لذیذ مٹھائیاں سب انہی مراحل سے گذرتی ہیں اور مٹھائی کے کارخانوں، بیکریوں اور نانبائیوں کی مصنوعات کو دیکھ کر ہر سلیم الطبع شخص کی طبیعت متنفر ہوگی لیکن اس طبعی کراہت، نفرت اور گھن کی وجہ سے وہ چیزیں حرام تو نہیں ہو جاتیں!

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۳۹ - ۳۳۷، ملخصا، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[2] علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۹۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ
[3] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۲، مطبوعہ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ طبعی تنفر اور ناپسندیدگی ایک اضافی چیز ہے ایک شخص کو ایک چیز ناپسند ہوتی ہے اور دوسرے شخص کو وہی چیز پسند ہوتی ہے، اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء احناف کو مچھلی کے سوا باقی سمندری جانور طبعاً ناپسند ہوں اور ائمہ ثلاثہ کے ان کو پسندیدہ ہوں! دراصل یحرم علیھم الخبائث "خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں" اس سے مراد وہی چیزیں ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا مثلاً کتا، گدھا، سانپ، بچھو، چیل، کوا اور مذبوح جانور کے وہ سات اجزاء جن کو آپ نے حرام کر دیا ہے (مثلاً ذکر، خصیتین، حرام مغز اور مثانہ وغیرہ) اور یہ کہ کسی چیز کے خبیث ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ افراد امت کی صواب دید پر موقوف نہیں ہے، خبیث صرف وہی اشیاء ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا اور بس! کسی چیز کے طیب اور خبیث اور حلال اور حرام کو متعین کرنا صرف شارع علیہ السلام کا منصب ہے اور امت کے علماء کا کام صرف ابلاغ ہے، جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کی ممانعت ثابت نہ ہو تو اس کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے حرام تو بہت دور کی بات ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذلا بدلھا من دلیل خاص۔ ؎۱

مستحب کے ترک سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ کے لیے خاص دلیل ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری بحث یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: احل لکم صید البحر وطعامہ (مائدہ: ۹۶) "سمندر کا شکار اور طعام تمہارے لیے حلال کر دیا" اور طعام کا لفظ عام ہے جو سمندر کے ہر جانور کو شامل ہے اور اس کو بعض روایات سے مچھلی کے ساتھ مقید کرنا قرآن مجید کے عموم کو اخبار آحاد سے مقید کرنا ہے اور یہ خود احناف کے اصول کے خلاف ہے، نیز فقہاء احناف کا اصول ہے کہ وہ قرآن مجید کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں اور اس مسئلہ میں فقہاء احناف نے بعض روایات (جن کو ہم نے بھی علامہ جصاص کے حوالے سے بیان کیا ہے) کی بناء پر سمندری جانوروں میں سے مچھلی کی تقیید کی ہے حالانکہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمندر کا طعام مطلقاً حلال ہے عام ازیں کہ وہ مچھلی ہو یا کوئی اور جانور۔

پانی میں طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آنے والی مچھلی کی تحریم کی حدیث پر فنی اعتراضات کے جوابات

ائمہ ثلاثہ اس مری ہوئی مچھلی کو حلال کہتے ہیں جو بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت سے مر کر سطح آب پر آجاتے اور امام ابو حنیفہ اس مچھلی کو حرام کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے، امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما القی البحر او جزر عنہ فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ۔ ؎۲

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو سمندر پھینک دے، یا جس سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھالو اور جو سمندر میں مر کر سطح آب پر آجائے اس کو مت کھاؤ۔

؎۱ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎۲ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۷۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن سلیم وہ بہت وہمی تھا اور اس کا حافظہ خراب تھا، اور اس کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سلیم ثقہ راوی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی احادیث کو روایت کیا ہے، اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہے' اس حدیث کا ایک راوی ہے اسماعیل بن امیہ، علامہ ابن جوزی نے اس کو متروک لکھا ہے لیکن اس معاملہ میں علامہ ابن جوزی کو غلط فہمی ہوئی ہے، کیونکہ جو راوی متروک الحدیث ہے وہ اسماعیل بن امیہ ابو الصلت الزراع ہے اور یہ راوی اسماعیل بن امیہ قرشی اموی ہے اور ابو الصلت الزراع اس کے طبقہ کا نہیں ہے۔ امام ابو داؤد نے یہ کہا ہے کہ ثوری، ایوب اور حماد نے ابو الزبیر سے اس حدیث کو حضرت جابر سے موقوفاً روایت کیا ہے (یعنی یہ حضور کا ارشاد نہیں حضرت جابر کا قول ہے) اور از ابن ابی الذئب از ابی الزبیر از جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کو بہ طریق ضعیف روایت کیا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے، اور حضرت جابر نے اس کے خلاف روایت کی ہے، اور میں ابن ابی الذئب کی ابو الزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا' (علامہ عینی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری کا یہ کہنا کہ میں ابن ابی الذئب کی ابو الزبیر سے کوئی روایت نہیں پہچانتا ان کے اس مذہب کی بنا پر ہے کہ وہ حدیث معنعن کے لیے سماع کی شرط عائد کرتے ہیں، امام مسلم نے ان کی اس شرط پر شدید انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ من گھڑت قول ہے اور حدیث معنعن کے اتصال کے لیے صرف ملاقات اور سماع کا امکان کافی ہے، اور ابن ابی الذئب نے ابو الزبیر کا زمانہ پایا ہے اور ان کا اس سے سماع ممکن ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عبد العزیز بن عبد اللہ نے وہب بن کیسان سے اور انھوں نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور عبد العزیز ضعیف ہے اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نے مستدرک میں اس سے ایک حدیث روایت کی ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے' اور اس حدیث کو امام طحاوی نے احکام القرآن میں روایت کیا ہے۔ نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتۃ۔ "تم پر مردار حرام کیا گیا ہے" اور جو مچھلی کسی خارجی سبب (مثلاً شکار) سے مری ہو یا جو مچھلی سمندر کے باہر پھینکنے سے مرگئی ہو، اس آیت کے عموم سے بالاتفاق خاص کر لی گئی ہے اور جو مچھلی طبعی موت سے مر کر سطح آب پر ابھر آئی ہو وہ مختلف فیہ ہے اور جو مختلف فیہ ہو اس کو اس آیت کے عموم سے خاص نہیں کیا جا سکتا لہٰذا وہ اس عموم میں شامل رہ کر بدستور حرام رہے گی اور یہ نہایت قوی دلیل ہے۔ [2]

ائمہ ثلاثہ کے استدلال پر علامہ سرخسی کا تعاقب اور بحث و نظر

اس باب کی حدیث میں ہے کہ عنبر نامی ایک جانور کو سمندر نے لاکر کنارے پر پھینک دیا اور اس کو صحابہ اٹھارہ دن تک کھاتے رہے، ائمہ ثلاثہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام کا اتنے دنوں تک عنبر نامی جانور کو کھاتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ مچھلی کے علاوہ دوسرے سمندری جانوروں کو کھانا بھی جائز ہے، شمس الائمہ علامہ سرخسی نے اس کے دو جواب دیے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس کو حالت اضطرار میں کھایا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ

---

[1] ۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ویحرم علیہم الخبائث کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور جب یہ آیت نازل ہو گئی تو خبیث جانور حرام ہو گئے اور مچھلی کے علاوہ باقی سمندری جانور خبیث ہیں اس لیے وہ عنبر نامی جانور بھی خبیث ہے اور حرام ہے۔ [1]

شمس الائمہ سرخسی کے دونوں جواب صحیح نہیں ہیں پہلا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس سفر سے واپسی کے بعد صحابہ کرام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس جانور کے گوشت کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

هو رزق اخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شیٔ فتطعمونا قال فارسلنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منه فاکله۔ [2]

یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے (سمندر سے) نکالا ہے کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے جو ہمیں کھلاؤ؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں سے کچھ گوشت بھیجا سو آپ نے اس کو کھا لیا۔

اگر یہ جانور حرام ہوتا اور صحابہ کرام کا اس کو کھانا صرف اضطرار کی وجہ سے جائز تھا تو اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اضطرار میں نہیں تھے۔ آپ نے اس کو منگوا کر کیوں کھایا؟۔

دوسرا جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کی قیادت میں صحابہ کرام کا اس غزوہ میں جانا مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے اور ویحرم علیہم الخبائث "نبی ان پر خبیث چیزیں حرام کرتے ہیں" سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ ہے اور سورۂ اعراف مکی ہے اور ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے، اس لیے علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے بلکہ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے اور اب یہ ائمہ ثلاثہ کی واضح دلیل ہے کیونکہ اگر یہ جانور خبیث ہوتا تو صحابہ کرام اس کو نہ کھاتے یا بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرما دیتے۔ سو معلوم ہوا کہ مچھلی کے علاوہ باقی جانور بھی حلال ہیں!

ساحل سمندر پر صحابہ کرام جس جانور کو اٹھارہ دن تک کھاتے رہے آیا وہ مچھلی تھی یا کوئی اور جانور

ہر چند کہ صحیح مسلم میں اس جانور کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے: دابة تدعی العنبر [3] "وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہتے تھے" مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: فالقی لنا البحر دابة یقال لها العنبر [4] "سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور نکال پھینکا جس کو عنبر کہتے تھے"

لیکن بعض روایات میں اس جانور کو مچھلی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۴۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۸ھ

[2] امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۷، " " "

[4] " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۸، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاذا هي حوت مثل الظرب [1] — وہ پہاڑی کی طرح ایک مچھلی تھی۔

امام بخاری نے دوسری سند کے ساتھ بھی یہی الفاظ روایت کیے ہیں۔ [2]

البتہ امام بخاری نے تیسری سند کے ساتھ اس حدیث کو جہاں ذکر کیا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں:

فالقى البحر حوتا يقال له العنبر [3] — پھر سمندر نے ایک مچھلی نکال پھینکی جس کو عنبر کہتے تھے۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مچھلی ہی کی قسم کا ایک جانور تھا اور اس کو عنبر کہا جاتا تھا اس لیے ائمہ ثلاثہ کا "اس حدیث" سے یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

بَابُ ۶۸ تَحْرِيْمِ اَكْلِ لَحْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ — پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔

۴۸۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کو چار سندوں کے ساتھ روایت کیا یونس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

۴۸۹۲ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲۵، " " " "

[3] " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۶، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

۴۸۹۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَسَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا۔

۴۸۹۴ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبِي وَمَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ يَوْمَ خَيْبَرَ وَكَانَ النَّاسُ احْتَاجُوا إِلَيْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو کھانے سے منع فرما دیا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔

۴۸۹۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَبْنَا لِلْقَوْمِ حُمُرًا خَارِجَةً مِنَ الْمَدِينَةِ فَنَحَرْنَاهَا فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا فَقُلْتُ حَرَّمَهَا تَحْرِيمَ مَاذَا قَالَ تَحَدَّثْنَا بَيْنَنَا فَقُلْنَا حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَحَرَّمَهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ۔

شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پالتو گدھوں کے گوشت کے متعلق دریافت کیا انھوں نے بتایا کہ خیبر کے دن ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے شہر سے باہر نکلنے والے یہودیوں کے گدھوں کو پکڑ لیا، ہم نے ان کو ذبح کر دیا، ہماری دیگچیوں میں ان کا گوشت پک رہا تھا، اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو اور گدھوں کے گوشت کو بالکل نہ کھاؤ، میں نے پوچھا کہ آپ نے اس کو حرام کرتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا آپ نے اس کو یقینی طور پر حرام کیا اور اس وجہ سے حرام کیا کہ اس میں خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

۴۸۹۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کی راتوں میں ہمیں بھوک لگی، ہم پالتو گدھوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ أَصَابَتْنَا الْمَجَاعَةُ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُوْرُ نَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفِئُوا الْقُدُوْرَ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ فَقَالَ نَاسٌ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ آخَرُوْنَ نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ۔

پر ٹوٹ پڑے، جس وقت ان کا گوشت ہماری دیگچیوں میں پک رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو، پالتو گدھوں کے گوشت بالکل نہ کھاؤ۔ اس وقت بعض صحابہ نے یہ کہا کہ ان کو اس لیے حرام کیا ہے کہ ان کا خمس نہیں نکالا گیا، اور بعض نے کہا کہ ان کو حتمی طور پہ حرام کر دیا گیا۔

۴۸۹۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلَانِ أَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْفِئُوا الْقُدُوْرَ۔

حضرت براء اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ أَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا فَنَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفِئُوا الْقُدُوْرَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ہم نے گدھے پکڑ لیے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ دیگچیاں الٹ دو۔

۴۸۹۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ نُهِيْنَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا۔

۴۹۰۰۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُلْقِيَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيْئَةً وَنَضِيْجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پالتو گدھوں کے گوشت کو پھینکنے کا حکم دیا خواہ کچا ہو یا پکا، اور پھر ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

۴۹۰۱۔ وَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۰۲ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا أَدْرِي إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ وہ بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں سو آپ نے اسے ناپسند کیا کہ بوجھ اٹھانے کا ذریعہ ختم ہو جائے یا آپ نے جنگ خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

۴۹۰۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے خیبر فتح کر دیا۔ فتح کے دن لوگوں نے شام کو بہت آگ جلائی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیسی آگ جل رہی ہے؟ کیا پکا رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت پکا رہے ہو؟ صحابہ نے کہا پالتو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیگچیاں الٹ دو اور ان کو توڑ دو، ایک شخص نے عرض کیا اگر ہم دیگچیاں انڈیل کر دھولیں؟ آپ نے فرمایا ایسا کرو۔

۴۹۰۴ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَصَفْوَانُ بْنُ عِيسَى ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ كُلُّهُمْ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۰۵ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَبْنَا حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَا مِنْهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللَّهَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو ہم نے بستی سے باہر نکلنے والے گدھوں کو پکڑ لیا، اور ان کا گوشت پکایا اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ آواز دی: سنو! اللہ اور اس کا رسول تم کو اس سے منع کرتے ہیں! کیونکہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا وَاِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

یہ نجس ہے اور عمل شیطان سے ہے، پھر ان دیگچیوں کو الٹ دیا گیا در آں حالیکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

۴۹۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَلْحَةَ فَنَادٰى اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ اَوْ نَجِسٌ قَالَ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! گدھوں کا گوشت کھا لیا گیا، پھر ایک اور نے آکر کہا: یا رسول اللہ! گدھوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ کو حکم دیا: اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تم کو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ناپاک ہیں پھر دیگچیوں کو گوشت سمیت الٹ دیا گیا۔

پالتو گدھے کی تحریم میں مذاہب فقہاء

علامہ نووی لکھتے ہیں: پالتو گدھے کی تحریم میں اختلاف ہے، جمہور صحابہ، فقہاء، تابعین اور بعد کے علماء نے ان احادیث صحیحہ کی بناء پر یہ کہا ہے کہ پالتو گدھا حرام ہے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ حرام نہیں ہے، امام مالک کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں، زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ یہ بہت شدید مکروہ تنزیہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حرام ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ مباح ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ حرام ہے جیسا کہ ان احادیث صحیحہ کی بناء پر جمہور فقہاء اسلام کا مذہب ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت غالب الجبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سال ہم قحط میں مبتلاء ہو گئے اور پالتو گدھوں کے سوا میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کو حرام کر چکے تھے، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قحط میں مبتلاء ہو گئے اور میرے پاس اپنے بال بچوں کو کھلانے کے لیے ماسوا فربہ گدھوں کے اور کوئی چیز نہیں ہے، اور آپ نے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے، آپ نے فرمایا تم اپنے بال بچوں کو اپنا فربہ گدھا کھلا دو، میں نے اس بستی کے گندگی کھانے والے گدھوں کو حرام کیا تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مطلقاً پالتو گدھوں کو حرام نہیں کیا بلکہ کسی عارضہ کی بناء پر صرف خیبر کے گدھوں کو حرام کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس حدیث کی سند میں شدید اضطراب ہے اور اگر بالفرض یہ صحیح ہو تو یہ حالت اضطرار پر محمول ہے[1]

نجاست سے آلودہ برتنوں کے دھونے کے حکم میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۴۹۰۳ میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: اگر ہم دیگچیاں دھو کر صاف کر لیں؟ آپ نے فرمایا: یا ایسا کر لو، اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جس برتن میں نجاست لگی ہو اس کو دھونا واجب

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے۔ (یعنی اس کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے) اور یہ کہ نجس برتن ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور جب کتے اور خنزیر کے علاوہ اور کوئی نجاست ہو تو اس کو سات بار دھونا ضروری نہیں ہے، یہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے (امام ابو حنیفہ کے نزدیک کتے اور خنزیر کا جوٹھا برتن بھی تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور سات بار کی روایت استحباب پر محمول ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔ مشہور روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک برتن کسی قسم کی نجاست سے بھی آلودہ ہو اس کو سات بار دھونا ضروری ہے۔ جمہور کے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاست سے آلودہ برتنوں کو دھونے کا حکم دیا اور عدد کی قید نہیں لگائی اور ایک مرتبہ دھونے سے بھی اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے، اگر ایک سے زیادہ مرتبہ دھونا واجب ہوتا تو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے برتن توڑنے کا جو حکم دیا تھا وہ وحی سے تھا یا اجتہاد سے تھا اور جب برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تو برتن توڑنے کا حکم منسوخ ہو گیا اور اب برتن توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں مال کو ضائع کرنا ہے۔ [1]

بَابُ ۱۸۱ فِيْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ — گھوڑوں کا گوشت کھانا

۴۹۰۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى) قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

۴۹۰۸- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ الْاَهْلِيِّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دنوں میں ہم نے جنگلی گدھوں اور گھوڑوں کا گوشت کھایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا۔

۴۹۰۹- وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وَحَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۰- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَوَكِيْعٌ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کرکے کھایا۔

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَاهُ ـ

۴۹۱۱ ـ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں ۔

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:
گھوڑوں کے گوشت کی اباحت میں علماء کا اختلاف ہے۔
امام شافعی اور جمہور متقدمین اور متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ گھوڑوں کا گوشت مباح ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت انس بن مالک، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم، علقمہ، اسود، عطاء، شریح بن جبیر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، حماد بن سلیمان، امام احمد، اسحاق، ابو ثور، امام ابو یوسف، امام داؤد ظاہری، اور جمہور محدثین وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف حضرت ابن عباس، حکم، امام مالک اور امام ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے، اس کا کھانا گناہ ہے لیکن یہ حرام قطعی نہیں ہے، امام ابو حنیفہ کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے۔

والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة ويخلق ما لا تعلمون ـ (النحل ۱۶: ۸)

(اللہ تعالیٰ نے) گھوڑوں کو، خچروں کو، اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (ان سے) زینت (حاصل کرو) اور وہ ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان انعامات اور احسانات کا ذکر کیا ہے جو اس نے جانوروں میں رکھے ہیں اور کھانے کا ذکر نہیں کیا اگر گھوڑوں کا کھانا بھی جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا کہ گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کو تمہارے کھانے کے لیے پیدا کیا، جب کہ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا ذکر کیا اور اس میں ان کو کھانے کا ذکر فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:۔

والانعام خلقها لكم فيها دفء ومنافع ومنها تاكلون ـ (النحل ۱۶: ۵)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کے لیے چوپایوں کو پیدا فرمایا، ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور دیگر فوائد ہیں اور انہی جانوروں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

اس آیت کے علاوہ امام ابو حنیفہ کا دوسرا استدلال سنن ابو داؤد کی اس حدیث سے ہے: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور تمام پھاڑنے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے اس حدیث کو امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے،

امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ائمہ حدیث اس حدیث کے ضعف پر متفق ہیں اور بعض محدثین نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے، امام دار قطنی، اور امام بیہقی نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی ہے صالح بن یحییٰ یہ دونوں باپ بیٹے غیر معروف ہیں، امام بخاری نے کہا اس حدیث کی سند میں اعتراض ہے، امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند مضطرب ہے، اس کی سند میں نظر ہے، امام ابو داؤد نے کہا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ حدیث منسوخ ہے، امام نسائی نے بھی اس کو منسوخ قرار دیا، جمہور کا استدلال گھوڑوں کو کھانے کے جواز کی ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے،

امام ابو حنیفہ نے قرآن مجید کی جس آیت سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں سواری اور زینت کا ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ گھوڑوں کے منافع انہی کے ساتھ مختص ہیں اور سواری اور زینت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ گھوڑے رکھنے کا زیادہ مقصود سواری اور زینت ہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر۔ "مردار، خون اور خنزیر کا گوشت تم پر حرام کیا گیا ہے" اس آیت میں صرف خنزیر کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے، حالانکہ خنزیر کا خون، اس کی ہڈیاں اور تمام اجزاء حرام ہیں، اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، نیز سورہ نحل کی اس آیت میں گھوڑوں پر بوجھ لادنے کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس سے پہلی آیت میں جہاں چوپایوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں بوجھ لادنے کا ذکر بھی فرمایا ہے وہ آیت یہ ہے:

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس۔ (نحل: ۱۶/۷)

اور وہ چوپائے تمہارا وزنی سامان اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

تو کیا اب اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ گھوڑوں کے ساتھ بوجھ لادنے کا ذکر نہیں کیا تو پھر ان پر بوجھ لادنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہے، اسی طرح اگر گھوڑوں کے ساتھ کھانے کا ذکر نہیں فرمایا تو اس سے بھی کھانے کا عدم جواز لازم نہیں آئے گا۔ [1]

گھوڑے کا گوشت کھانے کے متعلق فقہاء احناف کے نظریات

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کا گوشت کھایا ہے، جو فقہاء گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا بھی یہی نظریہ ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتے ہیں، کتاب الصید کی ظاہری عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ بعض علماء رحمہم اللہ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے، لیکن مجھے اس کا کھانا اچھا نہیں لگتا، اور جامع صغیر میں ہے امام ابو حنیفہ نے کہا کہ میں گھوڑے کے گوشت کو مکروہ قرار دیتا ہوں، یہ قول کراہۃ تحریم پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا جب آپ کسی چیز کو مکروہ کہتے ہیں تو اس سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے، آپ نے فرمایا مکروہ تحریمی۔ جو فقہاء گھوڑے کے گوشت کو مباح کہتے ہیں وہ مسلمانوں کے تعامل ظاہر سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ بازاروں میں بغیر کسی اعتراض اور انکار کے گھوڑوں کا گوشت فروخت ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ گھوڑے کا جوٹھا مطلقاً پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا اور چوپایوں کی طرح کھایا جاتا ہے اور اگر اس کو کھانے کی کراہت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت گھوڑے کم تھے اور مسلمانوں کو جنگ میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اس وجہ سے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا نہ کہ اس کی حرمت کی وجہ سے، اس کے بعد علامہ سرخسی نے ــــــــــــــــ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سورۂ نحل کی آیت نمبر ۸ کو امام ابوحنیفہ کی طرف سے استدلال میں پیش کیا ہے جس کو ہم پہلے ہدایہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں لیکن علامہ نووی نے اس دلیل کو نہایت معقول طریقہ سے رد کر دیا ہے، علامہ سرخسی نے دوسری دلیل سنن ابوداؤد سے حدیث پیش کی ہے، جس کی سند نہایت ضعیف ہے جیسا کہ علامہ نووی نے بیان کیا ہے باقی علامہ سرخسی کا یہ فرمانا بھی صحیح نہیں ہے کہ جب حلت اور حرمت کے دلائل میں تعارض ہو تو حرمت کے دلائل کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ یہ اس وقت ہوتا جب دونوں دلائل مساوی قوت کے ہوں اور یہاں حرمت کی دلیل سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ کی ضعیف السند روایت ہے اور حلت کی دلیل صحیح مسلم کی احادیث صحیحہ ہیں اور جب دونوں حدیثیں مساوی قوت کی نہیں ہیں تو پھر ترجیح اس حدیث کو دی جائے گی جس کی سند قوی اور صحیح ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔

نیز علامہ سرخسی لکھتے ہیں: جن فقہاء نے یہ کہا کہ یہ کراہت تنزیہ کے لیے ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ گھوڑا بعض اعتبار سے انسانوں کے حکم میں ہے کیونکہ گھوڑے سے بھی دشمن کو مرعوب کیا جاتا ہے اور مال غنیمت سے گھوڑے کا حصہ نکالا جاتا ہے اور انسان کا کھانا اس کی عزت اور کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے نہ کہ اس کی نجاست سے، اسی طرح گھوڑے کا کھانا بھی اس کی کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے لہٰذا یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ گھوڑا نجس نہیں ہے اسی وجہ سے گھوڑوں کا جھوٹا پاک ہے اور اس کا پیشاب ان جانوروں کے پیشاب کے حکم میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی موت سے تین دن پہلے گھوڑے کی تحریم سے رجوع کر لیا تھا اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (عمادیہ)۔ [2]

علامہ شامی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

لہٰذا گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے جیسا کہ کفایۃ البیہقی میں ہے اور فخر الاسلام وغیرہ کی تصحیح کے مطابق یہی صحیح ہے، (قہستانی)۔ (ہم نے مبسوط سرخسی کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے بھی کراہت تنزیہی ظاہر ہوتی ہے اور مبسوط کتب ظاہر الروایہ کا خلاصہ ہے) البتہ خلاصہ، ہدایہ، محیط، مغنی، قاضی خاں، عمادی اور دیگر متون میں کراہت تحریمی کی تصریح ہے۔ [3]

میں کہتا ہوں کہ کتب ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں ان متون کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے صحیح یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت تنزیہی بھی اس بناء پر تھی کہ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت پڑتی تھی اور اب جبکہ ٹینک، توپ، ٹرک اور جیپ کا دور ہے اور گھوڑوں کی جہاد میں مطلقاً ضرورت نہیں ہے تو اب امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بھی گھوڑوں کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی نہیں ہے اور قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں گھوڑے کا گوشت کھانا بلاکراہت جائز ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ گھوڑا پاک اور طیب جانور ہے اسی بناء پر فقہاء احناف نے بھی گھوڑے کا جھوٹا پاک قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احل لکم الطیبات۔ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اس باب میں

---

[1]۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

[2]۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3]۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۶ " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جو احادیث صحیحہ وارد ہیں وہ سب گھوڑے کی حلت میں نصوص صریحہ ہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے!

بَابُ ۶۸۲ اِبَاحَةِ الضَّبِّ

گوہ کے گوشت کی اباحت

۴۹۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے گوہ کھانے کے متعلق سوال کیا درآں حالانکہ آپ منبر پر تھے، آپ نے فرمایا میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔

۴۹۱۵ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۱۶ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ

امام مسلم نے چھ مختلف اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی، البتہ ایوب کی روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ نے اس کو نہیں کھایا، اور نہ اس کو حرام کیا، اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الضَّبِّ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ عَنْ نَافِعٍ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ اَيُّوْبَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَلَمْ يَاْكُلْهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ وَفِيْ حَدِيْثِ اُسَامَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

٤٩١٧ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ فِيْهِمْ سَعْدٌ وَّاُتُوْا بِلَحْمِ ضَبٍّ فَنَادَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا فَاِنَّهُ حَلَالٌ وَّلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب تھے جن میں حضرت سعد بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ نے یہ آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرا طعام نہیں ہے۔

٤٩١٨ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ اَرَاَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ اَوْ سَنَةٍ وَّنِصْفٍ فَلَمْ اَسْمَعْهُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ سَعْدٌ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُعَاذٍ۔

عنبری کہتے ہیں کہ مجھ سے شعبی نے کہا تم نے حسن کی وہ حدیث سنی ہے جس کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ڈیڑھ یا دو سال بیٹھا رہا لیکن میں نے ان سے اس حدیث کے علاوہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور روایت نہیں سنی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت سعد بھی اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٤٩١٩ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَّحْنُوْذٍ فَاَهْوٰى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، اتنے میں ایک بھنی ہوئی گوہ لائی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا، حضرت میمونہ رضی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ۔

۴۹۲۰- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ إِلَيْهِ طَعَامٌ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمّٰى لَهُ فَأَهْوٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ قُلْنَ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

اللہ عنہا کے گھر جو عورتیں تھیں ان میں سے کسی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو چیز کھانا چاہتے ہیں وہ آپ کو بتلاؤ (اور یہ سنتے ہی) آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، لیکن یہ جانور ہماری زمین میں نہیں ہوتا اس بنار پر مجھے اس سے کراہت آتی ہے حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور کھا لیا در آں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید جن کو سیف اللہ کہا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، حضرت میمونہ، حضرت خالد اور حضرت ابن عباس دونوں کی خالہ تھیں۔ وہاں ان کی بہن حضرت حفیدہ بنت الحارث، نجد سے لائی ہوئی ایک بھنی ہوئی گوہ لے کر آئیں اور اس گوہ کو رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب بھی کوئی طعام پیش کیا جاتا تو بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو بتایا نہ جاتا ہو (کہ وہ کیا چیز ہے) رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تو اس مجلس میں جو خواتین حاضر تھیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ انھوں نے کیا چیز پیش کی ہے سو انھوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن یہ ہم لوگوں کے علاقہ کا جانور نہیں ہے، اس لیے مجھے اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے، حضرت خالد کہتے ہیں پھر میں نے اس کو کھینچ کر کھا لیا در آں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے اور آپ نے مجھے اس سے منع نہیں فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَلَمْ یَنْهَنِیْ۔

۴۹۲۱- وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنِیْ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِیَ خَالَتُهٗ فَقُدِّمَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَحْمُ ضَبٍّ جَآءَتْ بِهٖ اُمُّ حُفَیْدٍ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَّجْدٍ وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ جَعْفَرٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَاْكُلُ شَیْئًا حَتّٰی یَعْلَمَ مَا هُوَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْاَصَمِّ عَنْ مَیْمُوْنَةَ وَكَانَ فِیْ حَجْرِهَا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے، وہ ان کی خالہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا، اس گوہ کو ام حفید بنت الحارث نجد سے لائی تھیں، یہ بنو جعفر کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے تھے جب تک کہ آپ یہ جان نہ لیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت خالد، حضرت میمونہ کی زیر پرورش تھے۔

۴۹۲۲- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ بِضَبَّیْنِ مَشْوِیَّیْنِ بِمِثْلِ حَدِیْثِهِمْ وَلَمْ یَذْكُرْ یَزِیْدَ بْنَ الْاَصَمِّ عَنْ مَیْمُوْنَةَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں دو بھنی ہوئی گوہ لائی گئیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور یزید بن اصم نے میمونہ کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۲۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ یَزِیْدَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ وَعِنْدَهٗ خَالِدُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، اور ان کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، اتنے میں گوہ کا گوشت لایا گیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بن الوليد بلحم ضب فذكر بمعنى حديث الزهري۔

۴۹۲۴ - وحدثنا محمد بن بشار وأبو بكر بن نافع قال ابن نافع أخبرنا غندر حدثنا شعبة عن أبي بشر عن سعيد بن جبير قال سمعت ابن عباس يقول أهدت خالتي أم حفيد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم سمنا وأقطا وأضبا فأكل من السمن والأقط وترك الضب تقذرا وأكل على مائدة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو كان حراما ما أكل على مائدة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ کو بھیجا، آپ نے گھی اور پنیر کو کھا لیا، اور گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کر دیا، اور گوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پہ کھائی گئی تھی اگر یہ حرام ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

۴۹۲۵ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا علي بن مسهر عن الشيباني عن يزيد بن الأصم قال دعانا عروس بالمدينة فقرب إلينا ثلاثة عشر ضبا فآكل وتارك فلقيت ابن عباس من الغد فأخبرته فأكثر القوم حوله حتى قال بعضهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا آكله ولا أنهى عنه ولا أحرمه فقال ابن عباس بئس ما قلتم ما بعث نبي الله صلى الله عليه وسلم إلا محلا ومحرما إن رسول الله صلى الله عليه وسلم بينما هو عند ميمونة وعنده الفضل بن عباس وخالد بن الوليد وامرأة أخرى إذ قرب إليهم خوان عليه لحم فلما أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يأكل قالت له ميمونة إنه لحم ضب فكف يده وقال هذا لحم لم آكله قط وقال لهم كلوا فأكل منه الفضل وخالد بن الوليد والمرأة وقالت ميمونة لا آكل من شيء إلا شيء يأكل منه رسول الله صلى

یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک دولہا نے ہماری دعوت کی اور ہمارے سامنے تیرہ عدد (پکے ہوئے) گوہ رکھے، ہم میں سے بعض نے گوہ کھالی اور بعض نے ترک کر دی، دوسرے دن میری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، اور میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا اس وقت حضرت ابن عباس کے گرد بہت سے لوگ تھے، ایک شخص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں اس کو کھاتا ہوں نہ منع کرتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں، حضرت ابن عباس نے کہا تم نے بری بات کہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو صرف حلال یا حرام کرنے ہی کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ جس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت فضل بن عباس اور خالد بن ولید اور ایک عورت تھی، اتنے میں سب کے سامنے ایک دسترخوان پیش کیا گیا، جس میں گوشت تھا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت میمونہ نے کہا یہ گوہ کا گوشت ہے، آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ وہ گوشت ہے جس کو میں نے کبھی نہیں کھایا، اور لوگوں سے فرمایا کھاؤ، سو اس گوہ سے (حضرت) فضل اور حضرت خالد بن ولید اور ایک عورت نے کھایا اور حضرت میمونہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نے کہا میں تو صرف اس چیز سے کھاؤں گی جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھائیں گے۔

۴۹۲۶ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَاَبٰی اَنْ یَّاْکُلَ مِنْہُ وَقَالَ لَا اَدْرِیْ لَعَلَّہٗ مِنَ الْقُرُوْنِ الَّتِیْ مُسِخَتْ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی۔ آپ نے اس کو کھانے سے انکار فرمایا اور یہ فرمایا میں (ازخود) نہیں جانتا شاید یہ ان قوموں میں سے ہو جن کو مسخ کر دیا گیا تھا۔

۴۹۲۷ - وَحَدَّثَنِیْ سَلَمَۃُ بْنُ شَبِیْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْیَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا تُطْعِمُوْہُ وَقَذِرَہٗ وَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُحَرِّمْہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَنْفَعُ بِہٖ غَیْرَ وَاحِدٍ فَاِنَّمَا طَعَامُ عَامَّۃِ الرِّعَاءِ مِنْہُ وَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ طَعِمْتُہٗ۔

ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے گوہ کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا اس کو مت کھاؤ اور اس سے اظہار نفرت کیا، اور بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو حرام نہیں کیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہتوں کو نفع پہنچاتا ہے، عام چرواہوں کی غذا صرف یہی ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں اس کو کھاتا۔

۴۹۲۸ - وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا بِاَرْضٍ مَضَبَّۃٍ فَمَا تَاْمُرُنَا اَوْ فَمَا تُفْتِیْنَا قَالَ ذُکِرَ لِیْ اَنَّ اُمَّۃً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُسِخَتْ فَلَمْ یَاْمُرْ وَلَمْ یَنْہَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَنْفَعُ بِہٖ غَیْرَ وَاحِدٍ وَاِنَّہٗ لَطَعَامُ عَامَّۃِ ھٰذِہِ الرِّعَاءِ وَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ لَطَعِمْتُہٗ اِنَّمَا عَافَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں گوہ بکثرت ہوتی ہے، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں یا کہا کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بتایا گیا کہ بنو اسرائیل کا ایک گروہ مسخ کر کے گوہ بنا دیا گیا۔ آپ نے مجھے گوہ کھانے کا حکم دیا اور نہ اس سے روکا، اس واقعہ کے بعد حضرت عمر نے کہا اللہ عزوجل گوہ سے بہتوں کو نفع دیتا ہے، عام چرواہوں کی غذا یہی جانور ہے، اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں تم کو اس سے کھلاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے صرف کراہت کا اظہار فرمایا تھا۔

۴۹۲۹ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَہْزٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِیْلٍ الدَّوْرَقِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ فِیْ غَائِطٍ مَضَبَّۃٍ وَاِنَّہٗ عَامَّۃُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں ایک نشیبی علاقہ میں رہتا ہوں جہاں پر گوہ بکثرت ہوتی ہے اور میرے گھر والوں کی عام غذا یہی ہے۔ آپ نے اس کو کوئی جواب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طَعَامِ اَهْلِیْ قَالَ فَلَمْ یُجِبْهُ فَقُلْنَا عَاوِدْهُ فَعَاوَدَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ ثَلَاثًا ثُمَّ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الثَّالِثَۃِ فَقَالَ یَا اَعْرَابِیُّ اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ اَوْ غَضِبَ عَلٰی سِبْطٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَآبَّ یَدِبُّوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَآ اَدْرِیْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا فَلَسْتُ اٰکُلُهَا وَلَآ اَنْهٰی عَنْهَا۔

نہیں دیا، ہم نے اس سے کہا دوبارہ عرض کرو، اس نے دوبارہ عرض کی، مگر آپ نے تین بار تک کوئی جواب نہیں دیا، پھر تیسری بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو آواز دی اور فرمایا: اے اعرابی! اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کے کسی گروہ پر لعنت کی یا غضب فرمایا اور ان کو زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ مجھے علم نہیں، شاید یہ انھیں جانوروں میں سے ہو، سو میں اس کو کھاتا ہوں نہ اس سے روکتا ہوں۔

گوہ کیا چیز ہے؟

علامہ کمال الدین دمیری لکھتے ہیں:

گوہ جنگل کا ایک مشہور جانور ہے، یہ کبھی پانی کے گھاٹ پر نہیں جاتی، اہل عرب کا محاورہ ہے میں اس کام کو اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک کہ گوہ پانی پر نہ چلی جائے، ابن خالویہ نے یہ لکھا ہے کہ گوہ پانی نہیں پیتی اور سات سو یا اس سے زیادہ سال تک زندہ رہتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ چالیس دن بعد ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اور اس کا دانت نہیں گرتا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ سالم ایک ٹکڑا ہوتا ہے، پانی کے اعتبار سے مچھلی اور گوہ بالکل متضاد ہوتی ہیں اگر گٹ، چھپکلی، سانپ کی چھتری اور گوہ سب کی شکل ملتی جلتی ہے۔ گوہ میں نر کے دو ذکر ہوتے ہیں اور مادہ کی دو فرج ہوتی ہیں، اس کی بہت لمبی عمر ہوتی ہے اور اس لحاظ سے یہ سانپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ [1]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

گوہ: مونث چھپکلی جیسا ایک جانور، سوسمار۔ [2]

مولوی فیروز دین لکھتے ہیں:

سوسمار: گوہ جو چھپکلی کی قسم کا بڑا سا جانور ہے۔ [3]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ گوہ بلا کراہت حلال ہے، البتہ اصحاب ابوحنیفہ سے اس کی کراہت منقول ہے، اور قاضی عیاض نے ایک قوم کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ گوہ حرام ہے، میرے نزدیک یہ نقل صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ کسی کا مذہب ہو تو سابقین کے اجماع اور نصوص صریحہ سے مردود ہے۔ [4]

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی آبی مالکی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث گوہ کھانے کی اباحت میں ظاہر ہیں یا نص ہیں اور

---

[1] علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۴۸، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ
[2] شیخ ابو نعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری، قائد اللغات ص ۸۳۷، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور
[3] الحاج فیروز الدین، فیروز اللغات (فارسی) ج ۲ ص ۵۱، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۴۸ء
[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر یہ احادیث نہ ہوتیں تو پھر گوہ کا کم سے کم درجہ کراہت تھا، بعض علماء نے گوہ کھانے کو مکروہ کہا ہے یہ قول ان احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔ ۱؎

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ بھوتی حنبلی لکھتے ہیں:

گوہ مباح ہے، حضرت ابو سعید نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مرغی کی بہ نسبت گوہ کے ہدیہ سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔ ۲؎

گوہ کھانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ایک گوہ کا ہدیہ آیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے اس کو ناپسند فرمایا پھر ایک سائل آیا، حضرت عائشہ نے چاہا کہ اس سائل کو وہ گوہ کھلا دیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم وہ چیز کھلا رہی ہو جس کو تم خود نہیں کھاتیں؟ (علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں) ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گوہ کا کھانا جائز نہیں ہے اور شافعی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ گوہ حلال ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ہماری قوم کا طعام نہیں ہے، اس وجہ سے میں اپنے نفس میں اس سے کراہت پاتا ہوں، میں اس کو حلال کرتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر گوہ کو کھایا گیا اور کھانے والوں میں حضرت ابو بکر بھی تھے، اور ہمارا اعتماد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گوہ کھانا اس کی حرمت کی بناء پر تھا نہ اس بناء پر کہ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے (علامہ سرخسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو روایت بیان کی ہے، اس میں حرمت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ کراہت کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ علامہ سرخسی پر رحمت فرمائے یہاں ان سے تسامح ہو گیا۔ سعیدی غفرلہٗ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ نے حضرت عائشہ کو گوہ صدقہ کرنے سے منع فرمایا اور اگر کھانے کی کراہت حرمت کی وجہ سے نہ ہوتی تو آپ اس کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے، جیسا کہ آپ نے انصاری کی بکری کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا اسے قیدیوں کو کھلا دو، اور جس حدیث میں اباحت کی دلیل ہے وہ ثبوت حرمت سے پہلے کے واقعہ پر محمول ہے، نیز قاعدہ یہ ہے کہ جب دو دلیلیں متعارض ہوں، ایک حرمت کو واجب کرتی ہو اور دوسری اباحت کو تو حرمت والی دلیل کو ترجیح دینا واجب ہے، بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ گوہ مسخ کیے جانے کی وجہ سے حرام ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ بعض نافرمانی کرنے والے یہودیوں کو بندر، خنزیر اور گوہ بنا دیا گیا، لیکن یہ روایت غیر مشہور ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جن کو مسخ کیا جاتا ہے ان کی نسل آگے نہیں چلتی، پس یہ گوہ جو اب پائی جاتی ہے یہ ان میں سے نہیں ہے اگرچہ اس کی جنس میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن یہ خبیث ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا، اور گوہ کے حرام ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ یہ خبیث ہے اور باقی حشرات الارض کی طرح طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے، لہٰذا یہ یحرم علیھم الخبائث سے حرام ہے۔ ۳؎

۱؎ ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲؎ ۔ علامہ منصور بن یونس بن ادریس بھوتی حنبلی، کشاف القناع ج ۶ ص ۱۹۲، مطبوعہ عالم الکتب بیروت

۳؎ ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۳۲-۲۳۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمان بن شبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل الضب[1]

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

ہر چند کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح میں ایسی احادیث بہ کثرت ہیں جن سے گوہ کھانے کے جواز کا پتا چلتا ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث مقدم ہوں اور ممانعت کی حدیث موخر ہو۔ اور یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ یہ بات کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود گوہ کو تناول فرمایا ہو بلکہ اس کے برعکس گوہ سے آپ کی کراہت اور ناپسندیدگی کا ذکر بکثرت احادیث میں ہے، علاوہ ازیں اس کا حشرات الارض میں سے ہونا اور طبائع سلیمہ کے نزدیک اس کا متنفر اور خبیث ہونا بھی بدیہی ہے۔ اس لیے دیگر حشرات الارض کی طرح اس کا مکروہ تحریمی ہونا ہی صحیح قول ہے۔

باب ۶۸۳ إِبَاحَةِ الْجَرَادِ

ٹڈی کھانے کا جواز

۴۹۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں گئے جن میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔

۴۹۳۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَقَالَ إِسْحٰقُ سِتَّ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ سِتَّ أَوْ سَبْعَ۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے، اس میں ابن عمر نے چھ یا سات غزوات کا ذکر کیا۔

۴۹۳۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ۔

ابو یعفور سے اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہے اس میں سات غزوات کا ذکر ہے۔

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: سنن ابوداؤد میں حضرت سلمان سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی کثیر التعداد مخلوق ہے، ہم اس کو

[1] امام ابوالاشعث سلیمان بن داؤد متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۷۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کھاتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں، اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے ٹڈی نہیں کھائی سو اس باب کی حدیث میں جو ہے کہ ہم سات غزوات میں ٹڈی کھاتے رہے اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ ٹڈی نہ کھائی ہو، لیکن بعض روایات میں یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ بعض شافعیہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ صحابہ نے آپ کے ساتھ ٹڈی کھائی اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا اور آپ کا انکار نہ فرمانا اس کی اباحت کی دلیل ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ٹڈی کی اباحت میں اختلاف نہیں ہے (علامہ آبی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ ابن بزیزہ نے ٹڈی کی اباحت اور کراہت میں اختلاف کا ذکر کیا ہے، کیونکہ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں، علامہ خطابی نے کہا کہ اختلاف اس میں ہے کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں، علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حرمت علیکم المیتۃ "تم پر مردار حرام کیے گئے ہیں"۔ مطرف نے کہا ہے کہ جمہور متقدمین کے نزدیک اس کو ذبح کرنے کی احتیاج نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے "ہمارے لیے دو مردار حلال کیے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی" علامہ مازری مالکی لکھتے ہیں کہ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے ان میں بھی اختلاف ہے، ابن وہب یہ کہتے ہیں کہ اس کو پکڑ لینا ہی اس کی ذکاۃ ہے اس قول کی بنا پر زندہ پکڑنے اور مردہ پکڑنے میں فرق ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ٹڈی میں کوئی ایسا فعل کرنا ضروری ہے جس سے اس کی جلد موت واقع ہو جائے، مثلاً اس کا سر کاٹ دیا جائے اس کو آگ میں ڈال دیا جائے یا اس کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو یہ اس کی اتفاقاً ذکاۃ ہے۔ ابن قصار نے کہا اگر ٹڈی از خود آگ یا دیگچی میں مر جائے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا، یا ایسا فعل کیا جائے جس سے جلد موت واقع نہ ہو پھر بھی اس کو نہیں کھایا جائے گا مدونہ میں اسی طرح ہے اور سحنون مالکی کا رجحان اس طرف ہے کہ مردہ ٹڈی کو کھانا جائز ہے۔ [1]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں ٹڈی کی اباحت کا ثبوت ہے، اس کی اباحت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، پھر امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ ٹڈی خواہ ذبح کرنے سے مرے یا مسلمان یا مجوسی کے شکار کرنے سے مرے یا طبعی موت مرے، یا اس کے بعض اجزاء کٹ جائیں یا اس میں کوئی سبب حادث کیا جائے ہر صورت میں ٹڈی حلال ہے، امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر ٹڈی کسی سبب کے نتیجے میں مرے بایں طور کہ اس کے بعض اعضاء کو کاٹ دیا جائے، یا پانی میں جوش دیا جائے یا زندہ کو آگ میں ڈال دیا جائے یا بھون لیا جائے تو حلال ہے، اور اگر وہ طبعی موت مر جائے یا کسی برتن میں مر جائے تو پھر حلال نہیں ہے۔ [2]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ ٹڈی کھانا مباح ہے، امام احمد، امام شافعی، محدثین اصحاب رائے (فقہاء احناف) ابن منذر اور جمہور اہل علم کے نزدیک ٹڈی کسی سبب سے مرے یا بغیر کسی سبب کے مرے ہر صورت میں حلال ہے اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر وہ ٹھنڈک سے مرے تو پھر جائز نہیں، اور اگر بغیر سبب کے مرے پھر بھی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، امام مالک کا یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیب سے بھی

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵، ص ۲۸۷-۲۸۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھی مروی ہے۔

ہماری (یعنی جمہور کی) دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی فرق کے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو مردار ہمارے لیے حلال کر دیئے، مچھلی اور ٹڈی اور جب مردہ ٹڈی کے لیے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے تو مارنے کے لیے سبب کی کیوں ضرورت ہو گی؟ [لہ]

ٹڈی کھانے اور اس کو ذبح کرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مچھلی اور ٹڈی کی ذکاۃ (ذبح) ان کو پکڑنا ہے۔ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ مچھلی اور ٹڈی میں ذبح کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ بغیر ذبح کے ان کو پکڑ لینا ہی ان کے حلال ہونے کے لیے کافی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مجوسی یا بت پرست کے پکڑنے سے یہ حرام نہیں ہوتیں حالانکہ جس چیز میں ذکاۃ شرط ہے اس میں ذبح کرنے والے کی اہلیت بھی شرط ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص زمین سے ٹڈیاں پکڑتا ہے اور اس میں مری ہوئی ٹڈیاں بھی ہوتی ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا ان سب کو کھا لو، ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے، اور ٹڈی خواہ مری ہوئی ہو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، ٹڈی کھانے کی اباحت پر یہ دلیل ہے کہ روایت میں ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے گوشت کھانے کا سوال کیا تو ان کو ٹڈی دی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کھانے کے بہت شوقین تھے، حتیٰ کہ ایک دن فرمایا: کاش ہمارے پاس کھانے کے لیے ٹڈیوں کا ایک پیالہ ہوتا! [۲ہ]

بَابُ [۴۸۴] إِبَاحَةِ الْأَرْنَبِ — خرگوش کھانے کا جواز

۴۹۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَرْنَا فَاسْتَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهِ فَلَغَبُوا قَالَ فَسَعَيْتُ حَتَّى أَدْرَكْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک جگہ) جا رہے تھے، ہم نے مر الظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ دوڑے اور تھک گئے، پھر میں دوڑا حتیٰ کہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو حضرت ابوطلحہ کے پاس لایا انھوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی سرین اور دو رانیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں، میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو قبول کر لیا۔

۴۹۳۴ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں سرین اور رانوں کو "او" (کلمہ شک) کے ساتھ ذکر کیا ہے

[لہ] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[۲ہ] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خرگوش کھانے کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:
امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور تمام علماء کے نزدیک خرگوش حلال ہے، البتہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور ابن ابی لیلیٰ اس کو مکروہ کہتے ہیں، جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے اور دیگر کتب احادیث میں بھی اس قسم کی احادیث ہیں اور اس کی ممانعت میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ [۱]

بَابُ ۶۸۵ اِبَاحَةِ مَا يُسْتَعَانُ بِهٖ عَلَى الْاِصْطِيَادِ وَالْعَدُوِّ وَكَرَاهَةِ الْخَذْفِ!

شکار اور دوڑ میں مدد حاصل کرنے کا جواز اور کنکر پھینکنے کی کراہت

۴۹۳۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ رَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ اَوْ قَالَ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ فَاِنَّهٗ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ وَلَا يُنْكَاُ بِهِ الْعَدُوُّ وَلٰكِنَّهٗ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَاُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ اُخْبِرُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ اَوْ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ اَرَاكَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا۔

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا کنکر مت پھینکو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے، یا کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ کنکر سے کسی جیز کو شکار نہیں کیا جاتا اور نہ اس سے دشمن ہلاک ہوتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، اس واقعہ کے بعد پھر حضرت عبداللہ نے اس شخص کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا میں نے تم کو بتایا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کو) ناپسند کرتے تھے یا کہا تھا کہ آپ کنکر پھینکنے سے منع فرماتے تھے، پھر میں تم کو کنکر پھینکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، میں تم سے اتنی مدت تک بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۶ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا كَهْمَسٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۴۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے ابن جعفر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کنکر نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے نہ شکار مارتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے یا آنکھ پھوڑتا ہے

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَنْکَاُ الْعَدُوَّ وَلَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ وَلٰکِنَّہٗ یَکْسِرُ السِّنَّ وَیَفْقَاُ الْعَیْنَ وَقَالَ ابْنُ مَہْدِیٍّ اِنَّہَا لَا تَنْکَاُ الْعَدُوَّ وَلَمْ یَذْکُرْ تَفْقَاُ الْعَیْنَ۔

اور ابن مہدی نے کہا یہ دشمن کو ہلاک نہیں کرتا اور آنکھ پھوڑنے کا ذکر نہیں کیا۔

۴۹۳۷۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّ قَرِیْبًا لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ قَالَ فَنَہَاہُ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّہَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا وَّلَا تَنْکَاُ عَدُوًّا وَلٰکِنَّہَا تَکْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَیْنَ قَالَ فَعَادَ فَقَالَ اُحَدِّثُکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْہُ ثُمَّ تَخْذِفُ لَا اُکَلِّمُکَ اَبَدًا۔

ابن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے کسی رشتہ دار نے کنکر پھینکا، انھوں نے اس کو منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ کنکر نہ کسی جانور کو شکار کرتا ہے، نہ دشمن کو ہلاک کرتا ہے لیکن یہ دانت توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے دوبارہ کنکر مارا، حضرت عبد اللہ بن مغفل نے فرمایا میں نے تم کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر کنکر پھینک رہے ہو! میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

۴۹۳۸۔ وَحَدَّثَنَاہُ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِیُّ عَنْ اَیُّوْبَ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

کنکر مارنے سے ممانعت کی حکمت

اس باب کی احادیث میں کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ کنکر مارنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے، اور اس کے مفاسد کا خدشہ رہتا ہے، اور ہر وہ چیز جس میں کوئی خیر نہ ہو اور اس کے شر کا خدشہ ہو اس کا یہی حکم ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دشمن کے قتل کرنے میں یا شکار کو پکڑنے میں جس چیز کی ضرورت ہو یا اس میں مصلحت ہو وہ چیز جائز ہے، اس وجہ سے بڑے بڑے پرندوں کا غلیل سے شکار کرنا جائز ہے جب کہ غلیل کی گولی سے پرندہ مرے نہیں اور اس کو جلدی میں ذبح کیا جا سکے[1] (اسی طرح بارودی بندوق سے شکار کرنا جائز ہے خواہ شکار مر جائے کیونکہ بندوق کی گولی شکار کو زخمی کرتی ہے اور اس کا خون بہاتی ہے اور یہی ذکاۃ اضطراری ہے، اس پر تفصیلی بحث ہم کر چکے ہیں ـــــ سعیدی غفرلہٗ)

اہل بدعت اور اہل فسق سے قطع تعلق کرنے کا وجوب اور حضرت کعب بن مالک سے متارکہ کی وضاحت۔

جب حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ دار کو حدیث سنا کر کنکر مارنے سے منع کیا اس کے باوجود وہ شخص کنکر مارتا رہا تو حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا، علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائماً قطع تعلق کر لینا جائز ہے اور تین دن سے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زیادہ قطع تعلق کرنے کی ممانعت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے نفس یا کسی دنیاوی وجہ کی بناء پر قطع تعلق کریں، اور اہل بدعت اور اہل فسق سے دائما تعلق منقطع کرنا چاہیے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اس کی نظیر حضرت کعب بن مالک کا واقعہ ہے۔ ؎ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو اس کی نظیر بنانا صحیح نہیں ہے، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ طبعی سستی کی بناء پر غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور منافقین کی طرح جھوٹا عذر نہیں تراشا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عارضی طور پر تادیباً ان سے مقاطعہ اور ان کی توبہ کا معاملہ مؤخر کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور قرآن مجید میں ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت و ضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه ط ثم تاب عليهم ليتوبوا ط ان الله هو التواب الرحيم۔ (توبہ: ۱۱۸/۹)

اور اللہ تعالیٰ نے ان تین (حضرت کعب بن مالک، حضرت ہلال بن امیہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کے معاملہ کو مؤخر کر دیا گیا تھا، حتیٰ کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اللہ (کے عذاب) سے بچنے کے لیے خود اللہ کے (دامن رحمت کے) سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے، تو پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئیں اور بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ نووی پر رحم فرمائے بھلا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ مؤخر کرنے کا معاملہ اہل بدعت، اہل فسق اور تارکین سنت سے دائمی مقاطعہ کی نظیر کیسے بن سکتا ہے! البتہ اہل بدعت اور اہل فسق سے دائمی مقاطعہ پر قرآن مجید اور احادیث میں دیگر دلائل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولياء ثم لا تنصرون۔ (ھود: ۱۱۳/۱۱)

اور ظالموں سے میل جول نہ رکھو ورنہ تمہیں (بھی) جہنم عذاب پہنچے گا، اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

واذا رايت الذين يخوضون فى اياتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا فى حديث غيره ط و اما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين۔ (انعام: ۶۸/۶)

اور اے مخاطب!) جب تم ہماری آیات میں کج بحثی کرنے والے لوگوں کو دیکھو تو ان سے اعراض کرو۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائیں، اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھنا۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة يقول قال رسول الله صلى الله

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم یکون فی اٰخرالزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہنا وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ خالد بن ابی عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم کی:

نخلع و نترك من یکفرك[2]

اے اللہ! جو شخص تیرا انکار کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

علامہ شرنبلالی نے اس دعا کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

ونخلع و نترك من یفجرك[3]

جو شخص تیری ناشکری اور نافرمانی کرے ہم اس کو چھوڑتے ہیں اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔

بہرحال قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی نصوص صریحہ سے یہ بات واضح ہے کہ جو شخص علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی معصیت کرے اور اس پر اصرار کرے اس سے قطع تعلق کرنا واجب ہے اور اس سے گھل مل کر رہنا گناہ اور موجب عذاب ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِاِحْسَانِ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ وَتَحْدِيْدِ الشَّفْرِ

چھری تیز کرنے اور احسن طریقہ سے ذبح اور قتل کرنے کا حکم

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دو باتیں یاد رکھی ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سو جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو، تم میں سے کسی شخص کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

---

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، مراقی الفلاح ص ۲۲۰، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۴۱ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِإِسْنَادِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں ذکر کیں۔

ذکاۃ کی اقسام فقہاء نے ذبح کی دو قسمیں کی ہیں ذکاۃ اضطراری اور ذکاۃ اختیاری، جب مسلمان شخص جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کی قدرت رکھتا ہو اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو ذبح کر سکتا ہو تو یہ ذکاۃ اختیار ہے اور اگر وہ اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح نہ کر سکے تو پھر یہ ذکاۃ اضطرار ہے، مثلاً وہ وحشی جانور ہو اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا پالتو جانور ہو لیکن بھاگ گیا ہو مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی ہو، یا جانور بھاگ جائے اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا جانور کنوئیں یا کسی گڑھے میں گر جائے یا جانور کے مرنے کا خطرہ ہو اور بروقت ذبح کا آلہ دستیاب نہ ہو، یہ تمام اضطرار کی صورتیں ہیں، ایسی صورتوں میں کسی بھی دستیاب آلہ سے جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دیا جائے تو وہ جانور حلال ہوگا، البتہ ناخن اور ہڈی سے احتراز ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ذکاۃ اختیاریہ کی تعریف ذکاۃ اختیاریہ کا رکن ذبح اور نحر ہے، یعنی بکری اور گائے کو ذبح کیا جائے اور اونٹ کو نحر کیا جائے جبکہ ذبح اور نحر پر قدرت ہو، ذبح کی تعریف یہ ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان جو رگیں ہیں ان کو کاٹ دیا جائے، اور نحر کی تعریف یہ ہے کہ آخر حلق کی رگوں کو کاٹ دیا جائے، اور اگر نحر کی جگہ ذبح اور ذبح کی جگہ نحر کر دیا جائے تب بھی جانور حلال ہوگا لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اونٹ کو نحر کیا جائے اور باقی جانوروں کو ذبح کیا جائے (بدائع الصنائع) جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ جانور کے بالائی حصہ یا درمیانی حصہ یا نچلے حصہ غرض حلق کو کسی جگہ سے بھی کاٹ دیا جائے تو ذبح صحیح ہے۔ لہ

ذکاۃ اضطراریہ کی تعریف ذکاۃ اضطراریہ کا رکن یہ ہے کہ جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا جائے، ذکاۃ اضطرار شکار میں ہوتی ہے یا اگر اونٹ، گائے یا بکری بھاگ جائے اور انسان اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو، ہر چند کہ یہ پالتو جانور ہیں لیکن اس صورت میں یہ بھی شکار کے حکم میں ہیں، خواہ یہ پالتو جانور شہر میں بھاگیں یا جنگل میں امام محمد سے اسی طرح مروی ہے، اسی طرح اگر جانور کنوئیں میں گر جائے اور اس کو نکال کر ذبح یا نحر کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کی اضطراری ذکاۃ جائز ہے۔

ذکاۃ کی شرائط (۱) ذکاۃ کا فاعل عاقل ہو، اس لیے پاگل اور ناسمجھ بچے کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر بچہ کو ذبح

لہ ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۵، مطبوعہ مطبع امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنے کی سمجھ ہے تو پھر اس کا ذبیحہ جائز ہے اسی طرح نشہ میں مبتلا شخص کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔

(۲)۔ ذکاۃ کا فاعل مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو، اس لیے مشرک اور مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت جائز ہے جب مسلمان شخص ذبح کے وقت موجود نہ ہو، یا وہ موجود تھا لیکن اس نے کتابی سے کوئی کلمہ نہیں سنا، یا اس سے ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام سنا، اور اگر اس نے ذبح کے وقت مسیح کا نام لیا یا اللہ اور مسیح کا نام لیا یا یہ کہا اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں جو تین میں سے ایک ہے تو ان صورتوں میں اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۳)۔ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور یہ شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا اللہ کا نام لے اگر کسی اور نے اللہ کا نام لیا اور ذابح عمداً چپ کھڑا رہا تو ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر بھول گیا تو پھر جائز ہے۔

(۴)۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بسم اللہ ذبح کے قصد سے پڑھے اگر کام شروع کرنے کے ارادہ سے بسم اللہ پڑھی تو پھر ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

(۵)۔ ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ اور کوئی نام نہ لیا جائے، حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہ لیا جائے۔

(۶)۔ اللہ کا نام بالخصوص اس کی تعظیم کے لیے لیا جائے اس میں دعا کا ملحوظ نہ ہو مثلاً اللھم اغفرلی نہ کہے۔

(۷)۔ ذکاۃ اختیاریہ میں یہ ضروری ہے کہ ٹھیک ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اس میں تقدیم تاخیر نہ ہو۔

(۸)۔ ذکاۃ اضطراریہ میں تیر پھینکتے وقت (یا بندوق سے فائر کرتے وقت) یا شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

(۹)۔ جس وقت جانور کو ذبح کیا جائے اس وقت اس میں حیاۃ کا ہونا ضروری ہے۔ کیا ذبح کے بعد خون کا نکلنا بھی ضروری ہے۔ اس میں ہمارے فقہاء سے کوئی روایت نہیں ہے، تاہم دو چیزوں میں سے ایک ضروری ہے یا جانور حرکت کرے یا اس کا خون نکلے ورنہ ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ [1]

کتنی رگوں کے کاٹنے پر ذکاۃ کا مدار ہے؟

ذکاۃ میں جن رگوں کو کاٹا جاتا ہے وہ چار رگیں ہیں (۱) حلقوم (یہ سانس کی نالی ہے) (۲) مری (یہ خوراک کی نالی ہے) (۳-۴) ودجان یہ گردن کے دائیں اور بائیں جانب خون کی دو نالیاں ہیں اگر یہ چاروں نالیاں کٹ جائیں تو ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے اور اگر اکثر رگیں کٹ جائیں تب بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے، اور امام ابویوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ حلقوم، مری اور دو ودجان میں سے کسی ایک رگ کا کٹنا ضروری ہے امام ابوحنیفہ کا قول صحیح ہے کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے، اگر بکری کو گدی کی جانب سے کاٹا جائے اور اس کے مرنے سے پہلے اس کی اکثر رگیں کٹ جائیں تو وہ حلال ہے، اور اگر وہ رگیں کٹنے سے پہلے مر جائے تو حلال نہیں ہے، لیکن یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور اس فعل سے جانور کو زیادہ اذیت پہنچتی ہے۔ اور حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا مستحب ہے اور گدی کی جانب سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور تمام رگوں کا کاٹنا مستحب ہے۔ اور بعض رگوں کا ترک کر دینا مکروہ ہے، ذبح کرتے ہوئے سر الگ نہ کرے اگر کیا تو مکروہ ہے۔ [2]

ذبح فوق العقدہ کی تحقیق

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

جامع صغیر میں لکھا ہے کہ حلق کے درمیان میں، اس کے اوپر اور اس کے نیچے، ہر جگہ ذبح کرنے میں کوئی

---

[1] ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۶-۲۸۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] ،، ،، ،، فتاوی ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۷، ،، ،، ،،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرج نہیں ہے اور مبسوط میں ہے کہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان کو کاٹنا ذبح ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (الذبح بین اللبۃ واللحیین) نہایہ میں لکھا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے، کیونکہ اگر فوق العقدہ (حلقوم کی گرہ کے اوپر) ذبح کر دیا تو مبسوط کی عبارت کے لحاظ سے ذبح ہو جائے گا کیونکہ یہ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ذبح ہے اور جامع صغیر کی عبارت کے اعتبار سے ذبح نہیں ہو گا کیونکہ جب فوق العقدہ ذبح ہوا تو حلق محل ذبح نہیں بنا، ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں ذبح صحیح نہیں ہے، لیکن علامہ رستغفنی نے کہا ہے کہ یہ قول غیر معتبر ہے اور ذبیحہ حلال ہے خواہ حلقوم کی گرہ سر کی جانب رہے یا سینہ کی جانب کیونکہ ہمارے نزدیک اکثر رگوں کا کاٹنا معتبر ہے، اور وہ کٹ گئیں، عنایہ میں لکھا ہے کہ مبسوط کی عبارت حدیث کے مطابق ہے، اور ذخیرہ کی عبارت ظاہر حدیث کے خلاف ہے، علامہ قہستانی نے جامع صغیر کی عبارت کی توجیہ میں لکھا ہے کہ گردن پر بھی حلق کا اطلاق ہوتا ہے، اور علامہ رستغفنی نے ذخیرہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ یا حلقوم کے اوپر سے کاٹ دے اور جب حلقوم کے اوپر سے کاٹے گا تو حلقوم کی گرہ لازماً نیچے رہ جائے گی اور گرہ کاٹنے کا حکم قرآن میں ہے نہ حدیث میں بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ ذکاۃ سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان ہے اور وہ حاصل ہو گئی۔ خصوصاً اس لیے کہ امام اعظم کا قول بھی یہ ہے کہ چار رگوں میں سے تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، اور جب حلقوم کو بالکل ترک کر دینا جائز ہے تو جب حلقوم کے اوپر سے کاٹا جائے اور گرہ نیچے رہ جائے تو بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اگر ذبح فوق العقدہ سے تین رگیں کٹ جاتی ہیں تو ذبیحہ جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ [1]

ذبح کرنیوالے آلے کی اقسام اور ان کے احکام

آلہ ذبح کی دو اقسام ہیں، ایک کاٹنے والا، دوسرا فسخ کرنے والا، کاٹنے والے آلہ کی پھر دو قسمیں ہیں تیز دھار والا آلہ اور کند آلہ، جو تیز دھار والا آلہ ہو اس سے بغیر کراہت کے ذبح کرنا جائز ہے، خواہ وہ لوہے کا ہو یا نہ ہو مثلاً کھپچی سے ذبح کرے یا سنگ مرمر سے یا ناخن کی ایک طرف سے یا ہڈی سے (ہڈی سے ذبح کرنا حدیث میں ممنوع ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) کند دھار والے آلے سے ذبح کرنا مکروہ ہے، اگر اکھاڑے ہوئے دانت یا ناخن سے ذبح کیا تو حلال ہے لیکن مکروہ ہے، جو دانت اور ناخن جسم کے ساتھ قائم ہوں یہ فسخ کرنے والے آلات ہیں ان کے ساتھ ذبح کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اگر ذبح کیا تو وہ مردار ہو گا۔ اونٹ کو کھڑا کرکے اور اس کا الٹا پیر باندھ کر نحر کرنا چاہیے اور اگر لٹا دیں تو پھر بھی جائز ہے اور افضل کھڑا کرنا ہے، گائے اور بکری کو لٹا کر قبلہ رخ ذبح کریں۔ (جوہرہ نیرہ) لوہے کے تیز دھار والے آلہ سے دن کے وقت ذبح کرنا مستحب ہے، جیسے چھری، تلوار یا اس کی مثل کوئی چیز اگر لوہے کا آلہ نہ ہو یا لوہے کا کند آلہ ہو تو اس سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ [2]

برقی اور مشینی آلات سے ذبح کرنے کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ اکثر ممالک میں آج کل برقی آلہ سے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، مصری علماء نے جو اس سوال کا جواب لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کی صحت کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں:

(۱)۔ ذبح کرنے کا آلہ تیز اور دھار والا ہو جو خون بہا دے، البتہ ناخن اور ہڈی نہ ہو اور نہ ہی جانور کی موت کا باعث آلہ کا ثقل ہو۔

---

[1] ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۵۶،۲۵۷، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] ۔ ملا نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۲۸۷، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب ہو، جمہور ائمہ کے نزدیک بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا بھی شرط ہے، البتہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں ہے۔

(۳)۔ جمہور ائمہ کے نزدیک سینہ کے بالائی حصہ اور جبڑوں کے درمیان سے کاٹنا شرط ہے، فقہاء احناف کے نزدیک کم از کم تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔ فقہاء مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور خون کی دو رگوں کا کاٹنا شرط ہے۔ طعام کی نالی (مری) کا کاٹنا شرط نہیں ہے، اور فقہاء شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک حلقوم اور مری کا کاٹنا شرط ہے۔

چونکہ سائل نے برقی آلہ سے ذبح کرنے کے طریقہ کار کا سوال میں ذکر نہیں کیا اس لیے ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر مدیر الآلہ (مشینی ذبیحہ کا آپریٹر) مسلمان ہو یا اہل کتاب سے ہو اور مشین میں چھری لگی ہو جس سے مذکور الصدر رگیں کٹ جائیں (اس جگہ یہ شرط بھی ہونی چاہیے کہ مدیر الآلہ ہر جانور کے ذبح کے وقت الگ الگ بسم اللہ پڑھے۔ سعیدی غفرلہ) تو اس برقی آلہ کو ذابح کے ہاتھ میں چھری کے قائم مقام قرار دیا جائے گا اور یہ ذبیحہ حلال ہو گا، اور جب یہ شرائط پوری نہ ہوں تو ذبیحہ حلال نہیں ہو گا، اور اگر جانور بجلی کے جھٹکے سے مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے یا مذکور الصدر رگوں کے کٹنے کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مر جائے تو پھر ذبیحہ حلال نہیں ہو گا۔[1]

فقیہ العصر حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

یہاں ناروے میں جانوروں کو ذبح کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کا ایک ہتھوڑا رسی کے ذریعہ اوپر لٹک رہا ہوتا ہے، جانور کو مین وسط میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور رسی کھول دی جاتی ہے اور وہ ہتھوڑا اچانک جانور کے سر پر آ لگتا ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس کو حلال کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

حضرت فقیہ العصر علامہ بصیر پوری اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اگر وہ جانور بے ہوش ہو جانے کے بعد زندہ رہ جاتا ہو اور زندگی ہی میں اس کو شریعت کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو اس کا گوشت حلال ہے اور اس کا کھانا بلاشبہ جائز ہے اور اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو تو پھر ناجائز ہے۔[2]

ہمارے دوست مفتی محمد رفیق حسنی مد ظلہم دو سال پہلے آسٹریلیا کے شہر ملبورن اس غرض سے گئے تھے کہ وہاں جا کر یہ دیکھیں کہ مشینی ذبیحہ کا کیا طریقہ کار ہے اور آیا مشینی ذبیحہ حلال ہے یا نہیں! انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہاں کی ایک کمپنی جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ملکوں میں گوشت بھیجتی ہے اس نے مسلمانوں کے لیے ایک مسلمان ذابح رکھا ہوا ہے اور عیسائیوں کے لیے ایک عیسائی ذابح رکھا ہوا ہے، نیز چھوٹے جانور مثلاً بکرے، دنبہ اور بچھڑے کو ذبح کرنے کا اور بڑے جانوروں مثلاً گائے، بیل اور بھینس کو ذبح کرنے کا الگ الگ طریقہ ہے، چھوٹے جانوروں کا ایک ریوڑ مشین میں اس طرح داخل کیا جاتا ہے کہ اس کا خانہ بتدریج تنگ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آخر میں اس خانے کے اندر صرف ایک جانور رہ جاتا ہے وہاں مشینی عمل سے اس کے سر میں ایک سوئے کی ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور وہاں ایک مسلمان شخص کھڑا ہوتا ہے جو اس کے بے ہوش ہوتے ہی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہے، چھری پھیرنے سے باقاعدہ اس کی رگیں کٹتی ہیں اور اس کا خون بہتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے یہ بھی اطمینان کر لیا کہ وہ جانور اس سوئے کی ضرب سے صرف بے ہوش ہوتا ہے مرتا نہیں ہے، انہوں نے اس بے ہوش شدہ جانور کو

---

[1] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۷ ص ۲۴۱۷ - ۲۴۱۵، ملخصاً، مطبوعہ مصر

[2] مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۳ ص ۳۰۹ - ۳۰۸، ملخصاً، مطبوعہ بصیر پور، ۱۹۸۳ء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مشین سے نکلوایا تو وہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ بڑے جانوروں کو سوا مار کر بے ہوش نہیں کیا جاتا بلکہ مشینی عمل سے جانور کا صرف سر ایک خانہ میں پھنس کر باہر نکل آتا ہے درآں حالیکہ اس کا سر آسمان کی جانب ہوتا ہے اور مسلمان ذابح اس کے گلے پر طولاً چھری پھیرتا ہے جس سے اس کی مطلوبہ رگیں کٹ جاتی ہیں اور خون بہہ جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس طریقہ کار کے جواز کا فتویٰ اس کمپنی کو لکھ کر دے دیا اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل تمام دنیا میں مشینی ذبیحہ کا یہی طریقہ کار ہے سو اگر ایسا ہی ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

درآمد شدہ ڈبوں میں بند گوشت کا حکم

مصری علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ درآمد شدہ گوشت، ڈبوں میں پیک مرغیوں اور پرندوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں انھوں نے یہ لکھا کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ان جانوروں کو اسلامی طریقہ سے ذبح نہیں کیا جاتا، ان کا طریقہ یہ ہے کہ بھاری لوہے سے جانوروں کے سر پر ضرب لگاتے ہیں یا اس کے سر پر پستول سے گولی مارتے ہیں، یا بجلی کے تار سے جھٹکا لگاتے ہیں، پھر ان جانوروں کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے ان کی کھال وغیرہ اتر جاتی ہے اور یہ جانور منخنقہ (گلا گھونٹ کر مارا گیا) اور موقوذہ (چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا۔) میں داخل ہیں اور قرآن مجید کی نص قطعی نے منخنقہ اور موقوذہ کو حرام کر دیا ہے۔ [1]

ڈبہ میں بند مرغیوں اور دیگر پرندوں کو اگر اسی طرح ذبح کیا جاتا ہے جس طرح مصری علماء نے بیان کیا ہے تو ان کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اگر ان کو مسلمان شخص بسم اللہ پڑھ کر اسلامی طریقہ سے ذبح کرے تو پھر ان کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اس وقت تک کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا جب تک کہ ان کے ذبیحہ کی پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

بَابُ ٦٨ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ

جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت

۴۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ جَدِّي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ دَارَ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَإِذَا قَوْمٌ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

ہشام بن زید بن انس کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر آیا، وہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۴۳ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کی ہیں۔

---

[1] الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۱۰ ص ۳۶۰۴، مطبوعہ قاہرہ، ۱۴۰۴ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۴۴- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی جاندار کو ہدف مت بناؤ۔

۴۹۴۵- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۴۹۴۶- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا چند لوگوں پر گذر ہوا جو ایک مرغی کو نصب کر کے تیر اندازی کر رہے تھے جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے، حضرت ابن عمر نے کہا یہ کون کر رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

۴۹۴۷- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا قریش کے چند جوانوں پر گذر ہوا جو ایک پرندے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور انھوں نے پرندے والے سے یہ طے کر لیا تھا کہ جس کا تیر نشانہ پر نہیں لگے گا وہ اس کو کچھ دے گا، جب انھوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا جو شخص اس طرح کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جو شخص کسی جاندار کو ہدف بنائے، بلا شبہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

۴۹۴۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ف : جانور کو باندھ کر تیر اندازی کی مشق کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فعل پر لعنت کی ہے، نیز اس میں جان اور مال کو بغیر کسی منفعت کے ضائع کرنا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاضاحی

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امیر پر اضحیہ (قربانی) کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ امیر کے حق میں قربانی کرنا سنت ہے، اگر اس نے بلاعذر قربانی کو ترک کر دیا تو گنہ گار نہیں ہوگا، اور نہ اس پر قضا لازم ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال، حضرت ابومسعود البدری، سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، عطاء، امام مالک، امام احمد (اسی طرح امام شافعی) امام ابویوسف، اسحٰق، ابوثور، مزنی، ابن المنذر، اور داؤد ظاہری وغیرہ کا یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، اوزاعی، امام ابوحنیفہ اور لیث نے کہا کہ امیر آدمی (صاحب نصاب) پر قربانی کرنا واجب ہے، بعض مالکیہ کا بھی یہی نظریہ ہے، نخعی نے کہا امیر آدمی پر قربانی واجب ہے البتہ حج کرنے والے امیر پر منیٰ میں قربانی واجب نہیں ہے، اور محمد بن حسن نے کہا کہ شہروں میں رہنے والوں پر قربانی واجب ہے، امام ابوحنیفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جو شخص مقیم ہو (یعنی مسافر نہ ہو) اور صاحب نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے۔[1]

قربانی کرنے کے حکم میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اکثر اہل علم کا یہ نظریہ ہے کہ اضحیہ (قربانی کرنا) سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت بلال، حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے، اسی طرح سوید بن غفلہ، علقمہ، اسود، عطاء، امام شافعی، اسحٰق، ابوثور اور ابن منذر کا بھی یہی مسلک ہے، اس کے برخلاف ربیعہ، امام مالک، ثوری، اوزاعی، لیث اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ واجب ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" اور مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اہل بیت پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے (رجب کے پہلے عشرہ میں جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے عتیرہ یا رجبیہ کہتے ہیں، تفصیل آگے آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور تم پر وہ نفل ہیں: وتر، قربانی اور فجر کی دو رکعات (یعنی سنتیں) نیز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کا ارادہ کرے اور عشرہ (ذی الحج) داخل ہو جائے تو وہ اپنے بال کاٹے نہ ناخن تراشے" (اس حدیث میں قربانی کرنے کو ارادہ پر موقوف کیا ہے اور واجب ارادہ پر موقوف نہیں ہوتا، نیز قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واجب نہیں ہے سو یہ عقیقہ کی طرح ہے اور جس حدیث سے فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اس کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ہم اس کو استحباب کی تاکید پر محمول کرتے ہیں جس طرح آپ نے فرمایا" ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے، نیز آپ نے فرمایا:"جس شخص نے ان دو درختوں (لہسن اور پیاز) سے کھایا وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے" اور امام احمد سے تیم کے متعلق یہ روایت ہے کہ اگر وہ امیر ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قربانی کرے" لیکن یہ حکم عید کے دن بطور ترسع ہے بطور ایجاب نہیں ہے۔[1]

قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابوالولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

ابن حبیب نے امام مالک سے یہ روایت کیا ہے کہ مرد پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی طرف سے قربانی دے اور اس کی اولاد میں سے جن کا خرچ اس پر واجب ہے (یعنی کم سن اور نابالغ بچے) بیوی کی طرف سے قربانی کرنا اس پر لازم نہیں اور نہ غلام کی طرف سے۔[2]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے صاحب نصاب کے لیے قربانی کو واجب کہا ہے، مدونہ کی ایک عبارت سے ہمارے نزدیک بھی قربانی کے وجوب کی تخریج کی گئی ہے وہ عبارت یہ ہے: جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو مؤخر کردے حتیٰ کہ ایام نحر گزر جائیں، تو وہ شخص گنہ گار ہوگا، اسی طرح ابن المواز نے لکھا ہے کہ یہ سنت واجبہ ہے، اسی طرح اصحاب مالکیہ میں سے بہت بڑے فقیہ ابن حبیب نے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے قربانی کو ترک کیا وہ گنہ گار ہوگا، علامہ ابی مالکی نے مدونہ کی عبارت کی یہ توجیہ کی ہے کہ خرید نے سے اس شخص پر قربانی واجب ہو گئی، اور ابن المواز نے جو سنت واجبہ کہا ہے اس سے مراد سنت مؤکدہ ہے، اور ابن حبیب نے جو کہا ہے کہ قربانی کو ترک کرنے والا گنہ گار ہوگا، تو ہو سکتا ہے کہ یہ اس قول کی بناء پر ہو کہ ترک سنت بھی گناہ ہے اور بظاہر اس عبارت میں وجوب کی تصریح ہے۔ اس کے بعد علامہ وشتانی نے قربانی کے سنت ہونے پر وہی دلائل پیش کیے ہیں جن کو علامہ نووی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کے حکم میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں متقدمین مالکیہ قربانی کے وجوب کے قائل ہیں اور متاخرین کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔

قربانی کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

مالی عبادات دو قسم کی ہیں ایک بطریق تملیک ہے جیسے صدقات اور ایک بطریق اتلاف ہے جیسے آزاد کرنا، قربانی میں یہ دونوں قسمیں جمع ہو جاتی ہیں، اس میں جانور کا خون بہا کر تقرب حاصل کیا جاتا ہے، یہ اتلاف ہے، اور اس کو گوشت کو صدقہ کیا جاتا ہے یہ تملیک ہے۔ ہمارے نزدیک قربانی امیروں پر اور اقامت گزینوں (غیر مسافروں) پر واجب ہے۔ جامع میں امام ابویوسف سے ایک یہ روایت ہے کہ یہ سنت ہے، اور یہی امام شافعی کا قول ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی مجھ پر فرض کی گئی ہے اور تم پر فرض نہیں کی گئی، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہوں اور تمہارے لیے وہ سنت ہیں، قربانی، چاشت کی نماز اور وتر، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۵، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ھ، منتقی ج ۳ ص ۸۴، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربانی کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سال اور دو سال تک قربانی نہیں کرتے تھے ان کو یہ خدشہ تھا کہ مسلسل قربانی کرتے رہنے سے لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، اور حضرت ابومسعود انصاری نے کہا میرے پاس صبح و شام ہزار بکریاں ہوتی ہیں لیکن میں اس خدشہ سے قربانی نہیں کرتا کہ لوگ قربانی کو واجب سمجھ لیں گے، نیز قربانی مسافر پر واجب نہیں ہے اور مسافر پر جو چیز واجب نہ ہو وہ مقیم پر بھی واجب نہیں ہوتا، اور عبادات مالیہ میں مسافر اور مقیم کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر، کیونکہ مسافر اور مقیم میں مال کی تملیک کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، ان میں فرق بدن کی مشقت کے اعتبار سے ہے، نیز قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتا ہے اور غنی کو بھی کھلا سکتا ہے اگر قربانی واجب ہوتی تو اس سے خود کھانا جائز نہ ہوتا جیسا کہ شکار کی جزاء یا نذر وغیرہ کے صدقہ واجبہ سے خود کھانا جائز نہیں ہے، نیز اس لیے کہ اتلاف کے ساتھ تقرب حاصل کرنا ابتداءً واجب نہیں ہے بلکہ غلام کے سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ کفارات میں غلام کو آزاد کرنا واجب ہے، اسی وجہ سے ہم نے نذر کے سبب سے قربانی کو واجب کیا ہے۔

قربانی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فصل لربك وانحر۔ "اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے" اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" اور قربانی نہ کرنے پر وعید کا لاحق کرنا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب قربانی واجب ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید سے پہلے قربانی کی وہ قربانی کو دہرائے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اللہ کے نام پہ ذبح کرے، اس حدیث میں قربانی کا امر کیا ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضحوا "قربانی کرو" یہ امر ہے اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے مراد دین میں طریقہ ہے، اور یہ وجوب کی نفی نہیں کرتا، اور وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی" اس میں مخالفین کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ہم قربانی کو فرض نہیں کہتے واجب کہتے ہیں، مکتوب فرض کو کہتے ہیں جس کا انکار کفر ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ پر قربانی فرض تھی، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قربانی نہیں کی اس کی وجہ ان کا افلاس تھا یا ان کا حالِ سفر میں ہونا، انھوں نے قربانی اس لیے نہیں کی کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ افلاس یا سفر میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے قول کی بھی یہی تاویل ہے نیز یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی طرف ان ایام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے یہ یوم الاضحیٰ ہے یعنی قربانی کا دن ہے سو جس طرح جمعہ کی طرف اضافت کی وجہ سے جمعہ کی نماز واجب ہے اسی طرح ان ایام میں قربانی کی اضافت کی وجہ سے قربانی واجب ہے رہا یہ اعتراض کہ اگر قربانی واجب ہے تو پھر قربانی والا قربانی سے کس طرح کھا سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کرنے والے نے یہ قربانی اللہ کے لیے کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود قربانی کے گوشت سے کھانے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے: فکلوا منها "اس سے کھاؤ" اور نذر ماننے سے جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی جنس سے ایک واجب شرعی ہے اور وہ قربانی ہے کیونکہ جس عبادت کی جنس سے واجب شرعی نہ ہو اس کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے جیسا کہ مریض کی عیادت کرنا۔[1]

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۹، ۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربانی کرنے کے اول وقت میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کو ذبح کرنا چاہیے اور اس وقت قربانی کرنا بالاجماع جائز ہے۔ ابن المنذر نے کہا کہ اس پر اجماع ہے کہ یوم نحر کو طلوع فجر سے پہلے قربانی کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے، اور اس کے بعد میں اختلاف ہے، امام شافعی، داؤد، ابن منذر اور دوسرے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد جب نماز عید اور دو خطبوں کی مقدار کا وقت گذر جائے تو قربانی کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور عطاء اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا ہے کہ گاؤں اور دیہات والوں کے حق میں فجر ثانی طلوع ہونے کے بعد قربانی کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اور شہر والوں کے حق میں جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کا وقت داخل نہیں ہوتا، اور اگر کسی نے اس سے پہلے ذبح کر دیا تو قربانی جائز نہیں ہے، اور امام مالک نے یہ کہا کہ جب تک امام نماز اور خطبہ سے فارغ ہو کر خود ذبح نہ کرے اس وقت تک قربانی کرنا جائز نہیں ہے، امام احمد نے کہا امام کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں ہے اور اس کی نماز کے بعد جائز ہے خواہ امام نے ذبح نہ کیا ہو، اور ان کے نزدیک اس مسئلہ میں شہر والوں اور دیہات والوں کا حکم برابر ہے، حسن بصری، اوزاعی اور اسحٰق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے، ثوری نے کہا امام کی نماز کے بعد اور اس کے خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے درمیان قربانی کرنا جائز ہے، ربیعہ نے کہا جہاں کوئی امام نہ ہو وہاں طلوع شمس کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔ البتہ طلوع شمس سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ [۱]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قربانی کے آخر وقت کے بارے میں امام شافعی کا قول یہ ہے کہ یوم نحر اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ عطاء، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، سلیمان بن موسیٰ الاسدی، مکحول، داؤد ظاہری (امام غیر مقلدین) وغیرہم کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد نے یہ کہا ہے کہ قربانی کرنا یوم نحر اور اس کے بعد دو دن تک خاص ہے، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ شہر والوں کو بالخصوص یوم نحر کو قربانی کرنا چاہیے اور دیہات والوں کو ایام نحر اور ایام تشریق میں ذبح کرنا چاہیے۔ اور امام محمد بن سیرین نے کہا یوم نحر کے علاوہ کسی دن بھی کسی کے لیے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ جمیع ذوالحجہ میں قربانی کرنا جائز ہے، ایام ذبح کی راتوں میں قربانی کرنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، اسحاق، ابوثور اور جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ رات میں قربانی کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ وہ صرف ذبیحہ کا گوشت ہے، امام احمد سے بھی ایک یہی روایت ہے۔ [۲]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا دوسرا دن ہے اور ایام نحر تین دن ہیں، عید اور اس کے بعد دو دن، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابی ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ

۱؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۰۵ھ

۲؎ شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عنہم کا یہی نظریہ ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ بکثرت صحابہ سے یہ منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آخر ایام تشریق کی بھی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے کیونکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام منی کلھا منحر۔ "تمام ایام منیٰ قربانی کے دن ہیں، نیز ان تمام دنوں میں تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور روزہ نہیں رکھا جاتا، پس یہ تمام ایام قربانی کا محل ہیں، ابن سیرین نے کہا قربانی کرنا صرف یوم نحر میں جائز ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور جس دن گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز نہیں اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہوگا، نیز چوتھے دن رمی کرنا بھی واجب نہیں ہے۔ لہٰذا اس دن قربانی کرنا بھی جائز نہیں ہے اور انھوں نے جو حدیث روایت کی ہے: "منی کلھا منحر" اس میں ایام کا ذکر نہیں اور تکبیر قربانی سے عام ہے اسی طرح روزہ نہ رکھنا بھی قربانی سے عام ہے کیونکہ ایام تشریق کا پہلا دن جو یوم عرفہ ہے وہ بھی تکبیرات اور روزہ رکھنے کا دن ہے حالانکہ اس دن قربانی جائز نہیں ہے۔ [1]

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قربانی کے آخر وقت میں اختلاف ہے۔ امام مالک نے کہا کہ تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے۔ امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: لیذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات۔ ایام جمع کا صیغہ ہے اور جمع کے افراد کم از کم تین ہوتے ہیں لہٰذا یہ تین افراد مراد ہوں گے، کیونکہ یہ محقق ہیں اور زیادتی میں دلیل کی احتیاج ہے، لہٰذا بغیر دلیل کے تین سے زیادہ افراد مراد نہیں لیے جا سکتے۔ [2]

قربانی کے ایام کے متعلق ہم نے "مقالات سعیدی" میں زیادہ تفصیل اور تحقیق سے بحث کی ہے اس لیے اس بحث کو وہاں بھی دیکھ لیا جائے۔

قربانی کرنے کے آخر وقت میں فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

قربانی کا ادا کرنا صرف ایام نحر میں جائز ہے، اور ہمارے نزدیک ایام نحر صرف تین دن ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام نحر تین دن ہیں ان میں پہلا دن افضل ہے، اور جب تیسرے دن سورج غروب ہو جائے تو پھر اس کے بعد قربانی جائز نہیں ہے، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چوتھے دن بھی قربانی جائز ہے، اور یہ ضعیف ہے، کیونکہ یہ قربانی ایام نحر کے ساتھ خاص ہے نہ کہ ایام تشریق کے ساتھ، کیا تم نہیں دیکھتے کہ پہلے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے اور وہ یوم نحر ہے۔ [3]

باب ۶۸۸ وقتها

قربانی کے وقت کا بیان

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۵۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۹، مطبوعہ دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۴۹ - حدثنا احمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا الاسود بن قيس ح وحدثناه يحيى بن يحيى اخبرنا ابو خيثمة عن الاسود بن قيس حدثني جندب بن سفيان قال شهدت الاضحى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يعد ان صلى وفرغ من صلاته سلم فاذا هو يرى لحم اضاحي قد ذبحت قبل ان يفرغ من صلاته فقال من كان ذبح اضحيته قبل ان يصلي او نصلي فليذبح مكانها اخرى ومن كان لم يذبح فليذبح باسم الله۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا ابھی آپ نے نماز سے فارغ ہو کر سلام نہیں پھیرا تھا کہ آپ نے ذبح شدہ قربانیوں کا گوشت دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے اپنی یا ہماری نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۰ - وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا ابو الاحوص سلام بن سليم عن الاسود بن قيس عن جندب بن سفيان قال شهدت الاضحى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضى صلاته بالناس نظر الى غنم قد ذبحت فقال من ذبح قبل الصلوة فليذبح شاة مكانها ومن لم يكن ذبح فليذبح على اسم الله۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب آپ لوگوں کو نماز پڑھا کر فارغ ہوئے، تو آپ نے ذبح کی ہوئی بکری کو دیکھا، آپ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری بکری کو ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۴۹۵۱ - وحدثناه قتيبة بن سعيد حدثنا ابو عوانة ح وحدثنا اسحٰق بن ابراهيم وابن ابي عمر عن ابن عيينة كلاهما عن الاسود بن قيس بهذا الاسناد وقالا على اسم الله كحديث ابي الاحوص۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۲ - حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا ابي حدثنا شعبة عن الاسود سمع جندبا البجلي قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى يوم اضحى ثم خطب فقال من كان ذبح قبل ان يصلي فليعد مكانها ومن لم يكن ذبح فليذبح باسم الله۔

حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، آپ نے نماز پڑھا کر خطبہ دیا، پھر فرمایا جس شخص نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے، اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۴۹۵۴- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحّٰى خَالِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً مِّنَ الْمَعْزِ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ضَحّٰى قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر دی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک بکری کا گوشت ہے، حضرت ابو بردہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک چھ ماہ کا بچہ ہے. آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو اور تمہارے سوا کسی اور کے لیے اس کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے. پھر آپ نے فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے نفس کے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہو گئی، اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو پا لیا۔

۴۹۵۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ اَنَّ خَالَهٗ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يَّذْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ وَاِنِّيْ عَجَّلْتُ نَسِيْكَتِيْ لِاُطْعِمَ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ وَاَهْلَ دَارِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ نُسُكًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَقَالَ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْكَ وَلَا تَجْزِيْ جَذَعَةٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے سے پہلے قربانی کر دی، اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش رکھنا مکروہ ہے اور میں نے اپنے بچوں، ہمسایوں اور گھر والوں کو کھلانے کے لیے قربانی کو جلدی ذبح کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی قربانی کو دہراؤ! انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک کم عمر کی دودھ پیتی بکری ہے جس میں دو بکریوں سے زیادہ گوشت ہے. نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری دونوں قربانیوں میں بہتر ہے اور تمہارے بعد کسی کے لیے بھی ایک سال سے کم کی بکری کی قربانی کرنا کافی نہیں ہو گا۔

۴۹۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَالَ خَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو خطبہ دیا، اور فرمایا کوئی شخص نماز سے پہلے قربانی نہ کرے. میرے ماموں نے کہا، یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں (قربانی کے علاوہ) گوشت کی خواہش کرنا مکروہ ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هُشَيْمٍ.

۴۹۵۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَوَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يُصَلِّيَ فَقَالَ خَالِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ نَسَكْتُ عَنِ ابْنٍ لِي فَقَالَ ذَاكَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ لِأَهْلِكَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي شَاةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْنِ قَالَ ضَحِّ بِهَا فَإِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَةٍ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری طرح قربانی کی وہ نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، میرے ماموں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنے بیٹے کی طرف سے قربانی کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے اس کو جلد ذبح کر لیا، انھوں نے کہا میرے پاس ایک بکری ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے! آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو، وہ تمہاری بہتر قربانی ہے۔

۴۹۵۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْإِيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا نُصَلِّي ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ وَكَانَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ قَدْ ذَبَحَ فَقَالَ عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن ہم جس کام کو سب سے پہلے کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے، اس کے بعد ہم قربانی کریں گے سو جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا، اور جس نے (پہلے) ذبح کر لیا تو یہ وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں ہے، حضرت ابو بردہ بن نیار اس سے پہلے ذبح کر چکے تھے، انھوں نے کہا میرے پاس ایک چھ ماہ بکری ہے جو ایک سال کی بکری سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا تم اس کو ذبح کر دو، اور تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگا۔

۴۹۵۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

۴۹۶۰ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو نماز کے بعد ہمیں خطبہ دیا، پھر اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِھِمْ۔

۴۹۶۱ - وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (یَعْنِی ابْنَ زِیَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِیِّ حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا یُضَحِّیَنَّ اَحَدٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدِیْ عَنَاقُ لَبَنٍ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ شَاتَیْ لَحْمٍ قَالَ فَضَحِّ بِھَا وَلَا تَجْزِیْ جَذَعَۃٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو ہمیں خطبہ میں فرمایا: کوئی شخص نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہ کرے، ایک شخص نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے، جس میں دو بکریوں سے زیادہ بہتر گوشت ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر لو اور تمہارے بعد کسی کے لیے چھ ماہ بکری کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۴۹۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (یَعْنِی ابْنَ جَعْفَرٍ) حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْ بُرْدَۃَ قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْدِلْھَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعَۃٌ قَالَ شُعْبَۃُ وَاَظُنُّہٗ قَالَ وَھِیَ خَیْرٌ مِّنْ مُّسِنَّۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلْھَا مَکَانَھَا وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبردہ نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک سال سے کم کا بچہ ہے (شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے انھوں نے کہا) وہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کر دو، اور تمہارے بعد یہ کسی اور سے کفایت نہیں کرے گا۔

۴۹۶۳ - وَحَدَّثَنَاہُ ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنِیْ وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْکُرِ الشَّکَّ فِیْ قَوْلِہٖ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ مُّسِنَّۃٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں راوی کا یہ شک مذکور نہیں ہے کہ یہ ایک سالہ بکری سے بہتر ہے۔

۴۹۶۴ - وَحَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّۃَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا یَوْمٌ یُّشْتَھٰی فِیْہِ اللَّحْمُ وَذَکَرَ ھَنَۃً مِّنْ جِیْرَانِہٖ کَاَنَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو فرمایا: جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کو دہرائے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ اس دن میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسی کی حاجت کا ذکر کیا، گویا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی، اس نے کہا میرے پاس ایک سال سے کم عمر کی بکری ہے اس میں دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ گوشت ہے، کیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَنَا قَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا قَالَ فَرَخَّصَ لَهُ فَقَالَ لَا أَدْرِي أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا قَالَ وَانْكَفَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا فَقَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا أَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوهَا۔

میں اس کو ذبح کروں؟ آپ نے اس کو اجازت دے دی، راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ اجازت ان کے ماسوا کو شامل ہے یا نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ذبح کیا، پھر لوگ ایک بکری کی طرف گئے اور اس کا گوشت تقسیم کیا۔

٤٩٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُعِيدَ ذِبْحًا ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ اس کو دہرائے، اس کے بعد ابن علیہ کی مثل حدیث ہے۔

٤٩٦٦ - وَحَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ وَرْدَانَ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحَى قَالَ فَوَجَدَ رِيحَ لَحْمٍ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَذْبَحُوا قَالَ مَنْ كَانَ ضَحَّى فَلْيُعِدْ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید اضحیٰ کے دن خطبہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی بو آئی آپ نے ان کو ذبح کرنے سے منع کیا، اور فرمایا جو شخص قربانی کر چکا ہے وہ دہرائے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کا وجوب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اختیارات

حدیث نمبر ۴۹۵۵ میں ہے: یہ وہ دن ہے جس میں گوشت مکروہ ہے، یعنی ذبح کو ترک کرنا اور گھر والوں کو بغیر گوشت کے چھوڑنا حتیٰ کہ وہ گوشت کی خواہش کریں، یہ کام مکروہ ہے، اس کا دوسرا معنی ہے: جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کو گوشت کی خاطر ذبح کرنا مکروہ ہے اور ایک معنی ہے اس دن میں گوشت کو طلب کرنا مکروہ ہے۔

اس باب کی احادیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عید کے دن نماز کے بعد خطبہ پڑھنا مشروع ہے، اور یہ کہ یوم نحر کھانے پینے کا دن ہے لیکن عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا خلاف مستحب ہے۔ لیکن اس سے منع نہیں کیا جاتا کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے ذبح کرنے پر حضرت براء کی تحسین کی، نہ مذمت کی۔ البتہ ان کو یہ بتلایا کہ عید کے دن طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد ذبح کیا جائے اور ان کو اس لیے معذور قرار دیا کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں کے فقر اور فاقہ کی وجہ سے انہیں کھلانے کے لیے پہلے ذبح کیا تھا۔ اس حدیث میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ ثبوت بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری ذبح کرنے کی اجازت دی اور یہ اجازت ان کے ساتھ مخصوص

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نفی اور کسی شخص کے لیے ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس باب کی احادیث میں امام ابوحنیفہ کے اس نظریہ پر دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے، کیونکہ جن لوگوں نے عید سے پہلے قربانی کرلی ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا اگر قربانی واجب نہ ہوتی، تو آپ قربانی کو دہرانے کا حکم نہ دیتے۔

بَابُ ۶۸۹ سِنِّ الْأُضْحِيَّةِ

قربانی کے جانوروں کی عمریں

۴۹۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف مسنہ (ایک سال کی بکری، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ) کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کر دو۔

۴۹۶۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِينَةِ فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوا وَظَنُّوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَحَرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيدَ بِنَحْرٍ آخَرَ وَلَا يَنْحَرُوا حَتَّى يَنْحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو مدینہ میں نماز پڑھائی کچھ لوگوں نے جلدی سے (نماز سے پہلے) نحر کر لیا اور یہ گمان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نحر کر لیا ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے آپ سے پہلے نحر کیا ہے وہ دوبارہ نحر کرے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے کوئی قربانی نہ کرے۔

۴۹۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ قَالَ قُتَيْبَةُ عَلَى صَحَابَتِهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں کچھ بکریاں عطا کیں تاکہ وہ ان کو صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کر دیں، آخر میں بکری کا ایک سالہ بچہ رہ گیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کر دو۔ قتیبہ کی روایت میں ہے: علی صحابتہ۔

۴۹۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قربانی کے جانور تقسیم کیے مجھے ایک، ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا، میں نے عرض کیا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا ضَحَايَا فَأَصَابَنِيْ جَذَعٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ أَصَابَنِيْ جَذَعٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ۔

یارسول اللہ مجھے تو ایک ایک سال سے کم عمر کا بچہ ملا ہے، آپ نے فرمایا تم اس کی قربانی کر دو۔

۴۹۷۱- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى (يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ) أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ (وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ) حَدَّثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنِيْ بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ ضَحَايَا بَيْنَ أَصْحَابِهٖ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم کیے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

قربانی کے جانوروں کی قسموں اور عمروں کا بیان

حدیث نمبر ۴۹۶۷ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صرف مسنہ کی قربانی کرو، ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ سات ماہ کا دنبہ یا مینڈھا ذبح کرو: قاضی خاں اوزجندی لکھتے ہیں:

چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے: دنبہ کی، بکرے کی، گائے اور اونٹ کی، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے، اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں ہے۔

ثنی (جس جانور کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کے علاوہ کسی اونٹ گائے یا بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، اونٹ پانچ سال کی عمر میں ثنی ہوتا ہے، یعنی جب پورے پانچ سال کا ہو کر چھٹے میں لگ جائے اور گائے اس وقت ثنی ہوتی ہے جب اس کے دو سال پورے ہو جائیں، اور بکرا اس وقت ثنی ہوتا ہے جب اس کا ایک سال پورا ہو جائے اور وہ دوسرے سال میں لگ جائے، اور ضأن (دنبہ یا مینڈھا) اگرچہ سات ماہ کا ہو لیکن دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے اور ضأن کے سوا اور کسی جانور میں یہ رعایت نہیں ہے۔ [1]

ضأن کا لفظ دنبہ اور مینڈھے دونوں کو عام ہے یا دنبہ کے ساتھ خاص ہے

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث میں ضأن کا لفظ ہے، از روئے لغت ضأن بکرے کے بالمقابل وہ جانور ہے جس کے جسم پر اون ہو خواہ اس کے چکتی ہو یا نہ ہو (چکتی والے جانور کو دنبہ اور بغیر چکتی والے جانور کو مینڈھا کہتے ہیں) اور چونکہ الفاظ کو ان کے معانی لغویہ اور معانی متبادرہ پر محمول کیا جاتا ہے اس لیے ضأن سے مراد یہاں اون والا جانور ہے عام ازیں کہ وہ مینڈھا ہو یا دنبہ، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہاء نے بھی یہاں ضأن کا لفظ استعمال کیا ہے اور ضأن کے لیے کسی نئی فقہی اصطلاح کا ذکر نہیں کیا جس سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا وہی لغوی اور معروف معنی مراد ہے۔ اکثر فقہاء احناف نے بھی ضأن کا لفظ مطلقاً ذکر کیا ہے، البتہ بعض متاخرین فقہاء احناف نے قربانی

[1] - علامہ حسن بن منصور اوزجندی (قاضی خان) متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی بحث میں ضأن کی تفسیر " مالہ الیۃ " یعنی چکتی والے جانور کے ساتھ کی ہے لیکن چونکہ انھوں نے اس تفسیر کی کوئی عقلی یا نقلی وجہ بیان نہیں کی اس لیے ہمارے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے، نیز بلاوجہ دین میں تنگی پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب شریعت نے ایک سال سے کم مگر لیکن ایک سال کے لگنے والے ضأن کے لیے عام رخصت دی ہے اور زبان رسالت نے اس کو مالہ الیۃ (چکتی) کے ساتھ مقید نہیں کیا تو پھر بلا دلیل اس کو محض اپنی رائے سے چکتی والے جانور کے ساتھ مقید کر کے شریعت کی دی ہوئی عام رخصت کو محدود کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کی کب وسعت اور گنجائش ہے؟ اگر اہل عرب سے یہ شہادت منقول ہوتی کہ چکتی والے جانور کو ضأن کہتے ہیں یا قربانی کے موقع پر ضأن اسی جانور کو کہا جاتا جس کی چکتی ہوتی ہے تو اس قید کی کوئی گنجائش تھی، لیکن جب لغت میں اس قید پر کوئی قرینہ ہے نہ کسی حدیث میں اس کی تخصیص ہے نہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے تو پھر محض بعض متاخرین فقہاء احناف کے کہہ دینے سے شریعت کی دی ہوئی اس عام رخصت کو کیسے محدود کیا جا سکتا ہے؟ نیز حدیث میں چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کی اجازت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اون والا جانور بکرے کی بہ نسبت زیادہ جسیم ہوتا ہے اور اس کی نشو ونما زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے، اس لیے چھ سات ماہ کا ضأن اگر زیادہ فربہ ہو اور سال کا لگتا ہو تو اس کی قربانی کی اجازت دی گئی ہے اور یہ وجہ جس طرح دنبہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح مینڈھے میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ مینڈھے اور دنبہ دونوں کی نشو ونما بکرے کی بہ نسبت زیادہ سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونوں بکرے سے فربہ ہوتے ہیں، سو اس وجہ سے بھی ضأن کی دنبہ کے ساتھ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں پہلے ہم ضأن کے معنی میں بعض متاخرین فقہاء کی آراء کا ذکر کریں گے، اس کے بعد مستند کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کریں گے اور مذاہب اربعہ کے حوالے سے بیان کریں گے کہ انھوں نے یہ مسئلہ ذکر کرتے ہوئے ضأن کی کوئی نئی تفسیر نہیں کی، اور اخیر میں ضأن کے عموم کی وضاحت کرنے کے لیے بعض قرائن پیش کریں گے،

فنقول و باللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

ضأن کو دنبہ کے ساتھ خاص کرنے کے متعلق بعض متاخرین فقہاء احناف کی تصریحات

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

(من الضان) ھو مالہ الیۃ منح قید بہ لانہ لا یجوز الجذع من المعز وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط قہستانی [1]

ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو، (منح) یہ قید اس لیے لگائی ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے وغیرہ کی قربانی کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، جیسا کہ مبسوط میں ہے (قہستانی)۔

علامہ طحطاوی کی بھی یہی عبارت ہے۔ [2]

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی لکھتے ہیں:

وصح الجزع من الضان ۔ والضأن ما تکون لہ الیۃ۔ [3]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے ۔ اور ضأن وہ ہے جس کی چکتی ہو۔

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۸۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۴ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ

[3] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعۃ ـــــــ ۷۴۷ھ، شرح وقایہ ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مولانا عبدالحئی لکھنوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مجھ پر یہ منکشف نہیں ہوا کہ مینڈھا ضأن کی جنس سے ہے یا بکرے کی جنس سے ہے، ضأن میں جب چکتی کی قید لگائی گئی تو اس سے مینڈھا خارج ہو گیا کیونکہ مینڈھے کی چکتی نہیں ہوتی، اور ایک قول یہ ہے کہ ضأن اون والا جانور ہے اب اس میں مینڈھا داخل ہو گیا' اور اب تک مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہوا کہ مینڈھا بکرے میں داخل ہے یا ضأن میں ہے، میں نے ایک بار علماء کی جماعت سے یہ سوال کیا تو کسی شخص نے اس کا شافی جواب نہیں دیا، اس لیے ہم نے اس کو احتیاطاً بکرے کے ساتھ لاحق کر دیا لہ۔ (عمدۃ الرعایۃ)۔

ملا خسرو حنفی لکھتے ہیں:

صح للتضحیۃ الجذع من الضأن ۔ والضأن مایکون لہ الیۃ ۔ [۲]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے، اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

مولوی الیاس لکھتے ہیں:

وصح الجذع من الضان ۔ وھو ما یکون لہ الیۃ ۔ [۳]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی جائز ہے اور ضأن وہ جانور ہے جس کی چکتی ہو۔

بسیار تتبع کے بعد متاخرین فقہاء احناف میں سے صدر الشریعۃ، علامہ طحطاوی، علامہ شامی، ملا خسرو اور مولوی الیاس صرف ان پانچ علماء کی تصریحات ملی ہیں جنہوں نے ضأن کی تعریف میں چکتی کی قید لگائی ہے۔ اب ہم کتب لغت سے ضأن کا معنی بیان کرتے ہیں۔

کتب لغت کے حوالوں سے ضأن کے معنی کا بیان

ضأن وہ ہے جو بکرے کا مغائر ہو، اور اس کی جمع ضان ہے، بکرے کا خلاف ذبہ اور مینڈھے دونوں کو شامل ہے۔ [۴]

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

ضوائن ذات صوف ـــ الضوائن جمع ضائنۃ وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز ۔ [۵]

ضوائن اُون والے جانور، ضائنۃ کی جمع ضوائن ہے یہ بکرے کا مغائر ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

ضأن ۔ الضائن من الغنم ذو الصوف، ویوصف بہ فیقال کبش ضائن ۔ والانثی ضائنۃ والضائن خلاف الماعز والجمع الضأن ۔ [۶]

ضأن بکری کی جنس سے اون والا جانور ہے، مینڈھے کی صفت میں ضائن کہا جاتا ہے، ضأن بکرے کا مغائر ہے اس کی جمع ضأن ہے۔

---

[۱] ۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ ھ، عمدۃ الرعایہ برشرح وقایہ ج ۴ ص ۴۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۲۷ ھ

[۲] ۔ ملا احمد بن فراموز خسرو متوفی ۸۸۵ ھ، درر الحکام فی شرح غرر الاحکام ج ۱ ص ۲۶۹، مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر، ۱۳۰۴ ھ

[۳] ۔ مولوی الیاس، حاشیہ مولوی الیاس برشرح نقایہ ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۰۸ء

[۴] ۔ علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری متوفی ۳۹۸ ھ، الصحاح ج ۶ ص ۲۱۵۳، مطبوعہ دار العلم بیروت، ۱۴۰۴ ھ

[۵] ۔ علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ ھ، نہایہ ج ۳ ص ۶۹، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ ھ

[۶] ۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ ھ، لسان العرب ج ۱۳ ص ۲۵۱، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الضائن خلاف الماعز ضوائن ذات صوف۔[1] ضائن بکرے کا مغائر ایک جانور ہے اون والے جانور ہیں۔

علامہ دمیری لکھتے ہیں:

الضأن ذوات الصوف من الغنم۔[2] بکریوں کی جنس سے اون والے جانوروں کو ضأن کہتے ہیں۔

حیواۃ الحیوان اس موضوع کے فن کی کتاب ہے، اور اس کے مصنف علامہ دمیری نے تصریح کی ہے کہ ضأن اون والے جانوروں کو کہتے ہیں اور یہ معنی مینڈھے اور دنبہ کو عام ہے۔

قرآن مجید میں ضأن کے لفظ کو کس معنی میں استعمال کیا ہے؟

قرآن مجید میں بھی ضأن کا لفظ مذکور ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (انعام: ۶/۱۴۳)

۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آٹھ نر اور مادہ، ایک جوڑ بھیڑ کا اور ایک بکری کا۔

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اللہ نے پیدا کیے آٹھ جوڑے، بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو۔

پیر محمد کرم شاہ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے۔ بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو نر و مادہ

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

آٹھ نر و مادہ، یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے۔

ان تمام مترجمین نے ضأن کا ترجمہ بھیڑ کیا ہے اور اردو میں بھیڑ اون والے جانور کو کہتے ہیں جو مینڈھے اور دنبہ دونوں کو عام ہے۔

سید احمد دہلوی لکھتے ہیں:

بھیڑ: اسم مونث، مادہ میش، گاڈر، بھیڑی، ایک قسم کی بکری جس کے بالوں سے کمبل وغیرہ بنتے ہیں۔[3]

نشتر جالندھری لکھتے ہیں:

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۲۶۲، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] علامہ محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ ج ۲ ص ۶۶، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ

[3] مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ ج ۱ ص ۴۵۰، مطبوعہ معارف پریس لاہور، طبع چہارم،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھیڑ: مونث، ایک قسم کا چوپایہ جس کے بالوں سے کمل بنائے جاتے ہیں۔ [1]

اردو مترجمین نے ضأن کا معنی بھیڑ کر کے یہ واضح کر دیا کہ قرآن مجید میں ضأن کا لفظ مینڈھے اور دنبے دونوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے، نیز ضأن کو معز کے مقابلہ میں استعمال کرنا بھی اسی مفہوم پر قرینہ ہے۔

مذاہب اربعہ کے مفسرین کی ضأن کے معنی کی تحقیق

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم [2] — بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

علامہ علاؤ الدین خازن شافعی لکھتے ہیں:

والضأن ذات الصوف من الغنم [3] — بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو ضأن کہتے ہیں۔

قاضی محمد ثناء اللہ حنفی لکھتے ہیں:

اسم جنس وھی ذات صوف من الغنم [4] — یہ اسم جنس ہے اور بکریوں کی قسم میں سے اون والا جانور ہے

قاضی ابو الفرج ابن الجوزی حنبلی لکھتے ہیں:

الضأن ذات الصوف من الغنم [5] — بکریوں کی جنس سے اون والے جانور کو کہتے ہیں۔

مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک ضأن کے معنی کی تحقیق

لغت عرب، لغت حدیث، ترجمہ قرآن اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ ضأن کا معنی بکریوں کی جنس سے اون والا جانور ہے، مذاہب اربعہ کے فقہاء نے بھی قربانی کا یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ ضأن اگرچہ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور انھوں نے ضأن کے معنی کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ضأن کا یہی متعارف لغوی معنی مراد ہے۔

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

تسن بجذع ضأن [6] — چھ سات ماہ کے ضأن کے ساتھ قربانی مسنون ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

ولا یجزئ من الضأن الا الجذع او الجذعۃ [7] — ضأن میں سے چھ سات ماہ سے کم عمر کی قربانی نہیں ہو سکتی۔

---

[1] نشتر جالندھری، قائد اللغات ص ۲۲۴، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور، طبع دوم

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۴ ص ۱۱۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو قم ایران، ۱۳۸۷ھ

[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۶۳، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ پشاور

[4] قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۹۷، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

[5] علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۳۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت

[6] علامہ ابو البرکات سید احمد دردیر مالکی ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[7] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۱۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ولا یجزئ الا الجذع من الضأن والثنی من غیرہ [1]

صرف ضأن کی جنس سے چھ یا سات ماہ کے جانور کی قربانی جائز ہے اور باقی اجناس سے ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) ضروری ہے۔

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

فاما الجذع من الضان یجزی الی قولہ) ولا خلاف ان الجذع من المعز لا یجوز وانما ذلک من الضان خاصۃ [2]

چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ چھ سات ماہ کے بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی یہ حکم صرف ضأن کے ساتھ خاص ہے۔

علامہ سرخسی کا ضأن کو بکرے کے بالمقابل ذکر کرنا بھی اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہاں ضأن کا حقیقی معنی مراد ہے۔

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

الا الجذع من الضان خاصۃ لقولہ علیہ السلام نعمت الاضحیۃ الجذع من الضأن [3]

صرف چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی ہو سکتی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: چھ سات ماہ کے ضأن کی قربانی کیا خوب ہے!

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

الا الضأن فان الجزع منہ یجزئ [4]

صرف ضأن چھ سات ماہ کا ہو تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

تمام فقہاء احناف نے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور چار پانچ علماء احناف کو چھوڑ کر اور کسی نے ضأن کی کوئی نئی تعبیر ذکر نہیں کی اور نہ اس کے عام مفہوم کو مقید کرنے کے لیے کسی اختراعی قید کا اضافہ کیا ہے اس سے واضح ہوا کہ ان چار پانچ متاخر علماء کے علاوہ تمام متقدمین اور متاخرین علماء اور فقہاء کے نزدیک قربانی کے اس مسئلہ میں ضأن کا لغوی معنی اور متعارف معنی ہی مراد ہے، یعنی بھیڑ یا بکریوں کی جنس سے اون والے جانور خواہ مینڈھے ہوں یا دنبے۔

بعض متاخرین فقہاء احناف سے ضأن کے معنی کی وضاحت

ضأن کا لغوی معنی ہے "بکریوں کی جنس سے اون والے جانور" اور ہر چند کہ لغوی اور حقیقی معنی پر کسی قرینہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہم مزید وضاحت کے لیے اس مسئلہ میں بعض علماء احناف کی تصریحات پیش کر رہے ہیں:

ملا علی قاری حنفی صحیح مسلم کی حدیث مذکور (فتذ بحوا جذعۃ من الضان) کی تشریح میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۴۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۲ ص ۱۰، مطبوعہ دارالمعرفت بیروت ۱۳۹۸ھ

[3] علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۵ ص ۷۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۴۰۰ھ

[4] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۴۹ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلاف المعز من الغنم وھو ما یکون قبل السنۃ[1] — ایک سال سے کم عمر کا عام بکروں سے مختلف بکریوں کی جنس سے ایک جانور۔

اور یہ تعریف مینڈھے اور دنبہ دونوں پر صادق آتی ہے، اسی طرح علامہ ابو سعود حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

والضأن خلاف المعز[2] — ضأن بکرے کا مغائر ہے۔

اور علامہ شامی، علامہ طحطاوی اور صاحب شرح وقایہ کے مقابلہ میں ملا علی قاری اور علامہ ابو سعود کی توضیحات زیادہ اہم ہیں۔

ضأن کے معنی کی بحث میں حرف آخر

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ "اگر بعض ائمہ سے ایسی قید منقول ہو جو متقدمین نے نہ لگائی ہو تو اس کا اعتبار کرنا واجب ہے" اللہ جانے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

بہرحال ضأن کی تعریف میں چکتی کی قید "بعض ائمہ" نے نہیں لگائی، کیونکہ صاحب شرح وقایہ، علامہ طحطاوی اور علامہ شامی ائمہ نہیں ہیں بلکہ خود علامہ شامی کی مہیا کردہ تفصیل کے مطابق چھٹے درجہ کے علماء ہیں اور چھٹے درجہ کے بعض علماء کا یہ حق نہیں ہے کہ قرآن، حدیث، اجماع فقہاء، مذاہب اربعہ، لغت اور علم الحیوانات کی تصریحات کے خلاف کسی لفظ کے متعارف معنی میں اپنی طرف سے کسی احترامی قید کا اضافہ کریں اور شریعت نے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو رخصت فراہم کی ہے اس کو محدود اور تنگ کر دیں۔

زیر بحث مسئلہ میں طالب علمی کے زمانہ سے سن رہا تھا، اور بعض علماء کو اس مسئلہ میں میں نے بہت سخت موقف اختیار کرتے ہوئے دیکھا، ظاہر ہے ان علماء کا اس مسئلہ میں شدت کو اختیار کرنا محض للہیت کی بناء پر تھا، لیکن ان علماء کی نظر سے وہ تمام حقائق اوجھل رہے جن کو میں نے اس بحث میں پیش کیا ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں بھی بہت تفصیل کی ہے اور زبان رسالت سے مسلمانوں کے عمل کے لیے جو "یسر" فراہم ہوا تھا اس کو قائم رکھنے کی بھرپور سعی کی ہے، میری یہ تمام سعی اللہ اور اس کے رسول کی منشاء پوری کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لیے ہے، اگر میری رائے صائب اور فکر برحق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کے رسول کا فیض ہے اور اگر میرا یہ نظریہ غلط ہے تو یہ میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

باب ۶۹ استحباب الضحیۃ وذبحھا مباشرۃ بلا توکیل والتسمیۃ والتکبیر

بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر اپنے ہاتھ سے قربانی کا استحباب

۴۹۷۲- حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا ابو عوانۃ عن قتادۃ عن انس قال ضحی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ وسمی وکبر ووضع رجلہ علی صفاحھما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوکلنی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی اپنے ہاتھ سے قربانی کی، آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا قدم مبارک ان کے ایک پہلو پر رکھا۔

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] علامہ ابو السعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، حاشیۃ ابی السعود علی شرح الکنز لملا مسکین ج ۳ ص ۳۸۱ مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر، ۱۲۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۷۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا قَالَ وَسَمَّى وَكَبَّرَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گندمی رنگ کے سینگ والے مینڈھوں کی قربانی کی۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، ان کے پہلوؤں پر اپنا قدم مبارک رکھا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

۴۹۷۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، اس کے بعد اس کی مثل حدیث ہے، میں نے راوی سے کہا کیا تم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں!

۴۹۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَيَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی البتہ انہوں نے یہ کہا کہ آپ فرماتے تھے: بسم اللہ، اللہ اکبر۔

۴۹۷۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحَّى بِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں سو قربانی کرنے کے لیے ایسا مینڈھا لایا گیا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اس کو پتھر سے تیز کرو، میں نے اس کو تیز کیا، پھر آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح کرنے لگے، پھر فرمایا: اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما، پھر اس کی قربانی کی۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ وہ خون ہے جو اللہ کی راہ میں بہایا جاتا ہے، لہٰذا اپنے ہاتھ سے یہ خون بہانا مستحب ہے، اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو ذبح کرنے کی اجازت دے دے تو یہ بھی جائز ہے، اس حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندمی اور سیاہ رنگ کے مینڈھوں کو ذبح کیا۔ اس سلسلہ میں ہم پہلے قربانی کے فضائل کا ذکر کریں گے اس کے بعد قربانی کے جانوروں کا جن عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے اس کو بیان کریں گے اور آخر میں قربانی کے ضروری مسائل بیان کریں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربانی کرنے پر اجر و ثواب کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عمل اٰدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم انہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبوا بھا نفسا۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم الاضحیٰ کو کسی شخص کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، اپنے بالوں اور اپنے کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ قومی الی اضحیتک فاشھدیھا فان لک بکل قطرۃ تقطر من دمھا ان یغفر لک ما سلف من ذنوبک قالت یا رسول اللہ! الناخاصۃ اھل البیت او لنا وللمسلمین قال بل لنا وللمسلمین۔ رواہ البزار۔ [3]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ کھڑی ہو، اپنی قربانی پر حاضر ہو کیونکہ قربانی کے ہر خون کے قطرہ کے بدلہ میں تمہارے پچھلے گناہوں کو بخش دیا جائے گا، حضرت فاطمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر ہم اہل بیت کے لیے خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

وعن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایھا الناس ضحوا واحتسبوا بدماثھا فان الدم وان وقع فی الارض فانہ یقع فی حرز اللہ عزوجل۔ رواہ الطبرانی۔ [4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! قربانی کرو اور قربانی کے خون میں ثواب کی نیت کرو! کیونکہ قربانی کا خون ہر چند کہ زمین پر گرتا ہے لیکن وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی طیبۃ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ثواب کی نیت سے اللہ

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ
[4] " " " " ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نفسه محتسبا لاضحیته كانت لصاحبها حجابا من النار.[1]

خوشی کے ساتھ قربانی کی وہ اس کے لیے آگ سے حجاب ہو جائیگی۔

علامہ علی متقی ذکر کرتے ہیں:

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة، قومی یا فاطمة فاشهدی اضحیتك اما ان لك باول قطرة تقطر من دمها مغفرة كل ذنب اصبته اما انه یجاء بها یوم القیامة بلحومها ودمائها سبعین ضعفا حتی توضع فی میزانك قال ابو سعید الخدری ای رسول اللہ، اهذا لال محمد خاصة فهم اهل لما خصوا به من خیر؟ ام لال محمد وللناس عامة؟ قال بل هی لال محمد وللناس عامة. (رواہ ابن ابی الدنیا)[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! کھڑی ہو! اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائیگا اور اس کو ستر درجہ بڑھا کر تیرے میزان میں وزن کیا جائے گا، حضرت ابو سعید خدری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ اجر صرف آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں یا یہ آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ یہ اجر آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے۔

قربانی کے جانور کے عیوب اور نقائص سے بری ہونے کے بارے میں احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اربع لا تجوز فی الاضاحی العوراء بین عورها والمریضة بین مرضها والعرجاء بین ظلعها والكبیرة التی لا تنقی[3]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، بیمار جس کا مرض ظاہر ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا ہونا ظاہر ہو اور بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

اس حدیث کو امام ترمذی[4]، امام بیہقی[5] اور امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔[6]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں

عن عتبة بن عبد السلمی قال انما نهی

حضرت عتبہ بن عبد السلمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

۲۔ علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۵ ص ۲۲۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۴۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۵۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۶۔ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۵۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المصفرۃ والمستاصلۃ والبخقاء والمشیعۃ والکسراء[1]

علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا کان اکھاڑ دیا جائے اور اس کا سوراخ ظاہر ہو جائے، اور اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کے سینگ جڑ سے اکھاڑ لیے جائیں، اور جس کی آنکھ میں روشنی نہ رہے اور جو اس قدر دُبلا ہو کر بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ چل نہ سکے اور جس کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن علی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن و لا نضحی بعوراء ولا مقابلۃ ولا مدابرۃ ولا خرقاء ولا شرقاء۔[3]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کی آنکھوں اور کانوں کو غور سے دیکھ لیا کریں، اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور نہ اس کی جس کے کان کی اگلی جانب کٹی ہوئی ہو، اور نہ اس کی جس کے کان کی پچھلی جانب کٹی ہوئی ہو اور نہ اس کی جس کے کان میں بطور علامت سوراخ ہو اور نہ اس کی جس کا کان چرا ہوا ہو۔

اس حدیث کو امام ترمذی[4] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[5]

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یضحی بعضباء الاذن والقرن۔[6]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[7]

قربانی کے جانور کی صفات کے متعلق احادیث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال ذبح النبی صلی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی

1۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

2۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

3۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

4۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

5۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

6۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۲، مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

7۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۷۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین۔[1]

صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو سرمئی رنگ کے سینگوں والے خصی مینڈھے ذبح کیے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبش اقرن فحیل یاکل فی سواد ویمشی فی سواد وینظر فی سواد۔[3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والا نر مینڈھا ذبح کیا جو سیاہی میں کھاتا تھا، سیاہی میں چلتا تھا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔ (یعنی مکمل سیاہ تھا)۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دم عفراء احب الی اللہ من دم سوداوین۔[5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید رنگ کے جانور کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ رنگ کے دو جانوروں کی قربانی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اس سے پہلی حدیث بیان جواز کا ذکر ہے)۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال الثنی احب الی اللہ من الھرم۔[6]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بوڑھے جانور کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) کی قربانی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (یعنی ایک سال کا بکرا، دو سال کی گائے اور پانچ سال کا اونٹ)۔

عن بقیۃ قال، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احب الضحایا الی اللہ اغلاھا و اسمنھا۔[7]

حضرت بقیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۳۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[6] 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۳، 〃 〃

[7] 〃 〃 〃، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۷۴، 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربانی کے مسائل کے بارے میں احادیث

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن مغيرة بن حذف العبسي قال كنا مع علي رضي الله عنه بالرحبة فجاء رجل من همدان يسوق بقرة معها ولدها فقال اني اشتريتها اضحي بها وانها ولدت قال فلا تشرب من لبنها الا فضلا عن ولدها فاذا كان يوم النحر فانحرها على ولدها على سبعة۔ [1]

مغیرہ بن حذف عبسی کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کھلے میدان میں تھے، اتنے میں ہمدان سے ایک شخص ایک گائے اور اس کے بچہ کو ہنکاتا ہوا آیا، اس نے کہا میں نے قربانی کے لیے اس گائے کو خریدا تھا اب اس نے بچہ دے دیا ہے؛ حضرت علی نے فرمایا اس گائے کا دودھ نہ پیو، البتہ جو بچہ سے بچ جائے، اور جب قربانی کا دن آئے تو گائے اور اس کے بچہ کو سات افراد کی طرف سے ذبح کر دو۔

عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا باس بالاضحية المقطوعة الذنب [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قربانی کے جانور کی دم کٹی ہوئی ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابي حصين ان ابن الزبير رضي الله عنهما راى هدايا له فيها ناقة عوراء فقال ان كان اصابها بعد ما اشتريتموها فامضوها وان كان اصابها قبل ان تشتروها فابدلوها۔ [3]

ابوالحصین کہتے ہیں کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ ہدی کے جانور دیکھے جن میں ایک اونٹنی کانی تھی، انھوں نے فرمایا اگر یہ خریدنے سے پہلے کانی تھی تو اس کو تبدیل کر لو اور خریدنے کے بعد میں اس میں یہ عیب پیدا ہوا تو چلنے دو

عن نافع قال كان ابن عمر رضي الله عنهما يقول ايما رجل اهدى هدية فضلت فان كانت نذرا ابدلها وان كانت تطوعا فان شاء ابدلها وان شاء تركها [4]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی ہدی کا جانور بیا اور وہ گم ہو گیا تو اگر وہ نذر کا ہو تو دوسرا لے اور اگر وہ نفلی ہو تو اس کو اختیار ہے خواہ اس کے بدلہ میں دوسرا جانور لے اور خواہ اس کو ترک کر دے۔

عن علي رضي الله عنه قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقوم على بدنه وان اقسم جلودها وجلالها وامرني ان لا اعطي الجازر منها شيئا وقال نحن نعطيه من

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں کی طرف جاؤں، اور یہ کہ میں ان کی کھالوں اور جھل کو تقسیم کروں اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی کھال سے قصاب کی اجرت نہ دوں

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۸، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] " " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹ ، " "

[3] " " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹ ، " "

[4] " " " " ، سنن کبری ج ۹ ص ۲۸۹ ، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور حضرت علی نے بتایا کہ ہم قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دیتے تھے۔

عن نا ۔[1]

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من باع جلد اضحیة فلا اضحیة له ۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قربانی کی کھال فروخت کر دی اس کی کوئی قربانی نہیں ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک قربانی کے جانور کا معیار

عالم گیری میں ہے:

- قربانی کا جانور تمام عیوب فاحشہ سے سلامت ہونا چاہیے ۔ (بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کا خلقتہ سینگ نہ ہو یا اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (کافی)
- اگر سینگ کی ٹوٹ ہڈی کے جوڑ تک پہنچ گئی تو پھر قربانی جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع)۔
- اگر جانور اندھا، کانا یا لنگڑا ہو اور اس کے عیوب بالکل ظاہر ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، اسی طرح اگر اس کی بیماری ظاہر ہو، جس کے دونوں کان کٹے ہوئے ہوں یا جس کی چکتی یا دم بالکل کٹی ہوئی ہو یا جس کا پیدائشی کان نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، جس کا کان چھوٹا ہو اس کی قربانی جائز ہے، جس کا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو یا جس کا پیدائشی صرف ایک کان ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر کان چکتی دم اور آنکھ کا زیادہ حصہ ضائع ہو گیا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں اور کم ضائع ہوا ہو تو پھر جائز ہے، تہائی یا اس سے کم حصہ اگر ضائع ہوا تو جائز ہے اور تہائی سے زیادہ حصہ ضائع ہو گیا تو ناجائز ہے۔ (جامع صغیر و کافی)
- جس جانور کے دانت نہ ہوں تو اگر وہ چارا کھا لیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (محیط سرخسی)
- جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اگر اتنے دانت باقی ہیں جن سے وہ چارا کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (قاضی خاں بر حاشیہ عالمگیری ج ۳ ص ۳۵۳)
- جو جانور مجنون ہو گیا ہو تو اگر وہ چارا کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں، خارش زدہ جانور اگر فربہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ جس جانور کا کان طول کی جانب سے چیرا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے اسی طرح جس کے کان کا اگلا حصہ یا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا جس کا کان پھٹا ہوا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ حدیث میں جو ایسے جانوروں کی قربانی کی ممانعت ہے وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔ (بدائع الصنائع)۔
- جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (ظہیریہ)
- جو جانور بھینگا ہو یا جس کا اُون کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (قاضی خاں)
- جس کے تھن کاٹ لیے گئے ہوں، یا جس کے تھن خشک ہو گئے ہوں یا جو اپنے بچے کو دودھ نہ پلا سکے اس کی قربانی جائز نہیں (محیط سرخسی)
- اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو اور وہ چارہ کھا سکتی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (تتار خانیہ)۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔
[2] 〃 〃 〃 〃 ، سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۴، 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- اگر بکری کی زبان نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر گائے کی زبان نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ (خلاصہ)
- (جلالہ) جو جانور لید اور گوبر وغیرہ کھاتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں، اگر جلالہ اونٹ ہو تو اس کو چالیس دن بند کرنا ضروری ہے اگائے کو بیس دن، بکری کو دس دن اور مرغی کو تین دن۔ (قاضی خاں)
- جس جانور کی چار ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (خزانہ وتتارخانیہ)
- مشائخ نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ عیب جو کسی منفعت کو بالکل زائل کر دے یا جمال کو بالکل ضائع کر دے اس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہے اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ممنوع نہیں ہے۔
- صاحب نصاب نے اس قسم کے عیب والے جانور کو خریدا یا خریدنے کے بعد اس میں ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی ممنوع ہے تو ہر صورت میں صاحب نصاب کا اس جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں اور جو صاحب نصاب نہ ہو وہ ہر صورت میں اس جانور کی قربانی کر سکتا ہے۔ (محیط) [1]

فقہاء احناف کے نزدیک افضل قربانی کا بیان اور قربانی کے گوشت کے احکام

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

- خصی جانور کی قربانی نر کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (محیط)
- اس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ اونٹ کا ساتواں حصہ افضل ہے یا بکری؟ تحقیق یہ ہے کہ جس کی قیمت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ (ظہیریہ)
- اگر قیمت برابر ہو تو گائے کے ساتویں حصہ سے بکری افضل ہے کیونکہ بکری کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ (خلاصہ)
- زیادہ فربہ، زیادہ حسین اور زیادہ عظیم جانور کی قربانی مستحب ہے اور بکریوں کی جنس میں سرمئی رنگ کا سینگوں والا خصی مینڈھا افضل ہے نیز یہ مستحب ہے کہ چھری کو تیز کر لے اور گلے پر چھری پھیرنے کے بعد اتنی دیر انتظار کرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اس کے تمام اعضاء ٹھنڈے ہو جائیں اور اس کے تمام جسم سے جان نکل جائے اور اس کے جسم کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا مکروہ ہے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے جانور سے خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تیسرے حصہ سے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی ضیافت کرے اور باقی تیسرے حصہ کو ذخیرہ کرے اور غنی اور فقیر سب کو کھلائے۔ (بدائع الصنائع)
- قربانی کے گوشت کو جسے چاہے ہبہ کرے، غنی کو، فقیر کو، مسلم کو اور ذمی کو۔ (غیاثیہ)
- اگر قربانی کا سارا گوشت صدقہ کر دیا یا سارا گوشت اپنے لیے رکھ لیا تو جائز ہے، اور اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ بھی گوشت کو ذخیرہ کر کے رکھے لیکن اس کو کھلانا اور صدقہ کرنا افضل ہے البتہ اگر کوئی شخص کثیر العیال ہو تو اس کے لیے افضل اپنے اہل وعیال کو کھلانا ہے۔ (بدائع الصنائع)
- اگر قربانی کے جانور کی نذر مانی تھی تو پھر اس کے گوشت کو خود کھانا جائز ہے اور نہ اس میں سے اغنیاء کو کھلانا جائز ہے عام ازیں

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۹۔ ۲۹۷ ملخصاً، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ نذر ماننے والا امیر ہو یا فقیر ہو، کیونکہ اس کا طریقہ اس کو صدقہ کرنا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لیے اپنے صدقہ کو خود کھانا جائز ہے نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہے۔ [1]

قربانی کے دیگر مسائل

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

(۱) قربانی کرنے سے چند ایام پہلے قربانی کے جانور کو باندھنا اس کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس پر جل ڈالنا مستحب ہے۔ اس کو آہستہ آہستہ قربان گاہ کی طرف لے جایا جائے اس کو سختی سے یا گھسیٹ کر قربان گاہ کی طرف نہ لے جایا جائے۔ (بدائع الصنائع)۔

۲۔ قربانی کے بعد اس کے ہار اور اس کی جل کو صدقہ کر دے۔ (سراجیہ)۔

۳۔ جب کوئی بکری (یا گائے) قربانی کے لیے خریدے تو اس کا دودھ دوھ کر یا اس کے بال کاٹ کر نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس کے لیے ہے جو صاحب نصاب نہ ہو اور صاحب نصاب کے لیے قربانی کے جانور کے دودھ یا اون سے نفع حاصل کرنا جائز ہے، (بدائع) اور صحیح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صاحب نصاب اور غیر نصاب دونوں برابر ہیں۔ (غیاثیہ)۔

۴۔ قربانی کی کھال کو صدقہ کر دے یا اس کی مشک یا جراب بنا لے (یا مصلے اور موزے بنا لے) اور قربانی کی کھال کو فروخت کر کے کسی ایسی چیز کو خریدنا استحساناً جائز ہے جس کو بعینہ کام میں لایا جا سکے (مثلاً کتاب یا پنکھا خرید لے) اور اس سے ایسی چیز خریدنا جائز نہیں ہے جس کو بعینہ کام میں نہ لایا جا سکے بلکہ اس کو خرچ کرنے کے بعد اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے جیسے طعام اور گوشت وغیرہ اور اگر کھال کو پیسوں کے عوض فروخت کر دیا تاکہ صدقہ کیا جا سکے تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ بھی کھال کی طرح صدقہ کرنا ہے۔ (تبیین الحقائق)۔

۵۔ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں جراب (چمڑے کا ظرف) خریدنا جائز نہیں ہے البتہ قربانی کے گوشت کے بدلہ میں دالیں یا گوشت خریدنا جائز ہے۔ (فتاوی قاضی خاں)۔

۶۔ قربانی کرنے کے بعد اس کی چربی، اس کی سری پائے اس کا اون، اس کے بال اور دودھ وغیرہ کو ایسی چیز کے عوض فروخت نہ کرے جس سے بعینہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جیسے روپے پیسے اور کھانے پینے کی چیزیں، اسی طرح ان چیزوں کو قصاب کی اجرت میں بھی نہ دے، اور اگر اس نے ان چیزوں کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ (بدائع الصنائع)۔

۷۔ اگر قربانی کے جانور کے بچہ ہو جائے تو اس بچہ کو بھی اس جانور کے ساتھ ذبح کر دیا جائے، اور اگر اس کو فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر ایام نحر گذر گئے تو اس بچہ کو زندہ صدقہ کر دیا جائے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ ذبح کیا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس کا گوشت صدقہ کر دیا جائے۔ (خلاصہ)

۸۔ صاحب نصاب قربانی کے جانور کو فروخت کر کے اس کے بدلہ میں دوسرا جانور خرید سکتا ہے اور اگر کچھ پیسے بچ جائیں تو ان کو صدقہ کر دے۔ [2] (سراجیہ)

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۰۔۲۹۹، ملخصاً مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] 〃 〃 ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۲۔۳۰۰، 〃 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قربانی کی کھال کو دینی مدارس اور مساجد میں دینے کی تحقیق اور بحث و نظر

اس مسئلہ میں متاخرین علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی کی کھال مساجد اور دینی مدارس کو بغیر حیلہ کے دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض علماء ناجائز کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا کہ: قیمت جلد قربانی یا عقیقہ براہ راست مسجد یا مدرسہ دینیہ میں صرف کی جاسکتی ہیں، یا تملیک مسکین کی ضرورت واقع ہو گی؟

اعلیٰ حضرت اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ہاں جلد براہ راست صرف کی جاسکتی ہے؛ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتجروا۔ (امام ابو داؤد حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے گوشت کے متعلق فرمایا: اس کو کھاؤ، ذخیرہ کرو، اور اس میں اجر طلب کرو، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۳، سعیدی غفرلہ) اور اگر مسجد و مدرسہ میں دینے کے لیے داموں کو فروخت کی تو دام بھی براہ راست صرف کیے جاسکتے ہیں، تبیین الحقائق میں ہے: لانہ قربۃ کالتصدق ان صورتوں میں تملیک ضروری جاننا شرع مطہر میں زیادت کرنا، جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں، تو اپنی طرف سے ایجاد و ایجاب ہوا، ما انزل اللہ بھا من سلطٰن۔ ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لیے داموں کو بیچی تو اس کی سبیل تصدق ہے کہ ملک خبیث ہے براہ راست مسجد و مدرسہ میں نہ دے۔[1]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے۔[2]

یہ جواز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد کی انتظامیہ مسجد کی وکیل ہوتی ہے اور وہ مسجد کی طرف سے کھال کو وصول کرتی ہے اور چونکہ کھال اغنیاء اور احباء کو ہدیۃً دی جاسکتی ہے اس لیے لوگ مسجد کو کھال ہبہ کرتے ہیں اور انتظامیہ مسجد کی طرف سے یہ کھال ہدیۃً وصول کرتی ہے۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی جو کھالیں مسجد کو دی جاتی ہیں ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے سو فروخت کے بعد ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوا، اور صدقہ واجبہ بغیر حیلہ کے مسجد یا مدرسہ پر نہیں لگتا، لیکن یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا اس وقت واجب ہوتا جب اس کھال کو قربانی کرنے والا خود فروخت کرے لیکن اگر قربانی کرنے والے نے وہ کھال کسی فقیر کو صدقۃً دے دی یا کسی غنی کو ہدیۃً دے دی اور اس فقیر یا اس غنی نے اس کھال کو فروخت کر دیا تو اب ان پر اس کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس جب مسجد یا مدرسہ کو قربانی کی کھال ہدیۃً دے دی گئی اور مسجد کی انتظامیہ نے اس کو مسجد کی طرف سے فروخت کر دیا تو اب انتظامیہ پر اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

فتاویٰ مظہریہ میں لکھا ہے:

(سوال نمبر ۵) قربانی کی کھالوں کو امام مسجد، مؤذن یا مسجد کے خدمت گاروں کو دینا جائز ہے یا نہیں، اگر مسجد کی صفوں وغیرہ کے

---

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، عرفان شریعت ج ۲ ص ۱۶، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی، بار دوم

[2] مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ، بہار شریعت ج ۱۵، ص ۱۴۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیے ضرورت ہو تو اس کی رقم مسجد کے اخراجات پر لگائی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب:۔ قربانی کی کھالیں معاوضہ میں تو کسی خدمت کے نہیں دی جا سکتیں اور بلا معاوضہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں خواہ امام ہو یا مؤذن یا اور کوئی، اور جب ان کو دے دی جاوے تو یہ لوگ اپنی طرف سے مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ (۱)

مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

قربانی کی کھال مسجد پر جائز ہے مگر زکوٰۃ جائز نہیں۔ (۲)

مسجد میں قربانی کی کھال نہ لگنے کے دلائل اور ان کا جائزہ

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی لکھتے ہیں :

اگر کھال کو مسجد کے متولیان یا پیش اماموں کو مسجدیں بنانے کے لیے دے دی جائے کہ یہ لوگ اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں صرف کریں وہ بھی جائز نہ ہو گا کیونکہ یہاں بھی شرط تملیک جو رکن ہے پائی نہیں جاتی، کیونکہ تملیک کے معنی ہی یہ ہیں کہ کسی شخص کو مالک بنا دینا تاکہ وہ بعد مالک ہونے کے جو چاہے کرے، اور بصورت مذکورہ اس قسم کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ دینے والے اس لیے دیتے ہیں کہ یہ رقم تعمیر مساجد میں صرف کی جاوے اور یہ تملیک نہیں بلکہ سراسر توکیل ہے، قربانی کرنے والے کو ایسا مجاز نہیں کہ کھال کی قیمت تعمیر مسجد میں صرف کرے ویسا ہی ان کو یہ بھی مجاز نہیں کہ کسی دوسرے کو مساجد وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کرنے کو وکیل بنا دے کیونکہ جس تصرف کے لیے خود مؤکل کو مجاز نہیں ہے اس کے واسطے دوسرے کو وکیل بنانا بھی جائز نہیں ہے ——— ... خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کی کھال جب فروخت کر دی گئی پھر اس کی قیمت کا مساجد وغیرہ میں تصرف کرنا شرعاً ممنوع ہے اور نہ اسے دوسرے کو اس لیے دینا جائز ہے کہ بعد فروخت اس کی قیمت تعمیر مساجد میں صرف کریں۔ (۳)

شیخ عزیز الرحمان دیوبندی کی یہ دلیل اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ قربانی کی کھال دینے والے کی وکیل ہوتی ہے اور جب قربانی کرنے والا خود کھال فروخت کر کے اس کی رقم کو مسجد کی تعمیر پر صرف نہیں کر سکتا تو اس کا وکیل یعنی انتظامیہ بھی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کو مسجد پر صرف نہیں کر سکتی!۔

لیکن یہ مفروضہ صحیح نہیں ہے، مساجد اور مدارس کو جو عطیات اور چندے کی رقوم دی جاتی ہیں ان میں انتظامیہ مساجد اور مدارس کی وکیل ہوتی ہے۔ چندہ دینے والوں کی وکیل نہیں ہوتی، اگر انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل ہوتی پھر یہ لازم ہو گا کہ چندہ کی رقوم کو چندہ دینے والوں کے احکام کے مطابق خرچ کیا جائے۔ اور ان رقوم کے خرچ کرنے میں انتظامیہ کی تجاویز اور ان کی صوابدید اور فیصلوں کا کوئی دخل نہ ہو، حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا چندہ کی ان رقوم کو منتظمین، مساجد یا مدارس کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کے اعتبار سے خرچ کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں چندہ دینے والوں سے مطلقاً مشورہ یا اجازت نہیں لیتے، نیز مساجد اور مدارس کے منتظمین مساجد اور مدارس کی ضروریات کے اعتبار سے چندہ کرتے ہیں، مثلاً مسجد کے لیے مینار بنانا ہے یا مسجد کے لیے غسلخانے بنانے ہیں یا اس کے صحن کو وسیع کرنا ہے یا اس کی ضروریات کے لیے دکانیں بنانی ہیں یا امام اور خطیب کے لیے مکان بنانا ہے یا طلبہ کے لیے

(۱) مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ، فتاویٰ مظہری ص ۱۵۸، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۳۹۰ھ

(۲) مولانا نور اللہ بصیر پوری فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۳۸۸، مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۳ء

(۳) شیخ عزیز الرحمن، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۷۱۲، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رہائش کرے بنانے ہیں یا لائبریری بنانی ہیں یا اور کوئی تعمیر اور توسیع کرنی ہیں یا اساتذہ اور اسٹاف کو تنخواہیں دینی ہیں، مساجد اور مدارس کی یہ ضروریات اور مسائل مصالح ہیں جن کے لیے منتظمین اہل ثروت حضرات سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں اور چندہ کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں منتظمین مساجد اور مدارس کے وکیل ہوتے اور متمول حضرات سے چندہ حاصل کر کے اس کو مساجد اور مدارس کی ضرورت اور مصالح پر خرچ کرتے ہیں۔ سو اسی طرح قربانی کی کھالیں جب مساجد یا مدارس کے منتظمین کو دی جاتی ہیں تو وہ ان کھالوں کو مساجد اور مدارس کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کرتے ہیں اور عرف بھی اس پر شاہد ہے کہ جب کھال دینے والے اگر مسجد یا مدرسہ میں انتظامیہ کو کھال دیتے ہیں تو ان کا یہ قصد اور ارادہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی نمائندہ اور وکیل کو کھال دے رہے ہیں جو ان کے احکام کے مطابق اس کھال میں تصرف کرے گا، بلکہ وہ فی الحقیقت مسجد یا مدرسہ کو کھال دے کر جاتے ہیں اور انتظامیہ مسجد یا مدرسہ کی نمائندہ یا وکیل ہونے کی حیثیت سے ان سے کھال وصول کرتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اہل ثروت منتظمین مدرسہ یا مسجد کو چندہ دیتے ہیں اور وہ منتظمین کو اس چندہ میں تصرف کرنے کی عام اجازت دے دیتے ہیں کہ منتظمین اپنی صواب دید کے مطابق اس ادارہ میں جہاں چاہیں اس رقم کو خرچ کریں لہٰذا اس اعتبار سے انتظامیہ چندہ دینے والوں کی وکیل قرار پائی نہ کہ مسجد یا مدرسہ کی وکیل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ جب تک انتظامیہ چندہ کی رقم کو مستحقین پر خرچ نہ کر دے اس وقت تک وہ رقم ادا شدہ نہ سمجھی جائے بعض اوقات چندہ دینے والوں کی رقمیں کئی کئی سال تک متعلقہ اداروں کے اکاؤنٹ میں پڑی رہتی ہیں اور منتظمین کسی مصلحت کی بنا پر ان کو خرچ نہیں کرتے یوں چندہ دینے والوں کی رقمیں چندہ دینے کے بعد بھی معلق رہیں گی اور ان کو ادا نہیں سمجھا جائے گا حالانکہ جب کوئی شخص مدرسہ میں کوئی عطیہ یا زکوٰۃ دے کر آتا ہے تو اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے یا صدقہ یا عطیہ دے دیا ہے، اور اس مفروضہ پر وہ تا حال ادا نہیں ہوا بلکہ تعلیق اور تعویق میں پڑا ہوا ہے، نیز یہ مفروضہ عرف اور عادت کے بھی خلاف ہے کیونکہ عرف، عادت اور لوگوں کا تعامل یہی ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی انتظامیہ مسجد اور مدرسہ ہی کے وکیل ہوتے ہیں چندہ دینے والوں کے وکیل نہیں ہوتے، مسجد اور مدارس کی ضروریات اور مصالح کی بنا پر منتظمین اہل خیر کو چندہ دینے کے لیے بلاتے ہیں، اہل خیر اپنی زکوٰۃ و صدقات اور چرم قربانی کی تقسیم کے لیے ان اداروں کے منتظمین کو اپنا وکیل نہیں بناتے بلکہ اپنی خیرات اور صدقات کا ایک حصہ مساجد اور مدارس کی انتظامیہ کو دیتے ہیں جو مدارس اور مساجد کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں۔ کھال دینے والوں کا وکیل اس شخص کو کہا جا سکتا ہے مثلاً قربانی کرنے والا اپنی قربانی کی کھال کسی شخص کو دے اور اس کو یہ کہے کہ جاؤ فلاں مدرسہ، فلاں مسجد یا فلاں غریب شخص کو یہ کھال جا کر دے آؤ تو اب یہ شخص کھال دینے والے کا وکیل ہے۔ اور جو شخص کسی مسجد یا مدرسہ کے لیے اس کی انتظامیہ کو کھال دے کر آتا ہے وہ انھیں کسی کو کھال دینے کے لیے وکیل نہیں بناتا اور یہ بالکل واضح ہے۔

اس بحث میں ایک اہم اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مؤکل کی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل اور جاندار ہو، عالم گیری میں ہے:

وھوان یکون ممن یملك فعل ما وکل بہ بنفسہ فلا یصح التوکیل من المجنون والصبی الذی لا یعقل اصلاً وکذا من الصبی العاقل بما لا یملکہ بنفسہ کالطلاق والعتاق والھبۃ والصدقۃ ونحوھا من التصرفات الضارۃ المحضۃ ویصح

مؤکل اس شخص کو ہونا چاہیے جو اس فعل پر قادر ہو جس کا اس نے کسی کو وکیل بنایا ہے اس لیے مجنون اور ناسمجھ بچے کا کسی کو وکیل بنانا صحیح نہیں ہے اسی طرح وہ سمجھدار بچہ جو کسی فعل پر خود قادر نہ ہو وہ اس فعل کے لیے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا، مثلاً طلاق دینا، آزاد کرنا، ہبہ کرنا، صدقہ کرنا اور اس قسم کے دوسرے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بالتصرفات النافعة کقبول الھبة والصدقة من غیر اذن الولی۔ [1]

تصرفات جو ضرر محض سے عبارت ہیں جن کو سمجھ دار بچہ خود نہیں کر سکتا ان میں وہ کسی کو وکیل بھی نہیں بنا سکتا، اور جو تصرفات فائدہ مند ہوں جیسے ہبہ اور صدقہ کو قبول کرنا جن کو وہ ولی کی اجازت کے بغیر کر سکتا ہے ان میں وہ کسی کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے تو مسجد یا مدارس کو مؤکل، اور منتظمین کو ان کا وکیل نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ اگر منتظمین مسجد کے وکیل ہوں گے تو لا محالہ مسجد مؤکل ہوگی اور مؤکل کے لیے جاندار اور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے، اور مسجد یا مدرسہ ایک بے جان اور جامد چیز ہے، عاقل اور بالغ نہیں ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم مسجد یا مدرسہ کی انتظامیہ کی حیثیت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں، مسجد اور مدارس کے منتظمین دراصل متولی، قیم یا ناظر ہوتے ہیں اور ان کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ مدرسہ، مسجد یا کسی بھی وقف کی ضروریات اور مصالح کے حصول کے لیے انتظامات اور اقدامات کریں۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وللمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد بکنسه و نحو ذلك باجرة مثله او زیادة یتغابن فیھا فان کان اکثر فالاجارة له وعلیه الدفع من مال نفسه ویضمن لو دفع من مال الوقف وله ان یشتری من غلة المسجد دھنا وحصیرا واٰجرا وجصا لفرش المسجد ان کان الواقف وسع فقال یفعل ما یراه مصلحة۔ [2]

متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی صفائی کے لیے کسی شخص کو معروف یا اس سے کچھ زائد اجرت پر رکھے اور اگر اس نے بہت زیادہ اجرت پر کسی کو رکھا تو اس کو یہ اجرت اپنے پاس سے دینی ہوگی اور اگر اس نے مسجد کے فنڈ سے دیا تو وہ ضامن ہوگا، اور متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مسجد کی آمدنی سے تیل، چٹائی، اینٹیں اور چونا خریدے تاکہ مسجد کا فرش بنایا جا سکے بشرطیکہ واقف نے اس کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ مسجد کے مصالح کے لیے تصرف کر سکتا ہے۔

یہ واضح کرنے کے بعد کہ مسجد کے منتظمین متولی اور قیم ہوتے ہیں، اور وہ مسجد اور مدرسہ کی ضروریات اور مصالح کے کفیل ہوتے ہیں اور مسجد کی انتظامیہ نمازیوں کی نمائندہ ہوتی ہے اور مدارس کی انتظامیہ طلبہ کی نمائندہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ منتظمین نمازیوں اور طلبہ کی ضروریات اور ان کے مسائل اور مصالح کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسجد اور مدرسہ کے وکیل ہوتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسجد کے نمازیوں اور مدرسہ کے طلبہ کے وکیل ہوتے ہیں اور نمازی اور طلبہ چونکہ عاقل اور جاندار ہیں اس لیے یہ اعتراض ساقط ہو گیا کہ اگر انتظامیہ کو مسجد اور مدرسہ کا وکیل قرار دیا گیا تو یہ لازم آئے گا کہ کسی بے جان اور بے عقل چیز نے انتظامیہ کو وکیل بنایا ہے حالانکہ مؤکل کا عاقل اور جاندار ہونا ضروری ہے۔

اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام میں شخصیات معنویہ کا بھی تصور ہے جو حکماً عاقل اور جاندار ہیں اور ان کے حقوق اور فرائض ایسے ہی ہیں جیسے جاندار اور عاقل کے حقوق اور فرائض ہیں مثلاً حکومت، بیت المال، ٹرسٹ کے تحت چلنے والے ادارے مثلاً

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۶۱، مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۵۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مدارس، مساجد، ہسپتال، قومی ملکیت میں لیے ہوئے ادارے مثلاً بینک، بیمہ کمپنی، ریلوے، ایئر لائنز، اسکول اور کالج وغیرہ اسی طرح مختلف تجارتی کمپنیاں کسی بھی ایسے ادارے پر وہ تمام احکام لاگو ہوتے ہیں جو کسی زندہ شخص پر عائد ہوتے ہیں، مثلاً بجلی، پانی اور گیس کے بل ان اداروں کے نام آتے ہیں، اسی طرح مختلف قسم کے ٹیکس ان اداروں کے نام آتے ہیں، بعض اوقات ان اداروں پر کوئی مقدمہ کر دیا جاتا ہے، اس قسم کے تمام احکام میں یہ ادارہ مسئول ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس ادارہ کا منتظم ہو وہ اس ادارہ کا وکیل ہوتا ہے اور اس کے تمام معاملات اور مقدمات کی پیروی کرتا ہے اسی طرح مسجد اور مدرسہ کے جس قدر حقوق اور فرائض ہیں ان کا تعلق اس کے متولی، مہتمم یا ناظر کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی مسجد یا مدرسہ کے تمام معاملات کی وکالت کرتا ہے اور چونکہ مسجد اور مدرسہ بھی ایک شخص معنوی ہے اس لیے اس کی طرف سے وکالت کی جا سکتی ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر بہت غور و خوض کیا بہر حال اس مسئلہ میں مجھ پر یہی واضح ہوا کہ مسجد اور مدرسہ کو کھال دی جا سکتی ہے اور بغیر کسی حیلہ کے اس کھال کو مسجد پر لگایا جا سکتا ہے، اگر یہ رائے صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط ہے تو یہ میرے مطالعہ کی کمی اور فہم کی کوتاہی ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

شخصیت معنویہ کی تفصیل اور تحقیق

چونکہ اس بحث میں شخصیت معنویہ کا ذکر آگیا ہے، اس لیے ہم اس موضوع پر دلائل کی روشنی میں اسلامی نقطۂ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں، شخصیت معنویہ ایک وہمی اور تصوراتی وجود ہے، جس کا تعلق کسی نہ کسی مادی اور محسوس چیز سے ہوتا ہے، یہ مادی چیز کبھی تنظیم یا جمعیت کی شکل میں ہوتی ہے جیسے ہسپتال، یونیورسٹی، یا حکومت کو چلانے والے ادارے اور تنظیمیں اور یا یہ کبھی مال کے ایک مجموعہ کی شکل میں ہوتی ہے جس کو کسی معین اور مخصوص غرض کے لیے جمع کیا جاتا ہے، جیسے مختلف مقاصد کے لیے فنڈز (Funds) جمع کیے جاتے ہیں اور کبھی یہ مادی چیز ایک حقیقی شخص سے عبارت ہوتی ہے خواہ وہ ایک شخص ہو یا چند اشخاص ہوں، اس لحاظ سے شخصیت معنویہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ تنظیم اس کو قانون کی اصطلاح میں انسٹی ٹیوشن (Institution) کہا جاتا ہے، مثلاً کسی ہسپتال یا کسی یونیورسٹی کو چلانے والی تنظیم۔

۲۔ نقود، یعنی مال کا مجموعہ جس کو کسی معین مقصد کے لیے جمع کیا گیا ہو خواہ وہ منقول ہو، جیسے فنڈز یا غیر منقول ہو جیسے زمین وغیرہ (Estate) لیکن شخصیت معنویہ کی یہ قسم لوگوں کی ایک جماعت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی اس جماعت کو اصطلاح میں ٹرسٹ (Trust) کہا جاتا ہے، قانون کی نظر میں نقود کی بجائے لوگوں کی اس جماعت کو شخصیت معنویہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ مؤسسہ (Corporation) اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کا بانی صرف ایک شخص ہو، اور ایک کے بعد دوسرا اور پھر اس کے بعد تیسرا شخص آتا ہے، یا اس کی بانی ایک جماعت ہو، اور ایک جماعت کے بعد دوسری اور پھر تیسری آتی رہے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

(الف)۔ (CORPORATION SOLE.) مثلاً سربراہ حکومت، صدر یا وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ وغیرہ۔

(ب)۔ (CORPORATION AGGREGATE.) اس کی مثال کمپنی ہے۔

ہر چند کہ ان تمام صورتوں میں شخصیت معنوی کو ایک شخص کی احتیاج ہوتی ہے لیکن اس کو کسی معین اور مخصوص شخص کی احتیاج نہیں ہوتی، ممکن ہے کہ ایک شخص ختم ہو جائے اور دوسرا شخص اس کی جگہ لے لے جیسے سربراہ مملکت، یہ ایک شخصیت معنوی ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جو کسی خاص شخص میں محقق ہوتا ہے اور اس خاص شخص کے مرنے سے سربراہ مملکت نہیں مرتا بلکہ ایک جسد عنصری مرتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا شخص یا دوسرا جسد عنصری سربراہ مملکت ہو جاتا ہے، جیسے انگلستان میں کہتے ہیں کہ۔ The King never dies.
"بادشاہ کبھی نہیں مرتا"

جب ہم اس لحاظ سے کمپنی کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ خود اس کا وجود دائمی ہے، اگر حصہ داروں (SHARE HOLDERS) میں سے کوئی اپنا حصہ نکال لے یا اپنے حصہ کو مارکیٹ میں بیچ دے یا وہ حصہ دار مر جائے تو کمپنی پھر بھی باقی رہتی ہے، اور نہ ہی یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار کمپنی کے مالک بن جائیں، کمپنی کی ذمہ داری صرف اتنی ہوتی ہے کہ حصہ دار کا جو مال کمپنی میں جمع ہے وہ اس کو مطالبہ کی صورت میں واپس کر دے، اور جو ذمہ داریاں (LIABILITIES) اور حقوق و فرائض ہوتے ہیں ان کا تعلق صرف کمپنی سے ہوتا ہے الگ الگ حصہ داروں سے نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر عیسیٰ عبدہ لکھتے ہیں:

شخصیت اعتباریہ کی سند کتب اسلامیہ میں موجود نہیں ہے لیکن عرب (جدید) اور عام مسلمانوں کی تصانیف میں اس کا بکثرت ذکر ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت معنویہ ایک لائق اعتبار چیز ہے۔ (النقود الشرعیہ الحاکمۃ ص ۴۵)۔

علامہ عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:

اسلامی شریعت ابتداء ہی سے معنوی شخصیات سے متعارف ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے بیت المال کو ایک جہت اور وقف کو دوسری جہت قرار دیا ہے، یعنی اس کو شخص معنوی قرار دیا ہے، یہی حال مدرسہ، ہسپتال اور دارالامان وغیرہ کا ہے، ان اداروں کو مالکانہ حقوق اور تصرف کا اہل قرار دیا گیا ہے لیکن ان پر مسئولیت جنائیہ نہیں ہے، کیونکہ مسئولیت جنائیہ ادراک اور اختیار پر موقوف ہے جو بلاشبہ ان میں موجود نہیں ہے، ہاں اگر کسی ادارہ کا متولی یا قیم کسی جرم کا مرتکب ہو تو اسے اس جرم کی سزا ضرور ملے گی خواہ وہ متولی اس شخص معنوی کی بہتری کے لیے عمل کر رہا ہو۔ [1]

ہر چند کہ ہماری عام فقہی کتابوں میں شخصیت معنویہ سے مستقل طور پر بحث نہیں کی گئی اور اس اصطلاح کو اختیار نہیں کیا گیا، لیکن حکومت، بیت المال، وقف، مدرسہ اور مسجد وغیرہ کے جو احکام اسلام میں بیان کیے گئے ہیں ان سے شخصیت معنویہ کی تعریف اور خصوصیات معلوم ہوتی ہیں، مثلاً حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز کا نظام قائم کرے، زکوٰۃ کی وصولیابی کرے ملک میں امن وامان قائم کرے، عدالتیں مقرر کرے، ملک کے دفاع کے لیے فوج اور اسلحہ کا بندوبست کرے، دیگر ممالک سے تجارت کرے، لوگوں کو شہری سہولتیں پہنچانے کے لیے ٹیکس وصول کرے وغیرہ وغیرہ، یہ حکومت کے فرائض اور حقوق ہیں جن کا تعلق حکومت کے کسی خاص سربراہ سے نہیں ہے بلکہ نفس حکومت سے ہے، مثلاً بیرونی تجارت، زکوٰۃ اور ٹیکسوں سے جو دولت حاصل ہوگی وہ سربراہ حکومت کی جیب میں نہیں جائے گی اور نہ اس کے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی بلکہ حکومتی ذرائع سے جس قدر مال و دولت حاصل ہوگا وہ سب بیت المال میں جمع ہوگا اور حکومت کی ملکیت قرار پائے گا، اسی طرح حکومت ترقیاتی کاموں کے لیے جو دیگر ممالک سے قرض لیتی ہے اس قرض کی ادائیگی حکومت پر ہے سربراہ مملکت پر نہیں ہے، اگر سربراہ مملکت مر گیا تو قرض دینے والے ممالک اس سربراہ کے وارثوں کی طرف رجوع نہیں کریں گے، علیٰ ہذا القیاس تمام فرائض کی ادائیگی اور

---

[1] ۔ علامہ عبدالقادر عودہ مصری، التشریع الجنائی ج ۱ ص ۳۹۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حقوق کا حاصل کرنا حکومت سے متعلق ہوتا ہے، حکومت کا سربراہ مر جائے یا معزول ہو یا مستعفی ہو اس سے حکومت کے حقوق اور فرائض میں کوئی فرق نہیں پڑتا حکومت بدستور اپنے فرائض کے بارے میں مسئول بھی ہوتی ہے اور اپنے حقوق کی طالب بھی ہوتی ہے۔

یہی حال مسجد اور مدرسہ کا ہے، مسجد کی آمدنی کے لیے مثلاً جو دکانیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں ان کا کرایہ مسجد کے فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور جو عطیات اور چندے وغیرہ دیے جاتے ہیں وہ بھی مسجد کی آمدنی ہیں، مسجد کے متولی یا قیم کی ذاتی اور نجی ملکیت نہیں ہیں، اگر کوئی دکاندار کرایہ دینے سے انکار کر دے تو اس پر مسجد کی طرف سے مقدمہ قائم کیا جائے گا اور متولی صرف اس کی وکالت کرتا ہے، اس طرح مسجد میں جو بجلی خرچ ہوتی ہے اس کی ادائیگی بھی مسجد کے ذمہ ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مسجد اپنے حقوق کی طالب ہے اور اپنے فرائض پر مسئول ہے اور ہر وہ ادارہ جو اپنے حقوق کا طالب ہو اور اپنے فرائض پر جواب دہ ہو اس کو شخصیت معنویہ یا شخصیت اعتباریہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

تجارتی کمپنیاں بھی شخصیات معنویہ ہیں اور ان کے ساتھ بھی حقوق اور فرائض متعلق ہوتے ہیں ان کے مجموعی اثاثے پر زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اور اگر کسی کمپنی میں غیر مسلم بھی شریک ہو تو اس سے زکوٰۃ کی مقدار کو بطور ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ ۱۹ جَوَازِ الذَّبْحِ بِكُلِّ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَائِرَ الْعِظَامِ!

دانت، ناخن اور ہڈی کے سوا ہر خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا جواز

۴۹۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجِلْ أَوْ أَرْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ قَالَ وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا جس چیز سے بھی خون بہ جائے جلدی کرنا، جس چیز پر بھی خدا کا نام لیا جائے سو اس کو کھالو، بشرطیکہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے، اور میں عنقریب تم کو بتاؤں گا رہے دانت تو وہ ہڈی ہیں اور رہے ناخن تو وہ حبشیوں کی چھری ہے، حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں حاصل ہوئیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا اس تیر نے اس کو ٹھہرا لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

۴۹۷۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ذوالحلیفہ کے مقام تہامہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

کے ہمراہ تھے، ہم کو مال غنیمت میں کچھ بکریاں اور اونٹ حاصل ہوئے، لوگوں نے جلدی سے ہانڈیوں میں ان کا گوشت چڑھا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دیگچیوں کو الٹنے کا حکم دیا، پھر آپ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مساوی قرار دیا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۴۹۷۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَنُذَكِّي بِاللِّيطِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فَنَدَّ عَلَيْنَا بَعِيرٌ مِنْهَا فَرَمَيْنَاهُ بِالنَّبْلِ حَتَّى وَهَصْنَاهُ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں، کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تو ہم نے اس کو تیر مار مار کر گرا دیا۔

۴۹۸۰ - وَحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ بِتَمَامِهِ وَقَالَ فِيهِ وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ.

ایک اور سند میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں؟

۴۹۸۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِهَا فَكُفِئَتْ وَذَكَرَ سَائِرَ الْقِصَّةِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوں گی، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے، البتہ اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ قوم نے جلدی سے ہانڈیاں چڑھا دیں اور آپ نے ہانڈیاں گرانے کا حکم دیا۔

آلات ذبح کے بارے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر وہ چیز جو خون بہا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دے! فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ذکاۃ (ذبح) میں وہ چیز کافی ہے جو خون بہادے، اور کسی ایسی چیز سے چوٹ لگا کر جانور کو مارنا جائز نہیں ہے جو خون نہ بہائے، بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ ذبح میں خون بہانے کی جو شرط لگائی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ حلال اور حرام گوشت میں تمیز ہو اور یہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جس مردہ جانور میں خون باقی رہ جائے وہ حرام ہے، اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ہر کاٹنے والی دھار دار چیز سے ذبح کرنا جائز ہے، البتہ ناخن، دانت اور ہر قسم کی ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے تلوار، چھری، نیزے، پتھر، اینٹ، شیشہ، بانس، ٹھیکری، پیتل اور باقی تمام دھار والی اشیاء کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے۔ ناخن سے جو ذبح کرنا منع ہے اس سے مراد عام ہے خواہ انسان کے ناخن ہوں یا جانوران کے اور خواہ انگلیوں میں ہوں یا نہ ہوں۔ پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، اس طرح حافظ میں بھی عموم مراد ہے خواہ انسان کے دانت ہوں یا جانوران کے، متصل ہوں یا منفصل اور باقی ہڈیاں بھی اس کے ساتھ لاحق ہیں خواہ متصل ہوں یا منفصل، پاک ہوں یا ناپاک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز نہیں ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحٰق، ابوثور، داؤد ظاہری اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین یہ کہتے ہیں متصل ناخن اور ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ناخن اور ہڈی جسم سے جدا ہوں تو ان کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے، (مبسوط میں لکھا ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے تاہم حدیث کے تقاضے سے یہ ناجائز ہونا چاہیے جیسا کہ جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ ہے، سعیدی غفرلہٗ) امام مالک کے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ ہڈی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے اور دانت کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں ہے، خواہ ہڈی اور دانت کسی قسم کے ہوں، دوسرا قول جمہور کے مطابق ہے، تیسرا قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ ہر چیز کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے حتیٰ کہ دانت اور ہڈی کے ساتھ بھی ذبح کرنا جائز ہے، یہ اور اس سے پہلا قول باطل ہے اور سنت کے خلاف ہے۔ [1]

ذبح کی رگوں کے بارے میں مذاہب فقہاء

امام شافعی اور ان کے موافقین یہ کہتے ہیں کہ جب تک حلقوم (سانس کی نالی) اور مری (طعام کی نالی) کو کاٹ نہ دیا جائے اس وقت تک ذبح کرنا صحیح نہیں ہے اور وَدجان (خون کی دو رگیں) کا کاٹنا مستحب ہے، امام احمد کی بھی یہی روایت زیادہ صحیح ہے، علامہ ابن منذر نے یہ کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ودجان، حلقوم اور مری کو کاٹ دیا جائے اور خون بہہ جائے تو ذکاۃ حاصل ہو جائے گی، اور اگر حلقوم اور ودجین (یعنی تین رگیں کٹ جائیں اور ایک مری رہ جائے) تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیث، ابوثور اور داؤد بن منذر یہ کہتے ہیں کہ تمام رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ اگر چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو ذبیحہ جائز ہے، امام مالک نے یہ کہا کہ حلقوم اور ودجین کا کاٹنا واجب ہے اور مری کا کاٹنا شرط نہیں ہے، امام مالک سے منقول دوسری روایت یہ ہے کہ صرف ودجین کا کاٹ دینا بھی کافی ہے اور تیسری روایت یہ ہے کہ چاروں رگوں کا کاٹنا شرط ہے، امام ابو یوسف کے تین قول ہیں ایک قول امام ابوحنیفہ کی طرح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ حلقوم اور کوئی سی دو رگیں کاٹ دی جائیں تو جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ حلقوم، مری اور ودجین میں سے کسی ایک رگ کا کاٹ دینا واجب ہے، اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ اگر چار میں سے اکثر رگیں کاٹ دیں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ [2]

ذبح اور نحر کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونا

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے: "ہر وہ چیز جس کا خون بہا دیا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، " ، "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو کھالو — اس میں اس پر دلیل ہے کہ جس میں نحر ہے اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے اور جس میں ذبح ہے اس کو نحر کیا جا سکتا ہے' یہ تمام علماء کے نزدیک جائز ہے، البتہ داؤد ظاہری اس کو ممنوع کہتے ہیں اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور ایک روایت میں مکروہ تحریمی ہے اور ایک روایت میں مباح ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اونٹ میں نحر کرنا سنت ہے اور گائے اور بکری میں ذبح کرنا سنت ہے۔

ذکاۃ اضطراری کی تفصیل اور مذاہب فقہاء

اس باب کی حدیث نمبر ۴۹۷۰ میں ہے: ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اس کے تیر مارا سو اس تیر نے اس کو ٹھیرا لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی اونٹ تمہاری گرفت میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو جانور بھاگ جائے اور اس کو ذبح یا نحر کرنے کی قدرت نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو بھی زخمی کر دیا جائے تو یہ جائز ہے (یہ ذکاۃ اضطراری ہے) اور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس کے ذبح پر قدرت ہو اور دوسری قسم وہ ہے جو وحشی جانور ہو پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جب تک اس کو حلق اور لبہ درمیان سے نہ کاٹا جائے وہ حلال نہیں ہے اعم از وہ پالتو جانور ہو یا وحشی ہو مثلاً کسی شخص نے شکار یا وحشی جانور کو پکڑ لیا تو اب وہ حلق اور لبہ کے درمیان کاٹے بغیر حلال نہیں ہے۔ اور جو جانور وحشی ہو مثلاً شکار (جب وہ گرفت میں نہ آئے) تو اس کا پورا جسم مقام ذبح ہے لہٰذا اس کے جسم کے کسی حصہ پر بھی تیر لگ جائے یا اس پر کوئی زخم کرنے والا جانور چھوڑا جائے اور اس سے وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا بالاجماع جائز ہے (بندوق کی گولی کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے با وضاحت بیان کر چکے ہیں — سعیدی غفرلہٗ)۔

اسی طرح اگر پالتو جانور بھاگ جائے تو وہ شکار کی طرح ہے، یا کوئی پالتو جانور (مثلاً بیل یا اونٹ) کنویں میں گر جائے اور اس کو معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے جسم کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دیا تو وہ حلال ہے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، طاؤس، عطاء، شعبی، حسن بصری، اسود بن یزید، الحکم، حماد، نخعی، ثوری، امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام شافعی، مزنی، داؤد ظاہری اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، امام مالک کہتے ہیں کہ ان صورتوں میں بھی حلق اور لبہ کے درمیان ذبح کیے بغیر حلال نہیں ہے اور جمہور فقہاء کی دلیل حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور ہے۔[1]

بَابُ ٦٩٢ بَيَانِ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَإِبَاحَتِهِ إِلَى مَتَى شَاءَ

ابتداء اسلام میں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت اور پھر اس کے منسوخ ہونے کا بیان

٤٩٨٢ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ شَهِدْتُ

ابو عبید کہتے ہیں کہ میں عید میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، حضرت علی نے خطبہ سے پہلے نماز

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ١٥٧، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْ لُحُومِ نُسُكِنَا بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

پڑھائی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد ہمیں اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۹۸۳- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَصَلّٰى لَنَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَا تَأْكُلُوا۔

ابن ازہر کہتے ہیں کہ وہ عید کے دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر انھوں نے حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت علی نے پہلے ہمیں نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو تین راتوں سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، اسے تم مت کھاؤ۔

۴۹۸۴- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید سندیں بیان کی ہیں۔

۴۹۸۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْكُلُ أَحَدٌ مِنْ لَحْمِ أُضْحِيَّتِهِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

۴۹۸۶- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

۴۹۸۷- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ تُؤْکَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِیِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ سَالِمٌ فَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَاْکُلُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے، سالم نے کہا حضرت ابن عمر تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور ابن ابی عمر نے تین دن کے بعد کا لفظ کہا۔

۴۹۸۸۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ دَفَّ اَهْلُ اَبْیَاتٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوْا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ یَتَّخِذُوْنَ الْاَسْقِیَةَ مِنْ ضَحَایَاهُمْ وَیَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا نَهَیْتَ اَنْ تُؤْکَلَ لُحُوْمُ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ اِنَّمَا نَهَیْتُکُمْ مِّنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ فَکُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا، عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے اس حدیث کا ذکر کیا، عمرہ نے کہا انھوں نے سچ کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے کچھ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین دن تک گوشت کو جمع کرو اس کے بعد جو باقی بچے اس کو صدقہ کر دو، اس کے بعد صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانی (کی کھالوں) سے مشکیں بناتے تھے اور اس (قربانی) کی چربی رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا؟ صحابہ نے کہا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے، آپ نے فرمایا میں نے تم کو ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آئے تھے، اب قربانیوں کو کھاؤ، جمع کرو اور صدقہ کرو۔

۴۹۸۹۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین (دن) کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا اس کے بعد فرمایا: کھاؤ اور زاد راہ بناؤ اور اٹھا کر رکھو۔

۴۹۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَأَرْخَصَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا قُلْتُ لِعَطَاءٍ قَالَ جَابِرٌ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ.

کہ ہم منیٰ کے تین دنوں سے زیادہ اپنے اونٹوں کی قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دی اور فرمایا کھاؤ اور زاد راہ بناؤ، (راوی کہتے ہیں) میں نے عطاء سے کہا حضرت جابر نے یہ کہا تھا کہ حتیٰ کہ ہم مدینہ آگئے؟ انھوں نے کہا ہاں!

۴۹۹۱ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا لَا نُمْسِكُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَزَوَّدَ مِنْهَا وَنَأْكُلَ مِنْهَا (يَعْنِي فَوْقَ ثَلَاثٍ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے، پھر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم اس کو زاد راہ بنائیں اور اس سے کھاتے رہیں یعنی تین (دن) سے زیادہ۔

۴۹۹۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُهَا إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قربانیوں کا گوشت بطور زاد راہ مدینہ منورہ لے جاتے تھے۔

۴۹۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ لَا تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَشَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُمْ عِيَالًا وَحَشَمًا وَخَدَمًا فَقَالَ كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَاحْبِسُوا أَوِ ادَّخِرُوا قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى شَكَّ عَبْدُ الْأَعْلَى.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہل مدینہ! تین (دن) سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہ کھاؤ، ابن مثنیٰ کی روایت میں تین دن ہے، پھر حضرات صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ ہمارے بال بچے اور نوکر چاکر ہیں، آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ، اور اس کو رکھو یا ذخیرہ کرو، ابن المثنیٰ نے کہا کہ عبدالاعلیٰ کو ان الفاظ میں شک ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۴۹۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ فِي بَيْتِهِ بَعْدَ ثَالِثَةٍ شَيْئًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ أَوَّلَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذَاكَ عَامٌ كَانَ النَّاسُ فِيهِ بِجَهْدٍ فَأَرَدْتُ أَنْ يَفْشُوَ فِيهِمْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں (اس میں سے) کوئی چیز نہ رہے جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جس طرح پہلے سال کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس سال لوگوں کو (گوشت کی) زیادہ احتیاج تھی تو میں نے یہ چاہا کہ گوشت ان میں پھیل جائے۔

۴۹۹۵ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيَّتَهُ ثُمَّ قَالَ يَا ثَوْبَانُ أَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهِ فَلَمْ أَزَلْ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا، پھر فرمایا اے ثوبان اس گوشت کو سنبھال کر رکھو! پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برابر اس گوشت میں سے کھلاتا رہا حتی کہ آپ مدینہ آگئے

۴۹۹۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۴۹۹۷ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَصْلِحْ هٰذَا اللَّحْمَ قَالَ فَأَصْلَحْتُهُ فَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ مِنْهُ حَتَّى بَلَغَ الْمَدِينَةَ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے یہ فرمایا اس گوشت کو ٹھیک ٹھاک کر کے رکھو! پھر میں نے اس کو ٹھیک ٹھاک کیا اور آپ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس گوشت میں سے کھاتے رہے۔

۴۹۹۸ - وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُلْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں حجۃ الوداع کے الفاظ نہیں ہیں۔

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ اَبُوْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو پہلے زیارت قبور سے منع کیا تھا، لیکن اب تم زیارت کیا کرو، اور میں نے پہلے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تمہارا جب تک جی چاہے قربانی کا گوشت رکھ لیا کرو، اور میں نے تم کو مشک کے علاوہ تمام برتنوں میں نبیذ کے استعمال سے منع کیا تھا، اب تم تمام برتنوں میں نبیذ استعمال کرو، البتہ نشہ آور چیز کو نہ پینا۔

٥٠٠٠ - وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ سِنَانٍ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو پہلے منع کیا تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ ان احادیث سے احکام مستنبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس سے کھانا حرام ہے، اور یہ کہ تحریم کا حکم اب بھی باقی ہے، حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی نظریہ ہے، اور جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس کو کھانا جائز ہے، اور بعض احادیث میں جو ممانعت کی گئی ہے وہ دوسری احادیث صریحہ سے منسوخ کر دی گئی ہے خصوصاً حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ممانعت کی واضح تصریح ہے، اور یہ سنت سے ثابت شدہ حکم کی سنت سے منسوخ ہونے کی مثال ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ نسخ نہیں ہے بلکہ پہلے تین دن سے زیادہ گوشت رکھنے کی ممانعت ایک علت کی بناء پر کی گئی تھی اور جب وہ علت زائل ہو گئی تو وہ ممانعت منسوخ ہو گئی جیسا کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے جو ممانعت کی گئی تھی وہ تنزیہاً تھی اور یہ کراہت تنزیہی اب بھی باقی ہے لیکن حرام نہیں ہے، اور اگر وہ علت آج بھی پیدا ہو جائے اور لوگوں میں فقر اور گوشت کی احتیاج زیادہ ہو جائے تو اب بھی گوشت کو جمع کرنا مکروہ ہی ہوگا، انہوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کے قول کا بھی یہی محمل ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ ممانعت اب مطلقاً منسوخ ہو گئی ہے اور اب گوشت رکھ لینا حرام ہے نہ مکروہ، لہٰذا اب گوشت رکھ لینا بھی جائز ہے اور تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ وغیرہ کی احادیث میں اس کی تصریح ہے، اور حضرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت (۵۰۱۹) میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا گوشت کو سنبھال کر رکھو پھر مدینہ منورہ پہنچنے تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس گوشت کو کھاتے رہے ان احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ لـه

اس باب کی آخری حدیث میں ہے کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی اجازت دے دی، زیارت قبور پر مفصل بحث شرح صحیح مسلم جلد ثانی کی کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے، اسی طرح نسخ پر مفصل بحث بھی شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ ۹۳

فرع اور عتیرہ کا حکم

۵۰۲۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع کوئی چیز ہے نہ عتیرہ اور ابن رافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ فرع اونٹنی کے پہلے بچہ کو کہتے ہیں جس کو مشرک ذبح کیا کرتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کا معنی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اہل لغت نے کہا ہے کہ فرع اور عتیرہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جس کو رجب کے پہلے عشرہ میں ذبح کیا جاتا تھا اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں، عتیرہ کی اس تفسیر پر علماء کا اتفاق ہے اور فرع کی یہ تفسیر بھی کی ہے کہ یہ اونٹنی کا نومولود بچہ ہے جس کو اہل جاہلیت ذبح کرتے تھے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ وہ جانور کا نومولود بچہ ہے جس کو وہ ذبح کرتے تھے اور اس کی ماں میں برکت اور کثرت نسل کی امید سے اس بچہ کو ملکیت میں نہیں رکھتے تھے، بہ کثرت اہل لغت وغیرہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور بہ کثرت علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ فرع اس نومولود بچہ کو کہتے ہیں جس کو وہ بتوں اور طواغیت کے لیے ذبح کرتے تھے، صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں یہی تفسیر ہے، ایک قول یہ ہے کہ جس شخص کے اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ جائے وہ اس کے بعد جس نومولود بچہ کو ذبح کرے اس کو نتاج کہتے ہیں، ابومالک نے بیان کیا ہے کہ جس شخص کے اونٹ سو ہو جاتے تو وہ ایک جوان اونٹ کرے کر آتا اور

لـه۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۵۹-۱۵۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اپنے بت کے لیے اس کو نحر کرتا، اس کو وہ لوگ فرع کہتے تھے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق دیگر احادیث

فرع اور عتیرہ کے متعلق اس حدیث میں بھی حکم ہے اور اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں اس کے بارے میں حکم ہے، حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ندا کی اور کہا ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینہ میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا جس ماہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کرو اور اللہ کے لیے نیک کام کرو اور کھلاؤ، کہا ہم زمانہ جاہلیت میں فرع کو ذبح کرتے تھے، آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر رشتہ قدرتی گھاس چرنے والے جانوروں میں ایک ذبیحہ ہے، تمہارے مویشی چرتے رہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے (یا حاجیوں کے سفر کے) قابل ہو جائیں تو تم ان کو ذبح کرو اور ان کے گوشت کو صدقہ کر دو۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پچاس جانوروں میں سے ایک جانور ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ ہر پچاس بکریوں میں سے ایک بکری (کے ذبح) کا حکم دیا ہے، ابن منذر نے کہا کہ حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہے، اور سنن ابو داؤد میں از عمرو بن شعیب از والد از جد روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرع کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا فرع حق ہے اور اگر تم اس کے ذبح کرنے کو ترک کر دو حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائے یا ایک یا دو سال کا ہو جائے اور تم وہ کسی بیوہ کو دے دو یا اس کو اللہ کی راہ میں دے دو تو وہ اس کو اس طرح ذبح کرنے سے بہتر ہے، جس ذبح میں اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے (اور تم ایسا کر کے) اپنا برتن اوندھا کر دیتے ہو، اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو، ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرع حق ہے، لیکن وہ اس کو پیدا ہوتے ہی ذبح کر دیتے تھے۔ اور اس میں کوئی فربہی نہیں ہوتی تھی، اسی لیے فرمایا کہ تم اس کو ذبح کرتے ہو درآں حالیکہ اس کا گوشت اس کی کھال سے چپکا ہوا ہوتا ہے، اور اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ بچہ کے چلے جانے سے اس اونٹنی کا دودھ منقطع ہو جاتا ہے، اس طرح تم گویا اپنا دودھ بہا کر اپنے برتن کو اوندھا کر دیتے ہو اور اونٹنی کو بے چین کر دیتے ہو۔ اس طرح آپ نے یہ اشارہ فرمایا کہ فرع (نومولود) بچہ کو ذبح کرنا ترک کر دو، حتیٰ کہ وہ ایک سال کا یا دو سال کا ہو جائے اور اس کو اس وقت ذبح کیا جائے جب اس کا گوشت لذیذ ہو چکا ہو اور اس کی ماں سے دودھ حاصل کیا جا چکا ہو اور اس کی جدائی اس کی ماں کے لیے رنج کا باعث نہ ہو اور وہ اس سے مستغنی ہو چکی ہو۔ امام بیہقی نے حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرفات یا منیٰ میں حاضر ہوا آپ سے ایک شخص نے عتیرہ کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا: "جو شخص چاہے عتیرہ کرے اور جو شخص چاہے نہ کرے اور جو شخص چاہے فرع کرے (یعنی نومولود جانور کو ذبح کرے) اور جو شخص چاہے نہ کرے۔"

اور حضرت ابن سیرین سے روایت ہے انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں جانور ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت خود کھاتے تھے اور لوگوں کو کھلاتے تھے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور حضرت مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے، اس وقت میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال میں قربانی اور عتیرہ ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ عتیرہ وہ ہے جس کو رجبیہ کہا جاتا ہے (یعنی جس جانور کو رجب میں ذبح کیا جائے) اس حدیث کو امام ابو داؤد امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور علامہ خطابی نے کہا یہ حدیث ضعیف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابورملہ مجہول ہے

فرع اور عتیرہ کے متعلق احادیث کی وضاحت

فرع اور عتیرہ کے متعلق جو احادیث آئی ہیں یہ ان کا مختصر بیان ہے، امام شافعی نے کہا کہ فرع وہ چیز ہے جس کو ذبح کر کے اہل جاہلیت اپنے اموال میں برکت کو حاصل کرتے تھے، کوئی شخص اپنی جوان اونٹنی یا بکری کو ذبح کرتا اور برکت کی امید سے اس کو خود نہیں کھاتا تھا دوسروں کو کھلاتا تھا، پھر صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ذبح کر لیا کرو، ان کا سوال اس لیے تھا کہ زمانہ جاہلیت میں جو وہ ذبح کرتے رہتے کہیں وہ اسلام میں مکروہ تو نہیں ہے سو آپ نے ان کو یہ خبر دی کہ یہ فعل مکروہ نہیں ہے اور ان سے یہ فرمایا کہ مستحب یہ ہے کہ وہ اس جانور کو کھلا پلا کر بڑا کریں پھر اس کو اللہ کی راہ میں دے دیں، امام شافعی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ فرع حق ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ باطل نہیں ہے کیونکہ سائل کا مقصد یہی تھا کہ یہ کہیں باطل تو نہیں ہے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ فرع واجب ہے نہ عتیرہ، امام شافعی نے کہا دوسری حدیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کو ذبح کرنے کی اجازت دی اور اس بات کو ترجیح دی کہ وہ اس جانور کو بڑا کر کے کسی بیوہ کو دے دے یا اللہ کی راہ میں دے دے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ کے متعلق فرمایا جس مہینہ میں چاہو اللہ کے لیے ذبح کر دو، یعنی اگر تم چاہو تو کسی بھی مہینہ میں اللہ کے لیے جانور کو ذبح کر دو اور اس کو رجب کے مہینہ میں ذبح کرنے کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

فرع اور عتیرہ کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: کہ ہمارے فقہاء کا صحیح قول یہ ہے کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہے، امام شافعی نے بھی اسی کی تصریح کی ہے اور لا فرع ولا عتیرة ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں وجوب کی نفی ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جو مشرکین اپنے بتوں کے تقرب کے لیے ذبح کرتے تھے اس حدیث میں اس کی نفی ہے، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کا قربانی کی طرح ثواب نہیں ہے، البتہ مساکین پر گوشت تقسیم کرنا نیکی اور صدقہ ہے، یہ ہمارے مذہب کی تفصیل ہے اور قاضی عیاض مالکی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرع اور عتیرہ کا امر منسوخ ہو چکا ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

فرع اور عتیرہ دونوں اسلام میں ممنوع ہیں اور ممانعت کی علت بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیا جائے تو پھر ممنوع نہیں ہے کیونکہ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں عتیرہ ذبح کرتے تھے، اب آپ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے لیے ذبح کرو خواہ کسی ماہ میں ذبح کرو، اور اللہ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ۔" یہ حدیث ابتداء اسلام پر محمول ہے بعد میں آپ نے لا فرع ولا عتیرة ۔ "کوئی فرع ہے نہ عتیرہ" فرما کر ان سے بالعموم منع فرما دیا کیونکہ اس میں بہرحال بت پرستوں کے عمل سے مشابہت ہے۔ [2]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰ - ۱۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۱۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث میں ہے لا فرع ولا عتیرۃ "کوئی فرع ہے نہ کوئی عتیرہ" امام شافعی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ فرع اور عتیرہ واجب نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ تاویل سنن نسائی کی اس روایت سے مردود ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرع و العتیرۃ ۔　　رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے۔

فرع اور عتیرہ کے سلسلہ میں متعدد متعارض روایات ہیں، امام نسائی نے حارث بن عمرو سے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں ان کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ... ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ عتائر اور فرائع کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: جو چاہے عتیرہ کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ ذبح کرے اور جو چاہے فرع کو ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے نیز امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذرین لقیط بن عامر عقیلی نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں رجب میں ایک جانور ذبح کرتے، خود بھی اس سے کھاتے تھے اور جو شخص ہمارے پاس آتا اس کو بھی کھلاتے تھے؛ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر علامہ عینی نے ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن کو ہم علامہ نووی کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اس کے بعد علامہ عینی لکھتے ہیں: یہ تمام احادیث فرع اور عتیرہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں، علامہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ علماء میں سے علامہ ابن سیرین رجب میں عتیرہ کو ذبح کرتے تھے اور امام طحاوی نے آثار میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر عتیرہ ذبح کرتے تھے، فقہاء شافعیہ نے اس کو مستحب لکھا ہے، اور قاضی عیاض اور علامہ حازمی نے لکھا ہے کہ جس حدیث میں آپ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے وہ جواز کی احادیث کی ناسخ ہے اور جمہور علماء کا اسی پر عمل ہے۔ [1]

باب ۱۹۴ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَهُوَ مُرِيدُ التَّضْحِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا　قربانی کرنے والے کے لیے قربانی کرنے سے پہلے بال اور ناخن کٹوانے کی ممانعت

۵۰۰۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَا يَرْفَعُهُ قَالَ لٰكِنِّي أَرْفَعُهُ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے، سفیان (راوی) سے کہا گیا کہ بعض راوی اس حدیث کو مرفوعاً بیان نہیں کرتے، انھوں نے کہا میں اس کو مرفوعاً بیان کرتا ہوں۔

۵۰۰۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عشرہ ذوالحج داخل ہو جائے تو جس شخص کے پاس قربانی ہو اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۸۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَ عِنْدَهُ اُضْحِيَّةٌ يُرِيْدُ اَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا۔

ہو وہ اپنے بالوں کو کاٹے نہ ناخنوں کو۔

۵۰۰۴- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ الْعَنْبَرِيُّ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَ اَظْفَارِهٖ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا ہلال دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو اسی حال پر رہنے دے۔

۵۰۰۵- وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمَرَ اَوْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۰۶- وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ فَاِذَا اُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لیے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ قربانی کر لے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو بالکل نہ کاٹے۔

۵۰۰۷- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ كُنَّا فِي الْحَمَّامِ قُبَيْلَ الْاَضْحٰى فَاطَّلٰى فِيْهِ نَاسٌ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَمَّامِ اِنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ

عمرو بن مسلم بن عمار لیثی بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے ہم حمام میں تھے، بعض لوگوں نے چونے سے اپنے بال صاف کیے، بعض اہل حمام نے کہا کہ سعید بن مسیب اس فعل کو مکروہ کہتے ہیں یا اس سے منع کرتے ہیں، میری سعید بن مسیب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، انہوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَكْرٌ هٰذَا أَوْ يَنْهٰى عَنْهُ فَلَقِيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ نُسِيَ وَ تُرِكَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مُعَاذٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو۔

نے کہا اے بھتیجے یہ حدیث بھلا دی گئی اور ترک کر دی گئی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۰۸- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْجُنْدَعِيِّ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

عشرۂ ذوالحجہ میں قربانی سے پہلے قربانی کرنے والے کے بال اور ناخن کاٹنے میں مذاہب فقہاء۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

عشرہ ذوالحج داخل ہونے کے بعد قربانی کرنے والے کے لیے اپنے بال اور ناخن کاٹنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، سعید بن مسیب، ربیعہ، امام احمد، اسحاق، داؤد (ظاہری) اور بعض اصحاب شافعی نے یہ کہا ہے کہ عشرہ ذوالحج میں قربانی کرنے والے پر قربانی سے پہلے اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا حرام ہے، اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، اور امام مالک کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نفل قربانی میں یہ حرام ہے اور جو قربانی واجب ہو اس میں حرام نہیں ہے، جو فقہاء اس کو حرام قرار دیتے ہیں ان کا استدلال ان احادیث سے ہے امام شافعی اور دوسرے فقہاء جو حرمت کے قائل نہیں ہیں ان کا استدلال صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے لیے ہار بنتی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ ہار اس کے گلے میں ڈال کر اس کو روانہ کر دیتے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کی ہدی کی قربانی ہو جاتی۔" امام شافعی فرماتے ہیں ہدی کو بھیجنا قربانی کرنے کے ارادہ سے زیادہ قوی ہے اور جب ہدی بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تو قربانی کرنے کے ارادہ سے کوئی چیز کیسے حرام ہو جائے گی؟ اس وجہ سے امام شافعی نے اس باب کی احادیث کو کراہت تنزیہیہ پر محمول کیا ہے۔

بال کاٹنے کی ممانعت سے مراد عام ہے خواہ کسی طریقہ سے یا جسم کے کسی حصہ کے بال بھی کاٹے جائیں، ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ بال کاٹنے کی ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکمل طور پر باقی رہے تاکہ مکمل جہنم سے آزاد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو، بعض علماء نے کہا یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ قربانی کرنے والے کی محرم کے ساتھ مشابہت ہو لیکن یہ غلط ہے کیونکہ بال اور ناخن نہ کاٹ کر وہ محرم کے ساتھ مشابہ نہیں ہوتا کیونکہ نہ وہ عورتوں سے پرہیز کرتا ہے نہ خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کو ترک کرتا ہے حالانکہ محرم ان چیزوں کو ترک کرتا ہے[۱] (یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ مشابہت صرف بعض اوصاف میں اشتراک سے ہو جاتی ہے مشابہت کے لیے مکمل اشتراک ضروری نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ میں قربانی کرنے والے کے لیے قربانی سے پہلے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے کی رخصت ہے اور یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی قربانی کے ایام میں بالوں اور ناخنوں کو کاٹنا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے اور یہی مذہب شافعی ہے۔[۲]

بَابُ تَحْرِيمِ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالَى وَلَعْنِ فَاعِلِهِ

غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کرنے کی حرمت اور ذبح کرنے والے پر لعنت کا بیان

۵۰۰۹ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ مَرْوَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا يَكْتُمُهُ النَّاسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَنِي بِكَلِمَاتٍ أَرْبَعٍ قَالَ فَقَالَ مَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قَالَ لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ -

عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سرگوشیوں میں کیا کہتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی راز نہیں بتایا جس کو اور لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ آپ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائی ہیں، اس نے پوچھا اے امیر المؤمنین وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ نے کہا حضور نے فرمایا جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص زمین (کی حد بندی) کے نشانات کو مٹائے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

۵۰۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

ابو الطفیل کہتے ہیں ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[۲] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۰۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْنَا لِعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ اَسَرَّهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَسَرَّ اِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ۔

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ اَبِي بَزَّةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ اَخَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً اِلَّا مَا كَانَ فِي قِرَابِ سَيْفِي هٰذَا قَالَ فَاَخْرَجَ صَحِيْفَةً مَكْتُوْبٌ فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا۔

اللہ عنہ سے کہا ہمیں وہ راز بتایئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتلایا ہے، آپ نے فرمایا حضور نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتائی جس کو لوگوں سے چھپایا ہو لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جس نے زمین (کی حد بندی) کے نشانات تبدیل کیے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی چیز کے ساتھ خاص کر لیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کسی ایسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا جس کی خبر اور لوگوں کو نہیں دی، البتہ میری اس تلوار کی نیام میں کچھ احکام ہیں پھر آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں لکھا ہوا تھا جو شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص زمین کی (حد بندی کی) نشانی چرالے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص اپنے والد پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

غیر اللہ کی خاطر یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم

والدین کو لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے، کتاب الایمان میں اس کی مکمل وضاحت ہو چکی ہے، اور بدعت کی مکمل بحث شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں گذر چکی ہے، باقی رہا غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا سو اس کے متعلق علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، مثلاً کوئی شخص بت یا پیغمبر کے نام پر جانور ذبح کرے یا ذبح کے وقت حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ یا کعبہ کا نام لے، اس قسم کے تمام ذبیحے حرام ہیں اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے خواہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی ہو، امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے اصحاب شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے اور جس کے نام پر ذبح کیا ہے اگر اس کی تعظیم اور عبادت کا قصد کیا تو یہ کفر ہے اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس طرح ذبح کرنے کے بعد مرتد ہو جائے گا، شیخ ابراہیم مروزی شافعی نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ کے استقبال کے وقت اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اہل بخارا نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ ما اہل بہ بغیر اللہ کا مصداق ہے اور علامہ رافعی نے کہا کہ وہ لوگ بادشاہ کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں سو یہ ذبیحہ عقیقہ کی طرح ہے اور اس کے حرام ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ [1]

امراء کی خاطر جانور ذبح کرنے کا حکم

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

امیر یا کسی اور بڑے آدمی کے آنے پر جانور ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ یہ اھلال لغیر اللہ ہے (غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا) خواہ اس میں ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جائے یا نہیں، اور اگر اس نے مہمان کی خاطر جانور ذبح کیا تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت ہے، اور مہمان کی عزت کرنا اللہ کی عزت کرنا ہے وجہ فرق یہ ہے کہ اگر وہ خود کھانے یا مہمان کو کھلانے کے لیے ذبح کرتا ہے تو یہ ذبح کرنا اللہ کے لیے ہوگا اور اس کی منفعت مہمان کے لیے ہوگی یا دعوت کے لیے یا قصاب کو اس کا نفع ہوگا اور اگر کھانے کے لیے ذبیحہ پیش نہیں کیا (یعنی نہ خود کھایا نہ امیر کو کھلایا) بلکہ کسی اور کو دے دیا تو یہ غیر خدا کی تعظیم ہوئی اور یہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں، (بزازیہ وشرح وہبانیہ) میں کہتا ہوں کہ منیہ کی کتاب الصید میں یہ لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور وہ کافر نہیں ہوگا کیونکہ ہم کسی مسلمان کے متعلق یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی انسان کا تقرب حاصل کرے گا۔ [2]

علامہ شامی لکھتے ہیں: کسی انسان کا تقرب بطور عبادت حاصل کرنا کفر ہے اور مسلمان کے حال سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ کسی آدمی کا بطور عبادت تقرب حاصل کرے اس لیے جو شخص کسی امیر کے آنے پر جانور ذبح کرتا ہے اس کا اس ذبح سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے یا اس کی محبت کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے ایک جانور کا فدیہ دے رہا ہے لیکن چونکہ اس ذبیحہ میں اس امیر کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اس لیے حکماً ذبح کے وقت ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا محض اللہ کے لیے نہیں رہتا اور یہ ایسا ہے جیسے ذبح کے وقت کوئی کہے "اللہ کے نام پر اور فلاں کے نام پر" سو یہ ذبیحہ حرام ہے لیکن حرمت کو کفر لازم نہیں ہے۔ [3]

ایصال ثواب کے لیے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم

مسلمانوں کا معمول ہے کہ وہ بزرگان دین کے ایصال ثواب کے لیے جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرتے ہیں یا گوشت کو پکا کر کھانے کو فقراء پر صدقہ کرتے ہیں اور اس صدقہ کا ثواب کسی اللہ کے ولی کو پہنچاتے ہیں، بعض لوگ اس عمل کو ناجائز کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں بزرگ کا بکرا ہے (یعنی فلاں بزرگ کو ثواب پہنچانے کے لیے یہ بکرا ہے) یہ اھلال لغیر اللہ ہے (غیر اللہ کے نام پر پکارنا ہے) اور اھلال لغیر اللہ شرک ہے لہٰذا جس شخص نے کسی جانور کو کسی بزرگ کے ساتھ نامزد کیا وہ مشرک ہوگیا اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔

اس باب کی حدیث اور فقہاء کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی تعظیم کی خاطر کسی جانور کو ذبح کرے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۰، مطبوعہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا تاہم یہ کفر نہیں ہے، کفر اس وقت ہوگا جب وہ اس بزرگ کی تعظیم بطور عبادت کرے اور یہ مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے کہ وہ کسی بزرگ کی بطور عبادت تعظیم کرے، اور اگر جانور کو ذبح کرنے سے اس بزرگ کی تعظیم مقصود نہیں ہے، مقصود تو اس جانور کے گوشت یا اس گوشت سے تیار شدہ کھانے کو صدقہ کرنا ہے اور جانور کو ذبح کرنا صرف اس کے گوشت کے حصول کے لیے ہے تو یہ بلاشبہ جائز ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اس لیے عام مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرنی چاہیے اور ان کے افعال کو صحیح وجہ پر محمول کرنا چاہیے، ہاں اگر اولیاء اللہ کو ایصال ثواب کرنے والا کوئی شخص راہ اعتدال اور صحیح طریقہ سے ہٹا ہوا ہو تو اس کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیے وہ صرف گوشت کے حصول کے لیے ذبح کرے اور اس ذبح سے اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کا قصد نہ کرے البتہ جب اس گوشت کو صدقہ کرکے اس صدقہ کا ایصال ثواب کرے اور اس میں اولیاء اللہ کی تعظیم کا قصد کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الاشربة

(نشہ آور مشروبات کا بیان)

خمر کا لغوی معنی

قرآن مجید، احادیث متواترہ اور اجماع فقہاء سے خمر حرام ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک حقیقت میں خمر انگور کے اس کچے شیرہ کو کہتے ہیں جو پڑے پڑے سڑ کر جھاگ چھوڑ دے، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں لغت میں خمر کا یہی معنی ہے اور یہی حقیقت ہے البتہ مجازاً ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا جاتا ہے، احادیث اور آثار میں جہاں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہا گیا ہے وہ اطلاق مجازی ہے اس کے برعکس ائمہ ثلاثہ یہ کہتے ہیں کہ خمر کا معنی ڈھانپنا ہے شراب کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور ہر نشہ آور مشروب حقیقتہً خمر ہے۔ اب ہم لغت کے حوالوں سے خمر کا معنی بیان کرتے ہیں اس سے صورت حال کو جاننے میں آسانی ہو گی۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والخمر ما اسکر من عصیر العنب لانھا خامرت العقل وقال ابوحنیفۃ قد تکون الخمر من الحبوب فجعل الخمر من الحبوب قال ابن سیدہ واظنه تسمحا منه لان حقیقۃ الخمر انما ھی العنب دون سائر الاشیاء...... والعرب تسمی العنب خمرا قال واظن ذلك لكونها منه، حکاھا ابوحنیفۃ قال وھی لغۃ یمانیۃ وقال فی قوله تعالٰی انی ارانی اعصر خمرا ان الخمر ھی العنب وقال ابن عرفۃ اعصر خمرا ای استخرج الخمر واذا عصر العنب فانما یستخرج به الخمر فلذلك قال اعصر خمرا قال ابوحنیفۃ : زعم بعض

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، کیونکہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے، ابوحنیفہ دینوری نے یہ کہا کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں یہ علامہ دینوری کا تسامح ہے کیونکہ خمر کی حقیقت انگور ہیں نہ کہ دوسری اشیاء، اور عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے گمان میں انگوروں کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ خمر انگوروں سے بنائی جاتی ہے ابوحنیفہ دینوری نے اس قول کی حکایت کی ہے اور کہا کہ یہ یمن کی لغت ہے، نیز انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے انی ارانی اعصر خمرا "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خمر نچوڑ رہا ہوں" یہاں خمر سے مراد انگور ہیں، ابن عرفہ نے کہا کہ خمر نچوڑنے کا معنی ہے انگور نچوڑ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الرواة انه رای یمانیا فقد حمل عنبا فقال له: ماتحمل؟ فقال: خمرًا: فسمی العنب خمرًا۔ ۱

کر خمر حاصل کرنا ،در جب انگور نچوڑ لیے جائیں تو اس سے خمر حاصل ہوتی ہے اس لیے اس نے کہا میں خمر نچوڑ رہا ہوں۔ ابو حنیفہ نے کہا کر بعض راویوں سے کہا کہ انھوں نے یمن کے ایک شخص کو دیکھا جو انگور اٹھائے جارہا تھا اس سے پوچھا تم نے کیا اٹھایا ہوا ہے؟ اس نے کہا خمر! سو اس نے انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب خاصة وهو مذهب ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی و الکوفیین مراعاة لفقه اللغة او عام ای ما اسکر من عصیر کل شیء لان المدار علی السکر و غیبوبة العقل وهو الذی اختاره الجماهیر وقال ابو حنیفة الدینوری و قد تکون الخمر من الحبوب قال ابن سیده واظنه تسمحا منه لان حقیقة الخمر انما هی للعنب دون سائر الاشیاء .... والعرب تسمی العنب خمرا قال ابن سیده واظن ذلك لکونها منه۔ ۲

خمر صرف انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیین کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس میں لغت کی رعایت ہے۔ یا ہر چیز کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں، کیونکہ خمر ہونے کا مدار نشہ پر اور عقل کے غائب ہونے پر ہے، اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے ابو حنیفہ دینوری نے یہ کہا ہے کہ دانوں سے جو شراب بنائی جاتی ہے اس کو خمر کہتے ہیں، ابن سیدہ نے کہا میرے خیال میں یہ ان کا تسامح ہے، کیونکہ خمر حقیقت میں انگور سے بنتی ہے نہ کہ باقی اشیاء سے عرب انگوروں کو خمر کہتے ہیں ابن سیدہ نے کہا کہ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ انگوروں سے خمر بنائی جاتی ہے۔

علامہ سید خوری شرتونی لبنانی لکھتے ہیں:

الخمر ما اسکر من عصیر العنب وفی المصباح الخمر اسم لکل مسکر خامر العقل ای غطاہ وفی القرآن انی ارانی اعصر خمرا ای عنبا۔ ۳

خمر انگور کے اس شیرہ کو کہتے ہیں جو نشہ آور ہو، اور مصباح میں ہے خمر ہر اس نشہ آور چیز کا نام ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، قرآن مجید میں ہے "میں نے خواب میں اپنے آپ کو خمر نچوڑتے ہوئے دیکھا، یعنی انگور نچوڑتے ہوئے دیکھا۔

کتب لغت کو بطریق انصاف دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خمر انگور کے نشہ آور (کچے) شیرہ کو کہتے ہیں اہل عرب کا یہی محاورہ تھا اور قرآن مجید بھی چونکہ لغت عرب میں نازل ہوا ہے اس لیے قرآن مجید میں بھی انگوروں پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے، اس لیے اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ ہی کی رائے صحیح ہے، ائمہ ثلاثہ اور دیگر فقہاء کی رائے میں ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہتے ہیں، اس اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک خمر یعنی انگور کے نشہ آور کچے شیرہ کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کی حرمت قطعی ہے۔ یہ واضح رہے کہ اس اختلاف کے باوجود

۱۔ علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۴ ص ۲۵۵، مطبوعہ نشر ادب الحوزة ایران، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۱۸۶۔۱۸۷، مطبوعہ المطبعة الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

۳۔ علامہ سید خوری شرتونی لبنانی، اقرب الموارد ج ۱ ص ۳۰۱، مطبوعہ منشورات مکتبة آیت اللہ العظمیٰ، ایران، ۱۴۰۳ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمام ائمہ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے البتہ حرمت کی نوعیت میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کی حرمت قطعی ہے اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، خواہ نشہ ہو یا نہ ہو اور اس کے پینے پر حد مطلقاً واجب ہے خواہ خمر کو بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم اور باقی مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں پیئے جائیں تو حرام ہیں او رنشہ ہونے پر حد واجب ہے اور اگر نشہ آور مشروبات کو اس سے کم مقدار میں پیا جائے تو حرام ہیں نہ نجس اور نہ ان پر حد واجب ہے، اس کے برخلاف باقی ائمہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور اس کو پینا مطلقاً حرام ہے خواہ بہ قدر نشہ پیا جائے یا اس سے کم۔

خمر کے سلسلہ میں لغوی وضاحت کرنے کے بعد پہلے ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے خمر کی حرمت پر دلائل بیان کریں گے، پھر خمر کے بارے میں مذاہب فقہاء بیان کریں گے اور جمہور فقہاء کے دلائل کا ذکر کریں گے اور آخر میں خمر کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو دلائل سے پیش کریں گے۔ فنقول و باللّٰہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

خمر کی حرمت پر قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ۰

(مائدہ: ۵/۹۱-۹۰)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آنے والے ہو۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب جوئے، بت اور فال کے تیروں کو نجس اور شیطانی کام قرار دیا ہے، اور ان کا شیطانی کام ہونا بھی ان کی نجاست کو مؤکد کرتا ہے کیونکہ شیطان نجس اور خبیث ہے کیونکہ وہ کافر ہے اور کفار نجس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما المشرکون نجس "مشرکین نجس ہیں" اور جو نجس ہو وہ نجاست کی دعوت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب ان کاموں سے اجتناب کا حکم دیا تو ان کی دو خرابیاں بیان کیں ایک دنیاوی خرابی اور ایک اخروی خرابی دنیاوی خرابی شراب اور جوئے کی وجہ سے بغض اور عداوت ہے اور اخروی خرابی اللہ کی یاد اور نماز سے محرومی ہے، شراب اور جوئے سے بغض اور عداوت پیدا ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ: جو شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کا مقصد اپنے ساتھیوں کے ساتھ تکلف و محبت کے ساتھ وقت گذارنا ہوتا ہے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ شراب عقل کو زائل کر دیتی ہے اور عقل زائل ہونے کے بعد شہوت اور غضب کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس بناء پر ساتھیوں سے لڑائی ہو جاتی ہے اور آپس میں عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے، اور جوئے میں جب ایک امیر آدمی اپنے کسی ساتھی سے جوا کھیل کے اپنی تمام پونجی ہار کر مفلس اور قلاش ہو جاتا ہے اور اس کا ساتھی اس کی تمام دولت پر قابض ہو جاتا ہے تو ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کے خلاف بغض اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

شراب اور جوئے کا اللہ کی یاد اور نماز سے روکنا بھی واضح ہے، کیونکہ شراب پی کر انسان لذات دنیاویہ میں مستغرق ہو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جاتا ہے اور جب انسان دنیاوی لذتوں میں منہمک اور مستغرق ہو جاتے تو دل میں خدا کی یاد رہتی ہے نہ نماز پڑھنے کی کوئی تحریک ہوتی ہے اور جو شخص جوئے کا رسیا ہو جائے اسے مخالف سے جیتنے کی دھن کے سوا اور کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا۔ [1]

خمر کی حرمت پر احادیث اور آثار سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت الخمر حين حرمت وما نجد يعني بالمدينة خمر الاعناب الا قليلا وعامة خمرنا البسر والتمر۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت شراب حرام کی گئی اس وقت مدینہ منورہ میں انگوروں سے بنی ہوئی شراب بہت کم تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنی ہوئی ہوتی تھیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه۔ [4]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب پر، شراب پینے والے پر، شراب پلانے والے پر، شراب فروخت کرنے والے پر، شراب خرید نے والے پر، شراب نچڑوانے والے پر، شراب نچوڑنے والے پر، شراب اٹھا کر لانے والے پر، اور شراب منگوانے والے پر لعنت کی ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر لم تقبل له صلاة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقبل الله صلوٰة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد لم يقبل الله صلوٰة اربعين صباحا فان تاب تاب الله عليه فان عاد الرابعة لم يقبل الله صلوٰة اربعين صباحا فان تاب لم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شراب پی اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی، اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے دوبارہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا، اور اگر اس نے پھر شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۴۶ - ۴۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ
[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يتب الله عليه وسقاه من نهر الخبال قيل يا ابا عبدالرحمٰن وما نهر الخبال قال نهر من صديد اهل النار ۔ لـه

کرے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کرے گا، اور اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو نہر خبال سے پلائے گا کہا گیا کہ اے ابو عبد الرحمان! نہر الخبال کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ جہنمیوں کی پیپ کی نہر ہے۔

گذشتہ امتوں میں شراب کے حلال ہونے اور اس امت میں شراب کے حرام ہونے کی وجہ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

نشہ آور مشروبات کی تحریم کی حرمت بالکل واضح ہے کیونکہ یہ عقل کو زائل کر دیتی ہے جس سے خطاب الٰہی متعلق ہوتا ہے اور جس پر احکام کا مکلف ہونا موقوف ہے، البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر شرائع سابقہ میں شراب کو کیوں حلال قرار دیا گیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ گذشتہ امتوں کی عمریں بہت لمبی تھیں اور ان کے اجسام بہت مضبوط تھے ان کے جسموں میں ایسی قوت مدافعت رکھی گئی تھی جو شراب کی خرابیوں کا توڑ کر لیتی تھی، اس کے برخلاف اس امت کی عمریں کم ہیں اور اجسام کمزور ہیں اس وجہ سے وہ شراب کی فتنہ انگیزیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کی بھلائی اسی میں تھی کہ ان پر شراب کلیۃً حرام کر دی جاتے، اور ابتداءِ اسلام میں شراب کو حرام نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ شراب کی خرابیوں کا خود مشاہدہ کریں، دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلام نے احکام تدریجاً نازل کیے تاکہ لوگوں پر ان کا عمل کرنا دشوار نہ ہو۔ لـه

تحریم خمر کی تاریخ اور اس کے تدریجاً نازل ہونے کا بیان

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱-۹۰ نازل ہونے سے پہلے خمر حرام نہیں تھی، اس کی تحریم تین ہجری میں غزوۂ احد کے بعد نازل ہوئی اور غزوۂ احد تین ہجری، شوال کے مہینہ میں ہوا تھا، خمر کی تحریم تدریجاً کئی حادثات کے بعد نازل ہوئی کیونکہ عرب کے لوگ شراب پینے کے خوگر اور رسیا تھے، اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:

يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس ۔ (بقرہ: ۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کے فائدے سے ان کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہنے لگے ہمیں اس کام کو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس میں بڑا گناہ ہو، اور بعض دوسرے لوگوں نے شراب کو ترک نہیں کیا اور کہا ہم اس کے گناہ کو ترک کریں گے اور اس کی منفعت کو حاصل کریں گے تب یہ آیت نازل ہوئی:

لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى حتى تعلموا

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت

لـه ۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

لـه ۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ما تقولون۔ (نساء: ۴۳) جاؤ، حتیٰ کہ تم یہ سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پھر بعض لوگوں نے شراب کو ترک کر دیا اور کہا جس چیز کی وجہ سے ہم کو نماز ترک کرنی پڑے ہمیں اس کو پینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور بعض دوسرے لوگ اوقات نماز کے علاوہ شراب پیتے رہے حتیٰ کہ پھر یہ آیت نازل ہو گئی۔

یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (مائدہ: ۹۰) اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد شراب کلیۃً حرام ہو گئی، ابو میسرہ نے کہا شراب کی تحریم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سبب سے نازل ہوئی ہے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کی خرابیاں بیان کیں، اور یہ بیان کیا کہ شراب پینے سے لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے شراب کی تحریم نازل کرنے کی دعا کی اور کہا: اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا "اے اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم نازل فرما، تب یہ آیات نازل ہوئیں[1]۔

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق مذاہب فقہاء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابی بن کعب، حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، مجاہد، قاسم، قتادہ، اور عمر بن عبد العزیز، ائمہ میں سے امام احمد، امام مالک اور امام شافعی کا یہ مسلک ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے، اور اس کا حکم وہی ہے جو انگور کے کچے شیرہ (جب کہ وہ سڑ جائے اور جھاگ چھوڑ دے) کا ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ انگور کا شیرہ جب پکا لیا جائے اور اس کا دو ثلث اڑ جائے اور چھواروں اور منقیٰ کا پکا ہوا پانی خواہ اس کا دو ثلث نہ اڑا ہو، اور گندم، جوار، جو وغیرہ کا نبیذ خواہ کچا ہو یا پکا یہ تمام مشروبات اگر نشہ آور نہ ہوں تو حلال ہیں (یعنی اتنی کم مقدار جو نشہ نہ دے وہ حلال ہے اور جس مقدار میں یہ نشہ آور ہوں وہ حرام ہے اور نشہ پر حد واجب ہے۔ (سعیدی غفرلہ) لیکن انگور کا کچا شیرہ جب گاڑھا ہو جائے اور جھاگ چھوڑ دے یا جوش دینے کے بعد اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے یا چھواروں اور منقیٰ کا کچا پانی جب گاڑھا ہو جائے تو یہ مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حرمت الخمرۃ لعینھا والمسکر من کل شراب[2]۔ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں۔

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور مطلقاً حرام ہونے پر جمہور فقہاء کے دلائل اور ان کے جوابات

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۸۶ - ۲۸۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے اور ہر خمر حرام ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز کثیر (مقدار میں) نشہ آور ہو وہ قلیل (مقدار میں) بھی حرام ہے، ان دونوں حدیثوں کو امام ابو داؤد اور اثرم وغیرہ نے روایت کیا ہے (حضرت ابن عمر کی روایت ہر نشہ آور چیز خمر ہے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، موطا امام مالک اور مسند احمد میں ہے اور حضرت جابر کی روایت: جو چیز کثیر مقدار میں حرام ہو وہ قلیل مقدار میں بھی حرام ہے سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی اور مسند احمد میں ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور آپ نے فرمایا جس چیز کا ایک فرق (بارہ کلو) نشہ آور ہو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے، اس حدیث کو امام ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خمر کی تحریم نازل ہوئی اور وہ انگور چھواروں، شہد، گندم اور جو سے بنتی تھی اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے نیز اس لیے کہ یہ چیزیں نشہ آور ہیں سو یہ انگور کے شیرہ کے مشابہ ہیں (فقہاء احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ انگور کے کچے شیرہ کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو احادیث اور آثار میں بربناء مشابہت مجازاً خمر فرمایا ہے یعنی حقیقت میں انگور کا سڑا ہوا کچا شیرہ خمر ہے اور باقی نشہ آور مشروبات تشبیہاً اور مجازاً خمر ہیں۔ سعیدی غفرلہ) اور فقہاء احناف نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے اور باقی مشروبات بشرط نشہ حرام کیے گئے ہیں) اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا نشہ آور چیز کی رخصت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (نشہ آور چیز کی رخصت کے فقہاء احناف قائل نہیں ہیں البتہ خمر کے علاوہ جو چیز کم مقدار میں نشہ آور نہ ہو اس کی رخصت کے قائل ہیں۔ سعیدی غفرلہ) حضرت ابن عباس کی حدیث کو سعید نے مسعر سے روایت کیا ہے، اور ابو عون نے ابن شداد سے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہر مشروب سے نشہ آور حرام ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اہل کوفہ نے احادیث معلولہ سے استدلال کیا ہے، ہم نے ان احادیث کو ان علل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اثرم نے بیان کیا کہ فقہاء کوفہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور امام احمد نے ان تمام روایات کا ضعف بیان کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت موقوف ہے۔[1]

فقہاء احناف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "خمر بعینہٖ حرام کی گئی ہے اور باقی مشروبات بقدر نشہ حرام کیے گئے ہیں" اس حدیث کا مرفوعاً ہونا تو صحیح نہیں ہے لیکن اس کا موقوف ہونا صحیح ہے اور یہ حکماً مرفوع ہے اور یہ حدیث اسانید متعددہ سے روایت کی گئی ہے جس کا اظہار علامہ ابن قدامہ نے بھی کیا ہے اور ہم بھی اس کو ان شاء اللہ تفصیل سے بیان کریں گے اور جو حدیث متعدد اسانید سے مروی ہو وہ ضعیف نہیں رہتی بلکہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے اور اس سے استدلال کرنا صحیح ہوتا ہے علاوہ ازیں جمہور فقہاء کا استدلال جس حدیث سے ہے یعنی "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔" دراصل اس حدیث کی سند ضعیف ہے نیز اس حدیث میں ایک اور احتمال بھی ہے لہٰذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، عنقریب ہم اس کو ان شاء اللہ وضاحت سے بیان کریں گے۔

خمر اور دیگر نشہ آور مشروبات کے متعلق امام ابوحنیفہ کا نظریہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک چار شرابیں حرام ہیں (۱) خمر (۲) طلاء یا باذق (۳) سکر (۴) نقیع الزبیب،

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۹ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان میں خمر حرام قطعی ہے اور باقی تین حرام ظنی ہیں، خمر کا ایک قطرہ پینا بھی حرام اور حد کا موجب ہے اور باقی تین شرابیں اگر بقدر نشہ پی جائیں تو حرام اور حد کی موجب ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام اور نجس نہیں ہیں، ان کی تعریفات حسب ذیل ہیں:

خمر: انگور کا کچا شیرہ جو سڑ کر جھاگ چھوڑ دے۔

طلاء، بازق انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد دو تہائی سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو۔

سکر جس کچے پانی میں تازہ کھجوروں کو ڈالا گیا ہو، وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے، اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

نقیع الزبیب جس کچے پانی میں کشمش کو ڈالا گیا ہو وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔

یہ تعریفات علامہ علاؤ الدین حصکفی[1] اور ملا نظام الدین[2] کی عبارات سے ماخوذ ہیں۔

امام محمد لکھتے ہیں:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہم قال الخمر حرام قلیلھا وکثیرھا والسکر وھو النیٔ من ماء التمر ونقیع الزبیب اذا اشتد حرام مکروہ والطلاء وھو الذی ذھب اقل من ثلثیہ من ماء العنب وماسوی ذلک من الاشربۃ فلا باس بہ۔[3]

امام محمد، امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور سکر چھواروں کا کچا پانی ہے اور نقیع الزبیب (یعنی کشمش کا کچا پانی سڑ کر) جب گاڑھا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے (اور اسی طرح) طلاء اور یہ وہ ہے کہ انگوروں کا شیرہ پکایا جائے اور اس کا دو تہائی سے کم اڑ جائے، اور اس کے سوا باقی مشروبات حلال ہیں (یعنی جب نشہ آور نہ ہوں)

جامع صغیر کی اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان چار شرابوں کے علاوہ ہر شراب جائز ہے خواہ وہ نشہ آور ہو، صاحب ہدایہ، ہدایہ کے شارحین اور بعض دوسرے فقہاء نے اس عبارت سے یہی مغالطہ کھایا ہے لیکن درحقیقت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب بہ قدر نشہ حرام ہے اور اس کا پینا حد کا موجب ہے اس کی بادلائل وضاحت ہم نے شرح صحیح مسلم جلد رابع ص ۳۲۲-۳۲۰، ص ۸۵۱-۸۴۸ میں کر دی ہے، اس بحث کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

خمر کے احکام کے متعلق دس ابحاث

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

خمر میں دس وجوہ سے بحث ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۴۱۰-۴۰۹، مطبوعہ مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۵۴، ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بحث اوّل: خمر کی حقیقت کا بیان

انگور کا کچا پانی جب نشہ آور ہو جائے تو اس کو خمر کہتے ہیں، یہ تعریف ہمارے نزدیک ہے اور اہل لغت اور اہل علم کے نزدیک بھی خمر کا یہی معنی معروف ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ ہر نشہ آور چیز کو خمر کہتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر نشہ آور چیز خمر ہے" اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "خمر ان دو درختوں سے اپنائی جاتی ہے" یہ فرما کر آپ نے انگور کی بیل اور کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کیا، نیز خمر کا لفظ مخامرۃ العقل (عقل کو ڈھانپ لینا) سے ماخوذ ہے اور یہ وجہ اشتقاق ہر نشہ آور چیز میں پائی جاتی ہے، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ انگور کے نشہ آور شیرہ کو خمر کہتے ہیں اسی بنا پر خمر کا استعمال صرف اسی معنی میں مشہور ہے، نیز خمر کی حرمت قطعی ہے اور باقی نشہ آور مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی حرمت کے دلائل بھی ظنی ہیں، اور باقی نشہ آور مشروبات کو جو خمر کہا جاتا ہے وہ مخامرۃ العقل کی وجہ سے نہیں کہا جاتا بلکہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کا ذائقہ بھی خمر کی طرح کڑوا ہوتا ہے (یعنی اطلاق بطور مجاز و استعارہ ہے۔) نیز اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خمر کا لفظ مخامرۃ العقل سے ماخوذ ہے تب بھی یہ وجہ اشتقاق اس بات کے منافی نہیں ہے کہ خمر انگور کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ نجم کا لفظ نجوم سے ماخوذ ہے جس کا معنی ظہور ہے اس کے باوجود نجم کا لفظ ثریا کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر ظاہر چیز کو نجم نہیں کہا جاتا، ائمہ ثلاثہ نے جو پہلی حدیث پیش کی ہے (یعنی ہر نشہ آور چیز خمر ہے) اس کو یحییٰ بن معین نے مطعون قرار دیا ہے۔ (یحییٰ بن معین نے کہا یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اور یحییٰ بن معین امام، حافظ اور ثقہ ہیں حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے۔ عنایہ) اور دوسری حدیث (یعنی خمر ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا کھجور کی شراب کا حکم بیان کرنا تھا اور یہی بیان منصب رسالت کے لائق ہے (یعنی جب کھجور کی شراب کی مقدار کثیر نشہ آور ہو تو وہ بھی خمر کی طرح ہے یعنی حرام ہے اور اس سے حد لازم آتی ہے۔ عنایہ)

بحث ثانی: لفظ خمر کی تعریف کا بیان

خمر کی مذکور الصدر تعریف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے، امام ابویوسف اور امام محمد کا قول یہ ہے کہ جب انگور کا شیرہ گاڑھا ہو جائے تو وہ خمر ہے وہ جھاگ چھوڑنے کی شرط نہیں لگاتے کیونکہ خمر کا لفظ فقط اتنی تعریف سے ثابت ہو جاتا ہے، اسی طرح محرّم ہونے کا سبب جو فساد میں مؤثر ہے اس کا مفہوم گاڑھا ہونے کی قید سے واضح ہو جاتا ہے، اور امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ شیرہ کا جوش کھانا گاڑھے ہونے کی ابتدا ہے اور اس کی تکمیل جھاگ چھوڑنے سے ہوتی ہے اور جھاگ سے ہی صاف تلچھٹ سے ممتاز ہوتا ہے اور احکام شرعیہ قطعی ہیں لہٰذا ان کی حد متعین ہونی چاہیے اور وہ جھاگ چھوڑنا ہے سو جھاگ چھوڑنے کے بعد کوئی انگور کے کچے شیرہ کو حلال سمجھے تو وہ کافر ہو گا اور اس کو فروخت کرنا حرام ہو گا وغیرہ وغیرہ۔

بحث ثالث: خمر کے بعینہٖ حرام ہونے کا بیان

خمر بعینہٖ حرام ہے اس کا حرام ہونا نشہ پر موقوف نہیں ہے، بعض لوگوں نے خمر کے بعینہٖ حرام ہونے کا انکار کیا اور یہ کہا کہ جو خمر نشہ آور ہو وہ حرام ہے کیونکہ اسی خمر کے پینے سے فساد ہوتا ہے اور وہی اللہ کی یاد سے روکتی ہے، اور یہ قول کفر ہے، کیونکہ یہ کتاب اللہ کا انکار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو (مطلقاً) رجس (نجس) قرار دیا ہے اور رجس بعینہٖ حرام ہوتا ہے اور سنت متواترہ سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خمر کو حرام قرار دیا اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، نیز خمر کی قلیل مقدار زیادہ پینے پر ابھارتی ہے اور یہ خمر کی خصوصیت ہے، یہی وجہ ہے کہ زیادہ خمر پینے سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کی زیادہ طلب ہوتی ہے اس کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

برعکس کھانے پینے کی دوسری چیزوں کی یہ خصوصیت نہیں ہے' پھر ہمارے نزدیک خمر کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے (بلکہ خمر فی نفسہ حرام ہے نشہ دے یا نہ دے) اور باقی نشہ آور چیزوں پر اس کا حکم لاگو نہیں ہوتا کہ ان کا بھی ایک قطرہ حرام اور نجس ہو اور معمولی مقدار پینے سے بھی حد واجب ہو اگرچہ ان کا بقدر نشہ پینا حرام ہے جس کا ثبوت دیگر احادیث صحیحہ سے ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) اس کے برعکس امام شافعی (بلکہ ائمہ ثلاثہ) باقی نشہ آور مشروبات، پر بھی خمر کا حکم عائد کرتے ہیں۔ اور یہ قول بعید ہے کیونکہ یہ سنت مشہورہ کے خلاف ہے (کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا خمر بعینہٖ حرام ہے اور باقی مشروبات بہ قدر نشہ حرام ہیں) امام شافعی مخامرۃ العقل کے اشتراک کی بنا پر اس کا حکم ہر نشہ آور مشروب، پر عائد کرتے ہیں حالانکہ کسی اسم کی وجہ اشتقاق کی بنا پر حکم متعدی نہیں کیا جاتا۔

بحث رابع[4]: خمر کی نجاست خمر کی نجاست غلیظہ ہے جس طرح پیشاب کی نجاست ہے کیونکہ جس طرح ہم بیان کرچکے ہیں اس کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہے۔

بحث خامس[5]: خمر کو حلال سمجھنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ دلیل قطعی کا انکار کنندہ ہے۔

بحث سادس[6]: مسلمان کے حق میں خمر کا مال متقوم نہ ہونا اگر مسلمان نے کسی شخص کی خمر تلف کر دی یا غصب کر لی تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا، اور خمر کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے (کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو نجس قرار دیا تو اس کو بے وقعت اور بے قیمت قرار دیا، اور کسی چیز کا قیمت والا ہونا اس کی عزت اور کرامت پر دلالت کرتا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس ذات نے خمر کے پینے کو حرام کیا ہے اسی نے اس کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت کھانے کو حرام قرار دیا ہے، خمر کی مالیت کے سقوط میں اختلاف ہے اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر مال ہے، کیونکہ طبائع خمر کی طرف میلان کرتی ہے سو کسی شخص نے اگر مسلمان کی کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کو خمر نہیں دے سکتا نہ مسلمان کا لینا جائز ہے اور اگر ذمی کو کوئی رقم دینی ہو تو وہ اس کے بدلہ میں خمر دے سکتا ہے کیونکہ ان کے ہاں خمر کی خرید و فروخت جائز ہے۔

بحث سابع[7]: خمر سے نفع حاصل کرنے کی حرمت کا بیان خمر سے نفع حاصل کرنا حرام ہے کیونکہ خمر نجس ہے اور نجس چیز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے اور نفع حاصل کرنے میں خمر سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

بحث ثامن[8]: خمر کی حد کا بیان خمر پینے والے پر حد لگائی جائے گی خواہ اس کو نشہ نہ ہو، کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: جو شخص خمر پیئے اس کو کوڑے لگاؤ اگر دوبارہ پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اگر سہ بارہ پیئے تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر پھر خمر پیئے تو اس کو قتل کر دو، البتہ قتل کرنے کا حکم منسوخ ہوگیا اور کوڑے لگانے کا حکم باقی ہے (کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مسلمان کا خون صرف تین وجہ سے جائز ہے: قتل کے بدلہ میں قتل کیا جائے یا شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے یا جو شخص مرتد ہو جائے، عنایہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے اور اجماع صحابہ سے خمر کی حد اسی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ (اس کا مکمل بیان ہم کتاب الحدود میں کرچکے ہیں)

بحث تاسع[9]: خمر کو پکانے کا بیان خمر کو (آگ پر) پکانا اس میں مؤثر نہیں ہے (یعنی اس کے باوجود خمر حرام رہے گی) البتہ اگر کسی نے خمر کو آگ پر جوش دے کر پیا اور اس کو نشہ نہیں ہوا تو اس پر حد واجب نہیں ہے، کیونکہ قلیل مقدار پینے پر حد، انگور کے کچے شیرہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں اور اس کو پکایا جاچکا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بحث عاشر: خمر کو سرکہ بنانے کا بیان

خمر کو سرکہ بنانے میں امام شافعی کا اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک خمر کو سرکہ بنانا جائز ہے، کتاب البیوع میں ہم اس کو تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ [1]

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کے جواز پر قرآن مجید سے استدلال

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون منه سكرًا ورزقا حسنا۔ (نحل: ٦٧)

اور کھجور اور انگور کے کچھ پھل ہیں (کہ پانی میں ڈال کر) تم ان سے نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فقہاء احناف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبیذ کی غیر نشہ آور مقدار کو پینا جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے پیدا کرنے کو اپنے بندوں پر احسان قرار دیا ہے اور احسان اسی چیز کا ہو سکتا ہے جو حلال ہو، لہٰذا یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ جب تک نبیذ نشہ آور نہ ہو اس کا پینا جائز ہے اور جب وہ نشہ کی حد کو پہنچ جائے تو پھر اس کا پینا جائز نہیں ہے اس استدلال کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: امام دار قطنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب کی نشہ آور (مقدار) کو حرام کیا گیا ہے، ابراہیم نخعی، امام ابو جعفر طحاوی اور سفیان ثوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ نبیذ جب تک نشہ کی حد کو نہ پہنچے اس کا پینا جائز ہے۔ [2]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا يها الذين أمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون ○ انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوٰة فهل انتم منتهون ○ (مائدہ: ۹۰-۹۱)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں سو تم ان کاموں سے بچو! تاکہ تم کامیاب ہو سکو، شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کو یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آنے والے ہو!

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نشہ آور چیز کی قلیل مقدار حرام نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کرنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خمر اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور بغض اور عداوت پیدا کرتی ہے اور نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینے سے یہ اوصاف پیدا نہیں ہوتے، اور اگر ہم ظاہر آیت کا لحاظ کریں تو قلیل مقدار میں خمر بھی حرام نہیں ہونی چاہیے، لیکن ہم نے خمر کی قلیل مقدار میں اس قیاس کو چھوڑ دیا، کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ خمر مطلقاً حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ البتہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات میں ظاہر آیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ ان کی قلیل مقدار اللہ کے ذکر سے روکتی ہے نہ نماز سے اور نہ بغض و عداوت پیدا کرتی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۵ - ۴۹۲، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

[2] علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۳، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غیر خمر نشہ آور مشروبات کی قلیل مقدار کی حلت کے متعلق احادیث

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب مطلقاً حرام ہے خواہ اس کی مقدار کثیر ہو یا قلیل، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک خمر تو مطلقاً حرام ہے اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات جس مقدار میں نشہ آور ہوں اس مقدار میں حرام ہیں اور اس سے کم مقدار میں حرام ہیں نہ نجس اور ان کا پینا حلال ہے، امام ابو حنیفہ کا استدلال ان احادیث سے ہے:

امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں:

ابو حنیفة عن ابی عون محمد الثقفی عن عبد الله بن شداد عن ابن عباس انه قال حرمت الخمر قلیلها وکثیرها والسکر من کل شراب۔ [۱]

امام ابو حنیفہ، ابو عون اور عبد اللہ بن شداد کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ خمر کو (مطلقاً) حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام ابو یوسف نے بھی اس حدیث کو امام ابو حنیفہ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [۲]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو بکر قال حدثنا محمد بن بشر قال حدثنا مسعر عن ابی عون عن ابن شداد قال: قال ابن عباس: حرمت الخمر بعینها قلیلها وکثیرها والسکر من کل شراب۔ [۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ [۴]

حافظ نور الدین الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والسکر من کل شراب۔ قلت عزاہ صاحب الاطراف الی النسائی ولم اره۔ (رواہ الطبرانی باسانید ورجال بعضها رجال الصحیح) [۵]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، صاحب اطراف نے اس حدیث کی امام نسائی کی طرف نسبت کی ہے لیکن میں نے اس حدیث کو سنن نسائی میں نہیں دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور بعض اسانید کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[۱] امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ھ، مسند امام اعظم ص ۳۵۴ (مترجم) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

[۲] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۸، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[۳] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[۴] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۵] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حافظ الہیثمی نے اس حدیث کو سنن نسائی میں نہیں دیکھا، لیکن یہ حدیث سنن نسائی میں پانچ سندوں کے ساتھ موجود ہے جن کو ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ تقاضائے بشری سے حافظ الہیثمی کا تسامح ہے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابوبکر بن علی قال اخبرنا القواریری قال ثنا عبد الوارث قال سمعت ابن شبرمة یذکرہ عن عبد اللہ بن شداد بن الھاد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب۔ ؎۱

امام نسائی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے۔ خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا ابوبکر بن علی قال ثنا سریج بن یونس قال ثنا ھشیم عن ابن شبرمة قال حدثنی الثقة عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والسکر من کل شراب۔ ؎۲

امام نسائی دوسری سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن الحکم قال ثنا محمد ح واخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن مسعر عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والمسکر من کل شراب۔ ؎۳

امام نسائی دو سندوں کے ساتھ (یعنی تیسری اور چوتھی) حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

اخبرنا الحسین بن منصور قال ثنا احمد بن حنبل قال ثنا ابراھیم بن ابی العباس قال ثنا شریك عن عباس بن ذریح عن ابی عون عن عبد اللہ بن شداد عن ابن عباس قال حرمت الخمر قلیلھا وکثیرھا وما اسکر من کل شراب۔ ؎۴

امام نسائی پانچویں سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال حرمت الخمر بعینھا القلیل منھا والکثیر والسکر من کل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خمر کو بعینہ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب

؎۱۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

؎۲۔ " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹ ، "

؎۳۔ " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹ ، "

؎۴۔ " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹ ، "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شراب ہے[1] میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے۔

ہم نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کے مستند کتب احادیث سے دس طرق بیان کیے ہیں، لہٰذا اس حدیث کے مشہور ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اس حدیث کی بعض اسانید کے تمام راوی صحیح ہیں، جیسا کہ حافظ الہیثمی نے تصریح کی ہے اور یہ حدیث حکماً مرفوع ہے اس لیے فقہاء احناف کا اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حلال ہے اور اس کا پینا جائز ہے۔

جس مشروب کی تیزی سے نشہ کا خدشہ ہو اس میں پانی ملانے کے بعد اس کو پینے کا جواز

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے جائز ہونے پر فقہاء احناف نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس نبیذ میں شدت اور حدت ہو اور وہ اس شدت کی بناء پر نشہ آور ہو اس نبیذ میں پانی ملا کر اس کی شدت کو کم کر کے اور اس کی حدت کو توڑ کر پینا جائز ہے اور یہ عمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بکثرت صحابہ اور فقہاء تابعین سے ثابت ہے:

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عمر رضی الله عنه اتى باعرابى قد سكر فطلب له عذرا فلما اعياه الاذهاب عقل قال احبسوه فاذا صحا فاجلدوه، ودعا بفضلة فضلت فى اداوته، فذاقها فاذا نبيذ شديد ممتنع فدعا بماء فكسره (وكان عمر رضى الله عنه يحب الشراب الشديد) فشرب وسقى جلساءه ثم قال هكذا اكسروه بالماء اذا غلبكم شيطانه قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى[2]

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نشہ میں مدہوش اعرابی کو لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے عذر طلب کیا، جب وہ اپنی مدہوشی کی وجہ سے کچھ نہ بتا سکا تو آپ نے فرمایا اس کو باندھ دو، جب اس کو ہوش آجائے تو اس کو کوڑے لگا دینا، پھر حضرت عمر نے اس اعرابی کے مشکیزہ میں بچے ہوئے مشروب کو منگوایا، پھر آپ نے اس کو چکھا تو وہ بہت تیز اور سخت (تلخ) نبیذ تھا، آپ نے پانی منگوا کر اس کی شدت اور حدت کو توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور اپنے ساتھیوں کو پلایا، پھر آپ نے فرمایا جب اس کی تیزی اور نشہ تم پر غالب آجائے تو اس کو پانی سے توڑ لیا کرو، امام محمد کہتے ہیں ہمارا اسی پر عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

نیز اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۲۹۷، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۸۴ - ۱۸۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[3] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[4] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن مجاهد قال، عمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی السقایۃ سقایۃ زمزم فشرب من النبیذ فشد وجھہ ثم امر بہ الثانیۃ فکسر بالماء ثم شرب منہ فشد وجھہ ثم امر بہ الثالثۃ فکسر بالماء ثم شرب بلہ

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمزم کی سبیل سے پانی پینے کا ارادہ کیا پھر آپ نے نبیذ پیا اور آپ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوتے، پھر آپ نے اس کو دوبارہ منگوایا اور اس کی شدت کو پانی سے توڑا، پھر آپ نے اس کو پیا اور پھر آپ کو ناگوار ہوا پھر آپ نے تیسری مرتبہ اس کی تیزی کو پانی سے توڑنے کا حکم دیا اور پھر اس کو پی لیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو زیادہ وضاحت سے روایت کیا ہے:

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم السقایۃ فقال اسقونی من ھذا فقال العباس الا نسقیك مما نصنع فی البیوت؟ قال لا ولکن اسقونی مما یشرب الناس قال فاتی بقدح من نبیذ فذاقہ فقطب ثم قال ھلموا ماء فصبہ علیہ ثم قال زد فیہ مرتین اوثلاثا قال: اذا اصابکم ھذا فاصنعوا بہ ھکذا۔ ؎۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبیل پر آئے اور فرمایا مجھے اس سے پانی پلاؤ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم آپ کو وہ چیز نہ پلائیں جس کو ہم اپنے گھر میں تیار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مجھے وہ چیز پلاؤ جس کو لوگ پیتے ہیں، حضرت عباس نبیذ کا ایک پیالہ لے کر آئے، آپ نے اس کو چکھا، پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا پانی لاؤ پھر اس میں پانی ملایا پھر دو یا تین بار فرمایا اور زیادہ ملاؤ، اور فرمایا جب تم کو تیز لگے تو اس کو اس طرح کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ؎۳

نیز امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال، کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی بقدح فیہ شراب فقربہ الی فیہ ثم ردہ فقال لہ بعض جلسائہ احرام ھو یا رسول اللہ! قال: فقال ردوہ فردوہ ثم دعا بماء فصبہ علیہ ثم شرب، فقال انظروا ھذہ الاشربۃ اذا اغتلمت علیکم فاقطعوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس ایک پیالے میں ایک مشروب (سخت مست والا نبیذ) لایا گیا، آپ اس کو منہ کے قریب لے گئے پھر واپس کر دیا، بعض شرکاء مجلس نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو واپس کرو سو اس کو واپس کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا۔ پھر آپ نے فرمایا ان مشروبات کو غور سے دیکھا کرو جب یہ مشروبات

؎۱۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۶، مطبوعہ مکتبہ اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

؎۲۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ صنعانی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

؎۳۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

متونها بالماء.[1] جوش کھارہے ہوں تو ان میں پانی ملا کر ان کی قوت کو کم کیا کرو۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔[2]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عطش وهو يطوف بالبيت حول الكعبة فاستسقى فاتى بنبيذ من السقاية فشمه فقطب فقال: على بذنوب زمزم فصب عليه و شرب فقال رجل: حرام هو يا رسول الله؟ قال: لا.[3]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے، آپ کو پیاس لگی اور آپ نے پانی مانگا، آپ کے پاس ایک برتن سے نبیذ لایا گیا، آپ نے اس کو سونگھا اور پھر ماتھے پر شکن ڈال کر فرمایا میرے پاس زمزم کا ڈول لاؤ، پھر آپ نے اس میں پانی ملا کر اس کو پی لیا، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں!

اس حدیث کو امام بیہقی نے تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے[4] نیز اس حدیث کو امام نسائی[5] اور امام دارقطنی[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن میمون قال: قال عمر: انا نشرب هذا الشراب الشديد لنقطع به لحوم الابل فی بطوننا ان يؤذينا فمن رابه شیء فليمزجه بالماء.[7]

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا ہم یہ تیز مشروب (نبیذ) پیتے ہیں تاکہ اس کی حدت سے ہمارے پیٹوں میں جو اونٹوں کا گوشت ہے وہ گل جائے اور ہمیں اس سے تکلیف نہ ہو جس شخص کو اس نبیذ کی تیزی سے (نشہ کا) خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملالے۔

اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔[8]

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰۔ ۱۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۵۔ ۳۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۸ ص ۳۰۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[5] امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۳۲۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۴۰۶ھ

[6] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[7] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۳۔ ۱۴۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[8] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن همام قال اتی عمر بنبیذ زبیب من نبیذ الطائف قال فلما ذاقه قطب فقال: ان لنبیذ زبیب الطائف لغراما (لعله لغراما سعیدی غفرلہ) ثم دعا بماء فصبه علیه فشرب وقال اذا اشتد علیکم فصبوا علیه بالماء واشربوا[۱]

عن سعید بن المسیب ان قوما من ثقیف لقوا عمر بن الخطاب وهو قریب من مکة فدعاهم بانبذتهم فاتوه بقدح من نبیذ فقربه من فیه ثم دعا بماء فصبه علیه مرتین او ثلاثا فقال اکسروه بالماء[۲]

ہمام کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس طائف کی کشمش کا نبیذ لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چکھ کر تیوری چڑھائی اور فرمایا طائف کی کشمش کے نبیذ میں شدت اور حدت ہوتی ہے پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا جب تم کو کوئی نبیذ شدید لگے تو اس میں پانی ڈال کر پی لو۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے قریب ثقیف کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، آپ نے کہا تم لوگ اپنے نبیذ لے کر آؤ وہ لوگ ایک پیالہ میں نبیذ لے کر آئے، آپ نے اس کو منہ کے قریب لگایا پھر پانی منگا کر اس پر دو یا تین بار ڈالا پھر فرمایا اس کی تیزی کو پانی سے توڑ لیا کرو۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے[۳] نیز اس حدیث کو امام نسائی[۴] اور امام دار قطنی[۵] نے بھی روایت کیا ہے۔

ہر چند کہ امام نسائی اور امام دار قطنی نے ان میں سے بعض احادیث کی اسانید کو ضعیف کہا ہے لیکن تعدد طرق اور کثرت اسانید کی وجہ سے یہ احادیث لائق استدلال اور قابل احتجاج ہیں اور ان احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ جو نبیذ یا کوئی اور مشروب اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار جائز ہے اور اس میں پانی ملا کر اس کو کثیر مقدار میں پینا بھی حلال ہے کیونکہ اگر یہ ناجائز ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان تیز مشروبات کو گرانے کا حکم دیتے لیکن آپ نے اس کے برعکس ان میں پانی ملا کر ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی تو اس سے معلوم ہوا کہ جو نبیذ اپنی تیزی کی وجہ سے نشہ آور ہو اس میں پانی ملا کر اور اس کی تیزی توڑ کر اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔

اور یہی فقہاء احناف کثرہم اللہ کا نظریہ ہے نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن دواؤں میں قلیل مقدار میں الکوحل شامل ہو (خواہ وہ ایلوپیتھک دوائیں ہوں یا ہومیو پیتھک) ان کا پینا جائز ہے کیونکہ اولاً تو ان میں الکوحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے ثانیاً یہ کہ دوسری دواؤں کی آمیزش کے بعد الکوحل کی شدت یا حدت ختم ہو جاتی ہے صرف اس کا اتنا اثر رہتا ہے جس سے اس دوا کو طویل عرصہ تک محفوظ کیا جاتا ہے۔

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل!

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

۱۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۲-۱۴۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

۲۔ 〃 〃 〃 〃 〃 ، المصنف ج ۸ ص ۱۴۴،

۳۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۲۶-۲۲۷، مطبوعہ مکتب علمیہ بیروت، ۱۳۹۰ ھ

۴۔ امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۵۔ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۶۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن عائشۃ قالت اشربوا ولا تسکروا [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیو اور نشہ نہ کرو!

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود قال بینا نحن نزول مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالابطح فذکر الحدیث وقال فیہ انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور، فزوروھا تذکرکم الاخرۃ ونھیتکم عن لحوم الاضاحی ان تاکلوھا فوق ثلاث فکلوا وادخروا ونھیتکم عن الاوعیۃ، وان الاوعیۃ لا تحرم شیئا فاشربوا ولا تسکروا۔ [2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابطح (ایک وادی) میں گئے، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے تم کو (پہلے) قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب ان کی زیارت کیا کرو یہ تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی، اور میں نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع کرنے سے منع کیا تھا سو اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو، اور میں نے تم کو (چند) برتنوں (کے استعمال) سے منع کیا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال نہیں کرتے اب تم ان برتنوں میں پیو اور نشہ نہ کرو۔

علامہ ابوبکر رازی لکھتے ہیں:

حضرت ابوبردہ بن نیار بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "برتنوں میں پیو اور نشہ نہ کرو"! آپ کا یہ ارشاد کہ برتنوں میں پیو ان مشروبات کے پینے کی طرف راجع ہے جن کا پینا پہلے ممنوع تھا، آپ نے اس حدیث میں ان کے پینے کو مباح کر دیا، اور یہ معلوم اور مقرر تھا کہ اس سے آپ کی مراد ان مشروبات کا پینا تھا جن کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے کیونکہ یہ کہنا تو صحیح نہیں ہے کہ پانی پیو اور نشہ نہ کرو، کیونکہ پانی کسی حال میں نشہ آور نہیں ہے سو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار پینا جائز ہے۔ بہ کثرت صحابہ کرام سے نبیذ شدید کو پینا ثابت ہے، بعض آثار یہ ہیں:

علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انھوں نے ہم کو نبیذ شدید پلایا۔

نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ہم یحییٰ بن سعید قطان کے پاس کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمیں نبیذ کی تحریم کے متعلق حدیث بیان کر رہے تھے اتنے میں ابوبکر بن عیاش آ گئے انھوں نے یہ سن کر کہا: اسے لڑکے خاموش ہو! اور کہا اعمش از ابراہیم نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ہم کو سخت تیز نبیذ پلایا جس کا آخر نشہ آور تھا۔

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشروب سے کچھ پی لیا تو حضرت عمر نے اس کو کوڑے لگائے، اعرابی نے کہا میں نے تو آپ کے مشروب سے پیا ہے، حضرت عمر نے اپنے مشروب کو منگایا اور پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا پھر اس سے پیا اور فرمایا جس شخص کو اپنے مشروب کی تیزی سے (نشہ دینے) کا خدشہ ہو وہ اس میں پانی ملا لے، ابراہیم نخعی نے بھی حضرت عمر سے اس کی مثل روایت کیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے اس اعرابی کو مارنے کے بعد اس مشروب کو پیا۔ [3]

---

[1] امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] اس واقعہ کے متعلق امام دارقطنی نے یہ روایت بیان کی ہے: ______ (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں) ______

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عطاء بن ابی میمونہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہا کشمش اور چھواروں کو ملا کر ان کا نبیذ پیتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابوطلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (یعنی کشمش اور چھواروں کے مخلوط نبیذ سے) انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں تنگی کی بناء پر اس سے منع فرمایا تھا، جس طرح کھجوروں کو ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا۔ سے

علامہ جصاص فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روایات ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ میں بیان کیا ہے اور یہاں دوبارہ اس کی تطویل سے ہم نے اجتناب کیا ہے۔ ہمارے فقہاء احناف نے جن مشروبات کو حلال قرار دیا ہے ہمارے علم میں صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے ان کو حرام نہیں کیا، صحابہ کرام اور فقہاء تابعین سے صرف نقیع الزبیب (کچے پانی میں کشمش کو ڈال دیا جائے وہ پانی سڑ کر جھاگ چھوڑ دے اور اس کی مٹھاس چلی جائے۔ سعیدی غفرلہٗ) کو حرام کہا ہے، اور انگور کے پکے ہوئے اس شیرہ کو حرام کہا ہے جو پکنے کے بعد دو ثلث سے کم اڑ جائے اور نشہ آور ہو، (اس کو علماء اصطلاح میں باذق کہتے ہیں) صحابہ کرام اور فقہاء تابعین کے بعد ایک قوم نے نبیذ (پانی میں انگوروں یا کھجوروں کو ڈال کر معمولی جوش دیا جائے حتیٰ کہ پانی میں ان کی مٹھاس آجائے) کے معاملہ میں تشدید کی اور اس کو حرام قرار دیا، حالانکہ اگر نبیذ حرام ہوتا تو اس کی حرمت تواتر سے منقول ہوتی جیسا کہ خمر کی تحریم منقول ہے کیونکہ اس کے پینے میں عام لوگ مبتلا رہتے کیونکہ عام لوگوں کا مشروب کچی کھجوروں اور چھواروں کا مشروب تھا اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو لوگ نبیذ کو حرام کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔ لے

نبیذ کی تعریف اور اس کا حکم

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نبیذ چھواروں، کشمش، شہد اور گندم وغیرہ سے بنایا جاتا ہے بایں طور کہ ان کو پانی میں

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

عن عامر ان اعرابیا شرب من اداوۃ عمر نبیذا فسکر فضربہ عمر الحد. (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت عمر کے مشکیزہ سے نبیذ پیا اس کو نشہ ہو گیا تو حضرت عمر نے اس کو حد لگائی۔

نیز امام دارقطنی روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی ان رجلا شرب من اداوۃ علی نبیذا بصفین فسکر فضربہ علی علیہ السلام الحد.

(سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۶۱)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ صفین میں ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے مشکیزہ سے نبیذ پیا جس سے اس کو نشہ ہو گیا، تو حضرت علی نے اس کو حد لگائی۔

اس سے واضح ہوا کہ حضرت علی اور حضرت عمر ایسا تیز نبیذ پیتے تھے جس کی کثیر مقدار نشہ آور تھی، انھوں نے اعرابی اور اس شخص کو حد اس لیے لگائی کہ اس نے وہ نبیذ زیادہ مقدار میں پیا اگر وہ کم مقدار میں پیتا جس سے نشہ نہ ہوتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ امام دارقطنی کا ان روایات کو غیر ثابت کہنا ان کے مسلکی تعصب کی بناء پر ہے، تاہم انھوں نے ان کو باطل یا موضوع نہیں کہا، اور یہ آثار متعدد اسانید سے ثابت ہیں اور ہمارے ائمہ نے ان سے استدلال کیا ہے اس لیے ان کا ضعف جاتا رہا۔ سعیدی غفرلہٗ

سے۔ علامہ جصاص نے ان تمام آثار کو مکمل اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے، ہم نے اختصار کی وجہ سے ان اسانید کو حذف کر دیا۔ سعیدی غفرلہٗ

لے۔ علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۶۵-۴۶۴، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ڈال کر آگ پر معمولی جوش دے لیا جائے، جوش دینے کی قید اس لیے لگائی ہے کہ جس کو آگ پر پکایا نہ جائے، وہ اجماع صحابہ سے حرام ہے، یعنی کشمش یا چھواروں کو پانی میں ڈال دیا جائے اور وہ گاڑھا ہو کر جھاگ چھوڑ دے۔ چھواروں کے نبیذ کی حرمت اور حلت دونوں کے متعلق احادیث آئی ہیں اور جب حرمت کی احادیث کو کچے نبیذ پر اور حلت کی احادیث کو پکائے ہوئے نبیذ پر محمول کیا جائے تو ان میں تطبیق ہو جاتی ہے اور تعارض اٹھ جاتا ہے۔ ۱؎ (کچے نبیذ کا حرام ہونا اور پکے ہوئے کا حلال ہونا نوادر کی روایت ہے، ظاہر الروایہ میں دونوں حلال ہیں۔ سعیدی غفرلہ)

مثلث اور نبیذ شدید کے حلال ہونے پر فقہاء احناف کے دلائل

مثلث: انگور کے شیرہ کو آگ پر پکایا جائے حتیٰ کہ دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ (اس کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

نبیذ شدید: کشمش یا چھواروں کے پانی کو آگ پر پکا کر گاڑھا کر لیا جائے اور اس کا ذائقہ تلخ اور تیز ہو جائے (اس کی بھی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی ہے۔)

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

جابر بن حصین اسدی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا جس میں انھوں نے یہ حکم دیا کہ وہ کھانے کو ہضم کرنے کے لیے مشروب مثلث پیا کریں، اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ میں اس کے پینے کو ترک نہیں کروں گا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کی تحریم کا خود سوال کیا تھا، اس لیے ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ جس چیز کی تحریم کو نص قرآن شامل ہے (جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں) اس کو حضرت عمر خود بھی پیتے تھے اور لوگوں کو بھی پلاتے تھے!

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عمر میٹھا مثلث پیتے تھے اور ایسا مثلث نہیں پیتے تھے جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو، کیونکہ حضرت عمر یہ کہتے تھے کہ پکانے سے شیطان کا حصہ اور جنون ختم ہو جاتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر کھانا ہضم کرنے کے لیے مثلث پیتے تھے اور مثلث اس وقت ہاضم ہوتا ہے جب کہ وہ تلخ اور تیز ہو نہ کہ میٹھا ہو، اس کی دلیل وہ آثار ہیں جن کو امام محمد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

زیاد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا مشروب پلایا کہ قریب تھا مجھے اپنے گھر کا راستہ نہ ملتا، میں نے صبح ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انھوں نے کہا ہم نے تمہیں عجوہ (ایک قسم کی عمدہ کھجور) اور کشمش کے نبیذ کے سوا اور کوئی چیز نہیں پلائی دیکھیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زہد اور تقویٰ معروف اور مسلم ہے، ان کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسی چیز پیتے یا پلاتے ہوں گے جس کے بارے میں تحریم نازل ہو چکی ہو، حضرت ابن عمر نے زیاد کو تیز نبیذ پلایا تھا جس کا ان کے ذہن پر ایسا اثر ہوا کہ ان کو گھر کا راستہ ملنا مشکل ہو گیا، اس واقعہ کو اس طرح تعبیر کرنا ان کا مبالغہ تھا یہ نشہ نہیں تھا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا معمولی جوش دیا ہوا تیز قسم کا نبیذ پینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمش اور کھجور کا مخلوط نبیذ پینا بھی جائز ہے اس کے برخلاف بعض متشدد لوگ یہ کہتے ہیں کہ مخلوط مشروب

۱؎ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو پینا جائز نہیں ہے خواہ وہ میٹھا کیوں نہ ہو، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مخلوط مشروب (اس کو خلیطین کہتے ہیں) پینے سے منع فرمایا ہے، ہمارے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ ممانعت تنگی اور قحط کے زمانہ پر محمول ہے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اغنیاء کے لیے ان دو نعمتوں کے جمع کرنے کو ناپسند فرمایا تھا۔ اور بعض احادیث میں دو نعمتوں کے ملانے کی ممانعت کی تصریح بھی ہے، اور خوش حالی کے زمانہ میں مخلوط مشروب پینے کے جواز پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے چھواروں کا نبیذ بنایا آپ کو وہ اچھا نہیں لگا تو آپ نے مجھے اس میں کشمش ڈالنے کا حکم دیا، نیز جب ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہوگا۔ ؎۱

محمد بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رقیق مشروب کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا، ایک عیسائی نے کہا ہم اپنے گرجے میں ایک مشروب تیار کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں سے کچھ میرے پاس لاؤ! وہ اس کی کچھ مقدار لے کر آیا، حضرت عمر نے پوچھا تم اس کو کس طرح تیار کرتے ہو؟ اس نے کہا ہم انگور کے شیرہ کو پکاتے ہیں حتی کہ اس کا دو تہائی اڑ جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے، حضرت عمر نے اس پر پانی ڈال کر پی لیا، پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو وہ مشروب پینے کے لیے دیا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے خیال میں آگ کسی چیز کو حلال نہیں کرتی، حضرت عمر نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ عمر سرکہ بن جاتی ہے اور پھر ہم اس کو پیتے ہیں! اس حدیث میں مثلث کو پینے کے جواز کی دلیل ہے خواہ وہ تیز کیوں نہ ہو، کیونکہ حضرت عمر نے تلخ مثلث کے متعلق مشورہ کیا تھا نہ کہ شیریں مثلث کے لیے، یہ کھانے کو ہضم کرتا ہے اور رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی طاقت دیتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کے معاملات میں غور و فکر کرتے رہتے تھے اور دینی معاملات میں مشورہ کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ اگر مثلث گاڑھا ہو تو اس میں پانی ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا، وہ آپ کے پاس ایک مشروب لے کر آئے، جب آپ اس کو منہ کے پاس لے گئے تو آپ کے چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہوا، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈالا اور اس کو پی لیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب ان (تیز) مشروبات میں سے کسی کے متعلق (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو پانی ملا کر اس کی طاقت کو توڑ دیا کرو۔ ؎۲

جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار کے حلال ہونے پر امام ابو یوسف اور علامہ سرخسی کے دلائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خمر کو بعینہٖ حرام کیا گیا ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور کو حرام کیا گیا ہے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ محرم کسی مشروب کا وہ آخری گھونٹ ہے جس سے نشہ پیدا ہو، اور خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، اور مثلث اور کشمش اور چھواروں کے پکے ہوئے پانی (یعنی نبیذ) میں قلیل اور کثیر کا فرق ہے اس کی قلیل مقدار حلال ہے

؎۱۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۵-۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

؎۲۔ " " " " ، المبسوط ج ۲۴ ص ۸-۷، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور جس گھونٹ کے بعد نشہ پیدا ہو وہ حرام ہے اور وہ کثیر مقدار کا آخری گھونٹ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا جو پیالہ نشہ آور ہو صرف وہ حرام ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: اس کی مثال کپڑے میں خون کی طرح ہے اگر کپڑے میں قلیل خون ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے اور اس کی مثال نفقہ کی طرح ہے اگر انسان اپنی کمائی سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو جائز ہے اور اگر خرچ میں اسراف کرے (یعنی ناجائز محل پر خرچ کرے) تو یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح نبیذ ہے اگر اس کو کھانے کے بعد پیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کو بہ قدر نشہ پیا تو ناجائز ہے کیونکہ یہ اسراف ہے اس لیے نبیذ پیتے ہوئے جب نشہ ہونے لگے تو اس کو چھوڑ دے۔ دیکھئے مثلاً دودھ حلال ہے لیکن اگر کسی شخص کو زیادہ دودھ پینے سے نشہ ہونے لگے تو وہ زیادتی ناجائز ہوگی، نیز غور کیجئے کہ بھنگ سے علاج کرنا جائز ہے لیکن اگر بھنگ سے کسی شخص کی عقل ماؤف ہونے لگے تو وہ ناجائز ہوگی، اور اس تمام تفصیل سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ حرمت کا مدار نشہ لانے والے جز پر ہے البتہ خمر مطلقاً حرام ہے، نیز خمر کو تھوڑی مقدار میں پینا زیادہ پینے کا محرک ہوتا ہے اس لیے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، اس کے برخلاف مثلث کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی بلکہ اس کی قلیل مقدار کھانے کو ہضم کرتی ہے اور عبادت کرنے کی قوت دیتی ہے اور اس کی کثیر مقدار سر میں درد کر دیتی ہے، کیا یہ مشاہدہ نہیں ہے کہ جو لوگ نشہ آور مشروبات کو پیتے ہیں وہ مثلث میں بالکل رغبت نہیں کرتے۔ [1]

حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار پینے کا جواز

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی لایا گیا جو نشہ میں تھا، اس کے پاس نبیذ مثلث کا ایک مشکیزہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے چھٹکارے کی کسی سبیل کا ارادہ کیا مگر وہ شخص بالکل مدہوش تھا، آپ نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا، جب اس کے ہوش وحواس درست ہو گئے، تو آپ نے اس کے مشکیزے کو منگایا اس میں نبیذ تھا اس کو چکھا اور کہا اوہ! اس نے یہ کام کیا، پھر اس نبیذ کو ایک برتن میں ڈالا اور اس میں پانی ملا کر خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا اور کہا جب تم کو کسی نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو تو اس میں پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑ لو، اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ پکے ہوئے نبیذ کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے، خواہ وہ تیز ہو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خود پیا اور اصحاب کو پلایا، بلکہ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ نشہ آور مشروب کو قلیل مقدار میں پینا جائز ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ نبیذ نشہ آور تھا اس کو چکھا، اگر خمر کی طرح اس کی قلیل مقدار بھی نجس اور حرام ہوتی تو حضرت عمر اس کو کیسے پیتے جن کے بلبار اصرار کے بعد تحریم خمر نازل ہوئی تھی (سعیدی غفرلہ) نیز روایت ہے کہ اس اعرابی نے پوچھا کیا آپ نے مجھے نبیذ پینے پر حد لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تم کو صرف نشہ کی بنا پر حد لگائی ہے۔

حماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس گیا وہ صبح کے وقت ناشتہ کر رہے تھے، انھوں نے نبیذ منگا کر پیا اور مجھے پلایا، جب انھوں نے میرے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو کہا مجھے علقمہ نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس جاتے اور ان کے پاس ناشتہ کرتے اور ان کے پاس گھڑے میں رکھا ہوا نبیذ پیتے تھے اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبیذ کی عادت تھی حتیٰ کہ ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے کہ انھوں وہ سبز گھڑا دیکھا جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تیز نبیذ پیتے تھے اور نبیذ پینے کے عادی تھے۔ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبیذ پلایا اور جب انھوں نے مجھ میں تغیر کے آثار دیکھے تو انھوں نے میری رہنمائی کے لیے میرے ساتھ قنبر کو بھیجا۔ (یعنی جب ان میں نشہ کی ابتدائی کیفیات دیکھیں۔)

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۹-۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک قوم حلال مشروب پر جمع ہوتی ہے اور اس کو اس حد تک پیتی ہے کہ وہ ان پر حرام ہوجاتا ہے، یعنی جب وہ نشہ کی حد تک پیتی ہے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ مثلث پیتے تھے اور لوگوں کو مثلث بنانے کا حکم دیتے تھے اور لوگوں کو تیز مثلث پلاتے تھے اور چونکہ مثلث پینے کی اباحت میں بہ کثرت آثار مروی ہیں اسی لیے امام ابوحنیفہ نے مذہب اہل سنت وجماعت کی خصوصیات میں سے یہ شمار کیا ہے کہ گھڑے میں بناتے ہوئے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے اور بعض سلف سے مروی ہے کہ اگر آسمان سے گر کر میرے دو ٹکڑے ہوجائیں تو میرے نزدیک یہ نبیذ کو حرام کہنے سے بہتر ہے، کیونکہ نبیذ کو حرام کہنے سے ان آثار مشہورہ کو رد کرنا لازم آتا ہے اور بڑے بڑے اولوالعزم صحابہ کے اقوال کو بُرا کہنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے، اور نبیذ کو حلال کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر شخص اس کو پیئے۔ نبیذ پینے کی رخصت تحریم کے بعد دی گئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیذ کی تحریم کے وقت میں بھی اسی طرح موجود تھا جس طرح تم موجود تھے، پھر اس کو حلال قرار دیے جانے کے وقت بھی حاضر تھا اور میں نے اس کی تحلیل کو یاد رکھا اور تم بھول گئے، حضرت ابن مسعود کے اس ارشاد سے واضح ہوگیا کہ نبیذ کی حرمت کے متعلق جس قدر آثار مروی وہ سب اس کی رخصت کے حکم کے بعد منسوخ ہوگئے۔ [1]

تیز نبیذ پینے کی ممانعت کے منسوخ ہونے کا بیان

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، صرف وہ گھونٹ حرام ہے جس سے نشہ ہو، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے، وہاں آپ کا ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو کشتی پر زال لگا رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا یہ اپنی شراب پینے سے بیمار ہوگئے تو آپ نے ان لوگوں کو کدو کے بنے ہوئے برتن، سبز گھڑوں اور تارکول لگے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع کردیا۔ (ان برتنوں میں نبیذ بنایا جاتا تھا) جب آپ اس غزوہ سے واپس لوٹے تو ان لوگوں نے بدہضمی کی شکایت کی، آپ نے ان کو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی اور نشہ آور (مقدار) سے منع فرمایا، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبیذ پینے کی ممانعت پہلے تھی اور رخصت بعد میں دی گئی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں نشہ آور اور نبیذ سے مطلقاً منع فرمایا تھا اور بعد میں اس کی قلیل مقدار پینے کی اجازت دی بہ شرطیکہ اس کو نشہ آور حد تک نہ پیا جائے۔ [2]

کبار صحابہ اور فقہاء تابعین سے نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کے جواز کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہ تیز نبیذ اس لیے پیتے ہیں کہ ہمارے پیٹ میں جو اونٹ کا گوشت ہے وہ گل جائے۔ اور ہم کو ایذا نہ دے جس شخص کو اپنے نبیذ کے بارے میں (نشہ آور ہونے کا) شک ہو وہ اس میں پانی ملالے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ داؤد بن ابی ہند نے سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کس مشروب کی اجازت دی تھی؟ انھوں نے کہا طلاء کی یعنی انگور کے شیرہ کو پکایا جائے جس کا دو ثلث اڑ جائے اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۲-۱۱ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] " " " ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۳-۱۲، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علی بن مسہر اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہم طلاء پیتے تھے۔

انس بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں کوئی بیماری تھی، انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے طلاء تیار کروں اور وہ کھانے کے بعد طلاء پیتے تھے۔

شریح بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شام میں طلاء پیتے تھے۔

صاحب الاستذکار نے کہا ہے کہ ہمارے علم میں طلاء (جس شیرہ کا پکنے کے بعد ایک ثلث باقی رہ جائے، ان تمام روایات میں طلاء سے مراد ثلث ہے) پینے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، سو ان آثار سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں یہ ہے کہ جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اس حدیث میں قلیل سے وہ قلیل مراد ہے جو نشہ آور ہو، تاکہ ان آثار میں تضاد نہ ہو، پس آپ نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر اہل بدر سب نبیذ پینے کو جائز کہتے تھے اسی طرح بعد کے کبار تابعین بھی نبیذ کو جائز کہتے تھے مثلاً شعبی اور ان کی شکل، ابراہیم نخعی اور ان کی مثل، علقمہ، اسود، ابن ابی لیلی، عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود اور سفیان ثوری یہ اپنے زہد و تقوی کے باوجود تیز نبیذ پیتے تھے حتی کہ ان کے رخسار سرخ ہوجاتے تھے اور وکیع رمضان کی راتوں میں عبادت پر طاقت حاصل کرنے کے لیے نبیذ پیتے تھے۔ [1]

بعض جاہل لوگ تیز نبیذ کو خمر کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے خمر کو حلال کر دیا، درحقیقت یہ اعتراض امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب پر نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض کبار صحابہ اور فقہاء تابعین پر ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس مسئلہ میں کسی قول کو ایجاد نہیں کیا، بلکہ انھوں نے وہی کہا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور زہاد تابعین نے کہا ہے، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اور علقمہ، اسود اور ابراہیم نخعی کے بارے میں کیا کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ یہ فقہاء اور زہاد خمر پینے والے تھے اور نشہ کرنے والے تھے؟ یہی وجہ ہے کہ امام ولہر نجم الدین عمر نسفی نے یہ کہا ہے کہ چھواروں اور کشمش کے نبیذ کی حلت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے تاکہ صحابہ اور تابعین کو فاسق قرار دینا لازم نہ آئے اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اہلسنت وجماعت کی علامت یہ ہے کہ چھواروں کے نبیذ کو حرام نہ کہا جائے۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں، معراج میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا اگر مجھے تمام روئے زمین کی دولت دی جائے تو میں پھر بھی گھڑے میں بناتے ہوئے نبیذ کی حرمت کا فتویٰ نہیں دوں گا کیونکہ اس سے صحابہ کو فاسق کہنا لازم آتا ہے اور اگر مجھے روئے زمین کی تمام دولت دی جائے پھر بھی میں اس کو پیوں گا نہیں کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ [3]

---

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۴، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] " " ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۵-۳۴۴، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے) کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: یہ حدیث آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

الاوّل: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے عبید اللہ بن عمرو بن شیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے، اور امام عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

الثانی: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن داؤد بن بکیر عن محمد بن منکدر عن جابر مرفوعا، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے، امام ابن حبان نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن موسی بن عقبۃ عن محمد بن منکدر عن جابر۔

الثالث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امام نسائی نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی عن الولید بن کثیر عن الضحاک بن عثمان عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن سعد۔ نیز اس حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

الرابع: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امام دار قطنی نے ان کی حدیث اس سند کے ساتھ روایت کی ہے: عن عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی حدثنی ابی عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اس سند میں عیسیٰ بن عبد اللہ متروک راوی ہے۔

الخامس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان کی حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عن ابی عثمان عن عمر بن سالم الانصاری عن القاسم عن محمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا ایک فرق (آٹھ کلو کا پیمانہ) نشہ آور ہو اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمرو بن سالم ضعیف ہے، امام دار قطنی نے اس حدیث کو متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور وہ سب ضعیف اسانید ہیں۔

السادس: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے، اس کی یہ سند ہے: اخبرنا ابو عامر العقدی حدثنا ابو معمر عن موسی بن عقبۃ عن سالم بن عبد اللہ بن محمد عن ابیہ مرفوعا، اس کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

السابع: خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو حاکم نے مستدرک کی کتاب الفضائل میں روایت کیا اور سند کے متعلق سکوت اختیار کیا۔

الثامن: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ [1]

ان تمام روایات کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، اور امام احمد نے کہا ہے کہ جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہ پہچانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے، ثانیاً یہ حکم منسوخ ہو گیا، ابتداء میں جب شراب کے معاملے میں سختی کی گئی تھی تو نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو بھی حرام کر دیا تھا، بعد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بنانے والے برتنوں میں پینے کی اجازت دی اور فرمایا پیو اور نشہ نہ کرو تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور بکثرت صحابہ سے تیز نبیذ کی قلیل مقدار کا پینا ثابت ہے۔ یہ تمام بحث ہم نے اس سے پہلے باحوالہ بیان کر دی ہے۔ ثالثاً نشہ آور مشروب کا وہ آخری گھونٹ حرام ہے جو نشہ لانے کا موجب ہو اور اس حدیث میں قلیل سے مراد وہی آخری گھونٹ ہے، اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

امام دارقطنی علقمہ سے روایت کرتے ہیں:

عن علقمة عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال کل مسکر حرام قال عبد الله هی الشربة التی اسکرتك۔ [2]

علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، حضرت عبداللہ نے کہا حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے۔

امام دارقطنی، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں:

عن ابراهیم عن ابن مسعود قال، کل مسکر حرام هی الشربة التی تسکرك۔ [3]

ابراہیم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، کہ ہر نشہ آور (مشروب) حرام ہے، اور حرام وہ گھونٹ ہے جو تم کو نشہ میں لائے

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

خمر قلیل اور کثیر ہر صورت میں حرام ہے کیونکہ خمر کی قلیل مقدار کثیر کی محرک ہوتی ہے، لیکن دوسرے مشروبات (مثلاً نبیذ وغیرہ) باوجود تیز اور گاڑھے ہونے کے ان کی قلیل مقدار کثیر کی محرک نہیں ہوتی، اس لیے ان کی قلیل مقدار مباح ہے البتہ جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ نشہ آور آخری گھونٹ یا آخری پیالہ ہوتا ہے اور اس کا حکم اس مقدار کے خلاف ہے جو نشہ آور ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے چند پیالے پانی پیا پھر اس نے ایک پیالہ خمر پی، تو اس پر خمر کی وجہ سے حد لازم آئے گی نہ کہ خمر سے پہلے پیتے ہوتے پیالوں کی وجہ سے، سو اس کی بھی یہی مثال ہے، اگر کسی مشروب کی کثیر مقدار نشہ آور ہوتی

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۴۲، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[3] 〃 〃 ، سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۵۱ 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ کا حکم ہے، حدیث میں جو ہے کہ ہر نشہ آور حرام ہے یہ ہم کو تسلیم ہے اور اس سے مراد وہ آخری گھونٹ ہے جو نشہ آور ہوتا ہے، امام ابو یوسف نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مشروب کو نشہ کے ارادہ سے پیئے تو اس مشروب کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کھانا ہضم کرنے کے لیے کسی نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پیتا ہے اس کا یہ حکم نہیں ہے اس کی نظیر چلنا ہے زنا کے قصد سے چلنا حرام ہے اور عبادت کے قصد سے چلنا عبادت ہے، اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے: "جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے" وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس آخری پیالہ پر محمول ہے جو نشہ کا موجب ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ حکم ابتداء میں تھا جب شراب کے معاملہ میں سختی کی گئی تھی، پھر اس کے بعد قلیل مقدار پینے کی رخصت دے دی گئی اور جب احادیث کو جمع کرنا ممکن ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بعض احادیث پر عمل کیا جائے اور بعض کو ترک کر دیا جائے۔ [1]

کچے نبیذ کے حلال ہونے پر دلائل

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے یا ان میں سے کسی ایک کا نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ ان کو پکا لیا جائے، کیونکہ کچی کھجور بھی چھواروں کی ایک قسم ہے، اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ چھواروں کا پکا ہوا نبیذ حلال ہے اور اس کی جو مقدار نشہ آور ہو وہ حرام ہے، اسی طرح چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا یا کچی کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانا حلال ہے اس نبیذ کو خلیطین کہتے ہیں اور ہم اس کے جواز پر دلائل بیان کر چکے ہیں، اسی طرح شہد، جوار، گندم، جو، کشمش اور چھواروں میں سے ہر ایک کا نبیذ بنانا جائز ہے، ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانا بھی جائز ہے اور ان کو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہے، چھواروں اور کشمش کے نبیذ کا حکم ہم بیان کر چکے اور باقی چیزوں کے نبیذ کے متعلق ظاہر حکم یہ ہے کہ ان کا نبیذ جائز ہے خواہ کچا ہو یا پکا۔ اور نوادر میں ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ گاڑھا ہو جانے کے بعد کچا نبیذ پینا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خمر پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے کھجور، انگور، گندم، جو اور جوار" اس حدیث سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان چیزوں سے حقیقتاً خمر بنتی ہے، اس سے ان چیزوں کو خمر سے تشبیہ دینا مراد ہے، یعنی ان چیزوں کی شراب کا پینا بھی خمر کی طرح حرام ہے، اور یہ بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہے کہ چھواروں اور کشمش کا کچا پانی اگر گاڑھا ہو تو اس کا پینا حلال نہیں ہے، اسی طرح باقی چیزوں کا کچا پانی بھی اگر گاڑھا ہو تو حرام ہے (یہ نوادر کی روایت تھی، اور ظاہر الروایہ کے مطابق کچا پانی ہو یا جوش دیا ہوا ہر صورت میں حلال ہے) ظاہر الروایہ کی دلیل یہ ہے کہ شہد، جوار اور جو حلال ہیں خواہ وہ پک کر متغیر ہوں یا غیر متغیر، سو اگر ان کو پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ پانی بھی حلال ہونا چاہیے، خواہ اس کو پکا کر متغیر کیا جائے یا نہیں، کیونکہ طعام کا تغیر اور گاڑھا ہونا حرمت میں مؤثر نہیں ہے۔ [2]

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر (انگور کا سڑا ہوا شیرہ جو جھاگ چھوڑ چکا ہو) بعینہٖ حرام ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۱۸۔ ۱۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یا زیادہ اور خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات کو اتنی مقدار میں پینا حرام ہے جتنی مقدار میں وہ نشہ آور ہوں اور اس سے کم مقدار میں (جس میں وہ نشہ آور نہیں ہے) اس کا پینا جائز ہے۔ اس مقدار میں وہ حرام ہیں نہ نجس۔ اس تفصیل سے اس اہم مسئلہ پر بحث کرنا مقصود ہے کہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور انجکشن وغیرہ لگانے کے سلسلہ میں اسپرٹ استعمال ہوتی ہے اور اسی طرح پرفیوم وغیرہ میں بھی الکوحل استعمال ہوتی ہے، آیا ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے ہم دیگر اسلامی مفکرین کی آراء پیش کریں گے اس کے بعد دلائل سے اپنا نقطہ نظر واضح کریں گے۔ لیکن پہلے ہم دیگر مروجہ نشہ آور اشیاء کا حکم بیان کریں گے۔

بھنگ کا لغوی معنی اور اس کی تاثیرات کا بیان

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی بھنگ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بھنگ ایک مشہور بوٹی ہے جو اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، یہ حشیش کی غیر ہے یہ عقل کو ماؤف کر دیتی ہے، جنون لاتی ہے، ورم، چھالوں اور دردوں میں سکون مہیا کرتی ہے۔ [1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھنگ کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض حکماء نے بھنگ کے دنیاوی اور دینی نقصانات کی تعداد ایک سو بیس تک گنوائی ہے، یہ تفکرات اور اندیشوں کو جنم دیتی ہے، جسمانی رطوبتوں کو خشک کر دیتی ہے اور جسم کو گرم بیماریوں کی آماجگاہ بنا دیتی ہے، دنیائے اسلام کے مشہور طبیب محمد بن ذکریا نے کہا بھنگ کو کھانا دردِ سر کا باعث ہے، منی کو خشک کر دیتا ہے، تفکرات، خلل دماغ، دق، سل، علت المشائخ (مفعولیت)، استسقاء اور اچانک موت آنے کا سبب ہے، بعض علماء نے کہا کہ شراب کے تمام نقصانات حشیش میں موجود ہیں، بھنگ نشہ آور ہے اور عقل کو برباد کرتی ہے۔ اس سے گفتگو کا توازن بگڑ جاتا ہے اور دل میں پوشیدہ رکھنے والی باتیں زبان پر آجاتی ہے، ابو العباس بن تیمیہ نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ بھنگ شراب کی طرح نشہ آور ہے کیونکہ اس کے کھانے سے نشہ اور دماغی فتور لاحق ہو جاتا ہے۔ [2]

بھنگ کے شرعی حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

تاج الشریعہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی میں بھنگ پیئے اور اسی حال میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن اگر کوئی شخص عمداً بھنگ پیئے اور نشہ میں طلاق دے دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، صاحب المحیط نے کہا یہ تفصیل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے نیز صاحب المحیط نے بیان کیا کہ بھنگ کا نشہ حرام ہے اور بھنگ کے نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ سقمونیا اور بھنگ کو علاج کی غرض سے قلیل مقدار میں کھانا جائز ہے، اور اگر وہ مقدار سے زیادہ اور عقل کو فاسد کرے تو پھر اس کا کھانا حرام ہے۔ [3]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

البحر الرائق کی کتاب الطلاق میں لکھا ہے کہ: اگر کوئی شخص لہو و لعب کے قصد سے بھنگ یا افیون کھائے اور اس کی عقل ماؤف ہو جائے تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ یہ معصیت ہے، اور اگر اس نے علاج کی غرض سے بھنگ یا افیون کھائی تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اب ان کو کھانا معصیت نہیں ہے، فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے، اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ بغیر غرض علاج

---

[1] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۸، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنو

[3] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۶، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ بھنگ یا افیون کھانا حرام ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس علت سے معلوم ہوا کہ علاج کی غرض سے بھنگ اور افیون کا کھانا جائز ہے۔ (البحر الرائق کی عبارت ختم ہوئی) النہر الفائق میں بھی اس تفصیل کو لکھنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بھنگ کی کثیر اور نشہ آور مقدار کو استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے اور اس کی قلیل مقدار کو بطور لہو ولعب کے استعمال کرنا بھی حرام ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور قلیل مقدار کو بغرض علاج استعمال کرنا جائز ہے اور اگر اس سے نشہ ہو گیا اور نشہ میں طلاق دے دی تو وہ طلاق واقع نہیں ہو گی۔ [1]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں :

حشیش، افیون اور بھنگ طاہر ہیں کیونکہ یہ جامد چیزیں ہیں اور ان کو استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو معطل کر دیتی ہیں، البتہ ان کا بدن میں خارجی استعمال جائز ہے۔ [2]

علامہ صاوی مالکی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :

خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز عقل کو بے کار کر دے وہ مسکر (نشہ آور) ہوتی ہے، اور جو حواس کو سلا دے اور کیف و سرور پیدا کرے اس کو مفتر (مسکن) کہتے ہیں، پہلی چیز نجس اور حرام ہے اور دوسری چیز طاہر اور حرام ہے۔ [3]

ہر چند کہ علامہ دردیر مالکی اور علامہ صاوی مالکی نے بھنگ اور حشیش وغیرہ کے کھانے کو مطلقاً حرام کہا ہے لیکن علامہ دسوقی مالکی نے یہ لکھا ہے کہ ان کو بہ مقدار نشہ کھانا حرام ہے اور اس سے کم مقدار میں کھانا جائز ہے، علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں :

حشیش، برش (ایک قسم کی گھاس) اور افیون مفترات (مسکن اشیاء) میں سے ہیں، علامہ قرافی کی یہی تحقیق ہے اور یہی مختار ہے، اس کے برخلاف علامہ منوفی نے ان کو نشہ آور قرار دیا ہے، ان کی جو مقدار عقل کو ماؤف نہ کرے اس کا استعمال جائز ہے۔ [4] علامہ دسوقی کی یہ عبارت فقہاء احناف کے نظریہ کی مؤید ہے۔

علامہ شربینی شافعی لکھتے ہیں :

جامد اشیاء میں سے جو چیز عقل کو زائل کر دے اس کے استعمال پر حد نہیں ہے جیسے بھنگ اور حشیش کیونکہ ان میں کوئی قوت ہے نہ سرور اور ان کو کم مقدار میں پینا زیادہ مقدار میں پینے کا محرک نہیں ہوتا۔ البتہ ان میں تعزیر ہے۔ [5]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں :

قال الرویانی والنبات الذی یسکر ولیس فیہ شدۃ مطربۃ یحرم اکلہ ولا حد علی اکلہ قال

علامہ رویانی نے کہا ہے کہ جو جڑی بوٹی نشہ آور ہو اور سرور لانے والی نہ ہو، اس کا کھانا حرام ہے اور اس کے کھانے

---

[1] ۔ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۴-۲۹۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ فیصل آباد

[2] ۔ علامہ ابو البرکات احمد بن محمد دردیر مالکی، الشرح الصغیر علی اقرب المسالک ج ۱ ص ۲۴، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۹۲ھ

[3] ۔ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر ج ۱ ص ۴۷، مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۳۹۲ھ

[4] ۔ شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی، ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[5] ۔ علامہ محمد شربینی شافعی الخلیب من قرن العاشر مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۸۷، دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ویجوز استعمالہ فی الدواء وان افضی الی السکر مالم یکن منہ بد قال وما یسکر مع غیرہ ولا یسکر بنفسہ ان لم ینتفع بہ فی دواء وغیرہ فھو حرام وان کان ینتفع بہ فی التداوی حل التداوی بہ واللہ اعلم۔[1]

والے پر حد نہیں ہے اور یہ کہا کہ دوا میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے خواہ اس سے نشہ پیدا ہو، بہ شرطیکہ اس دوا کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو، اور جو جڑی بوٹی بنفسہٖ نشہ نہ دیتی ہو لیکن دوسری چیز کے ساتھ مل کر نشہ دیتی ہو اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو وہ اور دوسری چیز حرام ہے اور اگر اس سے کسی دوا میں فائدہ حاصل کیا جائے تو جائز ہے

علامہ نووی نے علامہ رویانی کی یہ عبارت روضۃ الطالبین میں بھی نقل کی ہے۔[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

آیا حرام است قلیل کہ سکر نیارد، تصریح کردہ است نووی در شرح مہذب کہ حرام نیست اکل قلیل از حشیش (والی قولہ) پوشیدہ نماند کہ ایں مشکل شود بر مذہب شافعیہ بر قول کسے کہ گوید از ایشاں کہ وے مسکر است وحالانکہ نزد ایشاں ہرچہ کثیر وے مسکر باشد قلیل وے حرام است[3]

بھنگ کی قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ علامہ نووی نے شرح المہذب میں تصریح کی ہے کہ حشیش کی قلیل مقدار کھانا حرام نہیں ہے، اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ مذہب شافعی کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے تو جن شافعی علماء کے نزدیک بھنگ نشہ آور ہے، ان کے نزدیک اس کی قلیل مقدار کیسے جائز ہوگی؟

غالباً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے خود شرح المہذب کو نہیں دیکھا اور کسی کا حوالہ دیکھ کر علامہ نووی کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ وہ بھنگ کی قلیل مقدار کو شرح المہذب میں جائز لکھتے ہیں، حالانکہ علامہ نووی شافعی نے شرح المہذب اور روضۃ الطالبین دونوں کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ نشہ آور جڑی بوٹی کو کھانا حرام ہے البتہ اضطرار کی صورت میں بطور دوا اس کا استعمال جائز ہے اور یہ ایک الگ بات ہے۔

ہم نے حضرت شیخ کی اس عبارت کی اس لیے وضاحت کی ہے کہ کوئی شخص اس عبارت کو پڑھ کر فقہاء شافعیہ کے مسلک کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

جو حشیش نشہ آور ہو اس کے پینے پر حد واجب ہے، اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ نجس ہے، کیونکہ جس طرح انگور کی کچی شراب نشہ دیتی ہے (یعنی خمر) اسی طرح یہ بھی نشہ دیتی ہے، برخلاف اس چیز کے جو نشہ نہ دے بلکہ صرف عقل کو ماؤف کر دے جیسے بھنگ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حشیش نشہ نہیں دیتی بلکہ بغیر لذت کے صرف عقل کو ماؤف کرتی ہے اس

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۷، مطبوعہ دارالفکر بیروت

[2] " " روضۃ الطالبین ج ۳ ص ۲۸۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ

[3] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے حشیش کی حقیقت کو نہیں جانا، کیونکہ اگر حشیش میں لذت نہ ہوتی تو لوگ اس کو کیوں کھاتے؟ البتہ بھنگ اس کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں کوئی لذت نہیں ہے اور شارع نے لذت دینے والی حرام چیزوں اور لذت نہ دینے والی حرام چیزوں میں فرق کیا ہے اول میں حد لازم کی ہے اور ثانی میں تعزیر اور حشیش پہلی قسم سے ہے اور بھنگ دوسری قسم سے ہے۔ [1]

نیز شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دے وہ حرام ہے خواہ اس سے لذت اور سرور حاصل نہ ہو، کیونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عقل کو ماؤف کرنا حرام ہے، البتہ بھنگ کی اتنی مقدار جو نشہ دے نہ عقل کو غائب کرے، اس میں تعزیر ہے۔ [2]

حشیش کی تحقیق

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی حشیش کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حشیش ایک قسم کی سوکھی ہوئی گھاس ہے، بعض لوگوں نے کہا سبز گھاس کو حشیش کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ [3]

علامہ بدرالدین عینی حنفی حشیش کے متعلق لکھتے ہیں:

حشیش، بھنگ کے علاوہ ایک قسم کی گھاس ہے، یہ ہلاک نہیں کرتی لیکن اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے، اور سستی اور کاہلی پیدا کرتی ہے اور اس کی تاثیرات مذموم ہیں، اس لیے اس کے کھانے کے حرام ہونے پر متاخرین کا اجماع ہے۔ [4]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اگر نشہ آور چیز مشروبات کی جنس سے نہ ہو (یعنی جامد چیز ہو) جیسے حشیش تو اس کے کھانے والے کو تادیباً سزا دی جائے گی، لیکن اس میں حد نہیں ہے، اس کی طہارت میں تین اقوال ہیں جن کو قرافی نے ذکر کیا ہے، کیونکہ نشہ سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے عقل فاسد ہو جائے اور اس سے بھی عقل فاسد ہو جاتی ہے، اسی طرح بھنگ بھی حرام ہے خواہ اس میں لذت نہ ہو۔ [5]

شیخ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

حشیش حرام ہے خواہ وہ نشہ دے یا نہ دے، حشیش کی جو مقدار نشہ آور ہو اس کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اور جو شخص اس کو حلال کہے اس سے توبہ طلب کرنی چاہیے اگر وہ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو بطور مرتد قتل کرنا لازم ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر کوئی شخص اس کو عبادت سمجھے اور کہے کہ یہ ذکر و فکر میں معاون ہے (جیسا کہ آج کل کے بناوٹی درویش جو مزارات پر بیٹھ کر بھنگ پیتے ہیں چرس کے دم لگاتے ہیں اور حق ہو کے نعرے بلند کرتے ہیں) تو یہ اللہ کے دین پر بڑی جرأت ہے، یہ امر نصاریٰ کے دین میں ہے وہ لوگ شراب کو عبادت سمجھ کر پیتے ہیں، یہ فواحش کو عبادت بنا دینا ہے، قرآن مجید میں ہے:

واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها اٰباءنا　　جب یہ لوگ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے

---

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاوی ج ۳۴ ص ۱۹۸، مطبوعہ سعودی عربیہ

[2] 〃 〃 〃 ، مجموع الفتاوی ج ۳۴، ص ۲۱۱،

[3] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی حنفی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۴ ص ۲۹۸، مطبوعہ المطبعة الخيرية، ۱۳۰۶ھ

[4] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۴ ص ۳۳۷-۳۳۶، مطبوعہ ملک اینڈ سنز فیصل آباد

[5] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واللہ امرنا بھا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (اعراف: ۲۸)

ہیں یہ ہمارے باپ دادا سے ہوتا آیا ہے، اور اللہ نے ہم کو اس کا حکم دیا ہے، آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ پر ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

اور جس شخص نے یہ جان لیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس کی حرمت کا اقرار نہیں کیا وہ کافر اور مرتد ہے۔ [1]

افیون کی تعریف اور تحقیق

افیون (افیم) یہ لفظ یونانی زبان سے ماخوذ ہے، افیون اس خشک شدہ لیس دار عرق کا نام ہے جو پوست (خشخاش) کے کچے ڈوڈے سے نکالا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں افیون طبی ضروریات کے لیے اور بطور مخدر استعمال کی جاتی تھی، بالائی مصر میں پوست کی کاشت بہت قدیم زمانہ سے ہوتی تھی، ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی) میں بہترین افیون ابوتیج میں تیار کی جاتی تھی جو اسیوط کے جنوب میں ہے، پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری کا کام مصر میں انیسویں صدی میلادی کے اوائل تک فروغ پر رہا، ایشیائے کوچک میں پوست کی کاشت کا رواج صلیبی جنگوں کے بعد عام ہوا اور ترکوں کے عہد میں اس پودے کو قرہ حصار کے قرب و جوار کی آب و ہوا خصوصیت سے بہت راس آئی چنانچہ اس شہر کا عرف ہی افیون قرہ حصار ہو گیا، یہ شہر بیسویں صدی میلادی تک پوست کی کاشت اور افیون کی تیاری اور برآمد کا مرکز بنا رہا۔

ایران اور ترکی میں افیون کو تریاق (دافع زہر) بھی کہتے ہیں، یزد اور اصفہان سے افیون ہندوستان اور ترکی کو برآمد کی جاتی تھی، افیون نے ہندوستان میں خاصا اہم کردار ادا کیا، یہاں ان ڈوڈوں کو جن سے افیون نکالی جاتی ہے پوست کہتے ہیں، اور انہیں جوش دے کر عرق نکال لیا جاتا ہے، افیون تیار کرنے کا علم اہل چین کو ازمنہ وسطیٰ کے ہندوستان سے حاصل ہوا۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

افیون خشخاش کا عرق ہے، اگر کوئی شخص مسلسل چار دن افیون کھائے تو اس کا عادی ہو جاتا ہے، اور اس کو چھوڑنے سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، یہ جسم میں ایک سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا اور کسی چیز سے نہیں بھرتا۔ [3]

افیون کا شرعی حکم

افیون نشہ آور ہے اور اعضاء کو سست اور اعصاب کو ڈھیلا کر دیتی ہے، اور ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو اور اعضاء کو سست اور ڈھیلا کر دے اس کو کھانا یا پینا حرام ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔ [4]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ دینے والی اور اعضاء کو ڈھیلا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاویٰ، ج ۳۴ ص ۲۱۱-۲۱۰، مطبوعہ سعودی عربیہ

۲۔ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۳ ص ۲۰۳-۲۰۲، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۰ھ

۳۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام احمد نے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی لکھتے ہیں:

افیون کھانا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو فاسد کرتی ہے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے، لیکن اس کی حرمت خمر سے کم ہے، سو اگر کسی نے افیون کھائی تو اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو افیون سے نشہ ہو گیا ہو، بلکہ اس کو حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی۔ [2]

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

بھنگ اور سقمونیا کو علاج کی غرض سے کھانا جائز ہے اور اس سے زیادہ حرام ہے، اسی طرح دیگر جامد اشیاء جو عقل کو فاسد کرتی ہیں ان کو علاج کی غرض سے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے نفع ہو اور اس سے زیادہ مقدار میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے جو نقصان کا باعث ہو۔ [3]

سکون آور دواؤں کا شرعی حکم

سکون آور ادویہ مثلاً اے۔ ٹی۔ وی، ڈائز پام، والیم، لبریم اور تغرانیل وغیرہ کو بھی مرض کی حالت میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق استعمال کرنا جائز ہے، بے خوابی، بے چینی، مالیخولیا اور دیگر دماغی امراض میں ان ادویہ کا استعمال صحیح ہے، لیکن ان دواؤں کو بطور عادت یا نشہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح راکٹ اور مینڈرس کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تمام دوائیں وقتی طور پر اعصابی ہیجان کو دور کرتی ہے لیکن ان کے مابعد اثرات زندگی اور صحت کے لیے بہت مضر ہیں سکون آور ادویہ استعمال کرنے والے شخص کے پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں اور اخیر عمر میں اس پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔

تمباکو نوشی کی تاریخ

کولمبس نے صرف امریکہ ہی نہیں دریافت کیا اس نے تمباکو بھی دریافت کی۔ انڈین لوگ اسے چباتے بھی تھے۔ نسوار کی طرح پھانکتے بھی تھے۔ انہیں اس کی کاشت کا طریقہ بھی آتا تھا۔ یہ طریقہ نوواردوں نے بھی سیکھ لیا۔ مشکل سے چالیس سال بعد ہی اس کی کاشت ویسٹ انڈیز میں ہونے لگی۔ ۱۵۶۰ء میں یہ یورپ میں بھی اگائی جانے لگی ۱۶۰۰ء میں یہ پودا برازیل میں بھی پہنچ گیا۔

۱۶۰۰ء میں ہی والٹر ریلے نے تمباکو نوشی کو انگلینڈ میں عام کر دیا۔ یہاں سے یہ پیرس میں بھی اگایا جانے لگا۔ اور پھر یہ اتنا مقبول ہو گیا کہ مقبولیت کاشت سے بھی بڑھ گئی۔ اٹھارویں صدی تک اس کی بڑی تعداد ورجینیا اور میری لینڈ سے برآمد ہو رہی تھی۔ سگریٹ سترھویں صدی میں متعارف ہوا۔ ۱۹۰۰ء تک یہ زیادہ مقبول نہ تھا۔ تاہم پہلی جنگ عظیم میں اس کی مقبولیت تیزی سے بڑھی حتیٰ کہ عورتوں نے بھی سگریٹ پینا شروع کر دیا۔

چونکہ اس کے اثرات پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی تھی، لہذا اس کا استعمال عام ہوتا چلا گیا اور کسی جانب سے کوئی اعتراض نہ اٹھا۔ اس وقت تقریباً ......، کاشت کار صرف امریکہ میں اس پودے کی کاشت کرتے ہیں۔ آمدنی کا حساب بلین ڈالروں میں کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں تمباکو کی صنعت ایک بڑی صنعت ہے۔ اگر صرف ان سگریٹوں کو جو امریکہ میں سال بھر استعمال ہوتی ہیں۔ ایک

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۵۰۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[3] علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ساتھ رکھ کر جوڑا جائے تو یہ نیویارک سے لندن تک کے فاصلے کو گیارہ ہزار چھ سو اسی مرتبہ گھیر سکتی ہیں۔

تمباکو نوشی کے نقصانات

تمباکو نوشی بمقابلہ وزن: ۔ بھاری بھر کم تمباکو نوشوں کی تعداد ان لوگوں سے کم ہے جو تمباکو نوشی نہیں کرتے مگر موٹے ہیں۔ تمباکو نوشی وزن بڑھنے سے روکتی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ تمباکو نوشی چھوڑ کر موٹا ہوا جا سکے۔

زکام: ایک سگریٹ پینے سے بدن میں تقریباً ۵ ڈگری حرارت کم ہو جاتی ہے۔ خون کی نالیاں سکڑتی ہیں۔ آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے جس سے زکام ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور آگے چل کر نقرہ وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

تمباکو نوشی بمقابلہ زندگی

جو تمباکو نوشی نہیں کرتے ان کے مقابلہ میں تمباکو پینے والوں میں موت زیادہ پائی گئی ہے۔ یہ شرح اموات ٪ ۷۰ نا گہانی ہیں۔

جب نکوٹین خون میں مل جاتی ہے تو دل کی دھڑکنیں تقریباً ٪ ۴۰ بڑھ جاتی ہیں۔

نکوٹین کے نشہ آور اثرات کو ختم کرنے کے لیے بدن کو شکر زیادہ جلانی پڑتی ہیں۔ ڈاکٹر لائنس نے جنہیں دو بار نوبل پرائز مل چکا ہے تحقیق سے بتایا ہے کہ اگر آپ دن میں بیس سگریٹیں پیتے ہیں اور آپ کی عمر پچاس سال ہو تو آپ جان لیں کہ آپ کی حالت ۵۸ سالہ بوڑھے جیسی ہو گی جو سگریٹ نہیں پیتا۔ گویا ہر سگریٹ آپ کی زندگی میں سے ۱۴، ۱۴ منٹ کی کمی کرتی چلی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ سگریٹ نوشی سے جو نکوٹین ہمارے اندر جاتی ہے۔ وہ ہمارے بدن میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار پیدا کرتی ہے سگریٹ نوشی سے بدن کے اندر پیدا ہونے والے نشہ آور عناصر، ہمارے مثانے میں جمع ہوتے رہتے ہیں اس سے تمباکو نوشوں کے ہاں مثانے کے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

اگر آپ کی عمر تیس سے پچاس سال کے درمیان ہے۔ اور آپ سگریٹ بھی بہت پیتے ہیں تو ان کے مقابلے میں جو سگریٹ نہیں پیتے آپ کی زندگی کو ٪ ۹۰ موت کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

امریکہ کے سرجن جنرل کا دعویٰ ہے کہ سگریٹ پینے والوں کی بڑی تعداد سگریٹ نہ پینے والوں کے مقابلے میں) خون کی شریانیں سکڑنے، پھیپھڑوں کے کینسر، کھانسی، دمے، اور امراض قلب سے مرتی ہے۔

آپ کی ہر معیاری سگریٹ کے کش میں کاربن مونو آکسائیڈ اور ہائیڈروجن سائینا ئڈ ہوتا ہے۔ یہ دونوں گیسیں زہریلی ہیں۔ یاد رکھیں کہ نکوٹین ایسا زہر ہے جو کیڑے مکوڑے مارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک قسم کی تحریک دیتی ہے اور بعد میں یہی ڈپریشن کا باعث بنتی ہے۔ اس کے باعث جو شکر بدن میں بنتی ہے۔ اور اثرات اعصاب پر مرتب ہوتے ہیں وہ بھوک کو ختم کر دیتے ہیں تاہم اس کو چھوڑنے کے بعد بھوک پھر چمک اٹھتی ہے، (سگریٹ نوشی چھوڑئیے، ص ۱۲۔ ۹، مطبوعہ کراچی)۔

تمباکو نوشی کے نقصانات کے متعلق جدید تحقیق

اگر یہ کہا جائے سگریٹ نوشی ایک خوبصورت اور میٹھا زہر ہے تو بے جا نہ ہو گا! آج کل زیادہ تر اموات براہ راست تمباکو نوشی سے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ کے سائنس داں برسہا برس تمباکو نوشی پر تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ:

۹۰ فیصد اموات پھیپھڑوں کے سرطان سے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۲۵ فی صد دل کے امراض سے۔

۵، فی صد دمے اور نظام تنفس کی خرابیوں سے واقع ہوتی ہیں۔

وطن عزیز میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال پانچ سے دس لاکھ افراد سگریٹ نوشی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں برطانیہ میں ہر سال چالیس ہزار افراد جو ساٹھ برس سے کم عمر رکھتے ہیں، سگریٹ نوشی سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور جو زندہ بچتے ہیں وہ درد سر، حافظے کی کمزوری، سکتہ، فالج، بے خوابی، دیوانگی، کھانسی، دمہ اور یرقان جیسی مہلک بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔

آج کل ساری دنیا میں تمباکو نوشی کے خلاف شور و غوغا بلند ہو رہا ہے۔ سگریٹ نوشی کے مضر اثرات پر جو تحقیقات ہو رہی ہیں، ان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق سگریٹ نوشی سے جگر بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ سگریٹ کے تمباکو کے دھوئیں میں ہائیڈروسائنک ایسڈ، کاربن مونو آکسائڈ اور دو سے پانچ فی صد نکوٹین کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے دانت فرسودہ اور پیلے ہونے کے ساتھ ساتھ قوت ذائقہ متاثر ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اس سے سینے میں گرمی اور جلن کا احساس پیدا ہو جاتا ہے جو بعض اوقات معدے تک پھیل جاتا ہے جس کی وجہ سے قے اور السر (زخم معدہ) کی شکایات پیدا ہو سکتی ہیں، تمباکو کا سب سے پہلا اثر آنکھوں پر ہوتا ہے، پکے اور عادی سگریٹ نوشوں کی بصارت شاذ و نادر ہی درست رہتی ہے۔ بعض اوقات آدمی بالکل ہی اندھا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نوشی کے اثرات جہاں تمام جسم انسانی پر مرتب ہوتے ہیں وہاں خون بھی اس کے عتاب سے محفوظ نہیں رہتا۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تمباکو نوشی سے جسم پیلا، سست اور رنگت زردی مائل پڑ جاتی ہے۔ زبان پر مسلسل سنسناہٹ اور میٹھی میٹھی کھجلی کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نکوٹین کا زہر اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ اس کیفیت کے جاری رہنے کی صورت میں زبان کا سرطان پیدا ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اتنے مہلک اثرات کا پتا لگ جانے کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ نوع انسانی کو ایٹم و ہائیڈروجن بموں سے اتنا خطرہ نہیں جس قدر سگریٹ نوشی سے ہے تو غلط نہ ہوگا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سگریٹ نوشی فیشن کے طور پر اپنائی جا رہی ہے۔ چائے خانہ ہو کہ کتب خانہ، اسٹیشن ہو کہ کالج یونیورسٹی کا احاطہ اسپورٹس کمپلیکس حتیٰ کہ قبرستان، ریل، بس، گاڑی اور اب تو ہوائی جہاز میں بھی آپ کو تمباکو نوشی کے دلدادہ نظر آئیں گے۔

ایک سروے رپورٹ کے مطابق تیس سے چالیس فی صد طلبہ و طالبات اور ساٹھ سے ستر فی صد مزدور طبقہ اس بری لت یعنی تمباکو نوشی میں مبتلا ہے۔ (سائنس میگزین کراچی جولائی ۱۹۹۱ء)۔

۱۹۶۴ء میں پہلی بار محکمہ صحت کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کا سبب ہے، نیز سگریٹ نوشی سے اعصاب اور اعضاء بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور اس سے دل کے دورے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں، سگریٹ نوشی سے دو مہلک چیزیں پیدا ہوتی ہیں، کاربن مونو آکسائڈ اور نکوٹین۔

سگریٹ نوشی کے اثرات فی الفور رونما نہیں ہوتے، بلکہ اس کے اثرات بہ تدریج رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتے ہیں کیونکہ کاربن مونو آکسائڈ تین سے پانچ فی صد تک صرف دھوئیں سے اخذ ہوتا ہے یہ سب سے پہلے آکسیجن کو تباہ و برباد کرتا ہوا خون کے سرخ خلیوں پر حاوی ہو کر ان کو ختم کر دیتا ہے اس کے بعد تباہ شدہ آکسیجن کا دل کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

نکوٹین ایک زہر ہلاہل ہے جو دھوئیں کی شکل میں سانس میں مل جاتی ہے اور دل کو جوشیلا کرتے ہوئے دل کی دھڑکن کو تیز سے تیز

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرتی ہے اور یہی چیز بلڈ پریشر کی ابتداء ہے۔

تحقیق اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ زیادہ اموات کا سبب سگریٹ نوشی ہے۔ امریکہ میں سگریٹ نوشی کرنے والوں کی سالانہ اموات کی تعداد تین لاکھ ۹۰ ہزار ہے، جن میں سے ایک تہائی لوگ دل کی بیماریوں سے مرتے ہیں، دھوئیں کے اثرات سے رگ وریشے اس حد تک ناکارہ ہو جاتے ہیں کہ بائی پاس آپریشن کرانا پڑتا ہے، فی الحال امریکہ میں سالانہ تمباکو نوشی کرنے والے دو لاکھ پینتیس ہزار افراد کا بائی پاس آپریشن کیا جاتا ہے۔ (دی نیوز انٹرنیشنل " ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء)

خواتین میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات

۱۹۸۵ء میں پھیپھڑوں کا سرطان، پستانوں کے سرطان سے ہلاکت خیزی میں نمبرلے گیا اور یہ رجحان برقرار رہے گا۔ مردوں میں پھیپھڑوں کا سرطان سب سے زیادہ مہلک ہے۔ سرطان کی انجمن کے مطابق اس سے ۱۹۸۰ء میں ۸۰ ہزار اموات اور ۱۹۸۶ء میں ۸۹ ہزار اموات ہیں۔

سگریٹ نوشی پھیپھڑوں کے سرطان کے علاوہ سب سے پرانے امراض سے وابستہ ہے ان میں دل کے بیماریاں حمل اور بچہ کی پیدائش سے متعلق مسائل شامل ہیں۔

عورتوں کی طبی انجمن کی سابق صدر ڈاکٹر کانسٹینس بتیل نے کہا کہ ہم نے عورتوں کی صحت کے مسائل کے بارے میں آواز اٹھائی ہے۔

سگریٹ نوشی عورتوں کی بہبود کے بہت سے پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی اور ان کے بچوں کی زندگیوں کے لیے خطرہ ہے، مہم کے لیے سگریٹ نوشی کا انتخاب اس خطرہ کے پیش نظر کیا گیا کہ اس سال پھیپھڑوں کے سرطان سے ۴۱ ہزار عورتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ واشنگٹن میں بیمار بچوں کے ہسپتال کی ڈائریکٹر ڈاکٹر بیل نے کہا ہے کہ اگر آج سے ہر عورت سگریٹ نوشی ترک بھی کر دے تب بھی ۲۰۱۶ء میں ۴۱ ہزار اموات سالانہ ہوں گی۔

برطانیہ میں مختلف پیشوں سے منسلک ۵۱ فی صد خواتین اور ۲۷ فی صد غیر ہنر مند خواتین سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ بے روزگار، بیوہ اور مطلقہ خواتین شوہروں سے علیحدگی کے بعد زیادہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں۔ سگریٹ نوشی سے عورتوں کو نہ صرف ان خطرات کا سامنا کرنا ہوتا ہے جو مردوں کو لاحق ہوتے ہیں بلکہ کچھ دوسرے خطرات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو ان کی جنس کے باعث ان کے لیے مخصوص ہیں۔ جو عورتیں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ان میں شرح اموات عام عورتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے اندازہ لگایا ہے کہ ان ممالک میں جن کے سرطان کے اعداد و شمار قابل اعتماد ہیں، عورتوں میں ہر سال ۲۰ ہزار پھیپھڑوں کے سرطان کے کیس ہوتے ہیں۔ انگلستان اور ویلز میں ۶۵ سال سے کم عمر کے مردوں میں پھیپھڑوں کے سرطان میں کمی ہو رہی ہے لیکن عورتوں میں اس مرض سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پھیپھڑے کے سرطان سے مردوں میں ہونے والی اموات سر فہرست ہیں جبکہ عورتوں میں سینہ کے سرطان کے بعد پھیپھڑے کے سرطان سے سب سے زیادہ اموات ہوتی ہیں۔

عورتیں سگریٹ نوشی سے پیدا شدہ سرطان کی دوسری قسموں سے بھی محفوظ نہیں ہیں جن کا شکار مرد ہوا کرتے ہیں۔ لیکن حالیہ ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سگریٹ نوشی کا اہم اور آزاد اثر رحم کے سرطان کی پیچیدہ وجوہات پر بھی پڑتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ کے سرجن جنرل نے کہا ہے کہ سگریٹ نوشی پھیپھڑے کی بیماری کی بڑی وجہ ہے جو امریکہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوا کرتی ہے۔

زیادہ تر ممالک میں پرانے دمہ اور پھیپھڑے کی بیماریوں کے بعد دل کی بیماری مردوں میں عام ہو رہی ہے لیکن نیپال میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ بیماری مردوں اور عورتوں دونوں ہی کو ہوا کرتی ہے۔ نیپالی عورتیں نہ صرف یہ کہ سگریٹ نوشی کرتی ہیں بلکہ وہ کھانا پکانے کی آگ کے دھوئیں کی کثافت سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ سگریٹ کا دھواں اور کھانا پکانے والی آگ کا دھواں مل کر خاص مضر صحت ہو جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۵۰ سال سے کم عمر کی عورتوں میں سگریٹ نوشی سے دل کی بیماری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مانع حمل ادویات اور سگریٹ نوشی سے سانس کی بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ عورتوں میں فالج کا تعلق بھی سگریٹ نوشی سے ہے۔ سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کی دوگنی تعداد پانچ سال تک حاملہ ہونے سے محروم رہتی ہے سگریٹ نوشی کرنے والی عورتوں کی ماہواری بھی جلد بند ہو جاتی ہے۔ اگر حاملہ عورت سگریٹ نوشی کرتی ہے تو اس کے غیر کامیاب حمل کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ہونے والا بچہ کا وزن کم ہو جاتا ہے اور اس کے اثرات خاص طور پر مضر ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایک جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والی ماؤں کے پیدا ہونے والے بچوں کی اموات کی تعداد بہ مقابلہ ان ماؤں کے بچوں کی اموات کے جو سگریٹ نوشی نہیں کرتی تھیں، دوگنا تھیں۔ اگر والدین سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو شیرخوار اور کم عمر بچوں کو سینہ کی بیماریوں کے ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے پھر اس بات کا امکان بڑھ جاتا ہے کہ وہ خود بھی سگریٹ نوشی کرنے لگیں۔ ماں کی مثال خصوصاً لڑکیوں کے لیے خاص طور پر اہم ہوتی ہے۔

جن اسباب کی بناء پر لڑکے اور لڑکیاں سگریٹ نوشی کرتی ہیں ہو سکتا ہے وہ مختلف نہ ہوں لیکن ایک برطانوی جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکیاں یہ یقین کرتی ہیں کہ سگریٹ نوشی کرنے سے ان کا وزن کم ہو جائے گا۔ نوجوان مرد اور عورتیں دونوں ہی موڈ کو کنٹرول کرنے کے لیے سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور ان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ اس سے انھیں سکون ملتا ہے۔

بہرحال سگریٹ نوشی خواہ خواتین میں ہو یا مردوں میں دونوں کے لیے مضر اثرات مرتب کرتی ہے اور سگریٹ نوشی کی وبا کو پھیلانے میں ذرائع ابلاغ کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ سگریٹ نوشی صحت کے لیے مضر ہے، دوسری جانب پر کشش اشتہاروں سے لوگوں کو اس جانب مائل کرتے ہیں۔

(سائنس ڈائجسٹ کراچی، مئی، جون ۱۹۹۱ء)

موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں تمباکو نوشی کا شرعی حکم بیان کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے، ہم یہاں اس بحث کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

دخان (دھواں کشید کرنا) کو عربی میں تبغ اور تنباک کہتے ہیں، بعض فقہاء اس کو نتن (بدبودار چیز) سے بھی تعبیر کرتے ہیں، یہ سنہ ۱۰۰۰ھ کے بعد پیدا ہوا، اس لیے اس کے سلسلہ میں آراء محدود ہیں۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب

علامہ حصکفی لکھتے ہیں: تمباکو نوشی ۱۰۱۵ھ میں دمشق میں شروع ہوئی، اس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے نشہ نہیں ہوتا، اگر یہ مان لیا جائے تب بھی یہ سستی اور کمزوری پیدا کرتی ہے، اس لیے حرام ہے، کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا، تاہم ایک یا دو بار دھواں کشید کرنا گناہ کبیرہ نہیں ہے۔ (در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵)

علامہ ابن عابدین نے اس کے حاشیہ میں لکھا: بعض فقہاء نے تمباکو نوشی کو مکروہ کہا، بعض نے کہا حرام ہے اور بعض نے اس کو مباح لکھا ہے، علامہ شرنبلالی نے شرح الوھبانیہ میں لکھا ہے تمباکو نوشی کرنے اور اس کو فروخت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنے سے منع کیا جائے گا اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور علامہ نابلسی نے لکھا ہے کہ شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو لہسن، پیاز اور ہر بدبودار چیز کے کھانے سے منع کرے، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ اس کو تمباکو نوشی سے بھی منع کرے کیونکہ اس سے منہ سے بدبو آتی ہے، خصوصاً جبکہ خاوند تمباکو نوشی نہ کرتا ہو۔ علامہ شیخ اجہوری مالکی اور علامہ عبدالغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کی اباحت پر رسالے لکھے ہیں (یہ علماء اس لیے معذور ہیں کہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی کے مضر اثرات کے متعلق اتنی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ سعیدی غفرلہٗ)

علامہ عمادی کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے اور تمباکو نوشی کرنے والا فاسق ہے، کیونکہ انہوں نے جماعت کی فصل میں لکھا ہے: جو شخص سود خوری میں معروف ہو، یا کسی اور حرام کام میں مشہور ہو، یا کسی بدعت مکروہہ پر اصرار کرتا ہو جیسے اس زمانے میں تمباکو نوشی کرنا، اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور انصاف یہ ہے کہ اس کو کچی پیاز اور کچا لہسن کھانے کے ساتھ لاحق کرنا چاہیے۔

علامہ ابو سعود نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے اور یہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتا ہے، اور بعض فقہاء نے کہا تمباکو نوشی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مسجد میں کچا لہسن، کچی پیاز کھا کر آنے سے منع فرمایا ہے اور یہ ان کے ساتھ لاحق ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت تمباکو نوشی مکروہ ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی تعظیم میں خلل آتا ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۶)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

شیخ علیش اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں، ہمارے شیخ علامہ سالم سنہوری سے تمباکو نوشی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی تحریم کا فتویٰ دیا۔ اور تاحیات اس فتویٰ پر قائم رہے، اور ان کے معاصرین علماء میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی اور فقہاء احناف وغیرہ نے بھی ان کی موافقت کی۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمباکو نوشی ہر بیماری کی دوا ہے، یہ محض شیطان کا وسوسہ ہے کیونکہ دھوئیں کی کثافت سے پیٹ کی کئی بیماری اور امراض پیدا ہوتے ہیں اور اس سے کئی مزمن اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم "اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو"

بعض علماء روم نے تمباکو نوشی کی تحریم کا فتویٰ دیا اور اس پر ایک رسالہ لکھا اور یہ کہا کہ اس میں قطعاً کوئی شفا نہیں ہے اور اکثر تمباکو پینے والوں میں اس کے نقصانات کا مشاہدہ ہو چکا ہے۔

تمباکو نوشی کا حکم معلوم کرنے کے لیے یہ لازم ہے کہ کسی ماہر طبیب سے دریافت کیا جائے اگر تمباکو نوشی کرنا انسان کے بدن میں فوراً یا کچھ عرصہ بعد کسی ضرر یا نقصان کا موجب ہو تو پھر تمباکو نوشی حرام ہے کیونکہ انسان پر اپنے بدن کی حفاظت کرنا واجب ہے۔

اگر تمباکو نوشی سے صاف کپڑے اور بدن سیاہ ہوں، اور اس سے ناگوار بدبو آئے تب بھی تمباکو نوشی سے منع کیا جائے گا خاص طور پر جب آدمی کسی محفل میں جانے یا جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی۔ اور آپ نے فرمایا جس چیز میں شک ہو اس کو ترک کر کے اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو، اور تمباکو نوشی بہرحال حرمت کے شک اور اضطراب سے خالی نہیں ہے۔ (فتاوی الشیخ علیش ج ۱ ص ۱۱۸)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

فقہاء شافعیہ نے تمباکو نوشی کو بھنگ اور حشیش کے ساتھ لاحق کیا ہے، انھوں نے کہا یہ جسم کے مسامات کو کھول کر ان میں مضر صحت اثرات کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کرتی ہے، اس سے نظر کمزور ہوتی ہے، سر میں چکر آتے ہیں اور یہ اتنا بڑا ضرر ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام قرار دینا ضروری ہے۔ (قلیوبی و عمیرہ علی شرح العلامۃ جلال الدین المحلی علی منہاج الطالبین للنووی ج ۱ ص ۶۹، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ و شربینی علی شرح البہجۃ ج ۱ ص ۳۹، مطبوعہ المطبعۃ المیمنۃ مصر)۔

تمباکو نوشی کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا مذہب

بعض علماء حنبلیہ نے اس مسئلہ میں سکوت کیا، بعض نے اس کو مباح کہا اور بعض نے اس کو مکروہ کہا، اور حق یہ ہے کہ اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ یہ صحت کے لیے مضر ہے، اس سے مال ضائع ہوتا ہے، اس کے پینے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور یہ انسان کے وقار کے خلاف ہے۔ (مطالب اولی النہی فی شرح دار احیاء غایۃ المنتہی ج ۶ ص ۲۲۰ - ۲۱۷، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ)۔ [1]

تمباکو نوشی کے متعلق علامہ شامی اور مصری علماء کی رائے

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: تمباکو نوشی میں علماء کی آراء مختلف ہیں، بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے اس کو حرام کہا ہے اور بعض علماء نے اس کو مباح کہا ہے۔ سیدی عبد الغنی نابلسی نے تمباکو نوشی کے جواز پر "الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اور جو لوگ تمباکو نوشی کو حرام یا مکروہ کہتے ہیں، ان پر سخت تنقید کی ہے، کیونکہ حرمت اور کراہت دونوں حکم شرعی ہیں اور بغیر دلیل کے کسی چیز کی حرمت یا کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، اور تمباکو نوشی کی حرمت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ نہ اس کا نشہ آور ہونا ثابت ہے نہ اس کا اعضاء کو سست کرنا ثابت ہے نہ اس کا نقصان دینا ثابت ہے (علامہ نابلسی کے زمانہ میں تمباکو نوشی کا نقصان دینا ثابت ہوگا لیکن اب جدید میڈیکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ تمباکو نوشی سے کھانسی، ہائی بلڈ پریشر اور کینسر ایسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں، حفظنا اللہ تعالی عنہا) بلکہ اس کے منافع ثابت ہیں (حقیقت یہ ہے کہ تمباکو نوشی میں کوئی نفع نہیں ہے چند عطائی قسم کے حکیم البتہ کہتے ہیں کہ تبخیر معدہ کے لیے تمباکو نوشی مفید ہے، لیکن یہ علم سے خالی اور محض بے سند بات ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور چونکہ قاعدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اس لیے تمباکو نوشی بھی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ بعض لوگوں کو تمباکو نوشی سے نقصان ہوا ہے تو اس سے یہ

---

[1] موسوعۃ الفقہ الاسلامی ج ۱۲ ص ۷۰ - ۶۵ ملخصاً، مطبوعہ القاہرہ، ۱۴۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لازم نہیں آتا کہ ہر شخص پر تمباکو پینا حرام کر دیا جائے، کیونکہ صفراوی مزاج والوں کو شہد نقصان دیتا ہے اور بسا اوقات ان کو بیمار کر دیتا ہے، حالانکہ اس کا شفاء ہونا نص صریح سے ثابت ہے اور کسی چیز کو بلا دلیل حرام یا مکروہ کہنا اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے ہیں کوئی احتیاط نہیں ہے البتہ اس کے مباح ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، دیکھئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم شارع ہیں، اس کے باوجود آپ نے خمر کو حرام قرار دینے میں توقف کیا، حالانکہ خمر ام الخبائث ہے اور جب تک قرآن مجید میں اس کی صریح ممانعت نازل نہیں ہوئی آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اس لیے انسان کو میری طرح یہ کہنا چاہیے کہ تمباکو نوشی مباح ہے البتہ اس کی بدبو طبیعت کو ناپسندہ ہے اس لیے یہ طبعاً مکروہ ہے شرعاً مکروہ نہیں ہے۔ [1]

مصری علماء لکھتے ہیں:

علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ ہر چند کہ تمباکو نوشی فی نفسہٖ مباح ہے لیکن کسی عارضہ کی بنا پر مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے مثلاً مسجد میں تمباکو پینا کیونکہ تمباکو سے بدبو آتی ہے اور بدبو کی وجہ سے مسجد میں لہسن اور پیاز کھا کر جانا ممنوع ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اس درخت یعنی لہسن سے کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے" اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے"، اس ممانعت کی علت لہسن اور پیاز کی بدبو ہے اور مسلمانوں کو اس بدبو سے ایذا پہنچانا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمباکو کی بہت کریہہ بدبو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے مسجد میں تمباکو پینا ممنوع ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے پڑھنے اور سننے کے درمیان بھی تمباکو نوشی ممنوع ہے اور علامہ غزی شافعی نے تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی کہا ہے، لیکن فقہاء شافعیہ نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے، ان کے نزدیک تمباکو نوشی مکروہ تنزیہی ہے، البتہ کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی کراہت تحریمی ہو گی، اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمباکو نوشی کا کاروبار اور تجارت جائز ہے اور اس کا نفع حلال اور طیب ہے۔ [2]

تمباکو نوشی کے سلسلہ میں مصنف کا مؤقف

مصنف کی رائے یہ ہے کہ اگر انسان کبھی کبھی تمباکو پی لے تو یہ مباح ہے لیکن تمباکو نوشی کو عادت بنا لینا اور مستقل تمباکو پینا جائز نہیں ہے

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ، ج ۴ ص ۱۳۰۹، ۱۳۰۸، مطبوعہ قاہرہ، ۱۴۰۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیونکہ اب جدید میڈیکل سائنس کی اس تحقیق کو تمام دنیا میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تمباکو نوشی انسانی صحت کے لیے مضر ہے، تمباکو سے بالعموم لوگوں کو کھانسی ہو جاتی ہے یہ ایک عام مشاہدہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا. تمباکو سے پھیپھڑوں کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، اور کینسر ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بہت امراض ہوتے ہیں جن کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔! ہمارے پاس یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے ہمیں اس جسم کو نقصان پہنچانے کا کوئی حق نہیں ہے اور ہر وہ چیز جس سے اس جسم کو نقصان پہنچے اس سے احتراز لازم ہے اور اس کا ارتکاب کرنا ممنوع ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

فما یضرہ لا یحل اکلہ کالسم والزجاج والتراب والحجر والدلیل علیہ قولہ تعالٰی ولا تقتلوا انفسکم وقولہ تعالٰی ولا تلقوا باید یکم الی التھلکۃ واکل ھذہ الاشیاء تھلکۃ فوجب ان لا یحل۔[1]

جو چیزیں نقصان دہ ہوں ان کا کھانا جائز نہیں ہے مثلاً زہر، شیشہ، مٹی اور پتھر، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: (ترجمہ) اپنے آپ کو قتل نہ کرو، اور یہ ارشاد ہے: "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" اور ان چیزوں کو کھانا ہلاکت ہے، اس لیے ان کا حلال نہ ہونا واجب ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی سے بعض لوگوں کو نقصان ہوتا ہے۔ اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ تمباکو نوشی سب پر حرام ہو جائے، جیسا کہ جس شخص پر صفرا کا غلبہ ہو اس کو شہد نقصان دیتا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب لوگوں پر شہد کھانا حرام ہو جائے، اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب: مٹی کھانا بالاتفاق ممنوع ہے، حالانکہ بعض عورتیں ایام حمل میں مٹی کھاتی ہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، ہو سکتا ہے کہ بعض کو مٹی کھانے سے ضرر ہوا ہو تو سب کے لیے مٹی کھانا کیسے حرام ہو گیا؟

دوسرا جواب: تمباکو نوشی کا شہد پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، شہد فی نفسہ سب کے لیے شفاء ہے جس انسان پر صفراء کا غلبہ ہو اس کے لیے شہد کا نقصان دہ ہونا ایک عارضہ کی بناء پر ہے اگر اس کی صفراء اعتدال پر آجائے تو شہد اس کے لیے بھی شفاء بخش ہے اس کے برعکس تمباکو نوشی فی نفسہ نقصان دہ ہے. تمباکو نوشی کا نقصان پہنچانا کسی عارضہ کی بناء پر نہیں ہے کہ کسی شخص کے مزاج میں فلاں خرابی ہو تو اس کو تمباکو نقصان دے گا، اگر ایک صحیح اور صحت مند شخص عادتاً تمباکو پینا شروع کر دے تو وہ گلے کی خرابی، کھانسی، دمہ یا پھیپھڑوں کی دیگر بیماریوں کا شکار ہو جائے گا اس کا فشار خون بلند ہو جائے گا اور اس کو کینسر کا خطرہ لاحق رہے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہد فی نفسہ شفاء کا سبب ہے اور تمباکو نوشی فی نفسہ بیماری کا سبب ہے اور یہ سمجھنا کہ تمباکو نوشی میں انسانی صحت کے لیے کوئی فائدہ ہے محض خود فریبی اور جہالت ہے۔ علامہ نابلسی کو ہم معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں تمباکو نوشی پر اس قدر تحقیقات نہیں ہوئی تھیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

نقصان پہنچانے والی چیزوں میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ حرام اور ممنوع ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام" "اسلام میں کسی کو تکلیف دینا اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے"۔ نیز فقہاء نے بیان کیا ہے کہ تحریم کا مدار یا تو کسی چیز کے نشہ آور ہونے پر ہے جیسے بھنگ، یا بدن انسانی کو نقصان پہنچانے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۳۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو سے جیسے مٹی اور تریاق، یا کسی چیز کے گھناؤنے ہونے پر ہے جیسے ناک اور تھوک اور یہ تمام اسباب حلال چیزوں میں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمباکو نوشی میں ضرر محض ہو اور نفع بالکل نہ ہو تو اس کی تحریم کا فتویٰ دینا جائز ہے اور اگر اس کا نفع دینا ثابت نہ ہو (جب کہ وہ نقصان دہ نہ ہو) تو پھر اس کا حلال ہونا اصل ہوگا، ہاں اگر کسی شخص کی طبیعت کے لیے یہ مضر ہو تو پھر اس کے حق میں یہ حرام ہوگا۔ [1]

الکوحل اور اسپرٹ کی تحقیق میتھے نول کو وسیع پیمانے پر محلل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس سے فارم ایلڈی ہائیڈ (FORMALDEHYDE) تیار کی جاتی ہے یہ بہت زہریلا مرکب ہے اس سے اندھاپن بلکہ بعض اوقات موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اس لیے میتھے نول (METHANOL) کو ایتھے نول (ETHANOL) میں شامل کر دینے سے ایتھے نول (ETHANOL) پینے کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی ڈینیچر (DENATURED) ہو جاتا ہے۔

ایتھے نول (ETHANOL): زمانہ قدیم سے ایتھے نول (ETHANOL) چینی کے محلول یا غلے کے نشاستے کی تخمیر سے تیار کیا جا رہا ہے۔ تخمیر (FERMENTATION) ایک حیاتی کیمیائی (BIOCHEMICAL) عمل ہے جو خمیر (yeast) یا دیگر باریک جراثیموں (MICRO ORGANISMS) میں پائے جانے والے اینزائمز (ENZYMES) کی موجودگی میں واقع ہوتا ہے۔ یہ اینزائمز (ENZYMES) پیچیدہ نامیاتی عمل انگیز ہیں جن کا عمل مخصوص ہوتا ہے۔

عمل تخمیر سے محلول میں ۱۲ فی صد ایتھے نول (ETHANOL) پیدا ہوتا ہے۔ تخمیر شدہ محلول کی کسری کشید ... (FRANCTIONAL DISTILLATION) سے ۹۵ فی صد ایتھے نول حاصل ہوتی ہے جسے ریکٹی فائیڈ اسپرٹ (RECTIFIED SPIRITE) بھی کہتے ہیں۔ مکمل طور پر غیر آبیدہ الکحل (سو فی صد خالص) حاصل کرنے کے لیے ۹۵ فی صد ایتھے نول میں CaO ملا کر آمیزے کو کشید کر لیتے ہیں۔ ڈسٹیلیٹ یعنی حاصل کشید کو خالص یا مطلق الکحل ... (ABSOLTUTE ALCOHOL) کہتے ہیں۔ ایتھے نول کو ناقابل استعمال مشروب بنا دینے کے لیے اس میں میتھے نول.... (METHANOL) جیسی زہریلی اشیاء ملا دی جاتی ہیں۔ یہ الکحل کو ڈینیچر کرنا (DENATURING OF ALCOHOL) کہلاتا ہے۔ جب ایتھائل الکحل میں میتھائل الکحل ملا کر اسے ڈینیچر کر دیا جاتا ہے تو اسے میتھیلیٹیڈ سپرٹ..... (METHYLATED SPIRIT) کہتے ہیں۔ [2]

شہد، شیرہ، مختلف دانوں، جو، انناس، گندم، ادرک کی جڑ اور دیگر نشاستہ دار اجزاء سے الکوحل کو تیار کیا جاتا ہے، اس نشاستہ میں پانی شامل کر کے اسے جوش دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ رقیق کرتے ہیں، پھر اس میں مختلف کیمیکلز شامل کرتے ہیں جس کے بعد یہ مرکب ایک مرتبہ میں الکحل بن جاتا ہے اور اس کی ایک خاص مقدار نشہ آور ہوتی ہے اسی طرح اسپرٹ بھی ایک خاص مقدار میں نشہ دیتی ہے، اور قلیل مقدار میں الکوحل نشہ دیتی ہے نہ اسپرٹ۔

ہم اس بحث کے شروع میں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ائمہ احناف کی تصریحات سے بیان کر چکے ہیں کہ خمر کے علاوہ باقی نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اس لیے ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک دوائیں جائز ہیں

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج ۲ ص ۳۶۶، دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

[2] کیمیا ص ۳۵۳ - ۳۵۲، مطبوعہ کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح قلیل مقدار میں طبی ضروریات کی بناء پر اسپرٹ کا استعمال بھی جائز ہے اور سینٹ اور پرفیوم وغیرہ جن میں الکوحل ملی ہوتی ہے ان کا استعمال بھی جائز ہے۔

الکوحل کی قلیل مقدار کے جواز کا محل اور ایلوپیتھک دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کے جواز کا بیان

یہ امر ملحوظ ہے کہ الکوحل اور

اسپرٹ کا قلیل مقدار میں استعمال اس وقت جائز ہے جب ان کو طبی ضروریات کے لیے استعمال کیا جائے یا قوت حاصل کرنے کے لیے بطور ٹانک استعمال کیا جائے اور اگر ان کا استعمال بطور لہو و لعب یا عیش و طرب ہو تو پھر یہ استعمال ناجائز ہے، اگر کوئی شخص ناجائز نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے ان کو بطور ٹانک استعمال کرتا ہے تو یہ بھی ناجائز ہے البتہ نیکی اور جائز کاموں کے لیے ان دواؤں کو بطور ٹانک استعمال کرنا جائز ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

وعصیر العنب اذا طبخ حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه حلال وان اشتد وهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد ومالك والشافعی حرام وهذا الخلاف فيما اذا قصد به التقوی اما اذا قصد به التلهی لا یحل بالاتفاق وعن محمد مثل قولهما وعنه انه کره ذلك وعنه انه توقف فيه لهم فی اثبات الحرمة قوله علیه السلام کل مسکر خمر وقوله علیه السلام ما اسکر کثیره فقلیله حرام ویروی عنه علیه السلام ما اسکر الجرة منه فالجرعة منه حرام ولان المسکر یفسد العقل فیکون حراما قلیله وکثیره کالخمر ولهما قوله علیه السلام حرمت الخمر لعینها ویروی بعینها قلیلها وکثیرها والسکر من کل شراب خص السکر بالتحریم فی غیر الخمر اذ العطف للمغایرة لان المفسد هو القدح المسکر وهو

انگور کے شیرہ کو جب پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو وہ حلال ہے خواہ وہ گاڑھا اور تیز ہو، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا نظریہ ہے، اور امام محمد، امام مالک اور امام شافعی نے کہا یہ حرام ہے، یہ اختلاف اس وقت ہے جب اس تیز شیرہ سے قوت حاصل کرنے کا قصد کیا جائے اور اگر اس شیرہ کو لہو و لعب کے قصد سے پیا جائے تو پھر یہ بالاتفاق حرام ہے، امام محمد کا ایک قول شیخین کے قول کی مثل ہے اور ایک قول کراہت کا ہے اور ایک قول توقف کا ہے۔ امام محمد اور باقی ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے جس کا ایک مٹکا نشہ دے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، اور اس لیے کہ نشہ آور چیز عقل کو فاسد کرتی ہے، اس لیے خمر کی طرح اس کی قلیل اور کثیر مقدار حرام ہوگی، اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خمر بعینہٖ حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور (مقدار) حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غیر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرام عندنا وانما یحرم القلیل منہ لانہ یدعو لرقتہ ولطافتہ الی الکثیر فاعطی حکمہ والمثلث لغلظہ لا یدعو وھو فی نفسہ غذاء فبقی علی الاباحۃ والحدیث الاول غیر ثابت لما بیناہ ثم ھو محمول علی القدح الاخیر اذ ھو المسکر حقیقۃ۔ [1]

خمر مشروبات میں سے بالخصوص نشہ آور مقدار کو حرام کیا ہے کیونکہ علت تفاتر کو چاہتا ہے نیز فساد عقل کا سبب وہ آخری پیالہ ہے جو نشہ دیتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک حرام ہے، اور خمر کی قلیل مقدار اس لیے حرام کی ہے کہ وہ اپنی رقت اور لطافت کی وجہ سے زیادہ مقدار میں پینے کی محرک ہوتی ہے اس لیے قلیل خمر کو بھی کثیر خمر کا حکم دیا گیا ہے، اور مثلث اپنے گاڑھے ہونے اور حدت کی وجہ سے زیادہ پینے کا محرک نہیں ہوتا، نیز وہ فی نفسہٖ غذا ہے اس لیے وہ اپنی اباحت پر باقی ہے، اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ پہلی حدیث (جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار حرام ہے) ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں نیز ہمارے نزدیک وہ آخری پیالہ پر محمول ہے کیونکہ وہی حقیقۃً نشہ آور ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی کی اس عبارت میں تصریح ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک طاقت حاصل کرنے کے لیے خمر کے علاوہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پینا جائز ہے البتہ لہو و لعب کے لیے پینا جائز نہیں ہے اور امام محمد کے اس مسئلہ میں چار قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حرام ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مباح ہے اور چوتھا قول توقف کا ہے۔ علامہ ابوالحسن مرغینانی کا مختار امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا قول ہے اور وہ اصحاب ترجیح میں سے ہیں اسی لیے انہی کی ترجیح کا اعتبار ہو گا۔

ہر چند کہ بعد کے مشائخ نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں علامہ ابوالحسن مرغینانی صاحب ہدایہ کی ترجیح کا اعتبار کرنا ہی صحیح ہے، کیونکہ ان مشائخ کے برخلاف علامہ مرغینانی صاحب ترجیح ہیں جبکہ امام محمد کا ایک قول بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے مطابق ہے، اور قرآن مجید، احادیث، آثار صحابہ اور اقوال تابعین کا بھی یہی منشاء ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروبات کی صرف وہ مقدار حرام ہے جو نشہ آور ہو اور وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو وہ حلال ہے، البتہ ان مشروبات کو بطور لہو و لعب استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور وہ دوائیں جن میں الکوحل استعمال کی جاتی ہے اور وہ خوشبویات جن میں الکوحل یا اسپرٹ استعمال ہوتی ہے ان دلائل کی روشنی میں ان کا استعمال جائز ہے، کیونکہ ان مرکبات میں الکوحل یا اسپرٹ بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے۔ [2]

میں نے اس مسئلہ میں کافی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس سے میرا مقصد شریعت کی دی ہوئی گنجائش کی روشنی میں مسلمانوں کے لیے یُسر اور آسانی فراہم کرنا ہے، کیونکہ اب علاج کے عام ذرائع میں الکوحل اور اسپرٹ استعمال کی جاتی ہے، بعض علماء نے

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۴۹۸۔ ۴۹۷، مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان

[2] اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: انگریزی رقیق دوائیں جو ٹنچر کہلاتی ہیں ان میں عموماً اسپرٹ پڑتی ہے اور اسپرٹ یقیناً شراب بلکہ شراب کی نہایت بدتر قسموں میں سے ہے وہ نجس ہے، ان کا کھانا حرام، بدن یا کپڑے یا دونوں کی مجموع پر (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الکوحل اور اسپرٹ آمیز دواؤں کو حرام لکھا ہے اور ان کے اس فتویٰ سے شاید ہی کوئی مسلمان حرام خوری کے مصداق سے بچ سکا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: یسروا ولا تعسروا - "آسانی فراہم کرو اور مسلمانوں کو مشکل میں نہ ڈالو" سو جہاں احکام شرعیہ میں مسلمانوں کے لیے وسعت اور گنجائش ہو، میں دلائل شرعیہ کے ساتھ آسان احکام بیان کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے، میری مغفرت فرمائے اور مجھ پر دارین میں رحمتوں کے دروازے کھول دے! واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین سید المرسلین قائد الغر المحجلین وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

بَابُ ۶۹۶ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ وَبَيَانِ اَنَّهَا تَكُوْنُ مِنْ عَصِيْرِ الْعِنَبِ

شراب کی حرمت اور اس بات کا بیان کہ شراب انگور کے شیرہ سے بنتی ہے

۵۰۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ اَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ وَاَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا اُخْرٰى فَاَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَحْمِلَ عَلَيْهِمَا اِذْخِرًا لِاَبِيْعَهٗ وَمَعِيَ صَائِغٌ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے مال غنیمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے ایک اونٹنی ملی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی اور عطا فرمائی۔ ایک دن میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری کے دروازہ پر بٹھایا، میں یہ ارادہ رکھتا تھا کہ میں ان پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) لاد کر لاؤں اور اس کو فروخت کروں، اس وقت میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی تھا، میں اس (گھاس کی آمدنی سے) حضرت فاطمہ کے ولیمہ کی تیاری کرنا چاہتا تھا۔ اس گھر میں حضرت حمزہ بن

ے (حاشیہ صفحہ گزشتہ) حالانکہ اگر ایک روپیہ بھر جگہ سے زیادہ میں ایسی شے لگی ہو نادرہ ہوگی، (الی قولہ) انگریزی عطروں کا حال فقیر کو معلوم نہیں سنا اس کے کہ بہت بدبودار کریہ الرائحہ ہوتی ہیں۔ رقیق اشیاء میں ان کی قوت رکھنے کے لیے ڈاکٹری نسخوں میں اسپرٹ ہی کا مطلقاً استعمال ہے لہٰذا ان سے احتراز ہی چاہیے اور اگر ثابت ہو جائے کہ ان میں اسپرٹ ہے تو ان کا نہ صرف لگانا بلکہ رکھنا بھی ناجائز ہے کہ شراب کے حمل لینے والے، اٹھانے والے پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)"

اعلیٰ حضرت نے اس فتویٰ میں اسپرٹ پر خمر کا حکم لاگو کیا ہے اور یہ امام شافعی وغیرہ کا مذہب ہے، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے مذاہب کے لحاظ سے اسپرٹ کی قلیل مقدار جائز ہے اور علاج کے معاملہ میں امام محمد کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ ہدایہ کے حوالہ سے ہم نے ابھی بیان کیا ہے علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے امام اعظم اور امام ابویوسف کے قول کو ترجیح دی ہے اور وہ اصحاب ترجیح سے ہیں لہٰذا بعد کے مشائخ کے مقابلہ میں انہی کا قول واجب الاعتبار ہے۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مِنْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ فَاسْتَعِیْنَ بِهٖ عَلٰی وَلِیْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَشْرَبُ فِیْ ذٰلِكَ الْبَیْتِ مَعَهٗ قَیْنَةٌ تُغَنِّیْهِ فَقَالَتْ اَلَا یَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَثَارَ اِلَیْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّیْفِ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِیٌّ فَنَظَرْتُ اِلٰی مَنْظَرٍ اَفْظَعَنِیْ فَاَتَیْتُ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَیْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهٗ زَیْدٌ وَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلٰی حَمْزَةَ فَتَغَیَّظَ عَلَیْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهٗ فَقَالَ هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِیْدٌ لِاٰبَآئِیْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَهْقِرُ حَتّٰی خَرَجَ عَنْهُمْ۔

عبد المطلب شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس ایک باندی گا رہی تھی، اس نے کہا: اے حمزہ ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لیے اٹھو، حضرت حمزہ تلوار لے کر ان اونٹنیوں پر جھپٹے، اور ان کے کوہانوں اور کوکھوں کو کاٹ ڈالا اور پھر ان کی کلیجیاں نکال لیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: کیا کوہان سے بھی کچھ لے گئے؟ انہوں نے کہا وہ ان کے کوہانوں کو کاٹ کر لے گئے ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے یہ اندوہناک منظر دیکھا تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ حضرت زید کے ساتھ چلے، اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر غضب ناک ہوئے، حضرت حمزہ نے اپنی نظر اٹھا کر حضور کی طرف دیکھا اور کہا: "تم لوگ میرے اجداد کے غلام ہی تو ہو۔" یہ سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الٹے پیر لوٹ گئے اور واپس چلے آئے۔

۵۰۱۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۰۱۴۔ وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ اَخْبَرَنَا سَعِیْدُ بْنُ كَثِیْرِ بْنِ عُفَیْرٍ اَبُوْ عُثْمَانَ الْمِصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اَنَّ حُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ كَانَتْ لِیْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِیْبِیْ مِنَ الْمَغْنَمِ یَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ یَوْمَئِذٍ فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اَبْتَنِیَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِیْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بدر کے مال غنیمت کے حصہ میں سے ایک اونٹنی ملی تھی، اور ایک اونٹنی اس دن مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے عطا فرمائی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب زفاف گزارنے کا ارادہ کیا، تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے یہ وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے گا اور ہم اذخر (ایک قسم کی گھاس) لے کر آئیں گے، میرا ارادہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو فروخت کر دوں گا، اور اس کی آمدنی سے شادی کے ولیمہ کی تیاری کروں گا سو جس وقت میں اپنی اونٹنیوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

قینقاع یرتحل معی فنأتی بإذخر أردت أن
أبیعه من الصواغین فأستعین به فی ولیمة
عرسی فبینا أنا أجمع لشارفی متاعا من
الأقتاب والغرائر والحبال وشارفای
مناختان إلی جنب حجرة رجل من الأنصار
وجمعت حین جمعت ما جمعت فإذا
شارفای قد اجتبت أسنمتهما وبقرت
خواصرهما وأخذ من أکبادهما فلم أملک عینی
حین رأیت ذلک المنظر منهما قلت من فعل
هذا قالوا فعله حمزة بن عبد المطلب وهو
فی هذا البیت فی شرب من الأنصار غنته
قینة وأصحابه فقالت فی غنائها ألا یا
حمز للشرف النواء فقام حمزة بالسیف
فاجتب أسنمتهما وبقر خواصرهما فأخذ
من أکبادهما فقال علی فانطلقت حتی أدخل
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعنده
زید بن حارثة قال فعرف رسول الله صلی
الله علیه وسلم فی وجهی الذی لقیت
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ما لک قلت یا رسول الله والله ما رأیت کالیوم قط
عدا حمزة علی ناقتی فاجتب أسنمتهما و
بقر خواصرهما وها هو ذا فی بیت معه شرب
قال فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم
بردائه فارتداه ثم انطلق یمشی واتبعته
أنا وزید بن حارثة حتی جاء الباب الذی
فیه حمزة فاستأذن فأذنوا له فإذا هم
شرب فطفق رسول الله صلی الله علیه
وسلم یلوم حمزة فیما فعل فإذا حمزة محمرة
عیناه فنظر حمزة إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم

کے سامان یعنی پالان کے تختے، بوریاں اور رسیاں جمع کرنے
لگا اور میری دونوں اونٹنیاں اس وقت ایک انصاری کے حجرہ
کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، جب میں وہ سامان جمع کر چکا تو اچانک
کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں
اور ان کی کوکھیں کٹی ہوئی ہیں اور ان کی کلیجیاں نکلی ہوئی ہیں،
یہ منظر دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا، میں نے پوچھا
یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب
نے اور وہ اس گھر میں چند شراب خور انصار کے ساتھ ہیں،
انھیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی نے ایک شعر
سنایا تھا: سنو اے حمزہ! ان فربہ اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے
لیے اٹھو، سو حضرت حمزہ تلوار لے کر گئے اور ان اونٹنیوں
کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھوں کو بھی کاٹ دیا، اور
ان کی کلیجیاں نکال لیں، حضرت علی نے کہا پھر میں وہاں سے
لوٹا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس
وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے،
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کو دیکھ کر میرے دل
کی کیفیت کو جان لیا، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج سے
پہلے اتنا اندوہناک منظر نہیں دیکھا۔ حضرت حمزہ نے میری اونٹنیوں
پر حملہ کر کے ان کے کوہانوں کو کاٹ ڈالا اور ان کی کوکھیں چیر دیں
اور وہ اس گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ بیٹھے ہیں،
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنی چادر منگوائی اور
چادر اوڑھ کر پیدل ہی چل دیئے اور میں اور حضرت زید بن حارثہ
آپ کے پیچھے چل پڑے اور اس دروازہ پر جا پہنچے جہاں حضرت
حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، آپ نے اجازت مانگی انھوں نے
آپ کو اجازت دے دی درآں حالیکہ وہ لوگ شراب پیئے
ہوئے تھے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت
حمزہ کو ان کی کارستانی پر ملامت کرنی شروع کی، حضرت
حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى وَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ۔

پر نظر ڈالی پھر حضور کے گھٹنوں کی طرف دیکھا، پھر حضور کی ناف کی طرف دیکھا، پھر اوپر نظر اٹھائی اور حضور کے چہرے کی طرف دیکھا، پھر حضرت حمزہ نے کہا: تم لوگ میرے باپ کے غلام ہی تو ہو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ اس وقت حضرت حمزہ نشہ میں ہیں، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں لوٹ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے۔

۵۰۱۵- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۰۱۶- حَدَّثَنِيْ اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُهُمْ اِلَّا الْفَضِيْخُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ فَقَالَ اُخْرُجْ فَانْظُرْ فَخَرَجْتُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اُخْرُجْ فَاهْرِقْهَا فَهَرَقْتُهَا فَقَالُوْا اَوْ قَالَ بَعْضُهُمْ قُتِلَ فُلَانٌ قُتِلَ فُلَانٌ وَهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن شراب حرام کی گئی اس دن میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ وہ شراب صرف کشمش اور چھواروں سے بنی ہوئی تھی، اتنے میں کسی منادی کی آواز سنائی دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا جاؤ دیکھو، میں نے جا کر دیکھا تو ایک منادی یہ ندا کر رہا تھا سنو! خمر (انگوری شراب) حرام کر دی گئی ہے، اور مدینہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی۔ حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا اٹھو اور تمام شراب بہا دو، سو میں نے شراب کو بہا دیا، اس وقت کسی نے کہا فلاں اور فلاں شہید ہوئے تھے اور ان کے پیٹوں میں شراب تھی، (راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں کہ یہ حضرت انس کی حدیث کا حصہ ہے یا نہیں!) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کیے ان سے ان کی کھائی ہوئی چیزوں پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ جب کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تھے اور وہ ایمان لا چکے تھے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے تھے۔

۵۰۱۷- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَاَلُوْا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْفَضِيْخِ فَقَالَ مَا كَانَتْ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ

عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فضیخ (کھجوروں کا کچا شیرہ جو بڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) کے متعلق سوال کیا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ اِنِّي لَقَائِمٌ اَسْقِيْهَا اَبَا طَلْحَةَ وَاَبَا اَيُّوْبَ وَرِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِنَا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ قُلْنَا لَا قَالَ فَاِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ يَا اَنَسُ اَرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ قَالَ فَمَا رَاجَعُوْهَا وَلَا سَاَلُوْا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

انھوں نے فرمایا تمہارے اس فضیخ کے علاوہ ہماری کوئی خمر (شراب) تھی ہی نہیں، یہ وہی شراب ہے جس کو تم فضیخ کہتے ہو، میں حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوایوب اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں کھڑے ہو کر یہی شراب پلا رہا تھا، اچانک ایک شخص نے آکر کہا: کیا تم کو خبر معلوم ہوئی؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا خمر حرام کر دی گئی، حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے انس! ان مٹکوں کو بہا دو، اس خبر کے بعد انھوں نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ انھوں نے اس کے بعد پھر اس خبر کے متعلق کوئی سوال کیا۔

۵۰۱۸ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَاَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اِنِّي لَقَائِمٌ عَلَى الْحَيِّ عَلٰى عُمُوْمَتِي اَسْقِيْهِمْ مِنْ فَضِيْخٍ لَهُمْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمْ سِنًّا فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوْا اَكْفِئْهَا يَا اَنَسُ فَكَفَاْتُهَا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَا هُوَ قَالَ بُسْرٌ وَرُطَبٌ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَنَسٍ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سُلَيْمَانُ وَحَدَّثَنِيْ رَجُلٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے عمر زاد قبیلہ والوں کو فضیخ پلا رہا تھا، اور میں ان میں سب سے کم سن تھا، اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا "خمر حرام کر دی گئی" صحابہ نے کہا اے انس اس کو بہا دو، سو میں نے بہا دیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا وہ کس چیز کی شراب تھی انھوں نے کہا وہ کچی اور پکی ہوئی کھجوروں کی شراب تھی، ابوبکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی یہی خمر (شراب) تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک نے بھی یہی فرمایا تھا۔

۵۰۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ اَنَسٌ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ اَسْقِيْهِمْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَنَسٍ كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَاَنَسٌ شَاهِدٌ فَلَمْ يُنْكِرْ اَنَسٌ ذَاكَ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعِيْ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اپنے قبیلہ کو شراب پلا رہا تھا، اس کے بعد ابن علیہ کی روایت کی مثل ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ ابوبکر بن انس نے کہا ان دنوں ان کی شراب یہی تھی، اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان دنوں ان کی خمر (شراب) یہی تھی۔

۵۰۲۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَاَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ اَبَا طَلْحَةَ وَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ، حضرت ابودجانہ، حضرت معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا، اسی وقت ایک آنے والے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَبَا دُجَانَةَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ فَقَالَ حَدَثَ خَبَرٌ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَاَكْفَاْنَاهَا يَوْمَئِذٍ وَاِنَّهَا لَخَلِيْطُ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ قَالَ قَتَادَةُ وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَكَانَتْ عَامَّةُ خُمُوْرِهِمْ يَوْمَئِذٍ خَلِيْطَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ۔

نے آکر کہا ایک نئی خبر آئی ہے، خمر کی تحریم نازل ہو گئی ہے، یہ سنتے ہی ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا، وہ کچی کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی، قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے کہا کہ خمر حرام کر دی گئی اور ان دنوں ان کی عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھی۔

۵۰۲۱ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنِّيْ لَاَسْقِيْ اَبَا طَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ مِنْ مَزَادَةٍ فِيْهَا خَلِيْطُ بُسْرٍ وَتَمْرٍ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہیل بن بیضاء کو ایک مشک سے شراب پلا رہا تھا، جس میں گدری کھجوروں اور چھواروں کی شراب تھی۔

۵۰۲۲ - وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّهْوُ ثُمَّ يُشْرَبَ وَاِنَّ ذٰلِكَ كَانَ عَامَّةَ خُمُوْرِهِمْ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدری کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر بھگونے اور پھر اس کو پینے سے منع فرمایا ہے اور جس دن خمر (شراب) حرام ہوئی اس دن ان کی عام شراب یہی ہوتی تھی۔

۵۰۲۳ - وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيْخٍ وَّتَمْرٍ فَاَتَاهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اَنَسُ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجَرَّةِ فَاكْسِرْهَا فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابو طلحہ، اور حضرت ابی بن کعب کو فضیخ اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا، اس وقت ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ اب خمر حرام کر دی گئی ہے، حضرت ابو طلحہ نے کہا اے انس! اس گھڑے کو توڑ دو، میں نے پتھر کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس گھڑے کو نیچے سے مارا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گیا۔

۵۰۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ يَعْنِي الْحَنَفِيَّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر (شراب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جعفر، حدثنی ابی انہ سمع انس بن مالک یقول لقد انزل اللہ الآیۃ التی حرم اللہ فیہا الخمر وما بالمدینۃ شراب یشرب الا من تمر۔

کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی۔

اہلِ کتاب کے اشتراک سے کسبِ معاش کا جواز

حدیث نمبر ۵۰۱۲ میں ہے: حضرت علی بنو قینقاع کے ایک شخص کو لے کر اذخر لینے گئے تاکہ اس کی آمدنی سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کر سکیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: بنو قینقاع یہود مدینہ کا ایک قبیلہ تھا، اس حدیث میں یہودیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے اور کسب معاش کی دلیل ہے، (دوسرے اہل کتاب اور ذمی بھی اسی حکم میں ہیں، البتہ کفار اور مشرکین سے محبت کے ساتھ میل جول ناجائز اور حرام ہے۔ سعیدی غفرلہ) اس حدیث میں جنگل سے لکڑیاں چننے اور ان کو فروخت کرنے کا جواز ہے اور یہ کہ یہ کام وقار اور رکھ رکھاؤ کے خلاف نہیں ہے، نیز اس میں ولیمہ کرنے کا بھی ثبوت ہے خواہ اس شخص کے پاس مال ہو یا نہ ہو، اس کی تفصیل کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔ [1]

کیا حضرت حمزہ کا نشہ میں حضرت علی کی اونٹنیوں کو کاٹنا لائق مؤاخذہ تھا؟

اس حدیث میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شراب کے نشہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کے کوہان اور کوکھیں کاٹ ڈالیں، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر ملامت کی تو انہوں نے کہا تم لوگ میرے باپ دادا کے غلام ہی تو ہو! علامہ نووی لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جو یہ افعال صادر ہوئے اس میں ان کا کوئی گناہ ہے نہ ان سے ان افعال پر مواخذہ ہوا، کیونکہ شراب پینا اور نشہ حاصل کرنا اس وقت تک مباح تھا، کیونکہ اس وقت تک خمر کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، بعض علماء نے یہ کہا کہ نشہ ہمیشہ حرام رہا ہے، یہ قول بالکل باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جس حال میں یہ افعال سرزد ہوئے اس حال میں وہ غیر مکلف تھے، جیسے کوئی شخص ضرورت کی بنا پر کوئی دوا پیئے اور اس سے اس کی عقل زائل ہو جائے، یا کوئی شخص خمر (شراب) کو سرکہ سمجھ کر پی لے یا کسی شخص کو زبردستی شراب پلائی اور اس کو نشہ ہو گیا تو وہ اس نشہ میں غیر مکلف ہے اور اس نشہ میں جو افعال صادر ہوں ان پر اس سے بالاتفاق کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، البتہ وہ نشہ میں جو کسی کا نقصان کرے گا اس کا تاوان ادا کرنا اس کو لازم ہوگا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی جو اونٹنیاں تلف کر دی تھیں، ان کا تاوان ان کے مال سے ادا کرنا لازم تھا، لیکن یا تو حضرت علی نے اس تاوان کو معاف کر دیا تھا یا بعد میں حضرت حمزہ نے ان اونٹنیوں کی قیمت ادا کر دی تھی، یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے وہ تاوان ادا کر دیا تھا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حمزہ سے بہت محبت تھی اور آپ کے دل میں ان کا بہت احترام تھا، اور کتاب عمر بن ابی شیبہ میں ابوبکر بن عیاش سے یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی طرف سے تاوان میں دو اونٹنیاں ادا کیں اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی کا مال ضائع کر دے تو اس پر بھی مجنون کی طرح تاوان لازم آتا ہے، کیونکہ تاوان کے لیے مکلف ہونا لازم نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قتل خطاء پر دیت اور کفارہ کو لازم کیا ہے، باقی زندہ جانور سے جو گوشت کاٹ لیا جائے اس کا کھانا حلال نہیں ہے، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو زندہ اونٹنیوں کی کلیجیاں کاٹ لی تھیں ان کا کھانا بھی حلال نہ تھا لیکن چونکہ وہ نشہ میں تھے اس لیے ان کا گناہ نہیں ہے۔ [2]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ ″ ″ ″ ″ شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۱، ″ ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نشہ میں دی ہوئی طلاق کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے نشہ میں جو افعال سرزد ہوئے اور اس پر ان سے مواخذہ نہیں ہوا، اس سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نشہ میں طلاق دے دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی، حضرت عثمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض سلف صالحین کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ نشہ میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، جمہور فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ جس شخص نے نشہ کیا اس نے اپنے آپ کو اللہ کی معصیت میں داخل کیا اس لیے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اس کے برخلاف جو شخص کسی اکراہ یا کسی اور عارضہ سے نشہ میں سو گیا اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، جس طرح مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص نشہ میں کسی چیز کو فاسد کر دے وہ اس کا ضامن ہوتا ہے اور نشہ میں ہونے سے تاوان کا مکلف ہونا ساقط نہیں ہوتا، اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت حمزہ کو اونٹنیوں کے نقصان کا ضامن کیا گیا اور نہ یہ ہے کہ ان سے تاوان ساقط کیا گیا اور کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے البتہ عمر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں ابوبکر بن عیاش کی یہ روایت ذکر کی ہے، حضور نے حضرت حمزہ کو اس نقصان کا ضامن کیا تھا، اور وہ اس پر محمول ہے کہ حضرت علی نے حضرت حمزہ سے اس ضمانت کو طلب نہیں کیا یا حضور نے اس ضمانت کو حضرت حمزہ کی طرف سے ادا کر دیا تھا۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے کیونکہ نشہ سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور تمام نیکیوں کی اصل عقل ہے اور حضرت حمزہ نے نشہ کے لیے شراب نہیں پی تھی بلکہ ان کو اتفاقاً نشہ ہو گیا، اور علامہ قرطبی نے یہ جواب دیا ہے کہ جس نشہ کی تحریم پر تمام اہل ملل متفق ہیں یہ وہ نشہ ہے جس میں انسان کو زمین اور آسمان کی تمیز نہ رہے اور حضرت حمزہ کو ایسا نشہ نہیں ہوا تھا البتہ ان کو بعض چیزوں کی تمیز نہیں رہی تھی اور کلیۃً تمیز ختم نہیں ہوئی تھی، اس لیے صحیح یہی ہے کہ نشہ کرنا ہر شریعت میں حرام ہے تمام اصولیین کا اس پر اتفاق ہے اور علامہ نووی کا اس کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔[1]

مصنف کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ اگر نشہ ہر شریعت میں حرام ہے، تب بھی حضرت حمزہ کے شراب پینے اور نشہ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ اس وقت تک نشہ کی حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اور خطابی اور علامہ قرطبی نے جو ترجیحات کی ہیں وہ انتہائی ضعیف ہیں۔

ہر نشہ آور چیز کے خمر ہونے پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کے جوابات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: ابراہیم حربی نے فضیخ کی یہ تعریف کی ہے کہ کچی پکی کھجوروں کو پانی میں ڈال کر چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس میں جوش آجائے، اور اس پانی کو آگ پر نہ رکھا جائے اور اگر اس پانی میں چھوارے بھی ڈال دیے جائیں تو اس کو خلیط کہتے ہیں، صحیح مسلم کی ان تمام احادیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام نشہ آور نبیذ حرام ہے اور ان سب کو خمر کہا جاتا ہے اس میں فضیخ، چھواروں، تازہ پکی ہوئی کھجوروں، منقیٰ، جَو، جوار اور شہد کا نبیذ سب برابر ہیں (نبیذ کی تعریف یہ ہے کہ کھجور وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جس سے پانی میں اس کا ذائقہ آجائے عام ازیں کہ اس کو پانی میں جوش دیا جائے یا نہیں (در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۱، مطبوعہ استنبول) اور ان تمام اقسام کو خمر کہا جاتا ہے، یہ ہمارا مذہب

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۱۱ - ۳۱۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، امام مالک، امام احمد اور جمہور متقدمین اور متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے، اور بصرہ کے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ انگور کا شیرہ اور منقیٰ کا کچا پانی (جب پڑے پڑے جوش کھا کر جھاگ چھوڑ دے) حرام ہے اور اگر ان کو پکا لیا جائے یا دوسری چیزوں کا کچا پانی یا پکا ہوا شیرہ حلال ہے بشرطیکہ وہ نشہ نہ دے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کا شیرہ حرام ہے، انگور کا رس خواہ قلیل ہو یا کثیر حرام ہے البتہ اگر انگور کے رس کو پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی اڑ جائے (اس کو مثلث کہتے ہیں) تو یہ حلال ہے اور چھواروں اور منقیٰ کا پکا ہوا شیرہ حلال ہے خواہ اس کو معمولی سا پکایا ہو اور ان کا کچا پانی حرام ہے لیکن ان کے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی یہ تمام احکام اس وقت ہیں جب یہ مشروب نشہ آور نہ ہوں اور اگر یہ مشروب نشہ آور ہوں تو پھر ان کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جمہور فقہاء اسلام کا یہ موقف ہے کہ ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور انھوں نے اس پر قرآن اور سنت سے استدلال کیا ہے قرآن مجید سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ کی ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے اور یہ علت تمام نشہ آور مشروبات میں پائی جاتی ہے، لہٰذا تمام نشہ آور مشروبات خمر قرار پائیں گے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علت اسکار (نشہ دینے) کی ہے اور نشہ آور چیزیں بالاجماع حرام ہیں تو ہم کہیں گے کہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ انگور کا شیرہ (بشرطیکہ وہ پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے) اگر نشہ نہ دے پھر بھی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے خمر کے حرام ہونے کی علت نماز اور ذکر اللہ سے روکنا بیان کی ہے اور جب خمر کا ماسوا بھی ذکر سے روکنے کا سبب ہو تو اس کا حکم ان سب کو شامل ہوگا۔ (یا للعجب! علامہ نووی کی اس دلیل سے تو تمام مسکرات کا حرام ہونا لازم آرہا ہے نہ کہ خمر ہونا، سعیدی غفرلہٗ) اور یہ تحریم جنس مسکر کے لیے ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے جنس کے اس فرد کی (یعنی خمر کی) علت بیان کی ہے جس کو عادۃً استعمال کیا جاتا ہے علامہ مازری نے کہا کہ اس مسئلہ میں یہ استدلال سب سے قوی ہے۔

علامہ مازری نے کہا اس مسئلہ پر ہماری ایک اور دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص انگور نچوڑ کر اس کا رس پیئے دراں حالیکہ وہ میٹھا ہو اور نشہ آور نہ ہو تو وہ بالاجماع حلال ہے اور اگر وہ گاڑھا ہو کر نشہ آور ہو جائے تو بالاجماع حرام ہے اور اگر پھر وہ بغیر کسی انسانی عمل کے سرکہ بن جائے تو حلال ہے اور جب ہم نے ان مختلف احکام پر غور کیا تو ہم کو معلوم ہوا کہ ان احکام کا اختلا اس مشروب کی صفات کے اختلاف کی وجہ سے ہے، اور اس سے معلوم ہو گیا کہ تحریم کا مدار اسکار (نشہ آور ہونے) پر ہے لہٰذا ہر نشہ آور چیز حرام ہوگی۔ (رہا مجموعہ علامہ نووی اور علامہ مازری کا مدعا ہر نشہ آور چیز کو خمر ثابت کرنا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کا اختلاف اسی میں ہے رہا ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) یہ جمہور کے مذہب پر استدلال کا پہلا طریقہ ہے یعنی قرآن مجید سے استدلال، اور دوسرا طریقہ سنت سے استدلال ہے۔

سنت سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ امام مسلم نے بکثرت اسانید کے ساتھ یہ احادیث ذکر کی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مسکر حرام "ہر نشہ آور حرام ہے" اور فرمایا: کل مسکر خمر وکل خمر حرام۔

ے۔ علامہ عینی نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکنا ہے اور قلیل مقدار میں نشہ آور مشروبات نماز اور ذکر سے نہیں روکتے اس لیے وہ حرام نہیں ہوں گے، البتہ خمر کا معاملہ جدا ہے وہ بعینہٖ حرام ہے، اور ہمارا مقصود صرف اتنا ہے کہ دواؤں اور پرفیوم میں جو قلیل مقدار میں الکوحل شامل ہوتی ہے، وہ حرام نہیں ہے، اور ان دواؤں اور پرفیوم کا استعمال کرنا جائز ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

"ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے"، اس حدیث سے بصراحت ثابت ہو گیا کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے۔ [1]

فقہاء احناف اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہر نشہ آور چیز کو "مجازاً" اور "تشبیہاً" خمر فرمایا ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز اور استعارہ ہے، لہٰذا اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ کا مدعا ثابت نہیں ہوا، اسی طرح اس باب کی احادیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جس میں خمر کو حرام کیا تھا اس وقت مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی شراب نہیں پی جاتی تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ "مبالغۃً" فرمایا ہے کیونکہ دوسری احادیث میں اس وقت انگوری شراب کے بنانے کا بھی ذکر ہے:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس قال حرمت علینا الخمر حین حرمت وما نجد یعنی بالمدینۃ خمر الاعناب الا قلیلا وعامۃ خمرنا البسر والتمر۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت خمر کو حرام کیا گیا اس وقت مدینہ میں انگور سے بنی ہوئی شراب بہت کم ہوتی تھی اور ہماری عام شرابیں کچی کھجوروں اور چھواروں سے بنائی جاتی تھیں۔

ائمہ ثلاثہ کی طرف سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خمر صرف انگور کی شراب ہوتی تو صحابہ کرام اہل لسان تھے وہ صرف انگور کی شراب کو بہاتے، حالانکہ احادیث میں ہے انھوں نے شراب کے تمام مٹکوں کو توڑ دیا اور ہر قسم کی شراب بہا دی خواہ وہ انگور کی ہو یا کچی کھجوروں اور چھواروں کی، اس کا جواب یہ ہے کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اس کا نشہ آور ہونا تھا اور چونکہ اس وقت مدینہ میں موجود جتنی شرابیں تھیں وہ سب نشہ آور تھیں اس سے صحابہ کرام نے ان سب شرابوں کو بہا دیا۔

بَابُ تَحْرِيمِ تَخْلِيلِ الْخَمْرِ ! [697]

خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت

۵۰۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کو سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: نہیں!

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں امام شافعی اور جمہور فقہاء کی دلیل ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا جائز نہیں ہے، یہ حکم اس صورت میں ہے جب روٹی، پیاز اور خمیرہ وغیرہ کو خمر میں ڈال کر سرکہ بنایا جائے، اس صورت میں خمر حسب سابق نجس رہتی ہے، اور جو چیز اس میں ڈال دی جائے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے اور یہ سرکہ بعد میں کبھی

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھی پاک نہیں ہوتا، دھونے سے نہ کسی اور طریقہ سے، ہاں اگر خمر کو دھوپ سے سائے میں یا سائے سے دھوپ میں منتقل کر دیا جائے تو پھر اس کی طہارت کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ پاک ہے۔

ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ خمر میں کوئی چیز ڈال دی جائے تو وہ طاہر نہیں ہوتی، یہ امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔ امام اوزاعی، لیث اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح خمر پاک ہو جاتی ہے، امام مالک سے اس سلسلہ میں تین روایات ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خمر کو سرکہ بنانا حرام ہے اگر سرکہ بنائے گا تو گنہگار ہوگا، لیکن خمر طاہر ہو جائے گی دوسرا قول یہ ہے کہ اس صورت میں خمر حرام اور غیر طاہر ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سرکہ بننے کے بعد خمر حلال اور طاہر ہے اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر خمر خود بخود سرکہ بن جائے تو وہ طاہر ہے، اور سحنون مالکی سے یہ روایت ہے کہ اس طرح بھی خمر طاہر نہیں ہوتی لیکن یہ قول اجماع کے خلاف ہے۔ [1]

خمر کو سرکہ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ اور ان کی دلیل

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

جب خمر سرکہ بن جائے تو حلال ہے، خواہ خمر خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کسی چیز کو ڈال کر اسے سرکہ بنا لیا جائے، خمر کو سرکہ بنانا مکروہ نہیں ہے، اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ مکروہ (تحریمی) ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الادام الخل۔ سرکہ کیا خوب سالن ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۹، جامع ترمذی ۲۷۹، سنن ابن ماجہ ۲۳۸، مستدرک ج ۴ ص ۵۴)

نیز سرکہ بن جانے کے بعد خمر کا وصف مفسد زائل ہو جاتا ہے اور اس میں اصلاح کی صفت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ صفراء کو سکون دیتا ہے اور شہوت کو توڑتا ہے اور سرکہ سے غذا حاصل کرنا اور اصلاح کرنا مباح ہے، اور جو چیز ان معانی اور فوائد کی صلاحیت رکھتی ہو وہ بھی مباح ہونی چاہیے جس طرح فی نفسہ سرکہ مباح ہے۔ [2]

خمر کو سرکہ بنانے کی ممانعت کا محمل

اس باب کی حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کو سرکہ بنانے سے منع فرمایا، یہ ممانعت ابتداء پر محمول ہے، کیونکہ ابتداء میں شراب کے معاملہ میں شدت کی گئی تھی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب کے ساتھ سرکہ کا معاملہ نہ کیا جائے بایں طور کہ شراب کو سرکہ کی طرح دستر خوان پر رکھا جائے۔

بَابُ ۶۹۸ تَحْرِيمِ التَّدَاوِيْ بِالْخَمْرِ!

خمر سے علاج کرنے کی حرمت

۵۰۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے منع فرمایا یا اس کے بنانے کو ناپسند

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین مطبوعہ شرکۃ علمیہ ملتان۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدِ الْجُعْفِیَّ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَہَاہُ اَوْ کَرِہَ اَنْ یَّصْنَعَہَا فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُہَا لِلدَّوَآءِ فَقَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰکِنَّہٗ دَآءٌ۔

فرمایا، انھوں نے کہا میں اس کو دوا کے لیے بناتا ہوں آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے۔

خمر سے علاج کرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ خمر دوا نہیں ہے، لہٰذا خمر کے ساتھ علاج کرنا حرام ہے، ہمارے فقہاء شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح ہے کہ خمر سے علاج کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر کسی شخص کے گلے میں لقمہ پھنس جائے اور اس کو نیچے اتارنے کے لیے اور کوئی مشروب دستیاب نہ ہو تو خمر کے ذریعہ اس کو نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ اس وقت خمر سے شفاء کا حصول یقینی ہے اور علاج ظنی ہے۔ [1]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:
اگر کسی شخص نے پیاس کی وجہ سے خمر کو پیا تو اگر اس نے خمر میں کسی ایسی چیز کو ملایا تھا جس سے پیاس بجھ جاتی ہے، تو ضرورت کی بناء پر اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، جس طرح کوئی شخص حالت اضطرار میں ہو یا کسی کے گلے میں لقمہ اٹک جائے تو اس کے لیے خمر پینا مباح ہے، حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی بیان کرتے ہیں کہ ان کو رومیوں نے گرفتار کر لیا، جس گھر میں ان کو بند کیا تھا اس میں خمر میں ملا ہوا پانی اور بھنا ہوا خنزیر کا گوشت تھا انھوں نے حضرت عبد اللہ کو تین دن تک اس گھر میں بند رکھا، لیکن انھوں نے خمر اور خنزیر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب رومیوں کو ان کی موت کا خدشہ ہوا تو انھوں نے حضرت عبد اللہ کو اس مکان سے نکالا، حضرت عبد اللہ نے کہا، میں چونکہ مضطر ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شراب اور خنزیر کو حلال کر دیا، لیکن میں اسلام کی اس رخصت پر عمل کر کے دشمنانِ اسلام کو یہ موقع نہیں دونگا کہ وہ اپنے منصوبہ کی کامیابی پر خوشی سے بغلیں بجائیں۔

اگر کسی شخص نے پیاس کی بناء پر محض خمر کو یا پانی میں ملی ہوئی خمر کو پیا یا علاج کے لیے خمر کو پیا تو یہ مباح نہیں ہے اور اس پر حد لازم ہوگی، امام ابوحنیفہ نے کہا پیاس اور علاج دونوں میں ضرورت کی بناء پر خمر پینا مباح ہے، اور امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں، ایک جواز کا اور ایک عدم جواز کا، تیسرا قول یہ ہے کہ دوا کے لیے جائز ہے اور پیاس کی بناء پر ناجائز ہے، اور لقمہ حلق سے نیچے اتارنے کے لیے خمر پینا جائز ہے جیسا کہ باقی ضروریات میں جائز ہے۔

(علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:) ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت طارق بن سوید نے دواء کے لیے خمر تیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ دواء نہیں ہے، البتہ یہ بیماری ہے، (مسند احمد) نیز امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مخارق سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے دراں حالیکہ انھوں نے ایک گھڑے میں نبیذ بنایا ہوا تھا، وہ نبیذ گھڑے میں جوش کھا رہا تھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، انھوں نے کہا فلاں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عورت کے پیٹ میں تکلیف تھی تو اس نے یہ نبیذ بنایا تھا، آپ نے پتھر کی ٹھوکر سے اس گھڑے کو توڑ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کی ہے۔" نیز خمر حرام بعینہٖ ہے اس لیے اس کو بھی خنزیر کی طرح دوا میں استعمال نہیں کیا جا سکتا، نیز اس سے ضرورت اٹھ نہیں سکتی اس لیے وہ مباح نہیں ہے۔ [1]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ علاج کے قبیل سے ہے اور غذا کی جنس سے نہیں ہے، اسی وجہ سے انھوں نے کہا اگر کسی شخص کو سخت پیاس لگی ہو، تو وہ شراب پی سکتا ہے، یا اگر کسی کے گلے میں نوالہ پھنس جائے تو وہ اس کو حلق سے نیچے اتارنے کے لیے شراب پی سکتا ہے۔ [2]

خمر سے علاج کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

بچوں کو بطور دوا کے خمر پلانا جائز نہیں ہے اور اس کا گناہ پلانے والے پر ہوگا، کیونکہ وہی دراصل مخاطب ہے اس کی اصل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، انھوں نے کہا: "تمہاری اولاد فطرت پر پیدا کی گئی ہے، سو خمر سے ان کا علاج نہ کرو اور نہ خمر کو ان کی غذا بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نجس چیز میں شفا نہیں رکھی" اسی طرح کسی شخص کا خمر کے ساتھ اپنے بدن کے زخم کا علاج کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ خمر کے ساتھ اپنی سواری کا علاج کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے خمر سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور خمر سے فائدہ حاصل کرنا شریعت میں بالکلیہ ممنوع ہے اور اس صورت میں ضرورت متحقق نہیں ہوتی اس پر لازم ہے کہ وہ علاج کے لیے دوسری حلال چیزوں کو حاصل کرے۔ [3]

متقدمین فقہاء احناف نے خمر کے ساتھ علاج کرنے سے منع کیا ہے اور اس کو ناجائز کہا ہے لیکن متاخرین فقہاء احناف نے ضرورت کی بناء پر خمر کے ساتھ علاج کرنے کو جائز کہا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:-

جب شفاء کے حصول کا یقین ہو تو حرام چیزوں سے شفاء حاصل کرنا جائز ہے، جیسے شدید بھوک کے وقت مردار کھانا، شدید پیاس کے وقت اور حلق سے لقمہ نیچے اتارنے کے لیے خمر کو پینا جائز ہے۔ [4]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے جیسا کہ بحرالرائق کی کتاب الرضاع میں ہے، لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں حاوی سے نقل کیا ہے کہ جب حرام چیز میں شفاء کا یقین ہو اور اس کے علاوہ اور کسی دوا پر یقین نہ ہو تو پھر رخصت ہے جس طرح پیاسے کے لیے خمر کی رخصت ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ [5]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۱۳۸-۱۳۷، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] قاضی ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ دارالفکر بیروت

[3] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲۴ ص ۲۱، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

[4] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[5] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن عابدین شامی حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اطباء کے قول سے یقین حاصل نہیں ہوتا، اور ظاہر یہ ہے کہ تجربہ سے یقین کے بجائے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے ہاں! علماء کی عبارات میں یقین کے لفظ سے بالعموم غلبہ ظن مراد ہوتا ہے۔ [1] (یعنی جس چیز میں شفاء کے حصول کا ظن غالب ہے اس کو کھانا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) یہ تمام بحث خمر کے متعلق ہے۔ آج کل مروجہ انگریزی دواؤں میں قلیل الکوحل شامل ہوتی ہے اور ائمہ احناف کے نزدیک نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار جائز ہے لہٰذا انگریزی دوائیں جائز ہیں۔

اس حدیث کی تحقیق کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

وقال ابن مسعود فی السکر ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کھجور کے تیز نبیذ کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی ہیں۔

اس حدیث کو امام عبدالرزاق [3] اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے جریر سے شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے، امام احمد نے اس کو کتاب الاشربہ میں اور امام طبرانی نے اپنی کبیر میں اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے، نیز امام ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میری لڑکی بیمار ہو گئی، میں نے اس کے لیے ایک کوزہ میں نبیذ تیار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت وہ نبیذ جوش کھا رہا تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کر دیا ہے، امام ابن حبان نے اس حدیث کو سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

ابن التین نے داؤدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول حق ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خمر کا ذکر کیا اور ضرورت کی بناء پر اس کا استثناء نہیں کیا، اس کے برخلاف مردار اور خون وغیرہ سے علاج کا ضرورت کی بناء پر استثناء کا ذکر کیا ہے، کیونکہ خمر کے ساتھ علاج کرنے پر انسان مجبور نہیں ہے اور بہت سی دوائیں موجود ہیں، البتہ اضطرار کی حالت میں مردار کھا کر رمق حیات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور خمر سے شفاء کا حصول قطعی نہیں ہے، ہاں اگر نوالہ گلے میں پھنس جائے اور خمر کے سوا اور کوئی چیز نوالہ نیچے اتارنے کے لیے نہ ہو تو خمر پی کر نوالہ نیچے اتارنا جائز ہے، کیونکہ خمر کے گھونٹ سے نوالہ کا نیچے اترنا یقینی ہے اور اس سے علاج یقینی نہیں ہے۔ [5]

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۵۰، مطبوعہ مکتب علیہ بیروت، ۱۳۹۰ھ

[4] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۳۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[5] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ خیال رہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بالخصوص خمر کے متعلق ہے، خمر کے علاوہ دوسرے نشہ آور مشروبات قلیل مقدار میں جائز ہیں اور آج کل کی مروجہ انگریزی ادویات میں الکوحل قلیل مقدار میں شامل ہوتی ہے اور وہ خمر نہیں ہے۔ نیز شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی میں ہم نے بہ کثرت حوالہ جات سے اس حدیث کا مکمل بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث خمر سے متعلق ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے سند صحیح کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ:

قال عبد اللہ بن مسعود لا تسقوا اولادکم الخمر فانھم ولدوا علی الفطرۃ، وان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم۔[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بچوں کو خمر نہ پلاؤ کیونکہ وہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیے گئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفاء نہیں رکھی جو تم پر حرام کر دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

بَابُ بَيَانِ اَنَّ جَمِيعَ مَا يُنْبَذُ مِمَّا يُتَّخَذُ مِنَ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ يُسَمَّى خَمْرًا

باب ۹: کھجور اور انگور سے بنی ہوئی شراب کا خمر ہونا

۵۰۲۷- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا كَثِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر بنتی ہے۔

۵۰۲۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور اور انگور ان دو درختوں سے خمر تیار ہوتی ہے۔

۵۰۲۹- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگور اور کھجور ان دو درختوں

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۷۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۹ ص ۲۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَعُقْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْكَرْمَةِ وَالنَّخْلَةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ الْكَرْمِ وَالنَّخْلِ۔

سے خمر بنائی جاتی ہے۔

"کھجور اور انگور سے خمر بنائی جاتی ہے" اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اربعہ کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ چھواروں اور منقّی وغیرہ سے جو نبیذ بنایا جاتا ہے اس کو بھی خمر کہتے ہیں، اور جب وہ نشہ آور ہو تو حرام ہے اور یہی جمہور فقہاء کا نظریہ ہے، لہ

بہ ظاہر یہ حدیث فقہاء احناف کے خلاف ہے، کیونکہ فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور سے بنائی جاتی ہے، علامہ ابوبکر جصاص حنفی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے خمر بنائی جاتی ہے۔

اس کی نظیر قرآن مجید کی یہ آیات ہیں:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ۔ (انعام ۶: ۱۳۰)

اے جن اور انس کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟

حالانکہ جنات میں سے کوئی رسول نہیں آیا، تمام رسول انسانوں میں سے مبعوث ہوتے اس لیے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے ایک جماعت سے رسول نہیں آئے؟۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔ (الرحمٰن: ۵۵/۲۲)

ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں

حالانکہ موتی اور مرجان صرف ایک سے نکلتے ہیں، یہاں بھی ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے، سو اس طرح اس حدیث میں بھی انگور اور کھجور ان دونوں سے مراد ان میں سے ایک ہے اور وہ انگور ہے۔ اور صرف انگور کے کچے شیرہ کے خمر ہونے اور دوسری اجناس کے نشہ آور مرکبات کے خمر نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص بغیر اضطرار کے انگور کے نشہ آور مشروب کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق ہے اور جو شخص باقی اجناس کے نشہ آور مشروبات کو حلال کہے اس کے کفر پر اتفاق نہیں ہے اگر یہ مشروبات بھی خمر ہوتے تو ان کو حلال کہنے والے کے کفر پر بھی اتفاق ہوتا۔ ؎

علامہ بدرالدین عینی نے اس حدیث کے جواب میں ایک جواب تو یہ لکھا ہے کہ دونوں سے مراد ایک ہے یعنی انگور، اور دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ اگر کھجور اور انگور دونوں درخت مراد ہوں، یعنی دونوں سے خمر بنتی ہے تو انگور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق حقیقی ہے اور کھجور سے بنائی ہوئی شراب پر خمر کا اطلاق مجازی ہے۔ ؎

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۴۶۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

۳۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۶۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تاہم اس جواب پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ کرنا فقہاء احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ انْتِبَاذِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مَخْلُوطَيْنِ

چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے کا حکم

۵۰۳۰- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُخْلَطَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ وَالْبُسْرُ وَالتَّمْرُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش، اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الرُّطَبُ وَالْبُسْرُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۲- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْبُسْرِ وَبَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ نَبِيذًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تازہ کھجوروں اور کچی کھجوروں کو، اور کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔

۵۰۳۳- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ مَوْلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۰۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ اَنْ يُّخْلَطَ بَيْنَهُمَا وَعَنِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ اَنْ يُّخْلَطَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملانے سے منع فرمایا، اور چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

۵۰۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ اَبُوْ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّخْلِطَ بَيْنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَاَنْ نَّخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کشمش اور چھواروں کے ملانے سے اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو ملانے سے منع فرمادیا ہے۔

۵۰۳۶ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) عَنْ اَبِيْ مَسْلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

۵۰۳۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ النَّبِيْذَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرَبْهُ زَبِيْبًا فَرْدًا اَوْ تَمْرًا فَرْدًا اَوْ بُسْرًا فَرْدًا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے نبیذ پیئے وہ صرف کشمش کا نبیذ پیئے یا صرف چھواروں کا نبیذ پیئے یا صرف کچی کھجور کا نبیذ پیئے۔

۵۰۳۸ - وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّخْلِطَ بُسْرًا بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبًا بِتَمْرٍ اَوْ زَبِيْبًا بِبُسْرٍ وَقَالَ مَنْ شَرِبَهٗ مِنْكُمْ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچی کھجوروں کو چھواروں کے ساتھ ملانے سے، یا کشمش کو چھواروں یا کشمش کو کچی کھجوروں کے ساتھ ملانے سے منع فرمادیا ہے اور فرمایا تم میں سے جو شخص نبیذ پیئے . . . . اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۵۰۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور کشمش اور چھواروں کو ملاکر نبیذ نہ بناؤ اور ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى حِدَتِهٖ۔

۵۰۴۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ایک اور سند سے اس کی مثل روایت ہے۔

۵۰۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ (وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ) عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا وَلٰكِنِ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَتِهٖ وَزَعَمَ يَحْيَى أَنَّهٗ لَقِيَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ فَحَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، اور تازہ کھجوروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ، البتہ ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ، یحیٰی کہتے ہیں کہ ان کی حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

۵۰۴۲ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَيْنِ الْإِسْنَادَيْنِ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ الرُّطَبَ وَالزَّهْوَ وَالتَّمْرَ وَالزَّبِيبَ۔

ایک اور سند سے بھی اس حدیث کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں تازہ کھجور اور گدری کھجور اور چھواروں اور کشمش کا ذکر ہے۔

۵۰۴۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقَالَ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَتِهٖ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا، اور کشمش اور چھواروں کو ملانے سے، اور گدری کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا اور فرمایا ہر جنس کا الگ الگ نبیذ بناؤ۔

۵۰۴۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ۔

ایک اور سند سے اس حدیث کی مثل روایت ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَقَالَ يُنْبَذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور چھواروں اور کچی کھجوروں اور چھواروں کو (ملانے سے) منع فرمایا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنایا جائے۔

۵۰۴۶- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُذَيْنَةَ (وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ الْغُبَرِيُّ) حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

ایک اور سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مثل روایت کی۔

۵۰۴۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلَطَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَأَنْ يُخْلَطَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَكَتَبَ إِلَى أَهْلِ جُرَشَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھواروں اور کشمش کو ملا کر اور کچی کھجوروں اور پکی کھجوروں کو ملا کر (نبیذ بنانے سے) منع فرمایا، اور آپ نے اہل جرش کی طرف لکھا کہ چھواروں اور کشمش کو ملا کر (نبیذ) نہ بنائیں۔

۵۰۴۸- وَحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي الطَّحَّانَ) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ فِي التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ۔

اسی سند کے ساتھ چھواروں اور کشمش کے متعلق ایک اور روایت ہے، اور اس میں کچی کھجوروں اور چھواروں کا ذکر نہیں ہے۔

۵۰۴۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ نُهِيَ أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں، چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

۵۰۵۰- وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدْ نُهِيَ أَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچی کھجوروں اور تازہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے اور چھواروں اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا۔

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق جمہور فقہاء کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ چھوارے اور کشمش، تازہ کھجوروں اور چھواروں یا چھواروں اور کچی کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانا ممنوع ہے۔ ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جب تک یہ مشروب نشہ آور نہ ہو حرام نہیں ہے، اور بعض مالکیہ نے اس کو حرام کہا ہے، اور امام ابوحنیفہ اور ایک روایت میں امام ابویوسف کا قول یہ ہے کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب ان کا الگ الگ نبیذ بنانا جائز ہے تو ملا کر نبیذ بنانا بھی جائز ہونا چاہیے، لیکن جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اس قول سے احادیث صحیحہ کو ترک کرنا لازم آتا ہے اور چونکہ احادیث میں مخلوط چیزوں کے نبیذ سے منع کیا گیا ہے تو اس ممانعت کو کم از کم مکروہ تنزیہی پر محمول کرنا چاہیے۔[1]

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ پر احادیث صحیحہ کے ترک کرنے کا الزام غلط ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کو جائز کہا ہے تو یہ محض اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ امام ابوحنیفہ نے احادیث کی بناء پر اس کو جائز کہا ہے، وہ احادیث حسب ذیل ہیں:

(۱) امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش اور چھواروں کو پانی میں ڈال کر نبیذ تیار کیا جاتا تھا۔

(۲) امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت عطیہ قبیلہ عبدالقیس کی عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے چھواروں اور کشمش کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں ایک مٹھی میں چھوارے لیتی اور ایک مٹھی میں کشمش لیتی اور ان کو پانی میں ڈال کر نبیذ بناتی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی۔

(۳) امام محمد بن حسن اپنی سند کے ساتھ کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابن زیاد نے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس روزہ افطار کیا، حضرت ابن عمر نے ان کو ایک مشروب پلایا، دوسرے دن ابن زیاد نے کہا آپ نے مجھے کیا پلایا تھا؟ لگتا تھا کہ مجھے اپنے گھر کا راستہ بھی نہیں ملے گا! حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم نے تم کو صرف عجوہ (سب سے عمدہ کھجور) اور کشمش کا نبیذ پلایا تھا۔

شیخ ابن حزم نے ان احادیث کی اسانید پر جرح کی ہے، لیکن تعدد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اس کی حکمت میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جب شروع شروع میں تنگی تھی اس وقت آپ نے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منع فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ جب ایک چیز سے نبیذ بن سکتا ہے تو دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا اسراف ہے اور آپ کا منع فرمانا اسراف کی جہت سے ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ دوسری وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ خود جناب رسالت مآب کے لیے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا تھا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِنْبِيَاذِ فِي الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَبَيَانِ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ

روغن قیر اور کھوکھلے کدو کے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اور اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۵۰۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۵۲- وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ اَنْ يُّنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَ وَاَخْبَرَهٗ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّآءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاجْتَنِبُوا الْحَنَاتِمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن قیر ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، اور ابوسلمہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھوکھلے کدو میں نبیذ بناؤ اور نہ روغن قیر ملے ہوئے برتن میں، پھر حضرت ابوہریرہ یہ کہتے تھے کہ سبز گھڑوں سے اجتناب کرو۔

۵۰۵۳- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ قَالَ قِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا الْحَنْتَمُ قَالَ الْجِرَارُ الْخُضْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے روغن قیر ملے ہوئے برتنوں، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی کے برتنوں سے منع فرمایا، حضرت ابوہریرہ سے پوچھا گیا کہ حنتم کا کیا معنی ہے انھوں نے بتایا کہ سبز گھڑے۔

۵۰۵۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے وفد سے فرمایا: میں تم کو کھوکھلے

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۸۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مُحَنَّتٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمُ الْمَزَادَةُ الْمَجْبُوبَةُ وَلَكِنِ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ۔

کدو کے برتن، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی کے برتنوں، روغن کیے ہوئے برتنوں اور جن مشکوں کے منہ کٹے ہوئے ہوں، سے منع کرتا ہوں، صرف اپنے مشکیزوں سے پیا کرو اور ان کا منہ باندھ دیا کرو۔

۵۰۵۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ هٰذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْثَرٍ وَشُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، شعبہ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۵۶- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرِينِي عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ قَالَتْ نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَمَا ذَكَرَتِ الْحَنْتَمَ وَالْجَرَّ قَالَ إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ بِمَا سَمِعْتُ أُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اسود سے کہا کیا تم نے ام المؤمنین سے پوچھا تھا کہ کن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! میں نے عرض کیا! اے ام المؤمنین! مجھے بتائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ہم اہل بیت کو کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، میں نے پوچھا کیا آپ نے منتم اور گھڑے کا ذکر نہیں کیا تھا؟ راوی نے کہا..... میں تم کو وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی ہے کیا میں وہ بات بیان کروں جو میں نے نہیں سنی؟

۵۰۵۷- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۰۵۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ (يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ) حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيذِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ.

قشیری بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے حضرت عائشہ سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبد القیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور سبز گھڑوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۰ - وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

۵۰۶۱ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُوَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ جَعَلَ مَكَانَ الْمُزَفَّتِ الْمُقَيَّرَ.

ایک اور سند سے یہ روایت ہے البتہ اس میں مزفت کی جگہ مقیر کا لفظ ہے۔

۵۰۶۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع کرتا ہوں، حماد کی روایت میں مقیر کی بجائے مزفت کا لفظ ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْمُقَيَّرِ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ جَعَلَ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ الْمُزَفَّتِ.

۵۰۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو، سبز گھڑوں اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا۔

۵۰۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَأَنْ يُخْلَطَ الْبَلَحُ بِالزَّهْوِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے ہوئے برتنوں سے، اور کچی اور گدری کھجوروں کو ملانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ التَّيْمِيِّ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھو کھلے کدو، سبز گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا۔

۵۰۶۸- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

نبیذ بنانے سے منع فرمایا.... اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۰۶۹- وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو اور کھوکھلی لکڑی میں پینے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے متعلق شہادت دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت دی کہ آپ نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑوں، روغن کیے برتنوں اور کھوکھلی لکڑی (کے استعمال) سے منع فرمایا۔

۵۰۷۱- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقَالَ صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ فَقُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ نَبِيذُ الْجَرِّ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنَ الْمَدَرِ۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے میں نبیذ بنانے کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں بنائے ہوئے نبیذ کو حرام فرمایا ہے، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت ابن عمر کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے! حضرت ابن عباس نے کہا حضرت ابن عمر نے سچ فرمایا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے میں نبیذ بنانے کو حرام کر دیا ہے، میں نے پوچھا کہ گھڑے کا نبیذ کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا ہر وہ برتن جو مٹی سے بنایا جائے۔

۵۰۷۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں لوگوں کو خطبہ دیا، حضرت ابن عمر نے کہا میں بھی اس کی طرف چل دیا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ کا خطبہ ختم ہوگیا، میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا تھا؟ لوگوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهٗ فَسَاَلْتُ مَاذَا قَالَ قَالُوْا نَهٰى اَنْ يُّنْتَبَذَ فِى الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

نے کہا آپ نے کھوکھلے کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ وَ اَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ جَمِيْعًا عَنْ اَيُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ عَنِ الثَّقَفِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ ح وَحَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ الْاَيْلِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ كُلُّ هٰؤُلَآءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ اِلَّا مَالِكٌ وَاُسَامَةُ۔

امام مسلم نے سات سندیں ذکر کرنے کے بعد کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مثل سابق مروی ہے اور سوائے مالک اور اسامہ کے اور کسی نے کسی غزوہ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۰۷۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ فَقَالَ قَدْ زَعَمُوْا ذَاكَ قُلْتُ اَنَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ زَعَمُوْا ذٰلِكَ۔

ثابت کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرما دیا تھا، حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے میں نے پھر پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا حضرت ابن عمر نے کہا لوگوں کا یہی کہنا ہے۔

۵۰۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ اَنَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ طَاوُسٌ وَاللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ۔

طاؤس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تھا انھوں نے کہا ہاں طاؤس نے کہا: ہاں بخدا میں نے حضرت ابن عمر سے اس طرح سنا ہے۔

۵۰۷۶۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَهٗ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے آ کر پوچھا: کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھوکھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا، انھوں نے کہا ہاں!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ قَالَ نَعَمْ.

۵۰۷۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے اور کھوکھلے کدو میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۵۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ نَعَمْ.

طاؤس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر آپ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، کھوکھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمادیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہاں!

۵۰۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ سَمِعْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو، روغن ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور کہا میں نے آپ سے یہ بارہا سنا ہے۔

۵۰۸۰ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ وَأُرَاهُ قَالَ وَالنَّقِيرِ.

محارب کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور میرا گمان ہے کہ کھوکھلی لکڑی کا بھی ذکر کیا۔

۵۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ انْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے گھڑے، کھوکھلے کدو اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا اور فرمایا مشکیزوں میں نبیذ بناؤ۔

۵۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں سے منع فرمایا، راوی کہتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ فَقُلْتُ مَا الْحَنْتَمَةُ قَالَ الْجَرَّةُ.

میں نے پوچھا حنتمہ کیا ہیں؟ فرمایا سبز گھڑے۔

۵۰۸۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي زَاذَانُ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ حَدِّثْنِي بِمَا نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَشْرِبَةِ بِلُغَتِكَ وَفَسِّرْهُ لِي بِلُغَتِنَا فَإِنَّ لَكُمْ لُغَةً سِوَى لُغَتِنَا فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَعَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَعَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ وَعَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ تُنْسَحُ نَسْحًا وَتُنْقَرُ نَقْرًا وَأَمَرَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ.

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے کہا کہ شراب کے برتنوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیجیے، پہلے اپنی زبان میں بیان کریں پھر میری زبان میں اس کا مطلب بیان کریں کیونکہ آپ کی اور ہماری زبان الگ الگ ہے، حضرت ابن عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑوں، کھوکھلے کدو، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا یعنی کھجور کی لکڑی کو اندر سے چھیل کر ایک برتن بنا لیا ہو، اور آپ نے مشک میں نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

۵۰۸۴ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۰۸۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ وَأَشَارَ إِلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَالْمُزَفَّتِ وَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَهُ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ كَانَ يَكْرَهُهُ.

سعید بن مسیب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے اس منبر کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد القیس کا وفد حاضر ہوا اور انہوں نے آپ سے مشروبات (کے برتنوں) کے متعلق سوال کیا، آپ نے ان کو کھوکھلے کدو، کھوکھلی لکڑی اور سبز گھڑوں سے منع فرمایا، میں نے کہا اے ابو محمد! اور روغن ملے ہوئے برتنوں سے بھی؟ ہمارا خیال تھا کہ شاید آپ ان کو بیان کرنا بھول گئے! سعید بن مسیب نے کہا میں نے یہ لفظ حضرت عبد اللہ بن عمر سے نہیں سنا اور وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۵۰۸۶ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَ

حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلی لکڑی، روغن کیے ہوئے برتنوں اور کھوکھلے کدو سے منع فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ ۔

۵۰۸۷ - **وَحَدَّثَنِيْ** مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْهِ نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، کدو اور روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا، ابوالزبیر نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، روغن کیے ہوئے برتن اور کھوکھلی لکڑی سے منع فرمایا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نبیذ بنانے کے لیے کوئی برتن نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا۔

۵۰۸۸ - **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْتَبَذُ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔

۵۰۸۹ - **وَحَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً نُبِذَ لَهٗ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ وَاَنَا اَسْمَعُ لِاَبِي الزُّبَيْرِ مِنْ بِرَامٍ قَالَ مِنْ بِرَامٍ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بنایا جاتا تھا، اور جب مشک نہ ملتی تو پتھر کے ایک برتن میں نبیذ بنایا جاتا تھا، کسی شخص نے کہا میں نے ابوالزبیر سے سنا ہے وہ برام یعنی پتھر کا ایک برتن تھا۔

۵۰۹۰ - **حَدَّثَنَا** اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ اَبُوْ سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مشک کے سوا باقی برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب سب برتنوں میں پیو اور نشہ آور چیز نہ پیو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۰۹۱۔ وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَاِنَّ الظُّرُوْفَ اَوْظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو کچھ برتنوں سے منع فرمایا تھا، حالانکہ برتن کسی چیز کو حلال کرتے ہیں نہ حرام کرتے ہیں۔

۵۰۹۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِيْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَآءٍ غَيْرَ اَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو چمڑے کے برتنوں سے منع کیا تھا، اب ہر برتن میں پیو، البتہ نشہ آور چیز نہ پیو۔

۵۰۹۳۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيْذِ فِي الْاَوْعِيَةِ قَالُوْا لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ فَاَرْخَصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتنوں میں نبیذ سے منع فرمایا تو صحابہ نے کہا ہر شخص کے پاس تو مشک نہیں ہے تب آپ نے مٹی کے اس گھڑے میں پینے کی اجازت دی جس پر روغن کیا ہوا نہ ہو۔

ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کی حکمت اور اس حکم کے منسوخ ہونے کی وجوہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ان برتنوں میں نبیذ بنانا ابتدائے اسلام میں ممنوع تھا، تاکہ نبیذ نشہ آور حد کو نہ پہنچ جائے، کیونکہ بسا اوقات انسان یہ سمجھ کر نبیذ پیتا ہے کہ وہ نشہ آور نہیں ہوگا، حالانکہ وہ نبیذ نشہ آور ہوتا ہے اور چونکہ نشہ آور مشروب کی اباحت کا زمانہ قریب تھا۔ اس لیے ان برتنوں میں نبیذ بنانا منسوخ کر دیا گیا اور جب کافی عرصہ گذر گیا تو نشہ آور مشروبات کی تحریم مشہور ہو گئی اور ان کے دلوں میں نشہ آور مشروبات کی حرمت راسخ ہو گئی تو پھر ان کے لیے ہر برتن میں نبیذ بنانے کی رخصت دے دی گئی بشرطیکہ وہ نشہ آور مشروب کو نہ پئیں، جیسا کہ حضرت بریدہ کی روایت (حدیث نمبر ۵۰۹۰) میں اس کا صراحۃً بیان ہے۔ (حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اس وقت تھی جب لوگوں کو ان برتنوں کی ضرورت نہ تھی، اور جب یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کو ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی، یا سابق حکم وحی سے منسوخ ہو گیا، یا سابق حکم آپ کی رائے کی طرف مفوض تھا۔ علامہ ابن بطال نے کہا ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت شراب کا بالکلیہ سد باب کرنے کے لیے تھی تاکہ شراب پینے کا ہر ذریعہ اور وسیلہ ختم ہو جائے، لیکن جب صحابہ نے کہا ہمیں ان برتنوں کے استعمال کی ضرورت ہے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی، اور ہر وہ چیز جس کی ممانعت لذاتہ نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے اس کی ممانعت ہو اس کی حیثیت اسی طرح ہوتی ہے، مثلاً آپ نے راستہ میں بیٹھنے سے منع فرمایا اور جب صحابہ نے کہا کہ بعض اوقات ان کا راستہ پر بیٹھنا ضروری ہوتا ہے تو آپ نے اس شرط کے ساتھ اجازت دے دی کہ راستہ کا حق ادا کرنا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا مباح ہے اور ممانعت کی احادیث، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ [۲]

علامہ ابوبکر جصاص حنفی اور علامہ سرخسی حنفی نے حضرت جابر اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما کی احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کا پینا جائز ہے اور اس مشروب کو نشہ کی حد تک پینا منع ہے، کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں ہم نے اس کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَّاَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ

ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے اور ہر خمر کے حرام ہونے کا بیان

۵۰۹۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

۵۰۹۵- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

---

[۱] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۵۔۱۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۸۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٠٩٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَصَالِحٍ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

٥٠٩٧ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَابًا يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ وَشَرَابٌ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ہاں جو سے ایک مشروب بنایا جاتا ہے اس کو مزر کہتے ہیں اور ایک مشروب شہد سے بنایا جاتا ہے اس کو بتع کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

٥٠٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُمَا بَشِّرَا وَيَسِّرَا وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا وَأُرَاهُ قَالَ وَتَطَاوَعَا قَالَ فَلَمَّا وَلّٰى رَجَعَ أَبُو مُوسٰى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لَهُمْ شَرَابًا مِنَ الْعَسَلِ يُطْبَخُ حَتّٰى يَعْقِدَ وَالْمِزْرُ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَا أَسْكَرَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهُوَ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور فرمایا لوگوں کو بشارت دینا اور آسان احکام بیان کرنا، ان کو علم دین سکھانا اور متنفر نہ کرنا، اور میرا گمان ہے آپ نے فرمایا دونوں اتفاق سے رہنا، جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہاں شہد کو جوش دے کر ایک مشروب تیار کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ بندھ جاتا ہے، اور ایک مشروب جَو سے تیار کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ مشروب جو نماز سے مدہوش کر دے وہ حرام ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرام۔

۵۰۹۹۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي خَلَفٍ) قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ (وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُوَا النَّاسَ وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفْتِنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ الْبِتْعُ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرُ وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيرِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ فَقَالَ أَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَ عَنِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا، آپ نے فرمایا لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، ان کو خوشخبری دینا اور متنفر نہ کرنا، آسان احکام بیان کرنا اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالنا، میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو دو مشروبوں کے متعلق بتلائیے جن کو ہم یمن میں تیار کرتے ہیں، ایک بتع ہے جو شہد سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے، اور ایک مزر ہے جو جو اور جوار سے تیار کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی جامع مانع کلام کا ملکہ عطا کیا گیا تھا، آپ نے فرمایا میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے مدہوش کر دے۔

۵۱۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ جَيْشَانَ وَجَيْشَانُ مِنَ الْيَمَنِ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جیشان سے آیا، جیشان یمن کا ایک شہر ہے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے علاقہ کے ایک مشروب کے متعلق سوال کیا جس کو جوار سے بنایا جاتا تھا، اس کا نام مزر تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے کہا جی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا فرمایا جہنمیوں کا نچوڑ۔

۵۱۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور جس شخص نے دنیا میں خمر پی اور مرگیا دراں حالیکہ وہ شراب کا عادی تھا اور اس نے توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا۔

۵۱۰۲ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۵۱۰۳ - وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

۵۱۰۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس بات کا مجھ کو صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے علم ہے کہ ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

۵۱۰۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۵۱۰۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ فَلَمْ يُسْقَهَا قِيلَ لِمَالِكٍ رَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہیں کی وہ اس سے آخرت میں محروم رہے گا، اس کو نہیں پی سکے گا، مالک سے پوچھا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے؟ انھوں نے کہا ہاں!

۵۱۰۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں خمر کو پیا وہ آخرت میں اس کو نہیں پیئے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوْبَ.

۵۱۰۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُوْمِيَّ) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

فقہاء شافعیہ اس باب کی احادیث سے ہر نشہ آور مشروب کے خمر ہونے پر استدلال کرتے ہیں ہم نے کتاب الاشربہ کا جو مفصل مقدمہ لکھا ہے اس میں ان احادیث کی وضاحت کر دی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ النَّبِيْذِ الَّذِي لَمْ يَشْتَدَّ وَلَمْ يَصِرْ مُسْكِرًا

جو نبیذ تیز اور نشہ آور نہ ہو اس کی اباحت کا بیان

۵۱۰۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ أَبِي عُمَرَ الْبَهْرَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرَى وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَصُبَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ابتدائی شب میں نبیذ بنایا جاتا تھا اور آپ اس کو صبح پیتے تھے پھر اس کے بعد والی شب میں اور صبح پیتے تھے اور پھر رات کو پیتے تھے پھر اگلے روز عصر تک پیتے تھے، پھر اگر کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہانے کا حکم دیتے۔

۵۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ قَالَ ذَكَرُوا النَّبِيْذَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ قَالَ شُعْبَةُ مِنْ لَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْهُ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ صَبَّهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (بروایت شعبہ) پیر کی رات کو نبیذ بنایا جاتا، آپ اس کو پیر کے دن پیتے اور منگل کو عصر تک پیتے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو خادم کو پلا دیتے یا اس کو بہا دیتے۔

۵۱۱۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَاَبِيْ كُرَيْبٍ) قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْقَعُ لَهُ الزَّبِيْبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ اِلٰى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَاْمُرُ بِهِ فَيُسْقٰى اَوْ يُهَرَاقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش کو پانی میں ڈال دیا جاتا، آپ اس نبیذ کو اس دن پیتے اور اس کے دوسرے دن اور تیسرے دن شام تک آپ خود پیتے یا کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہانے کا حکم دیتے۔

۵۱۱۲- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ الزَّبِيْبُ فِي السِّقَاءِ فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ فَاِذَا كَانَ مَسَاءُ الثَّالِثَةِ شَرِبَهُ وَسَقَاهُ فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ اَهْرَاقَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشک میں کشمش کو ڈال دیا جاتا، آپ اس کو اس دن پیتے اور اس کے بعد دو دن تک پیتے، اور جب تیسرے دن کی شام ہوتی تو آپ اس کو خود پیتے اور کسی کو پلا دیتے پھر اگر کچھ بچ جاتا تو اس کو بہا دیتے۔

۵۱۱۳- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى اَبِيْ عُمَرَ النَّخَعِيِّ قَالَ سَاَلَ قَوْمٌ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ وَشِرَائِهَا وَالتِّجَارَةِ فِيْهَا فَقَالَ اَمُسْلِمُوْنَ اَنْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهُ لَا يَصْلُحُ بَيْعُهَا وَلَا شِرَاؤُهَا وَلَا التِّجَارَةُ فِيْهَا قَالَ فَسَاَلُوْهُ عَنِ النَّبِيْذِ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ نَبَذَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فِيْ حَنَاتِمَ وَنَقِيْرٍ وَدُبَّاءٍ فَاَمَرَ بِهِ فَاُهْرِيْقَ ثُمَّ اَمَرَ بِسِقَاءٍ فَجُعِلَ فِيْهِ زَبِيْبٌ وَمَاءٌ فَجُعِلَ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَلَيْلَتَهُ الْمُسْتَقْبِلَةَ وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى اَمْسٰى فَشَرِبَ وَسَقٰى فَلَمَّا اَصْبَحَ اَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْهُ فَاُهْرِيْقَ۔

ابو عمر نخعی کہتے ہیں کہ ایک قوم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خمر کے بیچنے، خریدنے اور اس کی تجارت کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم لوگ مسلمان ہو، انھوں نے کہا ہاں، حضرت ابن عباس نے فرمایا: شراب کا بیچنا، خریدنا اور اس کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے، پھر انھوں نے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں گئے اور پھر واپس آ گئے، اس وقت لوگوں نے سبز گھڑوں میں، کھوکھلی لکڑیوں میں اور کھوکھلے کدو میں نبیذ تیار کیا ہوا تھا، آپ نے اس نبیذ کو بہانے کا حکم دیا، پھر آپ نے ایک مشک میں کشمش اور پانی ڈالنے کا حکم دیا، رات میں وہ پانی ڈالا گیا، آپ نے اس مشک سے صبح کو نبیذ پیا اور اس دن نبیذ پیا، آنے والی رات کو نبیذ پیا پھر دوسرے روز شام تک نبیذ پیا اور پلایا، اور جب صبح ہوئی تو آپ نے باقی ماندہ کو پھینکنے کا حکم دیا۔

۵۱۱۴- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ (يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيَّ) حَدَّثَنَا

ثمامہ کہتے ہیں کہ میری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے نبیذ کے متعلق سوال کیا، حضرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثُمَامَةَ (يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيَّ) قَالَ لَقِيتُ عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ النَّبِيذِ فَدَعَتْ عَائِشَةُ جَارِيَةً حَبَشِيَّةً فَقَالَتْ سَلْ هٰذِهٖ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ الْحَبَشِيَّةُ كُنْتُ أَنْبِذُ لَهٗ فِي سِقَاءٍ مِنَ اللَّيْلِ وَأُوكِيهِ وَأُعَلِّقُهٗ فَإِذَا أَصْبَحَ شَرِبَ مِنْهُ.

عائشہ نے ایک حبشی باندی کو بلایا اور فرمایا: اس سے پوچھو کیونکہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ بناتی تھی، اس حبشی عورت نے کہا میں حضور کے لیے رات کو مشک میں نبیذ بنا کر اس مشک کا منہ باندھ کر اس کو لٹکا دیا کرتی تھی، جب صبح ہوتی تو آپ اس سے نبیذ پی لیتے تھے۔

۵۱۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكَى أَعْلَاهُ وَلَهٗ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عِشَاءً وَنَنْبِذُهٗ عِشَاءً فَيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بناتے، اس کے اوپر والے حصے کو باندھ دیتے، اس مشک میں سوراخ تھے، ہم صبح نبیذ تیار کرتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے شام کو پیتے تھے، اور شام کو نبیذ بناتے تو آپ اس کو صبح پیتے تھے۔

۵۱۱۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنی شادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، اس دن ان کی بیوی کام کاج کر رہی تھیں حالانکہ وہ خود دلہن تھیں، سہل نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا، اس نے رات کو ایک برتن میں پانی کے اندر کچھ چھوارے ڈال دیئے تھے اور جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے آپ کو وہی پلایا تھا۔

۵۱۱۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

سہل بیان کرتے ہیں کہ ابواسید ساعدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ جب آپ نے کھانا کھا لیا تو اس نے آپ کو نبیذ پلایا۔

۵۱۱۸ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي أَبَا غَسَّانَ) حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت سہل بن سعد سے یہی روایت ہے اور اس میں پتھر کے برتن کا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے خصوصیت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بهذا الحديث وقال في تور من حجارة فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من الطعام اماثته فسقته تخصه بذلك۔

۵۱۱۹- حدثني محمد بن سهل التميمي وابو بكر بن اسحق قال ابو بكر اخبرنا وقال ابن سهل حدثنا ابن ابي مريم اخبرنا محمد (وهو ابن مطرف ابو غسان) اخبرني ابو حازم عن سهل بن سعد قال ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم امراة من العرب فامر ابا اسيد ان يرسل اليها فارسل اليها فقدمت فنزلت في اجم بني ساعدة فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جاءها فدخل عليها فاذا امراة منكسة راسها فلما كلمها رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت اعوذ بالله منك قال قد اعذتك مني فقالوا لها اتدرين من هذا فقالت لا فقالوا هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءك ليخطبك قالت انا كنت اشقى من ذلك قال سهل فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ حتى جلس في سقيفة بني ساعدة هو واصحابه ثم قال اسقنا لسهل قال فاخرجت لهم هذا القدح فاسقيتهم فيه قال ابو حازم فاخرج لنا سهل ذلك القدح فشربنا فيه قال ثم استوهبه بعد ذلك عمر بن عبد العزيز فوهبه له وفي رواية ابي بكر بن اسحق قال اسقنا يا سهل۔

۵۱۲۰- وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس قال لقد

کے ساتھ صرف آپ کو نبیذ پلایا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے ابو اُسید کو پیغام دینے کا حکم دیا، حضرت ابو اُسید نے اس کو پیغام دیا، وہ عورت آکر بنو ساعدہ کے قلعوں میں ٹھہری، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ اس کے پاس گئے تو وہ عورت سر جھکائے بیٹھی تھی، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ عورت کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر لیا، لوگوں نے اس سے کہا کیا تم جانتی ہو یہ کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں، لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمہیں نکاح کا پیغام دینے تمہارے پاس آئے تھے، اس نے کہا تب تو میں بہت بد نصیب رہی، سہل کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لے آئے، حتیٰ کہ آپ اور آپ کے صحابہ بنو ساعدہ کے چبوترہ میں بیٹھ گئے، پھر آپ نے حضرت سہل سے کہا مجھے پلاؤ! پھر میں نے آپ کے لیے یہ پیالہ نکالا پھر میں نے ان کو اس میں پلایا۔ ابو حازم نے کہا سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے بھی اس میں سے پی لیا، پھر عمر بن عبد العزیز نے حضرت سہل سے وہ پیالہ مانگ لیا، حضرت سہل نے وہ پیالہ ان کو دے دیا، ابو بکر بن اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ اے سہل ہم کو پلاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مشروبات پلائے ہیں، شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینے کے بعد رجوع کر لینا

حدیث نمبر ۵۱۱۹ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، جب آپ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو مجھ سے اللہ کی پناہ میں کر لیا۔
اس حدیث میں ہے کہ وہ عورت آپ کو پہچانتی نہیں تھی اور جب اس کو علم ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس کو اس پر بہت ندامت اور افسوس ہوا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا معنی یہ ہے میں نے تم کو ترک کر دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لیے نکاح کا ارادہ ترک کیا کہ وہ عورت آپ کو پسند نہیں آئی، یا اس کی صورت پسند نہیں آئی یا اس کے اخلاق پسند نہیں آئے، یا کسی اور وجہ سے، اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ منگنی کرنے والا شخص عورت کو دیکھ سکتا ہے، نیز حدیث مشہور میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم سے اللہ کی پناہ مانگے اس کو پناہ دو، لہٰذا اس عورت نے جب آپ سے اللہ کی پناہ مانگی تو آپ کے پاس اس کو پناہ دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا، پھر جب آپ نے اللہ کے لیے ایک چیز کو ترک کر دیا تو دوبارہ اس میں رجوع نہیں کیا۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک کا ثبوت

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے جس پیالے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پلایا تھا انہوں نے اس پیالہ کو سنبھال کر رکھا، حتیٰ کہ عمر بن عبد العزیز نے حضرت سہل بن سعد سے وہ پیالہ بطور تبرک مانگ لیا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے، جس چیز کو آپ نے چھوا ہو، جس کپڑے کو پہنا ہو یا جس برتن سے کچھ پیا ہو، یا اس قسم کی اور کوئی چیز ہو، اس پر سب کا اجماع ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر نماز پڑھنا اور روضہ کریمہ اور جس غار میں آپ داخل ہوئے تھے اس غار میں داخل ہونا آپ کے تبرکات کے حصول کی انواع ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو طلحہ کو تقسیم کے لیے اپنے بال عطا فرمانا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی کے لیے اپنا تہبند عطا فرمانا تاکہ اس میں ان کو کفن دیا جائے اور دو قبروں پر درخت کی دو شاخیں رکھنا اور حضرت بنت ملحان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو جمع کرنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو صحابہ کا ہاتھ میں لے کر اسے اپنے بدن پر ملنا اور اس قسم کی دوسری چیزیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان سب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۹، ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کچے نبیذ کو پینے کے دلائل

اس باب کی تمام احادیث میں کچے نبیذ کو پینے کا ثبوت ہے، یعنی کشمش یا چھواروں کو کچے پانی میں ڈال دیا جائے حتیٰ کہ ان کی مٹھاس پانی میں منتقل ہو جائے، باقی ان احادیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ یہ نبیذ تیز تھا یا ہلکا، فقہاء احناف تیز نبیذ کو بھی قلیل مقدار میں پینے کے قائل ہیں اور اس کے ثبوت میں بکثرت احادیث موجود ہیں جن کو ہم نے کتاب الاشربہ کے مقدمہ میں لکھ دیا ہے اور علامہ شامی کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ کچا نبیذ حرام ہے اور پکا ہوا حلال ہے[1]، کیونکہ ان تمام احادیث میں کچے نبیذ ہی کے پینے کا ذکر ہے۔

بَابُ ۷۴ جَوَازِ شُرْبِ اللَّبَنِ !

دودھ پینے کا جواز

۵۱۲۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيقُ لَمَّا خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَبْتُ لَهُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو ہمارا ایک چرواہے پر گذر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی ہوئی تھی، حضرت ابوبکر نے کہا میں نے حضور کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا، پھر میں آپ کے پاس وہ دودھ لایا، آپ نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَمَّا أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتْبَعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ فَرَسُهُ فَقَالَ ادْعُ اللهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ قَالَ فَدَعَا اللهَ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرُّوا بِرَاعِي غَنَمٍ قَالَ أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيقُ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف گئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا سو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، حضرت براء کہتے ہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور آپ کا اور حضرت ابوبکر کا بکریوں کے ایک چرواہے پر گذر ہوا، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا میں نے ایک پیالہ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا اور اس کو آپ کے پاس لے کر آیا، آپ نے اس کو (اس قدر) پیا کہ میں راضی ہو گیا۔

۵۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شب

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(واللفظ لابن عباد) قالا حدثنا ابو صفوان اخبرنا یونس عن الزهری قال قال ابن المسیب قال ابو هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی لیلة اسری بہ بایلیاء بقدحین من خمر ولبن فنظر الیهما فاخذ اللبن فقال لہ جبریل علیہ السلام الحمد للہ الذی هداك للفطرة لو اخذت الخمر غوت امتك۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی سیر کرائی گئی، اس شب بیت المقدس میں آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے ایک پیالہ خمر کا تھا اور ایک دودھ کا، آپ نے ان کی طرف دیکھا اور آپ نے دودھ لے لیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ کی حمد ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی، اگر آپ خمر (شراب) کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۵۱۲۴- وحدثنی سلمة بن شبیب حدثنا الحسن بن اعین حدثنا معقل عن الزهری عن سعید بن المسیب انہ سمع ابا هریرة یقول اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ولم یذکر بایلیاء۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (دو پیالے) لائے گئے، یہ حدیث مثل سابق ہے اور اس میں ایلیا (بیت المقدس) کا ذکر نہیں ہے۔

بلا اجازت مشرکوں کی بکری کا دودھ پینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۱۲۱ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت میں ایک چرواہے پر گذر ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بکری کا دودھ دوہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔ اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس بکری کا مالک موجود نہیں تھا اس کی اجازت کے بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بکری کا دودھ کیسے پی لیا؟ علامہ نووی نے اس اشکال کے متعدد جواب دیے ہیں،

۱۔ اس بکری کا مالک حربی کافر تھا، اور حربی کے مال کی کوئی امان اور حفاظت نہیں ہے، اس لیے ان کا مال چھین کر کھانا جائز ہے۔ (یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ اسلام مکارم اخلاق کا داعی ہے اور کسی کا مال چھین کر کھانا مکارم اخلاق کے خلاف ہے، البتہ جب کفار کو دعوت اسلام دی جائے اور اس کے قبول نہ کرنے پر ان کے خلاف جنگ کی جائے اور اس جنگ میں کفار کے مغلوب ہونے کے بعد جو مال غنیمت ہاتھ آئے، وہ جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اس چرواہے کے ساتھ اس قسم کا معاملہ نہیں ہوا تھا۔ ____ سعیدی غفرلہ)

۲۔ ہو سکتا ہے کہ مسافروں کے لیے دودھ پینا ان بکریوں کے مالکوں نے مباح کر دیا ہو اور یہ چیز ان کے ہاں مشہور اور معروف ہو۔

۳۔ ہر چند کہ بلا اجازت پرائی بکری کا دودھ پینا جائز نہیں ہے، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیاس کی شدت کی وجہ سے حالت اضطرار میں تھے۔ [1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خلق عظیم

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بیان ہے آپ کی دعا سے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۶۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے فرمایا: اسے زمین! اس کو پکڑ لے، سو زمین نے اس کو پکڑ لیا۔ ؎۱

اس سے معلوم ہوا کہ زمین کو آپ کی معرفت تھی اور وہ آپ کے تابع فرمان تھی، اور جب سراقہ نے زمین کی گرفت سے نکلنے کے لیے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے اس کے لیے نجات کی دعا کی، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم خلق کا بیان ہے کہ جو شخص سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں آپ کا (العیاذ باللہ) سر اتارنے آیا تھا اور آپ کو قتل کرنے کے لیے وار کر رہا تھا، جب وہ ایک مصیبت میں پھنس گیا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا تو آپ نے اس کے لیے دعا کر دی اور وہ زمین کی گرفت سے آزاد ہو گیا، سو غور کرنا چاہیے اگر جانی دشمن بھی مصیبت میں آپ سے دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اسے مایوس نہیں کرتے تو اگر آپ کو ماننے والا آپ کا غلام اور امتی آپ سے کسی مصیبت میں دعا اور امداد کا طالب ہو تو آپ اس کو کب محروم کریں گے ؎ دوستاں را کجا کنی محروم۔ تو کہ با دشمناں نظر داری۔ پھر کرم بالائے کرم یہ ہے کہ سراقہ نے کہا آپ مجھے امان لکھ کر دے دیجئے، آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سراقہ کو امان لکھ کر دے دی ؎۲، اللہ اکبر یہ امان اس شخص کو لکھ کر دی ہے جو آپ کا سر اتارنے آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے یونہی تو نہیں فرمایا: انک لعلی خلق عظیم "بلاشبہ آپ کا خلق عظیم ہے۔"

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ وَإِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ وَإِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ النَّوْمِ!

سوتے وقت برتنوں کے ڈھکنے، مشکوں کا منہ باندھنے، دروازے بند کرنے، چراغ گل کرنے اور آگ بجھانے کا استحباب

۵۱۲۵- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ لَيْسَ مُخَمَّرًا فَقَالَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ إِنَّمَا أُمِرَ بِالْأَسْقِيَةِ أَنْ تُوكَأَ لَيْلًا وَبِالْأَبْوَابِ أَنْ تُغْلَقَ لَيْلًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو حمید ساعدی نے بیان کیا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر حاضر ہوا جو ڈھکا ہوا نہیں تھا، آپ نے فرمایا تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں ہے، تم اس پر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے، حضرت ابو حمید نے کہا رات کو صرف مشکوں کا منہ باندھنے اور دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

؎۱۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان،

؎۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۱۲۶ - وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَزَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ بِمِثْلِهِ قَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ زَكَرِيَّاءُ قَوْلَ أَبِي حُمَيْدٍ بِاللَّيْلِ۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ایک پیالہ لائے، یہ حسب سابق روایت ہے، راوی زکریا نے حضرت ابو حمید کی حدیث میں رات کا ذکر نہیں کیا۔

۵۱۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا فَقَالَ بَلَى قَالَ فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعَى فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا قَالَ فَشَرِبَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے پانی مانگا ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! پھر وہ شخص دوڑتا ہوا گیا اور ایک پیالے میں نبیذ لے کر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اسے ڈھانکا کیوں نہیں! تم اس کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دیتے! راوی نے کہا پھر آپ نے پی لیا۔

۵۱۲۸ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو حمید نام کا ایک شخص مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لے کر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم نے اس کو ڈھانکا کیوں نہیں؟ تم اس کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دیتے!

۵۱۲۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُودًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانکو، مشکوں کا منہ بند کرو، دروازہ بند کرو، اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان مشک کو نہیں کھولتا، دروازہ نہیں کھولتا، اور برتن نہیں کھولتا، اگر تم میں سے کسی کو برتن ڈھکنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہ برتن کے عرض پر ایک لکڑی رکھ دے اور بسم اللہ پڑھ لے، کیونکہ چوہا لوگوں کے گھر جلا دیتا ہے، قتیبہ نے اپنی حدیث میں دروازہ بند کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۱۳۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ تَعْرِيضَ الْعُودِ عَلَى الْإِنَاءِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، البتہ انھوں نے اکفئوا الاناء کہا یا خمروا الاناء کہا اور اس حدیث میں برتن پر لکڑی رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۱۳۱ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلِقُوا الْبَابَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَخَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَقَالَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ ثِيَابَهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ بند کرو، اس کے بعد لیث کی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں ہے برتن ڈھانک دو، اور فرمایا چوہا گھر والوں کے کپڑے جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ وَالْفُوَيْسِقَةُ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلَى أَهْلِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی مثل حدیث روایت کی ہے، اور فرمایا: چوہا مکینوں سمیت گھر جلا دیتا ہے۔

۵۱۳۳ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی تاریکی پھیل جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر نکلنے دو، کیونکہ اس وقت شیطان باہر نکلتے ہیں، اور جب رات کی ایک ساعت گذر جائے تو پھر ان کو چھوڑ سکتے ہو، اور دروازے بند کر دو اور اللہ کو یاد کرو، کیونکہ شیطان کوئی بند دروازہ نہیں کھولتا اور اپنی مشکوں کا منہ بند کر دو اور اللہ کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھک دو اور اللہ کو یاد کرو ورنہ برتنوں کے عرض پر کچھ رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔

۵۱۳۴ - وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَحْوًا مِمَّا أَخْبَرَ عَطَاءٌ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقُولُ اذْكُرُوا اسْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حسب سابق حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ عزوجل کا نام لو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۵۱۳۵ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ كَرِوَايَةِ رَوْحٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۱۳۶ - وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْبَعِثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج غروب ہونے کے بعد اپنے جانوروں اور بچوں کو گھر سے باہر نکلنے دو، حتیٰ کہ شام کا اندھیرا چھٹ جائے، کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد شیاطین پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو جائے۔

۵۱۳۷ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۱۳۸ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ اَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے برتنوں کو ڈھکو اور مشکوں کا منہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے اور وہ اس برتن اور مشک میں سرایت کر جاتی ہے جو ڈھکا ہوا نہ ہو یا جس کا منہ کھلا ہوا ہو۔

۵۱۳۹ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَاِنَّ فِي السَّنَةِ يَوْمًا يَنْزِلُ فِيْهِ وَبَاءٌ وَزَادَ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ قَالَ اللَّيْثُ فَالْاَعَاجِمُ عِنْدَنَا يَتَّقُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كَانُوْنَ الْاَوَّلِ۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت ہے اس میں ہے سال میں ایک ایسا دن ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، لیث نے کہا ہمارے ہاں کے عجمی لوگ اس وبا سے کانون اول (یعنی دسمبر) میں بچتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۱۴۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑا کرو۔

۵۱۴۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِيُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ عَامِرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ عَلٰى اَهْلِهِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر کے لوگ رات کو جل گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سوؤ تو اس کو بجھا دیا کرو۔

برتن ڈھانکنے کے فوائد

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے برتن ڈھانکنے کے حسب ذیل فوائد لکھے ہیں:

(۱)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ شیطان کی شر انگیزی سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ شیطان کسی ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھولتا۔

(۲)۔ جو برتن ڈھکا ہوا ہو وہ اس بلا کے سرایت کرنے سے محفوظ رہتا ہے جو سال میں ایک بار نازل ہوتی ہے۔

(۳)۔ ڈھکا ہوا برتن نجاست اور گندگی کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴)۔ ڈھکا ہوا برتن حشرات الارض (مثلاً مکھی، مچھر، چھپکلی، لال بیگ وغیرہ) کے گرنے سے محفوظ رہتا ہے، بسا اوقات ان میں سے کوئی جانور برتن میں گر جاتا ہے انسان اس کو بے خبری یا اندھیرے میں پی لیتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلامتی کے اسباب میں سے یہ بھی بیان فرمایا کہ برتن پر اللہ کا نام لو اللہ کا نام لینے سے انسان شیطان کی ایذاء سے محفوظ رہتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب انسان گھر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے اس گھر میں ہمارا کوئی ٹھکانا ہے یعنی اس گھر پر ہمارا کوئی تسلط نہیں ہے، اسی طرح جب کوئی شخص جماع کے وقت یہ کہے: اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقتنا "اے اللہ! ہم کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ اور ہم کو جو اولاد عطا فرمائے گا اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھنا، تو پھر اس کی اولاد شیطان کے ضرر سے محفوظ رہتی ہے۔[1]

بَابُ اٰدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاَحْكَامِهَا

کھانے پینے کے آداب اور احکام

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥١٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعَ يَدَهُ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع نہ کرتے ہم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے، ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک لڑکی اس طرح بھاگتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو، اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی بھی اسی طرح دوڑتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھانا چاہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے سو وہ اس لڑکی کو کھانا حلال کرنے کے لیے لایا، تو میں نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر کھانا حلال کرنے کے لیے وہ اس اعرابی کو لایا، تو میں نے اس اعرابی کا ہاتھ پکڑ لیا، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں تھا۔

٥١٤٣- وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ الْأَرْحَبِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كُنَّا إِذَا دُعِينَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَقَالَ كَأَنَّمَا يُطْرَدُ وَفِي الْجَارِيَةِ كَأَنَّمَا تُطْرَدُ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْأَعْرَابِيِّ فِي حَدِيثِهِ قَبْلَ مَجِيءِ الْجَارِيَةِ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَأَكَلَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت دی جاتی، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس حدیث میں لڑکی کے آنے سے پہلے اعرابی کے آنے کا تذکرہ ہے اور وہ دونوں اس طرح آئے جیسے کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہو اور اس حدیث کے آخر میں ہے پھر ہم نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔

٥١٤٤- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَدَّمَ مَجِيءَ الْجَارِيَةِ قَبْلَ مَجِيءِ الْأَعْرَابِيِّ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں اعرابی کے آنے سے پہلے لڑکی کا آنا بیان کیا ہے۔

٥١٤٥- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں جائے اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔

وقت اللہ کا نام لے، تو شیطان کہتا ہے یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے نہ کھانے کی، اور جب کوئی شخص گھر جائے اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے اپنا ٹھکانا پا لیا، اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے ٹھکانا اور کھانا دونوں پا لیے۔

۵۱۴۶ - وَحَدَّثَنِيْهِ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَاصِمٍ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ وَاِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ طَعَامِهِ وَاِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ دُخُوْلِهِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس نے کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لیا اور اگر اس نے داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا۔

۵۱۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

۵۱۴۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهِ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۵۱۴۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(وَهُوَ الْقَطَّانُ) كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ۔

۵۱۵۰ - وَحَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيْدُ فِيْهَا وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِيْ بِهَا وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے، اور نافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے، بائیں ہاتھ سے کوئی چیز لے نہ دے، اور ابوالطاہر کی روایت میں ہے: تم میں سے کوئی شخص (بائیں ہاتھ سے) ہرگز نہ کھائے۔

۵۱۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنِيْ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلٰى فِيْهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا تم دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا، اس کو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے تکبر کے سوا اور کسی چیز نے نہیں منع کیا تھا، راوی کہتے ہیں پھر وہ اپنا ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔

۵۱۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا، اور میرا ہاتھ پیالہ کی تمام اطراف میں گھوم رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

۵۱۵۳ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، میرا ہاتھ تمام پیالہ میں گھوم رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ آخُذُ مِنْ لَحْمٍ حَوْلَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

نے فرمایا: اپنے آگے سے کھاؤ۔

۵۱۵۴۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو منہ لگاکر پانی سے منع فرمایا۔

۵۱۵۵۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا ہے۔

۵۱۵۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَاخْتِنَاثُهَا أَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبَ مِنْهُ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ کہا ہے کہ اختناث کا معنی یہ ہے کہ مشک کا منہ الٹ کر اس سے پانی پیا جائے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

حدیث نمبر ۵۱۵۴ میں کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح کھانے کے بعد بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح کسی مشروب کو پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بلکہ ہر اہم اور ذی حیثیت کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، علماء کہتے ہیں بہ آواز بلند بسم اللہ پڑھے تاکہ دوسرے شخص کو بھی بسم اللہ پڑھنے پر تنبیہ ہو، اگر کسی شخص نے کھانے سے پہلے عمداً یا نسیاناً یا جہالت سے یا عجز سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے کو ترک کر دیا پھر کھانے کے درمیان میں اس کو بسم اللہ پڑھنے کا خیال آیا تو بسم اللہ اولہ وآخرہ کہنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھے، اور اگر وہ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور پانی، دودھ، شہد، شوربہ، دواء اور تمام مشروبات پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، بسم اللہ پڑھنے سے بھی یہ حکم ادا ہو جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مستحسن ہے، اس حکم میں جنبی اور حائض سب برابر ہیں اور بسم اللہ پڑھنا سب کے لیے مستحب ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اگر کھانا کھانے والا بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اور جمہور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

متقدمین اور متاخرین علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان حقیقتہً کھاتا ہے کیونکہ عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے کھانے کا ذکر کیا ہے تو اس کا اعتقاد کرنا واجب ہے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۱۴۸ میں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم ہے اور فرمایا بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے، علماء نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے البتہ اگر کسی شخص کے دائیں ہاتھ میں کوئی عذر ہو، کوئی مرض یا زخم ہو تو پھر بائیں ہاتھ سے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور شیطانی کاموں سے جو کام مشابہ ہوں ان سے بچنا مستحب ہے۔

جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر یہ کہا کہ میں (دائیں ہاتھ سے کھانے کی) طاقت نہیں رکھتا اس کا نام بسر بن راعی العیر تھا۔ اس کا ذکر متعدد علماء نے صحابہ کرام میں کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس کا حضور کا کہنا نہ ماننا اس کے نفاق پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ محض تکبر اور مخالفت نفاق کی دلیل نہیں ہے، البتہ یہ معصیت ہے، اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ جو شخص بلا عذر حکم شرعی کی مخالفت کرے اس کے خلاف دعا کرنا جائز ہے، نیز اس حدیث میں ہر حال میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی دلیل ہے حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت بھی نیکی کا حکم دینے کی دلیل ہے۔

مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۱۵۴ میں مشک سے منہ لگا کر پانی پینے سے ممانعت ہے، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مشک میں کوئی موذی یا مضر چیز ہو اور وہ لاعلمی میں اس کے پیٹ میں چلی جائے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص مشک سے منہ لگا کر پانی پیئے گا تو دوسرے شخص کو اس مشک سے پانی پینے میں گھن آئے گی، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے منہ میں بدبو ہو (یا اس کو کوئی متعدی بیماری لاحق ہو) امام ترمذی نے سند حسن صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھڑے ہو کر لٹکی ہوئی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا۔ مشک میں جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا اس جگہ کو حضرت کبشہ نے کاٹ کر رکھ لیا۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل بیان جواز کے لیے تھا، باقی رہا حضرت کبشہ کا مشک کی اس جگہ کو کاٹ لینا جس جگہ حضور کا منہ لگا تھا سو اس کی دو وجہیں ہیں (۱) جس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا وہ جگہ ہر شخص کے منہ لگنے سے محفوظ رہے۔ (۲) حضرت کبشہ نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر برکت، اور اس سے شفاء حاصل کرنے کے لیے رکھ لیا۔ [1]

کھانے پینے کے شرعی احکام اور آداب

کھانا کھانے کے تین شرعی حکم ہیں، فرض، مباح اور حرام۔

فرض:۔ رمق حیات کو قائم رکھنے کے لیے کھانا فرض ہے، اگر کسی شخص نے کھانے پینے کو بالکل ترک کر دیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا تو وہ گنہ گار ہو گا، اور اتنی مقدار میں کھانا جس سے وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور آسانی سے روزے رکھ سکے باعث اجر ہے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳-۱۷۱، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مباح: بہ قدر ضرورت سے زیادہ سیر ہو کر کھانا تاکہ بدن کی قوت زیادہ ہو اس میں کوئی اجر ہے نہ گناہ، اس پر معمولی حساب لیا جائیگا بشرطیکہ رزق حلال کھایا ہو۔

حرام: سیر ہونے سے زیادہ کھانا حرام ہے، ہاں اگر اس سے اگلے دن کے روزہ کا قصد ہو یا اس لیے زیادہ کھائے کہ مہمان شرم نہ کرے تو پھر سیر ہونے کے بعد بھی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت سیر ہونے سے زیادہ کھانے کو مکروہ کہا جائے اور رزق حرام کھانے کو حرام کہا جائے۔ سعیدی غفرلہ)

کھانے کے مزید احکام یہ ہیں:

- کھانے کو کم کرنے کی ریاضت کرنا جس کی وجہ سے فرض کی ادائیگی میں ضعف لاحق ہو جائز نہیں ہے۔
- دسترخوان پر ضرورت سے زیادہ طرح طرح کے کھانے رکھنا اسراف ہے، ہاں اگر مہمان زیادہ ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- روٹی کا درمیانی حصہ کھانا اور کناروں کو چھوڑ دینا یا روٹی کا پھولا ہوا حصہ کھانا اور باقی چھوڑ دینا بھی اسراف ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اس کو کھالے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔
- اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے اور اس کو نہ کھائے تو یہ بھی اسراف ہے۔ (الا یہ کہ اس میں مٹی یا نجاست لگ گئی ہو۔ سعیدی غفرلہ)
- روٹی آنے کے بعد کھانے کا انتظار نہ کیا جائے۔
- کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔
- کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر ہاتھوں کو تولیہ سے نہ پونچھے تاکہ کھانے کے وقت دھونے کا اثر باقی رہے اور کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کو تولیہ سے پونچھ لے تاکہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (خزانۃ المفتین)
- عورت یا مرد اگر جنبی ہو تو اس کا ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے پہلے کسی چیز کو کھانا اور پینا مکروہ ہے، البتہ حائض کے لیے مکروہ نہیں ہے۔
- کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد خود پانی ڈال کر ہاتھ دھوے اور کسی سے نہ دھلوائے۔
- کھانے کی سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہے، (بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں: الحمد للہ الذی رزقنیہ عن غیر حول منی ولا قوۃ "اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے یہ رزق دیا حالانکہ اس کے حصول میں میری کوئی قوت اور کوئی دخل نہ تھا") اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے یوں کہے:
بسم اللہ علی اولہ وآخرہ۔
- اگر کھانا حلال ہو تو اس کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے، (یعنی اگر خدانخواستہ وہ حرام کھا رہا ہے تو پھر بسم اللہ اور الحمد للہ نہ کہے)
- جب تک تمام ساتھی کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں بہ آواز بلند الحمد للہ نہ کہے۔
- ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹنا سنت ہے۔
- جو چیز دسترخوان سے گر جائے اس کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔
- راستہ میں کھانا مکروہ ہے، ننگے سر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (خلاصہ)
- اگر تکبر نہ ہو تو تکیہ لگا کر (یعنی ٹیک لگا کر) کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ظہیریہ، جواہر الاخلاطی)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ٹیک لگا کر یا بایاں ہاتھ زمین پر ٹکا کر یا کسی چیز کے سہارے سے ٹیک کر کھانا پینا مکروہ ہے (یعنی اگر بطور تکبر ہو اور اگر کسی عذر کی بناء پر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ — سعیدی غفرلہ (فتاوی غیاثیہ) [1]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق احادیث اور آثار

آج کل شادی بیاہ کی دعوتوں میں کھڑے ہو کر کھانے کا عام رواج ہو گیا ہے، بعض لوگ اس کو مطلقاً جائز کہتے ہیں اور بعض اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں، ہم احادیث اور اقوال فقہاء کی روشنی میں کھڑے ہو کر کھانے کا شرعی حکم بیان کریں گے، ہماری تحقیق کے مطابق کھڑے ہو کر کھانا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے، یہی حکم پینے کا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع بھی فرمایا ہے اور بعض اوقات کھڑے ہو کر کھایا پیا بھی ہے اس لیے آپ کا منع فرمانا تنزیہ پر محمول ہے اور عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الشرب قائما وعن الاکل قائما وعن المجثمة والجلالة والشرب من فی السقاء۔

رواه البزار وابو یعلی باختصار ورجاله ثقات رجال الصحیح خلا المغیرة بن مسلم وهو ثقة۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا، اور کسی جانور کو نصب کر کے قتل کرنے سے اور اس جانور کو کھانے سے منع فرمایا جو گندگی اور گوبر کھاتا ہو اور مشک کے منہ سے پینے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو بزار اور ابو یعلی نے اختصار سے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں اور حدیث صحیح کے راوی ہیں، ماسوا مغیرہ بن مسلم کے لیکن وہ بھی ثقہ ہیں۔

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم حائطا لبعض الانصار فجعل یتناول من الرطب فیاکل وهو یمشی وانا معه فالتفت الی فقال یا ابن عباس لا تاکل باصبعین فانها اکلة الشیطان وکل بثلاث اصابع۔

رواه الطبرانی وفیه ابن لهیعة وحدیثه حسن وبقیة رجاله رجال الصحیح۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں گئے اور تازہ کھجوریں کھانے لگے، درآں حالیکہ آپ چل رہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ابن عباس! دو انگلیوں کے ساتھ نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کے کھانے کا طریقہ ہے، اور تین انگلیوں کے ساتھ کھایا کرو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی حدیث حسن ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

---

[1] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۷-۳۳۶، مطبوعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال کنا نا کل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام۔

(ھذا حدیث صحیح غریب) [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کھاتے اور پیتے تھے، درآں حالیکہ ہم چلتے تھے اور کھڑے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ، امام دارمی اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2][3][4]

شیخ تبریزی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ [5]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق فقہاء کے نظریات

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے شمائل ترمذی میں روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے، اس حدیث کی سند حسن ہے اور امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ مسروق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے، ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے کھڑے ہو کر مشک کے منہ سے پانی پیا، اسی طرح شیخ زین الدین نے فوائد ابو بکر میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا، امام طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی کھڑا ہو کر پیتے ہوئے دیکھا ہے، امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے گھر میں مشک لٹکی ہوئی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس مشک کے منہ سے پانی پیا، اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اور ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی پیا، امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا اور محمد بن ابی حاتم رازی سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سائب نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کر کے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو ایک گھڑے سے پانی پیا۔

بعض احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت بھی ہے، امام مسلم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۴۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام عبداللہ بن احمد دارمی متوفی ۲۵۵ھ، مسند دارمی ج ۲ ص ۴۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۸، ۲۹، ۲۴، ۱۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۱، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور جس شخص نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا وہ قے کر دے، اور حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی کے ساتھ منع کیا، اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا۔

اہل ظاہر (یعنی غیر مقلدین) نے ممانعت کی ان احادیث کے ظاہری معنی کو دیکھ کر کھڑے ہو کر پانی پینے کو حرام قرار دیا۔ اور چونکہ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جواز اور ممانعت دونوں قسم کی احادیث ہیں اس لیے ان میں تطبیق دینے کے متعلق علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱)۔ علامہ خطابی مالکی، علامہ ابو محمد بغوی، علامہ محمد مازری مالکی، قاضی عیاض مالکی، علامہ ابوالعباس قرطبی مالکی اور علامہ ابوزکریا نووی شافعی رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہہ پر محمول ہے اور حضور کا عمل بیان جواز کے لیے ہے۔

(۲)۔ علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت سے چلتے ہوئے پانی پینے کی ممانعت مراد ہے (اس توجیہ پر یہ اعتراض ہے کہ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم عہد رسالت میں کھڑے ہو کر اور چلتے ہوئے کھاتے اور پیتے تھے۔ ——— سعیدی)

(۳)۔ علامہ ابوالولید باجی مالکی اور علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث اس صورت پر محمول ہیں کہ کوئی شخص اپنے اصحاب کے پاس کوئی مشروب لے کر آئے اور ان کے پینے سے پہلے کھڑے ہو کر پی لے۔

(۴)۔ علامہ ابوعمرو ابن عبدالبر اور دیگر مالکی علماء نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث ضعیف ہیں۔ (اس توجیہ پر بھی اعتراض ہے۔)

(۵)۔ علامہ ابوحفص شاہین اور علامہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں۔

(۶)۔ شیخ ابن حزم نے کہا ہے کہ ممانعت کی احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی ناسخ ہیں۔

(۷)۔ علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ممانعت کی احادیث کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان جواز کے لیے ہے۔ سو اب کوئی اشکال اور تعارض نہیں ہے، اور جس شخص نے یہ کہا کہ ان میں سے ایک حدیث دوسرے کی ناسخ ہے، اس نے سخت غلطی کی کیونکہ جب ان احادیث کو جمع کیا جا سکتا ہے تو پھر نسخ کی کیا ضرورت ہے؟ اور تاریخ کے علم کے بغیر نسخ کا قول کرنا کس طرح صحیح ہے؟ (علامہ عینی فرماتے ہیں:) یہاں علامہ نووی نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ (تنزیہی) لکھا ہے اور روضۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ (تحریمی) ہے۔

علامہ رافعی کا بھی یہی مختار ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چلتے پھرتے کھاتے تھے اور کھڑے ہو کر پیتے تھے، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا اور پینا بلا کراہت جائز ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا ہو اور آپ نے اس کو مقرر رکھا ہو، ورنہ ائمہ کا مختار یہ ہے کہ سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور کھڑے ہو کر نہ کھائے۔

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۱۹۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جیسا کہ ابن ملک نے تصریح کی ہے۔[1]

چل پھر کر اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق مصنف کا موقف ان تمام احادیث، آثار اور اقوال علماء کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا، پینا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور مستحب یہی ہے کہ بیٹھ کر کھانا پینا چاہیے، کیونکہ کسی حدیث میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا حکم نہیں دیا، کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق جس قدر احادیث ہیں سب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہو کر کھانے پینے کے فعل کا ذکر ہے اور جب آپ کے قول اور فعل میں تعارض ہو تو ترجیح قول کو دی جاتی ہے اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت کی احادیث کو ہم نے کراہت تنزیہی پر اس لیے محمول کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ممانعت پر کوئی وعید نہیں بیان کی نیز ممانعت کی احادیث معلول ہیں جیسا کہ ہم ان شاء اللہ اگلے باب میں علامہ وشتانی کے حوالے سے بیان کریں گے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ قَائِمًا ! کھڑے ہو کر پانی پینے کی کراہت

۵۱۵۷ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ فَقَالَ ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا، قتادہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا اور (کھڑے ہو کر) کھانا؟ تو کہا یہ زیادہ برا اور خراب ہے۔

۵۱۵۹ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ قَتَادَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کی ہے۔

۵۱۶۰ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے پر ڈانٹا۔

۵۱۶۱ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

[1] علامہ علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۲۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ وَابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۵۱۶۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِي الْفَزَارِيَّ) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو غَطَفَانَ الْمُرِّيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نہ پیئے، اور جس نے بھول کر کھڑے ہو کر پی لیا وہ قے کر دے۔

۵۱۶۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ مِنْ دَلْوٍ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے ایک ڈول سے پانی لے کر کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۵۔ وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ ح وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۵۱۶۶۔ وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ قَائِمًا وَاسْتَسْقَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم سے پلایا سو آپ نے کھڑے ہو کر پیا، آپ نے بیت اللہ کے پاس پانی مانگا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْتِ۔

۵۱۶۷ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَأَتَيْتُهُ بِدَلْوٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، دونوں حدیثوں میں ہے میں ڈول لے کر آیا۔

بھول کر کھڑے ہو کر پینے والے کے لیے قے کرنے کے حکم کی وضاحت

اس باب کی حدیث نمبر ۵۱۶۲ میں ہے: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے اور اگر کسی نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا تو وہ قے کر دے۔

علامہ یحیی بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث استحباب اور ندب پر محمول ہے، لہٰذا جو شخص کھڑے ہو کر پانی پیے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس حدیث صحیح میں اس کا صراحۃً حکم دیا گیا ہے، اور جب امر کو وجوب پر محمول کرنا متعذر ہو تو اس کو استحباب پر محمول کیا جاتا ہے۔ قاضی عیاض وغیرہ نے اس حدیث کو اس وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ اس میں قے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اور قے کرنے کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو شخص کھڑا ہو کر پانی پیئے اس کے لیے قے کرنا مستحب ہے خواہ اس نے عمداً کھڑے ہو کر پانی پیا ہو یا نسیاناً، بلکہ عمداً کھڑے ہو کر پانی پینے والا اس حکم کا بہ طریق اولیٰ مخاطب ہے۔[۱]

کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت والی احادیث کی فنی حیثیت

علامہ ابو عبداللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کی احادیث کو امام بخاری اور امام مالک نے روایت نہیں کیا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ احادیث صحیح نہیں ہیں، البتہ انھوں نے کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی احادیث روایت کی ہیں، امام مسلم نے ممانعت کی تین احادیث روایت کی ہیں اور یہ تینوں معلول ہیں، پہلی حدیث قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور شعبہ قتادہ کی روایت سے اس وقت تک اجتناب کرتے تھے جب تک وہ حدثنا نہ کہتے، دوسری حدیث قتادہ کی ابو عیسیٰ اسواری سے مروی ہے، اور یہ عیسیٰ غیر مشہور ہے، اور قتادہ کا اس سند میں اضطراب ہی اس سند کے معلول ہونے کے لیے کافی ہے، علاوہ ازیں اس کی احادیث اباحت کے خلاف ہیں جس پر سلف اور خلف کا اتفاق ہے، تیسری حدیث عمر بن حمزہ از ابی غطفان از ابو ہریرہ ہے (جس میں قے کرنے کا ذکر ہے) اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ موقوف ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔[۲]

جوتے پہن کر اور میز کرسی پر کھانے پینے کا حکم

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے، دارمی، طبرانی و ابو یعلیٰ و حاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کھانا کھانے بیٹھو

۱۔ علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ بیروت

۲۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۳۷-۳۳۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تو جوتے اتار لو کر اس میں تمہارے پاؤں کے لیے زیادہ راحت ہے، اور یہ اچھی سنت ہے، شرعۃ الاسلام میں ہے کھاتے وقت جوتے اتارے، جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کر زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے، اس کے لیے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتارے، اور اگر میز پر کھاتا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے، اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے من تشبہ بقوم فہو منہم وہ انہیں میں سے ہے،

(رواہ احمد وابو داؤد وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر عن عمر وفی الاوسط عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن [1]

تاہم اس پر یہ اشکال ہے کہ اس حدیث میں مشابہت سے وہ مشابہت مراد ہے جو کفار اور مشرکین کے دینی شعائر میں ہو اور ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہو جیسے گلے میں صلیب ڈالنا، مطلقاً مشابہت مراد نہیں ہے ورنہ کھانا پینا، بدن ڈھانپنا حتیٰ کہ زندہ رہنے میں بھی ان کی مشابہت ہے۔

اس حدیث کی تخریج، تحقیق اور تفصیل ان شاء اللہ ہم کتاب اللباس میں بیان کریں گے، فانتظرہ

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ

پانی کے برتن میں سانس لینے کی کراہت، اور برتن کے باہر تین مرتبہ سانس لینے کا استحباب۔

۵۱۶۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

۵۱۶۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَزْرَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

۵۱۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پینے میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، اور فرماتے تھے، اس سے خوب سیری ہوتی ہے، پیاس بجھتی ہے اور کھانا ہضم ہوتا ہے، حضرت انس نے کہا میں پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔

[1] اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ افریقہ ص ۵۳ - ۵۲، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَبْرَأُ وَأَمْرَأُ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا۔

۵۱۷۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي عِصَامٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ فِي الْإِنَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مثل سابق روایت ہے اور اس میں برتن کا ذکر ہے۔

ف: حدیث نمبر ۵۱۶۹ میں، برتن میں سانس لینے کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آپ پینے کے درمیان تین بار سانس لیتے تھے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْمَاءِ وَاللَّبَنِ وَنَحْوِهِمَا عَنْ يَمِينِ الْمُبْتَدِئِ

دودھ یا پانی وغیرہ کو دائیں طرف سے پلانے کا استحباب

۵۱۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا، اور آپ کی دائیں جانب ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب حضرت ابوبکر تھے، آپ نے دودھ پی کر اعرابی کو دے دیا، اور فرمایا دائیں طرف سے (ابتداء کرو) دائیں طرف سے!

۵۱۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ وَكُنَّ أُمَّهَاتِي يَحْثُثْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَارَنَا فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ وَشِيبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ شِمَالِهِ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ أَعْرَابِيًّا عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال تھی، اور جس وقت آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اس وقت میری عمر بیس سال تھی، میری مائیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے پر برانگیختہ کرتی رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے، ہم نے آپ کے لیے اپنی پالتو بکری کا دودھ دوہا اور اس میں اپنے گھر کے کنوئیں سے پانی ملایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب تھے، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر کو دے دیجئے، آپ نے اپنے دائیں جانب اعرابی کو دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۱۷۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ حَزْمٍ اَبِيْ طُوَالَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِنَا فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِيْ هٰذِهِ قَالَ فَاَعْطَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ وُجَاهَهُ وَاَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شُرْبِهِ قَالَ عُمَرُ هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُرِيْهِ اِيَّاهُ فَاَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْرَابِيَّ وَتَرَكَ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ قَالَ اَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے آپ نے پانی مانگا، ہم نے آپ کے لیے بکری کا دودھ دوہا، پھر میں نے اس میں اپنے اس کنوئیں سے پانی ملایا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پی لیا، اس وقت حضرت ابوبکر آپ کی بائیں جانب، حضرت عمر آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پی کر فارغ ہوئے تو حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! ابوبکر یہاں ہیں، اور آپ کو دکھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس اعرابی کو دے دیا، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو نہ دیا — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف والے، دائیں طرف والے، دائیں طرف والے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔

۵۱۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا، آپ نے اس پانی کو پیا، آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑے لوگ، آپ نے لڑکے سے کہا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان لوگوں کو دے دوں، اس لڑکے نے کہا: نہیں خدا کی قسم! آپ کا تبرک جو مجھے ملے گا میں اس پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا۔

۵۱۷۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَعْقُوْبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) كِلَاهُمَا عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُوْلَا فَتَلَّهُ وَلٰكِنْ فِيْ رِوَايَةِ يَعْقُوْبَ قَالَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

اس کے ہاتھ پر پیالہ رکھ دیا، البتہ یعقوب کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اس کو پیالہ عطا کر دیا۔

تبرکات اور عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار نہیں کیا جاتا

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بیان ہے کہ اس حدیث میں جس لڑکے کا ذکر ہے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، اور بڑے لوگوں میں سے جو تھے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، اس جگہ یہ اشکال ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس سے تو بائیں طرف بیٹھے ہوئے بڑی عمر کے لوگوں کو اپنا تبرک دینے کی اجازت طلب کی اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکر کے لیے اعرابی سے اجازت طلب نہیں کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اعرابی عموماً سخت دل ہوتے تھے اور وہ نومسلم تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کے حال کی رعایت کی کہ کہیں وہ آپ کی اجازت طلب کرنے سے اپنے دل میں حضور کے خلاف کوئی بدگمانی نہ لائے، نیز اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا، کہ دائیں طرف سے ابتداء کرنا افضل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے حصہ کا تبرک حضرت خالد بن ولید کے لیے ایثار نہیں کیا اور حضور نے اس پر کوئی ملامت نہیں کی، اس میں یہ دلیل ہے کہ ایثار کا تعلق دنیاوی چیزوں میں ہے قربت اور عبادت میں ایثار نہیں ہوتا۔ [1]

بَابُ اسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالْقَصْعَةِ

انگلیاں اور برتن چاٹنے کا استحباب

۵۱۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اس وقت تک ہاتھوں کو صاف نہ کرے، جب تک اپنی انگلیوں کو خود چاٹ نہ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

۵۱۷۸ - حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عَاصِمٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ اس وقت تک اپنے ہاتھ صاف نہ کرے، جب تک ان کو خود نہ چاٹ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

۵۱۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مِنَ الطَّعَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ حَاتِمٍ الثَّلَاثَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد اپنی تین انگلیاں چاٹ رہے تھے، ابن ابی حاتم نے تین کا ذکر نہیں کیا، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں عبدالرحمان بن کعب عن ابیہ کے الفاظ ہیں۔

۵۱۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ان کو صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔

۵۱۸۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ان تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹتے تھے۔

۵۱۸۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ حَدَّثَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا عَنْ أَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۱۸۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور پیالہ چاٹنے کا حکم دیا، اور فرمایا تم کو معلوم نہیں ان میں سے کس میں برکت ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهِ الْبَرَكَةُ۔

٥١٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى وَّلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھائے اور اس پر جو مٹی وغیرہ لگی ہے اس کو صاف کرے اور اس لقمہ کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے اس وقت تک اپنے ہاتھ کو تولیہ سے صاف نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

٥١٨٥ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا وَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا وَمَا بَعْدَهٗ۔

امام مسلم نے کہا دو سندوں سے اس حدیث کی مثل روایت ہے اور ان دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ اس وقت تک اپنے ہاتھ تولیہ سے صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو خود نہ چاٹے یا کسی سے نہ چٹوائے۔

٥١٨٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهٖ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کام کے وقت تمہارے پاس شیطان آجاتا ہے، حتی کہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو صاف کرے، پھر وہ لقمہ کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

٥١٨٧ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ الْحَدِيْثِ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے پاس شیطان حاضر ہوتا ہے۔

٥١٨٨ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَّاَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ

یہ حدیث دو سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور اس میں لقمہ کا ذکر ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِكْرِ اللَّعْقِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ اللُّقْمَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا۔

۵۱۸۹ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ وَقَالَ إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت کھانا کھاتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹتے، اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی دُور کرکے کھالے، اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اور آپ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ طعام کے کس جز میں برکت ہے۔

۵۱۹۰ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔

۵۱۹۱ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَلْيَسْلُتْ أَحَدُكُمُ الصَّحْفَةَ وَقَالَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ أَوْ يُبَارَكُ لَكُمْ۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے اس میں ہے، تم میں سے ہر شخص پیالہ کو صاف کرے، اور فرمایا تمہارے کس کھانے میں برکت ہے، یا فرمایا کس کھانے میں تمہارے لیے برکت ہوتی ہے۔

بَابُ مَا يَفْعَلُ الضَّيْفُ إِذَا تَبِعَهُ غَيْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ

اگر مہمان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی مل جائیں تو وہ کیا کرے؟

۵۱۹۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انصار میں ابوشعیب نام کا ایک شخص تھا، اس کا ایک لڑکا تھا جو گوشت فروخت کرتا تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ کے چہرے سے بھوک کا اندازہ کیا، اس نے اپنے لڑکے سے کہا، جاؤ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو، میرا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ وَيْحَكَ اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ فَصَنَعَ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ لَا بَلْ أَذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ۔

ارادہ ہے کہ میں پانچ آدمیوں سمیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دوں، اس نے کھانا تیار کر لیا، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بہ شمول پانچ آدمیوں کے دعوت دی، آپ کے ساتھ ایک اور شخص بھی چل پڑا، جب وہ شخص دروازہ پر پہنچا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص ہمارے ساتھ چل پڑا، اگر تم چاہو تو اس کو اجازت دے دو اور اگر تم چاہو تو یہ شخص لوٹ جائے، اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

٥١٩٣ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي رِوَايَتِهِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں ذکر کیں، اس میں ابو وائل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت ہے۔

٥١٩٤ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ (وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ) عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مثل سابق روایت ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

۵۱۹۔ وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَارًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ وَهٰذِهٖ لِعَائِشَةَ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَعَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰى اَتَيَا مَنْزِلَهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ایک فارسی رہتا تھا، وہ شوربا بہت اچھا بناتا تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے شوربا بنایا، پھر آکر آپ کو دعوت دی، آپ نے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا: پھر نہیں، وہ دوبارہ دعوت دینے آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں بھی نہیں آتا، وہ سہ بارہ دعوت دینے کے لیے آیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی دعوت بھی ہے؟ سو تیسری بار اس نے کہا ہاں پھر آپ دونوں اٹھ کر اس کے مکان میں گئے۔

ف: اس باب کی پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص کو دعوت نہ دی گئی ہو اس کو میزبان کے ہاں بغیر اجازت کے نہیں جانا چاہیے اور اگر اس شخص کو دعوت دینے میں کوئی خرابی نہ ہو تو میزبان کو چاہیے کہ اس کو بھی اجازت دے دے، اور اگر اس شخص کو اجازت دینے میں کوئی خرابی ہو مثلاً وہ حاضرین کو ایذا دے یا وہ شخص فسق و فجور میں معروف ہو اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں تو پھر اس کو اجازت نہ دے۔

دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی دعوت قبول کرنے سے کوئی عذر مانع ہو تو پھر اس کی دعوت قبول نہ کرے، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی دعوت اس لیے قبول نہیں کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھوکی تھیں اور آپ نے اس کو محبت اور حسنِ معاشرت کے خلاف جانا کہ حضرت عائشہ کے بغیر کھانا کھا آئیں۔

بَابُ ۱۲؍ جَوَازِ اسْتِتْبَاعِهٖ غَيْرَهٗ اِلٰى دَارِ مَنْ يَّثِقُ بِرِضَاهُ بِذٰلِكَ

اگر میزبان کی رضامندی معلوم ہو تو اس کے ہاں بن بلائے شخص کو لے جانے میں حرج نہیں

۵۱۹۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، اچانک آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ملے، آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے اپنے گھروں سے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ ان دونوں نے کہا یارسول اللہ بھوک لگی ہے! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَآءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ۔

۵۱۹۷۔ وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هِشَامٍ يَعْنِي الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَاعِدٌ وَّعُمَرُ مَعَهٗ اِذْ اَتَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَقْعَدَكُمَا هٰهُنَا قَالَا اَخْرَجَنَا الْجُوْعُ مِنْ بُيُوْتِنَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَلَفِ بْنِ خَلِيْفَةَ۔

۵۱۹۸۔ حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ مِّنْ رُّقْعَةٍ عَارَضَ لِيْ بِهَا ثُمَّ

قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میرے نکلنے کا بھی وہی سبب ہے جو تمہارے نکلنے کا سبب ہے اٹھو! سو وہ دونوں آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، پھر آپ ایک انصاری کے گھر گئے وہ اس وقت گھر میں نہیں تھے، جب اس کی بیوی نے دیکھا تو کہا مرحبا اور خوش آمدید، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: فلاں شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، اتنے میں وہ انصاری آگیا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کو دیکھا، اس نے کہا: الحمد للہ آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر کسی کے معزز مہمان نہیں ہیں، پھر وہ چلے گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے اس میں ادھ پکی کھجوریں، چھوارے اور تازہ کھجوریں تھیں، اس نے کہا ان کو کھائیے اور اس نے چھری پکڑ لی، آپ نے فرمایا دودھ دینے والی (بکری) سے اجتناب کرنا، اس نے ایک بکری ذبح کی، اور سب نے اس بکری کا گوشت اور کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، جب وہ سب کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا، تم کو گھروں سے بھوک باہر لے آئی حتی کہ تم کو یہ نعمتیں مل گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا تم یہاں کس سبب سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم بھوک کی بنا پر اپنے گھروں سے نکلے ہیں، اس کے بعد یہ حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھوک

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرأه علي قال أخبرنا حنظلة بن أبي سفيان حدثنا سعيد بن ميناء قال سمعت جابر بن عبد الله يقول لما حفر الخندق رأيت برسول الله صلى الله عليه وسلم خمصا فانكفأت إلى امرأتي فقلت لها هل عندك شيء فإني رأيت برسول الله صلى الله عليه وسلم خمصا شديدا فأخرجت لي جرابا فيه صاع من شعير ولنا بهيمة داجن قال فذبحتها وطحنت ففرغت إلى فراغي فقطعتها في برمتها ثم وليت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت لا تفضحني برسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه قال فجئته فساررته فقلت يا رسول الله إنا قد ذبحنا بهيمة لنا وطحنت صاعا من شعير كان عندنا فتعال أنت في نفر معك فصاح رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال يا أهل الخندق إن جابرا قد صنع لكم سورا فحيهلا بكم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنزلن برمتكم ولا تخبزن عجينتكم حتى أجيء فجئت وجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم يقدم الناس حتى جئت امرأتي فقالت بك وبك فقلت قد فعلت الذي قلت لي فأخرجت له عجينتنا فبصق فيها وبارك ثم عمد إلى برمتنا فبصق فيها وبارك ثم قال ادعي خابزة فلتخبز معك واقدحي من برمتكم ولا تنزلوها وهم ألف فأقسم بالله لأكلوا حتى تركوه وانحرفوا وإن برمتنا لتغط كما هي وإن عجينتنا أو كما قال الضحاك لتخبز كما هو۔

۵۱۹۹- وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت

کے آثار دیکھے، میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شدید بھوک کے آثار دیکھے ہیں! اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں چار کلو جو تھے اور ہمارے پاس ایک پالتو بکری تھی، میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ فارغ ہو گئی، میں نے بکری کا گوشت کاٹ کر دیگچی میں ڈالا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگا، میری بیوی نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا، میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ سے سرگوشی میں کہا: یا رسول اللہ ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع (چار کلو گرام) جو پیس لیے ہیں، جو ہمارے پاس تھے، آپ چند ساتھیوں کو لے کر ہمارے ہاں چلیے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا: اے اہل خندق جابر نے تمہاری دعوت کی ہے! سو تم لوگ چلو، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم ہانڈی اتارنا نہ روٹی پکانا، پھر میں آیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا، اس نے کہا تمہاری ہی رسوائی اور فضیحت ہو گی، میں نے کہا میں نے وہی کیا ہے جو تم نے مجھ سے کہا تھا، پھر اس نے اپنا گندھا ہوا آٹا نکالا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈال دیا اور برکت کی دعا کی، پھر آپ نے ہماری دیگچی کا قصد کیا اور اس میں لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے، دیگچی میں سے سالن نکالنا لیکن اس کو (چولھے سے) نیچے نہ اتارنا، اس موقع پر ایک ہزار صحابہ تھے، اللہ کی قسم! ان سب نے کھانا کھایا اور بچا دیا اور جس وقت وہ واپس آگئے تو ہماری دیگچی اسی طرح جوش کھا رہی تھی اور ہمارا گندھا ہوا آٹا اتنا ہی تھا اور اس کی اسی طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَلِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ

حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے کہا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز میں نقاہت محسوس کی، لگتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے، انھوں نے کہا ہاں! پھر انھوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر ان کو اپنے دوپٹہ میں لپیٹا، اور ان کو میرے کپڑوں کے نیچے چھپا دیا، اور کپڑے کا کچھ حصہ مجھ پر ڈال دیا، پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا، حضرت انس کہتے ہیں میں ان روٹیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کیا کھانے کے لیے؟ میں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے کہا، چلو، حضرت انس کہتے ہیں حضور روانہ ہوئے اور میں ان کے آگے آگے چل پڑا، حتیٰ کہ میں نے حضرت ابوطلحہ کے پاس جا کر ان کو یہ خبر دی، حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں کو لے کر آ گئے ہیں، اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ان کو کھلا سکیں، انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ آئے حتیٰ کہ وہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ! وہ جا کر ان روٹیوں کو لے آئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا، سو ان کو توڑا گیا (یعنی ان کے ٹکڑے کیے گئے) حضرت ام سلیم کے پاس گھی کا ایک کپہ تھا وہ انھوں نے ان روٹیوں پر نچوڑ دیا وہ سالن کے قائم مقام ہو گیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دعائیہ کلمات کہے، اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے فرمایا: دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو، سو انھوں نے دس آدمیوں کو اجازت

Ataunnabi.com

لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ.

دس انھوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور پھر چلے گئے، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو کر چلے گئے، آپ نے پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، (یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا) حتیٰ کہ پوری قوم کھا کر سیر ہو گئی، اور ان کی کل تعداد ستر یا اسی تھی۔

۵۲۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَدْعُوَهُ وَقَدْ جَعَلَ طَعَامًا قَالَ فَأَقْبَلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقُلْتُ أَجِبْ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ لِلنَّاسِ قُومُوا فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا صَنَعْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ فَمَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا فِيهَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِي عَشَرَةً وَقَالَ كُلُوا وَأَخْرَجَ لَهُمْ شَيْئًا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجُوا فَقَالَ أَدْخِلْ عَشَرَةً فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَمَا زَالَ يُدْخِلُ عَشَرَةً وَيُخْرِجُ عَشَرَةً حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ فَأَكَلَ حَتَّى شَبِعَ ثُمَّ هَيَّأَهَا فَإِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِينَ أَكَلُوا مِنْهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا، درآں حالیکہ انھوں نے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ حضرت انس کہتے ہیں میں گیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے، آپ نے جب میری جانب دیکھا تو مجھے شرم آئی، میں نے کہا حضرت ابوطلحہ کی دعوت قبول کیجیے، آپ نے لوگوں سے کہا اٹھو چلو، حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے تو آپ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو چھوا اور اس پر برکت کی دعا کی، پھر فرمایا میرے اصحاب میں سے دس صحابہ کو بلاؤ، اور فرمایا: کھاؤ، اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے کچھ نکالا، سو انھوں نے کھایا اور سیر ہو گئے، پھر وہ چلے گئے، آپ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ، پھر انھوں نے کھایا اور سیر ہو گئے اور چلے گئے، پھر اسی طرح دس دس آتے اور جاتے رہے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور سب نے کھا لیا اور سیر ہو گئے، پھر آپ نے کھانا منگوایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا ان کے کھانے کے وقت تھا۔

۵۲۰۱- وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُونَكُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد جو کھانا بچا آپ نے اس کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی، وہ کھانا پھر پہلے جتنا ہو گیا، آپ نے فرمایا لو یہ کھانا لے لو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هٰذَا۔

۵۲۰۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّیُّ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَمَرَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَیْمٍ اَنْ تَصْنَعَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لِنَفْسِهٖ خَاصَّةً ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْهِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَقَالَ فِیْهِ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ وَسَمَّی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَاَكَلُوْا حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِیْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَیْتِ وَتَرَكُوْا سُؤْرًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم سے یہ کہا کہ تم بالخصوص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرو، پھر مجھے حضور کی طرف بھیجا، اس کے بعد وہی بیان ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (کھانے پر) اپنا ہاتھ رکھا اور بسم اللہ پڑھی، پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، انھوں نے دس آدمیوں کو اجازت دی، وہ آئے آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ سو انھوں نے کھایا حتیٰ کہ اسی آدمیوں نے کھایا، اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) کھانا بچا دیا۔

۵۲۰۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ فِیْ طَعَامِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِیْهِ فَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ عَلَی الْبَابِ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ هَلُمَّهُ فَاِنَّ اللّٰهَ سَیَجْعَلُ فِیْهِ الْبَرَكَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنے کا قصہ بیان کیا، اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت ابو طلحہ نے حضور سے کہا یا رسول اللہ صرف تھوڑا سا کھانا ہے، آپ نے فرمایا لے آؤ، عنقریب اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔

www.nafseislam.com

۵۲۰۴۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَالَ فِیْهِ ثُمَّ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلَ اَهْلُ الْبَیْتِ وَاَفْضَلُوْا مَا اَبْلَغُوْا جِیْرَانَهُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی قصہ روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور اہل بیت نے کھایا، اور باقی ماندہ پڑوسیوں کو دے دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۲۰۵ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَى أَبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ فَأَتَى أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي الْمَسْجِدِ يَتَقَلَّبُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَأَظُنُّهُ جَائِعًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ وَأُمُّ سُلَيْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَهْدَيْنَاهُ لِجِيرَانِنَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا، پھر وہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے، آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ حضور بھوکے ہیں، اس کے بعد حدیث بیان کی، اور اس میں یہ کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہ، اور حضرت ام سلیم اور انس بن مالک نے کھانا کھایا اور کچھ کھانا بچ گیا جو ہم نے اپنے پڑوسیوں کو دے دیا۔

۵۲۰۶ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ أَصْحَابِهِ يُحَدِّثُهُمْ وَقَدْ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ قَالَ أُسَامَةُ وَأَنَا أَشُكُّ عَلَى حَجَرٍ فَقُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ لِمَ عَصَّبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهُ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَذَهَبْتُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَقُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَصَّبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا مِنَ الْجُوعِ فَدَخَلَ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى أُمِّي فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ عِنْدِي كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ فَإِنْ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، دراں حالیکہ آپ کے پیٹ پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ صحابہ نے کہا یہ بھوک کی وجہ سے ہے، پھر میں ابوطلحہ کے پاس گیا، وہ حضرت ام سلیم بنت ملحان کے خاوند تھے، میں نے ان سے کہا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے پیٹ پر پٹی بندھی ہوئی ہے، میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ انھوں نے کہا بھوک! پھر حضرت ابوطلحہ میری ماں کے پاس گئے اور پوچھا، کیا کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں، اگر صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلے ہمارے پاس آئے تو ہم آپ کو سیر کر دیں گے، اور اگر آپ کے ساتھ کوئی اور بھی آیا تو یہ کھانا کم ہو گا اس کے بعد باقی حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ أَشْبَعْنَاهُ وَإِنْ جَاءَ آخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ذَكَرَ سَائِرَ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ۔

۵۲۰۷ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَعَامِ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوطلحہ کی دعوت کا واقعہ روایت کیا ہے۔

کثرت فتوحات اور مال غنیمت کی بہتات کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کی زاہدانہ زندگی

حدیث نمبر ۵۱۹۶ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، باہر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی ملاقات ہوئی، انھوں نے بتایا کہ وہ بھوک کی شدت کی بناء پر گھر سے نکلے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا میں بھی اسی وجہ سے باہر آیا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبار صحابہ اپنے پاس دنیاوی مال بہت کم رکھتے تھے، اور اکثر اوقات تنگ دستی اور بھوک میں مبتلا رہتے تھے، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ واقعہ فتوحات کی کثرت اور مال غنیمت وغیرہ کے حصول سے پہلے کا ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور وہ فتح خیبر کے بعد اسلام لائے تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہو، یعنی یہ واقعہ حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا کسی اور صحابی سے سنا ہو اور اس کو بطور خود روایت کر دیا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال ظاہر کے خلاف ہے اور بلا ضرورت خلاف ظاہر پر محمول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور صحیح امر واقعہ اس کے خلاف ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت وصال تک تنگ دستی اور کشادہ حالی میں منقلب ہوتے رہتے تھے، کبھی آپ کے پاس مال زیادہ ہوتا اور کبھی آپ کے پاس مال ختم ہو جاتا، جیسا کہ حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے کبھی جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے ہم مدینہ میں آئے کبھی لگاتار تین راتیں ایسی نہیں آئیں کہ آل محمد نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو، حتی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ کی زرہ گھر والوں کی ضروریات کے لیے جَو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی، اس قسم کی بکثرت روایات ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی وقت کشادہ دست ہوتے پھر چند دنوں میں آپ کا مال ختم ہو جاتا تھا، کیونکہ آپ مال و دولت کو اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتے تھے اور ضرورت مندوں، مہمانوں اور مسافروں کے لیے بہت ایثار کرتے تھے، اور جہاد کے لیے لشکر روانہ کرتے رہتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور آپ کے اکثر اصحاب کا بھی یہی طریقہ تھا اور مہاجرین اور انصار صحابہ میں سے جو خوش حال اصحاب تھے ان کو بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کا علم نہیں ہوتا تھا، کیونکہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمان نوازی کرتے ہوئے اور نیکی اور بھلائی کے راستوں میں مال خرچ کرتے ہوئے بکثرت دیکھتے تھے، اس لیے بعض اوقات نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور عمر پر سخت تنگی کا حال آجاتا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور صحابہ کو خبر نہ ہوتی، اگر کسی صحابی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی ضرورت کا پتا چل جاتا تو وہ فوراً اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ دستی کو برداشت کرنے اور مصائب پر صبر کرنے کو ترجیح دیتے اور کسی شخص پر اپنے حال کا اظہار نہیں کرتے تھے، لیکن اگر کسی صحابی کو آپ کی ضرورت کا پتہ چل جاتا تو وہ اس کو فوراً پورا کرتا تھا جس طرح حدیث نمبر ۵۱۹۰ میں ہے کہ حضرت جابر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کر کے حضور کو بلایا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کر کے آپ کو بلایا، اسی طرح اس سے پہلے باب کی حدیث نمبر ۵۱۹۲ میں ہے کہ حضرت ابو شعیب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ میں بھوک کے آثار دیکھے تو فوراً کھانا تیار کرا کے آپ کو کھانے کی دعوت دی، اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن کا احادیث صحیحہ میں ذکر ہے صحابہ کرام ایک دوسرے کے ساتھ ایثار کرتے رہتے تھے، اور جس صحابی کو بھی دوسرے کی کسی حاجت کا علم ہوتا تو وہ اس کو پورا کرنے کی فوراً کوشش کرتا تھا۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: ﴿ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾ (حشر: ۹/۵۹) "اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود شدید حاجت ہو" نیز فرمایا: ﴿رحماء بينهم﴾ (فتح: ۲۹/۴۸) "وہ آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جو بھوک کی شدت سے باہر نکلے اس کی وجہ یہ تھی کہ شدید بھوک کی بنا پر بشری تقاضے سے انسان کامل یکسوئی اور طمانیت قلب کے ساتھ عبادت نہیں کر سکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو استغراق اور انہماک کے ساتھ ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جسم کو کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہو جس کی بناء پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے، یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو بول و براز (پیشاب وغیرہ) کی سخت حاجت ہو تو آپ نے اس کی فراغت سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح جب کھانا حاضر ہو اور اس کو سخت بھوک لگی ہو تو کھانے سے پہلے نماز پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا، اسی طرح نقش و نگار والے لباس پہن کر اور جو لوگ باتیں کر رہے ہوں ان کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، تاکہ نمازی کی توجہ نماز کی طرف سے نہ ہٹے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جب انسان شدید غصہ میں ہو، یا اس کو سخت بھوک لگی ہو یا بہت خوشی ہو تو وہ اس حالت میں مقدمات کا فیصلہ نہ کرے۔

مہمان نوازی اس حدیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر گئے وہ گھر میں نہیں تھے ان کی بیوی نے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ پانی لینے گئے ہیں، اس انصاری نے آکر کھجوروں سے آپ کی ضیافت کی اور آپ کو کھلانے کے لیے بکری ذبح کی۔

اس حدیث میں مہمان کی عزت کرنے کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور خوش آمدید ایسے کلمات کہہ کر مسرت سے اس کا استقبال کرنا چاہیے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیے، اس حدیث میں اجنبی عورت کی گفتگو سننے کا جواز ہے اور ضرورت کی بناء پر اس سے بات چیت کرنے اور سوال کرنے کا بھی جواز ہے، اور یہ کہ اگر یہ معلوم ہو کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے گھر جانا اس کو ناپسندیدہ نہ ہوگا تو وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے گھر جا سکتا ہے۔

اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ پھل وغیرہ کھانے سے پہلے کھانے چاہئیں یا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ فوری طور پر مہمان نوازی کے لیے وہ پھل موجود تھے سو ان کو پیش کر دیا، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب سب نے سیر ہو کر کھایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا: اس میں یہ دلیل ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اور جن روایات میں پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا ذکر ہے وہ اس شخص کے بارے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ہیں جو ہمیشہ پیٹ بھر کر کھائے کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور انسان ضرورت مندوں کی تکالیف کو بھول جاتا ہے۔ باقی ان نعمتوں کے متعلق جو قیامت میں سوال ہوگا اس کا مطلب قاضی عیاض نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا؟ اور علامہ نووی نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور احسانات کو گنوانے کے لیے فرمائے گا کہ بتاؤ ہم نے تم کو کیا نعمتیں دی ہیں اور ان نعمتوں پر محاسبہ کا سوال نہیں ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تکثیرِ طعام کے معجزات حدیث نمبر ۵۱۹۸ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھوڑے سے جو تھے اور ایک بکری کا بچہ تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام اہل خندق کو لے کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آگئے، اور گندھے ہوئے آٹے اور سالن میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ معمولی سا کھانا تمام اہل خندق کے لیے کافی ہوگیا بلکہ بچ رہا، اور حدیث نمبر ۵۱۹۹ میں ہے حضرت ابوطلحہ نے کچھ جو کی روٹیاں پکوائیں اور حضرت انس کو بھیج کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلوایا آپ نے برکت کی دعا کی اور وہ قلیل کھانا سب کے لیے کافی ہوگیا، کم کھانے کا زیادہ لوگوں کے لیے پورا ہوجانا اور اس قسم کے دوسرے معجزات حد تواتر کے ساتھ مروی ہیں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ان سب معجزات کو جمع کر دیا ہے، ان احادیث میں علم نبوت کا بھی بیان ہے، کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان کے گھر کھانا کم ہے اور آپ کو یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعا سے وہ کھانا سب کو کافی ہو جائے گا بلکہ بچ رہے گا۔

بَابُ ۱۳ ؎ جَوَازِ اَكْلِ الْمَرَقِ وَ اِسْتِحْبَابِ اَكْلِ الْيَقْطِيْنِ

شوربہ کھانے کا جواز اور کدّو (لوکی) کھانے کا استحباب

۵۲۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالِي الصَّحْفَةِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مُنْذُ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کچھ کھانا تیار کیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ رکھا، اس میں کدّو اور گوشت تھا، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیالہ میں سے کدو تلاش کر رہے تھے، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں اسی دن سے کدو سے محبت رکھتا ہوں۔

۵۲۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، آپ کے لیے شوربے والا کدو لایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَجِیْءَ بِمَرَقَۃٍ فِیْھَا دُبَّآءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ مِنْ ذٰلِکَ الدُّبَّآءِ وَیُعْجِبُہٗ قَالَ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ جَعَلْتُ اُلْقِیْہِ اِلَیْہِ وَلَا اَطْعَمُہٗ قَالَ فَقَالَ اَنَسٌ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ یُعْجِبُنِی الدُّبَّآءُ۔

علیہ وسلم اس میں سے کدو کھا رہے تھے، کدو آپ کو پسند تھا، جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے خود کدو نہیں کھائے اور حضور کے سامنے رکھنے لگا، حضرت انس کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے مجھے کدو بہت پسند ہے۔

۵۲۱۰۔ وَحَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ جَمِیْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ وَعَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَجُلًا خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزَادَ قَالَ ثَابِتٌ فَسَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ فَمَا صُنِعَ لِیْ طَعَامٌ بَعْدُ اَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُّصْنَعَ فِیْہِ دُبَّآءٌ اِلَّا صُنِعَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص درزی تھا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی،..... ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انس نے کہا اس دعوت کے بعد جب میں سالن پکاتا تو اگر ممکن ہوتا تو اس میں کدو ضرور ڈلاتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا

ف: اس حدیث میں متعدد فوائد ہیں:

۱۔ دعوت قبول کرنا۔ ۲۔ درزی کے پیشہ کا جواز۔ (۳) شوربہ کھانے کا جواز (۴) کدو کھانے کی فضیلت ۔ ۵۔ کدو سے محبت رکھنے کا استحباب ۔ ۶۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہوں، اس سے محبت رکھنے کا استحباب اور اس کو حاصل کرنے کی حرص کرنا۔ ۷۔ اور یہ کہ دستر خوان پر رکھے ہوئے کھانے میں سے شیخ اور استاذ کی پسند پر اپنی پسند پر ترجیح دینا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے قریب سے کھاؤ اور اس موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے اردگرد سے کدو کے قتلے تلاش کیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ جب انسان پیالہ میں ہر طرف ہاتھ ڈالے گا تو اس کے ساتھ کھانے والے کو گھن آئے گی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے سے کوئی گھن نہیں کرتا بلکہ حضور کے جھوٹے کو تبرک سمجھا جاتا ہے، صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اور آب بینی کو تبرک سمجھ کر لیتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے، بعض صحابہ نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، بعض نے آپ کا پیشاب پی لیا، اس کے علاوہ حضور کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے اور بہت سے واقعات ہیں، مثلاً حضور کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے حصول کے لیے صحابہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے[لہ]، جس کو وہ پانی نہیں ملتا تھا وہ دوسرے شخص کے جسم پر لگی ہوئی اس پانی کی تری کو اپنے جسم پر لگا لیتا تھا، (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹)

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوٰى خَارِجَ التَّمْرِ وَاسْتِحْبَابِ دُعَآءِ الضَّيْفِ لِاَهْلِ الطَّعَامِ وَطَلَبِ الدُّعَآءِ مِنَ الضَّيْفِ الصَّالِحِ

کھجور کھاتے وقت گٹھلیاں الگ رکھنے کا جواز، مہمان کا گھر والوں کے لیے دعا کرنے کا استحباب اور نیک مہمان سے دعا کرانے کا بیان

٥٢- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ قَالَ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا وَّوَطْبَةً فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَاْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوٰى بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى قَالَ شُعْبَةُ هُوَ ظَنِّيْ وَهُوَ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اِلْقَآءُ النَّوٰى بَيْنَ الْاِصْبَعَيْنِ ثُمَّ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ قَالَ فَقَالَ اَبِيْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَآبَّتِهِ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا، پنیر اور ہری کھجور کا حلوہ پیش کیا، آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا، پھر آپ کے پاس کھجوریں لائی گئیں، آپ کھجوریں کھاتے اور دو انگلیوں کے درمیان گٹھلیاں ڈال لیتے، اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو جمع کرتے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا یہی گمان ہے اور اس حدیث میں ہے ان شاء اللہ گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنا، پھر آپ کے پاس ایک مشروب لایا گیا، آپ نے اس کو پی کر دائیں جانب والے کو دے دیا، پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا: ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ! جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں برکت فرما، ان کی بخشش فرما اور ان پر رحم فرما۔

٥٢١٢- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَشُكَّا فِيْ اِلْقَآءِ النَّوٰى بَيْنَ الْاِصْبَعَيْنِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں گٹھلیوں کو دو انگلیوں کے درمیان ڈالنے کے متعلق شعبہ کے شک کا ذکر نہیں ہے۔

ف: اس حدیث میں مہمان کی ضیافت اور مہمان سے دعا طلب کرنے اور مہمان کے دعا کرنے کا بیان ہے۔

بَابُ اَكْلِ الْقِثَّآءِ بِالرُّطَبِ

کھجور کے ساتھ ککڑی کھانے کا بیان

٥٢١٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنِ الْهِلَالِيُّ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ۔

ف: اس میں یہ مصلحت ہے کہ کھجور گرم ہوتی ہے اور ککڑی ٹھنڈی اور دونوں کے امتزاج سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

بَابُ ۱۶ اِسْتِحْبَابِ تَوَاضُعِ الْاٰكِلِ وَصِفَةِ قُعُوْدِهٖ!

کھاتے وقت تواضع کا استحباب اور کھانے کے لیے بیٹھنے کا طریقہ

۵۲۱۴- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ سَعِیْدِ الْاَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ حَفْصٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَیْمٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِیًا یَاْكُلُ تَمْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطریق اقعاء بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے۔ (اقعاد کا مطلب ہے انسان دونوں گھٹنے کھڑے کرکے سیرین کے بل بیٹھ جائے اور دونوں گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھ لے۔)

۵۲۱۵- وَحَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِیْعًا عَنْ سُفْیَانَ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُهٗ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ یَاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِیْعًا وَفِیْ رِوَایَةِ زُهَیْرٍ اَكْلًا حَثِیْثًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو تقسیم کرنے لگے، آپ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے کوئی شخص جلدی میں بیٹھتا ہے اور جلدی جلدی کھا رہے تھے۔

ف: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جلدی اس لیے تھی کہ آپ نے کھانے کے بعد کوئی اہم کام کرنا تھا، اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے لیے بطریق اقعاد بیٹھنا سنت ہے، بعض احادیث میں ٹیک لگا کر بیٹھ کے کھانے سے منع فرمایا ہے بعض علماء نے اس حدیث کو چار زانو یعنی آلتی پالتی بیٹھ کر کھانے کی ممانعت پر محمول کیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ دو زانو بیٹھ کر یا اکڑوں بیٹھ کر کھانا، صحیح طریقہ ہے۔

بَابُ ۱۷ نَهْیِ الْاٰكِلِ مَعَ جَمَاعَةٍ عَنْ قِرَانِ تَمْرَتَیْنِ!

جماعت کے ساتھ دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت

۵۲۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ جَبَلَةَ بْنَ سُحَیْمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَیْرِ یَرْزُقُنَا

جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہمیں کھجوریں کھلاتے تھے۔ جس وقت ہم کھجوریں کھا رہے تھے، اس وقت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

التَّمْرَ قَالَ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ وَكُنَّا نَأْكُلُ فَيَمُرُّ عَلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ لَا أُرٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا مِنْ كَلِمَةِ ابْنِ عُمَرَ يَعْنِي الْإِسْتِئْذَانَ۔

حضرت ابن عمر تشریف لے آئے، حضرت ابن عمر نے فرمایا: دو، دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ملا کر کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے اجازت لے لے تو پھر کوئی حرج نہیں، شعبہ کہتے ہیں، میرے خیال میں اجازت لینے کا قول حضرت ابن عمر کا ہے۔

٥٢١٧ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا قَوْلُ شُعْبَةَ وَلَا قَوْلُهُ وَقَدْ كَانَ أَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ جُهْدٌ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں، ان دونوں حدیثوں میں شعبہ کا قول نہیں ہے اور نہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا تھے۔

٥٢١٨ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت لیے بغیر دو، دو کھجوروں کو ملا کر کھائے

دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے کا شرعی حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ساتھ کھانے والوں کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا ممنوع ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمہ ہے یا تنزیہی، قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ اہل ظاہر (غیر مقلدین) کے نزدیک یہ ممانعت تحریمی ہے، اور دوسرے علماء کے نزدیک تنزیہی ہے، لیکن اس مسئلہ کے صحیح حکم میں تفصیل ہے، اگر کھانے والوں کی مشترک کھجوریں ہوں تو پھر ان کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا حرام ہے (کھانے کی چیز کھجور ہو یا کوئی اور چیز مثلاً انگور وغیرہ سب کا یہی حکم ہے) اور اگر دوسرے کھانے والوں کی اجازت اور رضامندی معلوم ہو جائے خواہ صراحۃً یا کنایۃً اور اس بات کا علم یقینی یا ظن قوی حاصل ہو جائے کہ وہ ایک شخص کے دو، دو کھجوریں ملا کر کھانے پر راضی ہیں تو پھر صحیح ہے اور اگر اس میں شک ہو تو پھر یہ حرام ہے، اور اگر کھجوریں کسی اور شخص کی ہوں یا کھانے والوں میں سے کسی ایک کی ہوں تو پھر مالک کی اجازت کے بغیر دو، دو کھجوریں ملا کر کھانا جائز نہیں ہے اور اس وقت مستحب یہ ہے کہ باقی کھانے والوں سے اجازت طلب کر لی جائے، اور اگر کھجوریں اس کی اپنی ملکیت ہوں اور کھانے والے اس کے مہمان ہوں تو پھر اگر وہ ملا کر کھائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر کھانا (یا کھجوریں) کم ہوں تو دو دو چیزوں کو ملا کر نہ کھانا مستحب ہے اور اگر کھانا ضرورت سے زیادہ ہو تو پھر ملا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر بھی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان حرص کو ترک کر دے اور ایک ایک کھجور کھائے ہاں اگر اس کو کسی کام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی جلدی ہو تو پھر معاملہ جدا ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا کہ جب کھانے کی چیزوں کی تنگی تھی لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت اور فراخی عطا کر دی ہے تو اب اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہی تفصیل ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، کیونکہ حدیث میں مذکور الفاظ کے عموم کا اعتبار ہے، خصوصیت سبب معتبر نہیں ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ آپ نے تنگی کے زمانہ میں یہ حکم دیا تھا اور یہ ثابت نہیں ہے۔ [۱]

بَابُ ۷۱۸ فِی اِدِّخَارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهٖ مِنَ الْاَقْوَاتِ لِلْعِيَالِ!

کھجور اور دیگر طعام وغیرہ کو اپنے اہل وعیال کے لیے ذخیرہ کرنے کا بیان

۵۲۱۹- حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوْعُ اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ لوگ بھوکے نہیں ہوتے۔

۵۲۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ عَنْ اَبِی الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ اَوْ جَاعَ اَهْلُهٗ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں، اے عائشہ! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ لوگ بھوکے ہیں۔ آپ نے یہ کلمات دو یا تین بار فرمائے۔

ف: اس حدیث میں کھجور کی فضیلت ہے اور گھر میں طعام کو جمع کر کے رکھنے کا جواز ہے اور ان لوگوں کا رد ہے جو مال جمع کرنے کو توکل کے خلاف کہتے ہیں۔

بَابُ ۷۱۹ فَضْلِ تَمْرِ الْمَدِيْنَةِ!

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا بیان

۵۲۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِی ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیان صبح کے وقت سات کھجوریں کھائیں

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَیْنَ لَابَتَیْهَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ یَضُرَّهٗ سَمٌّ حَتّٰی یُمْسِیَ۔

اس کو شام تک کوئی زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۵۲۲۲- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ یَضُرَّهٗ ذٰلِکَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کو مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں کھائیں اس کو اس دن زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو۔

۵۲۲۳- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْفَزَارِیُّ ح وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیْدِ کِلَاهُمَا عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَلَا یَقُوْلَانِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۵۲۲۴- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَیَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ شَرِیْکٍ (وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ نَمِرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِیْ عَجْوَةِ الْعَالِیَةِ شِفَاءً اَوْ اِنَّهَا تِرْیَاقٌ اَوَّلَ الْبُکْرَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مدینہ کے) بالائی حصہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے یا صبح کے وقت ان کا استعمال شفاء کا سبب ہے۔

عجوہ کھجوروں کے شفاء بخش ہونے پر اشکال کا جواب

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی فضیلت کا ذکر ہے اور خصوصاً عجوہ کھجور کی فضیلت کا بیان ہے، باقی اس حدیث میں مدینہ منورہ کی کھجوروں کی اور سات عدد کھجوروں کی جو تخصیص ہے، یہ ان امور میں سے ہے جن کی حکمت کا صرف شارع علیہ السلام کو علم ہے، ہمیں اس کی حکمت کا علم نہیں لیکن ہمیں اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا لازم ہے، جس طرح ہمیں نمازوں کی رکعات کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار کی حکمت کا علم نہیں ہے لیکن اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ طبی نقطہ نظر سے مدینہ منورہ اور عجوہ کھجوروں کی تخصیص کی وجہ نہیں معلوم ہو سکی، ہو سکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر عہد رسالت کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ ہمارے زمانہ میں عجوہ کھجوروں سے شفاء کا حصول ودوام و استمرار کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکا، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عجوہ کھجوروں کی یہ تاثیر مدینہ منورہ کے ساتھ خاص ہو کیونکہ بعض جڑی بوٹیوں کی تاثیرات کسی خاص علاقے کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ لہ

بَابُ ۲۰۔ فَضْلُ الْكَمْأَةِ وَمُدَاوَاةِ الْعَيْنِ بِهَا

کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج

۵۲۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ... شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھ سے حکم نے یہ روایت بیان کی تو میں نے عبدالملک کی روایت کی وجہ سے اس کا انکار نہ کیا۔

۵۲۲۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ

حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

لہ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۲۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسٰى وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۰- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی اس من سے ہے جس کو اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

۵۲۳۱- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ فَلَقِيتُ عَبْدَ الْمَلِكِ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

صحیح بات یہ ہے کہ کھنبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے، میں نے اور بہت سے لوگوں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہے کہ جن لوگوں کی بصارت حقیقتہً چلی گئی تھی انھوں نے کھنبی نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالا تو ان کو شفاء ہوگئی اور ان کی بینائی لوٹ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آئی، ان شفا پانے والوں میں سے شیخ کمال بن عبد اللہ محدث دمشق بھی ہیں۔ [1]

بَابُ (۲۱) فَضِيلَةِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَبَاثِ

پیلو کے سیاہ پھل کی فضیلت

۵۲۳۲ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَنَحْنُ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّكَ رَعَيْتَ الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا أَوْ نَحْوَ هَذَا مِنَ الْقَوْلِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مرالظہران (ایک مقام) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اور ہم پیلو چن رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ پیلو، تلاش کرو، ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بکریاں چرائی ہوں، آپ نے فرمایا: ہاں! ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

ف: انبیاء علیہم السلام سے بکریاں چروانے میں یہ حکمت تھی تاکہ ان میں تواضع پیدا ہو، اور خلوت گزینی سے ان کے دلوں کی صفائی برقرار رہے اور بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کرنے سے انہیں امت کو ہدایت دینے اور ان کے مسائل حل کرنے کا تجربہ ہو۔

بَابُ (۲۲) فَضِيلَةِ الْخَلِّ وَالتَّأَدُّمِ بِهِ۔

سرکہ کی فضیلت اور اس کو سالن کی جگہ استعمال کرنا

۵۲۳۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْأُدُمُ أَوِ الْإِدَامُ الْخَلُّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۴ - وَحَدَّثَنَاهُ مُوسَى بْنُ قُرَيْشِ بْنِ نَافِعٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ نِعْمَ الْأُدُمُ وَلَمْ يَشُكَّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں الادم کا لفظ بغیر شک کے مذکور ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۲۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ فَقَالُوا مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا، انھوں نے کہا: ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہے، آپ نے سرکہ منگا کر روٹی کھانا شروع کر دی، اور آپ فرماتے جاتے تھے: سرکہ بہترین سالن ہے، سرکہ بہترین سالن ہے۔

۵۲۳۶۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ فَقَالَ وَمَا مِنْ أُدُمٍ فَقَالُوا لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ قَالَ فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدُمُ قَالَ جَابِرٌ فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَلْحَةُ مَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، آپ کے سامنے روٹی کے ٹکڑے لائے گئے، آپ نے پوچھا کوئی سالن ہے؟ انھوں نے کہا تھوڑا سا سرکہ ہے! آپ نے فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس دن سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے میں سرکہ سے محبت کرتا ہوں، اور حضرت طلحہ کہتے ہیں جس دن سے میں نے حضرت جابر سے یہ حدیث سنی ہے میں بھی سرکہ کو پسند کرتا ہوں۔

۵۲۳۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ إِلَى قَوْلِهِ فَنِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، یہ بھی حسب سابق ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ سرکہ بہترین سالن ہے اور اس کے بعد کا حصہ نہیں ہے۔

۵۲۳۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي دَارِي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْنَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا، آپ نے میری طرف اشارہ کیا، میں اٹھ کر آپ کے پاس آیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑے، حتیٰ کہ آپ ازواج مطہرات کے حجروں میں سے کسی کے حجرے پر آئے۔ آپ وہاں داخل ہو گئے اور مجھے بھی اُنے کی اجازت دی ازواج مطہرات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَتّٰى اَتٰى بَعْضَ حُجَرِ نِسَآئِهٖ فَدَخَلَ ثُمَّ اَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاُتِيَ بِثَلَاثَةِ اَقْرِصَةٍ فَوُضِعْنَ عَلٰى نَبِيٍّ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْصًا فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَخَذَ قُرْصًا اٰخَرَ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ اَخَذَ الثَّالِثَ فَكَسَرَهٗ بِاثْنَيْنِ فَجَعَلَ نِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَنِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ هَلْ مِنْ اُدُمٍ قَالُوْا لَا اِلَّا شَيْءٌ مِّنْ خَلٍّ قَالَ هَاتُوْهُ فَنِعْمَ الْاُدُمُ هُوَ۔

نے پردہ کر لیا۔ آپ نے فرمایا کچھ کھانے کو ہے، گھر والوں نے کہا، ہے! اور تین روٹیاں لائی گئیں، اور ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھی اور ایک روٹی میرے سامنے رکھی پھر آپ نے تیسری روٹی کے دو ٹکڑے کیے، آدھی میرے سامنے رکھی اور آدھی اپنے سامنے رکھ لی: پھر آپ نے پوچھا! کچھ سالن بھی ہے؟ گھر والوں نے کہا سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا لے آؤ، سرکہ کیا خوب چیز ہے۔

ف: اس باب کی احادیث میں سرکہ کی فضیلت کا بیان ہے اور کھانے کے درمیان بات چیت کرنے کا ثبوت ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے دوران فرمایا، سرکہ بہترین سالن ہے۔ اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زہد کا بیان ہے اور آپ کی سادگی اور انکساری کا ذکر ہے کہ آپ صرف سرکہ سے روٹی کھا لیتے تھے۔

بَابُ ۲۳ اِبَاحَةِ اَكْلِ الثُّوْمِ

لہسن کھانے کے جواز کا بیان

۵۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَيَّ وَاِنَّهٗ بَعَثَ اِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهٗ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا اس کو میرے پاس بھیج دیتے، ایک دن آپ نے میرے پاس کھانا بھیجا، جس میں سے آپ نے بالکل نہیں کھایا تھا، کیونکہ اس میں (کچا) لہسن تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں اس کو اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں، میں نے عرض کیا جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔

۵۲۴۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۴۱۔ وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاَحْمَدُ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ (وَاللَّفْظُ مِنْهُمَا قَرِيبٌ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ فِي رِوَايَةِ حَجَّاجِ بْنِ يَزِيدَ أَبُو زَيْدٍ الْأَحْوَلُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَفْلَحَ مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعُلْوِ قَالَ فَانْتَبَهَ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً فَقَالَ نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّفْلُ أَرْفَقُ فَقَالَ لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلْوِ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ فَلَمَّا رُدَّ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ لَمْ يَأْكُلْ فَفَزِعَ وَصَعِدَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَحَرَامٌ هُوَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ أَوْ مَا كَرِهْتَ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى۔

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے اور نچلی منزل میں رہے اور حضرت ابوایوب اوپر والی منزل میں تھے، ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوتے تو خیال کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، سو وہ آپ کی جانب سے ایک طرف ہٹ گئے اور دوسری جانب سو گئے، پھر صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نچلی منزل میں زیادہ سہولت ہے، حضرت ابوایوب نے کہا میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب نچلی منزل میں آ گئے، حضرت ابوایوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کرتے تھے (جب سرکار کا بس خوردہ) ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور نے کس جانب سے کھایا تھا اور کس جگہ آپ کی انگلیاں لگی تھیں؟ پھر وہ آپ کی انگلیوں کے لگنے کی جگہ سے کھاتے، ایک دن انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں کچا لہسن تھا جب وہ کھانا ان کے پاس لوٹایا گیا تو انہوں نے دریافت کیا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کہاں لگی تھیں، حضرت ابوایوب کو بتایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا، حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور اوپر جا کر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابوایوب نے کہا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں اس کو میں بھی ناپسند کرتا ہوں، حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی۔

ف: اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی تھی، یعنی آپ کے پاس فرشتے آتے تھے، ایک اور حدیث میں ہے میں ان سے مناجات کرتا ہوں جن سے تم مناجات نہیں کرتے، اور یہ کہ جن چیزوں سے بنو آدم کو ایذاء پہنچتی ہے ان سے ملائکہ کو بھی ایذاء پہنچتی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچے لہسن کو ہمیشہ ترک فرماتے تھے کیونکہ آپ کو ہر وقت فرشتوں کے آنے کی اور نزول وحی کی امید رہتی تھی۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں ہمارے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لہسن کھانے کا شرعی حکم کیا تھا، بعض علماء نے کہا ہے کچا لہسن اور کچی پیاز کھانا آپ پر حرام تھا، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ حرام نہیں مکروہ تنزیہی تھا کیونکہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں!

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری کے پاس جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ لایا جاتا تو وہ پوچھتے کہ حضور کی انگلیاں کس جگہ لگی تھیں، اس سے حضرت ابوایوب کی کمال محبت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا بھی ثبوت ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوایوب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب سے نچلی منزل میں آگئے اور حضور سے درخواست کی کہ آپ اوپر کی منزل میں آجائیں، اس سے حضرت ابوایوب کا کمال ادب ظاہر ہوتا ہے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشائخ اور بزرگان دین کو اوپر کی منزل میں ٹھہرا کر خود نچلی منزل میں رہنا ادب کا تقاضا ہے۔

بَابُ ٧٢٤ اِكْرَامِ الضَّيْفِ وَفَضْلِ اِيْثَارِهٖ۔

مہمان کی تعظیم وتکریم اور اس کے لیے ایثار کرنے کا بیان

٥٢٤٢ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَآءٌ فَقَالَ مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَطْفِئِ السِّرَاجَ وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى لِيَاْكُلَ فَقُوْمِيْ اِلَى السِّرَاجِ حَتّٰى تُطْفِئِيْهِ قَالَ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا میں فاقہ سے ہوں، آپ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے، پھر آپ نے دوسری زوجہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے یہی کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، بالآخر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کو آج رات مہمان بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! اس کو میں مہمان بناؤں گا، وہ شخص اس مہمان کو اپنے گھر لے گیا، اور بیوی سے پوچھا: تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کا کھانا ہے! اس نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو، جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا، اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں، جب وہ کھانا کھانے لگے تو تم چراغ کے پاس جا کر اس کو بجھا دینا، پھر وہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا، جب صبح کو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مہمان کے ساتھ جو (حسن) سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر بہت خوش ہوا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٢٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوتُهُ وَقُوتُ صِبْيَانِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ نَوِّمِي الصِّبْيَةَ وَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَقَرِّبِي لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے پاس ایک مہمان نے رات گزاری، اس انصاری کے پاس صرف اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو، اور تمہارے پاس جو کھانا ہے وہ مہمان کے آگے رکھ دو، تب یہ آیت نازل ہوئی: "جو لوگ محتاج ہونے کے باوجود اپنی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں"۔

٥٢٤٤ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُضَيِّفَهُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يُضَيِّفُهُ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذَا رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَذَكَرَ فِيهِ نُزُولَ الْآيَةِ كَمَا ذَكَرَهُ وَكِيعٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور مہمان آیا اور آپ کے پاس اس کی مہمانی کے لیے کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا کوئی شخص اس کو مہمان نہیں بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ابوطلحہ نام کے ایک شخص اٹھے، اور وہ اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٥٢٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا قَالَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ قَالَ فَيَجِيءُ مِنَ

حضرت مقداد بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اس وقت (مسلسل) مشقت کرنے سے ہماری سماعت اور بصارت جاتی رہی تھی، ہم خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر پیش کرتے لیکن ہم کو، کوئی قبول نہیں کرتا تھا، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں پر تین بکریاں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے سامنے ان کا دودھ نکالو، ہم ان کا دودھ نکالتے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ اٹھا کر رکھ دیتے، آپ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے جس سے کوئی سونے والا بیدار نہ ہو اور جاگنے والا سن لے، پھر آپ مسجد میں جاکر نماز پڑھتے، پھر اپنے حصہ کا دودھ پیتے، ایک رات کو شیطان میرے پاس آیا، اس وقت میں اپنے حصہ کا دودھ پی چکا تھا، اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انصا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ
الْيَقْظَانَ قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي
شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ
قَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي فَقَالَ مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ
فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى
هٰذِهِ الْجُرْعَةِ فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ
فِي بَطْنِي وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ قَالَ
نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ أَشَرِبْتَ
شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ
فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ
إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي وَإِذَا وَضَعْتُهَا
عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ وَجَعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ
وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ
قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ
كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى
شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا
فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ
فَأَهْلِكُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ
مَنْ أَسْقَانِي قَالَ فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا
عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ
أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ
فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ قَالَ فَحَلَبْتُ
فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ
نَاوَلَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ
نَاوَلَنِي فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کو ان کی ضروریات کے مطابق ہدیے اور تحفے دیتے ہیں اور یہ جو دو چار گھونٹ دودھ پڑا ہے اس کی آپ کو کیا حاجت ہوگی، سو میں نے جا کر اس دودھ کو پی لیا، اور جب وہ دودھ میرے پیٹ میں سما گیا اور میں نے جان لیا کہ اب اس کی کوئی سبیل نہیں ہے تو شیطان نے مجھے نادم کرنا شروع کر دیا اور کہا تم پر افسوس ہے! یہ تم نے کیا کیا؟ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصے کا دودھ پی لیا، اب جب وہ آئیں گے اور ان کو دودھ نہیں ملے گا تو وہ تم پر دعاء ضرر کریں گے، پھر تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی میرے پاس ایک چادر تھی کہ اگر اس کو پیروں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا، اور اگر سر پر ڈالتا تو پیر کھل جاتے، مجھے نیند نہیں آرہی تھی اور میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے، انھوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور آپ نے حسب معمول سلام کیا، پھر آپ نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی، پھر آپ دودھ کے پاس آئے، برتن کھولا تو اس میں کچھ بھی نہ تھا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے دل میں سوچا اب آپ میرے لیے دعاء ضرر کریں گے، اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! جو مجھے کھلائے اس کو کھلا اور جو مجھے پلائے اس کو پلا، یہ سن کر میں نے چادر کو مضبوط باندھا اور چھری لے کر چلا کہ جو موٹی سی بکری ہو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کروں، میں نے دیکھا اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں بلکہ سب بکریوں کے تھن بھرے ہوئے ہیں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا جس میں وہ دودھ دوہتے تھے، پھر میں نے اس میں دودھ دوہا حتی کہ وہ جھاگ سے بھر گیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پی لیجیے، آپ نے دودھ پی لیا پھر مجھے دیا، میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ پی لیجیے، آپ نے پی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ قَدْ رُوِيَ وَاَصَبْتُ دَعْوَتَهٗ ضَحِكْتُ حَتّٰی اُلْقِيْتُ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى سَوْاٰتِكَ يَا مِقْدَادُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهٖ اِلَّا رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ اَفَلَا كُنْتَ اٰذَنْتَنِيْ فَنُوْقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيْبَانِ مِنْهَا قَالَ فَقُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُبَالِيْ اِذَا اَصَبْتَهَا وَاَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ اَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ۔

کر پھر مجھے دیا، جب میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیر ہوگئے ہیں اور میں نے آپ کی دعا کو پا لیا ہے تو میں کھکھلا کر ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مقداد! یہ تمہاری ایک بری خصلت ہے! میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا اور میں نے ایسے ایسے کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت تھا، تم نے مجھے اس وقت کیوں نہیں بتایا میں تمہارے دو ساتھیوں کو بھی جگا دیتا اور وہ بھی اس رحمت سے حصہ لے لیتے! میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، جب یہ دودھ آپ نے پی لیا اور آپ کے بعد میں نے بھی پی لیا تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی اور اس دودھ کو پیئے یا نہ پیئے!

۵۲۴۶- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۲۴۷- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى جَمِيْعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ) حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ (وَحَدَّثَ اَيْضًا) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سو تیس آدمی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کے پاس کھانا ہے؟ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا اس کے پاس تقریباً ایک صاع (چار کلوگرام) آٹا تھا، وہ آٹا گوندھا گیا، پھر ایک پراگندہ بالوں والا دراز قد مشرک آیا، جو اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بکریاں فروخت کرو گے یا یونہی بطور عطیہ یا ہبہ دو گے؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ فروخت کروں گا۔ آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی، اس کا گوشت تیار کیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا، حضرت عبدالرحمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى قَالَ وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا حَزَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ قَالَ وَجَعَلَ قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا مِنْهُمَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ أَوْ كَمَا قَالَ۔

کہتے ہیں کہ بخدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر شخص کو اس کلیجی سے ایک حصہ دیا، جو شخص موجود تھا اس کو حصہ دے دیا اور جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ رکھ دیا گیا آپ نے وہ گوشت دو پیالوں میں ڈالا اور ہم سب نے اس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے، ان پیالوں میں کھانا پھر بھی بچ گیا میں نے اس کو اونٹ پہ رکھ لیا یا جس طرح راوی نے بیان کیا۔

۵۲۴۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا نَاسًا فُقَرَاءَ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثَةٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ بِثَلَاثَةٍ قَالَ فَهُوَ وَأَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى نَعَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ

حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (ان میں سے) تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو بھی لے جائے، حضرت ابوبکر تین کو لے گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے، حضرت ابوبکر تین کو لائے تھے، حضرت عبد الرحمان نے کہا (گھر میں) میں میرے والد (یعنی حضرت ابوبکر) اور میری والدہ تھیں۔ راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں شاید انھوں نے کہا تھا اور میری بیوی تھی اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکر کے گھر مشترک تھا، حضرت ابوبکر شام کا کھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھاتے تھے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی، پھر واپس لوٹتے، پھر آپ کے پاس ٹھہرتے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نیند آ لیتی، پھر جب رات کا اتنا حصہ گذر گیا جتنا اللہ کو منظور تھا تب حضرت ابوبکر گھر آئے، حضرت ابوبکر سے ان کی بیوی نے کہا: آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، مگر وہ نہیں مانے، حضرت عبد الرحمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوهُمْ قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ وَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا لَا هَنِيئًا وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ فَايْمُ اللَّهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا قَالَ حَتَّى شَبِعْنَا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ قَالَ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَعَرَّفْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ إِلَّا أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ۔

کہتے ہیں میں (ڈر سے) بھاگ کر چھپ گیا، حضرت ابوبکر نے کہا او جاہل! اللہ تیری ناک کاٹ ڈالے! اور مجھے برا بھلا کہنے لگے اور مہمانوں سے کہا کھانا کھاؤ، اللہ کرے تمہارے لیے یہ کھانا خوش گوار نہ ہو، اور فرمایا بخدا میں (یہ کھانا) اب کبھی بھی نہیں کھاؤں گا! حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں کہ بخدا ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے، نیچے سے اور نکل آتا تھا، اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا، حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے اور وہ کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا، حضرت ابوبکر نے جب کھانے کو دیکھا تو وہ پہلے جتنا بلکہ اس سے زیادہ تھا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے! پھر حضرت ابوبکر نے اس کھانے میں سے کھایا اور کہا ان کا وہ قسم کھانا محض شیطانی عمل تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کھانا لے گئے، آپ کے پاس صبح تک وہ کھانا رہا، ان دنوں ہمارا ایک قوم سے معاہدہ تھا اور اب وہ مدت ختم ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بارہ افسر مقرر کیے اور ہر افسر کے ساتھ ایک جماعت تھی، اللہ جانے ان کی کتنی تعداد تھی، آپ نے وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

۵۲۴۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ الْعَطَّارُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَزَلَ عَلَيْنَا أَضْيَافٌ لَنَا قَالَ وَكَانَ أَبِي يَتَحَدَّثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ فَانْطَلَقَ وَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ افْرُغْ مِنْ أَضْيَافِكَ قَالَ فَلَمَّا أَمْسَيْتُ جِئْنَا بِقِرَاهُمْ قَالَ فَأَبَوْا فَقَالُوا حَتَّى يَجِيءَ أَبُو مَنْزِلِنَا فَيَطْعَمَ مَعَنَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُمْ إِنَّهُ رَجُلٌ حَدِيدٌ وَإِنَّكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا خِفْتُ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْهُ أَذًى

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کچھ مہمان آئے اور میرے والد رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے تھے، وہ چلے گئے اور مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمان! تم اپنے مہمانوں کی خدمت کرنا، جب شام ہوئی تو ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا، انھوں نے کہا جب تک گھر والے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے، میں نے کہا وہ (میرے والد) بہت تیز مزاج آدمی ہیں، اگر تم نے کھانا نہیں کھایا تو مجھے خدشہ ہے کہ مجھے ان کی ڈانٹ سننی پڑے گی، لیکن وہ نہیں مانے، جب حضرت ابوبکر آئے تو سب سے پہلے انھوں نے مہمانوں کے متعلق پوچھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ فَأَبَوْا فَلَمَّا جَاءَ لَمْ يَبْدَأْ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنْهُمْ فَقَالَ أَفَرَغْتُمْ مِنْ أَضْيَافِكُمْ قَالَ قَالُوا لَا وَاللّٰهِ مَا فَرَغْنَا قَالَ أَلَمْ آمُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي إِلَّا جِئْتَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا لِي ذَنْبٌ هٰؤُلَاءِ أَضْيَافُكَ فَسَلْهُمْ قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يَطْعَمُوا حَتّٰى تَجِيءَ قَالَ فَقَالَ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالُوا فَوَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ قَالَ فَمَا رَأَيْتُ كَالشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ وَيْلَكُمْ مَا لَكُمْ أَنْ لَا تَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا الْأُولٰى فَمِنَ الشَّيْطَانِ هَلُمُّوا قِرَاكُمْ قَالَ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَسَمّٰى فَأَكَلَ وَأَكَلُوا قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَرُّوا وَحَنِثْتُ قَالَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَخْيَرُهُمْ قَالَ وَلَمْ تَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ۔

کیا تم مہمانوں کو کھلا کر فارغ ہوگئے، گھر والوں نے کہا بخدا ابھی ہم فارغ نہیں ہوئے حضرت ابوبکر نے کہا کیا میں نے عبدالرحمان کو اس کے متعلق نہیں کہا تھا؟ حضرت عبدالرحمان نے کہا میں ایک طرف ہٹ گیا، انھوں نے آواز دی اے عبدالرحمان! میں کھسک گیا پھر انھوں نے کہا اے بیوقوف! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو آجا، حضرت عبدالرحمان نے کہا میں آگیا اور میں نے کہا بخدا میرا کوئی قصور نہیں ہے یہ آپ کے مہمان موجود ہیں ان سے پوچھ لیجئے میں ان کے پاس کھانا لایا تھا، انھوں نے آپ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا، کیا سبب ہے تم نے ہمارا پیش کیا ہوا کھانا کیوں نہیں کھایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا! مہمانوں نے کہا بخدا ہم بھی آپ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے، حضرت ابوبکر نے کہا آج سے بدتر رات میں نے کبھی نہیں دیکھی تم لوگوں پر افسوس ہے تم لوگ ہماری دعوت کیوں نہیں قبول کرتے؟ پھر حضرت ابوبکر نے کہا میرا قسم کھانا شیطانی کام تھا، چلو کھانا لاؤ، حضرت عبدالرحمان نے کہا پھر کھانا لایا گیا حضرت ابوبکر نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا، صبح کو حضرت ابوبکر، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور کہا یا رسول اللہ! مہمانوں کی قسم تو پوری ہوگئی اور میری قسم پوری نہیں ہوئی، پھر حضرت ابوبکر نے پورا واقعہ سنایا، حضور نے فرمایا: نہیں تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو، حضرت عبدالرحمان نے کہا مجھے یہ پتا نہیں کہ حضرت ابوبکر نے اس قسم کا کفارہ دیا تھا یا نہیں!

اپنے آپ اور بچوں کو بھوکا رکھ کر مہمانوں کو کھانا کھلانا

حدیث نمبر ۵۲۴۲ میں یہ ذکر ہے کہ ایک انصاری صحابی اپنے ساتھ ایک مہمان کو لے گئے ان کے گھر میں صرف بچوں کے لیے کھانا تھا، انھوں نے بچوں کو بہلا کر سلا دیا اور چراغ بجھا کر مہمان کو کھانا کھلایا تو ان کی مدح میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ (حشر: ۹/۵۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے زاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور بھوک پر صبر کرتے تھے کیونکہ اس مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ کے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کی مہمان نوازی کے لیے قوم کے رئیس کو ابتداء کرنی چاہیے، اور یہ کہ کسی شخص کی مصیبت میں اس کی غم خواری کرنی چاہیے اور مہمان کی تعظیم و توقیر اور اس کے لیے ایثار کرنا چاہیے، اس حدیث میں اس انصاری صحابی اور ان کی بیوی کی بھی فضیلت ہے نیز انھوں نے چراغ اس لیے بجھایا کہ مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں اس میں حیلہ کرنے کا جواز اور ثبوت ہے، نیز انھوں نے بچوں کو بھوکا سلا دیا حالانکہ بچوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس پر محمول ہے کہ بچوں کو شدید بھوک نہ تھی، ان کے اس ایثار کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی اور ان کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مال دنیاوی مثلاً کھانے وغیرہ میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا مستحسن ہے، البتہ عبادات میں دوسروں کے لیے ایثار کرنا جائز نہیں ہے۔

علم دین کے طلباء کا اعزاز اور اکرام اور آداب ضیافت

حدیث نمبر ۵۲۴۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا شخص اصحاب صفہ (یہ لوگ دین کے طالب علم تھے) سے لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو لے جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو حضور نبی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے حضرت ابوبکر نے اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمان کے ذمہ لگایا کہ وہ ان مہمانوں کو کھانا کھلا دیں، مہمانوں نے حضرت ابوبکر کے بغیر کھانا نہیں کھایا، حضرت ابوبکر آکر حضرت عبدالرحمان پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، لیکن جب کھانے میں برکت کے آثار دیکھے تو قسم توڑ دی، بعد میں وہ کھانا حضور کی خدمت میں پیش کیا جس کو بڑی تعداد میں لوگوں نے کھایا۔ اس حدیث کے فوائد حسب ذیل ہیں:۔

- سربراہ مملکت جب کچھ لوگوں میں فقر و فاقہ کو دیکھے تو ان کی کفالت کو حسب حیثیت، خوشحال لوگوں میں تقسیم کر دے۔
- متعدد علماء نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی لوگوں پر مالی حقوق ہیں اور اس حدیث میں ان کی دلیل ہے۔
- جن لوگوں کے پاس دو، تین یا چار آدمیوں کا کھانا تھا حضور نے انھیں ایک آدمی لے جانے کا حکم دیا، اور جن کے ہاں زیادہ آدمیوں کا کھانا تھا انھیں مکلف نہیں کیا، اس میں کثیر العیال لوگوں کی رعایت ہے۔
- جس زمانہ کا یہ ذکر ہے وہ تنگی کا دور تھا اس لیے خوش حال لوگوں پر فاقہ زدہ لوگوں کی غم گساری کرنا واجب تھا۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو ایک مہمان لے جانے کا حکم دیا تاکہ کسی شخص پر مہمان نوازی بار خاطر نہ ہو۔
- اگر مہمان زیادہ ہوں تو ایثار اور قربانی سے کام لینا چاہیے جس طرح حضرت ابوبکر اپنے ساتھ تین مہمانوں کو لے گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں سبقت کرتے تھے (کیونکہ آپ اپنے ساتھ دس اصحاب صفہ کو لے گئے تھے۔) اور افضل امور پر عمل کرتے تھے۔
- جب گھر میں مہمان کی ضیافت کرنے والے موجود ہوں تو میزبان کا دوستوں یا کسی اور کے ہاں کھانا کھانے کا جواز۔
- اولاد اور گھر والوں پر لازم ہے کہ وہ صاحب خانہ کے مہمان کی تعظیم و تکریم اور ضیافت کریں۔
- جس کھانے میں برکت کے آثار ظاہر ہوتے ہوں اس کو کھانے کا جواز، سو وہ کھانا سب نے کھایا۔
- مہمانوں کو چاہیے کہ وہ صاحب خانہ کا انتظار کریں اور اس کے بغیر کھانا نہ کھائیں۔
- جس چیز میں برکت ظاہر ہوئی ہو اسے اہل فضل کو ہدیہ کرنے کا جواز، جس طرح حضرت ابوبکر وہ کھانا لے کر حضور کے پاس گئے۔
- نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا کسی اور کے ہاتھ پر ظہور، کیونکہ کھانے کا بڑھ جانا دراصل حضور کا معجزہ تھا جو حضرت ابوبکر کے ہاں ظاہر ہوا۔
- حضرت ابوبکر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت، دن اور رات کے اکثر و بیشتر وقت کا حضور کے پاس گزارنا، اور اپنے گھر والوں اور مہمانوں پر حضور کو ترجیح دینے کا بیان۔
- حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت سے کھانے کا بڑھ جانا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

- اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔
- لشکر کے امیروں کے القاب کا بیان۔
- اولاد کا والد کی ڈانٹ کے ڈر سے چھپ جانا، جس طرح حضرت عبدالرحمن چھپ گئے تھے۔
- اولاد کو ان کے قصور پر، بے وقوف، نالائق اور تمہاری ناک کٹ جائے وغیرہ کلمات کے ساتھ ڈانٹنے کا جواز۔
- عذر کی بناء پر جماعت کو ترک کرنا، (کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت حضرت عبدالرحمان اور مہمان گھر پر تھے۔)
- بیوی کو نام لے کر پکارنا، حضرت ابوبکر نے اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن۔
- تنظیم اور محبت کی بناء پر غیر اللہ کی قسم کھانا، حضرت ابوبکر کی بیوی نے حضرت ابوبکر سے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم۔
- مہمانوں کا دل خوش کرنے اور ان کی تنظیم وتکریم کی خاطر میزبان کا مشقت برداشت کرنا، جس طرح حضرت عبدالرحمن نے حضرت ابوبکر کی ڈانٹ سنی اور حضرت ابوبکر نے قسم توڑ کر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا۔
- صبح کے لیے کھانا بچا کر رکھنا، کیونکہ حضرت ابوبکر وہ کھانا صبح کو حضور کے پاس لے گئے تھے۔
- میزبان کی غیر موجودگی میں مہمانوں کے کھانا کھانے کا جواز، کیونکہ حضرت ابوبکر اس بات پر ناراض ہوئے کہ مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔
- عشاء کی نماز کے بعد اپنے اہل وعیال اور مہمانوں سے باتیں کرنے کا جواز، البتہ اتنی دیر تک جاگنا مکروہ ہے جس سے صبح کی نماز قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو۔
- دین کے طالب علم خواہ مسکین اور فقیر ہوں ان کی تنظیم وتکریم کا بیان، کیونکہ اصحاب صفہ دین کے طالب علم تھے۔

بَابُ ۷۲۵ فَضِيْلَةِ الْمُوَاسَاةِ فِي الطَّعَامِ الْقَلِيْلِ

طعام کی کمی کے باوجود مہمان نوازی کرنا

۵۲۵۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۱ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسحق کی روایت میں سمعت کا لفظ نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِسْحٰقَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ۔

۵۲۵۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۵۲۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَعَامُ الرَّجُلِ يَكْفِي رَجُلَيْنِ وَطَعَامُ رَجُلَيْنِ يَكْفِي أَرْبَعَةً وَطَعَامُ أَرْبَعَةٍ يَكْفِي ثَمَانِيَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ف: ان حدیثوں میں یہ بیان ہے کہ خواہ طعام کم ہو پھر بھی ایک دوسرے کی غم خواری کرنی چاہیے۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ دو آدمیوں کا طعام تین کے لیے کافی ہوتا ہے اور بعض میں ہے کہ دو کا طعام چار کے لیے کافی ہوتا ہے، دراصل یہ کفایت کے مختلف درجات ہیں، اعلیٰ درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا چار کے لیے کافی ہونا اور اس سے کم درجہ کی کفایت دو آدمیوں کے طعام کا تین کے لیے کافی ہونا ہے، کفایت سے مراد یہ ہے کہ رمق حیات برقرار رکھنے کے لیے کھانا اور نفس غذا حاصل کرنے کے لیے کھانا، یعنی جس طعام سے دو آدمی پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھا سکتے ہوں اس طعام کو تین یا چار آدمی کھا کر اپنی رمق حیات قائم رکھ سکتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۷۲۶- بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

مومن کا ایک آنت میں اور کافر کا سات آنتوں میں کھانا

۵۲۵۵- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

۵۲۵۶- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۵۷- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا قَالَ رَأَى ابْنُ عُمَرَ مِسْكِينًا فَجَعَلَ يَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَجَعَلَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ لَا يُدْخَلَنَّ هٰذَا عَلَيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسکین کو دیکھا، انھوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا، وہ شخص بہت زیادہ کھا رہا تھا، حضرت ابن عمر نے فرمایا یہ شخص میرے پاس نہ آئے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۲۵۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۲۵۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عُمَرَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس روایت میں حضرت ابن عمر کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۲۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۶۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا، وہ شخص کافر تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے اس کو بھی پی لیا، حتیٰ کہ اس نے اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی لیا، پھر صبح کو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، وہ اس کا سارا دودھ نہ پی سکا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس معین کافر کے بارے میں تھا، ایک قول یہ ہے کہ آپ نے یہ بطور تمثیل بیان فرمایا ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ مومن درمیانہ روی سے کھاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ مومن کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے، اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور کافر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس لیے اس کے کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم بعض مومنوں اور بعض کافروں کے بارے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ہو، ایک قول یہ ہے کہ سات آنتوں سے مراد کافر کی سات صفات ہیں، حرص، لالچ، لمبی امیدیں، طمع، بدخلقی، حسد اور موٹاپا، ایک قول یہ ہے کہ مومن سے مراد مومن کامل ہے جو شہوات سے مجتنب ہو اور سد رمق کے لیے کھاتا ہو، اور مختار قول یہ ہے کہ بعض مسلمان ایک آنت میں کھاتے ہیں، اور اکثر کفار سات آنتوں میں کھاتے ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ دنیا سے کم حصہ لیا جائے اور قلیل مقدار پر قناعت کی جائے اور انسان کے محاسن اخلاق سے یہ چیز ہے کہ وہ کم کھاتا ہو، حضرت ابن عمر نے بسیار خور کو اپنے ہاں آنے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس کی یہ خصلت کفار کے مشابہ تھی، اور آخری حدیث میں جس شخص کا ذکر ہے کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور اسلام لانے کے بعد صرف ایک بکری کا دودھ پی سکا، اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام جہجاہ غفاری تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام نضرہ بن ابی نضرہ غفاری تھا۔

بَابٌ ۷۲ لَا يَعِيبُ الطَّعَامَ !

کھانے میں عیب نہ نکالنا

۵۲۶۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَى شَيْئًا أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا، اگر کوئی چیز آپ کو پسند آتی تو آپ اس کو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتی تو اس کو ترک کر دیتے۔

۵۲۶۴ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے

۵۲۶۵ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۲۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کھانے میں کبھی عیب نکالتے نہیں دیکھا، اگر آپ کو کبھی کوئی کھانا اچھا لگتا تو اس کو کھا لیتے اور اچھا نہ لگتا تو اس کو ترک کر دیتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَإِنْ لَمْ يَشْتَهِهِ سَكَتَ۔

٥٢٦٧۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

ف: کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کا عیب نہ بیان کیا جائے، یہ کہنا کہ کھانے میں نمک کم ہے یا زیادہ ہے، یا اس میں شوربا پتلا ہے یا گاڑھا ہے یہ بھی کھانے کا عیب بیان کرنا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لہسن کے متعلق فرمایا یہ شجر خبیثہ ہے، یہ کھانے کا عیب نہیں ہے، آپ کا یہ ارشاد کچے لہسن کے متعلق ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

کتاب اللباس والزینۃ

لباس کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لَبِسَ الثوب کا معنی کپڑا پہننا یا پہنانا ہے اس کا مصدر لُبس ہے اور لباس کا لفظ مشہور ہے، اور لِبسہ کا معنی کپڑا پہننے کی ایک حالت ہے حدیث صحیح میں لِبستین سے ممانعت ہے، یعنی لباس کی دو حالتیں ممنوع ہیں، جو کپڑا کثرت استعمال کی وجہ سے بہت پرانا ہو جائے اس کو لبیس کہتے ہیں۔ [1]

زینت کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

صحاح میں لکھا ہے کہ جس چیز سے تزئین حاصل کیا جائے اس کو زینت کہتے ہیں تہذیب میں ہے کہ: ہر وہ چیز جس سے تزئین حاصل کیا جائے وہ زینت ہے، کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے، خواہ لباس سے حسین بنایا جائے، زیورات سے یا ہیئت کذائی سے، ایک قول یہ ہے کہ ظاہری حسن و جمال اور رونق کو زینت کہتے ہیں امام راغب نے کہا ہے کہ زینت حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا کوئی حال معیوب نہ ہو، لیکن جس چیز میں کسی وجہ سے حسن ہو اور دوسری وجہ سے قبح ہو تو وہ علی الاطلاق بالحقیق زینت نہیں ہے، زینت کی تین قسمیں ہیں: زینت نفسیہ جیسے علم اور اچھے اعتقادات، زینت بدنیہ جیسے قوت، طویل قامت اور اچھی شکل و صورت اور زینت خارجیہ جیسے مال، عزت اور وجاہت وغیرہ۔ ان سب کی مثالیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ [2]

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

زینت نفسیہ کی مثال قرآن مجید کی اس آیت میں ہے: حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم (حجرات: ۴۹/۷) "اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے نزدیک محبوب کر دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا" اور زینت بدنی کی یہ مثال ہے: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق (اعراف ۷/۳۲) "آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے اور جو پاکیزہ رزق پیدا کیے ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟" کچھ لوگ بیت اللہ میں ننگے طواف کرتے تھے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، اور زینت خارجیہ یا زینت دنیویہ کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: فخرج علی قومہ فی زینتہ (قصص: ۲۸/۷۹) "تو وہ (قارون) اپنی زینت اور زیبائش میں اپنی قوم کے پاس گیا" مال، مرتبہ اور عورتوں وغیرہ کو دنیاوی زینت میں شمار کیا جاتا ہے ......

[1] سید محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ تاج العروس شرح القاموس ج ۴ ص ۲۳۹-۲۳۸ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] " " " ، تاج العروس شرح القاموس ج ۹ ، ۲۲۹ ، " " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن مجید میں ہے "زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین، والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث (آل عمران ۱۴/۳)" عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں (پسندیدہ) گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتوں کی خواہش کی محبت کو لوگوں کے لیے مزین کر دیا گیا۔ [1]

لباس کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سوآتھما (اعراف ۲۷/۷)۔

اے اولاد آدم! (کہیں) شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا اس نے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ انہیں ان کی شرم گاہیں دکھائے۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ لباس کی وضع شرم گاہ کو چھپانے کے لیے ہے۔

یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر۔ (حج ۲۳/۲۲)

جنت میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ جنت میں ریشم کا لباس پہنایا جائے گا اور سونے کے زیورات پہنائے جائیں گے۔

زینت کے متعلق قرآن مجید کی آیات

یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین ٥ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ کذلک نفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون۔ (اعراف: ۷/۳۲-۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت (یعنی لباس) پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت پیدا کی ہے اور جو پاک اور لذیذ چیزیں پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ فرما دیں یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں (بھی) اور قیامت کے دن تو خاص انہی کیلئے ہیں اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں علم والوں کیلئے۔

لباس کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

یہ آیات عمدہ اور نفیس کپڑوں کے پہننے پر دلالت کرتی ہیں، عید، جمعہ، لوگوں سے ملاقات اور رشتہ داروں کی ملاقات کے وقت قیمتی اور خوبصورت لباس پہننا چاہیے، امام ابو العالیہ کہتے ہیں کہ مسلمان جب ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے تو خوبصورت لباس پہنتے تھے، صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ اگر آپ جمعہ اور وفود سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے یہ حلہ خرید لیتے تو اچھا ہوتا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کپڑے کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا تھا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۲۱۹ - ۲۱۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے ایک ہزار درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے، اور مالک بن دینار عدن کی ایک نہایت قیمتی پوشاک منگا کر پہنتے تھے، امام احمد بن حنبل ایک دینار کا لباس خرید کر پہنتے تھے، یہ حضرات کب قیمتی کپڑوں سے اعراض کر کے موٹے جھوٹے کپڑوں کو ترجیح دینے والے تھے؟ اور "لباس التقوی ذالک خیر" کا معنی معمولی اور گھٹیا کپڑے پہننا نہیں ہے، ورنہ یہ نفوس قدسیہ لباس التقوی کو ترک کرنے والے نہیں تھے، بلکہ یہی لوگ اصحاب علم، ارباب معرفت اور اہل تقوی تھے، اور ٹاٹ اور گاڑھا پہننے والے دوسرے لوگ تو فقط اہل دعوی ہیں اور ان کے دل تقوی سے خالی ہیں، خالد بن شوذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا، ان سے فرقد ملنے کے لیے آئے، حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر کہا اے ام فرقد کے بیٹے! نیکی اس چادر میں نہیں ہے، نیکی سینے میں ہوتی ہے اور اس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے، اسی طرح معروف کرخی کے بھتیجے ابو محمد، ابوالحسن کے پاس اونی جبہ پہن کر گئے، ابوالحسن نے ان سے کہا اے ابو محمد! کیا تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو۔ علامہ ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: میں معمولی اور پیوند لگا ہوا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ (۱) یہ سلف صالحین کا لباس نہیں ہے اور سلف صالحین بلا ضرورت لباس میں پیوند نہیں لگاتے تھے۔ (۲) اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے۔ (۳) اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۴) اس قسم کا لباس عموماً ان لوگوں کا شعار ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ جس شخص نے بالوں اور اون کے لباس کو سوتی لباس کے حصول کے باوجود ترجیح دی، اس نے خطا کی، اسی طرح اس شخص نے بھی خطا کی جس نے گوشت ترک کر کے دال اور سبزی کھانا شروع کر دی، (یہاں اون کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ بعض لوگ صوفیت کا اظہار کرنے کے لیے اون والی کھال کا لباس بنا لیتے تھے، جس کی ہیئت کذائی آج کل کے گاڑھے اور ٹاٹ سے بھی زیادہ بدنما ہوتی تھی، آج کل کپڑے کی صنعت بہت ترقی کر چکی ہے اور ان کو متعدد کیمیائی مراحل سے گزار کر اس کا نہایت صاف شفاف اور قیمتی لباس تیار کیا جاتا ہے، ایسا لباس اس حکم میں داخل نہیں ہے، سعیدی غفرلہٗ) بشر بن حارث سے اون پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کو برا لگا اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، انہوں نے کہا شہروں میں اونی کپڑے پہننے سے میرے نزدیک زرد رنگ کا اور ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا پہننا بہتر ہے۔

علامہ ابوالفرج نے کہا سلف صالحین متوسط کپڑوں کا لباس پہنتے تھے، بہت قیمتی لباس پہنتے تھے، نہ بہت گھٹیا کپڑے پہنتے تھے، اور جمعہ، عید اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت بہت عمدہ لباس پہنتے تھے، اور بہت معمولی اور حقیر کپڑے پہننا فقر اور زہد کے اظہار کو متضمن ہے، اور یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا ہے، اور اس قسم کے لباس سے لباس پہننے والے کی تحقیر ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں مکروہ اور ممنوع ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عمدہ لباس پہننا خواہش نفس کی پیروی ہے، اور ہمیں نفسانی خواہشوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے، نیز اس میں مخلوق کو اپنی زیبائش دکھانا ہے، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے تمام افعال اللہ کے لیے ہوں مخلوق کے لیے نہ ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش مذموم نہیں ہے اور نہ مخلوق کے لیے ہر زینت مکروہ ہے، اس چیز سے اس وقت ممانعت کی جائے گی جب شریعت نے اس سے منع کیا ہو یا اس کی بنیاد دین اور عبادات میں ریاکاری ہو، انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے، اور اس چیز میں شریعت نے اس پر ملامت نہیں کی، اسی وجہ سے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے اور آئینہ دیکھا جاتا ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور عمامہ درست کیا جاتا ہے اور اندر معمولی کپڑے اور اوپر قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے، اور ان میں سے کوئی چیز مکروہ اور مذموم نہیں ہے اور مکحول نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ صحابہ دروازہ کے باہر حضور کے منتظر تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے جانا چاہتے تھے، گھر میں ایک چھاگل میں پانی تھا آپ پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور بالوں کو درست کرنے لگے میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں جب کوئی شخص اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنے آپ کو تیار کر کے جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل (خوب رو) ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا ایک شخص نے کہا: ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے، اس معنی میں بہ کثرت احادیث ہیں جو صفائی اور حسن و جمال کے حصول پر دلالت کرتی ہیں، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنگھی، آئینہ، تیل مسواک اور سرمہ کو ساتھ لے کر سفر میں جاتے تھے، امام ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سر میں بہت تیل لگاتے تھے، اور پانی سے داڑھی کو درست کرتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اور آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ [1]

لباس کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ

امام رازی شافعی لکھتے ہیں:

اس آیت میں زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

(۱)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرمگاہ کو چھپا سکے۔

(۲)۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں، اس میں بدن کو صاف کرنا، سواریاں رکھنا اور انواع واقسام کے زیورات شامل ہیں اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آئی ہوں تو وہ بھی اس عموم میں شامل ہوتے، اور پاکیزہ رزق سے مراد بھی عام ہے اس میں تمام پسندیدہ اور لذیذ کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں اور اس میں ازواج سے لذت اندوزی اور خوشبو لگانا بھی داخل ہے، روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں، آپ نے فرمایا: نرم روی اختیار کرو، کیونکہ مجھے جب گوشت مل جاتا ہے تو میں گوشت کھاتا ہوں، اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں تو وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو وہ ایسا کرے گا، حضرت عثمان بن مظعون نے کہا میرے دل میں آتا ہے کہ میں خوشبو نہ لگاؤں! آپ نے فرمایا: "سختی نہ کرو، کیونکہ جبرائیل نے مجھے کبھی کبھی خوشبو لگانے کا حکم پہنچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کو ترک نہ کریں۔" پھر آپ نے فرمایا: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا اور توبہ سے پہلے مر گیا تو فرشتے اس کا چہرہ میرے حوض سے پھیر دیں گے۔"

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں زینت کی تمام اقسام جائز ہیں اور ان سے متمتع ہونے کی اجازت ہے، ماسوا ان چیزوں کے جن کی کسی دلیل سے ممانعت ہو اسی لیے ہم نے کہا کہ قل من حرم زینة الله الخ میں زینت

---

[1] ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی، ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ص ۱۹۸-۱۹۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی تمام اقسام داخل ہیں ۔ ؎۱

لباس کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ علامہ ابن جوزی حنبلی "یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

۱۔ زینت سے مراد کپڑے ہیں اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں (ا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو، (ب) مجاہد اور زجاج وغیرہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں شرمگاہ کو ڈھانپا جائے۔ (ج) علامہ ماوردی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ اور عید وغیرہ میں خوب صورت اور دیدہ زیب لباس پہنا جائے۔

(۲)۔ ابو رزین نے کہا زینت سے کنگھی وغیرہ کرنا مراد ہے۔ ؎۲

لباس کے متعلق علماء احناف کا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "خذوا زینتکم عند کل مسجد" یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسجد میں جانے کے لیے زینت والا لباس پہننا مستحب ہے، اور روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ اور عید میں اس کو میرے لیے مستحب کیا گیا ہے۔ ؎۳

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے: "خذوا زینتکم عند کل مسجد" بعض مفسرین نے یہاں زینت سے خوبصورت لباس مراد لیا ہے، کیونکہ اس لفظ سے یہی معنی متبادر ہے، امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہی تفسیر منسوب ہے، روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے، ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول اللہ! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لیے جمال اختیار کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ یہ زینت سنت ہے واجب نہیں ہے۔ ؎۴

قل من حرم زینۃ اللہ الخ الآیۃ کی تفسیر میں علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انھوں نے خز (ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا) کا جبہ پہنا ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کی طرف بھیجا تو انھوں نے سب سے افضل کپڑے پہنے سب سے اچھی خوشبو لگائی اور سب سے اچھی سواری پر سوار ہوئے اور جب خوارج نے ان کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ہم میں سب سے افضل ہیں اور آپ متکبرین کا لباس پہن کر اور ان کی سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں، تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔ اور حق بات یہ ہے کہ جس زینت کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے

؎۱۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

؎۲۔ علامہ ابو الفرج عبد الرحمان بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ، زاد المسیر ج ۳ ص ۱۸۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

؎۳۔ علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۳، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

؎۴۔ علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور اس کے استعمال میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ اس میں تکبر کا دخل ہو۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار درہم کی چادر اوڑھ کر تشریف لے گئے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے، اور امام محمد بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے میں اس لیے زیب وزینت کے ساتھ رہتا ہوں کہ میری بیویاں کسی اور کی زیب وزینت کی طرف نہ دیکھیں، اور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے آثار نظر آئیں، اگر یہ کہا جائے کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیوند لگی ہوئی قمیص نہیں پہنتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ خدشہ تھا کہ اگر آپ نے قیمتی لباس پہنا تو آپ کے عمال بھی قیمتی لباس پہنیں گے اور اگر ان کے پاس پیسے نہ ہوئے تو پھر وہ لوگوں سے یا اموال مسلمین سے ناجائز طور پر پیسے حاصل کریں گے۔ [1]

یہاں تک ہم نے لباس کے متعلق علماء مذاہب کی آراء بیان کی ہیں، باقی سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں کے احکام اور ان کی بحث ان شاء اللہ متعلقہ ابواب کے تحت بیان کریں گے۔

بَابُ ۷۲۸ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَغَيْرِهِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا مردوں اور عورتوں پر حرام ہونا

۵۲۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

۵۲۷۲ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں ذکر کی ہیں۔ ساتویں سند میں یہ اضافہ ہے جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، اور ابن مسہر کی روایت کے علاوہ اور کسی حدیث میں کھانے اور سونے کا ذکر نہیں ہے۔

[1] علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۸ ص ۱۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّرَّاجِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِإِسْنَادِهِ عَنْ نَافِعٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي إِنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ ذِكْرُ الْأَكْلِ وَالذَّهَبِ إِلَّا فِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ۔

۵۲۷۳۔ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ مُرَّةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کی حرمت کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے، یہ ممانعت مسلمانوں اور کافروں دونوں کو شامل ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ کفار بھی احکام فرعیہ کے مخاطب ہیں، (بعض احناف کے نزدیک کفار فروع کے مخاطب نہیں ہیں، سعیدی غفرلہٗ) اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا حرام ہے، البتہ داؤد ظاہری اور امام شافعی کا قول قدیم اس کے خلاف ہے اور یہ دونوں قول مردود ہیں، کیونکہ یہ دونوں قول نصوص صریحہ اور اجماع کے خلاف ہیں، نیز امام شافعی نے اپنے قول قدیم سے رجوع کر لیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا مطلقاً ممنوع ہے، ان میں کھانا پینا، ان کا چمچہ بنانا، ان میں دھونی دینا، ان میں بول وبراز کرنا غرض یہ کہ ان میں ہر قسم کا استعمال ممنوع ہے، ان کی سرمہ دانی بنانا، سرمہ دانی کی سلائی بنانا (اسی طرح قلم دوات وغیرہ) سونے چاندی کی ہر چیز مردوں اور عورتوں پر حرام ہے، البتہ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کے زیورات کو استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے سونے یا چاندی کے برتن سے وضو یا غسل کیا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن اس کا وضو صحیح ہے، اسی طرح اگر کسی نے سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھانا کھایا تو وہ گنہ گار ہوگا لیکن وہ کھانا حرام نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور تمام علماء کا یہی نظریہ ہے، البتہ داؤد ظاہری کا اس میں اختلاف ہے۔ سونے اور چاندی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے برتنوں کو بنانا اور استعمال کرنا اس میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ یہ بھی حرام ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے، کراہت کے قول کی تقدیر پر اس کو بنانے والا اجرت کا مستحق ہوگا، اور جس نے ان برتنوں کو توڑا اس پر تاوان لازم ہوگا، اور شیشہ کے نفیس برتن بالاجماع حرام نہیں ہیں، اور یاقوت، زمرد اور فیروزہ کے برتنوں میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہیں اور بعض فقہاء نے ان کو حرام بھی کہا ہے۔ [1]

سونے اور چاندی کے استعمال کی صورتوں میں مذاہب ائمہ

ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں: سونے اور چاندی کے استعمال کی چند چیزیں ضرورت اور حاجت کی بناء پر مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ اگر کسی شخص کی ناک کٹ جائے یا اس کا دانت ٹوٹ جائے، تو سونے یا چاندی کی ناک یا دانت بنانا جائز ہے، جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے، امام محمد بن حسن شیبانی اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے، اور امام ابو حنیفہ نے یہ کہا ہے کہ دانتوں کو سونے کی بجائے چاندی سے باندھا جائے، فقہاء احناف نے یہ بھی کہا ہے کہ چاندی کی انگوٹھی میں نگینہ لگانے کے لیے سونے کی کیل ٹھوکنا جائز ہے، کیونکہ یہ کیل نگینے کے تابع ہے، اور فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ مرد پر سونے کا دانت لگانا حرام ہے۔

(۲) دوات (اسی طرح قلم وغیرہ) پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے بایں طور کہ اس سے سونے یا چاندی کو مادی طور سے الگ نہ کیا جا سکے۔

(۳) جس برتن کو چاندی سے مزین کیا گیا ہو، امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس میں پینا اور وضو کرنا جائز ہے، اسی طرح چاندی سے مزین کی ہوئی زین پر سوار ہونا اور چاندی سے مزین کیے ہوئے تخت پر بیٹھنا جائز ہے، جس برتن کے بنانے میں سونا یا چاندی ملایا گیا ہو یا جس کرسی کے مادہ میں سونا یا چاندی کو شامل کیا گیا ہو اس کو بھی امام ابو حنیفہ نے جائز کہا ہے، اسی طرح اگر تلوار یا آئینے کے حلقہ میں سونا یا چاندی لگایا گیا ہو یا قرآن مجید کو سونے یا چاندی سے بنایا گیا ہو تو یہ بھی جائز ہے، اسی طرح لگام یا رکاب کا حکم ہے، اور جس کپڑے میں سونے یا چاندی سے لکھا گیا ہو تو یہ سب امور جائز ہیں مسجد کے نقش و نگار اور مصحف کو سونے کے پانی سے مزین کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بہ شرطیکہ اس سے تعظیم مقصود ہو اور اگر ریاکاری مقصد ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

فقہاء مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ مصحف، تلوار اور انگوٹھی کو چاندی سے مزین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور لگام، زین اور چھری وغیرہ میں چاندی نہ لگائی جائے، اور سونے کے پانی چڑھانے یا چاندی اور سونے کو ملا کر بنانے میں ان کے دو قول ہیں، ایک قول میں ممنوع کہا ہے اور ایک قول میں مکروہ کہا ہے۔

فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ چاندی اور سونے کا پانی کسی چیز پر اس طرح چڑھانا جائز نہیں ہے جس سے مادی طور پر سونے یا چاندی کو الگ کیا جا سکے اور اگر چاندی یا سونے کو الگ نہ کیا جا سکے تو پھر جائز ہے، اور بطور زینت کے کسی مادے میں چاندی بھر کر برتن بنانا جائز نہیں ہے اور اگر اس کی ضرورت ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور کسی مادے میں سونا بھر کر

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸۸۔۱۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کوئی چیز بنانا مطلقاً حرام ہے، خواہ وہ چیز بڑی ہو یا چھوٹی، ضرورت کی بناء پر بنایا جائے یا زینت کی بناء پر، کل مادے میں سونا بھرا جائے یا بعض میں، حتیٰ کہ اس طرح سرمہ دانی بنانا بھی جائز نہیں ہے۔

مرد اور عورت کے لیے مصحف کو چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے اور آلات جنگ مثلاً نیزے اور منطقہ وغیرہ کو مرد کے لیے چاندی سے مزین کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے کفار جلیں گے، اور یہ عمل عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے، جن آلات کو مرد پہنتے نہیں ہیں جیسے زین اور لگام وغیرہ ان کو بھی چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، اور عورت کے لیے مصحف کو سونے سے مزین کرنا جائز ہے' لیکن سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مصحف میں لگا لیے جائیں، دیواروں اور چھتوں کو سونے اور چاندی کے پانی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، خواہ سونے اور چاندی کو مادی طور پر الگ کیا جا سکے یا نہیں۔ کعبہ اور باقی مساجد کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، جس طرح کعبہ میں ریشم کے پردے لگانا جائز نہیں ہے۔

فقہاء حنابلہ کے اقوال بھی فقہاء شافعیہ کی طرح ہیں، ان کے نزدیک بھی کسی مادے میں سونا، چاندی بھر کر کوئی چیز بنانا جائز نہیں، خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو، اور قلیل مقدار میں سونے کا استعمال بغیر ضرورت کے جائز نہیں ہے، مثلاً سونے کی ناک لگانا یا سونے سے دانت باندھنا جائز ہے، اسی طرح قلیل مقدار میں چاندی کا استعمال بھی جائز ہے۔

فقہاء نے بیان کیا ہے کہ سونے اور چاندی کے استعمال کی حرمت کی علت فضول خرچی اور تکبر ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کی حرمت کی علت ان کا خلقۃً ثمن ہونا ہے، اگر ان کے استعمال کو مباح کیا جائے تو پھر ان کا بازار میں زیادہ رواج ہو جائیگا جس سے اضطراب اور قلق پیدا ہو گا۔

سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے نفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے، جیسے یاقوت، شیشے، بلور، عقیق، زمرد، مرجان، پیتل اور سیسہ وغیرہ کے برتن، کیونکہ یہ مادے سونے اور چاندی کے حکم میں نہیں ہیں اور اشیاء میں اصل اباحت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیتل کے برتن سے وضوء کیا ہے۔ [1]

بَابُ تَحْرِيمِ اِسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ وَاِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ ۵۲۹

مردوں اور عورتوں پر سونے اور چاندی کے برتنوں کا حرام ہونا، مردوں پر سونے کی انگوٹھی اور ریشم کا حرام ہونا اور عورتوں کے لیے اس کی اباحت

۵۲۷۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ

سوید بن مقرن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے روکا ہے، مریض کی عیادت کرنے، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک کا جواب دینے، قسم پوری کرنے

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۳ ص ۵۴۶، ۵۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع أمرنا بعيادة المريض واتباع الجنازة وتشميت العاطس وإبرار القسم أو المقسم ونصر المظلوم وإجابة الداعي وإفشاء السلام ونهانا عن خواتيم أو عن تختم بالذهب وعن شرب بالفضة وعن المياثر وعن القسي وعن لبس الحرير والإستبرق والديباج۔

مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور بکثرت سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انگوٹھی پہننے، یا سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، ریشمی گدوں پر بیٹھنے، قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، استبرق (ریشم کی ایک قسم) اور دیباج (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے منع فرمایا ہے۔

۵۲۷۵۔ حدثنا أبو الربيع العتكي حدثنا أبو عوانة عن أشعث بن سليم بهذا الإسناد مثله إلا قوله وإبرار القسم أو المقسم فإنه لم يذكر هذا الحرف في الحديث وجعل مكانه وإنشاد الضال۔

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے اس میں قسم پوری کرنے کا ذکر نہیں ہے، اس کی بجائے گم شدہ چیز کو تلاش کرانے کا ذکر ہے۔

۵۲۷۶۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا علي بن مسهر ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير كلاهما عن الشيباني عن أشعث بن أبي الشعثاء بهذا الإسناد مثل حديث زهير وقال إبرار القسم من غير شك وزاد في الحديث وعن الشرب في الفضة فإنه من شرب فيها في الدنيا لم يشرب فيها في الآخرة۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، اس میں قسم کو پورا کرنے کا ذکر ہے اور چاندی کے برتن میں پینے کے متعلق یہ ہے کہ جس نے دنیا میں چاندی کے برتن میں پیا وہ آخرت میں چاندی کے برتن میں نہیں پیئے گا۔

۵۲۷۷۔ وحدثناه أبو كريب حدثنا ابن إدريس أخبرنا أبو إسحق الشيباني وليث بن أبي سليم عن أشعث بن أبي الشعثاء بإسنادهم ولم يذكر زيادة جرير وابن مسهر۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں مؤخر الذکر زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۷۸۔ وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر ح وحدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا أبو عامر العقدي ح وحدثنا عبد الرحمن بن بشر حدثني بهز قالوا جميعا حدثنا شعبة عن أشعث بن سليم بإسنادهم ومعنى حديثهم إلا قوله وإفشاء السلام فإنه قال بدلها ورد

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کی ہیں اس میں سلام کی اشاعت کی جگہ سلام کے جواب دینے کا ذکر ہے، اور کہا کہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے منع فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

السَّلَامِ وَقَالَ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ۔

۵۲۷۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِهِمْ وَقَالَ وَإِنْشَاءِ السَّلَامِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں انشاء السلام اور خاتم الذہب کے الفاظ بغیر شک کے ذکر ہیں۔

۵۲۸۰- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحٰقَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُهُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ فَجَاءَهُ دِهْقَانٌ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي أُخْبِرُكُمْ أَنِّي قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا يَسْقِيَنِي فِيْهِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيْبَاجَ وَالْحَرِيْرَ فَإِنَّهُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں کہ ہم مدائن (ایک شہر) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت حذیفہ نے پانی مانگا، ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی برتن کو پھینک دیا اور فرمایا میں تم کو بتا رہا ہوں کہ میں پہلے اس سے کہہ چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلائے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چاندی اور سونے کے برتن میں نہ پیو اور دیباج اور حریر نہ پہنو کیونکہ یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے قیامت کے دن یہ چیزیں آخرت میں ہونگی۔

۵۲۸۱- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُكَيْمٍ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے، پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی، اس حدیث میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۲- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ أَوَّلًا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ ثُمَّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُكَيْمٍ فَظَنَنْتُ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْلَى إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ بِالْمَدَائِنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ابن عکیم کہتے ہیں کہ ہم مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس تھے، پھر اس کی مثل حدیث ہے، اس میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۳- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَمِعَ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں مدائن میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا ان کے پاس ایک شخص چاندی کا برتن سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبْدَ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ اَبِي لَيْلٰى) قَالَ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقٰى بِالْمَدَائِنِ فَاَتَاهُ اِنْسَانٌ بِاِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَذَكَرَهُ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُكَيْمٍ عَنْ حُذَيْفَةَ۔

کر آیا، اس کے بعد ابن عکیم کی روایت کی مثل ہے۔

۵۲۸۴ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُعَاذٍ وَاِسْنَادِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ شَهِدْتُ حُذَيْفَةَ غَيْرُ مُعَاذٍ وَحْدَهٗ اِنَّمَا قَالُوْا اِنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقٰى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، ان میں معاذ کے علاوہ اور کسی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا، ان میں صرف اتنا ذکر ہے کہ حضرت حذیفہ نے پانی مانگا۔

۵۲۸۵ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَنْ ذَكَرْنَا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل حدیث روایت کی۔

۵۲۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي لَيْلٰى قَالَ اسْتَسْقٰى حُذَيْفَةُ فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فِي اِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِي اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِي صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ان کو ایک مجوسی نے چاندی کے برتن میں پانی پلایا، حضرت حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے ریشم پہنو نہ دیباج پہنو، اور سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو، اور نہ ان کی رکابیوں (پلیٹوں) میں کھاؤ، کیونکہ یہ برتن کفار کے لیے دنیا میں ہیں۔

۵۲۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حُلّہ (یعنی ایک قسم کی دو چادریں) بک رہا ہے، انہوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا لِلنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔

کہ یارسول اللہ! کاش آپ اس حلہ کو خرید لیں اور عام لوگوں کے لیے جمعہ کے دن پہنیں اور اس وقت پہنیں جب آپ سے کوئی وفد ملاقات کے لیے آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی حلے آئے، آپ نے حضرت عمر کو بھی ان میں سے ایک حلہ دیا، حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ! آپ نے مجھے یہ حلہ پہننے کے لیے دیا ہے، حالانکہ آپ نے عطارد کے حلہ میں ایسا، ایسا فرمایا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ حلہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، پھر حضرت عمر نے وہ حلہ مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

۵۲۸۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ مَالِكٍ۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۸۹۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيْمِيَّ يُقِيْمُ بِالسُّوْقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ وَكَانَ رَجُلًا يَغْشَى الْمُلُوْكَ وَيُصِيْبُ مِنْهُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَأَيْتُ عُطَارِدًا يُقِيْمُ فِي السُّوْقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُوْدِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهٗ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ عطارد تمیمی بازار میں ایک ریشمی حلہ لیے بیٹھا ہے، یہ شخص بادشاہوں کے پاس جاتا تھا اور ان سے داد و دہش وصول کرتا تھا، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! میں نے دیکھا بازار میں عطارد ریشمی حلہ بیچ رہا ہے کاش آپ اس سے حلہ خرید لیتے اور جب عرب کے وفود آپ سے ملنے کے لیے آتے تو آپ اس کو زیب تن فرماتے! حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت عمر نے کہا تھا اور آپ اس کو جمعہ کے دن پہنتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَبَعَثَ إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ وَأَعْطَى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حُلَّةً فَقَالَ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ بِحُلَّتِهِ يَحْمِلُهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ وَقَدْ قُلْتَ بِالْأَمْسِ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا وَأَمَّا أُسَامَةُ فَرَاحَ فِي حُلَّتِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرًا عَرَفَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَرَ مَا صَنَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ فَأَنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ ـ

اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی ریشمی حلے آئے، آپ نے ایک حلہ حضرت عمر کے پاس بھیجا، ایک حضرت اسامہ بن زید کے پاس بھیجا اور ایک حلہ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور فرمایا اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا دو، حضرت عمر اپنے حلہ کو اٹھا کر لائے اور کہا یا رسول اللہ! آپ نے یہ حلہ میرے پاس بھیجا ہے، حالانکہ آپ نے کل عطارد کے حلہ کے متعلق کیا فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے پاس یہ حلہ اس لیے نہیں بھیجا کہ اس کو تم خود پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو اور رہے حضرت اسامہ تو وہ حلہ پہن کر حاضر ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح دیکھا جس سے انھوں نے یہ جان لیا کہ آپ کو یہ پہننا ناگوار ہوا ہے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں اس طرح دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ نے خود اس حلہ کو میرے پاس بھیجا تھا آپ نے فرمایا میں نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم خود اس کو پہنو، لیکن میں نے تمہارے پاس اس حلہ کو اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

---

٥٢٩ ـ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى (وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ) قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوْقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوَفْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ قَالَ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بازار میں استبرق کا ایک حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، وہ اس حلہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا یا رسول اللہ! اس کو خرید لیجئے اور عید کے موقعہ پر اور آنے جانے والوں کے موقع پر اظہار زینت کے لیے اس کو پہنا کیجئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ صرف ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا پھر جب تک خدا کو منظور تھا حضرت عمر ٹھہرے رہے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس دیباج کا ایک جبہ بھیجا، حضرت عمر اس کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا: یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجُبَّۃِ دِیْبَاجٍ فَاَقْبَلَ بِہَا عُمَرُ حَتّٰی اَتٰی بِہَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ اِنَّمَا ھٰذِہٖ لِبَاسُ مَنْ لَّاخَلَاقَ لَہٗ اَوْ اِنَّمَا یَلْبَسُ ھٰذِہٖ مَنْ لَّاخَلَاقَ لَہٗ ثُمَّ اَرْسَلْتَ اِلَیَّ بِھٰذِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبِیْعُھَا وَتُصِیْبُ بِہَا حَاجَتَكَ۔

ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، پھر آپ نے یہی میرے پاس بھیج دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو فروخت کرکے ان پیسوں کو اپنے کام میں لے آؤ۔

۵۲۹۱۔ وَحَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۲۹۲۔ حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی ابْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَۃَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَاٰی عَلٰی رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ عُطَارِدٍ قَبَآءً مِّنْ دِیْبَاجٍ اَوْحَرِیْرٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوِاشْتَرَیْتَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ ھٰذَا مَنْ لَّاخَلَاقَ لَہٗ فَاُھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُلَّۃٌ سِیَرَاءُ فَاَرْسَلَ بِہَا اِلَیَّ قَالَ قُلْتُ اَرْسَلْتَ بِہَا اِلَیَّ وَقَدْ سَمِعْتُكَ قُلْتَ فِیْہَا مَاقُلْتَ قَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُ بِہَا اِلَیْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِہَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے آل عطارد کے کسی آدمی کے پاس دیباج یا ریشم کی قبا دیکھی، حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کاش! آپ اس کو خرید لیں، آپ نے فرمایا اس کو صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے کہا آپ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا، حالانکہ میں آپ سے اس کے متعلق وہ سن چکا ہوں جو آپ نے فرمایا تھا، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے پاس صرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۲۹۳۔ وَحَدَّثَنِی ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰی عَلٰی رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ عُطَارِدٍ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُ بِہَا اِلَیْكَ لِتَنْتَفِعَ بِہَا وَلَمْ اَبْعَثْ بِہَا اِلَیْكَ لِتَلْبَسَہَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آل عطارد کے ایک شخص کے پاس (حلہ) دیکھا، اس کے بعد حدیث مثل سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور تمہارے پاس اس کو پہننے کے لیے نہیں بھیجا۔

۵۲۹۴۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ

یحییٰ بن ابی اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سالم بن عبد اللہ نے مجھ سے استبرق کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا وہ موٹا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْإِسْتَبْرَقِ قَالَ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا۔

اور سخت دیباج ہے، میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس استبرق کا حلہ دیکھا، وہ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے، اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے یہ جُبّہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے مالی فائدہ حاصل کرو۔

۵۲۹۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ خَالَ وَلَدِ عَطَاءٍ قَالَ أَرْسَلَتْنِي أَسْمَاءُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَتْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَرِّمُ أَشْيَاءَ ثَلَاثَةً الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ وَمِيثَرَةَ الْأُرْجُوَانِ وَصَوْمَ رَجَبٍ كُلِّهِ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ رَجَبٍ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الْأَبَدَ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ الْعَلَمُ مِنْهُ وَأَمَّا مِيثَرَةُ الْأُرْجُوَانِ فَهٰذِهِ مِيثَرَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَإِذَا هِيَ أُرْجُوَانٌ فَرَجَعْتُ إِلَى أَسْمَاءَ فَخَبَّرْتُهَا فَقَالَتْ هٰذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ فَقَالَتْ هٰذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے غلام کا نام عبداللہ تھا، وہ عطاء کے لڑکے کے ماموں تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا، اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ تین چیزوں کو حرام کہتے ہیں، کپڑوں کے نقش ونگار کو، سرخ گدوں کو اور ماہ رجب کے تمام روزے رکھنے کو، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: آپ نے جو رجب کے متعلق ذکر کیا ہے تو جو شخص دائمی روزے رکھتا ہو (وہ رجب کے روزوں کو حرام کیسے کہہ سکتا ہے) باقی رہا کپڑوں کے نقش ونگار کا مسئلہ تو بات یہ ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم کو صرف وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور مجھے یہ خدشہ تھا کہ نقش ونگار بھی شاید ریشم سے بنائے جاتے ہیں، رہا سرخ گدا تو عبداللہ بن عمر کا گدا بھی سرخ رنگ کا ہے، راوی کہتے ہیں میں یہ جوابات لے کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور ان کو وہ جوابات بتلائے (حضرت اسماء نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے انھوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے، حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس تھا اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کر لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جبہ کو پہنتے تھے، ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يُسْتَشْفٰى بِهَا۔

لیے شفا طلب کرتے ہیں۔

۵۲۹۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ اَبِيْ ذُبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ اَلَا لَا تُلْبِسُوْا نِسَآءَكُمُ الْحَرِيْرَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَاِنَّهٗ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ۔

خلیفہ بن کعب ابی ذبیان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں کہا: سنو اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہناؤ کیونکہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشم نہ پہنو، کیونکہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔

۵۲۹۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِيْجَانَ يَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ وَلَا مِنْ كَدِّ اَبِيْكَ وَلَا مِنْ كَدِّ اُمِّكَ فَاَشْبِعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِيْ رَحْلِكَ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ اَهْلِ الشِّرْكِ وَلَبُوْسَ الْحَرِيْرِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لَبُوْسِ الْحَرِيْرِ قَالَ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ عَاصِمٌ هٰذَا فِي الْكِتَابِ قَالَ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ اِصْبَعَيْهِ۔

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم آذربائیجان میں تھے، حضرت عمر نے ہمیں لکھا: اے عتبہ بن فرقد! تمہارے پاس جو مال ہے اس میں تمہاری کوشش کا دخل ہے نہ تمہارے باپ کی کوشش کا دخل ہے نہ تمہاری ماں کی کوشش کا دخل ہے سو مسلمانوں کو ان کے گھروں پر ان چیزوں سے پیٹ بھر کر کھلاؤ جن سے تم اپنے گھر پر پیٹ بھر کر کھاتے ہو اور تم عیش و عشرت، مشرکین کے لباس اور ریشم پہننے سے بچتے رہنا، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، یہ فرما کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں، درمیانی انگلی اور انگشت شہادت ملا کر بلند فرمائیں، زہیر نے بھی اپنی دو انگلیاں بلند کیں۔

۵۲۹۸ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَرِيْرِ بِمِثْلِهٖ۔

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۲۹۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَهُوَ عُثْمَانُ) وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ) اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ فَجَآءَنَا كِتَابُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم کو صرف وہی شخص پہنے گا جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، البتہ ریشم کی اتنی مقدار جائز ہے، ابو عثمان نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی دو انگلیوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ اِلَّا مَنْ لَیْسَ لَہٗ مِنْہُ شَیْءٌ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا ھٰکَذَا وَقَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ بِاِصْبَعَیْہِ اللَّتَیْنِ تَلِیَانِ الْاِبْھَامَ فَرَاَیْتُھُمَا اَزْرَارَ الطَّیَالِسَۃِ حَتّٰی رَاَیْتُ الطَّیَالِسَۃَ۔

کے ساتھ اشارہ کیا، پھر جب میں نے طیالسہ کی چادر کو دیکھا تو ان انگلیوں کو طیالسہ کی چادر میں دیکھا۔

۵۳۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِیْہِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ کُنَّا مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ بِمِثْلِ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّہْدِیَّ قَالَ جَاءَ نَا کِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِیْجَانَ مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ اَوْ بِالشَّامِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْحَرِیْرِ اِلَّا ھٰکَذَا اِصْبَعَیْنِ قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ فَمَا عَتَمْنَا اَنَّہٗ یَعْنِی الْاَعْلَامَ۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر کا مکتوب آیا، درآں حالیکہ اس وقت ہم آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کے پاس تھے، یا شام میں تھے، اس میں یہ لکھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے لیکن دو انگلیوں کی مقدار کا استثناء کیا ہے، ابو عثمان نے کہا ہم نے اس سے نقش و نگار سمجھے۔

۵۳۰۲- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (وَھُوَ ابْنُ ھِشَامٍ) حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَلَمْ یَذْکُرْ قَوْلَ اَبِیْ عُثْمَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں ابو عثمان کے قول کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۰۳- حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ وَاَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفَلَۃَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِیَۃِ فَقَالَ نَھٰی نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَیْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، البتہ دو یا تین یا چار انگلیوں کا استثناء فرمایا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۳۰۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۳۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَبِيبٍ) قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءً مِنْ دِيبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِيلُ فَجَاءَهُ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَرِهْتَ أَمْرًا وَأَعْطَيْتَنِيهِ فَمَا لِي قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ تَبِيعُهُ فَبَاعَهُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دیباج کی قباء پہنی جو آپ کو ہدیہ کی گئی تھی، پھر آپ نے اس کو اتار دیا اور حضرت عمر کے پاس بھیج دیا، آپ سے کہا گیا: یارسول! آپ نے اس کو بہت جلد اتار دیا، آپ نے فرمایا مجھ کو جبریل نے اس سے منع کیا، پھر حضرت عمر نے روتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے جو چیز ناپسند کی وہ مجھے دے دی! اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تم کو پہننے کے لیے نہیں دی، میں نے تم کو یہ فروخت کرنے کے لیے دی ہے، پھر حضرت عمر نے اس کو دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

۵۳۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ نے وہ میرے پاس بھیج دیا، میں نے اس کو پہن لیا، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے، آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہن لو، میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا دو۔

۵۳۰۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ مُعَاذٍ فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اور دوسری سند میں یہ ہے کہ میں نے اس کو اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جَعْفَرٍ فَاَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاَمَرَنِيْ۔

۵۳۰۸۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِيْ عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اُكَيْدِرَ دُوْمَةَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيْرٍ فَاَعْطَاهُ عَلِيًّا فَقَالَ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ بَيْنَ النِّسْوَةِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ بھیجا، آپ نے وہ کپڑا حضرت علی کو دیا اور فرمایا: اس کو پھاڑ کر فاطمہ بنت رسول اللہ، فاطمہ بنت اسد (حضرت علی کی والدہ) اور فاطمہ بنت حمزہ کی اوڑھنیاں بنا دو، دوسری روایت میں عورتوں کا لفظ ہے۔

۵۳۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَخَرَجْتُ فِيْهَا فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ دیا، میں وہ پہن کر نکلا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھے پھر میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

۵۳۱۰۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ وَاَبُوْ كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كَامِلٍ) قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عُمَرَ بِجُبَّةِ سُنْدُسٍ فَقَالَ عُمَرُ بَعَثْتَ بِهَا اِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَاِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتَنْتَفِعَ بِثَمَنِهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے پاس ایک سندس کا جبہ بھیجا، حضرت عمر نے کہا آپ نے میرے پاس یہ جبہ بھیجا ہے، حالانکہ آپ اس کے متعلق ایسا ایسا فرما چکے ہیں! آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس کو پہنو، میں نے تمہارے پاس یہ اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۳۱۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۳۱۲- وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۵۳۱۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کی ایک قبا ہدیہ میں دی گئی آپ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی پھر کراہت کے ساتھ اس کو زور سے کھینچ کر اتارا، پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔

۵۳۱۴- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

کفار فروع کے مخاطب ہیں یا نہیں؟

حدیث نمبر ۵۲۸۰ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے دیکھا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا: اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، بعد میں حضور نے حضرت عمر کی طرف ایک ریشمی حلہ بھیجا اور حضرت عمر کے استصواب پر فرمایا میں نے یہ تم کو پہننے کے لیے نہیں دیا، حضرت عمر کا ایک بھائی مکہ میں مشرک تھا، حضرت عمر نے اس کو یہ حلہ پہنا دیا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کافر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور انھیں ہدیہ دینے کی دلیل ہے اور اس حدیث میں مردوں کو ریشم کے کپڑوں کا ہدیہ دینے کی دلیل ہے، کیونکہ کپڑا دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کپڑے کو پہنیں، بعض لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ کافر مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے پہننا جائز ہے، لیکن یہ وہم باطل ہے، کیونکہ حدیث میں صرف کافر کی طرف ہدیہ دینے کا ذکر ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر نے اس کافر کو وہ کپڑا پہننے کی اجازت دی تھی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کے پاس ریشم کے کپڑے بھیجے اور اس سے ان کے پہننے کا جواز لازم نہیں آیا، بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تصریح کی کہ آپ نے ان کو یہ کپڑے اس لیے دیے ہیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں نہ یہ کہ ان کپڑوں کو پہنیں، اور مذہب صحیح یہ ہے کہ کفار احکام فرعیہ کے بھی مخاطب ہیں اور ان پر ریشم پہننا حرام ہے۔ [1]

علامہ نووی شافعی نے اس حدیث کی یہ تشریح اپنے مذہب کے مطابق کی ہے، فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ کفار فروع کے مخاطب

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۰ - ۱۸۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں ہیں اور ان کا استدلال حدیث کے ان الفاظ سے ہے: فکساھا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اخاله بمکۃ مشرکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی کپڑا مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا، علامہ نووی کی تقریر تب صحیح ہوتی جب اس مشرک کو کپڑا دینے کا ذکر ہوتا، یہاں دینے کا نہیں پہنانے کا ذکر ہے۔

مردوں پر ریشم حرام ہونے کی تفصیل اور دیگر مسائل

اس حدیث سے جو باقی مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مردوں پر ریشم حرام ہے، البتہ حدیث نمبر ۵۲۰۳ میں حضرت عمر نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم کی حرمت سے دو، تین، چار انگلیوں کا استثناء فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طیالسی کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے، ان احادیث سے جمہور فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر چار انگل ریشم کا کام بنانا جائز ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے ریشم پہننا مطلقاً جائز ہے، کیونکہ حدیث نمبر ۵۳۰۶ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی سے یہ خطاب ہے کہ تم اس کپڑے کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا دو۔

(۲)۔ مسجد کے دروازہ پر خرید و فروخت کا جواز۔

(۳)۔ صالحین اور شرفاء کا خرید و فروخت کرنا۔

(۴)۔ جس چیز کا پہننا جائز نہ ہو اس کی ملکیت کا صحیح ہونا، اور اس کا ہدیہ دینا۔

(۵)۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا اور صحابہ کو ہدیے دینے کا بیان۔

(۶)۔ کفار کو ہدیہ دینا اور ان سے حسن سلوک کرنا۔

(۷)۔ مردوں کو ریشم کے کپڑے ہدیہ میں دینا۔

(۸)۔ جمعہ اور عیدین کے دن اچھے کپڑے پہننے کا جواز اور استحسان، امام ابوداؤد نے حضرت ابن سلام سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خریدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے خرید لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب جمعہ کا دن ہو تو مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ مسواک کرے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔

سونے، چاندی کے بٹن اور گھڑی کے چین کا حکم

حدیث نمبر ۵۲۹۵ میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوتے تھے۔ اس حدیث سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر چار انگل ریشم کا کام بنوانا جائز ہے اور چونکہ یہ نقش و نگار کپڑے میں بالتبع ہوتے ہیں اس لیے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر سونے اور چاندی کا بالتبع کام بنوانا یا سونے اور چاندی کے بٹن بنوانا بھی جائز ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شرح الوہبانیہ میں منتقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ریشم سے قمیص کے کاج اور بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ قمیص کے تابع ہیں اور تتارخانیہ میں سیر کبیر سے منقول ہے کہ دیباج اور سونے کے بٹن بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور تتارخانیہ میں مختصر الطحاوی سے منقول ہے کہ کپڑے پر چاندی کے نقش ونگار بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور سونے کے نقش ونگار بنانا مکروہ ہے، فقہاء نے کہا کہ اس پر اشکال ہے کیونکہ شریعت میں آستینوں پر کام کی اجازت ہے اور آستینوں پر کبھی سونے کا کام بھی کروایا جاتا ہے۔ [1]

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اس پر یہ اعتراض ہے کہ شارع علیہ السلام نے ایسا جبہ پہنا ہے جس کی آستینوں یا دامن پر ریشم کا کام تھا، اس میں چاندی یا سونے کے کام کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا اس کے جواب میں غور وفکر اور تتبع کرنا چاہیے (علامہ شامی کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ کپڑے کی آستینوں یا دامن پر ریشم کے بیل بوٹے صرف اس لیے جائز کیے گئے ہیں کہ وہ قلیل، تابع اور غیر مقصود ہوتے ہیں، چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور سونا، چاندی اور ریشم حرام ہونے میں سب برابر ہیں اور جب جبہ کی آستینوں پر ریشم کے نقش ونگار بنانے کی اجازت دی گئی تو اس سے سونے اور چاندی کے نقش ونگار بنانے کی بھی اجازت حاصل ہو گئی، کیونکہ حرمت میں یہ سب مساوی ہیں۔ [2]

میرے استاذ محترم حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی متعنا اللہ بطول حیاتہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کلائی کی گھڑی کا چین بھی جائز ہے کیونکہ وہ بھی تابع اور غیر مقصود ہے کیونکہ اصل مقصود گھڑی ہے۔ گلٹ جس میں چاندی ملی ہوئی ہو اور غالب تانبا ہو اگر اس کی چین انگرکھے میں لگائی جائے تو اگر وہ پہننے کے مشابہ نہ ہو تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر پہننے میں مشابہ ہو تو مکروہ ہے، علامہ شامی کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہننے کے مشابہ نہیں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں فقیر کو اس میں تامل ہے اور علامہ شامی کو خود بھی اس پر یقین نہیں تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے۔ [3]

ہر چند کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ انگرکھے میں لگی ہوئی جیبی گھڑی کے چین کے متعلق ہے، لیکن اس سے کلائی کی گھڑی کی چین کا بھی حکم معلوم ہو گیا، کیونکہ اس گھڑی کا باندھنا بھی زیادہ سے زیادہ پہننے کے مشابہ ہے لہٰذا وہ بھی اس عبارت کے مطابق خلاف اولیٰ ہوگا ناجائز اور حرام نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ لکھتے ہیں:

سونے اور چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کا چین، زنجیر، چمچ وغیرہ استعمالی اشیاء جائز ہیں۔

قرآن کریم کا ارشادِ مبین ہے:

خلق لكم ما فی الارض جميعًا۔ (بقرہ: ۲۹) جس نے تمہارے نفع کے لیے زمین کی سب چیزوں کو پیدا کیا۔

بلکہ ہر وہ چیز جس سے شرع مطہر میں ممانعت نہیں آئی دھات ہو یا کوئی اور چیز اس کا استعمال جائز وحلال ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز ص ۱۴ ملخصا مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور ۱۳۰۹ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن کریم میں ہے۔

عفا اللہ عنہا۔ (مائدہ : ۱۰۱) اللہ نے ان سے درگذر کیا

سنن ترمذی صلہ ۲۱۹ جلد ۱، ابن ماجہ صلہ ۲۴۹ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ۔

جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سکوت کیا وہ معاف ہے۔

نیز مستدرک صلہ ۳۷۵ جلد ۲، سنن بیہقی صلہ ۱۲ جلد ۱۰ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے:

وما سکت عنہ فھو عافیۃ فاقبلوا من اللہ العافیۃ فان اللہ لم یکن نسیا۔

جس سے اللہ نے سکوت کیا اس میں عافیت ہے پس اللہ سے عافیت کو قبول کرو، کیونکہ اللہ بھولنے والا نہیں ہے۔

پھر آیت تلاوت فرمائی وما کان ربک نسیا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد فرمایا جسے ذہبی نے برقرار رکھا۔ اور یہی اہل سنت والجماعت کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

شامی صلہ ۹۰ جلد ۱ میں "تحریر" سے ہے: المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ۔

فتاویٰ قاضی خان صلہ ۳۰ وغیرہا میں بھی یہ تصریح ہے۔ اور اسی سے گیارہویں شریف، میلاد مبارک، اولیائے کرام کے عرس، تیجہ، ساتواں، چہلم وغیرہ صدہا مسائل ثابت ہوتے ہیں، تو روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ چین وغیرہ بھی جائز الاستعمال ہیں کیونکہ کسی آیت یا حدیث میں یا کسی ہمارے مجتہد امام کے قول میں انگوٹھی کے ماسوا کسی چیز سے ممانعت نہیں آئی۔

رہا یہ خیال کہ جب لوہے وغیرہ کی انگوٹھی کا استعمال جائز نہیں تو کوئی چیز بھی جائز نہیں رہے گی، یہ ہرگز صحیح نہیں، آیات واحادیث مذکورہ اور قاعدہ مسلمہ کا یہی تقاضا ہے کہ باقی چیزیں جائز الاستعمال ہیں۔ قرآن کریم سے صراحۃً ثابت ہے کہ شرائع سابقہ میں بھی لوہا، تانبا جائز الاستعمال تھے (دیکھو سورۂ کہف و سورۂ سباء) اور قرآن کریم نے یہ بھی تصریح فرمائی کہ لوہے میں ہمارے لیے بہت سے فائدے ہیں۔ سورۃ الحدید میں ہے:

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس۔

ہم نے لوہا اتارا اس میں بہت قوت ہے اور لوگوں کے اور بھی فائدے ہیں۔

اسی بناء پر تلوار، تیر، خود، زرہیں، بندوقیں، توپیں، توا، چھری، قلم، دوات، گھڑی، بٹن وغیرہ ہزارہا قسم کی اشیاء مستعمل بلا روک ٹوک ہر ایک دھات کی استعمال ہو رہی ہیں۔ اور یہ خیال کہ کڑا سکھوں کا شعار ہے لہٰذا یہ ممنوع ہے، یہ محض بے جا ہے اگر یوں ہوتا تو سکھوں کا شعار کرپان بھی ہے لہٰذا مسلمان تلوار اور خنجر استعمال نہ کر سکتا، بلکہ صرف کڑا اور کرپان جو ان کا شعار ہیں ان سے بچنا ضروری ہے جیسے چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے مگر زنانہ یا فاسقانہ طرز کی ہو تو ناجائز ہے بلکہ کپڑا، جوتا وغیرہ مردانہ طرز کے عورت استعمال نہ کرے اور زنانہ طرز کے ہوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تو مرد پر ہیز کسے یہی کافی ہے اور یہ نہیں کہ مرد مردانہ انگوٹھی یا مردانہ جوتا بھی نہ پہنے جب کہ فاسقانہ نہ ہوں۔
پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دھات کے چین زیورات کا سامان ہیں لہٰذا ناجائز ہیں حالانکہ یہ کہنا بھی ظلم ہے،
ہمارا رب جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ (الاعراف ۳۲)

اللہ تعالٰی نے تو اپنے بندوں کے لیے زینت کی چیزیں پیدا فرمائیں تو اور کون ہے جو ان کو حرام بتا سکے۔

ایسی خام خیالیوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ شامی ص ۲۳۷ جلد ۵ میں ہے:

لیس کل حلی حراما علی الرجال بدلیل حل الخاتم والعلم والثوب المنسوج بالذھب اربعۃ اصابع وحلیۃ السیف والمنطقۃ۔

مردوں پر ہر زیور حرام نہیں ہے، کیونکہ انگوٹھی علم اور کپڑے میں چار انگل کی مقدار سونے کی بیل بوٹے تلوار اور منطقہ کے زیور حلال ہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی سورۃ النحل اور سورۃ الفاطر میں ہے:

حلیۃ تلبسونھا۔ وہ زیور جن کو تم پہنتے ہو۔

بہر حال مردانہ طرز کی کوئی چیز بھی اگرچہ اس میں زیب وزینت ہو صرف زیب وزینت کی وجہ سے مرد پر ہرگز ہرگز حرام نہیں ہو سکتی۔ چین ہو یا گھڑی، عینک ہو یا چھڑی، یا لگائی ہوئی دستار یا اچکن وغیرہ جن میں زیب وزینت پایا جاتا ہے، سب جائز الاستعمال ہیں، ہاں سونے اور چاندی کا حکم معلوم ہی ہے کہ ان کا پہننا حرام ہے تو ان کے برتن، قلم، دوات وغیرہ اشیاء کا استعمال بھی حرام ہے اور یہ نہیں کہ پہننا حرام ہو اور باقی استعمال جائز ہوں، یونہی اگر دھاتوں کا پہننا حرام ہوتا تو ان کی سب استعمالی چیزیں جو پہنی نہیں جاتیں حرام ہوتیں، لاری، گاڑی، کرسی، صوفے، حقے، چمٹے وغیرہ سب چیزیں حرام ہوتیں، جو صاحب سب چیزوں کو حرام بتائے یا پہننے اور دوسرے استعمال میں تفریق کرے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے اس مدعا پر قرآن پاک اور حدیث پاک یا تصریحات ائمہ مجتہدین سے کوئی دلیل قائم کرے ورنہ اس آیت پاک پر نظر

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کی نسبت نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم جھوٹ بول کر اللہ پر افترا باندھو۔

اور جب چین جائز ہوا تو نماز میں جائز کی وجہ سے کیا حرج پیدا ہو سکتا ہے، لہٰذا نماز بھی جائز ہوگی۔

(فتاوی فریدیہ رضویہ ج ۱ ص ۵۲۱ مطبوعہ لاہور ۱۴۱۲ھ)

بَابُ اِبَاحَةِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلرَّجُلِ اِذَا كَانَ بِهٖ حِكَّةٌ اَوْ نَحْوُهَا

خارش یا کسی اور عذر کی بنا پر مرد کے لیے ریشم پہننے کا جواز

۵۳۱۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنْبَاَهُمْ اَنَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام کو ایک سفر میں ریشم پہننے کی اجازت دی، کیونکہ ان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي الْقُمُصِ الْحَرِيْرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا اَوْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا۔

کو خارش یا کسی اور تکلیف لاحق ہو گئی تھی۔

۵۳۱۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السَّفَرِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔ اور اس میں سفر کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۱۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ رُخِّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔

۵۳۱۸۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۳۱۹۔ وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِيْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ فِيْ غَزَاةٍ لَّهُمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے ان کو جنگ کے دنوں میں ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔

ف: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خارش یا کسی اور عذر کی بناء پر ریشم کا پہننا جائز ہے خواہ سفر ہو یا حضر، نیز ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ علاج کی وجہ سے کسی امر حرام کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ ۲۲۶ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ

زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی مردوں کو ممانعت

۵۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ ابْنَ مَعْدَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا۔

۵۳۲۱ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۵۳۲۲ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ أَأُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهٰذَا قُلْتُ أَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ أَحْرِقْهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کیا تمہاری ماں نے تمہیں ان کپڑوں کو پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ان کو دھو ڈالوں؟ آپ نے فرمایا بلکہ ان کو جلا دو۔

۵۳۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے اور زرد رنگ کے کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۴ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے، اور سونا اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

۵۳۲۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے، ریشم کے کپڑے پہننے سے، رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھنے سے اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِالذَّهَبِ وَعَنْ لِبَاسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَعَنْ لِبَاسِ الْمُعَصْفَرِ۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

اس باب کی احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، اس سلسلہ میں علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے لوگوں میں سے اہل علم نے اس کو جائز کہا ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی نظریہ ہے، البتہ امام مالک نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا پہننا افضل ہے، اور ایک روایت ہے کہ ان کپڑوں کو گھر میں پہننا جائز ہے اور بازاروں اور مجالس میں اس کو پہننا مکروہ ہے، علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں ممانعت ہے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے، کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے، اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا، علامہ خطابی نے کہا کہ ممانعت کا محل یہ ہے کہ کپڑا بننے کے بعد اس کو رنگا جائے، اور اگر پہلے سے دھاگا رنگا ہوا ہو پھر کپڑا بنا جائے تو یہ جائز ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ ممانعت کا محل احرام ہے یعنی جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ کپڑے کو نہ رنگے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا یا اجلا رنگ) اور زعفران (پیلا رنگ) میں اپنے کپڑے کو رنگنے سے منع فرمایا، امام بیہقی نے اس مسئلہ میں امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ [1]

فقہاء احناف کے نزدیک مردوں کے لیے سرخ اور زرد رنگ کے لباس کا حکم

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس (لال اور پیلا یا اجلا رنگ) یا زعفران کے رنگ سے کپڑا رنگنے کو منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۹)

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ورس اور زعفران سے رنگنے کی ممانعت محرم کے ساتھ مقید ہے اور محرم کے ساتھ مقید کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیر محرم کے لیے زعفران میں کپڑے کو رنگنا جائز ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ امام مالک اور علماء کی ایک جماعت نے غیر محرم کے لیے زعفران کے رنگ میں کپڑے کو رنگنے کی اجازت دی ہے، اور یہ کہا ہے کہ یہ ممانعت محرم کے ساتھ خاص ہے، اور امام شافعی اور کوفیوں (فقہاء احناف) نے اس ممانعت کو محرم اور غیر محرم دونوں کے حق میں عام قرار دیا ہے، نیز اس باب کے بعد باب النعال السبتیہ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں زرد رنگ میں کپڑے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ میں کپڑے رنگتے ہوئے دیکھا ہے، اس لیے میں زرد رنگ میں کپڑا رنگنا پسند کرتا ہوں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) یہ حدیث زعفران اور زرد رنگ میں کپڑا رنگنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن جعفر

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس کی سند میں عبداللہ بن مصعب بن زبیر ضعیف راوی ہے۔ لہ

نیز امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متوسط قد تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلہ میں ملبوس دیکھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین شخص کوئی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۰)

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں سرخ رنگ کے لباس کو پہننے سے منع کیا گیا ہے:

(۱)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا جنت میں سرخ رنگ نہیں ہے۔

(۲)۔ ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سبز رنگ کو پسند کرتے تھے، اور سرخ رنگ کو ناپسند کرتے تھے۔

(۳)۔ حسن بن ابی الحسن روایت کرتے ہیں کہ سرخ رنگ شیطان کی زینت ہے اور شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان تمام روایات کی اسانید غیر مستقیم ہیں اور ان میں سے اکثر روایات مراسیل ہیں، اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گہرے زرد رنگ سے منع فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کپڑے میں صرف زرد رنگ ہو، علاوہ ازیں امام ابن ماجہ کی یہ روایت امام بخاری کی حضرت براء سے مروی زیر بحث روایت کے پلٹے کی نہیں ہے

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ سرخ رنگ کے متعلق علماء کے حسب ذیل اقوال ہیں:

(۱)۔ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت عبداللہ بن جعفر اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء تابعین میں سے سعید بن مسیب، نخعی، شعبی، ابوقلابہ، ابووائل اور متعدد فقہاء یہ کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً جائز ہے۔

(۲)۔ بعض علماء مذکور الصدر احادیث کی بناء پر کہتے ہیں کہ سرخ رنگ مطلقاً منع ہے۔

(۳)۔ عطاء، طاؤس اور مجاہد کہتے ہیں کہ گہرا سرخ رنگ مکروہ ہے اور ہلکا رنگ مکروہ نہیں ہے۔

(۴)۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ زینت کے قصد سے سرخ رنگ کا لباس پہننا جائز نہیں ہے اور اگر گھر میں کام کاج کے لیے سرخ رنگ کا لباس جائز ہے۔

(۵)۔ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ کپڑا پہننے کے بعد سرخ رنگ میں رنگنا منع ہے، اور سرخ دھاگے سے کپڑا بننا جائز ہے۔

(۶)۔ زرد رنگ میں کپڑا رنگنا منع ہے کیونکہ اس کی ممانعت میں احادیث ہیں، اس کے علاوہ کسی رنگ میں کپڑا رنگنا منع نہیں ہے۔

(۷)۔ ممانعت پورے کپڑے کو رنگنے کے ساتھ خاص ہے، لیکن اگر اس میں سرخ رنگ کے علاوہ کالا یا سفید وغیرہ بھی ہو تو پھر جائز ہے اور جن احادیث میں سرخ رنگ کے حلہ کا ذکر ہے اس سے سرخ دھاری دھار رنگ مراد ہے، کیونکہ یمنی چادروں میں سرخ اور دوسرے رنگ کی دھاریاں ہوتی تھیں۔ ۲ه (علامہ ابن قیم حنبلی نے بھی زادالمعاد ج ۱ ص ۳۵ (مطبوعہ مصر) میں

لہ۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ

۲ه۔ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ سعیدی غفرلہ)

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

زردہ، زعفرانی، سرخ اور پیلے رنگ کا لباس مردوں کے لیے مکروہ ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لیے یہ رنگ مکروہ نہیں ہیں، ان کے علاوہ باقی رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مجتبیٰ، قہستانی اور ابو المکارم کی شرح النقایہ میں یہ لکھا ہے کہ سرخ رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے لیکن تحفہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ حرام ہیں یعنی مکروہ تحریمی ہیں، علامہ شرنبلالی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں اس مسئلہ میں آٹھ اقوال ذکر کیے ہیں' ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ رنگ مستحب ہیں۔ ؎۱

علامہ شرنبلالی نے یہ آٹھ اقوال فتح الباری یا ارشاد الساری سے لیے ہیں، ان میں سے سات اقوال تو وہ ہیں جو ہم علامہ عینی کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور آٹھواں قول علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس عبارت سے مستفاد ہے:

علامہ طبری نے ان میں سے اکثر اقوال ذکر کرنے کے بعد یہ کہا میرے نزدیک کپڑے کو ہر رنگ میں رنگ کر پہننا جائز ہے' لیکن میں گہرے سرخ رنگ کے کپڑے کو پہننا پسند نہیں کرتا، اور کپڑوں کے اوپر سرخ رنگ کے کپڑے پہننے کو مطلقاً پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ ہمارے زمانے میں اہل مروت (شرفاء) کا لباس نہیں ہے، اور اس عبارت سے آٹھواں قول مستفاد ہوتا ہے، تحقیق یہ ہے کہ اگر سرخ لباس پہننا کسی زمانہ میں کفار کا شعار ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے، اور اگر اس رنگ کا لباس پہننے سے عورتوں کے ساتھ تشبہ ہو پھر بھی اس سے اجتناب لازم ہے، ورنہ امام مالک کا مذہب قوی ہے کہ گھروں میں سرخ رنگ کا لباس پہن لیا جائے اور مجالس میں اس سے اجتناب کیا جائے۔ ؎۲

علامہ حصکفی حنفی نے تحفہ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ تحریمی ہے، علامہ شامی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں:

جامع الفتاوی میں ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک نے کہا کہ زرد لباس پہننا جائز ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا یہ مکروہ تنزیہی ہے اور منتخب الفتاوی میں ہے کہ صاحب روضۃ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے لیے سرخ اور سبز لباس پہننا بلا کراہت جائز ہے اور زاہدی میں ہے کہ مردوں کے لیے زرد، زعفرانی اور سرخ لباس پہننا اس وقت مکروہ ہے جب اس کے رنگنے میں خون کی آمیزش ہو، ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، زاہدی نے اس قول کو متعدد کتابوں سے نقل کیا ہے اور مجمع الفتاوی میں ہے کہ سرخ لباس پہننا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں ہے، "واقعات" میں بھی اس کی مثل یہ لکھا ہے کہ اگر اخروٹ کے چھلکے سے سرخ رنگ میں رنگا جائے تو پھر اس کا پہننا بالاجماع مکروہ نہیں ہے، یہ تمام تصریحات علامہ حصکفی کے نقل کردہ کراہت تحریمی کے خلاف ہیں، ہاں اس کی تصحیح کا محمل یہ ہے کہ اگر سرخ رنگ میں نجاست ملا کر رنگ کیا جائے تو پھر اس کا پہننا مکروہ تنزیہی ہے ورنہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

؎۱۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎۲۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۰۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ شامی فرماتے ہیں، علامہ شرنبلالی نے سرخ رنگ کے لباس پہننے کے جواز پر بکثرت نقول پیش کی ہیں، جن میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے. علامہ شرنبلالی نے لکھا ہے کہ سرخ رنگ کا لباس پہننے کی حرمت پر ہم کو کوئی نص قطعی نہیں ملی، ہاں اگر عورتوں کے ساتھ تشبہ، یا عجمیوں کے ساتھ تشبہ یا تکبر کی وجہ سے اس کو مکروہ کہا جائے تو الگ بات ہے اور جب یہ علت نہ ہو اور کوئی شخص محض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لیے یہ لباس پہنے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر نجس چیز میں رنگنے کی وجہ سے کراہت ہو تو کپڑا دھونے کے بعد یہ کراہت زائل ہو جائے گی، اور ہمارے پاس سرخ رنگ کا کپڑا پہننے کے جواز پر امام اعظم کی صریح عبارت ہے اور اس کی اباحت پر دلیل قطعی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے زینت حاصل کرنے کا مطلقاً حکم دیا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی دلیل ہے (کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور اس سے حرمت اور کراہت کی نفی ہو جاتی ہے. بلکہ اس میں چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے اس لیے سرخ لباس پہننا مستحب ہے، علامہ شرنبلالی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں، لیکن زیادہ کتابوں میں سرخ رنگ کے لباس کو مکروہ لکھا ہے، مثلاً سراج، محیط، اختیار، ملتقی اور ذخیرہ وغیرہ میں۔ علامہ قاسم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ [1]

یہاں تک ہم نے رنگ دار لباس کے متعلق فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں اب ہم اس مسئلہ کو احادیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

سرخ رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم مربوعا وقد رأيته في حلة حمراء ما رأيت شيئا احسن منه. [2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قد متوسط تھا، میں نے آپ کو سرخ رنگ کے حلہ (ایک قسم کی دو چادریں) میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ کسی شخص پر سرخ حلہ جچتے نہیں دیکھا۔

اس حدیث کو امام احمد[3]، امام نسائی[4] اور امام ابن ماجہ[5] نے بھی حضرت براء سے روایت کیا ہے نیز امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت براء کے علاوہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابورمثہ اور حضرت ابوجحیفہ سے بھی مروی ہے۔ [6]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن هلال بن عامر عن ابيه قال رأيت

حضرت عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھی

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۹۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[4] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۰، " " "

[6] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۹۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یخطب علی بغلۃ وعلیہ برد احمر وعلی امامہ یعبر عنہ۔[1]

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ایک خچر پر خطبہ دے رہے تھے اور آپ کے اوپر ایک سرخ چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے کھڑے ہوئے آپ کے الفاظ آگے پہنچا رہے تھے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی جحیفۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ۔[2]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلہ پہنے ہوئے دیکھا گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا تھا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے[3] نیز امام احمد روایت کرتے ہیں

عن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی قبۃ لہ حمراء الی ان قال فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ جبۃ لہ حمراء او حلۃ حمراء۔[4]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ایک سرخ خیمہ میں تھے، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سرخ رنگ کا جبہ یا سرخ رنگ کا حلہ پہن کر تشریف لائے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[5]

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن جابر قال ما رایت احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حلۃ حمراء۔[6]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سرخ حلہ کسی پر سجتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سرخ رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل علیہ ثوبان احمران فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا، نبی صلے

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۲، ۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[4] " " مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۹-۳۰۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[5] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۶-۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[6] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم۔[1]

اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

عن رافع بن خدیج قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رواحلنا وعلی ابلنا اکسیۃ فیہا خیوط عہن حمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ارٰی ہذہ الحمرۃ قد علتکم فقمنا سراعا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نفر بعض ابلنا فاخذنا الاکسیۃ فنزعناہا عنہا۔[2]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری سواریوں اور ہمارے اونٹوں پر سرخ سوتی دھاگوں کی چادریں دیکھیں، سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! یہ سرخ رنگ تم پر غالب آگیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ہم جلدی سے اٹھے حتیٰ کہ ہمارے بعض اونٹ بھاگ گئے اور ہم نے جلدی سے اونٹوں کی چادریں اتار لیں۔

عن السلیمی ان امرأۃ من بنی اسد قالت کنت یوما عند زینب امرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصبغ ثیابا لہا بمغرۃ فبینا نحن کذلک اذ طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رای المغرۃ رجع فلما رأت ذلک زینب علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کرہ ما فعلت فاخذت فغسلت ثیابہا ووارت کل حمرۃ ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطلع فلما لم یر شیئا دخل۔[3]

سلیمی سے روایت ہے کہ بنو اسد کی ایک عورت نے یہ بیان کیا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے کپڑوں کو گیرو (سرخ مٹی) کے ساتھ رنگ رہے تھے، اسی دوران نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب آپ نے گیرو کو دیکھا تو آپ واپس لوٹ گئے، جب حضرت زینب کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے گیرو سے رنگنے کو ناپسند فرمایا ہے تو اس نے ان سب کپڑوں کو دھو ڈالا، اور جتنی بھی سرخی تھی وہ مٹ گئی، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر آپ تشریف لے آئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرخ لباس عورتوں کے لیے بھی مکروہ ہے۔

حافظ الہیثمی ذکر کرتے ہیں:

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والحمرۃ فانہا احب الزینۃ الی الشیطان۔[4] رواہ الطبرانی باسنادین فی احدہما یعقوب بن خالد ولم اعرفہ وفی الآخر بکر بن محمد وبقیۃ رجالہما ثقات۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو سرخی سے بچاؤ، کیونکہ سرخی شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ زینت ہے، اس حدیث کو طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

---

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] " " " ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " ، "

[3] " " " ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۷، " ، "

[4] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن رافع بن یزید الثقفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطن یحب الحمرۃ فایاکم والحمرۃ وکل ذی ثوب شہرۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ ابوبکر الھذلی وھو ضعیف۔ لہ

حضرت رافع بن یزید ثقفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے، تم سرخی سے اور ہر شہرت والے لباس سے بچو، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابوبکر ہذلی ضعیف راوی ہیں۔

سرخ رنگ کے ثبوت کی احادیث کی سرخ رنگ سے ممانعت کی احادیث پر ترجیح

سرخ رنگ پہننے کے جواز کی احادیث سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں، وہ بخاری، مسلم سمیت صحاح ستہ اور دیگر مسانید اور مصنفات میں قوی اسانید کے ساتھ مذکور ہیں، اور ممانعت کی احادیث کتب صحاح ستہ میں سے صرف سنن ابوداؤد میں ہیں اور ان کی اسانید صحاح کے پائے کی نہیں ہیں، اور طبرانی کی روایات ضعیف ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی کی بھی یہی تحقیق ہے کہ سرخ رنگ سے ممانعت کی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں۔ علاوہ ازیں سنن ابوداؤد کی روایت میں عورتوں کے لیے بھی سرخ رنگ کو مکروہ قرار دیا ہے حالانکہ عورتوں کے لیے سرخ رنگ بالاجماع مکروہ نہیں ہے۔ بہرحال سرخ رنگ کے لباس پہننے کی احادیث ممانعت والی احادیث پر قوت سند اور کثرت طرق کے اعتبار سے راجح ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کے جواز میں احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابن عمر واما الصفرۃ فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بھا فانا احب ان اصبغ بھا۔ ؎

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رہا زرد رنگ سے کپڑوں کو رنگنا تو اس کی وجہ یہ ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، سو میں زرد رنگ میں رنگنا پسند کرتا ہوں۔

عن ابن عمر نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلبس المحرم ثوبا مصبوغا بزعفران اوورس ؎

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا ورس (ورس زرد رنگ کی ایک گھاس ہے جس سے زرد اور سرخ رنگ کا درمیانی رنگ نکلتا ہے) سے رنگے ہوئے لباس پہننے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ محرم کے ساتھ تقیید کا مفہوم یہ ہے کہ غیر محرم زعفران اور ورس سے رنگا ہوا لباس پہن سکتا ہے اور اس کی تائید میں بکثرت احادیث ہیں۔

لہ۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، مطبوعہ دارالکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

؎۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

؎۔ ، ، ، ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، ، ، ، ،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن اسلم ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرۃ حتی تمتلی ثیابہ من الصفرۃ فقیل لہ لم تصبغ بالصفرۃ فقال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بھا ولم یکن شیء احب الیہ منھا وقد کان یصبغ بھا ثیابہ کلھا حتی عمامتہ [1]

ابن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ سے رنگتے تھے، حتی کہ ان کے کپڑوں پر بھی زرد رنگ لگ جاتا تھا، ان سے پوچھا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے، اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ محبوب نہیں تھا، آپ تمام کپڑوں کو اس رنگ میں رنگتے تھے حتی کہ عمامہ کو بھی زرد رنگ میں رنگتے تھے۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن زید ان ابن عمر کان یصبغ ثیابہ بالزعفران فقیل لہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ۔ [2]

ابن زید بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما زعفران سے کپڑے رنگتے تھے، ان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی رنگتے تھے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت ربما صبغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رداءہ و ازارہ بزعفران او ورس ثم یخرج فیھما رواہ الطبرانی [3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر یا ازار کو زعفران یا ورس میں رنگتے تھے، پھر ان کپڑوں کو پہن کر باہر تشریف لے جاتے تھے۔

عن قیس التمیمی قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ ثوب اصفر ورایتہ یسلم علی نساء، رواہ الطبرانی وفیہ جابر الجعفی وھو ضعیف [4]

قیس تمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اور آپ کو عورتوں کو سلام کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں جابر جعفی ضعیف راوی ہیں۔

عن عبد اللہ بن جعفر قال رایت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبین اصفرین [5] (رواہ الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ

[4] " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "

[5] " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن یحیی بن عبد اللہ بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصبغ ثیابہ بالزعفران حتی العمامۃ۔ [۱]

یحیی بن عبد اللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو زعفران کے ساتھ رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ کو بھی رنگتے تھے۔

عن عمرو بن میمون ان عمر کان علیہ یوم اصیب ثوب اصفر [۲]

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر شہید ہوئے انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے ہوئے تھے۔

عن ابی ظبیان قال رایت علی علی قمیصا وازارا اصفر [۳]

ابوظبیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو زرد رنگ کی قمیض اور ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اسمعیل بن ابی خالد قال رایت علی مصعب بن سعد ازارا اصفر وھو یجلس مع المساکین [۴]

اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصعب بن سعد کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا اور وہ مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

عن عمرو بن مروان قال رایت علی ابراھیم ازارا اصفر [۵]

عمرو بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو زرد رنگ کی ازار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مالک بن مغول قال: رایت حمادا یصلی وعلیہ ازار اصفر [۶]

مالک بن مغول کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد زرد رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

عن حسین بن علی: قال رایت علی عبد اللہ بن الحسین ملحفۃ صفرا یحتبی بھا فی المسجد الحرام [۷]

حسین بن علی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبد اللہ بن حسین مسجد حرام میں زرد رنگ کا لحاف اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے۔

حافظ الہیثمی روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن جعفر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان مصبوغان بالزعفران رداء وعمامۃ۔ رواہ ابو یعلی [۸]

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، ایک چادر اور ایک عمامہ۔

۱۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۲۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۵، ایضاً

۳۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، ایضاً

۴۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۶، ایضاً

۵۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، ایضاً

۶۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، ایضاً

۷۔ ایضاً، المصنف ج ۸ ص ۱۸۷، ایضاً

۸۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن عائشة قالت كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثوب مصبوغ بورس كان يلبسه في بيته ويدور فيه على نسائه ويصلي فيه رواه الطبراني في الاوسط عن شيخه مقدام بن داؤد وهو ضعيف [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا تھا جو ورس میں رنگا ہوا تھا، آپ اس کو گھر میں پہنتے تھے، اور انھی کپڑوں میں ازواج کے پاس جاتے تھے اور انھی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے اپنے شیخ مقدام بن داؤد سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے۔

عن عمران بن مسلم قال رايت على انس بن مالك ازارا صفر رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح [2]

عمران بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو زرد چادر پہنے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

زرد رنگ کے لباس کی ممانعت کی احادیث

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص اخبره قال رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ثوبين معصفرين فقال ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها [3]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا ان کپڑوں کو نہ پہنو، یہ کفار کے کپڑے ہیں۔

عن عبد الله بن عمرو قال رأى النبي صلى الله عليه وسلم على ثوبين معصفرين فقال امك امرتك بهذا قلت اغسلهما قال بل احرقهما [4]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: کیا تمہاری ماں نے تمہیں یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے، میں نے پوچھا کیا میں کپڑوں کو دھولوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ان کو جلا دو۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال رانى رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى ثوب مصبوغ بعصفر مورّدًا فقال ما هذا فانطلقت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد اور گلابی رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ تو میں نے

---

1 - حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰ - ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

2 - " " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۰، " " " ، ۱۴۰۲ھ

3 - امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

4 - " " " " ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۳، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاحرقتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماصنعت بثوبک فقلت احرقتہ قال افلا کسوتہ بعض اھلک[1]

جا کر اس کپڑے کو جلا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کپڑے کو کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اس کپڑے کو جلا دیا، آپ نے فرمایا تم نے اپنے گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا ہوتا!

زرد لباس سے ممانعت کی احادیث کے منسوخ ہونے کا بیان

ہر چند کہ بعض احادیث میں زرد رنگ کے لباس کی ممانعت ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین سے زرد رنگ کا لباس پہننا بہ کثرت احادیث سے ثابت ہے، اس لیے ممانعت کی احادیث منسوخ سمجھی جائیں گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی حضرات صحابہ اور تابعین زرد رنگ کے کپڑے پہنتے رہے ہیں، جیسا کہ ہم اس سے پہلے احادیث سے واضح کر چکے ہیں۔

سبز رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران[2]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث کو امام نسائی[3] اور امام احمد[4] نے بھی کئی اسانید سے روایت کیا ہے۔

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوبان اخضران[5]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سلیمان بن ابی عبد اللہ قال ادرکت المھاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود وبیض وحمر وخضر وصفر یضع احدھم العمامۃ علی راسہ ویضع القلنسوۃ فوقھا ثم العمامۃ ھکذا یعنی علی کورہ[6]

سلیمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اور اس کے اوپر ٹوپی پہنتے تھے، پھر ٹوپی کے گرد عمامہ کو لپیٹ دیتے تھے۔

۱۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۴ ج ۴ ص ۱۶۳، ج ۵ ص ۲۲۲، ج ۵ ص ۲۴۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت

۵۔ امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۶۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیاہ رنگ کے لباس پہننے کے متعلق احادیث اور عمامہ پہننے کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ام خالد بنت خالد قالت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثیاب فیھا خمیصۃ سوداء فقال من ترون نکسو ھذہ الخمیصۃ فاسکت القوم فقال ائتونی بام خالد فاتی بی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالبسنیھا بیدہ وقال ابلی واخلقی مرتین الحدیث [1]

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے آئے جن میں کالا جبہ بھی تھا آپ نے فرمایا تمہارے خیال میں ہم کس کو یہ جبہ پہنائیں، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ، پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ہاتھ سے وہ کالا جبہ پہنایا اور دو بار فرمایا (اس کو پہن پہن کر) پرانا اور بوسیدہ کرو۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔

عن عبد اللہ بن زید قال استسقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خمیصۃ لہ سوداء [2]

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھائی درآں حالیکہ آپ نے سیاہ جبہ پہنا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود [4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ نے سیاہ بالوں کا ایک کمبل اوڑھا ہوا تھا جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں (یا دھاری دار تھا)

اس حدیث امام ابوداؤد [5] اور امام ترمذی [6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۴۰۵ھ

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[6] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء[1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے ، درآں حالیکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اس حدیث کو امام ترمذی[2] اور امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

نیز امام نسائی روایت کرتے ہیں :

عن جعفر بن عمرو بن امیۃ عن ابیہ قال کانی انظر الساعۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی بین کتفیہا[4]

جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ میری نظروں کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیاہ عمامہ باندھے منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے (اس کا شملہ) دو کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں :

عن عمرو بن حریث عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب وعلیہ عمامۃ سوداء[5]

عمرو بن حریث اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دیا۔

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت علی علی عمامۃ سوداء یوم قتل عثمان[6]

ابو جعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے حضرت علی کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سلمۃ بن وردان قال رایت علی انس عمامۃ سوداء علی غیر قلنسوۃ وقد ارخاھا من خلفہ نحوا من ذراع[7]

سلمہ بن وردان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے اس عمامہ کا ایک ہاتھ کا شملہ تھا۔

عن عثمان بن ابی ھند قال رایت علی ابی عبید عمامۃ سوداء[8]

عثمان بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبید کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ملحان بن ثروان قال رایت علی

ملحان بن ثروان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار کو سیاہ

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۹ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ، ۱۳۷۵ھ
[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ ، جامع ترمذی ص ۲۶۵ ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[3] امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۹ ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] " " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۰ ، " "
[5] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۳ ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ، ۱۴۰۶ھ
[6] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۴ ، " " "
[7] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵ ، " " "
[8] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵ ، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عمار عمامۃ سوداء۔[1]

عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن دینار بن عمار قال: رایت علی الحسن عمامۃ سوداء۔[2]

دینار بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حسن کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی صخرۃ قال رایت علی عبد الرحمن عمامۃ سوداء۔[3]

ابو صخرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابن ایمن قال رایت علی ابن الحنفیۃ عمامۃ سوداء۔[4]

ابن ایمن کہتے ہیں کہ میں نے ابن الحنفیہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن سالم قال رایت علی ابی الدرداء عمامۃ سوداء۔[5]

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن الخثعمی قال رایت علی البراء عمامۃ سوداء۔[6]

خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال رایت علی عبد الرحمن بن عوف عمامۃ سوداء۔[7]

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمان بن عوف کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن حسین بن یونس قال رایت علی واثلۃ عمامۃ سوداء۔[8]

حسین بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ کو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن ابی رزین قال: خطبنا الحسین بن علی یوم الجمعۃ وعلیہ عمامۃ سوداء۔[9]

ابو رزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی نے ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دیا درآں حالیکہ وہ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

سفید رنگ کا لباس پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

۱۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۲۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۵، " " ، "

۳۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " ، "

۴۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " ، "

۵۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۶، " " ، "

۶۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " ، "

۷۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " ، "

۸۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " ، "

۹۔ " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۷، " " ، "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، درآں حالیکہ آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے، اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام ابن حبان[3] اور امام حاکم[4] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم [5]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث کو امام نسائی[6] اور امام ابن ماجہ[7] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الحسن بن صالح عن ابیہ قال رایت علی الشعبی عمامۃ بیضاء [8]

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شعبی کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

عن اسماعیل بن عبدالملک قال رایت علی سعید بن جبیر عمامۃ بیضاء [9]

اسماعیل بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۷۔۸۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۶ھ

[3] امیر علاؤ الدین علی بن فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۸ ص ۲۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

[4] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ،

[5] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۹۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۸، "

[7] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[8] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[9] " " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۳۸، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ٹوپی پہننے کے متعلق احادیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال علماء

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان علی موسٰی یوم کلمہ ربہ کساء صوف وجبۃ صوف وکمۃ صوف وسراویل صوف وکانت نعلاہ من جلد حمار، الکمۃ القلنسوۃ الصغیرۃ۔[1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا اس دن انھوں نے ایک اُون کی چادر، اُون کا جُبّہ، اون کی ٹوپی اور اُون کی شلوار پہنی ہوئی تھی اور دراز گوش کی کھال کی دو جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

عن عمر بن الخطاب یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشہداء اربعۃ رجل مؤمن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذالک الذی یرفع الناس الیہ اعینہم یوم القیامۃ ہکذا ورفع راسہ حتی وقعت قلنسوتہ فلا ادری قلنسوۃ عمر اراد ام قلنسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الحدیث۔[2]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کا ایمان مضبوط ہو وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہو جائے، یہی وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں گے، آپ نے سر اوپر اٹھایا، حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی، راوی کہتے ہیں مجھے پتا نہیں اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی مراد ہے یا حضرت عمر کی ٹوپی۔

امام احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس میں اس طرح الفاظ ہیں:

حتی سقطت قلنسوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قلنسوۃ عمر۔[3]

حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گر گئی یا حضرت عمر کی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ویداہ فی کمہ۔[4]

حسن بصری کہتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے لوگ (یعنی صحابہ اور تابعین) عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پیشانی عمامہ کے بل اور ٹوپی سے ڈھکی ہوئی ہوتی تھی) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

ووضع ابو اسحاق قلنسوتہ فی الصلوۃ ورفعہا۔[5]

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " " " ، جامع ترمذی ص ۲۵۴،

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۲-۲۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] " " " " ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۹،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا سالہ ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا العمامۃ ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ الزعفران ۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا: کہ محرم کیا لباس پہنے؟ آپ نے فرمایا قمیص، عمامہ، شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے۔

اس حدیث میں حالت احرام میں ٹوپی پہننے سے منع فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ غیر حالتِ احرام میں ٹوپی پہننے کا صحابہ میں عام رواج تھا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سفیان بن عیینۃ قال رایت شریکا صلی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہ بین یدیہ ۔[2]

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا شریک نے ہمیں ایک جنازہ کے بعد نماز عصر پڑھائی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھ دی۔

اس حدیث کو پیش کرنے سے ٹوپی پہننے کے رواج اور تعامل کو بیان کرنا ہے، ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو ثابت کرنا مقصود نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

عن ھلال بن یساف قال قدمت الرقۃ فقال لی بعض اصحابی ھل لک فی رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت غنیمۃ فدفعنا الی وابصۃ قلت لصاحبی نبدا فننظر الی دلہ فاذا علیہ قلنسوۃ لاطیۃ ذات اذنین وبرنس خز اغبر واذا ھو معتمد علی عصا فی صلاتہ ۔[3]

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں کہ ہم رقہ (شام کا ایک شہر) گئے، ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملاقات کریں؟ میں نے کہا یہ تو بڑی غنیمت ہے، پھر ہم حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، میں نے کہا پہلے ہم ان کے طور طریق کو دیکھتے ہیں، پھر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سر سے ایک دو کانوں والی ٹوپی چمٹی ہوئی ہے اور ایک غبار آلود لمبی ٹوپی (اس کے اوپر) پہنی ہوئی ہے اور وہ عصا کے سہارے نماز پڑھ رہے ہیں۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس قلنسوۃ بیضاء رواہ الطبرانی وفیہ عبد اللہ بن خراش وثقہ ابن حبان وقال ربما اخطأ وضعفہ جمہور الائمۃ وبقیۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن خراش ہے، امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی اور کہا کہ یہ بعض اوقات

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۔ ۲۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ

[3] 〃 〃 〃 ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۶ – ۱۳۷، 〃 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رجالہ ثقات [1]

خلاد بھی کرتا ہے، جمہور ائمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے، اس سند کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس کمۃ بیضاء رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ محمد بن حنیفۃ الواسطی وھو ضعیف لیس بالقوی [2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، اس کی سند میں محمد بن منیفہ ضعیف راوی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن سعید قال رایت علی علی بن الحسین قلنسوۃ بیضاء مصریۃ [3]

عبد اللہ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین (حضرت زین العابدین) کو سفید مصری ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن ھشام قال: رایت علی ابن الزبیر قلنسوۃ لھا رب کان یستظل بھا اذا طاف بالبیت [4]

ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن الزبیر کو ایک چھجے والی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا وہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اس کا سایہ کر لیتے تھے۔

عن یزید قال، رایت علی ابراھیم قلنسوۃ مکفوفۃ بثعالب او سمور [5]

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم (نخعی) کو لومڑی یا سمور کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن الاجلح قال رایت علی الضحاک قلنسوۃ ثعالب۔ [6]

اجلح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کی کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن اشعث عن ابیہ ان ابا موسی خرج من الخلاء وعلیہ قلنسوۃ فمسح علیھا [7]

اشعث اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ بیت الخلاء سے آئے درآں حالیکہ انھوں نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی، پھر انھوں نے اس ٹوپی پر مسح کیا۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] " " " ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۱، " " ، "

[3] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، " " "

[5] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲، " " "

[6] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۲-۲۱۳، " " "

[7] " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۳، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہ علیہ وسلم یلبس قلنسوۃ بیضاء لاطئۃ ۔ لہ

صلے اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ کے سر پر جمی رہتی تھی۔

علامہ علی متقی ہندی ابن عساکر اور رویانی کے حوالوں سے بیان کرتے ہیں :

عن ابن عباس کان یلبس القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس و کان یلبس القلانس الیمانیۃ و یلبس ذوات الاذان فی الحرب وکان ربما نزع قلنسوتہ فجعلھا سترۃ بین یدیہ و ھو یصلی الحدیث ۔ ۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ کے بغیر بھی ٹوپی پہنتے تھے اور عمامہ بغیر ٹوپی کے بھی پہنتے تھے، اور آپ یمنی ٹوپی پہنتے تھے اور جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے۔ بعض اوقات اپنی ٹوپی اتار کر اس کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے۔

مؤخر الذکر ان تینوں حدیثوں کو علامہ عزیزی اور علامہ مناوی نے جامع الصغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔ ۳

علامہ مناوی لکھتے ہیں :

قال الحافظ العراقی فی شرح الترمذی واجود اسناد فی القلانس ما رواہ ابو الشیخ عن عائشۃ کان یلبس القلانس فی السفر ذوات الاذان و فی الحضر المضرۃ یعنی الشامیۃ ۔ ۵

حافظ عراقی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ٹوپیوں کے متعلق سب سے عمدہ سند کی حدیث یہ ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے، اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

علامہ زبیدی نے بھی یہی لکھا ہے ۔ ۶

ملا نظام الدین حنفی لکھتے ہیں :

ولا باس بلبس القلانس وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یلبسھا کذا فی الوجیز للکردری ۔ ۷

ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ٹوپی پہنتے تھے علامہ کردری نے وجیز میں اسی طرح لکھا ہے۔

www.FaizaneIslam.com

۱۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۷ ص ۱۲۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ " " " " ، کنز العمال ج ۷ ص ۱۲۱

۳۔ علامہ علی بن الشیخ احمد عزیزی، سراج منیر شرح الجامع الصغیر ج ۳ ص ۱۶۵، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۴۰۵ھ

۴۔ علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۷ – ۲۴۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ

۵۔ " " " " ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۶

۶۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف سادۃ المتقین ج ۷، ص ۱۲۷، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ

۷۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالم گیری ج ۵ ص ۳۳۰، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹوپی پہننے کا ذکر امام غزالی شافعی[۱]، علامہ ابن الحاج مالکی[۲]، علامہ ابن قیم حنبلی[۳]، علامہ زرقانی[۴] مالکی اور علامہ علی بن برہان الدین حلبی[۵] وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

امام شعرانی لکھتے ہیں:

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمر بستر الراس فی الصلوۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلوۃ۔[۶]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہ عمامہ بے کلاہ مے پوشید وگاہ باکلاہ وگاہ کلاہ بے عمامہ۔[۷]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے تھے۔

علامہ نوراللہ بصیرپوری لکھتے ہیں:

ٹوپی پر عمامہ کا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق بتانا بہ تقاضا نہیں کرتا کہ اور کوئی فرق ہے ہی نہیں بلکہ حقیقت واقعیہ یہ ہے کہ ہر علامت اسلام ہی فرق ہے، تو اگر اکیلی ٹوپی بھی کسی زمانہ میں علامت اسلام بن جائے تو وہ بھی فرق بن جائے گی، چنانچہ کافی مدت سے قادری ٹوپی اور ترکی ٹوپی علامت اسلام ہیں اور موجودہ دور میں جناح کیپ، تو ایسی ٹوپی کا پہننا جبکہ علامت اسلام ہے اور فرق ہے تو اس حدیث کے منشاء کے مخالف کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں گاندھی ٹوپی وغیرہ جو شعار کفر ہیں وہ چونکہ علامت کفر ہیں لہٰذا ممنوع ہیں۔[۸]

قمیص، شلوار، جبہ اور قباء پہننے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ قال لما توفی عبداللہ بن ابی جاء ابنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ

۱۔ امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ احیاء علوم الدین علی ہامش الزبیدی ج ۷ ص ۱۲۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

۲۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ، المدخل ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر

۳۔ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ زاد المعاد ج ۱ ص ۳۴ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، ۱۳۶۹ھ

۴۔ علامہ محمد عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۵۔ علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ، انسان العیون ج ۳ ص ۴۵۲، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، ۱۳۸۴ھ

۶۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، کشف الغمہ ج ۱ ص ۸۷، مطبوعہ مصر

۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۶، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ

۸۔ علامہ نور اللہ بصیرپوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۳۸۰، مطبوعہ انجمن حزب الرحمان بصیرپور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یارسول اللہ اعطنی قمیصک اکفنہ فیہ وصل علیہ واستغفر لہ فاعطاہ قمیصہ۔ [1]

علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ مجھے اپنی قمیص عطا فرمائیے میں اس میں ابن ابی کو کفن دوں گا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے استغفار کریں سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قمیص عطا فرمادی۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ اما قمیصا او عمامۃ ثم یقول اللھم لک الحمد انت کسوتنیہ اسئلک من خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذبک من شرہ و شر ما صنع لہ۔ [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو بسم اللہ پڑھتے خواہ قمیص ہو یا عمامہ پھر فرماتے: اے اللہ! تیری حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جس لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص [3]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قمیص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس تھی

عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین [4]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا۔

اس حدیث میں غیر مسلموں کے بنائے ہوئے کپڑے پہننے کا بھی ثبوت ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن سوید بن قیس قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فساوم نا سراویل [5]

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شلوار کی قیمت لگائی۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [6]

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] " " " " ، جامع ترمذی ص ۲۶۸

[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعرفات فقال من لم یجد ازارا فلیلبس السراویل ومن لم یجد نعلین فلیلبس خفین [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں فرمایا: جس شخص کو ازار (چادر یا تہبند) نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کو جوتے میسر نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی منصور قال: رایت علی الشعبی سراویل [2]

ابو منصور کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مهدی قال: کان الحسن اذا کان الشتاء لبس سراویل حبرة وقباء حبرة [3]

مہدی بیان کرتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں حسن بصری منقش شلوار اور منقش قباء (شیروانی) پہنتے۔

عن ابی خلدة رایت ابا عالیة علیه سراویل [4]

ابو خلدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ کو شلوار پہنے ہوئے دیکھا۔

اسلام میں لباس پہننے کی وسعت

احادیث اور آثار میں انواع واقسام کے کپڑے پہننے کا ثبوت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید اور مختلف رنگوں کے ملتے (ایک قسم کی دو چادریں) پہنی ہیں، جبہ اور فروج (ایک قسم کا کوٹ) زیب تن کیا ہے، قباء (ایک قسم کی شیروانی) پہنی ہے، آپ نے قمیص پہنی ہے اور یہ آپ کا پسندیدہ لباس تھا، سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہے اور کھال اور کپڑے کی مختلف قسم کی ٹوپیاں پہنی ہیں، پوستین [6] پہنی ہے اور بیل بوٹوں والی نقشین اور سادہ چادریں اور اونی کمبل اوڑھے ہیں، الیسا جبہ اور پوستین پہنی ہیں جن کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا گیا تھا، آپ نے شلوار خریدی ہے، علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے شلوار پہنی بھی ہے [5] آپ نے جنگ کے دوران خود اور زرہ بھی پہنی ہے، آپ نے اونی، سوتی، باریک اور موٹے ہر قسم کے کپڑے پہنے ہیں۔

غیر اسلامی ملکوں میں بنے ہوئے لباس پہننے کا جواز

غیر اسلامی ملکوں کے بنے ہوئے کپڑے بھی آپ نے پہنے ہیں، علامہ ابن قیم نے امام احمد اور امام ابو داؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ روم کے بادشاہ نے آپ کو ایک پوستین ہدیہ کی تھی جس کی آستینوں پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا، صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کا ایک کسروانیہ (ایران کا بنا ہوا) جبہ تھا جس کی آستینوں پر ریشم کا کام تھا، آپ کے وصال کے بعد یہ حضرت عائشہ اور پھر حضرت اسماء

۱۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

۳۔ ″ ″ ″ ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۷، ″ ″ ، ″

۴۔ ″ ″ ″ ، المصنف ج ۸ ص ۲۱۸، ″ ″ ، ″

۵۔ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ ھ، زاد المعاد ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی مصر ۱۳۶۹ ھ۔

۶۔ بالوں والے چمڑے کا لباس مثلاً چغہ وغیرہ۔

Ataunnabi.com

کے پاس رہا، اس کو پانی سے دھوکر اس کے دھوون کو، بیماروں کو پلاکر شفاء طلب کرتی تھیں۔ اسی طرح شام، مصر اور یمن کی بنی ہوئی چادریں بھی آپ نے پہنی ہیں[1] اور جامع ترمذی (ص ۲۶۸) میں ہے کہ آپ نے رومی جبہ پہنا ہے۔

نیم عریاں اور فساق فجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت

لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت ہے تاہم ایسا لباس پہننا ممنوع ہے جس سے لباس پہن کر بھی انسان عریاں دکھائی دے، علامہ شامی نے لکھا ہے: جسم کے جن اعضاء کا ستر واجب ہے اگر کپڑوں سے ان اعضاء کی ساخت اور ابھار دکھائی دے تو ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے[2]، آج کل فیشن زدہ لوگ کسی ہوئی پتلونیں پہنتے ہیں اور قمیص پتلون کے اندر کی ہوئی ہوتی ہے، جس سے ان کی سرین کی ساخت اور ابھار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے، اس قسم کا لباس پہننا جائز نہیں ہے، نیز لباس کی جو قسم فساق فجار کے ساتھ خاص اور ان کی علامت اور ان کا شعار ہو، اس کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص جس گروہ کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا اسی گروہ میں شمار ہوگا۔

حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم کی تخریج

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی کریمۃ قال سمعت علی بن ابی طالب وھو یخطب علی منبر الکوفۃ وھو یقول یا ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایاکم ولباس الرھبان فانہ من ترھب او تشبہ فلیس منی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن شیخہ علی بن سعید الرازی وھو ضعیف۔[5]

ابوکریمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے کوفہ میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: راہبوں کا لباس پہننے سے اجتناب کرو کیونکہ جس شخص نے رہبانیت اختیار کی یا راہبوں کے مشابہ ہوا وہ میرے طریقہ (محمودہ یا میرے دین کامل) پر نہیں ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی علی بن سعید رازی ضعیف ہے۔

---

[1] علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد لمحضاً ج ۱ ص ۳۶-۳۴، مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی مصر ۱۳۶۹ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن جابر بن عبد اللہ قال قالوا یا رسول اللہ! ان المشرکین یتسرولون ولا تیزرون قال فتسرولوا انتم واتزروا وقالوا یا رسول اللہ! فان المشرکین یختفون ولا ینتعلون قال فاختفوا انتم وانتعلوا و خالفوا اولیاء الشیطان بکل ما استطعتم۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن علی بن سعید الرازی وھو ضعیف۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مشرکین شلوار پہنتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے، آپ نے فرمایا تم شلوار بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو، صحابہ نے عرض کیا مشرکین موزے پہنتے ہیں اور جوتی نہیں پہنتے، آپ نے فرمایا تم موزے بھی پہنو اور جوتی بھی اور جس قدر کر سکتے ہو شیطان کے دوستوں کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کا ایک راوی علی بن سعید رازی ضعیف ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری وان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف۔[2]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہود کی مشابہت کرو نہ نصاری کی، انگلیوں سے اشارہ کرنا یہود کا سلام ہے اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا نصاری کا سلام ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ مناوی کی تحقیق

علامہ مناوی "من تشبہ بقوم فھو منھم" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یعنی جو شخص اپنے ظاہری لباس میں کسی قوم کے لباس کی، اپنے افعال اور عادات میں کسی قوم کی عادات کی اور اپنی سیرت اور خصلت میں کسی قوم کی سیرت کی مشابہت اختیار کرے حتی کہ اس کا ظاہر اور باطن اس قوم کے موافق ہو جائے تو اس کا شمار اس قوم سے ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص صالحین کی مشابہت اختیار کرے گا اس کی ان کی طرح عزت کی جائے گی اور جو شخص فساق کی مشابہت اختیار کرے اس کی ان کی طرح رسوائی ہوگی، علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اگر اہل فسق کسی خاص لباس کو اختیار کر لیں تو دوسروں کو اس لباس کے پہننے سے منع کیا جائے گا تاکہ ناواقف شخص ان کو بھی فاسق گمان نہ کرے، اور اس بدگمانی کی وجہ سے گناہ میں مبتلا نہ ہو، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ تشبہ امور قلبیہ یعنی اعتقادات میں بھی ہوتا ہے اور امور خارجیہ یعنی اقوال اور افعال میں بھی ہوتا ہے اور اقوال اور افعال کی دو قسمیں ہیں عبادات اور عادات، عادات میں کھانا پینا،

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵، ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۹۹، ۵۰، ۲۵۶-۲۶۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لباس کی وضع قطع، جائے سکونت، نکاح، تمدن اور ثقافت (یعنی کسی قوم کے رہن سہن اور طرز معاشرت کے اجتماعی آداب) سفر اور اقامت کے طور طریقے۔ اعتقادات اور عبادات میں تو کفار کا تشبہ اختیار کرنا کفر اور حرام ہے ہی شریعت اسلامیہ نے تمدن اور ثقافت اور دیگر عادات میں بھی کفار کے تشبہ سے منع فرمایا ہے کیونکہ ظاہر اور باطن میں ربط اور مناسبت ہوتی ہے اور ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے۔ اس لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تمدن اور ثقافت کے لیے ایسے امور بیان فرمائے جو کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ اور ممتاز ہیں، اور اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے ظاہری طور طریقہ میں بھی کفار کی مخالفت کریں، کیونکہ اگر مسلمان کفار کی تہذیب اور تمدن کو اختیار کریں گے تو اس کا اثر ان کے اخلاق، عبادات اور عقائد پر بھی پڑے گا، اور اس کا عام مشاہدہ ہے جن لوگوں نے مغربی تہذیب کو اختیار کر لیا، ان کے اخلاق سے پاکیزگی کا عنصر ختم ہو گیا، وہ لوگ عبادات سے دور ہو گئے اور ان کے عقائد کمزور پڑ گئے اور جن لوگوں نے دین داروں کی وضع قطع اختیار کی ان میں خدا خوفی کا غلبہ ہوا اور ان کا دین مستحکم ہو گیا، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ظاہر کا باطن میں اثر ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جب مسلمان اپنے ظاہری اطوار میں کفار کے مخالف رہیں گے تو اسباب غضب سے بچے رہیں گے اور گمراہی کے اسباب سے مجتنب رہیں گے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جب کفار اور مسلمانوں کا لباس، وضع قطع، ان کی بود و باش اور طرز معاشرت ایک جیسی ہو گی تو ہدایت یافتہ اور گمراہوں میں ظاہری تمیز نہیں رہے گی، اس لیے مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کفار کے تمدن اور ثقافت سے الگ رہیں اور ان کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ومن یتولھم منکم فانہ منھم (مائدہ: ۵/۵۱) "تم میں سے جس شخص نے یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھی اس کا انہی سے شمار ہو گا" لیکن اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت حرام ہو، حضرت ابن عمر کا ارشاد ہے جس شخص نے کفار کی سرزمین پر گھر بنایا اور ان کے نیروز اور مہرجان (یعنی ان کے تہواروں سے مثلاً کرسمس اور دسہرہ) کو منایا اور مرتے دم تک ان کے مشابہ رہا تو اس کا قیامت کے دن انہی کے ساتھ حشر ہو گا، یعنی کفار سے بالکلیہ مشابہ ہونا کفر ہے اور بعض امور میں مشابہ ہونا حرام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کفر میں ان کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے اور معصیت میں مشابہت اختیار کرنا معصیت ہے اور ان کے شعار میں ان کی مشابہت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[1]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں علامہ حنفی کی تحقیق

علامہ حنفی لکھتے ہیں: جو شخص فاسقوں کی وضع قطع اختیار کرے گا اس کی اہانت کی جائے گی خواہ وہ واقعہ میں فاسق نہ ہو، اور جو شخص سبز عمامہ باندھے گا اس کی عزت اور توقیر کی جائے گی خواہ وہ شخص سادات ہاشمیہ سے نہ ہو، اس لیے سادات کرام کے نسب پر طعن کرکے شیطان کی اتباع نہیں کرنی چاہیے، اور یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ تم سید ہو؟ ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک سید پر یہ اعتراض کیا وہ سید گھر گیا اور جا کر سبز عمامہ اتار دیا اور کہا میں اس وقت تک سبز عمامہ نہیں باندھوں گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵ ص ۱۰۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوں، پھر اس شخص نے خواب دیکھا کہ ایک جماعت ورق گردانی کر رہی ہے اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کا نسب معلوم کرو پھر انھوں نے کہا کہ اس کا نسب حضرت جعفر صادق سے ثابت ہے، جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس نے اس خواب کے سلسلہ میں بعض علماء سے سوال کیا، انھوں نے کہا جعفر صادق سے بڑھ کر اور کس کا نسب ہوگا! جاؤ جا کر سبز عمامہ باندھ لو۔ ؎۱ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کا شعار ہے۔

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں ملا علی قاری کی تحقیق

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

یعنی جس شخص نے لباس وغیرہ میں کفار کی مشابہت کی یا فساق اور فجار کی مشابہت کی، یا صالحین کی مشابہت کی تو اس کا شمار انہی کے گروہ سے ہوگا، علامہ طیبی نے کہا کہ یہ حدیث خلق، خلق اور شعار میں عام ہے اور جبکہ شعار میں تشبیہ زیادہ واضح ہوتی ہے تو اس باب میں شعار کا ذکر کیا جاتا ہے یعنی جو شخص جس قوم کے شعار کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، (ملا علی قاری فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہاں پر صرف شعار (یعنی کسی قوم کی تہذیب اور اس کے دین کی مخصوص اقدار اور روایات) ہی مراد ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز مراد نہیں ہے، کیونکہ خلق اور خلق میں تشبہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔ ؎۲

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شیخ عبدالحق دہلوی کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

ہر وہ شخص جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا، چونکہ حدیث میں تشبہ کو مطلقاً فرمایا ہے؛ لہٰذا یہ تشبہ اخلاق، اعمال اور لباس کو شامل ہے خواہ نیکوں کے ساتھ مشابہ ہو یا برے لوگوں کے ساتھ مشابہ ہو، اگر اخلاق اور اعمال میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم ظاہر اور باطن دونوں میں جاری ہوگا، اور اگر صرف لباس میں مشابہ ہوگا تو اس کا حکم صرف ظاہر میں ہوگا (یعنی اگر کوئی شخص مثلاً سکھوں کا سا لباس اور ان کی وضع اور قطع اختیار کرے تو اس کا بظاہر سکھوں میں شمار ہوگا وہ حقیقت میں سکھ نہیں ہو جائے گا اور نہ قیامت کے دن سکھوں میں اٹھے گا، البتہ اس ظاہر لباس اور وضع و قطع کو دیکھ کر دیکھنے والے اس کو سکھ خیال کریں گے۔ سعیدی غفرلہٗ) زیادہ تر عرف میں اس مشابہت کو لباس پر محمول کرتے ہیں اسی وجہ سے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز جس کے مشابہ ہوگی وہ اس چیز کے حکم میں ہوگی اگر ظاہر میں مشابہت ہے تو ظاہر میں اس چیز کے حکم میں ہوگی اور اگر باطن میں اس کے مشابہ ہے تو باطن میں اس چیز کے حکم میں ہوگی۔ ؎۳

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحقیق

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص ہو اور اس کو مسلمان استعمال کرتے ہوں خواہ وہ چیز از قبیل لباس ہو یا طعام سو وہ چیز تشبہ میں داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے، اور جو چیز کفار کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اگرچہ کفار اس چیز کو زیادہ استعمال کرتے

؎۱۔ علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد عزیزی، سراج منیر ج ۳ ص ۳۱۲، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۵ھ،

؎۲۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۵۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

؎۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۴۷، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوں اور مسلمان اس کو کم استعمال کرتے ہوں تو اس چیز کے استعمال کرنے میں کوئی معائقہ نہیں ہے، اسی طرح اگر بعض امور کفار کے ساتھ کسی فائدہ کی بناء پر یا کسی آرام کی وجہ سے یا کسی دوا کے سبب سے مخصوص ہوں تو ان امور کو ان فوائد کے حصول کی وجہ سے حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں ان کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو۔ اور جو تشبہ مطلقاً ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو ان کی جماعت میں داخل کرے اور ان کے ساتھ دل میں محبت رکھے اسی طرح ان کی مشابہت کے قصد سے ان کی زبان اور ان کی طرز تحریر کو سیکھنا ممنوع ہے، اور ان کی عبادات اور ان کے تہواروں (مثلاً عید وغیرہ) میں تشبہ اختیار کرنا بھی مطلقاً ممنوع ہے۔ اس مفہوم پر بکثرت احادیث دلالت کرتی ہیں اگر ان سے تشبہ کی غرض ہو تو ہر چیز میں تشبہ منع ہے، اسی طرح اگر کسی بدنی فائدہ کی بناء پر ان کا لباس پہنتا ہے (جبکہ ان کی مشابہت مقصود نہیں ہے، سعیدی غفرلہ) تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلے میں فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

اعلم ان التشبيه باهل الكتاب لا يكره في كل شيء فانا ناكل ونشرب كما يفعلون انما الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبيه كذا ذكره قاضی خان فی شرح الجامع الصغير [2]

جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں جس طرح وہ کھاتے پیتے ہیں، البتہ صرف مذموم کاموں میں ان کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے، یا جس کام کو ان کے ساتھ تشبہ کے قصد کے ساتھ کیا جائے وہ ممنوع ہے، اسی طرح قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح میں ذکر کیا ہے

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

فان التشبه بهم لا يكره في كل شيء بل في المذموم وفيما يقصد به التشبيه [3]

اہل کتاب کے ساتھ ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں ہے، بلکہ مذموم چیزوں میں تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ويؤيده ما في الذخيرة قبيل كتاب التحري قال هشام رأيت على ابي يوسف نعلين مخصوفين بمسامير، فقلت اترى بهذا الحديد بأسا قال لا قلت سفيان وثور بن يزيد كرها ذلك لان فيه تشبها بالرهبان فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس النعال التي لها شعر وانها من لباس الرهبان فقد اشار الى ان صورة المشابهة فيما تعلق به صلاح العباد لا يضر

اس کی تائید میں "ذخیرہ" کی کتاب التحری سے ذرا پہلے یہ مذکور ہے کہ ہشام نے امام ابو یوسف کو دو ایسی جوتیاں پہنے دیکھا جن میں کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں، ہشام نے پوچھا آپ ان لوہے کی کیلوں میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں، میں نے کہا کہ سفیان اور ثور بن یزید اس کو مکروہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں راہبوں کے ساتھ تشبہ ہے امام ابو یوسف نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں والی جوتیاں پہنتے تھے اور وہ بھی راہبوں کا لباس ہے، امام ابو یوسف نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا ہے کہ جس کام میں صورۃً مشابہت ہو اور اس کام

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۱ھ

[2] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار ج ۱ ص ۵۰۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیها الا بهذا النوع اھ وفیہ اشارۃ ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورۃ المشابہۃ بلا قصد۔[1]

میں لوگوں کا نفع اور فائدہ ہو تو اس مشابہت میں ضرر نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی جوتیوں کے بغیر زمین میں دور دراز کی مسافت کو طے نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف کے اس قول میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس قسم کی مشابہت میں اس وقت حرج نہیں ہے جب اس کام میں کفار کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ کیا جائے صرف صورۃً مشابہت ہو۔

علامہ شامی نے البحر الرائق کے حاشیہ پر بھی یہی تقریر کی ہے۔[2]

کفار اور فساق کی مشابہت کے سلسلہ میں مصنف کی تحقیق

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے، مثلاً ان سے مشابہت کی قصد سے کھانا پینا یا سانس لینا بھی ممنوع ہے اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلاً فوج اور پولیس، کفار کے مخصوص ہتھیاروں کو ان کی افادیت کی بناء پر استعمال کرے، یا پولیس اور فوج کی وردی کو اس لیے پہنے کہ اس کو پہن کر جسم چاق و چوبند رہتا ہے اور اس لباس کے ساتھ فوجی مشقیں اور دیگر فرائض آسانی کے ساتھ انجام دیے جا سکتے ہیں (البتہ قمیض پتلون سے باہر نکالیں تاکہ سرین کا ابھار دکھائی نہ دے) اس صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اس طرح میز کرسی پر کھانا، چھری کانٹے اور چمچوں کو کھانے میں استعمال کرنا، اگر ان میں کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ دوسرے فوائد اور سہولتوں کی بناء پر استفادہ کرتے ہوں اور اس میں ہماری نیت کفار سے مشابہت نہیں ہوتی، مثلاً بجلی کی روشنی اور پنکھوں کو استعمال کرنا، موٹر کار، بس، ٹرین اور ہوائی جہاز سے سفر کرنا، ٹیلیفون پہ بات کرنا، ریڈیو اور ٹی۔ وی کے اعلانات اور جائز پروگراموں سے استفادہ کرنا اور تمام صنعتوں اور کارخانوں میں ان کی تکنیک سے استفادہ کرنا یہ سب امور جائز ہیں اور تمام مسلمان بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کرتے ہیں۔

کفار کے وہ اعتقادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اسی طرح ان کی وہ تہذیب اور ثقافت جو ان کا مخصوص شعار گردانی جاتی ہے یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہیں مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لیے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں، یا رسی کا پھندہ ڈالتے ہیں یا اسی کی علامت کے طور پر ٹائی[3] لگاتے ہیں، یہ تمام چیزیں مطلقاً ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کفر ہے کہ ان کو سولی دی گئی تھی۔

عورتوں کی بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، کلبوں میں اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا گپ شپ کرنا، رقص و سرود میں حصہ لینا، وڈیو اور سینما کی فلمیں بنانا ان کو دیکھنا موسیقی سننا خواہ بھارت کی موسیقی ہو، پاکستان کی ہو

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۴۴۔۵۴۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] ابتداءً ٹائی عیسائیوں کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اب یہ فیشن میں داخل ہو چکی ہے اور تقریباً دنیا کی تمام فیشن زدہ اقوام ٹائی باندھتی ہیں، اس لیے اب یہ عیسائیت کی نہیں بلکہ فیشن کی علامت ہے۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یا مغربی لڑکیوں کا چست اور نیم عریاں لباس پہننا، ہپیوں کی وضع قطع اختیار کرنا، ان تمام امور میں مغربی تہذیب کی مشابہت ہے، بعض امور میں ہندوؤں کے طریقے اور ان کی رسموں کا رواج ہے ان چیزوں میں تشبہ مطلقاً ممنوع ہے اور ان کاموں میں خواہی نخواہی تشبہ ہے خواہ تشبہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ ان امور میں ممنوع ہے جو امور کفار کے عقائد فاسدہ اور اعمال باطلہ کے ساتھ مخصوص ہوں یا جو امور کتاب اور سنت کی تصریحات کے خلاف ہوں اور جو امور ہمارے اور کفار کے درمیان مشترک ہوں یا جو امور نافعہ ہوں ان میں اگر کفار کے ساتھ تشبہ واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ احادیث میں اس قسم کے امور کو اختیار کرنے کی بہ کثرت مثالیں ہیں، دیکھئے دفاعی جنگ میں شہر کے گرد خندق کھودنا کفار عجم کا طریقہ تھا، لیکن جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب کے وقت مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ کو قبول کر لیا، امام ابن سعد روایت کرتے ہیں:

فلما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصولهم من مكة ندب الناس واخبرهم خبر عدوهم وشاورهم في امرهم فاشار عليه سلمان الفارسي بالخندق فاعجب ذلك المسلمين ۔[1]

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مکہ سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو دشمن کی خبر دی، اور ان سے جنگ کے متعلق مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال سلمان للنبي صلی اللہ علیہ وسلم انا كنا بفارس اذا حوصرنا خندقنا علينا فامر النبي صلی اللہ علیہ وسلم بحفر الخندق حول المدينة وعمل فيه بنفسه ترغيبا للمسلمين ۔[2]

حضرت سلمان فارسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب ہم فارس میں تھے اور ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے، تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دینے کے لیے آپ نے خود خندق کھودی۔

خندق کھودنا کفار کا طریقہ تھا لیکن اس کے فائدہ مند ہونے کی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار کر لیا اسی طرح خط کے اوپر مہر لگانا بھی کفار کا طریقہ تھا، لیکن اس کی افادیت کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مہر بنوائی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك ان نبي اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراد ان يكتب الى رهط او اناس من الاعاجم فقيل له انهم لا يقبلون كتابا الا عليه خاتم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی ایک جماعت کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے کسی خط کو قبول نہیں

---

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ، ج ۲ ص ۶۶، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ،

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۷، ص ۳۹۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاتخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من فضۃ نقشہ محمد رسول اللہ[1]

کرتے، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوالی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

اسی طرح پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایام رضاعت میں جماع کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جدامۃ بنت وھب الاسدیۃ انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان انھی عن الغیلۃ حتی ذکرت ان الروم والفارس یصنعون ذلک فلا یضر اولادھم[2]

جدامہ بنت وہب اسدیہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ جماع سے منع کرنے کا ارادہ کیا پھر مجھے خیال آیا کہ روم اور فارس کے لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا۔

ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ کفار کے طریقوں میں سے کسی نفع دینے والے طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کام ہماری شریعت میں ممنوع نہ ہو یا ان کی کسی بدعقیدگی یا بدعملی کے ساتھ خاص نہ ہو۔

کیا سبز عمامہ دیندار جماعت کا شعار ہے؟

لباس کے معاملے میں اسلام نے کوئی قید نہیں لگائی الا یہ کہ گہرے سرخ یا گہرے زرد رنگ کے لباس کی بعض روایات میں ممانعت ہے، اور ان کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے یا ایسا تنگ اور چست لباس جس سے جسم کے اس عضو کا ابھار نمایاں ہو جس کو شریعت نے چھپانے کا حکم دیا ہے ایسے لباس کا پہننا ناجائز ہے، لباس کی بعض اقسام لوگوں کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ سبز عمامہ باندھنا سادات کرام کے ساتھ مخصوص ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا حلہ پہنا ہے، مہاجرین اولین صحابہ کرام سبز عمامہ باندھتے تھے، اب ایک گمراہ فرقہ یعنی دیندار جماعت نے بھی سبز عمامہ باندھنا شروع کر دیا ہے اور اس کو اپنی علامت بنا لیا ہے اس فرقہ کی تعداد بہت کم ہے اور یہ لوگ خال خال نظر آتے ہیں، سو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ سبز عمامہ باندھنا دیندار جماعت کا طریقہ ہے اس لیے اس میں ان کا تشبہ ہے اور اب یہ ناجائز ہے، کیونکہ اول تو سبز عمامہ ان کا شعار اور ان کی خصوصیت نہیں ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سبز رنگ کا حلہ ثابت ہے، مہاجرین اولین سبز عمامہ باندھتے تھے اور بعد میں سبز عمامہ اشراف اور سادات ہاشمیہ کا شعار رہا ہے تو یہ دینداروں کا شعار اور ان کی خصوصیت کہاں سے ہو گیا؟ اگر دیندار قرآن مجید اور احادیث کو پڑھیں تو کیا اب قرآن اور احادیث کا پڑھنا بھی ممنوع ہو گا؟ یا نماز، روزہ، حج اور باقی ارکان اگر وہ ادا کریں تو کیا وہ ناجائز ہو جائیں گے؟

کیا سیاہ عمامہ رافضیوں کا شعار ہے؟

سیاہ لباس میں سے سیاہ عمامہ باندھنا اور سیاہ چادر اوڑھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، فقہاء اور تابعین کا بھی طریقہ ہے اب چونکہ محرم کے مہینہ میں شیعہ لوگ ماتم کی نیت سے کالے کپڑے پہنتے ہیں اس وجہ سے ہمارے بعض علماء نے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس پہننے سے منع کیا ہے اس کی ممانعت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص سنت کے قصد سے سیاہ لباس پہنے تب بھی اللہ اور اس کے رسول کے

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۳ - ۸۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نزدیک اس کا شمار رافضیوں میں ہوگا، بلکہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ محرم میں سیاہ لباس پہننے کی وجہ سے اس کے متعلق شیعہ ہونے کی بدگمانی کی جائے گی تو اس بدگمانی سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے محرم کے مہینہ میں سیاہ لباس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لباس میں مشابہت کی وجہ سے صرف ظاہری اور دنیاوی حکم لاگو ہوگا

لباس کی جو وضع کسی کافر یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس لباس کو پہننا اس قوم کے ساتھ تشبہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے ورنہ ظاہری طور پر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو اس لباس کے پہننے والے کا ظاہری طور پر اسی گروہ میں شمار ہوگا، مثلاً عمامہ، جبہ اور شلوار پہننا یا ٹوپی، شیروانی اور شلوار اور قمیض پہننا عرف میں علماء کا لباس ہے، اس لباس کے پہننے والے کا علماء میں شمار ہوگا خواہ وہ عالم نہ ہو لیکن اگر وہ جبہ و دستار میں ملبوس ہو تو لوگ اس کو عالم سمجھیں گے، اسی طرح مخصوص قسم کی خاکی وردی فوجی لباس ہے، اگر ایک غیر فوجی بھی اس لباس کو پہن لے تو لوگ اس کو فوجی سمجھیں گے، اسی طرح کوٹ پتلون اور ہیٹ وغیرہ بابوؤں کا لباس ہے اگر کوئی عالم بھی یہ لباس پہن لے تو لوگ اس کو بابو سمجھیں گے، یہ صرف ظاہری اور دنیاوی حکم ہے اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے الا یہ کہ وہ ______ صلیب پہنے، اگر کوئی شخص ہندوؤں کی طرح کی دھوتی باندھے اور گاندھی ٹوپی پہنے تو لباس کی اس مشابہت کی وجہ سے لوگ اس کو ہندو سمجھیں گے لیکن محض اس لباس کی وجہ اس کا آخرت میں ہندوؤں میں شمار نہیں ہوگا، البتہ اس لباس سے اس لیے اجتناب لازم ہے کہ لوگ اس کے متعلق ہندو ہونے کی بدگمانی نہ کریں۔

بدعقیدگی، بدعات اور بداعمالیوں میں مشابہت کی وجہ سے کفر، گمراہی اور حرمت کا حکم لاگو ہوگا۔

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم صرف اس وقت لاگو ہوگا جب کوئی شخص کفار کے باطل عقائد کو اختیار کرے، تو پھر وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی قوم کی بدعات سیئہ کو اختیار کرے جیسے سیاہ علم اور تعزیہ داری اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہوگا اور کسی قوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت کو اختیار کرے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔

لباس کے موضوع پر میں نے کافی تفصیل سے لکھا ہے اور ہمارے زمانہ میں لباس کے متعلق جو غلط نظریات مشہور ہیں اور من تشبہ بقوم والی حدیث کے جو غلط سلط معنی بیان کیے جاتے ہیں اس کے ازالہ کی میں نے بھرپور سعی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سطور کو نافع بنائے اور لباس کے معاملہ میں جن لوگوں کے غلط نظریات یا غلط روش ہے ان کی اصلاح فرمائے وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔ اللھم اجعل ھذا الکتاب مقبولا عندک وعند رسولک واجعلہ لی صدقۃ جاریۃ۔ اے اللہ! اس کتاب کو اپنی اور اپنے رسول کی بارگاہ میں مقبول کر دے اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین قائد الغر المحجلین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ اجمعین۔

بَابٌ ۴۳۲ فَضْلِ لِبَاسِ ثِيَابِ الْحِبَرَةِ

دھاری دار یمنی چادروں کی فضیلت

۵۳۲۶ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْنَا لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کا لباس زیادہ پسندیدہ یا محبوب تھا، انھوں نے کہا دھاری دار یا نقشین

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ اَوْ اَعْجَبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَۃُ۔

یمنی چادر۔

۵۳۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَحَبَّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَۃُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ دھاریدار یا نقشین یعنی چادر تھی۔

ف: اس حدیث میں دھاریدار یا نقشین لباس پہننے کے جواز کی دلیل ہے۔

بَابُ ۳۳ التَّوَاضُعِ فِی اللِّبَاسِ وَالْاِقْتِصَارِ عَلَی الْغَلِیْظِ مِنْہُ!

لباس میں انکسار اور موٹے کپڑے پہننے کا بیان

۵۳۲۸۔ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَۃِ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا اِزَارًا غَلِیْظًا مِمَّا یُصْنَعُ بِالْیَمَنِ وَکِسَاءً مِنَ الَّتِیْ یُسَمُّوْنَھَا الْمُلَبَّدَۃَ قَالَ فَاَقْسَمَتْ بِاللّٰہِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِیْ ھٰذَیْنِ الثَّوْبَیْنِ۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، حضرت عائشہ نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا، اور ایک چادر نکالی جس کو ملبدہ کہا جاتا ہے پھر انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھی دو کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔

۵۳۲۹۔ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَیَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّۃَ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ ھِلَالٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ اِزَارًا وَکِسَاءً مُلَبَّدًا فَقَالَتْ فِیْ ھٰذَا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ اِزَارًا غَلِیْظًا۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تہبند اور ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انھی کپڑوں میں وفات ہوئی تھی، ایک روایت میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

۵۳۳۰۔ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَیُّوْبَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَقَالَ اِزَارًا غَلِیْظًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں موٹے کپڑے کے تہبند کا ذکر ہے۔

۵۳۳۱۔ وَحَدَّثَنِیْ سُرَیْجُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّاءَ بْنِ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل اوڑھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ۔

کر باہر آئے جس پر پالان کے نقشے بنے ہوئے تھے۔

۵۳۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس کے ساتھ آپ ٹیک لگاتے تھے، چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۳ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر (گدا) جس پر آپ سوتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۵۳۳۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ضِجَاعُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ يَنَامُ عَلَيْهِ۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے اس میں بستر کے لیے ضجاع کا لفظ ہے۔

بَابُ ۷۳۳ جَوَازِ اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

غالیچہ یا قالین کے جواز کا بیان

۵۳۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَ عَمْرٌو وَقُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ أَتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے شادی کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے غالیچے بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہمارے پاس غالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا اب عنقریب ہوں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۳۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذْتَ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَ امْرَأَتِي نَمَطٌ فَأَنَا أَقُولُ نَحِّيهِ عَنِّي وَتَقُولُ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری شادی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے قالیچے بنائے ہوئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالیچے کہاں؟ آپ نے فرمایا: اب ہو جائیں گے! حضرت جابر نے کہا میری بیوی کے پاس ایک قالیچہ (قالین) ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کو مجھ سے دُور رکھیو، اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عنقریب قالین ہوں گے۔

۵۳۳۷- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَأَدَعُهَا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

بَابُ ۳۵ كَرَاهَةِ مَا زَادَ عَلَى الْحَاجَةِ مِنَ الْفِرَاشِ وَاللِّبَاسِ

ضرورت سے زیادہ بستر اور لباس بنانے کی کراہت

۵۳۳۸- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے ہے، ایک اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا بستر مہمان کے لیے اور چوتھا بستر شیطان کے لیے ہے۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے جو چیز ضرورت سے زائد ہو گی وہ بڑائی کے اظہار اور تکبر کے لیے ہو گی، اس لیے ضرورت سے زائد چیز مکروہ اور مذموم ہے، اور ہر مذموم چیز کی شیطان کی طرف نسبت ہوتی ہے اس لیے اس حدیث میں چوتھے بستر کی شیطان کی طرف نسبت ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو ضرورت سے زائد ہو وہ مکروہ اور مذموم ہے۔

بَابُ ۳۶ تَحْرِيمِ جَرِّ الثَّوْبِ خُيَلَاءَ

تکبر سے کپڑا لٹکا کر چلنے کی ممانعت

۵۳۳۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے پیر گھسیٹ کر چلے اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ ۔

۵۳۴۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ وَ اَبُوْ اُسَامَۃَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا یَحْیٰی (وَھُوَ الْقَطَّانُ) کُلُّھُمْ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِیْعِ وَ اَبُوْ کَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ کِلَاھُمَا عَنْ اَیُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ وَ ابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ حَدَّثَنِیْ اُسَامَۃُ کُلُّ ھٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِکٍ وَ زَادُوْا فِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی سات سندیں بیان کیں ، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۵۳۴۱۔ وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاھِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ وَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ یَجُرُّ ثِیَابَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے کپڑا لٹکا کر (یا گھسیٹ کر) چلتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۲۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ کِلَاھُمَا عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ وَ جَبَلَۃَ بْنِ سُحَیْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِھِمْ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۳۴۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا حَنْظَلَۃُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تکبر سے کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۵۳۴۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِثْلَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ ثِيَابَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، پھر اس کی مثل روایت ہے، البتہ اس میں ثیاب کا لفظ ہے۔

۵۳۴۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَنَّاقَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ رَأٰى رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهٗ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَانْتَسَبَ لَهٗ فَإِذَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ فَعَرَفَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَقُوْلُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ لَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ إِلَّا الْمَخِيْلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

مسلم بن یناق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا، وہ شخص بنو لیث سے تھا حضرت ابن عمر نے اس کو پہچان لیا اور کہا میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے: جو شخص محض تکبر کے ارادہ سے چادر لٹکائے گا (یا گھسیٹ کر چلے گا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ) ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُوْ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ (يَعْنِي ابْنَ نَافِعٍ) كُلُّهُمْ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيْثِ أَبِي يُوْنُسَ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْحَسَنِ وَفِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيْعًا مَنْ جَرَّ إِزَارَهٗ وَلَمْ يَقُوْلُوْا ثَوْبَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی ہے، ایک روایت میں ہے جس نے اپنی چادر گھسیٹی اور کپڑے کا ذکر نہیں ہے۔

۵۳۴۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ

عباد بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن عبد الحارث کے غلام مسلم بن یسار کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کریں کہ جو شخص تکبر سے چادر لٹکاتا ہو کیا انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ سُنا ہے؟ انھوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَمْوَتُ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ مَوْلٰى نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ اَنْ يَّسْاَلَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ وَاَنَا جَالِسٌ بَيْنَهُمَا اَسَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔

۵۳۴۸۔ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ فَقَالَ اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا دراں حالیکہ میری چادر لٹک رہی تھی آپ نے فرمایا اے عبداللہ! اپنی چادر اوپر کر لو۔ میں نے اپنی چادر اوپر کی آپ نے فرمایا اور زیادہ کرو، میں نے اور زیادہ اوپر کی، پھر میں اس کو اوپر کرتا رہا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے عرض کیا کہاں تک اوپر کرے، آپ نے فرمایا: نصف پنڈلیوں تک۔

۵۳۴۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ (وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ) قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَرَاٰى رَجُلًا يَجُرُّ اِزَارَهٗ فَجَعَلَ يَضْرِبُ الْاَرْضَ بِرِجْلِهٖ وَهُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَهُوَ يَقُوْلُ جَاءَ الْاَمِيْرُ جَاءَ الْاَمِيْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ يَّجُرُّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔

محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے ایک شخص کو چادر گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھا، وہ شخص بحرین کا امیر تھا، وہ شخص زمین پر پیر مار مار کر کہہ رہا تھا: امیر آگیا امیر آگیا! حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اتراتے ہوئے اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں کرے گا۔

۵۳۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُثَنّٰى كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُسْتَخْلَفُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ۔

ابن جعفر کی روایت میں ہے مروان نے حضرت ابو ہریرہ کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا، اور ابن مثنیٰ کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ مدینہ کے حاکم تھے۔

مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسفل من الکعبین من الازار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہو گا وہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فی النار۔ ۱؎

جہنم میں ہوگا۔

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل یجر ازارہ خسف بہ فھو یتجلجل فی الارض الی یوم القیمۃ ۲؎

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلتا تھا، اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن سلیم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارفع ازارک الی نصف الساق فان ابیت فالی الکعبین وایاک واسبال الازار فانھا من المخیلۃ وان اللہ لا یحب المخیلۃ ۳؎

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تہبند کو آدھی پنڈلیوں تک اونچا رکھو، اور اگر ایسا نہ کرو، تو ٹخنوں تک اونچا رکھو، اور تہبند لٹکانے سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ قال بینما رجل یصلی مسبلا ازارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فتوضأ فذھب فتوضأ ثم جاء فقال اذھب فتوضأ فقال لہ رجل یارسول اللہ مالک امرتہ ان یتوضأ ثم سکت عنہ ثم قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل ۴؎

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تہبند لٹکاتے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاکر وضو کرو، اس نے جاکر وضو کیا، اور پھر آیا، آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا ہے! آپ خاموش ہوگئے پھر آپ نے فرمایا: یہ شخص تہبند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن مجاھد قال من مس ازارہ کعبیہ لم تقبل لہ صلوتہ ۵؎

مجاہد کہتے ہیں جس شخص کا تہبند ٹخنوں کو چھوئے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

۱؎۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

۲؎۔ " " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱،

۳؎۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ

۴؎ " " " سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹۔

۵؎۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

۶؎۔ اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اس کے ٹخنوں کا نچلا حصہ جہنم میں ہوگا یا یہ اہل جہنم کا طریقہ ہے۔ منہ

۷؎۔ یہ حدیث بھی تکبر پر محمول ہے یا یہ تشدید اور تغلیظ کے قبیل سے ہے۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن حذیفۃ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باسفل عضلۃ ساقی او ساقہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی یا اپنی پنڈلی کے پچھوں کو پکڑ کر فرمایا: یہ تہبند کی جگہ ہے، اگر تم ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا نیچے، اور اگر ایسا نہ کرو تو اس سے ذرا اور نیچے اور اگر تم ایسا نہ کرو تو ٹخنوں پر تہبند کا کوئی حق نہیں ہے۔

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازرۃ المؤمن الی نصف الساق فما کان الی الکعب فلا باس وما کان تحت الکعب ففی النار [2]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے تہبند کی حد پنڈلیوں کے نصف تک ہے، اگر ٹخنوں تک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔

تکبر کے بغیر یا اتفاقاً ٹخنے کے نیچے لٹکنے والے لباس کی رخصت کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ ان احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء [3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں خیال نہ رکھوں تو میرے تہبند کی ایک جانب ڈھلک جاتی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

عن ابی بکرۃ قال خسفت الشمس ونحن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام یجر ثوبہ مستعجلا حتی اتی المسجد وثاب الناس فصلی رکعتین الحدیث [4]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا، آپ جلدی سے اٹھے دراں حالیکہ آپ کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا، آپ مسجد میں آئے اور لوگ بھی پلٹ کر آگئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۳-۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[2] " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۰۳

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] " " " صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۱، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی وائل عن ابن مسعود انہ کان یسبل ازارہ فقیل لہ (فی ذلک) فقال انی رجل حمش الساقین [1]

ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تہبند لٹکتا رہتا تھا، ان سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا، انھوں نے کہا میں ایسا شخص ہوں جس کی پنڈلیاں پتلی ہیں۔

عن عکرمۃ قال رایت ابن عباس یاتزر فارسل ازارہ من بین یدیہ حتی تقع حاشیتہ علی ظہر قدمیہ یرفع من مؤخرہ [2]

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس کو اس طرح تہبند باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے آگے سے تہبند کو لٹکا دیتے حتی کہ تہبند کے کنارے قدموں کی پشت سے لگتے اور پشت کی جانب سے تہبند کو اونچا رکھتے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ وقال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطاتک اثنتان سرف او مخیلۃ [3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر اور اسراف کے بغیر کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، حضرت ابن عباس نے کہا جو چاہے کھاؤ اور جو چاہے پہنو بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ ہو۔

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء شافعیہ کی آراء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:
تہبند، قمیص اور عمامہ ان میں سے ہر ایک کو ٹخنوں کے نیچے تکبر سے لٹکانا منع ہے، اور بغیر تکبر کے لٹکانا مکروہ ہے، چونکہ احادیث میں کپڑا لٹکانے کی ممانعت کو تکبر کے ساتھ مقید کیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تحریم تکبر کے ساتھ مخصوص ہے، امام شافعی نے اس فرق کی تصریح کی ہے اور عورتوں کے لیے کپڑا لٹکانے کی اجازت ہے اس کے جواز کی احادیث میں تصریح ہے اور اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔
حضرت ابوسعید کی روایت میں ہے کہ مومن کا تہبند پنڈلیوں کے نصف سے لے کر ٹخنوں تک نیچے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے، للہٰذا پنڈلیوں کے نصف تک تہبند لٹکانا مستحب ہے، اور ٹخنوں تک نیچے کرنا بلاکراہت جائز ہے اور تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے اور جن احادیث میں مطلقاً آیا ہے کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو تکبر کی وجہ سے لٹکایا گیا ہو، کیونکہ یہ احادیث مطلق ہیں اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔ [4]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۰۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[2] " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۰۶، " " " "

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبر سے تہبند لٹکانا گناہ کبیرہ ہے، اور بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا بھی بظاہر احادیث سے حرام ہی معلوم ہوتا ہے لیکن احادیث میں جو تکبر کی قید لگائی گئی ہے اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جن احادیث میں تہبند لٹکانے سے مطلقاً منع کیا ہے وہ بھی تکبر سے لٹکانے پر محمول ہیں، لہٰذا بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا حرام نہیں ہے، علامہ ابن عبدالبر (مالکی) نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تکبر کے تہبند لٹکانے پر وعید نہیں ہے البتہ قمیص اور دیگر کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہر حال میں مذموم ہے۔ [1]

علامہ کرمانی شافعی لکھتے ہیں:

تہبند گھسیٹ کر چلنا اس وقت حرام ہے جب تکبر کی وجہ سے ہو اور جب تکبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ قمیص اور تہبند کی لمبائی میں مستحب یہ ہے کہ پنڈلیوں کے نصف تک ہو، اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے اور اگر ٹخنوں سے نیچے ہو تو یہ تکبر کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی ہے۔ [2]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء مالکیہ کی آراء

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت تکبر کی وجہ سے ہے، سو جو شخص جلدی کی وجہ سے کپڑا گھسیٹ کر چلا یا اس کا تہبند قائم نہیں رہتا اور پھسل کر نیچے آجاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح میدان جنگ میں کفار کے سامنے تکبر سے تہبند لٹکانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام کی عزت اور دشمن اسلام کی تحقیر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہر حال میں کراہت منقول ہے۔ [3]

علامہ سنوسی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے جس شخص کے لباس کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہو گا وہ جہنم میں ہو گا بہ شرطیکہ وہ تکبر کی بناء پر ہو، کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اس لیے اس کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور اگر تکبر کی بناء پر لباس نہ لٹکایا گیا ہو تو پھر وہ مکروہ (تنزیہی) ہے۔ [4]

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی آراء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قمیصوں، تہبندوں اور شلواروں کو تکبر سے لٹکانا مکروہ ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کپڑوں کو تکبر سے لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز میں تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حلال میں ہے نہ حرام میں۔ [5]

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۶۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ محمد بن یوسف کرمانی شافعی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکوکب الدراری شرح البخاری ج ۲۱ ص ۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ

[3] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۸۵-۳۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[4] علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال الاکمال ج ۵ ص ۳۸۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[5] علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ٹخنوں کے نیچے تک لمبے لباس کے متعلق فقہاء احناف کی آراء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

جس شخص نے بغیر قصد تکبر کے تہبند ٹخنوں کے نیچے رکھا اس میں کوئی کراہت ہے نہ کوئی حرج ہے، اسی طرح کسی ضرر کو دُور کرنے کے لیے بھی لباس لٹکانا جائز ہے مثلاً اس کے ٹخنوں کے نیچے کوئی زخم ہو یا خارش ہو، یا اگر وہ ٹخنوں کو نہ ڈھانپے تو اس پر مکھیاں اور دیگر حشرات الارض کے بیٹھنے کا خطرہ ہو، اور لمبی قمیص یا لمبے تہبند کے علاوہ اور کوئی چیز ڈھانپنے کے لیے میسر نہ ہو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علاج کے لیے شرمگاہ کو کھولنا جائز ہے، ہمارے شیخ زین الدین نے کہا اگر کوئی عذر نہ ہو اور نہ ہی تکبر کا قصد ہو تو پھر علامہ نووی نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ [1]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے تہبند کے ایک جانب ڈھلکنے کا ذکر کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا تہبند بلا قصد ڈھلک جائے اس پر کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ اعتراض ہو کہ امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر حال میں تہبند لٹکانے کو مکروہ کہتے تھے، اس کے جواب میں علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عمر کی تشدیدات میں سے ہے، ورنہ حضرت ابن عمر تو خود اس حدیث کے راوی ہیں ان سے یہ حکم کیسے مخفی ہو سکتا ہے! [2]

علامہ عینی لکھتے ہیں:

نماز کسوف کے موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تہبند تکبر کی وجہ سے نہ لٹکایا گیا ہو تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [3]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے یا اترا کر تہبند گھسیٹ کر چلا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، ابن الملک نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے تہبند گھسیٹ کر چلنا حرام نہیں ہے لیکن یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ [4]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بلا قصد تہبند لٹکانا مضر نہیں ہے خاص طور پر جس شخص کی خصلت میں تکبر نہ ہو، البتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا افضل ہے، اسی لیے یہ واضح ہو گیا کہ چادر گھسیٹ کر چلنے کی حرمت کا سبب تکبر ہے، جیسا کہ احادیث میں اس حکم کو تکبر کی شرط سے مقید کیا گیا ہے۔ [5]

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] 〃 〃 〃 ، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶، 〃 〃 ، 〃

[3] 〃 〃 〃 ، عمدۃ القاری ج ۲۱، ۲۹۶، 〃 〃 ، 〃

[4] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۳۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

[5] 〃 〃 ، مرقات ج ۸ ص ۲۶۴ 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عالمگیری میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب۔ مرد کا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح غرائب میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کے نزدیک بغیر قصد تکبر کے تہبند یا شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا مکروہ تنزیہی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ إِعْجَابِهِ بِثِيَابِهِ — کپڑوں پر اترانے یا اکڑ کر چلنے کی ممانعت

۵۳۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ (يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي قَدْ أَعْجَبَتْهُ جُمَّتُهُ وَبُرْدَاهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے سر کے بالوں اور اپنی پہنی ہوئی چادروں پر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہیگا۔

۵۳۵۲ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا۔

امام مسلم نے کہا تین سندوں کے ساتھ اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

۵۳۵۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْأَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنی دو چادریں پہن کر اتراتا ہوا جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

۵۳۵۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادروں میں اتراتا

۵۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۳، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ.

ہوا جارہا تھا۔ اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

۵۳۵۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ فِيْ حُلَّةٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهِمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص ایک حلّہ میں اتراتا ہوا چل رہا تھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ خَاتَمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۵۳۵۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۵۳۵۷ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۵۸ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگارے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کرتا ہے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: جاؤ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے نفع حاصل کرو، اس نے کہا خدا کی قسم! جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو اس کو میں کبھی نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۵۳۵۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِيَحْيَى ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اس کو پہنتے وقت اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیا کرتے تھے سو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو اتار ــــــ دیا، آپ نے فرمایا میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا تو نگینہ کا رخ اندر کی طرف کر لیتا تھا، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا بخدا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، پھر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵۳۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى ۔

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا۔

۵۳۶۱ - وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ (يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ) عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ ۔

امام مسلم نے تین سندوں کے ساتھ سونے کی انگوٹھی کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی۔

۵۳۶۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ مِنْهُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرٍ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهُ

صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، پہلے وہ آپ کے ہاتھ میں تھی، پھر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی، اس انگوٹھی پر یہ نقش تھا محمد رسول اللہ، ابن نمیر کی روایت میں ہے وہ ایک کنوئیں میں گر گئی اور اس کنوئیں کا نام نہیں لیا۔

۵۳۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی، پھر آپ نے اس کو پھینک دیا، پھر آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنائی اس میں یہ نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور فرمایا کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح نہ کھدوائے، جب آپ اس انگوٹھی کو پہنتے تو انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے رخ کر لیا کرتے تھے، اور یہی وہ انگوٹھی تھی جو معیقیب کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گر گئی تھی۔

۵۳۶۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لِلنَّاسِ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی، اس میں نقش تھا "محمد رسول اللہ" اور لوگوں سے فرمایا میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی ہے اور اس میں "محمد رسول اللہ" کو نقش کرایا ہے، سو اس نقش کی طرح کوئی شخص نقش کندہ نہ کرائے۔

۵۳۶۵ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

۵۳۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ قَالَ قَالُوْا اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا قَالَ فَاتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (شاہ) روم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا وہ لوگ اس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ ہو، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں وہ سفید انگوٹھی ہے اور اس پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ ہے۔

۵۳۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الْعَجَمِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُوْنَ اِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۸ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اَخِيْهِ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهٗ فِضَّةً وَّنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ صرف اس خط کو قبول کرتے ہیں جس پر مہر لگی ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

۵۳۶۹ - حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ يَوْمًا وَّاحِدًا قَالَ فَصَنَعَ النَّاسُ الْخَوَاتِمَ مِنْ وَّرِقٍ فَلَبِسُوْهُ فَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خَاتَمَہٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَھُمْ۔

۵۳۷۰۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ زِیَادٌ اَنَّ ابْنَ شِھَابٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ رَاٰی فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ یَوْمًا وَّاحِدًا ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اضْطَرَبُوا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَّرِقٍ فَلَبِسُوْھَا فَطَرَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَہٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِمَھُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگوٹھی دیکھی، تو سب لوگوں نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۵۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عُقْبَۃُ بْنُ مُکْرَمٍ الْعَمِّیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۷۲۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ الْمِصْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ وَّرِقٍ وَّکَانَ فَصُّہٗ حَبَشِیًّا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

۵۳۷۳۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوْسٰی قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَۃُ بْنُ یَحْیٰی (وَھُوَ الْاَنْصَارِیُّ ثُمَّ الزُّرَقِیُّ) عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ فِیْہِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ایک چاندی کی انگوٹھی تھی، اس میں حبشی نگینہ تھا، آپ نگینہ کو ہتھیلی کے رخ رکھا کرتے تھے۔

۵۳۷۴۔ وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِیْثِ طَلْحَۃَ بْنِ یَحْیٰی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۳۷۵۔ وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاھِلِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یہ کہہ کر انھوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهٖ وَأَشَارَ إِلَى الْخِنْصِرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرٰى۔

۵۳۷۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَجْعَلَ خَاتَمِي فِي هٰذِهٖ أَوِ الَّتِي تَلِيهَا لَمْ يَدْرِ عَاصِمٌ فِي أَيِّ الثِّنْتَيْنِ وَنَهَانِي عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ جُلُوسٍ عَلَى الْمَيَاثِرِ قَالَ فَأَمَّا الْقَسِّيُّ فَثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُؤْتٰى بِهَا مِنْ مِصْرَ وَالشَّامِ فِيهَا شِبْهُ كَذَا وَأَمَّا الْمَيَاثِرُ فَشَيْءٌ كَانَتْ تَجْعَلُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ عَلَى الرَّحْلِ كَالْقَطَائِفِ الْأُرْجُوَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انگلی اور اس کے پاس والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، راوی کو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت علی نے کون سی دو انگلیاں بتائی تھیں، اور مجھے قسی (ریشم کی ایک قسم) پہننے سے اور ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا، قسی وہ چار خانے والے کپڑے ہیں جو مصر اور شام سے آتے ہیں اس میں کچھ شبیہیں ہوتی ہیں اور ریشمی گدے وہ ہیں جن کو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے پالان پر بچھاتی ہیں جیسے ارجوانی چادریں ہوتی ہیں۔

۵۳۷۷۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنِ ابْنٍ لِأَبِي مُوسٰى قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

۵۳۷۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهٰى أَوْ نَهَانِي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے بعد مثل سابق ہے۔

۵۳۷۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي إِصْبَعِي هٰذِهٖ أَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَأَوْمَأَ إِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِيهَا۔

ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، حضرت علی نے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہونے کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہے، البتہ شیخ ابن حزم ظاہری نے مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کو بھی جائز کہا ہے اور بعض علماء نے مکروہ کہا ہے لیکن یہ دونوں قول باطل ہیں، اس باب میں امام مسلم نے جو احادیث روایت کی ہیں وہ احادیث اور تمام مسلمانوں کا اجماع ان کے رد کے لیے کافی ہے، نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ریشم اور سونے کے متعلق یہ ارشاد ہے: یہ میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

اس باب کی حدیث نمبر ۵۳۵۸ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی برائی کو اپنے ہاتھ سے زائل کرنا چاہیے۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد صحابہ نے اس شخص سے کہا اس انگوٹھی کو اٹھالو اور اس سے نفع حاصل کرو، اس شخص نے کہا خدا کی قسم جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو میں اس کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا! اس شخص کے اس قول سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت میں انتہائی مبالغہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ جس چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا اس نے تاویلات کر کے اس چیز کے اٹھانے کو اچھا نہیں سمجھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو بطور اباحت نہیں اٹھایا تھا، فقراء میں سے کوئی شخص اس کو اٹھا کر کام میں لے آئے تو یہ جائز ہے، اور اگر وہ شخص اس کو اٹھا لیتا تو وہ اس کو بیچ کر اپنے کام میں لاسکتا تھا، اس شخص نے اس انگوٹھی کو خود اٹھانے سے اجتناب کیا اور یہ ارادہ کیا کہ وہ کسی محتاج شخص پر صدقہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۵۳۵۹ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی پہنی، لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو پھینک دیا سو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے پہلے مردوں کے لیے سونا پہننا مباح تھا بعد میں حرام کر دیا گیا، اور یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شارع بنایا ہے اور آپ کو کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے کا اختیار دیا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء اور اتباع کرتے میں اور آپ کے احکام کی اطاعت کرنے میں بہت جلدی کرتے تھے۔

چاندی کی انگوٹھی پہننے اور اس پر نقش کندہ کرانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۳۶۲ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی پہلے وہ آپ کے پاس رہی، پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس رہی، پھر حضرت عمر کے پاس رہی، پھر حضرت عثمان کے پاس رہی، حتیٰ کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے وہ چاہ اریس میں گر گئی، اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کندہ تھا۔

اس حدیث میں آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے اور ان کا لباس پہننے کا ثبوت ہے اور چاندی کی انگوٹھی پہننے کا ثبوت ہے اور یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو اپنا وارث نہیں بنایا، کیونکہ آپ کی انگوٹھی آپ کے ورثاء کو ترکہ میں نہیں ملی، بلکہ آپ کی انگوٹھی، آپ کا پیالہ اور آپ کے ہتھیار وغیرہ مسلمانوں پر صدقہ کر دیے گئے تھے، اور مسلمان حسب ضرورت اور حسب مصلحت ان چیزوں میں تصرف کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمات کے عوض ان کو آپ کا پیالہ دے دیا گیا تھا، اور وہ کسی شخص کو اس سے تبرک لینے سے منع نہیں کرتے تھے، اور باقی اثاثہ دوسرے معروف لوگوں کو دے دیا گیا تھا، اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آپ کی انگوٹھی خلفاء کی ضرورت کی بناء پر خلفاء کو دے دی گئی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگوٹھی پر نام لکھوانا جائز ہے اور اللہ کے نام کو نقش کرانا بھی جائز ہے، فقہاء شافعیہ، سعید بن مسیب، امام مالک، اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے، ابن سیرین اور بعض فقہاء نے اللہ کا نام نقش کرانے کو مکروہ کہا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے، انگوٹھی پر اللہ کا نام، اپنا نام یا کوئی اور حکمت آمیز کلمہ نقش کرانا جائز ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر میرا نقش کندہ نہ کرائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملوک عجم کی طرف لکھے ہوئے خطوط پر مہر لگانے کے لیے انگوٹھی پر نقش کرایا تھا، اگر دوسرے لوگ بھی یہ نقش کرا لیتے تو پھر آپ کی مہر کا امتیاز نہ رہتا۔

حدیث نمبر ۵۲۶۹ میں ہے لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی انھوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ ابن شہاب کا وہم ہے دراصل یہاں سونے کی انگوٹھی کا لفظ ہے جیسا کہ ابن شہاب کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایات میں حضرت انس سے سونے کی انگوٹھی پھینکنے کا ذکر ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور سونے کی انگوٹھی پھینک دی، سو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ اور فقہاء مالکیہ کے نظریات

حدیث نمبر ۵۲۷۵ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے اور حدیث نمبر ۵۲۷۹ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ چھنگلی میں انگوٹھی پہنے، اور عورت تمام انگلیوں میں انگوٹھی پہن سکتی ہے، اور چھنگلی میں انگوٹھی پہننے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انگلی ایک کنارے پر ہوتی ہے اور کام کاج کے وقت اس انگلی میں انگوٹھی مختلف چیزوں کے ساتھ ٹکرانے سے بچی رہتی ہے اور اس حدیث کی بناء پر مرد کے لیے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننا مکروہ تنزیہی ہے، باقی دائیں اور بائیں ہاتھ دونوں میں انگوٹھی پہننے کے متعلق صحیح حدیثیں ہیں، اور فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا صحیح ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کس ہاتھ میں پہننا ہے، اکثر متقدمین نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا ہے، اور امام مالک نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو افضل کہا اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ قرار دیا، فقہاء شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے کیونکہ انگوٹھی زینت کے لیے ہوتی ہے اور دایاں ہاتھ اپنے شرف کی وجہ سے زینت کا زیادہ مستحق ہے۔ [1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۶ - ۱۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں، امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، نیز امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد، امام بزار اور ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اور امام دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے تاآنکہ آپ کا وصال ہوگیا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا بھی ذکر ہے، ابوالشیخ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا، اور امام ترمذی نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے ان احادیث کے اختلاف کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا یہ ثابت ہیں نہ یہ لیکن دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بکثرت احادیث ہیں اور فقہاء شافعیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضل ہے اور امام مالک کے نزدیک بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب ہے اور وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ کہتے ہیں اور احناف کا مذہب اجناس میں اس طرح لکھا ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننا چاہیے۔ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے نہ چھنگلی کے سوا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی میں پہنے، فقیہ ابواللیث نے جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے کہ دایاں اور بایاں ہاتھ دونوں برابر ہیں، اور ہمارے بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں لیکن بعد میں بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے پر اتفاق ہوگیا، اور یہی قول برحق ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی پھر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی، اور یہی آپ کا آخری عمل تھا، اگر یہ سوال کیا جائے کہ چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شدید مکروہ ہے اور سنت کی مخالفت ہے صاحب کافی نے چھنگلی کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فقہاء شافعیہ کے دو قول نقل کیے ہیں، اور علامہ رافعی شافعی کہا ہے کہ عورت چھنگلی کے علاوہ بھی کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہن سکتی ہے۔ [1]

چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا حکم

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۷-۳۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر یہ سوال کیا جائے کہ چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؛ اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں پر سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، اسی طرح لوہے، سیسے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا بھی مطلقاً حرام ہے اور عقیق (کے نگینہ) کی انگوٹھی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہمارے اصحاب نے یہ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عقیق کی انگوٹھی پہنتے تھے، اور فرمایا اس کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ برکت والا ہے

لیکن اس میں اعتراض ہے، ابن منجویہ نے ابراہیم سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زرد یاقوت کی انگوٹھی پہنی اس پر فقر نہیں آئے گا اور زمرد فقر کو دور کرتا ہے اور جس شخص نے عقیق پہنا اس کے لیے سعادت لکھ دی جائے گی کیونکہ یہ مبارک ہے اور عقیق کی انگوٹھی پہننے میں اتنی درجہ ثواب ہے، صاحب توضیح نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اور اس پر یہ نقش کندہ کرایا وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر خیر کی توفیق دے گا اور دو فرشتے اس کے وکیل بنا دیے جائیں گے جو اس سے محبت کریں گے، امام ابن جوزی نے اس روایت کا موضوعات میں ذکر کیا ہے[1]

بَابُ ۳۹ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ!

جوتیاں پہننے کا استحباب

۵۳۸۰ - حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے وہاں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بکثرت جوتیاں پہنا کرو کیونکہ جب تک کوئی شخص جوتیاں پہنے رہے وہ (گویا) سوار رہتا ہے۔

ف: یعنی جو شخص جوتیاں پہنے گا وہ مشقت اور تھکاوٹ کے کم ہونے اور پیروں کی سلامتی میں سوار کے مشابہ ہوگا، کیونکہ جوتیاں پہننے سے اس کے پیر کیل کانٹے اور تکلیف دہ چیزوں کے چبھنے سے محفوظ رہیں گے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر کے لیے لشکر کی خیر خواہی کرنا مستحب ہے۔

بَابُ ۴۰ اِسْتِحْبَابِ لُبْسِ النِّعَالِ فِي الْيُمْنٰى اَوَّلًا وَالْخَلْعِ مِنَ الْيُسْرٰى اَوَّلًا وَكَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ

دائیں پاؤں میں پہلے جوتی پہننے اور بائیں پاؤں سے پہلے جوتی اتارنے کا استحباب اور ایک جوتی پہن کر چلنے کی کراہت

۵۳۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جوتی پہنے

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۳۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ؛

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابن زیاد) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا۔

تو دائیں پیر سے ابتداء کرے اور جب جوتی اتارے تو بائیں (پیر) سے ابتداء کرے اور دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتی میں نہ چلے، دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں جوتیاں اتار دے۔

۵۳۸۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَقَالَ اَلَا اِنَّكُمْ تَحَدَّثُوْنَ اَنِّیْ اَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَهْتَدُوْا وَاَضِلَّ اَلَا وَاِنِّیْ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِی الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا۔

ابورزین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے انہوں نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا: سنو! کیا تم یہ بیان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہوں تاکہ تم ہدایت پا جاؤ اور میں گمراہ ہو جاؤں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ اس کو ٹھیک کرنے سے پہلے دوسری جوتی نہ پہنے۔

۵۳۸۴۔ وَحَدَّثَنِيْهِ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ رَزِيْنٍ وَاَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں ان احادیث سے تین مسائل معلوم ہوئے:

(۱)۔ جوتی پہننے میں دائیں پیر سے ابتداء کرے، اسی طرح ہر مکرم چیز میں دائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً موزہ یا شلوار پہننے میں، سر منڈانے میں، کنگھی کرنے میں، مونچھیں کاٹنے میں، مسواک کرنے، سرمہ لگانے اور ناخن کاٹنے میں، اسی طرح وضو، غسل اور تیمم میں، مسجد میں دخول اور بیت الخلاء سے خروج میں، صدقہ دینے میں اور اچھی چیز دینے یا لینے میں دائیں جانب سے ابتداء کرے۔

(۲)۔ جو چیز عزت اور کرامت کی ضد ہو اس میں بائیں طرف سے ابتداء کرے، مثلاً جوتی، موزہ اور شلوار اتارنے میں، مسجد سے خروج اور بیت الخلاء میں دخول کے وقت اور اسی طرح کے دیگر ناپسندیدہ کاموں میں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۳)۔ بلا عذر ایک جوتی یا ایک موزہ پہننا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ وقار کے خلاف ہے اور یہ سب امور مستحب ہیں۔ ؎

بَابُ النَّهْيِ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ایک کپڑے میں صمّاء اور احتباء کی ممانعت

۵۳۸۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتی پہن کر چلنے صمّاء پہننے اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا درآں حالیکہ اس کی شرمگاہ کھل جائے۔

ف: صمّاء کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص تہبند باندھ کر اس کے پلو کو سامنے یا پیچھے سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لے جس سے اس کی شرمگاہ کھل جائے، اور احتباء کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا (تہبند یا قمیص) پہن کر اکڑوں بیٹھ جائے بایں طور کہ اس کی سرین زمین پر ہو اور گھٹنوں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے بھی شرم گاہ کھلنے کا خدشہ ہے۔

۵۳۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ أَوْ مَنِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِي بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتی کو پہن کر نہ چلے حتیٰ کہ اس جوتی کو ٹھیک کر لے، اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک کپڑے میں احتباء نہ کرے اور نہ ایک کپڑے کو بطور صمّاء پہنے۔

۵۳۸۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں صمّاء اور احتباء سے منع فرمایا اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا۔

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸ - ۱۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۳۸۸۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ وَلَا تَحْتَبِ فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ وَلَا تَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْكَ عَلَى الْأُخْرٰى إِذَا اسْتَلْقَيْتَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جوتی پہن کر نہ چلو، اور ایک چادر میں بطور احتبار نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور بطور صماء کپڑا نہ پہنو اور چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھو۔

۵۳۸۹۔ وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْأَخْنَسِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص چت لیٹ کر اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔

۵۳۹۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

۵۳۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں۔

ف: حدیث نمبر ۵۳۸۷، ۵۳۸۸ اور ۵۳۸۹ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چت لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھنے سے منع فرمایا، اور حدیث نمبر ۵۳۹۰ میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں چت لیٹے ہوئے تھے دراں حالیکہ آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ممانعت اس حال پر محمول ہے جب اس طرح لیٹنے سے شرمگاہ کھل جائے اور جب یہ خدشہ نہ ہو تو پھر اس طرح لیٹنا جائز ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا اسی طرح تھا، اس حدیث میں مسجد میں چت لیٹنے یا ٹیک لگا کر بیٹھنے کا بھی ثبوت ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کی بناء پر مسجد میں لیٹے تھے یا تھکاوٹ کی بناء پر یا طلب راحت کے لیے یا کسی اور وجہ سے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر مساجد میں اس طرح

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں بیٹھتے تھے، آپ کی نشست عام طور پر چار زانو ہوتی تھی یا آپ اکڑوں یا دو زانو بیٹھتے تھے۔ ؎

بَابُ ۴۲ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے منع کرنا

۵۳۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي لِلرِّجَالِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زعفرانی رنگ سے منع فرمایا حماد نے کہا یعنی مردوں کو۔

۵۳۹۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا۔

مردوں کے لیے زعفرانی اور دوسرے رنگوں کے لباس کے متعلق ہم نے باب نمبر ۳۱، میں مفصل احکام بیان کر دیے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ ۴۳ اِسْتِحْبَابِ خِضَابِ الشَّيْبِ بِصُفْرَةٍ وَحُمْرَةٍ وَتَحْرِيمِهِ بِالسَّوَادِ

سفید بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنے کا استحباب اور سیاہ رنگ کی ممانعت

۵۳۹۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ أَوْ جَاءَ عَامَ الْفَتْحِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ مِثْلُ الثَّغَامِ أَوِ الثَّغَامَةِ فَأَمَرَ أَوْ فَأُمِرَ بِهِ إِلَى نِسَائِهِ قَالَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال یا فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو لایا گیا یا خود وہ آئے اور ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے، تو آپ نے ان کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی سفیدی کو کسی چیز سے متغیر کردو۔

۵۳۹۵- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح

؎ علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھولوں) کی طرح سفید تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

۵۳۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے (یعنی بال نہیں رنگتے) سو تم ان کی مخالفت کرو۔

سفید بالوں کو برقرار رکھنے کے متعلق احادیث و آثار

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنتفوا الشيب ما من مسلم يشيب شيبة فى الاسلام قال عن سفيان الا كانت له نورا يوم القيامة وقال فى حديث يحيى الا كتب الله بها حسنة وحط عنه بها خطيئة۔[1]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید بالوں کو نہ اکھاڑو، جس شخص کے بال بھی اسلام میں سفید ہوں گے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے، یحییٰ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ان بالوں کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا اور ایک برائی مٹا دے گا۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن فضالة بن عبيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من شاب شيبة فى الاسلام كانت له نورا يوم القيامة فقال له رجل عند ذلك فان رجالا ينتفون الشيب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شاء فلينتف نوره رواه البزار والطبرانى وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه ضعف وبقية

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے بال اسلام میں سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے، اس وقت ایک شخص نے کہا کچھ لوگ سفید بال اکھاڑتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہے اپنے نور کی نفی کرے۔ اس حدیث کو امام بزار اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے، اس کی روایت

[1] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ورجالہ ثقات [1]

حسن ہے تاہم اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تبارک وتعالی انی لاستحیی من عبدی وامتی فتشیب لحیۃ عبدی ورأس امتی فی الاسلام اعذبھما بعد ذلک رواہ ابو یعلی وفیہ نوح بن ذکوان وغیرہ من الضعفاء [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے اس بندے اور اس بندی سے حیا کرتا ہوں کہ میرے جس بندے کی ڈاڑھی اسلام میں سفید ہو گئی اور میری جس بندی کا سر اسلام میں سفید ہو گیا میں ان کو اس کے بعد عذاب دوں۔ اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں نوح بن ذکوان اور دوسرے راوی ضعیف ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الشعبی قال: رایت علیا ابیض الراس واللحیۃ قد ملأت ما بین منکبیہ [3]

شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے اور ان کے بال کندھوں تک تھے۔

عن عبد العزیز بن ابی سلیمان قال: رایت السائب بن یزید ابیض الراس واللحیۃ [4]

عبد العزیز بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔

عن فطر قال رایت مجاھدا شدید بیاض الراس واللحیۃ ورایت سعید بن جبیر ابیض اللحیۃ [5]

فطر کہتے ہیں میں نے مجاہد کو دیکھا ان کا سر اور ڈاڑھی بہت سفید تھی اور میں نے دیکھا کہ سعید بن جبیر کی ڈاڑھی سفید تھی۔

سفید بالوں پر خضاب لگانے کے متعلق احادیث و آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم [6]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے سو تم ان کی مخالفت کرو۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] " " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۵۹، " " "

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۸، " " "

[5] " " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۷، " " "

[6] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم غیروا الشیب ولا تشبهوا بالیهود وفی الباب عن الزبیر وابن عباس وجابر وابی ذر وانس وابی رمثة والجهدمة وابی الطفیل وجابر بن سمرة وابی جحیفة وابن عمر حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح وقد روی من غیر وجه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اس باب میں حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت ابوذر، حضرت انس، حضرت ابی رمثہ، حضرت جہدمہ، حضرت ابی الطفیل، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوجحیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت ابوہریرہ کی روایت دیگر متعدد اسانید سے بھی مروی ہے۔

عن ابی ذر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان احسن ما غیر به الشیب الحناء والکتم هذا حدیث حسن صحیح [3]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے سفید بالوں کو متغیر کیا جاتا ہے ان میں سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے (ایک قسم کی گھاس جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے، یعنی سرخ اور سیاہ کا آمیزہ جس کو عنابی رنگ یا ڈارک براؤن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال اتی بابی قحافة یوم فتح مکة ورأسه ولحیته کالثغامة بیاضا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد۔ [5]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کسی چیز سے متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۶۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] " " " " ، جامع ترمذی ص ۲۶۷، " "

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[5] " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ ابن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

عن ابن عباس قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا قال فمر اخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا فمر اخر قد خضب بالصفرۃ فقال ھذا احسن من ھذا کلہ۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گذرا جس نے مہندی سے بالوں کو رنگا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے، پھر ایک شخص مہندی اور کتم (ایک جڑی بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا، آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے، پھر ایک شخص زرد رنگ سے بالوں کو رنگے ہوئے گذرا، آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی جعفر الانصاری قال رایت ابابکر لکان راسہ ولحیتہ کانھما جمر الغضی [3]

ابوجعفر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر اور ڈاڑھی روشن انگارے کی طرح سرخ تھی۔

عن اسماعیل قال: رایت انسا یخضب بالحناء [4]

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے۔

عن اسماعیل قال: رایت انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفی وخضابھما احمر [5]

اسماعیل کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا وہ سرخ خضاب لگاتے تھے۔

عن العیزار بن حریث قال، کان الحسین بن علی یخضب بالحناء والکتم [6]

عیزار بن حریث کہتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما مہندی اور کتم (کو ملا کر) خضاب لگاتے تھے۔

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، " " " "

[3] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[4] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۵، " " "

[5] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۷، " " "

[6] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۷، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قوم یخضبون فی اٰخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگے گی وہ (میدانِ حشر میں) جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

حافظ نورالدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی اٰخر الزمان قوم یسودون اشعارھم لا ینظر اللہ الیھم رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ جید۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اپنے بالوں کو سیاہ رنگ کے ساتھ رنگے گی، اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند عمدہ ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیامۃ رواہ الطبرانی وفیہ الوضین بن عطاء وثقہ احمد وابن معین وابن حبان وضعفہ من ھو دونھم فی المنزلۃ وبقیۃ رجالہ ثقات۔[3]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ہے، وضین بن عطاء، امام احمد، امام ابن معین اور امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور ان سے کم درجہ کے لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصفرۃ خضاب المؤمن، والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر۔[4]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زرد رنگ مومن کا خضاب ہے، سرخ رنگ مسلم کا خضاب ہے، اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] ″ ″ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، ″ ″ ″

[4] ″ ″ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳، ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن مجاهد انه كره الخضاب بالسواد وقال اول من خضب به فرعون [1]

مجاہد سیاہ خضاب کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا۔

عن ایوب قال سمعت سعید بن جبیر وسئل عن الخضاب بالوسمة فكرهه فقال یكسو الله العبد فی وجهه النور ثم یطفئه بالسواد [2]

ایوب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کے چہرے میں نور کا لباس پہناتا ہے اور وہ اس نور کو سیاہی سے چھپا دیتا ہے

سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کے جواز کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن عامر بن سعد ان سعدا كان یخضب بالسواد رواه الطبرانی وفیه سلیم بن مسلم ولم اعرفه [3]

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں سلیم بن مسلم ہے جس کو میں نہیں پہچانتا۔

عن محمد بن علی ان الحسین بن علی رضی الله عنهما كان یخضب بالسواد رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح [4]

محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

عن عبد الرحمان بن بزرج قال رأیت الحسن والحسین ابنی فاطمة یخضبان بالسواد وكان الحسین یدع العنفقة رواه الطبرانی وفیه ابن لهیعة وحدیثه حسن وفیه ضعف وبقیة رجاله ثقات [5]

عبد الرحمان بن بزرج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ کے فرزندان حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت حسین عنفقہ کو چھوڑ دیتے تھے (نیچے والے ہونٹ کے نچلے بال) اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ہے ابن لہیعہ اس کی حدیث حسن ہے اور اس میں کچھ ضعف ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن قیس مولی خباب قال: دخلت علی الحسن والحسین وهما یخضبان

خباب کے غلام قیس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا وہ دونوں سیاہ

---

1. امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
2. ″ ″ ″ ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۲، ″ ″
3. حافظ نور الدین علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
4. ″ ″ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲ ، ″ ″
5. ″ ″ ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۳ ، ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بالسواد [1]

خضاب لگاتے تھے۔

عن عمرو بن عثمان قال: رایت موسی بن طلحۃ یختضب بالوسمۃ [2]

عمرو بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

عن عبد اللہ بن عبد الرحمان قال: رایت نافع بن جبیر یختضب بالسواد [3]

عبد اللہ بن عبد الرحمان کہتے ہیں کہ میں نے نافع بن جبیر کو سیاہ خضاب لگاتے دیکھا۔

عن سعد بن ابراھیم عن ابی سلمۃ انہ کان یخضبون بالسواد [4]

سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

عن حماد عن ابراھیم قال لا باس بالوسمۃ [5]

حماد کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کہتے تھے کہ سیاہ خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عبد الاعلی قال: سالت ابن الحنفیۃ عن الخضاب بالوسمۃ فقال: ھی خضابنا اھل البیت [6]

عبد الاعلیٰ کہتے ہیں میں نے محمد بن حنفیہ سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عن ابی عشانۃ قال: رایت عقبۃ بن عامر یخضب بالسواد ویقول نسود اعلاھا واصولھا [7]

ابوعشانہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت عقبہ بن عامر ڈاڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس کے بالائی حصہ کو کالا کرتے ہیں اور اس کی جڑیں انکار کرتی ہیں۔

عن عبد الاعلی عن ابن الحنفیۃ قال وکان یختضب بالوسمۃ [8]

عبد الاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

امام محمد روایت کرتے ہیں:

محمد قال: اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد قال: سالت ابراھیم عن الخضاب بالوسمۃ قال بقلۃ طیبۃ ولم یر بذلک باسا قال محمد:

امام محمد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حماد نے ابراہیم نخعی سے سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا یہ پاک سبزہ ہے اور وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے امام محمد کہتے ہیں ہم بھی

[1] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، " "
[3] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، " "
[4] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، " "
[5] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۴۹، " "
[6] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، " "
[7] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، " "
[8] " " " المصنف ج ۸ ص ۲۵۰، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ[1] اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرد اور عورت کے لیے زرد اور سرخ رنگ سے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ رنگ سے رنگنا حرام ہے، یہی قول زیادہ صحیح ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور مختار قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، یہی ہمارا مذہب ہے، قاضی نے کہا کہ صحابہ اور تابعین میں سے متقدمین اور متاخرین کا بالوں کے رنگنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ رنگنے کو ترک کرنا افضل ہے، اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالوں کے نہ رنگنے کے سلسلہ میں ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ آپ نے خود سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا، یہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی اور دوسروں سے مروی ہے، اور دوسرے گروہ نے کہا کہ بالوں کو رنگنا افضل ہے، صحابہ اور تابعین کی جماعت اور بعد کے فقہاء نے بالوں کو رنگا ہے، جیسا کہ امام مسلم اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے، پھر رنگ میں اختلاف ہے، اکثر زرد رنگ سے رنگتے ہیں، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کا یہی طریقہ ہے، حضرت علی سے بھی یہی مروی ہے، اور ایک جماعت نے مہندی اور کتم (سیاہ) سے رنگا ہے اور بعض نے زعفران کے ساتھ رنگا ہے، ایک جماعت نے سیاہ رنگ کے ساتھ رنگا ہے، حضرت عثمان، حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم، ابن سیرین، ابی بردہ اور فقہاء تابعین سے یہی مروی ہے، قاضی نے کہا ہے کہ امام طبرانی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے اور اس سے منع کرنے دونوں کے متعلق احادیث صحیحہ موجود ہیں اور ان میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں ہے، حضرت ابوقحافہ کی طرح جس شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں ان کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال کالے اور سفید ہوں اس کو نہ رنگنے کا حکم دیا ہے اور متقدمین کا اس میں اختلاف رہا ہے باوجود اس کے کہ احادیث میں رنگنے کا حکم اور رنگنے کی ممانعت وجوب کے لیے نہیں ہے، اسی وجہ سے ایک پر عمل کرنے والے دوسرے پر اعتراض نہیں کرتے، اور ان حکموں میں سے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ کہنا صحیح نہیں ہے، قاضی نے کہا یہ دونوں عرف اور عادت پر بھی موقوف ہیں، جس علاقہ میں رنگنے کا دستور ہو وہاں رنگنے کو ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ خوبصورتی پر بھی موقوف ہے، اگر کسی شخص پر سفید ڈاڑھی اچھی لگتی ہو تو اس کا رنگنا خلاف اولیٰ ہے اور اگر کسی پر رنگی ہوئی ڈاڑھی اچھی لگتی ہو تو اس کا نہ رنگنا خلاف اولیٰ ہے۔ یہ قاضی عیاض مالکی کی تقریر ہے اور زیادہ صحیح اور احادیث کے مطابق وہ تقریر ہے جس کو ہم نے پہلے اپنے مذہب کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔[2]

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انصار کے بعض بوڑھوں سے گذر ہوا جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت سرخ یا زرد رنگ میں بال رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجبوں

---

[1] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۹۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی مخالفت میں بالوں کو رنگنے کا حکم دیتے تھے، بعض علماء نے اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر استدلال کیا ہے، بعض علماء نے جہاد کے موقع پر سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور بعض علماء نے مطلقاً سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے اور علامہ نووی نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، سلف صالحین میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت جریر رضی اللہ عنہم اور متعدد صحابہ نے سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور علامہ ابو عاصم نے کتاب الخضاب میں اسی کو مختار قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ "سیاہ خضاب لگانے والی قوم جنت کی خوشبو نہیں پائے گی" اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں جنت کی خوشبو نہ پانے والی ایک قوم کی صفت کو بیان کیا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے "سیاہ خضاب سے اجتناب کرو" اس کا یہ جواب دیا ہے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جن کے سر کے سفید بال بدشکل ہو جائیں اور یہ حکم ہر شخص کے لیے عام نہیں ہے، علامہ ابو عاصم کے یہ جوابات ان دونوں حدیثوں کے معنی متبادر کے خلاف ہیں، البتہ ان کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب ہمارا چہرہ تر و تازہ تھا تو ہم سیاہ خضاب لگاتے تھے اور جب ہمارے چہرے اور دانتوں کی رونق اجڑ گئی تو ہم نے سیاہ خضاب ترک کر دیا" اور امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا" اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اور بعض علماء نے مرد اور عورت میں فرق کیا ہے، عورتوں کو سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے اور مردوں کو منع کیا ہے، علامہ حلیمی کا بھی یہی مختار ہے۔

ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ عرب میں جس نے سب سے پہلے خضاب لگایا وہ عبد المطلب تھے، اور مطلقاً سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، بالوں کے رنگنے اور نہ رنگنے میں بھی اختلاف ہے، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر وغیرہ نے بالوں کو رنگا، اور حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت سلمہ بن الاکوع، حضرت انس اور صحابہ کی ایک جماعت نے بالوں کو نہیں رنگا، علامہ طبری نے یہ تطبیق دی ہے کہ جنہوں نے بالوں کو رنگا ان پر سفید بال اچھے نہیں لگتے تھے اور جنہوں نے بالوں کو نہیں رنگا ان پر سفید بال اچھے لگتے تھے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا بھی یہی محمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کے بال سفید بھولوں کی طرح سفید دیکھے تو فرمایا ان کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، (صحیح مسلم و سنن ابو داؤد) سو جس شخص کے بال حضرت ابو قحافہ کے بالوں کی طرح ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب ہے اور جس کے بال اس طرح نہ ہوں اس کے لیے رنگنا مستحب نہیں ہے۔ لیکن رنگنا مطلقاً اولیٰ ہے کیونکہ اس میں اس حکم پر عمل ہے جس میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے، بعض احادیث میں ہے جس شخص کے بال سفید ہو گئے وہ اس کے لیے نور ہوں گے، اور بعض احادیث میں سفید بالوں کو اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے، امام طحاوی کا رجحان یہ ہے کہ یہ احادیث رنگنے کی احادیث سے منسوخ ہیں، کیونکہ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا، آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، اور جب کوئی حکم نازل ہو جاتا تو آپ ان کی مخالفت کرتے اور ان کی مخالفت پر برانگیختہ کرتے تھے اور علامہ ابن عربی نے یہ کہا ہے کہ آپ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے رنگنے سے منع نہیں فرمایا کیونکہ بال اکھاڑنے میں خلقت کو بالکلیہ بدلنا ہے اس کے برخلاف رنگنے میں دیکھنے والے کو خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں معلوم ہوتی۔ لے

لے۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۵۵۔۳۵۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام مالک ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے ایک دن وہ ان کے پاس آئے درآں حالیکہ انھوں نے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا، لوگوں نے کہا یہ بہت اچھا ہے، انھوں نے کہا میری ماں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ نے کل میرے پاس اپنی ایک کنیز نخیلہ کو بھیجا اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں بالوں کو ضرور رنگوں اور انھوں نے یہ بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی بالوں کو رنگتے تھے۔

یحییٰ کہتے ہیں کہ سیاہ رنگ سے بالوں کو رنگنے کے متعلق امام مالک یہ کہتے تھے کہ میں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں سنی اور میرے نزدیک سیاہ کی بجائے کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، اور اگر مطلقاً رنگنے کو ترک کر دیا جائے تو اس میں بھی وسعت ہے اور اس میں لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے یہ سنا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ عبدالرحمان بن اسود کے پاس یہ پیغام بھیجتیں (کہ چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے اس لیے تم بال رنگو۔) ؎

علامہ ابوالولید باجی مالکی اندلسی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر مہندی اور کتم (ایک بوٹی جس سے سیاہ رنگ نکلتا ہے) سے بالوں کو رنگتے تھے اسی طرح حضرت عثمان بن عفان اور صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، اور اس میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، کیونکہ اگر آپ نے بالوں کو رنگا ہوتا تو حضرت عائشہ اپنے والد کے بال رنگنے کے بجائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے سے استدلال کرتیں اور موطا کے علاوہ دوسری جگہ امام مالک نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن الخطاب حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہم اور سعید بن مسیب اور ابن شہاب نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، اور عثمان بن موہب یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگے ہوئے بال دکھائے، اور محمد بن علی سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت علی بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا جو ان سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ بالوں کو رنگتے تھے، ہو سکتا ہے کہ ان کے آثار کی یہ توجیہ ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو سفید ہونے کی وجہ سے نہ رنگتے ہوں بلکہ ان کو ملائم کرنے یا ان کی تحسین کی خاطر ان کو رنگتے ہوں اور جن آثار میں آپ کے رنگنے کی نفی ہے کہ آپ کے بال ایسے سفید نہیں تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، اور عبداللہ بن ہمام کہتے ہیں میں نے حضرت ابودرداء سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا اے بھتیجے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اتنے بال سفید نہیں ہوئے تھے جن کو رنگنے کی ضرورت ہو، آپ کے چند بال سفید تھے جن کو آپ مہندی اور بیری کے پتوں سے دھوتے تھے۔

امام مالک نے کہا ہے کہ میں نے سیاہ رنگ کے متعلق کوئی حدیث نہیں سنی، حالانکہ (مسلم وغیرہ میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے، اس کو

؎ امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۷۴۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیث بن ابی سلیم نے روایت کیا ہے، اور صحابہ کرام میں سے حضرت عقبہ بن عامر، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور محمد بن علی بن ابی طالب اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ خضاب لگاتی تھی اور پہلے قول پر زیادہ عمل ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امام مالک نے سیاہ خضاب کو حرام نہیں کہا اور نہ رنگنے کو واجب کہا ہے، اور جس حدیث میں سیاہ خضاب سے اجتناب کا حکم ہے وہ ان کے نزدیک استحباب پر محمول ہے اور رنگنے کا امر اس حال پر محمول ہے جب کسی شخص کے سارے بال سفید ہو جائیں۔ عبدالوہاب نے کہا کہ سیاہ رنگ مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کو دھوکا دینا ہے۔ بالوں کو رنگنے میں اختلاف ہے، امام مالک اور متقدمین کی ایک جماعت کے نزدیک اس کا ترک کرنا افضل ہے۔ اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت کی حدیث روایت کی ہے اور یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بالوں کو نہیں رنگا، اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ رنگنا افضل ہے، متقدمین، متاخرین اور ان کے بعد والوں نے بالوں کو رنگا ہے۔

علامہ وشتانی کہتے ہیں کہ رنگ کی جنس میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ مہندی اور کتم سے رنگتے تھے اور بعض زعفران سے رنگتے تھے اور بعض سیاہ رنگ سے رنگتے تھے، حضرت عمر، حضرت عثمان اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سیاہ رنگ سے رنگتی تھی، حضرت عمر فرماتے تھے سیاہ رنگ بیوی کو اچھا لگتا ہے اور دشمن پر رعب ڈالتا ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ بالوں کو نہیں رنگتے تھے، اہل علم نے کہا ہے کہ رنگنے کے دو فائدے ہیں ایک تو گرد و غبار وغیرہ سے بال میلے نہیں ہوتے، دوسرے اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے اور ہمیں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان کی مشابہت نہ ہو نیز اس میں دشمن پر رعب ہے اور بیوی کے حقوق کی رعایت ہے۔[2]

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

سفید بالوں کو کالے رنگ کے سوا کسی اور رنگ سے رنگنا مستحب ہے، امام احمد نے کہا میں کسی شخص کے بال رنگے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔ امام احمد نے ایک شخص سے بحث کی اور کہا تم بالوں کو کیوں نہیں رنگتے؟ اس نے کہا مجھے حیا آتی ہے، امام احمد نے کہا: سبحان اللہ! یہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو تبدیل کر دو، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور مہاجرین بالوں کو رنگتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل نہ کرے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے، اس سلسلہ میں حضرت ابوذر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابورمثہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔ مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگنا مستحب ہے، کیونکہ خلال اور ابن ماجہ نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ تمیم بن عبداللہ بن موہب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو حضرت ام سلمہ نے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال نکالے اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم (یعنی ڈارک براؤن) سے بالوں کو رنگا اور ورس (زردی مائل سرخ

---

[1] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ، منتقی ج ۷ ص ۲۷۰، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر، ۱۳۳۲ھ

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۲-۳۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور زعفران سے رنگنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ابو مالک اشجعی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ورس اور زعفران کے ساتھ رنگتے تھے، اور سیاہ رنگ کے ساتھ رنگنا مکروہ ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو بال رنگنے کا حکم دیا اور سیاہ رنگ سے اجتناب کا حکم دیا، اور اسحاق نے عورت کو سیاہ رنگ سے رنگنے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ اپنے مرد کے لیے مزین ہو۔ ؎

سفید بالوں کو رنگنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری) حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ آپ کے بال مہندی اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رنگ سے تم (سفید بالوں) کو متغیر کرو ان میں سب سے اچھا رنگ مہندی اور کتم ہے، حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن بریدہ نے بھی اپنے والد سے اسی طرح روایت کیا ہے، امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بعض بوڑھوں کی سفید ڈاڑھیاں دیکھیں تو فرمایا اے انصار کی جماعت بالوں کو سرخ یا زرد رنگ کے ساتھ رنگو، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو، اور امام اوزاعی نے روایت کیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نہیں رنگتے تم اپنے بالوں کو رنگ کرو۔ اس مقام پر دو چیزوں کی تحقیق مطلوب ہے ایک یہ کہ جن سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے ان کا کیا معیار ہے اور دوسری چیز یہ کہ کس رنگ میں رنگنا چاہیے۔

سفید بالوں کا معیار

علامہ عینی لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند کرتے تھے، امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوئے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے الا یہ کہ وہ ان کو اکھاڑ دے یا رنگ دے، اور حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم (عنابی رنگ) کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگا، اور حضرت عمر مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے، اور حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت مغیرہ، حضرت جریر بجلی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور عطاء، ابو وائل، حسن بصری، طاؤس اور سعید بن مسیب زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے تھے۔

محب طبری نے کہا ہے کہ بالوں کو متغیر نہ کرنے اور بالوں کو رنگنے کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جو آثار مروی ہیں وہ سب صحیح ہیں لیکن بعض عام ہیں اور بعض خاص ہیں، بالوں کو رنگنے کی جو احادیث ہیں وہ خاص ہیں یعنی جس شخص کے حضرت ابو قحافہ کی طرح تمام بال سفید ہو جائیں اس کو رنگنے کا حکم دیا ہے اور جس کے بال مخلوط ہوں اس کو سفیدی متغیر نہ کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دو متضاد حکم دیں اور چونکہ کوئی حدیث ناسخ نہیں ہے اس لیے ان احادیث کو جمع کرنا متعین ہے، سو جن صحابہ نے سفید بالوں کو رنگا وہ اس پر محمول ہے کہ ان کے تمام بال سفید تھے اور جنہوں نے نہیں رنگا ان کے

؎ علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۱ ص ۶۷-۶۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بال سیاہ اور سفید مخلوط تھے، علاوہ ازیں بالوں کو رنگنے کا حکم فرضیت کے لیے نہیں ہے، استحباب کے لیے ہے اور سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت بھی تنزیہ کے لیے ہے تحریم کے لیے نہیں ہے، اور امام طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ سفید بالوں کو متغیر کرنے کی ممانعت اس حدیث سے منسوخ ہو گئی جس میں سفید بالوں کو رنگنے کا اور اہل کتاب کی مخالفت کرنے کا حکم ہے (علاوہ ازیں رنگنے کے حکم کی احادیث کی اسانید زیادہ صحیح اور قوی ہیں یہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں اور سفیدی تغیر نہ کرنے کی احادیث سنن ابوداؤد اور طبرانی وغیرہ میں ہیں جو صحیحین کے پائے کی نہیں ہیں، سعیدی غفرلہ)

بالوں کے رنگ کی تحقیق

علامہ عینی لکھتے ہیں:

جمہور کا موقف یہ ہے کہ سیاہ رنگ کے سوا لال یا پیلے رنگ سے بالوں کو رنگا جائے، کیونکہ سیاہ رنگ پر احادیث میں وعید ہے، حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب سے بالوں کو رنگے گی، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اور عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابوالدرداء سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو متغیر نہ کرو اور ابن ابی العاصم نے اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے، ابن شہاب بھی سیاہ خضاب لگاتے تھے، عنبسہ بن سعید نے کہا تمہارے بال کپڑوں کی مانند ہیں جس رنگ میں چاہو ان کو رنگ لو، اور اسماعیل بن ابی عبداللہ سیاہ خضاب لگاتے تھے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیتے تھے، اور فرماتے تھے اس میں بیوی کی تسکین ہے اور دشمن پر رعب ہے۔ اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان سیاہ خضاب لگاتے تھے اور حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب لگاتے تھے، اور تابعین میں سے ابن عبداللہ بن عباس، عروہ بن زبیر، ابن سیرین اور ابوبردہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ [1]

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

مرد کے لیے اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو رنگنا مستحب ہے خواہ غیر حالت جنگ میں ہو، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا، کیونکہ آپ کو رنگنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، صحیح بخاری میں ہے جس وقت آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی کے کل سترہ بال سفید ہوئے تھے۔ (شامی) اور سیاہ رنگ سے رنگنا مکروہ ہے اور ایک قول میں مکروہ نہیں ہے۔ [2]

علامہ شامی لکھتے ہیں:

غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے، اور جنگ میں سیاہ خضاب لگانا بالاتفاق مستحسن ہے تاکہ دشمن پر رعب طاری ہو اور اپنے آپ کو ازواج کے لیے مزین کرنا مکروہ ہے، عام مشائخ کا یہی مختار ہے اور بعض نے اس کو بلا کراہت

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جائز کہا ہے، امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ جس طرح مجھے بیوی کی زینت اچھی لگتی ہے اسی طرح بیوی کو بھی میری زینت اچھی لگتی ہے۔ لہ

خضاب لگانے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے، اور سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے، امام مالک کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب خلاف اولیٰ ہے، امام احمد کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے، فقہاء احناف کے نزدیک بھی سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک بلاکراہت جائز ہے۔

چونکہ احادیث میں سیاہ خضاب پر وعید آئی ہے اس لیے صحیح یہی ہے کہ غیر حالت جنگ میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ تحریمی ہے، بعض صحابہ اور تابعین سے جو سیاہ خضاب لگانا منقول ہے، ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی توجیہ اور تاویل ہو، بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدم ہیں، امام اعظم کا یہی مذہب ہے کہ جب احادیث رسول اور آثار صحابہ میں تعارض ہو تو احادیث کو آثار پر ترجیح دی جائے گی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کے جو بال سفید ہوئے ان کی تعداد بیس سے کم تھی (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۶، مطبوعہ کراچی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سفید بالوں کو رنگا تھا یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو نہیں رنگا اور دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی روایت ہے کہ آپ نے ان بالوں کو رنگا ہے، اس لیے تحقیق یہی ہے کہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا ہے اور بعض اوقات نہیں رنگا، حضرت انس کی روایت ان بعض اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو نہیں رنگا، اور حضرت ابن عمر کی روایت ان اوقات پر محمول ہے جن میں آپ نے بالوں کو رنگا ہے، جن علماء نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی نفی کی ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مغالطہ ہوا ہے، ہم سطور ذیل میں حضرت انس کی وہ روایت اور حضور کے خضاب لگانے سے متعلق دوسری روایات پیش کر رہے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن محمد بن سیرین قال سألت انسا اخضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم یبلغ الشیب الا قلیلا۔ ۲ہ

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید ہونے کو پہنچے تھے۔

بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خضاب نہیں لگایا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اس کے خلاف ہے

لہ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۲ہ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب قال دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [1]

عثمان بن عبد اللہ بن موہب کہتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال نکال کر دکھایا جس پر خضاب لگا ہوا تھا۔

عن ابن موھب ان ام سلمۃ ارتہ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمر [2]

ابن موہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سرخ بال دکھایا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السبتیۃ ویصفر لحیتہ بالورس والزعفران وکان ابن عمر یفعل ذلک [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے کی جوتی پہنتے تھے، اور اپنی ڈاڑھی کو سرخ اور زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ حضرت ابن عمر بھی ایسا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی رمثۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابن لی فقال ابنک ھذا فقلت نعم اشھد بہ قال لا یجنی علیک ولا تجنی علیہ ورایت الشیب احمر [5]

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوا، آپ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے کہا جی! میں اس کی گواہی دیتا ہوں، آپ نے فرمایا، یہ تم پر ظلم نہیں کرے گا تم اس پر ظلم نہیں کروگے، میں نے دیکھا آپ کے سفید بال سرخ تھے

عن عثمان بن موھب قال سئل ابو ھریرۃ ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم [6]

عثمان بن موہب کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں!

عن انس قال رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا [7]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو رنگا ہوا دیکھا۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[2] 〃 〃 ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، 〃 〃 ، 〃
[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[5] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۰۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[6] 〃 〃 ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۰۱، 〃 〃 〃
[7] 〃 〃 ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۰۱، 〃 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن الجهذمة قالت انا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من بيته ينفض راسه وقد اغتسل وبراسه ردغ من حناء [1]

جہذمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد گھر سے نکلے اور آپ کے سر پر کچھ گندمی ہوئی مہندی لگی ہوئی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن يزيد قال قلت لابي جعفر، هل خضب النبي صلى الله عليه وسلم؟ قال قد مس شيئا من الحناء والكتم [2]

یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا، انہوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ مہندی اور کتم کو لگایا تھا:

عن عثمان بن حكم قال رايت عند آل ابي عبيدة بن زمعة شعرات من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم مصبوغا بالحناء [3]

عثمان بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ بن زمعہ کی آل کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال دیکھے جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

ان ابن جريج سال ابن عمر: رايتك تصفر لحيتك بالورس فقال ابن عمر اما تصفيري لحيتي فاني رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصفر لحيته [4]

ابن جریج نے حضرت ابن عمر سے سوال کیا میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے رنگتے ہیں؛ حضرت ابن عمر نے فرمایا میں اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے اس لیے رنگتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے ڈاڑھی کو رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم [5] اور امام بیہقی [6] نے بھی روایت کیا ہے (اس سے قبل ہم اس حدیث کو امام بخاری اور امام ابوداؤد کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں۔)

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يخضب اخذ شيئا من دهن وزعفران فرشه بيده ثم يمرسه على لحيته - رواه الطبراني [7]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب خضاب لگانے کا ارادہ کرتے تو کچھ مہندی لے کر اس پر زعفران چھڑکتے پھر اس کو اپنی ڈاڑھی پر ملتے۔

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۰۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۴۷،

[4] " " " " ، المصنف ج ۸ ص ۲۵۵،

[5] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[6] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[7] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن عبد اللہ بن موھب القرشی قال دخلنا علی ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجت الینا من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو احمر مصبوغ بالحناء والکتم۔[1]

عثمان بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے ہمارے لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال نکالا وہ سرخ رنگ کا تھا اس پر مہندی اور کتم سے خضاب لگا ہوا تھا۔

اس حدیث کو ہم نے پہلے امام بخاری کے حوالہ سے بیان کیا تھا نیز اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

عن ابی رمثۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر مخضوبا بالحناء۔[3]

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں (یعنی حُلّہ) آپ کے بالوں پر سفید آرہی تھی اور آپ کے سفید بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام احمد، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی اور امام طبرانی ایسے محدثین نے قوی اسانید کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی روایات کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے، اب رہا یہ سوال کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کے متعلق دو صحابہ کی روایات ہوں ایک کسی چیز کو ثابت کرتی ہو اور دوسری نفی کرتی ہو تو ثبوت والی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ نفی کرنے والا راوی اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہا ہے اور ثبوت کرنے والا ایک وصف زائد کی حکایت کر رہا ہے لہٰذا اس کی روایت کو ترجیح دی جائے گی، اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸) اور حضرت بلال کہتے ہیں کہ آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۸، ص ۶۷) اور ترجیح حضرت بلال کی روایت کو دی گئی ہے کیونکہ وہ ایک وصف زائد کی حکایت کر رہے ہیں اور حضرت ابن عباس اصل حال کے اعتبار سے نفی کر رہے ہیں، اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہیں کیا جائے گا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۵ مطبع مجتبائی لاہور) اور ترجیح اس روایت کو دی گئی ہے، اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اور حضرت ام سلمہ ام المومنین، حضرت ابن عمر، حضرت ابن رمثہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت جہذمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے تو اس قاعدہ کے مطابق انہی کی روایات کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ نے خضاب لگایا اور بعض اوقات خضاب نہیں لگایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۶۔۲۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۲۲۴، ۳۱۹، ۲۹۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حال دیکھ کر اس کی روایت کی اور دوسرے صحابہ نے دوسرے حال کی روایت کی بلکہ امام ترمذی نے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی خضاب لگانے کی روایت بیان کی ہے۔

علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

مختار یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں بالوں کو رنگا، اور اکثر اوقات میں رنگنے کو ترک کر دیا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کیا، اور یہ تاویل حکما متعین ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بالوں کو زرد رنگ کے ساتھ رنگنے کی جو روایت ہے اس کو ترک کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی تاویل ممکن ہے۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خضاب لگانے کی احتیاج نہیں تھی اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے منافی نہیں ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات اپنے سفید بالوں پر خضاب لگایا اور اکثر اوقات خضاب نہیں لگایا لہٰذا ہر شخص نے اپنے مشاہدہ کے مطابق روایت کی اور ہر ایک اپنے قول میں صادق ہے۔ [2]

ڈاڑھی کا معنی

علامہ زبیدی نے ڈاڑھی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

اللحیۃ شعر الخدین والذقن۔ (تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۲۳)

رخساروں اور ٹھوڑی کے بالوں کو لحیہ (ڈاڑھی) کہتے ہیں۔

ڈاڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھکوا الشوارب واعفوا اللحی۔ [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یعنی بڑھاؤ۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحی۔ [4]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو اور ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو (یعنی مت کاٹو)

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۳۰۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام ترمذی[1]، امام نسائی[2]، امام احمد[3] اور امام ابن ابی شیبہ[4] نے روایت کیا ہے اور علامہ علی متقی ہندی[5] اور حافظ الہیثمی[6] نے بھی اسی حدیث کا طبرانی وغیرہ کے حوالوں سے ذکر کیا ہے۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحیۃ[7]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو بہت کم کرنے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد[8]، امام ترمذی[9] اور امام مالک[10] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عبید اللہ بن عتبۃ قال جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلق لحیتہ واطال شاربہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذا؟ قال ھذا فی دیننا قال فی دیننا ان نجز الشارب وان نعفی اللحیۃ[11]

عبید اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مجوسی آیا درآں حالیکہ اس نے ڈاڑھی منڈائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی ہوئی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے! آپ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں کم کرائیں اور ڈاڑھی بڑھائیں۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الشرک یعفون شواربھم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور

---

[1] ۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۷، ۳۶۶، ۳۴۵۲، ۲۲۹، ۱۵۶، ۵۲، ۱۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ ھ

[4] ۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

[5] ۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۳، ۶۵۲، ۶۵۰، ۶۴۹، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ ھ

[6] ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ ھ

[7] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[8] ۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ ھ

[9] ۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[10] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ ھ، موطا امام مالک ص ۷۲۱، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

[11] ۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ویحفون لحاھم ویخالفوھم فاعفوا اللحی واحفوا الشوارب رواہ الطبرانی باسنادین فی احدھما عمر بن ابی سلمۃ وثقہ ابن معین وغیرہ و ضعفہ شعبۃ وغیرہ وبقیۃ رجالہ ثقات۔[1]

ڈاڑھیاں بہت زیادہ کتر واتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں بہت زیادہ کم کراؤ اس حدیث کو امام طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ایک سند میں ایک راوی عمر بن ابی سلمہ ہے اس کی ابن معین وغیرہ نے توثیق کی ہے اور شعبہ وغیرہ نے تضعیف کی ہے، اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المجوس جزوا الشوارب واوفروا اللحی رواہ البزار وفیہ الحسن بن ابی جعفر وھو ضعیف متروک۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجوس کی مخالفت کرو، مونچھیں کم کراؤ، اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، اس حدیث کو امام بزار نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی حسن بن ابی جعفر ضعیف اور متروک ہے۔

عن ابن عباس قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ قال ان اللہ ورسولہ حرم شرب الخمر وثمنھا وقال وقصوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تمشوا فی الاسواق الا وعلیکم الازار انہ لیس منا من عمل سنۃ غیرنا۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے شراب پینے اور اس کی قیمت لینے کو حرام کر دیا اور فرمایا مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور بغیر تہبند پہنے بازاروں میں مت چلو، کیونکہ جو شخص ہمارے غیر کے طریقہ پر عمل کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس۔[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں تراشو اور ڈاڑھی کو دراز کرو، اور مجوس کی مخالفت کرو۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانۃ وانتقاص الماء قال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، مونچھیں کاٹنا، ڈاڑھی دراز کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا، مصعب

---

[1] حافظ نور الدین الہیثمی علی بن ابی بکر متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۶، " " "

[3] " " " مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۹-۱۶۸، " " "

[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مصعب ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ[۱] کہتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا، الایہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔

اس حدیث امام ابوداؤد[۲]، امام نسائی[۳]، امام ابن ماجہ[۴] اور امام بیہقی[۵] نے بھی روایت کیا اور اس کو علامہ علی متقی[۶] نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام ابن حبان روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المجوس فقال انھم یوفون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم۔[۷]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ لمبی مونچھیں رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو۔

ڈاڑھی ترشوانے کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں:

ابوحنیفۃ عن الھیثم عن رجل ان اباقحافۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولحیتہ قد انتشرت قال فقال لواخذتم واشار الی نواحی لحیتہ۔[۸]

امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوقحافہ حاضر ہوئے درآں حالیکہ ان کی ڈاڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کر لو اور ان کی ڈاڑھی کے اطراف کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے۔[۹]

نیز امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں:

عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم انہ قال: لاباس ان یاخذ الرجل من لحیتہ مالم یتشبہ باھل الشرک۔[۱۰]

ابراہیم نخعی نے کہا ہو کہ ڈاڑھی کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو۔

---

[۱] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] امام داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۳] امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۴] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵، " " "

[۵] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۱ ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۶] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۶ ص ۶۵۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[۷] امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۴۰۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

[۸] امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ، مسند امام اعظم (مترجم) ص ۳۵۹، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

[۹] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[۱۰] " " " " " کتاب الآثار ص ۲۳۵ " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں باریک کرو اور داڑھی بڑھاؤ، حضرت ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مقدار فاضل ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔

اس حدیث کو امام ابو یوسف[2]، امام محمد[3]، امام ابن ابی شیبہ[4] اور امام ابو داؤد[5] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مالک روایت کرتے ہیں:

مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا حلق فی حج او عمرۃ اخذ من لحیتہ وشاربہ۔ [6]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ میں سر منڈاتے تو داڑھی اور مونچھوں کو کاٹتے۔

مالک انہ بلغہ ان سالم بن عبد اللہ کان اذا اراد ان یحرم دعا بالجلمین فقص شاربہ واخذ من لحیتہ قبل ان یرکب وقبل ان یھل محرما۔ [7]

امام مالک تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ سالم بن عبد اللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہونے اور احرام باندھنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو کم کرتے اور داڑھی کاٹتے۔

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں:

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یاخذ من لحیتہ۔ [8]

نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی سے کچھ کم کرتے تھے۔

اس حدیث میں قبضہ کی قید نہیں ہے اور فقہاء احناف کے نزدیک مطلق مقید پر محمول نہیں ہوتا۔

یوسف عن ابیہ عن ابی حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ اکتوی واسترق من الحمۃ وکان یاخذ من لحیتہ۔ [9]

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما داغ کر کے جسم پر داغ لگاتے تھے اور زہر کی وجہ سے دم کراتے تھے، اور داڑھی سے کچھ کم کرتے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[3] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۱۹۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

[4] امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۴۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[5] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[6] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

[7] " " " ، موطا امام مالک ص ۳۴۴

[8] امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ، کتاب الآثار ص ۲۳۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

[9] " " " ، کتاب الآثار ص ۲۳۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن سماك بن يزيد قال: كان علی يأخذ من لحيته مما يلی وجهه۔ [۱]

سماک بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرے کے قریب سے داڑھی کاٹتے تھے (یعنی خط بناتے تھے)

عن ابی زرعة قال كان ابو هريرة يقبض على لحيته ثم يأخذ ما فضل عن القبضة۔ [۲]

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور مٹھی سے زائد داڑھی کو کاٹ دیتے۔

عن عطاء بن ابی رباح قال: كانوا يحبون ان يعفوا اللحية الا فی حج او عمرة وكان ابراهيم يأخذ من عارض لحيته۔ [۳]

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ (فقہاء تابعین) حج اور عمرہ کے سوا داڑھی بڑھانے کو پسند کرتے تھے (یعنی مستحب قرار دیتے تھے) اور ابراہیم اپنے رخسار سے داڑھی کاٹتے تھے۔

عن ابن طاؤس عن ابيه انه كان يأخذ من لحيته ولا يوجبه۔ [۴]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی داڑھی کو کم کراتے تھے اور اس کو واجب نہیں کہتے تھے۔

عن افلح قال: كان القاسم اذا حلق راسه اخذ من لحيته۔ [۵]

افلح بیان کرتے ہیں کہ قاسم جب اپنا سر منڈواتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کم کراتے۔

عن قتادة قال: قال جابر لا نأخذ من طولها الا فی حج او عمرة۔ [۶]

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا ہم حج اور عمرہ کے سوا داڑھی کو طول میں کم نہیں کراتے

عن ابی هلال قال: سالت الحسن وابن سيرين فقالا لا بأس به ان تأخذ من طول لحيتك۔ [۷]

ابوالھلال کہتے ہیں کہ میں نے حسن اور ابن سیرین سے پوچھا تو ان دونوں نے کہا لمبی داڑھی کم کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبی صلی اللہ عليه وسلم كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها۔ [۸]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو طول اور عرض سے کم کرتے تھے۔

اس حدیث کے ایک راوی عمر بن ہارون پر جرح کی گئی ہے لیکن امام بخاری اس کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے۔ امام ترمذی

۱۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

۲۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " " "

۳۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

۴۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

۵۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

۶۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۵، " " "

۷۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۶، " " "

۸۔ " " " ، المصنف ج ۸ ص ۳۷۴، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لکھتے ہیں و روایۃ حسن الرواي في عمر بن هارون اور چونکہ دیگر احادیث اور آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہ حدیث لائق استدلال ہے۔ باقی اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ آپ اطراف سے چھوٹے بڑے بالوں کو کاٹ کر داڑھی ہموار کرتے تھے، ورنہ آپ کی ڈاڑھی مبارک بڑی اور گھنی تھی۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابراهيم قال كانوا ياخذون من جوانبها وينظفونها يعني اللحية۔ [2]

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ لوگ ڈاڑھی کو اطراف سے کاٹ کر منزہ کرتے تھے۔ (یعنی کم کرتے تھے)۔

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ياخذ من عرض لحيته وطولها بالسوية۔ [3]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طول اور عرض سے برابر کاٹ کر کچھ کم کرتے تھے۔

عن جابر بن عبد الله قال: راى النبي صلى الله عليه وسلم مجفل الراس واللحية فقال على ما شوه احدكم امس قال واشار النبي صلى الله عليه وسلم الى لحيته وراسه يقول خذ من لحيتك وراسك۔ [4]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سر اور ڈاڑھی کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے دیکھے، آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص گذشتہ دنوں میں کیوں بدشکل بنا رہا ہے؟ حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اپنی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کاٹ کر کم کرو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضخم الراس واللحية [5]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر اور ڈاڑھی بڑی تھی۔

كان ضخم الهامة عظيم اللحية [6]

آپ کا سر بڑا اور ڈاڑھی عظیم تھی۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كث اللحية [7]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گھنی ڈاڑھی تھی۔

1۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

2۔ امام ابو بکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ 〃 〃 〃، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، 〃 〃

4۔ 〃 〃 〃، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۲۱، 〃 〃

5۔ امام ابو بکر حسین بن احمد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ 〃 〃 〃، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، 〃 〃

7۔ 〃 〃 〃، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۱۶، 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [۱]

قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے:

کث اللحیۃ تملاء صدرہ۔ [۲] آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے لکھا ہے کہ مصنف کی مراد یہ ہے کہ آپ کی ڈاڑھی سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لیتی تھی۔ [۳]

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام غزالی شافعی لکھتے ہیں:

لمبی ڈاڑھی میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ قبضہ (ایک مشت) سے زائد ڈاڑھی کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر اور تابعین کی ایک جماعت نے ایسا ہی کیا ہے، اور شعبی اور ابن سیرین نے اس کو مستحسن کہا ہے، اور حسن اور قتادہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا (نہ کاٹنا) مستحب ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ڈاڑھی بڑھاؤ" اور اقرب الی الحق ڈاڑھی کو کم کرنا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بہت لمبی ڈاڑھی سے شکل بدنما ہو جاتی ہے اور لوگوں کو غیبت کرنے کا موقع ملتا ہے، لہٰذا اس نیت سے اس کے طول سے احتراز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نخعی کہتے ہیں جو شخص عقلمند ہو اور لمبی ڈاڑھی رکھتا ہو مجھے اس پر تعجب ہوتا ہے وہ اپنی ڈاڑھی کم کر کے اس کو دو جبڑوں کے درمیان کیوں نہیں کرتا! کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی مستحسن ہے، اسی لیے یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی شخص کی ڈاڑھی لمبی ہوتی ہے تو اس کی عقل کم ہوتی ہے۔ [۴]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ظاہر احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے اور کاٹا نہ جائے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی منڈانا، کاٹنا اور جلانا مکروہ ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کاٹنا مستحسن ہے، ڈاڑھی کو زیادہ لمبا کر کے حد تمسخر تک رکھنا کاٹنے کی طرح مکروہ ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ متقدمین کا اس میں اختلاف تھا کہ ڈاڑھی کی کوئی حد ہے یا نہیں، بعض علماء نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی البتہ انھوں نے کہا ڈاڑھی اتنی دراز نہ کرے جس سے تمسخر کی حد کو پہنچے اور اس حد سے ڈاڑھی کم رکھے، امام مالک نے ڈاڑھی کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض علماء نے کہا اس کی حد قبضہ ہے اور قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دی جائے، اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کاٹنا مکروہ ہے۔ [۵]

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ ڈاڑھی کاٹنا مطلقاً مکروہ ہے بلکہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے خواہ ڈاڑھی کتنی بڑی ہو، کیونکہ حدیث صحیح میں ہے واعفوا اللحی "ڈاڑھیوں کو چھوڑ دو" اور امام ترمذی نے جو روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۱، ۸۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ ھ

۲۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

۳۔ علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۔ امام محمد بن محمد غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ ھ، احیاء العلوم علی ہامش اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۲۰-۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

Ataunnabi.com

صلی اللہ علیہ وسلم طولاً و عرضاً داڑھی کاٹ کر کم کرتے تھے، سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق استدلال نہیں۔ ۱

علامہ نووی کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام ابو یوسف نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی منتشر داڑھی کو طولاً عرضاً کاٹ کر کم کریں، اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ اور دیگر اخیار تابعین کا لمبی داڑھی کو کم کرنا ثابت ہے، اس لیے داڑھی کم کرنے کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

داڑھی کی مقدار میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے:

داڑھی منڈوانا اور (چھوٹی) کتروانا مکروہ ہے، حدیث میں اس کی مذمت ہے اور لمبی داڑھی رکھنا بھی اسی طرح مکروہ ہے جس طرح داڑھی کتروانا مکروہ ہے اور داڑھی کو طولاً اور عرضاً کاٹ کر کم کرنا مستحسن ہے، بعض متقدمین نے داڑھی کم کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور یہ کہا ہے کہ داڑھی کو حد تمسخر تک نہ چھوڑا جائے، اور بعض علماء نے قبضہ کو حد مقرر کیا اور بعض علماء نے کہا کہ حج اور عمرہ کے سوا داڑھی کو کم نہ کیا جائے۔

علامہ ابی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو داڑھی کے ساتھ مزین کیا ہے اور جب داڑھی زینت ہے اور اس کو طولاً و عرضاً کم کرکے حسین بنانا مستحسن ہے، اور کاٹنے کی حد یہ ہے کہ قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا جائے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قبضہ سے زائد داڑھی کو کاٹ دیا تھا، یہ اس شخص کے متعلق ہے جس کی داڑھی زیادہ ہو لیکن جس کی داڑھی زیادہ نہ ہو تو وہ اتنی مقدار کے بعد داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ دے جس سے داڑھی میں حسن ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ داڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹ کر حسین بنانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ "داڑھی چھوڑ دو" اس کا جواب یہ ہے کہ داڑھی چھوڑنے یا بڑھانے کا حکم مشرکین کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ داڑھی منڈاتے تھے، اور ان سے مخالفت اس طرح ہوگی کہ یا تو داڑھی بالکل نہ کاٹی جائے یا تحسین کے لیے تھوڑی سی کاٹ لی جائے، اس لیے صحیح وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ ۲

علامہ ابو الولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک داڑھی اور مونچھوں کو اتنی مقدار تک کاٹنا مستحب ہے، جس سے ان کا پیدائشی جمال متغیر نہ ہو اور داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹ دینا مثلہ ہے جیسے عورت کے سر کے بال کاٹنا مثلہ ہے اس لیے داڑھی اور مونچھوں کو بالکلیہ کاٹنے سے منع کیا جائے گا اسی طرح داڑھی اور مونچھوں میں ایسے کام سے منع کیا جائے گا جس سے ان کی خلقت متغیر ہو اور مثلہ کا ارتکاب لازم آئے، اور اگر داڑھی اتنی زیادہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ خوب صورتی کی حد سے نکل جائے اور بکھری ہوئی اور منتشر ہونے کی حد کو پہنچ جائے اور اتنی لمبی داڑھی کو باقی رکھنا مثلہ ہو تو اس کو کم کرنا مشروع ہے۔ ۳

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح المہذب ج ۱ ص ۲۹۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۹۴ ھ، المنتقیٰ ج ۷ ص ۲۶۶، مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۱۳۳۲ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

وقد حرم المالكية والحنابلة حلقها ولا يكره ما زاد على القبضة ولا اخذ ما تحت حلقه لفعل ابن عمر [1]

فقہاء حنبلیہ اور مالکیہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، اور قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا ٹنا مکروہ نہیں ہے اور حلق کے نیچے ــــ کے بالوں کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابن عمر نے یہ بال کاٹے تھے۔

ڈاڑھی کی مقدار میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ کاکی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول ایک قبضہ کی مقدار ہے، اور اس سے زیادہ ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، ابو موسیٰ اسحاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول سے کاٹ کر کم کرتے تھے، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طول اور عرض سے کاٹ کر کم کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو قبضہ کے بعد کاٹتے تھے، ہاں اس سلسلہ میں دو اثر مروی ہیں، امام ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، امام بخاری نے بھی اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹتے تھے، البتہ یہ آثار اس حدیث کے معارض ہیں جس میں ہے مونچھوں کو ترشواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ ڈاڑھی بڑھانے سے یہ مراد ہے کہ ساری ڈاڑھی کو منڈایا نہ جائے جس طرح مجوس منڈاتے ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مونچھیں ترشواؤ، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، کیونکہ مجوس ڈاڑھیاں منڈاتے تھے اور مونچھیں بالکل نہیں کاٹتے تھے، محیط میں ہے ڈاڑھی بڑھانے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دے حتیٰ کہ ڈاڑھی گھنی اور بڑی ہو جائے، اور کاٹ کر کم کرنا سنت ہے جو ڈاڑھی قبضہ سے زائد ہو اس کو کاٹ دے۔ [2]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ اعفوا اللحی کا کیا معنی ہے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اعفاء اکثار ہے اور جب ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے تو وہ طولاً عرضاً بہت بڑھ جائے گی اور لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا ممنوع ہے اور اس کا کاٹنا واجب ہے اور اس کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے، کہ جب ڈاڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی کو چھوڑا ہوا تھا، آپ نے اس کی ڈاڑھی کو کھینچا اور کہا میرے پاس قینچی لاؤ، پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو ڈاڑھی ہو اس کو کاٹ دو، پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوارو یا خراب کرو، تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے جیسے وہ درندہ ہو

---

[1] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱ ص ۳۰۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ
[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، بنایہ ج ۱ ص ۱۳۴۵-۱۳۴۴، مطبوعہ مطبعہ منشی نول کشور لکھنؤ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں سے ایک درندہ ہو" اور حضرت ابوہریرہ ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، حضرت ابن عمر سے بھی اسی طرح روایت ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹے اور ڈاڑھی کو بہت زیادہ نہ کاٹے، اور انھوں نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی، البتہ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی عرف اور لوگوں کی عادت سے بڑی نہ ہو اس کو نہ کاٹے اور عطاء نے کہا کہ جب ڈاڑھی لمبی اور بڑی ہو جائے تو اس کو طول اور عرض سے تھوڑا سا کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر امام ترمذی کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم طولاً و عرضاً ڈاڑھی کو کاٹتے تھے۔[1]

علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

واستدل به الجمهور على ان الاولى ترك اللحية على حالها وان لا يقطع منها شئ وهو قول الشافعي واصحابه وقال عياض يكره حلقها وقصها وتحريفها وقال القرطبي في المفهم لا يجوز حلقها ولا نتفها ولا قص الكثير منها قال عياض واما الاخذ من طولها فحسن قال ويكره الشهرة في تعظيمها كما يكره في قصها وجزها وقد اختلف السلف هل لذلك حد فمنهم من لم يحدد شيئا في ذلك الا انه لا يترك بحد الشهرة ويأخذ منها وكره مالك طولها جدا ومنهم من حدد بما زاد على القبضة فيزال ومنهم من كره الاخذ منها الا في حج او عمرة۔[2]

اس حدیث (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو بالکل نہ کاٹا جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے، اور قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا اور کاٹنا مکروہ ہے، علامہ قرطبی نے مفہم میں کہا ہے کہ ڈاڑھی کو مونڈنا، نوچنا اور اس کا زیادہ حصہ کاٹنا جائز نہیں ہے، اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو طولاً کاٹنا مستحسن ہے، اور اس کو حد تمسخر تک لمبا کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس کو کاٹنا بھی مکروہ ہے (یعنی زیادہ کاٹنا) متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ڈاڑھی کاٹنے کی کوئی حد ہے یا نہیں؛ بعض نے کہا اس کی کوئی حد نہیں ہے، البتہ اس کو اتنا لمبا نہ کرے کہ یہ حد تمسخر کو پہنچ جائے اور اس سے کچھ قدر کاٹ لے، امام مالک نے اس کے بہت زیادہ طول کو مکروہ کہا ہے، بعض نے اس کی حد قبضہ مقرر کی ہے اور کہا ہے کہ جب ڈاڑھی قبضہ سے زیادہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ حج اور عمرہ کے موقع کے سوا ڈاڑھی کو کاٹنا مکروہ ہے

اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ جمہور ائمہ کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا اولیٰ ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنا خلاف اولیٰ ہے، حرام نہیں ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۷-۴۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسینی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ہمارے نزدیک ڈاڑھی کا طول بہ قدر قبضہ ہے اور ایک قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے۔ اس حدیث کو ابو عیسٰی (ترمذی) نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے، اور مرد کی سعادت اس کی ڈاڑھی کے کم ہونے میں ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ صاحب نہایہ کا ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہنا مناسب کے معنی میں ہے یا پھر یہ سنت مؤکدہ کے معنی میں ہے ورنہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو مطلقاً واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ [1]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

نہایہ میں ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے، امام ابو عیسٰی ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً کاٹتے تھے، اگر یہ اعتراض ہو کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کم کراؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ" اور ڈاڑھی کاٹنا، ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر ہیں اور وہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹتے تھے، اس حدیث کو امام محمد نے کتاب الآثار میں اور امام ابو داؤد اور امام نسائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کا تعلیقاً ذکر کیا ہے، اور امام ابن شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، یہاں راوی کا عمل اسی کی روایت کے خلاف ہے، سو اگر اس کو نسخ پر محمول نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارا قاعدہ ہے تو داعفوا اللحی کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ پوری ڈاڑھی منڈانے یا ڈاڑھی کا غالب حصہ یا کل ڈاڑھی کاٹنے کے بجائے اس کو چھوڑ دیا جاتے ——، جیسا کہ عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور ہندوؤں اور فرنگیوں (یورپی باشندوں) میں بھی اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اب عام مسلمانوں نے بھی یہ روش اختیار کر لی ہے کہ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور بعض حضور کے فرمان کے بالکل برعکس مونچھیں لمبی رکھتے ہیں اور ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون!) اس طریقہ سے ان روایات میں تطبیق ہو جائے گی (یعنی تھوڑی سی ڈاڑھی کاٹنا داعفوا اللحی کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ داعفوا اللحی کا مطلب مطلقاً ڈاڑھی بڑھانا نہیں ہے بلکہ پوری ڈاڑھی رکھنا یا ڈاڑھی کا اکثر حصہ رکھنا ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں ترشواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو"، سو یہ جملہ (یعنی مجوس کی مخالفت کرو) بہ منزلہ علت ہے، اور اس (یعنی ڈاڑھی کے اکثر حصے) سے مزید ڈاڑھی کم کرنا جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں سو اس کو کسی نے مباح نہیں کہا۔ [2]

علامہ ابن نجیم نے بھی اس عبارت کا خلاصہ بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ نہایہ میں جو لکھا ہے کہ قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو کاٹنا واجب ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی نے ڈاڑھی کو چھوڑ دیا (یعنی نہیں کاٹا) تو وہ گنہگار ہوگا۔ [3]

---

[1] - ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] - علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] - علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اگر فعل کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مستحب ہے، اور اگر ترک کی طلب راجح ہو تو وہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور فعل یا ترک کی حتمی طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کو کرنا یا اس کا ترک لازم اور ضروری ہو اور نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو اور راجح طلب کا مطلب یہ ہے کہ اس فعل کے کرنے پر ثواب ہو اور نہ کرنے پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ اور جس کام کے کرنے کی طلب ہو نہ اس کے نہ کرنے کی طلب ہو وہ فعل مباح ہے۔ اس کی تفصیل کے بعد واجب کی تعریف اس طرح ہوگی: جس کام کا کرنا دلیل ظنی کے ساتھ شرعاً لازم اور ضروری ہو، بایں طور کہ اس کے نہ کرنے پر اخروی عذاب کا استحقاق ہو۔

وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے

واجب کے ثبوت کے پانچ طریقے ہیں:

(۱) اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا امر کیا ہو، اور امر میں اصل وجوب ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور اس امر کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، اس کی شریعت میں بہت مثالیں ہیں۔

(۲)۔ کسی فرض یا واجب کو شریعت میں کسی کام پر موقوف کر دیا ہو اور اس کا ثبوت دلیل ظنی سے ہو، جیسے نماز سورۂ فاتحہ پڑھنے پر موقوف ہے اور اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے اور وہ ظنی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب "سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی"، لہٰذا نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

(۳)۔ جس کام کے ترک پر وعید ہو۔

(۴)۔ جس کام کی قضا واجب ہو، قضا کا واجب ہونا اصل کے وجوب کی دلیل ہے، جس طرح وتر کی قضا واجب ہے، امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص وتر پڑھنے سے پہلے سو گیا یا بھول گیا اس کو جب وتر یاد آئے یا بیدار ہو تو وتر کی نماز پڑھ لے[۱]، اس سے ثابت ہوا کہ وتر واجب ہے۔

(۵)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو صیغۂ علیٰ کے ساتھ مقید کر کے بیان کیا ہو، علامہ مرغینانی سجدۂ تلاوت کے وجوب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لقولہ علیہ السلام السجدۃ علی من سمعھا وعلی من تلاھا وھی کلمۃ ایجاب[۲]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آیت سجدہ کو سنے یا اس کی تلاوت کرے اس پر سجدہ واجب ہے، یہ ربعی علیٰ کسی کام کو واجب کرنے کا کلمہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

علامہ تفتازانی اس بحث میں لکھتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کو سہواً کیا ہو یا طبعاً کیا ہو (جیسے طعام اور لباس) یا وہ فعل آپ کی خصوصیت ہو تو اس فعل سے اجماعاً وجوب ثابت نہیں ہوتا، اور اگر آپ کا وہ فعل قرآن مجید کے کسی مجمل کا بیان ہو (جیسے پیشانی کی مقدار پر سر کا مسح کرنا، یا موزوں پر مسح کرنا) تو بالاجماع اس کی اتباع واجب ہے، اگر وہ فعل ان کے علاوہ ہو تو پھر اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا اس صورت میں آپ کے افعال کی اتباع واجب ہے اور اکثر نے کہا نہیں ہوگی اور یہی مختار ہے آگے چل کر

---

[۱] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۲] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف قول موجب ہے فعل موجب نہیں ہے، پھر اس پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، اثناء نماز میں آپ نے اپنی نعلین اتار کر بائیں جانب رکھ دیں، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا تم نے جوتیاں کیوں اتار دیں، صحابہ نے کہا ہم نے آپ کو جوتیاں اتارتے دیکھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے آکر خبر دی تھی کہ ان جوتیوں میں گھناؤنی چیز ہے"۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں اگر آپ کا فعل موجب ہوتا تو آپ صحابہ پر اعتراض کیوں کرتے؟ اسی طرح صوم وصال پر انکار نہ فرماتے، امام غزالی نے فرمایا صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال کی اتباع نہیں کی، سو بعض افعال میں اتباع کرنا اگر وجوب کی دلیل ہو تو بعض افعال میں اتباع نہ کرنا وجوب کے خلاف کی دلیل کیوں نہیں ہوگا؟ [1]

ملا جیون لکھتے ہیں:

ولا یثبت الوجوب الا من الامر دون الفعل۔ [2]

وجوب صرف امر سے ثابت ہوتا ہے فعل سے ثابت نہیں ہوتا۔ [2]

ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کو ثابت کرنے کے دلائل کا جائزہ

وجوب کی تعریف اور اثبات وجوب کے طریقوں کو جاننے کے بعد آئیے دیکھیں کہ ڈاڑھی میں قبضہ کے وجوب کی کیا دلیل ہے؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں ڈاڑھی کو قبضہ تک رکھنے کا حکم نہیں دیا نہ آپ نے قبضہ سے کم یا زیادہ ڈاڑھی رکھنے پر کوئی وعید فرمائی تو بغیر کسی دلیل شرعی کے قبضہ کا وجوب کیسے ثابت ہوگا؟

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی ان کا یہ فعل اس بات کا بیان ہے کہ ڈاڑھی کا بڑھانا قبضہ تک واجب ہے، یہ قول درست نہیں ہے، صحابہ کرام کے افعال سے کسی چیز کا وجوب کیسے ثابت ہوگا؟ جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی صرف اقوال موجب ہیں اور آپ کے صرف انہی افعال سے وجوب ثابت ہوتا ہے جو مجمل کتاب کا بیان ہوں اور باقی افعال میں اختلاف ہے اور جمہور کا قول اور مختار یہ ہے کہ آپ کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم ابھی توضیح تلویح اور نور الانوار کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ ثانیاً ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کاٹی (بعض روایات میں حضرت ابن عمر کے مطلقاً ڈاڑھی کاٹنے کا ذکر ہے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں) ان کے اس فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تھا ان کے نزدیک وہ حکم وجوب کے لیے نہیں تھا، اگر ان کے نزدیک یہ حکم وجوب کے لیے ہوتا اور ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوتا تو وہ اپنی ڈاڑھیوں کو ہرگز نہ کاٹتے۔

بعض علماء "واعفوا اللحی" میں امر کے صیغہ سے استدلال کرتے ہیں کہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے لہٰذا ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر وجوب کے لیے اس وقت ہوتا ہے جب اس کے خلاف کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو، اور یہاں ایک سے زائد قرائن ہیں، امام اعظم اور امام ابو یوسف نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، توضیح تلویح ص ۳۲۷-۳۲۱، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ
[2] ملا احمد جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ، نور الانوار ص ۲۵، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوقحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا، امام ترمذی نے حضور کے طولاً وعرضاً ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کو روایت کیا اور اس حدیث سے ہمارے فقہاء (مثلاً صاحب نہایہ، علامہ عینی، علامہ ابن ہمام وغیرہ) نے استدلال کیا ہے اور حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ اور فقہاء تابعین کے ڈاڑھی کاٹ کر کم کرنے کے واقعات ہیں جن کو ہم نے شروع میں باحوالہ بیان کر دیا ہے۔

بعض علماء نے مجھ سے کہا ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق بہ کثرت احادیث ہیں اور ڈاڑھی کاٹنے کے بارے میں اتنی کثیر احادیث نہیں ہیں، میں نے کہا کسی مطلوب کے اثبات کے لیے حدیث کا صحیح اور قوی سند کے ساتھ مروی ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ شافعی کہہ سکتے ہیں کہ اثبات رفع یدین اور اثبات فاتحہ خلف الامام کے متعلق اسی طرح کندھوں تک ہاتھ اٹھانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کے متعلق جتنی کثیر روایات ہیں اتنی روایات ترک رفع یدین اور ترک فاتحہ خلف الامام، کانوں تک ہاتھ اٹھانے اور ناف پر ہاتھ باندھنے کے متعلق نہیں ہیں۔

بعض علماء نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو، اور مجوس کی مخالفت واجب ہے اس لیے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ قرائن صارفہ کو دیکھے بغیر اگر محض مخالفت کے حکم سے ڈاڑھی بڑھانا واجب ہو سکتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ڈاڑھی کو رنگو اور یہود کی مخالفت کرو، سو اس حدیث سے ڈاڑھی کا رنگنا واجب ہوگا اور جب دیگر قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا رنگنا واجب نہیں ہے تو اسی طرح متعدد قرائن کی بناء پر ڈاڑھی کا بڑھانا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ اگر ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہوتا تو کاٹنا اصلاً جائز نہ ہوتا حالانکہ ہم کاٹ کر کم کرنے کے جواز کو بادلائل بیان کر چکے ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنا اس لیے واجب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو دوائی کریں وہ واجب ہوتا ہے یہ دلیل بھی صحیح نہیں ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا علاوہ ازیں اس میں بحث ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنن زوائد میں سے ہے یا سنن ہدی میں سے ہے۔ (الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۹ ص ۳۰۸۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضوء میں ہمیشہ دائیں عضو کو دھونے سے ابتداء کی اس کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود دائیں عضو کو پہلے دھونا مستحب ہے، واجب نہیں، حالانکہ یہ بالاتفاق سنن ہدی میں سے ہے، اسی طرح مسجد میں پیر رکھنے، جوتی پہننے اور کنگھی کرنے میں آپ نے ہمیشہ دائیں جانب سے ابتداء کی، ہمیشہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور ان کا خلاف کہیں ثابت نہیں، اس کے باوجود یہ امور مستحب ہیں واجب نہیں حالانکہ یہ امور بھی سنن ہدی میں سے ہیں، البتہ صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائما کیا ہو اور اس کے ترک پر انکار کیا ہو۔ وہ واجب ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۔ طبع بیروت) اور قبضہ کا معاملہ اس طرح نہیں ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ کی مقدار کو فقہاء نے واجب کہا ہے، سو یہ بھی صحیح نہیں ہے، ہمارے علم کے مطابق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے قبضہ کو واجب نہیں لکھا سب نے اس کو سنت لکھا ہے یا کہا ہے کہ قدر مسنون قبضہ ہے،[1] اب ہم اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات پیش کر رہے ہیں۔

---

[1] البتہ صاحب نہایہ نے قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو واجب کہا ہے جس کو علامہ ابن ہمام اور علامہ عینی نے بلا تردید نقل کیا ہے، اور علامہ ابن نجیم نے کہا اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نے قبضہ کے بعد ڈاڑھی کو نہیں کاٹا، وہ گنہ گار ہوگا (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰) اور علامہ شامی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وجوب بمعنی ثبوت ہو (منحۃ الخالق ج ۲ ص ۲۸۰ علی حاشیۃ البحر (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[1]

ڈاڑھی کو لمبا کرنے کے مقصد سے تیل نہ لگایا جائے جبکہ ڈاڑھی قدر مسنون کے مطابق ہو اور وہ (قدر مسنون) قبضہ ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وھو ای القدر المسنون فی اللحیۃ القبضۃ[2]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ۔[3]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[4]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[5]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

بقدر المسنون وھو القبضۃ[6]

(اور ڈاڑھی میں) قدر مسنون قبضہ ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اقول ینبغی ان یدرج فی اخذھا لتصیر مقدار قبضۃ علی ماھو السنۃ والاعتدال المتعارف۔[7]

میں کہتا ہوں کہ ڈاڑھی کو اس قدر کاٹنا چاہیے کہ اس کی مقدار ایک قبضہ ہو جائے جو کہ سنت اور میانہ روی کا متعارف طریقہ ہے۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں

بقدر المسنون وھو القبضۃ[8]

ڈاڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔

---

[1] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ھ، ھدایہ اولین ص ۲۰۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[2] علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، بنایہ ج اص ۱۳۴۴، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ،

[4] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ ھ

[5] علامہ عثمان بن زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق، ج ۱ص ۳۳۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[6] علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ ھ، حاشیۃ الدرر والغرر ج ۱ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر، ۱۳۰۴ ھ

[7] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقات ج ۸ ص ۲۹۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ ھ

[8] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ ھ، در مختار علی ہامش الرد ج ۲ ص ۱۵۵، ج ۵ ص ۳۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

سه (حاشیہ صفحہ سابقہ) لیکن یہ تاویل بعید ہے، صاحب نہایہ کے اس قول پر یہ لازم آئے گا کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی رکھنے والے لوگ فاسق ہوں۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ شامی لکھتے ہیں

(والسنۃ فیھا القبضۃ) وھو ان یقبض الرجل لحیتہ مما زاد منھا علی قبضۃ قطعہ ۔[1]

ڈاڑھی میں سنت قبضہ ہے: اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر قبضہ سے زائد کو کاٹ دے۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

واما اللحیۃ فذکر محمد فی الاثار عن الامام ان السنۃ ان یقطع مازاد علی قبضۃ یدہ ۔[2]

امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے یہ نقل کیا ہے کہ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا سنت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

والقص سنۃ فیھا وھو ان یقبض الرجل لحیتہ فان زاد منھا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکر محمد رحمہ اللہ فی کتاب الاثار عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال بہ ناخذ کذا فی محیط السرخسی[3]

ڈاڑھی میں کاٹنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لے اور مٹھی سے زائد کاٹ دے، امام محمد نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہ سے اسی طرح نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح محیط سرخسی میں ہے

ہم نے بارہ مستند فقہاء کی عبارات صریحہ سے یہ واضح کر دیا ہے کہ قبضہ متعارف اور مسنون طریقہ ہے اس کو واجب کہنا صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری نے جو لکھا ہے کہ ڈاڑھی کا ٹنا عجمیوں، فرنگیوں اور بے دین قلندروں کا طریقہ ہے[4] اس سے ان کی مراد ڈاڑھی کو بہت زیادہ کاٹنا ہے، کیونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو سنت اور مستحب بھی لکھا ہے، لکھتے ہیں:

فالتقدیر لو اخذ تم نواحی لحیتہ طولا وعرضا وترکتم قدر المستحب وھو مقدار القبضۃ وھی الحد المتوسط بین الطرفین المذمومین من ارسالھا مطلقا ومن حلقھا وقصھا علی وجہ استیصالھا ۔[5]

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقحافہ کو ڈاڑھی کاٹنے کا حکم دیا تھا) اس میں حکماً یہ ارشاد ہے کہ اگر تم ڈاڑھی کو طولاً و عرضاً لو اور قدر مستحب چھوڑ دو (تو بہتر ہے) اور وہ قدر مستحب قبضہ کی مقدار ہے اور یہ مطلقاً ڈاڑھی چھوڑنے یا منڈوانے اور جڑ سے کاٹنے کی افراط اور تفریط والی مذموم جانبوں میں حد متوسط ہے۔

اسی طرح علامہ زبیدی حنفی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے لکھتے ہیں:

واستدل بہ الجمھور علی ان الاولی ترک

اس حدیث میں (واعفوا اللحی) سے جمہور نے یہ

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۱۶، مطبوعہ مطبع مصطفے البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ۔

[4] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۲ ص ۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[5] 〃 〃 〃 ، شرح مسند امام اعظم ص ۲۱۰، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللحیۃ علی حالھا وان لا یقطع منھا شیء[۱] استدلال کیا ہے کہ اولی یہ ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے کچھ نہ کاٹا جائے۔

امام ابوحنیفہ سے لے کر علامہ شامی تک ان تمام مستند اور مسلم فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ سنت ہے۔ اور ایک متاخر عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے محض اپنی رائے سے یہ لکھا کہ قبضہ واجب ہے اور فقہاء کی ان عبارات میں سنت سے مراد یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے[۲] اور بعد کے بعض علماء نے بھی شیخ رحمہ اللہ کی پیروی کی۔ (واضح رہے کہ شیخ نے قبضہ کو واجب لکھا ہے لیکن وجوب پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔)

ہمارے نزدیک عبارات فقہاء میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ تاویل کی ضرورت اس وقت ہوتی جب دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ سے قبضہ کا وجوب ثابت ہوتا اور اس کے برخلاف فقہاء نے قبضہ کو سنت کہا ہوتا، تب یہ کہنا درست ہوتا کہ یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ فقہاء کا قبضہ کو سنت اور مستحب کہنا دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کے مطابق ہے، اور اگر دلائل شرعیہ اور قواعد فقہیہ کا لحاظ کیے بغیر اس تاویل کو جائز قرار دیا جائے تو پھر فقہاء کی اصطلاحی تصریحات بازیچہ اطفال بن جائیں گی، اور ہر شخص اپنی رائے کے مطابق فقہاء کی تصریحات کو تبدیل کر سکے گا، واجب کو کہہ دے گا یہ ثابت کے معنی میں ہے، فرض کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرام نہیں ہے، لہذا اس کا کرنا ضروری نہیں ہے اور حرام کو کہہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے، لہذا اس کا ترک ضروری نہیں ہے اور اس کا فعل جائز ہے۔ العیاذ باللہ!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے، نبی اور رسول نہ تھے، ان کی رائے میں خطاء ہو سکتی ہے، نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ان کو فقیہ نہیں مانا گیا، نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص شیخ عبدالحق کو معصوم ماننے پر ہی مصر ہو یا ان کو مجتہد مطلق قرار دیتا ہو تو پھر ان تمام فقہاء کی عبارات میں تاویل کرنے کی بجائے خود شیخ رحمہ اللہ کی عبارات میں تاویل کر لی جائے اور یہ کہا جائے کہ شیخ رحمہ اللہ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو یہ واجب بمعنی ثابت ہے، اور یہ جو لکھا ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت میں موجود ہے۔

اس سلسلہ میں ایک یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ جن حضرات نے قبضہ بھر ڈاڑھی کو سنت کہا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ اگرچہ واجب ہے مگر اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسا کہ بعض فقہاء نے نماز عید کو باوجود واجب ہونے کے اسی بناء پر سنت کہا ہے۔

اس دلیل میں سخت مغالطہ آفرینی کی گئی ہے، نماز عید کا معاملہ یہ ہے کہ نماز عید کے متعلق امام ابوحنیفہ سے دو روایتیں منقول ہیں، ایک میں نماز عید کو واجب کہا ہے اور ایک میں سنت، بعض فقہاء (مثلاً صاحب ہدایہ) نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے، سو اگر ڈاڑھی میں قبضہ کے متعلق بھی امام اعظم کے دو قول

۱۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۴۱۹ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ
۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲، ملخصاً، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوتے ایک وجوب کا اور دوسرا سنت کا تب یہ بات درست ہوتی، اس کے برخلاف امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک تمام فقہاء نے قبضہ کو سنت یا مستحب لکھا ہے اور علامہ زبیدی حنفی کی تصریح کے مطابق جمہور ائمہ اور فقہاء کا ڈاڑھی بڑھانے کے استحباب پر اتفاق ہے اور ان تصریحات کے برخلاف گیارہویں صدی میں شیخ رحمہ اللہ نے بغیر کسی دلیل کے محض اپنی رائے سے قبضہ کو واجب لکھا ہے اور شیخ کے قول اور امام اعظم کے قول میں کیا نسبت ہے؟ جو امام اعظم اور جمہور فقہاء کے قول کو شیخ رحمہ اللہ کے قول کے تابع کیا جائے۔!

دوسرا جواب یہ ہے کہ عید کی نماز کو متاخرین فقہاء نے اتفاقاً واجب نہیں کہا، بعض نے اس کو بہ منزلہ واجب کہا اور بعض نے سنت کے قول کو ترجیح دی کیونکہ وہ بعد کا قول ہے اور بعض نے کہا ان میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ بہ منزلہ واجب ہے۔ اب ہم اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے فقہاء کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

واشتبہ المذھب فی صلوٰۃ العید انھا واجبۃ ام سنۃ فالمذکور فی الجامع الصغیر انھا سنۃ لانہ قال فی العیدین یجتمعان فی یوم واحد فالاولی منھما سنۃ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رحمھما اللہ تعالٰی انہ تجب صلوٰۃ العید علی من تجب علیہ صلوٰۃ الجمعۃ وقال فی الاصل ولا یصلی التطوع فی الجماعۃ ما خلا قیام رمضان وکسوف الشمس فھو دلیل علی ان صلوٰۃ العید واجبۃ والاظھر انہ سنۃ۔ لہ

نماز عید کے متعلق مذہب مشتبہ ہے آیا یہ سنت ہے یا واجب؟ امام محمد نے جامع صغیر میں یہ ذکر کیا ہے کہ یہ سنت ہے کیونکہ انہوں نے کہا اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوں تو پہلی نماز سنت ہے، اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جس پر جمعہ کی نماز واجب ہے اس پر عید کی نماز واجب ہے اور امام محمد نے کتاب الاصل (مبسوط) میں یہ کہا ہے کہ تراویح اور نماز کسوف کے سوا کوئی نفل نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے، اس قول میں یہ دلیل ہے کہ عید کی نماز واجب ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ عید کی نماز سنت ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

قال فی غایۃ البیان وھذا اظھر ولم یعللہ وھو کذلک لوجھین احدھما ان الجامع الصغیر صنفہ بعد الاصل فما فیہ ھو المعول علیہ وثانیھما انہ صرح بالسنۃ بخلاف ما فی الاصل والظاھر انہ لاخلاف فی الحقیقۃ لان المراد من السنۃ السنۃ المؤکدۃ بدلیل قولہ لا یترک

غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ نماز عید کا سنت ہونا زیادہ ظاہر ہے، بات یہی ہے لیکن انہوں نے اس کی وجہ نہیں بیان کی اور اس کی دو وجہیں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ جامع الصغیر، کتاب الاصل کے بعد کی تصنیف ہے، لہٰذا جو اس میں مذکور ہے وہی معتمد ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جامع صغیر میں سنت کی تصریح کی ہے، اس کے برخلاف کتاب الاصل میں واجب کی تصریح نہیں ہے اس کو مستنبط

لہ۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۳۷، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واحد منهما وكما صرح به في المبسوط وقد ذكرنا مرارًا انها بمنزلة الواجب عندنا۔ [1]

کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ امام محمد نے لکھا ہے جمعہ اور عید میں سے کسی کو ترک نہ کیا جائے اور یہی مبسوط سرخسی میں ہے اور ہم نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ ہمارے نزدیک سنت مؤکدہ بمنزلہ واجب ہے۔

فقہاء کی ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ نماز عید کے سنت یا واجب ہونے کا جو اختلاف ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں امام اعظم کا یہ مذہب ذکر کیا کہ عید کی نماز سنت ہے اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے یہ نقل کیا کہ عید کی نماز واجب ہے اور متاخرین میں سے بعض فقہاء نے سنت کے قول کو ترجیح دی اور بعض نے واجب کے قول کو ترجیح دی اور سنت کے قول کی یہ تاویل کی کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اس کے برخلاف ڈاڑھی کے متعلق امام اعظم کے اس طرح دو قول منقول نہیں ہیں، بلکہ امام اعظم اور جمہور ائمہ اور فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبضہ سنت یا مستحب ہے۔

قبضہ کو واجب قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ سے ایک انگلی کے برابر بھی ڈاڑھی کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے ارتکاب پر اصرار کرنے والا فاسق معلن ہے، اور یاد رکھیے جب تک کراہت تنزیہی پر کوئی مخصوص دلیل موجود نہ ہو۔ اس وقت تک کسی کام کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہا جا سکتا، مکروہ تحریمی تو بہت دور کی بات ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح في البحر في صلوٰة العيد عند مسئلة الاكل بانه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لابد لها من دليل خاص. (الى قوله) لان الكراهة حكم شرعي فلا بد له من دليل [2]

البحر الرائق میں نماز عید کے باب میں کھانے کے مسئلہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ مستحب کو نہ کرنے سے کسی چیز کا مکروہ تنزیہی ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ مکروہ تنزیہی کے لیے بھی مخصوص دلیل کی ضرورت ہے، کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور یہ حکم بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہو گا۔

غور فرمائیے کہ جب مکروہ تنزیہی بھی بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا تو قبضہ سے کم داڑھی کاٹنے کا مکروہ تحریمی ہونا یا قبضہ کا واجب ہونا بغیر دلیل کے کیسے ثابت ہو گا!

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا معاملہ الگ ہے کیونکہ ان پر دلائل پیش نہیں کیے گئے، لیکن جب ہم قبضہ کو واجب کہنے والے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ قبضہ کے وجوب پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو یہ لوگ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جو قبضہ کو واجب کہا ہے تو ضرور ان کے پاس کوئی دلیل ہو گی یہ بہت بعید ہے کہ حضرت شیخ بغیر کسی دلیل کے قبضہ کو واجب کہہ دیں، کبھی کہتے ہیں کہ فلاں متاخر عالم نے اور فلاں متاخر عالم نے اپنی (اردو کی) کتاب میں قبضہ کو واجب لکھ دیا ہے اس لیے ہم قبضہ کو واجب کہتے ہیں

۱۔ علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۸، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہم یہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ کو مقرر کرنا فلاں اور فلاں کا منصب نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں، ہم لوگ تو صرف مبلغ ہیں، ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جس چیز کو حلال کیا ہو اس کی حلت بیان کر دیں اور جس چیز کو حرام کیا ہو اس کی حرمت بیان کر دیں' ہم شارع نہیں ہیں کہ از خود کسی چیز کو حلال یا حرام کریں اور جو لوگ بغیر کسی صریح اور قطعی حدیث کے محض اپنی رائے سے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب اور خواہ ایک پور کے برابر قبضہ سے کم ڈاڑھی ہو اس کو حرام کہہ رہے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور قرآن مجید کی ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ط ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ (نحل، ۱۱۶)

اور جن چیزوں کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بولتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھو بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر o واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰباءنا ط اولو کان الشیطان یدعوھم الی عذاب السعیر۔ (لقمان، ۲۰-۲۱)

اور کچھ لوگ اللہ کے متعلق بحث کرتے ہیں، ان کے پاس نہ علم ہے، نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے کی اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ خواہ شیطان ان کو دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدًی ولا کتاب منیر۔ (حج: ۸)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑ رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی علم ہے نہ دلیل ہے نہ روشن کتاب۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ (توبۃ، ۳۱)

انھوں نے اپنے پیروں اور عالموں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے!

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے یہ آیت پڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لوگ اپنے پیروں اور عالموں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے! آپ نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس کو اللہ نے حلال کیا یہ اس کو حرام کہتے ہیں اور جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو یہ حلال کہتے ہیں، میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے۔ [۱]

[۱] علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۹ ص ۸۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس لیے ان آیات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں جگہ دینی چاہیے اور بغیر کسی دلیل شرعی کے کسی چیز کو واجب یا حرام کہنے سے گریز کرنا چاہیے اور جب آپ مقلد اور حنفی ہیں تو امام اعظم کی تقلید کیجئے جنہوں نے قبضہ کو سنت کہا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے نقل کیا ہے یا جمہور ائمہ اور فقہاء کی اتباع کیجئے جنہوں نے ڈاڑھی لمبی رکھنے کو مستحب کہا ہے جیسا کہ علامہ زبیدی حنفی نے نقل کیا ہے اور اگر آپ براہ راست قرآن اور حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہیں تو کوئی آیت یا کوئی ایسی صحیح اور صریح حدیث پیش کیجئے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبضہ تک ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہو یا قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے پر آپ نے کوئی وعید سنائی ہو اور جب ایسی کوئی حدیث نہیں ہے تو بغیر دلیل کے قبضہ کو واجب کہنے اور مثلاً ایک پور قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والے مسلمان کو فاسق معلن کہنے اور مسلمانوں کی عزت مجروح کرنے سے باز آجائیے۔

یہ واضح رہے کہ ہم خشخشی ڈاڑھی رکھنے یا فرینچ کٹ ڈاڑھی رکھنے یا ڈاڑھی کی زیادہ مقدار کاٹنے کے مجوز نہیں ہیں۔ ڈاڑھی کی اتنی مقدار رکھنا ضروری ہے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہو اور افضل اور اولیٰ ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھی جائے جو سینہ کے بالائی حصہ کو بھر لے جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کا بیان ہے، اور مسلمانوں کو عموماً اور علماء کو خصوصاً اتنی لمبی ڈاڑھی ہی رکھنی چاہیے اور یہ کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا اسلام میں مسلمانوں کا شعار ہے، ہمارا اختلاف صرف اس چیز میں ہے کہ کسی کام کی ایسی حد مقرر کرنا جس کا ترک ناجائز ہو اور اس کا کرنا واجب ہو، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے، ہم صرف مبلغ ہیں کسی کام کو واجب یا حرام کرنے کے مجاز اور مختار نہیں ہیں۔

بعض لوگ یہ شبہ بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر قبضہ کو واجب نہ قرار دیا گیا تو ڈاڑھی کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ چھوٹی ڈاڑھی رکھنے لگیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پھر تو تمام سنتوں اور مستحبات کو واجب کہنا چاہیے ورنہ ان کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ دیکھئے نماز کے فرض ہونے میں کسی کا اختلاف ہے؟ لیکن بہت سے مسلمان نماز نہیں پڑھتے! فرض پر عمل خوف خدا سے ہوتا ہے اور سنت پر عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہوتا ہے، آپ احکام شرعیہ میں ترمیم نہ کیجئے، لوگوں میں خوف خدا پیدا کریں لوگ فرائض پر عمل کریں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو عام کریں لوگ حضور کی اداؤں اور سنتوں پر عمل کریں گے، لمبی ڈاڑھی رکھنے کا مدار قبضہ کو واجب کہنے پر نہیں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت پر ہے۔

ڈاڑھی کے متعلق مصنف کا موقف

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم بھی وجوبی نہیں ہے اور قبضہ تک ڈاڑھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رکھنے کا آپ نے حکم نہیں دیا، اب اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو اس میں دو خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے واجب نہیں کیا اس کو اپنی رائے سے واجب کہا جائے اور اس میں جمہور فقہاء اسلام کی مخالفت بھی ہے، کیونکہ سب نے قبضہ کو سنت کہا ہے، دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر قبضہ کو واجب کہا جائے تو جس شخص نے قبضہ سے ایک انگل بھی ڈاڑھی کم رکھی ہو تو اس کو فاسق معلن کہا جائے گا اور اس سے بغیر کسی وجہ شرعی کے ایک مسلمان کی عزت کو مجروح کرنا لازم آئے گا، یاد رکھیے ہم مبلغ ہیں شارع نہیں ہیں۔ ہمارا کام احکام شرعیہ کو جوں کا توں پہنچا دینا ہے اور بس! ہم اپنی طرف سے کسی حکم کو وضع کرنے کے مجاز نہیں ہیں چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈانے پر انکار کیا ہے اور ڈاڑھی منڈانے سے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم کی بالکلیہ مخالفت ہوتی ہے، اس لیے ہمارے نزدیک ڈاڑھی منڈانا مکروہ تحریمی یا حرام ظنی ہے اور مطلقاً ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چونکہ احکام میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوتا ہے اس لیے ڈاڑھی کے تحقق کے لیے ڈاڑھی کی اتنی مقدار ہونی چاہیے جس پر عرف میں ڈاڑھی کا اطلاق ہو سکے خواہ وہ قبضہ سے ایک آدھ انگل کم ہو اور معمولی اور خفیف سی ڈاڑھی یا خشخشی ڈاڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً ڈاڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس کو خشخشی ڈاڑھی یا فرنچ کٹ ڈاڑھی کہتے ہیں سو ایسی ڈاڑھی سے ڈاڑھی رکھنے کے حکم پر عمل نہیں ہوگا، اور قبضہ تک ڈاڑھی رکھنا فقہاء کی تصریحات کے مطابق سنت ہے، اور بظاہر یہ سنت غیر مؤکدہ[ص] ہے کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے اور چونکہ ملا علی قاری نے قبضہ کو مستحسن لکھا ہے اور علامہ زبیدی نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا مستحب ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ سنت غیر مؤکدہ یا مستحب ہے کثیر مطالعہ اور عمیق غور و فکر کے بعد احادیث، آثار اور جمہور فقہاء کے اقوال سے ہم نے یہی سمجھا ہے اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے القاء اور فیضان ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میری فکر کی غلطی ہے اور مطالعہ کی کمی ہے اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

مونچھیں ترشوانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ بعض اہل مدینہ کے نزدیک مونچھیں ترشوانا احفاء (بہت زیادہ ترشوانا) سے زیادہ پسندیدہ ہے، حسن بصری، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح اور امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک مونچھیں منڈوانے کو مکروہ کہتے ہیں، اور جمہور علماء، مکحول، محمد بن عجلان، نافع اور امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد یہ کہتے ہیں کہ مونچھوں کا احفاء مستحب ہے اور وہ مونچھیں ترشوانے سے افضل ہے، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت جابر بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے، امام ابن ابی شیبہ نے یہ تمام آثار اسانید کے ساتھ روایت کیے ہیں اور مونچھیں منڈانے کو احادیث میں خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے، حدیث میں ہے سیماھم

ص یہاں پر سنت غیر مؤکدہ لغوی معنی میں ہے اس کا مخصوص فقہی اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس کو مستحب بھی کہا گیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

التحلیق و التسبید۔ " ان کی علامت مونچھیں منڈانا اور مونچھوں کو جڑ سے صاف کرنا ہے۔ [۱]

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

مونچھیں منڈانا بدعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔ [۲]

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

منتقی اور مجتبیٰ میں لکھا ہے کہ مونچھیں منڈانا سنت ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب ہے اور مونچھوں کو تراشوانا حتیٰ کہ وہ اوپر والے ہونٹ کے متوازی ہو جائیں بالاجماع سنت ہے۔ [۳]

میں کہتا ہوں کہ مونچھیں منڈوانے کی امام ابوحنیفہ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور مونچھیں منڈوانا سنت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا ہے!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج ناس من قبل المشرق و یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق او قال التسبید۔ [۴]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف اس وقت تک واپس نہیں آئیں گے حتیٰ کہ تیر کمان کی طرف لوٹ آئے، آپ سے پوچھا گیا ان کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا بال منڈانا یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا۔

امام ابوداؤد، حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں:

قالوا یا رسول اللہ ما سیماھم قال التحلیق۔ [۵]

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بال منڈانا۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ [۶] اور امام احمد [۷] نے بھی روایت کیا ہے۔

---

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ھامش الرد ج ۵ ص ۲۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۳] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[۴] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۵] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[۶] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[۷] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۴، ۶۴، ۵، ج ۴ ص ۴۲۵، ۴۲۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ صُوْرَةِ الْحَيَوَانِ

جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت

۵۳۹۷ - حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ يَاْتِيْهِ فِيْهَا فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهِ وَفِيْ يَدِهٖ عَصًا فَاَلْقَاهَا مِنْ يَدِهٖ وَقَالَ مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هٰهُنَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَاءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتَنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَاْتِ فَقَالَ مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک معین وقت میں ملاقات کا وعدہ کیا، وہ وقت آن پہنچا لیکن جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اس وقت آپ کے دست اقدس میں ایک عصا تھا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا، اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اپنے وعدہ کی مخالفت نہیں کرتے، پھر آپ نے (ادھر اُدھر) دیکھا تو تخت کے نیچے ایک کتے کا پلا دکھائی دیا، آپ نے پوچھا: اے عائشہ یہ کتا یہاں کب آیا؟ حضرت عائشہ نے کہا بخدا! مجھے کوئی پتا نہیں! آپ نے اس کتے کو نکالنے کا حکم دیا سو اس کو نکال دیا گیا پھر حضرت جبرئیل آئے، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا اور تم نہیں آئے، انھوں نے کہا آپ کے گھر میں جو کتا تھا اس نے مجھ کو داخل ہونے سے روک دیا، ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۳۹۸ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ جِبْرِيْلَ وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يُطَوِّلْهُ كَتَطْوِيْلِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ ۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا اور حدیث سابق کی طرح اس کو مفصل بیان نہیں کیا۔

۵۳۹۹ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت غمزدہ اُٹھے، حضرت میمونہ نے کہا: یا رسول اللہ! آج میں آپ کو کچھ پریشان دیکھ رہی ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل نے آج رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ نہیں آئے! اور بخدا انھوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی پھر اس روز سارا دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح غمزدہ رہے، پھر آپ کے دل میں ایک کتے کے پلّے کا خیال آیا، جو ہمارے تخت کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِیْ قَالَ فَظَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِیْ نَفْسِهٖ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَنَا فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَآءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسٰی لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهٗ قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ تَلْقَانِیْ الْبَارِحَةَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰی اِنَّهٗ يَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ۔

نیچے تھا، آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا، سو اس کو نکال دیا گیا پھر آپ نے پانی لے کر اس جگہ چھڑک دیا جہاں وہ کتا تھا، جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل نے ملاقات کی، آپ نے ان سے کہا تم نے مجھ سے گزشتہ رات ملاقات کا وعدہ کیا تھا، انھوں نے کہا ہاں! لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو، پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، حتی کہ آپ نے چھوٹے باغ کے کتے کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا، اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا۔

۵۴۰۰ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَحْيٰى وَاِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

۵۴۰۱ ۔ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو

۵۴۰۲ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَذِكْرِهِ الْاَخْبَارَ فِی الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۴۰۳ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، بسر کہتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

الله علیه وسلم انه قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الملائکة لا تدخل بیتا فیه صورة قال بسر ثم اشتکی زید بعد فعدناه فاذا علی بابه ستر فیه صورة قال فقلت لعبید الله الخولانی ربیب میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم الم یخبرنا زید عن الصور یوم الاول فقال عبید الله الم تسمعه حین قال الا رقما فی ثوب۔

اس کے بعد حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو (دیکھا) ان کے دروازے پر ایک پردہ تھا جس میں تصویر تھی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ کے پروردہ عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا حضرت زید نے پہلے تصویر کے متعلق ہم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (چھپی ہوئی) تصویریں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۴۰۴- حدثنا ابو الطاهر اخبرنا ابن وهب اخبرنی عمرو بن الحارث ان بکیر بن الاشج حدثه ان بسر بن سعید حدثه ان زید بن خالد الجهنی حدثه ومع بسر عبید الله الخولانی ان ابا طلحة حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة قال بسر فمرض زید بن خالد فعدناه فاذا نحن فی بیته بستر فیه تصاویر فقلت لعبید الله الخولانی الم یحدثنا فی التصاویر فقال انه قال الا رقما فی ثوب الم تسمعه قلت لا قال بلی قد ذکر ذلک۔

بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی تھے، اس وقت ان کو حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے یہ حدیث بیان کی کہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، بسر کہتے ہیں کہ پھر حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے، جس وقت ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو ان کے گھر پر ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں، میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیں تصاویر کے متعلق حدیث بیان نہیں کی تھی؟ عبید اللہ نے کہا حضرت خالد نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مستثنیٰ کیا تھا، کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا نہیں! انھوں نے کہا، بلکہ انھوں نے اس استثنا کا ذکر کیا تھا۔

۵۴۰۵- حدثنا اسحق بن ابراهیم اخبرنا جریر عن سهیل بن ابی صالح عن سعید ابن یسار ابی الحباب مولی بنی النجار عن زید بن خالد الجهنی عن ابی طلحة الانصاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تماثیل قال فاتیت عائشة فقلت ان هذا یخبرنی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تماثیل

حضرت زید بن خالد جہنی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مجسمے ہوں، حضرت زید کہتے ہیں یہ حدیث سن کر میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ یہ (یعنی حضرت ابو طلحہ) یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں (مجسمے) ہوں، کیا آپ نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَهَلْ سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا رَاَيْتُهٗ فَعَلَ رَاَيْتُهٗ خَرَجَ فِيْ غَزَاتِهٖ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِيْ وَجْهِهٖ فَجَذَبَهٗ حَتّٰى هَتَكَهٗ اَوْ قَطَعَهٗ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ قَالَتْ فَقَطَعْنَا مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيْفًا فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيَّ ۔

نہیں! لیکن میں تم سے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کسی جہاد میں تشریف لے گئے، میں نے ایک باتصویر پردہ لے کر دروازہ پر لٹکا دیا، جب آپ آئے اور آپ نے وہ پردہ دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ہیں، آپ نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا، اور آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں، حضرت عائشہ نے کہا ہم نے اس کپڑے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھر دی، آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

۵۴۰۶ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ وَكَانَ الدَّاخِلُ اِذَا دَخَلَ اسْتَقْبَلَهٗ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوِّلِيْ هٰذَا فَاِنِّيْ كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَاَيْتُهٗ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَتْ لَنَا قَطِيْفَةٌ كُنَّا نَقُوْلُ عَلَمُهَا حَرِيْرٌ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں، جب کوئی شخص اندر آتا تو اس کے سامنے یہ تصویریں ہوتیں، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پردہ کو ہٹا دو، کیونکہ میں جب بھی داخل ہوتا ہوں تو اس پردہ کو دیکھتا ہوں اور دنیا کو یاد کرتا ہوں، حضرت عائشہ نے کہا ہمارے پاس ایک چادر تھی ہم کہتے تھے کہ اس کے نقوش ریشمی ہیں، ہم اس چادر کو پہنتے تھے۔

۵۴۰۷ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْاَعْلٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَزَادَ فِيْهِ يُرِيْدُ عَبْدَ الْاَعْلٰى فَلَمْ يَاْمُرْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِهٖ ۔

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس چادر کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

۵۴۰۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ عَلٰى بَابِيْ دُرْنُوْكًا فِيْهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الْاَجْنِحَةِ فَاَمَرَنِيْ فَنَزَعْتُهٗ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے، میں نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ لٹکایا ہوا تھا جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں، آپ نے اس کو اتارنے کا حکم دیا سو میں نے اس کو اتار دیا۔

۵۴۰۹ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ عَبْدَةَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۴۱۰- حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُتَسَتِّرَةٌ بِقِرَامٍ فِيهِ صُورَةٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، پھر آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کرتے ہیں۔

۵۴۱۱- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْقِرَامِ فَهَتَكَهُ بِيَدِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ پھر آپ جھکے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس پردہ کو پھاڑ دیا۔

۵۴۱۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا لَمْ يَذْكُرَا مِنْ۔

امام مسلم نے دو سندیں ذکر کی ہیں، اس حدیث میں ان اشد الناس عذابا ہے "من" نہیں ہے۔

۵۴۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے دراں حالیکہ میں نے اپنے طاق پر ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب آپ نے اس پردہ کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا، آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت کریں گے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو کاٹ دیا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ كَانَ لَهَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ مَمْدُودٌ إِلَى سَهْوَةٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَيْهِ فَقَالَ أَخِّرِيهِ عَنِّي قَالَتْ فَأَخَّرْتُهُ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ

ایک تصویروں والا کپڑا تھا جو طاق پر لٹکا ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نماز پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا اس کو ایک طرف کر دو، میں نے اس کے تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۵ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

۵۴۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ نَمَطًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَنَحَّاهُ فَاتَّخَذْتُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، در آں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس کو ہٹا دیا اور میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے۔

۵۴۱۷ - وَحَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهُ قَالَتْ فَقَطَعْتُهُ وِسَادَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِينَئِذٍ يُقَالُ لَهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ أَفَمَا سَمِعْتَ أَبَا مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ لَا قَالَ لٰكِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ يُرِيدُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے اس پردہ کو اتار دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے، (جب راوی نے یہ حدیث بیان کی تو) ایک شخص نے اس مجلس میں کہا جس کا نام ربیعہ بن عطاء تھا کیا تم نے ابو محمد سے سنا ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکیوں پر آرام کرتے تھے ابن قاسم نے کہا نہیں! لیکن میں نے قاسم بن محمد سے یہ سنا ہے۔

۵۴۱۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک تصویروں والا تکیہ خریدا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گدے کو دیکھا تو آپ دروازہ پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہیں ہوئے، اور میں نے آپ کے چہرے پر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ أَوْ فَعُرِفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

ناپسندیدگی کے آثار محسوس کیے، حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو تم نے بنایا تھا اب ان کو زندہ کرو، پھر فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۵۴۱۹- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَخِي الْمَاجِشُونِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَبَعْضُهُمْ أَتَمُّ حَدِيثًا لَهُ مِنْ بَعْضٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الْمَاجِشُونِ قَالَتْ فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُهُ مِرْفَقَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ بِهِمَا فِي الْبَيْتِ.

امام مسلم نے پانچ مختلف سندوں کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے دو تکیے بنا لیے جن پر آپ گھر میں آرام فرماتے تھے۔

۵۴۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ان تصویروں کو بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب دیا جاتے گا ان سے کہا جائیگا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو اب زندہ کرو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

۵۴۲۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۵۴۲۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاَشَجُّ اِنَّ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ يَحْيٰى وَاَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابًا الْمُصَوِّرُوْنَ وَحَدِيْثُ سُفْيَانَ كَحَدِيْثِ وَكِيْعٍ۔

ابو معاویہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

۵۴۲۴۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ بَيْتٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ مَرْيَمَ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ هٰذَا تَمَاثِيْلُ كِسْرٰى فَقُلْتُ لَا هٰذَا تَمَاثِيْلُ مَرْيَمَ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔

مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کے ساتھ ایک مکان میں تھا جس میں مریم کی مورتیں (مجسمے) تھیں۔ مسروق نے کہا یہ کسریٰ کی مورتیں (مجسمے) ہیں، میں نے کہا نہیں یہ مریم کی مورتیں (مجسمے) ہیں، مسروق نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۴۲۵ - قَالَ مُسْلِمٌ قَرَأْتُ عَلَى نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِي فِيهَا فَقَالَ لَهُ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ فَأَقَرَّ بِهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ۔

۵۴۲۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُفْتِي وَلَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ادْنُهْ فَدَنَا الرَّجُلُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔

۵۴۲۷ - حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

۵۴۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

سعید بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا میں تصویریں بناتا ہوں، آپ ان کے متعلق مجھے فتویٰ دیں، حضرت ابن عباس نے کہا میرے قریب آؤ، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا میرے قریب آؤ، وہ (مزید) قریب آیا، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے، اور اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلہ میں ایک جاندار بنایا جائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا، حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر تم نے ضرور تصویر بنانی ہے تو درختوں کی اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ، نصر بن علی نے اس حدیث کو مقرر رکھا:

نضر بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ فتویٰ دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، حتیٰ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ میں تصویریں بناتا ہوں، حضرت ابن عباس نے اس سے کہا قریب آؤ! وہ شخص قریب آیا، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اس کو اس بات کا مکلف کیا جائے گا کہ وہ اس میں قیامت کے دن روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

نضر بن انس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص آیا اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَّ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّالْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ دَارِ مَرْوَانَ فَرَاٰى فِيْهَا تَصَاوِيْرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

مروان کے گھر گیا انھوں نے اس گھر میں تصویریں دیکھیں تو کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو میرے پیدا کرنے کی مثل مخلوق بناتے ہیں، اچھا وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں!

۵۴۲۹۔ وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ دَارًا تُبْنٰى بِالْمَدِيْنَةِ لِسَعِيْدٍ اَوْ لِمَرْوَانَ قَالَ فَرَاٰى مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ فِي الدَّارِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً۔

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابوہریرہ مدینہ میں ایک گھر میں گئے جو سعید یا مروان کے لیے بنایا جارہا تھا، وہاں انھوں نے ایک مصور کو گھر میں تصویریں بناتے ہوئے دیکھا، انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اور مثل سابق حدیث ذکر کی۔ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وہ جو کا دانہ پیدا کریں۔

۵۴۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ تَصَاوِيْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیں (مجسمے) یا تصاویر ہوں۔

تصویر یا کتے کی وجہ سے کن فرشتوں کا داخلہ ممنوع ہے؟

اس باب کی حدیث نمبر ۵۴۲۴ میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: بہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا، لیکن اس عموم سے کراماً کاتبین مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ انسان سے کسی حال میں الگ نہیں ہوتے، علامہ ابن وضاح، علامہ خطابی اور علامہ داؤدی اور دوسرے علماء نے اسی پر اعتماد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں ملائکہ سے مراد وحی لانے والے ملائکہ ہیں مثلاً جبرائیل اور اسرافیل اور کراماً کاتبین وہ بیت الخلاء اور جماع کے علاوہ انسان سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ سے رحمت اور استغفار کے ملائکہ مراد ہیں اور بیت سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص سکونت پذیر ہو خواہ وہ بیت ہو یا خیمہ، بعض علماء نے کہا کتے سے بھی عموم مراد ہے، یعنی کسی قسم کا بھی کتا ہو فرشتے نہیں آتے، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کا اسی طرف میلان ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور علامہ خطابی نے یہ کہا ہے اس سے وہ کتے مستثنیٰ ہیں جن کو رکھنے کی اجازت ہے مثلاً شکار کا کتا اور کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کا کتا۔

کتے کے سبب سے فرشتے کیوں داخل نہیں ہوتے؟ بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتا نجس العین ہے، بعض علماء نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ کتا شیاطین میں سے ہے، بعض علماء نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر نجاست کھاتا ہے، لیکن ان میں سے کوئی وجہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ خنزیر کے نجس ہونے کے متعلق قرآن مجید میں تصریح ہے اور بعض دیگر حیوانات بھی نجس ہیں لیکن کتے کے علاوہ اور کسی کی وجہ سے فرشتے داخل ہونے سے نہیں رکتے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جس تصویر کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اس سے مراد جاندار کی وہ تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو، یا وہ تصاویر ذلت کے ساتھ زمین پر پڑی ہوئی نہ ہوں۔ [1]

کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کے استثناء کی تحقیق

حدیث نمبر ۹۴۰۳ میں ہے: عبیداللہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ کپڑے پر بنی ہوئی (چھپی ہوئی) تصاویر اس حکم (ممانعت) سے مستثنیٰ ہیں، اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا کہ بعض متقدمین کا مسلک یہ ہے جو تصویر مجسم ہو وہ ممنوع ہے اور جو تصویر غیر مجسم ہو وہ ممنوع نہیں ہے، لہٰذا غیر مجسم تصویر کو بنانا مطلقاً جائز ہے، یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پردہ پر بنی ہوئی جن تصاویر کا انکار کیا تھا وہ بلاشبہ غیر مجسم تھیں، اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو اتارنے کا حکم دیا (حافظ عسقلانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس مذہب کو علامہ ابن عربی نے سند صحیح کے ساتھ قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، اس نقل کی عبارت یہ ہے: ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے بالائی حصہ میں قاسم بن محمد کے گھر داخل ہوا میں نے دیکھا ان کی مسہری (پلنگ) کے پردوں پر قندس (ایک پانی کا جانور ہے جس کا رنگ سرخ اور دُم چوڑی ہوتی ہے اور اس سے پوستین بنائی جاتی ہے) اور عنقاء (ایک فرضی پرندہ) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اس لیے علامہ نووی کا اس مذہب کو علی الاطلاق باطل کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے انھوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہو جس میں ہے کپڑے پر بنی ہوئی تصاویر ممانعت سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ اس حدیث میں عموم ہے خواہ تصویروں والا کپڑا لٹکایا ہوا یا بچھایا ہوا ہو، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہ پر انکار کیا تھا ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ اس کپڑے پر تصویریں بھی تھیں اور اس نے پوری دیوار کو ڈھانپ لیا تھا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو کھینچ کر اتارا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں مٹی اور پتھروں کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ تصویروں والے کپڑے سے دیوار کو مستور کرنا منع ہے، لہٰذا جو تصویروں والا کپڑا زمین پر بچھایا گیا ہو یا جس کپڑے سے دیوار کو ڈھانپا نہ گیا ہو وہ اس حکم میں نہیں ہے، اور قاسم بن محمد فقہاء مدینہ میں سے تھے اور اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے اور انھوں نے ہی تصویروں والے کپڑے کے تکیے بنانے کی حدیث روایت کی ہے، سو اگر انھوں نے تصویروں والے پردے کو مسہری پر لٹکانے کا جواز استنباط نہ کیا ہوتا تو وہ اس پردہ کو مسہری پر نہ لٹکاتے، البتہ احادیث کو جمع کرنے کے لیے یہ کہا جائے گا کہ یہ مذہب مرجوح

---

[1] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲۲ ص ۶۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، رخصت صرف اس صورت میں ہے جب اس کپڑے کو بچھایا جائے نہ کہ لٹکایا جائے۔ ؎۱

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نووی نے غیر مجسم تصاویر کے جواز کو باطل مذہب قرار دیا ہے اور علامہ عسقلانی نے اس کو مرجوح مذہب لکھا ہے، کپڑے پر مرقوم تصاویر کے جواز کی بحث میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

شارع علیہ السلام نے ابتداءً ہر قسم کی تصاویر سے منع کر دیا تھا خواہ وہ کپڑے پر مرقوم ہوں اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے تصویروں کی عبادت کو تازہ تازہ ترک کیا تھا، اس لیے آپ نے ہر قسم کی تصاویر سے منع فرما دیا، پھر جب لوگوں کے دلوں میں یہ ممانعت راسخ ہو گئی تو آپ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو کپڑا تیار کرنے کی ضرورت سے مباح کر دیا، اور تصویروں والے اس کپڑے کو مباح کر دیا جس کو بچھایا جائے تاکہ جاہل شخص ان تصویروں کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے اور جن باتصویر کپڑوں کو بچھایا نہ جائے ان میں ممانعت کا حکم باقی نہ رہا۔ ؎۲

مصوروں کو سب سے زیادہ عذاب دینے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۴۱۰ میں ہے کہ تصویر بنانے والے کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا، اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے ادخلوا ال فرعون اشد العذاب "آل فرعون کو سب سے زیادہ عذاب میں داخل کردو" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تصویر بنانے والے کو آل فرعون سے بھی زیادہ عذاب ہوگا۔ اور یہ قرآن مجید کے خلاف ہے، علامہ بدرالدین عینی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

علامہ طبری نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ یہاں مصور سے وہ مصور مراد ہے جو ایسی تصویر یا بت بنائے جس کی عبادت کی جائے اور عبادت کے لیے تصویر بنانے والا کافر ہے سو ہو سکتا ہے اس کو بھی آل فرعون کی طرح سب سے زیادہ عذاب دیا جائے، اور جس شخص کا تصویر بنانے سے یہ مقصد نہ ہو وہ فقط گنہ گار ہوگا، اور علامہ قرطبی نے یہ کہا ہے کہ جو لوگ الوہیت کے مدعی ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب آل فرعون کو ہوگا، اور جو لوگ تصویر بناتے ہیں ان میں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو غیر اللہ کی عبادت کے لیے تصویر بنائیں اور ایک قول یہ ہے کہ اگر تصویر بنانے والا عبادت کے لیے تصویر بنائے تو پھر اس کو زیادہ شدید عذاب دینا اور آل فرعون کے ساتھ لاحق کرنا بالکل واضح ہے اور اگر اس کا یہ قصد نہیں ہے بلکہ صرف معصیت کی وجہ سے تصویر بناتا ہے تو اس کو دوسرے معصیت کرنے والوں سے زیادہ گناہ ہوگا۔ ؎۳

تصویر کے متعلق فقہاء شافعیہ اور مالکیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہمارے فقہاء اور دیگر مذاہب کے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور احادیث میں اس پر بہت سخت وعید کی گئی ہے، عام ازیں کہ تصویر کو عزت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے یا اس کو بے قدری اور ذلت کے ساتھ رکھنے کے لیے بنایا جائے، تصویر کا بنانا ہر حال میں حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے عام ازیں کہ یہ تصویر کپڑے میں ہو،

؎۱ ۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۸۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

؎۲ ۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

؎۳ " " " " ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۰، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

چادر میں ہو، درہم میں ہو، دینار میں ہو، کسی برتن میں ہو یا کاغذ میں، البتہ درختوں، پالانوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے، یہ تو نفس تصویر بنانے کا حکم ہے، اور تصویر رکھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کسی دیوار پر لٹکی ہوئی ہو، یا کسی پہنے ہوئے کپڑے میں ہو تو یہ حرام ہے، اور اگر کسی بستر یا تکیہ وغیرہ پر ہو جس کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا تو یہ حرام نہیں ہے، اور اس میں اختلاف ہے کہ ذلت کے ساتھ تصاویر کو رکھنا فرشتوں کے دخول کے لیے مانع ہے یا نہیں اور راجح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ تصویر بنانے کی ممانعت میں اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کہ وہ تصویر مجسم ہو (مثلاً مورت اور بت وغیرہ) یا وہ تصویر کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر بنی ہوئی ہو (عام ازیں کہ مطبوع ہو یا غیر مطبوع) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین اور بعد کے فقہاء مثلاً سفیان ثوری، امام مالک اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض متقدمین نے کہا ہے کہ ممانعت اس تصویر کی ہے جو مجسم ہو (مثلاً مورت اور بت وغیرہ) اور جو تصاویر غیر مجسم ہوں ان کی ممانعت نہیں ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پردہ کی تصویروں پر اعتراض کیا تھا وہ غیر مجسم تصویریں تھیں، نیز احادیث میں مطلقاً تصویر بنانے سے منع کیا ہے۔ بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جو تصویریں کپڑے پر بنائی جائیں وہ جائز ہیں، عام ازیں کہ ان کو عزت سے رکھا جائے یا ذلت سے، خواہ ان کو دیوار پر لٹکایا جائے یا نہیں، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کو مکروہ کہا ہے اور جو تصویر دیوار وغیرہ پر بنائی جائے ان کو بھی مکروہ کہا ہے خواہ منقوش ہوں یا نہ ہوں، ان کا استدلال حضرت زید بن خالد جہنی کی اس روایت سے ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی تصویر حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، اور جو تصاویر مجسم ہوں ان کی ممانعت پر اجماع ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ چھوٹی لڑکیوں کا گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے، البتہ امام مالک نے کہا ہے کہ کسی شخص کا اپنی لڑکیوں کے لیے گڑیاں خریدنا مکروہ ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا حکم بھی ان احادیث سے منسوخ ہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی فقہاء مالکیہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے تقریباً یہی لکھا ہے۔[2]

تصویر کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اگر کسی شخص نے درختوں کی تصویریں اور بے جان چیزوں کے نقوش دیکھے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ نقوش کپڑوں میں نقش ونگار کے حکم میں ہیں اور اگر جاندار چیزوں کی تصویریں کسی ایسی جگہ ہوں جو پیروں سے روندی جاتی ہو یا ان پر ٹیک لگائی جاتی ہو جیسے چادر اور گدے میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اگر ان کے علاوہ کسی اور جگہ تصویریں ہوں مثلاً پردوں اور دیواروں پر تو اگر ان کو مٹا سکتا ہو تو مٹا کر بیٹھ جائے ورنہ اٹھ کر چلا جائے، اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، علامہ ابن عبد البر مالکی نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء، عکرمہ بن خالد اور سعید بن جبیر کا یہی نظریہ ہے، امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے، حضرت ابوہریرہ نصب کی ہوئی اور بچھائی ہوئی تصویروں کو مکروہ کہتے تھے، اسی طرح امام مالک بھی ان کو مکروہ کہتے ہیں لیکن وہ ان کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور ان کو حرام نہیں کہتے، اور جو حرام

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۳۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہتے ہیں شاید ان کا استدلال اس حدیث سے ہے "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود کی ایک گھر میں دعوت کی گئی جب ان کو معلوم ہوا کہ اس گھر میں مورتیں (مجسمے) ہیں تو انھوں نے ان مورتوں کو توڑنے سے پہلے اس گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے درآں حالیکہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، آپ نے اس پردہ کو پھاڑ دیا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک تکیے پر بیٹھتے تھے، نیز جب تکیے کو بطور ذلت طریقے سے استعمال کیا گیا تو وہ معزز اور معظم نہیں رہا اور ان بتوں کے مشابہ نہ ہوا جن کی تعظیم اور عبادت کی جاتی ہے اور ہم نے جس حدیث کو بیان کیا ہے وہ مانعین کی روایت سے زیادہ خاص ہے، نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویر کا استثناء بیان کیا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اگر تصویر والا کپڑا بچھایا ہوا ہو تو وہ مباح ہے اور اگر اس کو لٹکایا ہوا ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا تصویر سر ہے، جب سر کاٹ دیا جائے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے، اگر تصویر کا اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جتنا حصہ کاٹ دینے سے کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے مثلاً سینہ یا پیٹ یا سر کو باقی بدن سے الگ کر دیا جائے تو پھر یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے، اگر تصویر سے اتنا حصہ کاٹ دیا جائے جس کے نہ ہونے سے جاندار زندہ رہتا ہے مثلاً آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ تو یہ تصویر ممانعت کے تحت داخل ہے، اسی طرح جب ابتداءً بغیر سر کے صرف بدن کی تصویر بنائی جائے یا بغیر بدن کے صرف سر کی تصویر بنائی جائے یا سر اور بدن کے اتنے حصہ کی تصویر بنائی جائے جس کے ساتھ آدمی زندہ نہیں رہتا تو یہ صورتیں ممانعت کے تحت داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ جاندار کی تصویر نہیں ہیں۔

تصویر بنانا حرام ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ "تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا ان کو زندہ کرو"، اور تصویر بنانے کا حکم (آرڈر) دینا بھی تصویر بنانے کی طرح حرام ہے۔[1]

تصویر کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

اگر گھر میں قبلہ کی جانب ایسی تصاویر (یا مجسمے) ہوں جن کے سر کٹے ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے اور سر کٹنے سے وہ تصویر نہیں رہتی، کیونکہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کپڑا ہدیہ کیا گیا جس میں ایک پرندے کی تصویر تھی، صبح کو صحابہ نے دیکھا اس کا سر مٹا دیا گیا تھا، اور روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی، حضرت جبرائیل نے کہا میں کیسے آسکتا ہوں جبکہ گھر میں ایک ایسا پردہ ہے جس پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں، آپ یا تو ان تصویروں کے سر کاٹ دیں، یا ان پردوں کے بچھانے والے گدے بنا دیں، نیز سر کاٹ دینے کے بعد تصویر درخت کی طرح ہو جاتی ہے، اور یہ مکروہ نہیں ہے، مکروہ، جاندار کی تصویر ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ

[1] علامہ موفق الدین عبداللہ بن محمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۷، ص ۲۱۶-۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو تصویر بنانے سے منع کیا، اس نے کہا میرے کمانے کا یہی طریقہ ہے پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر تصویر بنانے کے سوا تمہارے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے تو درختوں کی تصویر بنایا کرو، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اس کو قیامت کے دن اس میں روح پھونکنے کے لیے کہا جائے گا اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

اگر تصویر کا سر کٹا ہوا نہ ہو تو پھر اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے، لیکن یہ اس وقت ہے جب تصویر بڑی ہو اور دیکھنے والوں کو دور سے نظر آتی ہو، اگر تصویر چھوٹی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ تصویروں کی عبادت کرنے والے بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کرتے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویریں تھیں اور حضرت دانیال علیہ السلام کی انگوٹھی ملی تو اس کے نگینوں پر دو شیروں کی تصویریں تھیں، اور ان شیروں کے درمیان ایک آدمی کی تصویر تھی جس کو وہ شیر چاٹ رہے تھے، یا اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم سے پہلی شریعت میں تصویر حلال تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل۔ (سبا: ۱۳) حضرت سلیمان جو کچھ چاہتے تھے وہ (جن) ان کے لیے بنا دیتے تھے اونچے قلعے اور مجسمے۔" تصویر جس طرح قبلہ کی جانب مکروہ ہے اسی طرح چھت پر یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب بھی مکروہ ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: "جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے" اس لیے نماز کی جگہوں کو تصویر سے منزہ کرنا واجب ہے، ہاں اگر نمازی کے پیچھے تصویر ہو تو اس میں کم درجہ کی کراہت ہے، کیونکہ اس موقع پر تصویر کی تعظیم یا تصویر کی عبادت سے مشابہت نہیں ہے، اسی طرح اگر تصویر زمین یا تہبند یا پردوں پر ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، بستر پر تصویر مکروہ ہے لیکن ایسے بستر پر سونے یا بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بستر کو روندا جاتا ہے اور اس میں تصویر کی تعظیم نہیں ہے، گدے کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ حضرت جبرائیل نے کہا تھا کہ آپ اس کا گدا بنالیں جس کو روندا جائے، اگر نمازی بستر پر نماز پڑھے اور اس کی پیشانی کی جگہ یا اس کے سامنے تصویر ہو تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے اور اگر اس کے قدموں کی جگہ تصویر ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب تصویر کی تعظیم نہیں ہے۔ ۱

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تصویروں کے بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔" یہ تصویر عموم پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ تصویر مجسم ہو یا نہ ہو، خواہ وہ تصویر کسی چیز میں کھود کر بنائی جائے یا نقش سے بنائی جائے، جس چیز پر بھی تصویر کا اطلاق ہوگا وہ حرام ہے۔ ۲

نیز علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام طحاوی نے کہا ہے کہ کپڑے پر بنی ہوئی جس تصویر کا حدیث میں استثناء ہے اس سے مراد چادریں اور گدے ہیں جن کو عزت اور احترام سے نہیں رکھا جاتا چادروں کو بچھا کر بیٹھتے ہیں اور گدے کے اوپر بیٹھتے ہیں، فقہاء نے

۱۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۲۱۱۔۲۱۰، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

۲۔ علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۷۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر والے پردہ کو ناپسند کیا اور جس تصویر والی چادر پر بیٹھا جائے اس کو ناپسند نہیں کیا، حضرت سعد بن ابی وقاص، سالم، عروہ، ابن سیرین، عطاء اور عکرمہ کا یہی قول ہے اور یہ متوسط مذہب ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے (امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے) شارع علیہ السلام نے ابتداءً مطلقاً تصاویر سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ لوگوں نے تازہ تازہ تصویروں (بتوں) کی عبادت کو چھوڑا تھا، اس لیے تمام تصویروں سے منع کر دیا خواہ وہ کپڑے پر بنی ہوئی ہوں پھر جب لوگوں کے دلوں میں ممانعت راسخ ہو گئی تو کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو مباح کر دیا تاکہ کپڑا بنانے کا کام چلتا رہے اور ان کپڑوں کے استعمال کو بطور ذلت جائز کر دیا اور بطور عزت ان کی ممانعت باقی رکھی کیونکہ جب کوئی شخص تصویر والے کپڑے کو زمین پر بچھا ہوا دیکھے گا اور اس پر لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھے گا تو وہ اس تصویر کی تعظیم کا اعتقاد نہیں کرے گا۔ [1]

علامہ ابوالحسن المرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

ولو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو للناظر لا يكره لان الصغار جدا لا تعبد (واذا كانت التمثال مقطوع الراس) اى ممحو الراس فليس بتمثال لانه لا يعبد بدون الراس وصار كما اذا صلى الى شمع او سراج على ما قالوا (ولو كانت الصورة على وسادة ملقاة او على بساط مفروش لا يكره) لانها تداس وتوطأ بخلاف ما اذا كانت الوسادة منصوبة او كانت على السترة لانه تعظيم لها۔ [2]

جب تصویر بہت چھوٹی ہو بایں طور کہ (دور سے) دیکھنے والے کو دکھائی نہ دے، تو یہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور اگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہو یا مٹایا ہوا ہو تو وہ تصویر نہیں ہے کیونکہ بغیر سر کے تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی اور یہ شمع یا چراغ کی طرف نماز پڑھنے کی مثل ہے، جیسا کہ فقہاء نے کہا ہے اور اگر بچھے ہوئے تکیے پر تصویر ہو یا بچھی ہوئی چادر پر تصویر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ چادر یا گدے کو روندا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر گدے کو نصب کیا ہوا ہو یا چادر لٹکی ہوئی ہو (تو پھر مکروہ ہے) کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

(ولا يكره لو كانت تحت قدميه) او محل جلوسه لانها مهانة (او في يده) عبارة الشمنى بدنه لانها مستورة بثيابه (او على خاتمه) بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف او كانت صغيرة

اگر تصویر قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ ذلت کی جگہ ہے، یا اس کے ہاتھ میں ہو یا بدن میں ہو تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ کپڑوں میں چھپی ہوئی ہے یا اس کی انگوٹھی میں تصویر نقش ہو اور غیر ظاہر ہو، البحرالرائق میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تصویر ظاہر ہو وہ مکروہ ہے اور جو تصویر جیب یا تھیلی یا کپڑے میں چھپی ہوئی ہو

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۱۲۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

لا تتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائمًا وهي على الارض ذكره الحلبي او مقطوعة الرأس والوجه) (او ممحوة عضو لا تعيش بدونه) (او لغير ذي روح لا) يكره لانها لا تعبد ۔ [1]

وہ مکروہ نہیں ہے یا وہ تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر وہ زمین پر ہو اور اس کو دیکھنے والا کھڑا ہو تو اس کو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے، اس کو علامہ حلبی نے ذکر کیا ہے یا تصویر کا سر اور چہرہ کٹا ہوا ہو یا اس کا ایسا عضو مٹا ہوا ہو جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے یا وہ تصویر غیر جاندار کی ہو تو یہ تمام صورتیں مکروہ نہیں ہیں کیونکہ ایسی تصویروں کی عبادت نہیں کی جاتی۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جن صورتوں میں تصویر کو غیر مکروہ کہا ہے ان صورتوں میں تصویر کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور تصویر بنانا بہر حال مکروہ ہے، علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

تصویر (فی نفسہ) حرام ہے خواہ چھوٹی تصویر ہو جیسی درہم پر تصویر ہوتی ہے، یا تصویر ہاتھ میں ہو یا کپڑوں میں چھپی ہوئی ہو، یا ذلت کے ساتھ رکھی ہو، ان صورتوں میں نماز حرام نہیں ہے، کیونکہ تصویر کی حرمت کی علت اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے اور یہ ان تمام صورتوں میں موجود ہے اور نماز کے مکروہ ہونے کی علت کفار کے ساتھ تشبہ ہے جو بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ [2]

تاہم تصویر بنانے کی حرمت سے ایسی تصویر مستثنیٰ ہے جس میں ابتداءً ایسا عضو نہ ہو جس کے بغیر حیات ناگزیر ہو مثلاً سر یا سینے یا پیٹ کے بغیر کوئی تصویر بنائی گئی ہو اس صورت میں مضاہاۃ (مشابہت) لخلق اللہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی جاندار مخلوق نہیں بنائی جو سر یا سینے یا پیٹ کے بغیر ہو یا بعد میں کسی تصویر کا سر یا سینہ یا پیٹ کاٹ دیا گیا ہو۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی سے نقل کر چکے ہیں، یہاں تک ہم نے تصویر کے متعلق مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء نقل کی ہیں، اب ہم تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کی آراء نقل کریں گے اور آخر میں ہم فوٹو گراف کے متعلق اپنی تحقیق کا بیان کریں گے۔

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق علماء ازہر کا نظریہ

ڈاکٹر احمد شرباصی لکھتے ہیں:

ہم یہ بات بداہۃً سمجھتے ہیں کہ فوٹو گراف کی تصاویر تحریم کے حکم میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر نہیں ہیں، اور نہ ان کا کوئی جسم ہوتا ہے، ان تصاویر میں صرف عکس اور ظل کو ایک کاغذ پر مقید کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی لڑکیوں کے لیے گڑیوں کو حرام نہیں کیا گیا اور صورتوں کے وہ مجسمے حرام نہیں ہیں جن کی علم طب یا تعلیم میں ضرورت ہوتی ہے اور وہ تصاویر جن کو تعظیم یا تکریم کے لیے نہ بنایا جائے حرام نہیں ہیں کیونکہ تصاویر کی تحریم کی بنیاد بت سازی اور بت پرستی کا راستہ بند کرنا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[3] ڈاکٹر احمد شرباصی، استاذ جامعہ ازہر، یسئلونک فی الدین والحیاۃ ج ۱ ص ۶۳۲، مطبوعہ دار الجیل بیروت

Ataunnabi.com

نیز علماء ازہر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

ہمارا مختار یہ ہے کہ جس تصویر کا کوئی جسم نہ ہو اس کو بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح جو تصویر کپڑے، دیوار یا کاغذ پر بنائی جائے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح آج کل کیمرے سے کھینچی جانے والی مروجہ تصاویر بھی جائز ہیں خواہ وہ تصویریں جانداروں کی ہوں یا بے جان کی، جبکہ وہ تصویریں کسی علمی مقصد پر مبنی ہوں جس سے عام معاشرہ کو فائدہ حاصل ہو اور ان تصاویر کی تعظیم، تکریم اور عبادت کا شبہ نہ ہو تو پھر وہ تصویریں بے جان چیزوں کی تصویروں کے حکم میں ہیں اور وہ شرعاً جائز ہیں۔ [1]

تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنف کا موقف

میرے نزدیک علماء ازہر کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کہ کیمرے کی بنائی ہوئی تمام تصاویر اس لیے جائز ہیں کہ وہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتیں اور یہ کہ کیمرے کے ذریعہ صرف عکس کو مقید کر لیا جاتا ہے، دیکھئے پہلے شراب ہاتھ سے بنائی جاتی تھی اب مشینی عمل کے ذریعہ شراب بنائی جاتی ہے تو کیا اس فرق سے اب شراب جائز ہو جائے گی؟ پہلے ہاتھوں کی تراش خراش سے مجسمے بنائے جاتے تھے اب مشینوں کے ذریعہ پلاسٹک اور دوسری اجناس کے مجسمے ڈھال لیے جاتے ہیں تو کیا اب وہ جائز ہو جائیں گے؟

فوٹو کے متعلق اسلام کا منشاء یہ ہے کہ کسی بھی جاندار کی صورت اور شبیہ کو مستقل طور پر محفوظ کر لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہمیشہ جانداروں کی تصویریں شرک اور فتنہ کی موجب بنتی رہی ہیں اب بھی ہندوستان اور بعض دوسرے ممالک میں تصویروں اور بتوں کی پوجا ہوتی ہے، ہندوستان میں گاندھی کی تصویر کی تعظیم اور تکریم ہوتی ہے، روس میں سٹالن کی تصویر کی تعظیم کی جاتی ہے، پاکستان کے تمام دفاتر، اسمبلیوں اور سفارت خانوں میں بڑے سائز کی قائداعظم کی تصویر تعظیماً اونچی جگہ پر آویزاں کی جاتی ہے، اس لیے اصل فتنہ صورت کے محفوظ کرنے میں ہے، خواہ صورت کو سنگ تراشی سے محفوظ کیا جائے قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے، جس طریقہ سے بھی تصویر کو حاصل اور محفوظ کر لیا جائے گا اس سے حاصل شدہ تصویر ناجائز اور حرام ہوگی اور بت تراشی، مصوری اور فوٹو گرافی میں جواز اور عدم جواز کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔

تصویر کی حرمت کا اصل منشاء غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت ہے، اگر لوگ فوٹو گراف کی تعظیم اور عبادت شروع کر دیں تو کیا وہ تعظیم اور عبادت ناجائز نہیں ہوگی؟ جب کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے قومی لیڈروں اور پیروں کے فوٹوؤں کی ہر ملک میں بالفعل تعظیم کی جاتی ہے اور غیر اللہ کی عبادت کا منشاء صورت اور شبیہ ہے، خواہ وہ سنگ تراشی سے حاصل ہو، قلم کاری سے یا فوٹو گرافی سے اس لیے جس طرح پتھر کا مجسمہ بنانا اور قلم اور برش سے تصویر بنانا حرام ہے اسی طرح کیمرے سے فوٹو بنانا بھی حرام (یعنی مکروہ تحریمی) ہے۔

تاہم بعض تمدنی، عمرانی اور معاشی امور کے لیے فوٹو ناگزیر ہے، مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ویزا، ڈومی سائل، امتحانی فارم، ڈرائیونگ لائسنس اور اس نوع کے دوسرے امور میں فوٹو کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے دین میں تنگی نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] الفتاویٰ الاسلامیہ من دار الافتاء المصریۃ ج ۷، ص ۲۴۹۸، مطبوعہ قاہرہ مصر، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ (حج: ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ: ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور مشکل کا ارادہ نہیں کرتا۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ۔[1]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ ہے جو حق ہو اور آسان اور سہل ہو

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے۔

عن انس بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر آسانی کرو اور ان کو مشکل میں نہ ڈالو۔

اسلام میں جاندار چیزوں کی تصاویر بنانے کی ممانعت ہے اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت ہے، اس لیے انسان کی صرف سینے تک کی تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ کوئی انسان بغیر پیٹ کے زندہ نہیں رہ سکتا، اور جن تمدنی اور معاشی امور میں تصویر کی ضرورت پڑتی ہے (مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ) ان میں اس قسم کی آدھی تصویر ہی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اس قسم کی ضروریات میں بغیر پیٹ کے سینہ تک کی آدھی تصویر کھنچوانا جائز ہے، البتہ بلاضرورت شوقیہ فوٹوگرافی مکروہ ہے، اور تعظیم و تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے۔

ہم نے جو آدھی تصویر کو جائز کہا ہے اس کی اصل حدیث یہ ہے:

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال استاذن جبرائیل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادخل فقال کیف ادخل وفی بیتک ستر فیہ تصاویر فاما ان تقطع رؤسہا او تجعل بساطا یوطا فانا معشر الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ تصاویر۔[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا آجاؤ! انھوں نے کہا میں کیسے آؤں درآں حالیکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں، پس یا تو آپ ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس پردہ کو پیروں تلے روندی جانے والی چادر بنا دیں کیونکہ ہم گروہ ملائکہ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰، 〃 〃 〃 〃

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

فاما لو کانت ممتہنۃ او غیر ممتہنۃ لکنہا غیرت من ہیئتہا اما قطعہا من نصفہا او بقطع راسہا فلا امتناع۔[۱]

اور اگر تصویر کو ذلت کے ساتھ رکھا جائے یا بغیر ذلت کے رکھا جائے لیکن اس کی ہیئت کو متغیر کر دیا جائے یا تو وہ تصویر آدھی کاٹ دی جائے یا اس کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر کوئی امتناع نہیں ہے۔

نیز علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عربی (مالکی) نے کہا ہے کہ تصویر بنانے کے حکم میں خلاصہ یہ ہے کہ جسم والی تصویر بنانا تو بالاجماع حرام ہے اور اگر تصویر مرتسم یا مرقوم ہو (یا مطبوع ہو) تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ مطلقاً جائز ہے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تصویر کپڑے پر بنی ہوئی ہو اس کا حکم مستثنیٰ ہے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۱) دوسرا قول یہ ہے کہ تصویر بنانا مطلقاً ممنوع ہے حتیٰ کہ قلم سے بنائی ہوئی تصویر بھی ممنوع ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر تصویر میں مکمل ہیئت اور شکل ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اس کے اجزاء متفرق ہوں تو پھر جائز ہے، علامہ ابن عربی نے کہا یہ قول زیادہ صحیح ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کو نیچے بچھایا جائے اور ذلت کے ساتھ رکھا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر تصویر کو لٹکایا جائے تو پھر ناجائز ہے۔[۲]

مصر کے بعض علماء لکھتے ہیں:

ہمارے علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ جاندار کا فوٹوگراف اگر بڑا ہو اور اس میں اس کے تمام اعضاء مکمل ہوں تو اس کا بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر فوٹوگراف چھوٹا ہو جس میں غور سے دیکھے بغیر اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے، یا فوٹو تو بڑا ہو لیکن اس میں وہ اعضاء نہ ہوں جن کے بغیر حیات ناگزیر ہے تو اس فوٹوگراف کا بنانا مکروہ نہیں ہے۔[۳]

علامہ نور اللہ بصیر پوری (فقیہ العصر) لکھتے ہیں:

حج کے لیے عازم حج کے پورے جسم کا فوٹو ضروری نہیں بلکہ چہرے یا قدرے زائد کا فوٹو حکومت نے مصالح انتظامیہ کے لیے ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ عموماً پاسپورٹوں پر ایسے ہی فوٹو چسپاں کیے جاتے ہیں جو نصف سینہ تک کے ہوتے ہیں حالانکہ انسان نصف سینہ یا سینہ کے نیچے سے کاٹ دیا جائے تو زندہ نہیں رہ سکتا، لہٰذا یہ فوٹو ایسے جسم کا فوٹو ہوگا جو شجر و حجر کی طرح بے جان ہے۔ (الی قولہ) بہرحال ان ارشادات کی روشنی میں حج فرض وغیرہ کے لیے، ایسے فوٹو کی اجازت ہے جو جسم کے ایسے حصہ کا ہو جو صرف اتنا ہی زندہ نہ رہ سکتا ہو، (الی قولہ) ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ بلاضرورت فوٹو نہ کھنچوائے جائیں۔[۴]

۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

۲۔ " " فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۹۱

۳۔ الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ ج ۴ ص ۱۳۴۰، مطبوعہ قاہرہ مصر ۱۴۰۱ھ

۴۔ علامہ نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۲ ص ۱۷۱-۱۶۹، مطبوعہ گنج شکر پرنٹرز لاہور، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث صحیح اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ تمدنی اور معاشی ضروریات کے لیے آدمی تصویر کھنچوانا جائز ہے، اور بلاضرورت محض شوقیہ زرگراں ایک مکروہ عمل ہے اور کسی کی تعظیم اور تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے، تصویر کے مسئلہ میں بھی میں مدت العمر غور کرتا رہا ہوں اور آخر کار مجھ پر جو بات واضح ہوئی وہ یہی ہے، اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو میری فہم کا قصور اور مطالعہ کی کمی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔

بَابُ ۷۴۵ كَرَاهَةِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ
سفر میں گھنٹی اور کتا رکھنے کی ممانعت

۵۴۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (رحمت کے) فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔

۵۴۳۲- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں۔

۵۴۳۳- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔

سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں کتا یا گھنٹی رکھنا مکروہ ہے، اور جس مسافر کے پاس کتا یا گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے، اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت اور استغفار کے فرشتے نہیں ہوتے ورنہ کراماً کاتبین بیت الخلاء اور وقت جماع کے علاوہ ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ کتے کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ باب سابق میں گذر چکی ہے اور گھنٹی کے ساتھ فرشتوں کے نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ناقوس کے مشابہ ہے، یا مزامیر شیطان سے ہونے کی وجہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے گھنٹی کی آواز مکروہ ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک گھنٹی کی آواز مکروہ تنزیہی ہے اور بعض شام کے متقدمین علماء نے کہا ہے کہ بڑی گھنٹی کی آواز مکروہ ہے اور چھوٹی گھنٹی کی آواز مکروہ نہیں ہے۔ لے

بَابُ كَرَاهَةِ قِلَادَةِ الْوَتَرِ فِي رَقَبَةِ الْبَعِيرِ

اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار ڈالنے کی ممانعت

۵۴۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ قَالَ مَالِكٌ أُرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا، عبداللہ بن ابو بکر کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا لوگ اپنی سونے کی جگہوں میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے اونٹ کی گردن سے تانت کا ہار یا فرمایا ہار کاٹ دیا جائے، امام مالک کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے وہ لوگ نظر لگنے کے ڈر سے یہ ہار ڈالتے تھے۔

اونٹ کی گردن میں ہار ڈالنے کی ممانعت کی وضاحت

علامہ نووی فرماتے ہیں یہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو نظر سے بچانے کے لیے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے، اور جو شخص زینت یا اور کسی وجہ سے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اونٹ یا اسی طرح دوسرے حیوان اور انسانوں کے گلے میں نظر کے ضرر سے بچانے کے لیے ہار ڈالے جائیں یا نہیں، بعض علماء نے حاجت سے پہلے ہار ڈالنے سے منع کیا اور بعض علماء نے کہا جب نظر لگ جائے تو ہار ڈالنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے اس کو دوا پر قیاس کر کے مطلقاً جائز کہا، علامہ ابو عبید نے کہا پہلے لوگ اونٹ کے گلے میں اس لیے ہار ڈالتے تھے کہ نظر نہ لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار اتارنے کا حکم دیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ نظر سے بچانے میں ہار کا کوئی دخل نہیں ہے۔ لے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْحَيَوَانِ فِي وَجْهِهِ وَوَسْمِهِ فِيهِ

جانوروں کے منہ پر مارنے اور منہ کو داغنے کی ممانعت

۵۴۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

لے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

لے۔ " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْهِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا۔

۵۴۳۶۔ وَحَدَّثَنِیْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ کِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

۵۴۳۷۔ وَحَدَّثَنِیْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِیْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْیَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَیْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ وَسَمَهٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا آپ نے فرمایا جس نے اسے داغا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

۵۴۳۸۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ اَنَّ نَاعِمًا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ وَرَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ فَاَنْکَرَ ذٰلِكَ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا اَسِمُهٗ اِلَّا فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ فَاَمَرَ بِحِمَارٍ لَهٗ فَکُوِیَ فِیْ جَاعِرَتَیْهِ فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ کَوَی الْجَاعِرَتَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا، آپ نے اس کو برا فعل قرار دیا، آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں صرف اس عضو کو داغتا ہوں جو چہرے سے بہت دور ہو پھر آپ نے اپنے گدھے کو داغنے کا حکم دیا، سو اس کی سرین کو داغا گیا، اور سب سے پہلے آپ نے ہی (جانور کی) سرین کو داغا تھا۔

چہرہ پر مارنے اور داغ کر علامت لگانے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ہر جاندار کے چہرے پر مارنا ممنوع ہے، خواہ انسان کا چہرہ ہو یا حیوان کا، لیکن انسان کے چہرے پر مارنا خصوصیت کے ساتھ ممنوع ہے، کیونکہ وہ تمام محاسن کا مجموعہ ہے نیز وہ جسم کا سب سے لطیف عضو ہے اور اس پر ضرب کا اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور چہرہ پر داغ لگانا بالاجماع ممنوع ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے، اور انسان کے چہرے کو داغنا حرام ہے، اوّل تو انسان کا چہرہ مکرم ہے، ثانیاً اس لیے کہ داغ لگا کر انسان کے چہرے پر کسی علامت بنانے کی کوئی حاجت نہیں ہے، لہٰذا اس کو داغنے کی تکلیف پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور حیوانات کو داغنے کے متعلق ہمارے فقہاء شافعیہ کی ایک جماعت نے کراہت کے قول کو اختیار کیا ہے، اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ بغوی نے کہا کہ یہ ناجائز ہے اور اس قول سے تحریم کی طرف اشارہ کیا [illegible]

Ataunnabi.com

کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے داغ لگانے والے پر لعنت کی ہے اور لعنت تحریم کا تقاضا کرتی ہے حیوان کے چہرے کے علاوہ اس کے کسی اور عضو پر داغ سے علامت لگانا ہمارے نزدیک بلا اختلاف جائز ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹ بیل میں یہ علامت لگانا مستحب ہے، ان کے علاوہ دوسرے حیوانات میں داغ سے علامت لگانا مستحب ہے نہ ممنوع ہے۔

بَابُ ۴۸ جَوَازِ وَسْمِ الْحَيَوَانِ غَيْرِ الْآدَمِيِّ فِي غَيْرِ الْوَجْهِ

حیوانوں کے منہ کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ کو داغنے کا جواز

۵۴۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَغَدَوْتُ فَإِذَا هُوَ فِي الْحَائِطِ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ جَوْنِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو انھوں نے مجھ سے کہا اے انس! اس بچہ کا دھیان رکھو، یہ کوئی چیز کھانے نہ پائے حتیٰ کہ صبح تم اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور آپ بطور گھٹی کوئی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ میں صبح آیا اس وقت آپ (قبیلہ) جونیہ کی چادر اوڑھے ہوئے باغ میں تھے، اور فتح مکہ میں جو اونٹ حاصل ہوئے تھے آپ ان کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهُ حِينَ وَلَدَتِ انْطَلَقُوا بِالصَّبِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ قَالَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ عِلْمِي أَنَّهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی ماں کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ لوگ گھٹی کے لیے اس بچہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑہ میں بکریوں کو داغ رہے تھے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضرت انس نے کہا تھا کہ آپ بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

۵۴۴۱ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرْبَدًا وَهُوَ يَسِمُ غَنَمًا قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي آذَانِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس باڑہ میں گئے اس وقت آپ بکریوں کو داغ رہے تھے، راوی نے کہا کہ بکریوں کے کانوں میں داغ رہے تھے۔

۵۴۴۲ - وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

۵۴۴۳۔ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيْسَمَ وَهُوَ يَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں داغ کر علامت بنانے کا ایک آلہ دیکھا، آپ صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

حیوانوں کے جسم کو داغ کر علامت بنانے میں مذاہب فقہاء

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس سے پہلے باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ انسان کے جسم کو داغ کر علامت بنانا حرام ہے اور جانوروں کے چہرے کو داغ کر علامت بنانا ممنوع ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے اونٹوں میں چہرے کے علاوہ باقی اعضاء کو داغ کر علامت بنانا مستحب ہے اور زکوٰۃ اور جزیہ کے سوا دوسرے جانوروں میں منہ کے علاوہ باقی اعضاء پر داغ کر علامت بنانا مستحب ہے نہ ممنوع۔ اور مستحب یہ ہے کہ بکریوں کے کانوں میں داغا جائے اور اونٹ اور گائے کی رانوں کی جڑ میں داغا جائے کیونکہ سخت جگہ میں جانوروں کو درد کم ہوگا اور اس جگہ بال کم ہوتے ہیں تو داغ کا اثر باقی رہے گا۔

داغ کے ذریعہ علامت بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض حیوان بعض سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ جزیہ اور زکوٰۃ کے اونٹوں میں الگ الگ علامت بنائی جائے، امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ بکریوں کا نشان سب سے کم بنایا جائے اور گائے کا نشان اونٹ کے نشان سے کم بنایا جائے، تمام صحابہ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے ابن الصباغ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے، امام ابوحنیفہ نے جانور کے داغنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے جانور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ مثلہ بھی ہے اور احادیث میں مُثلہ سے منع کیا گیا ہے، اور جمہور فقہاء کا استدلال ان احادیث سے ہے جن کو امام مسلم اور دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ سے بھی اس سلسلہ میں آثار مروی ہیں، نیز بسا اوقات جانور اپنے توحش کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں تو ان علامتوں کی وجہ سے ان کو پہچان کر پکڑ کے لایا جا سکتا ہے اور جن احادیث میں مثلہ کی ممانعت ہے وہ عام ہیں اور جانوروں کو داغنا اس عموم سے مستثنیٰ ہے اور استثناء کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور خاص کو عام پر مقدم کرنا واجب ہے۔ [1]

امام ابوحنیفہ کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مثلہ سے ممانعت والی احادیث تحریم پر دلالت کرتی ہیں اور یہ احادیث اباحت پر دلالت کرتی ہیں اور جب تحریم اور اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو دی جاتی ہے، نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہو۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بہت سادہ اور متواضع تھے اور اپنے کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے حتیٰ کہ جانوروں کو خود داغ لیا کرتے تھے، نیز یہ کہ مسلمانوں کو اپنے جانوروں اور دیگر اموال کی حفاظت

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ نور محمد کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے لیے استعمال کرنا چاہیے، ان احادیث میں بچوں کو گھٹی دینے کا بھی جواز ہے اور یہ کہ کسی بابرکت اور بزرگ شخص سے گھٹی دلوانی چاہیے۔

بَابُ ۴۹ کَرَاهَةِ الْقَزَعِ ! سر پر کچھ بال رکھنے اور کچھ کٹانے کی ممانعت

۵۴۴۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى (يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ وَمَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَ يُتْرَكُ بَعْضٌ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا، میں نے نافع سے پوچھا: قزع کیا ہے ؟ انھوں نے کہا بچے کے سر کے بعض حصہ کو منڈایا جائے اور بعض حصہ کو ترک کر دیا جائے۔

۵۴۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَجَعَلَ التَّفْسِيرَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ مِنْ قَوْلِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اور اس میں قزع کی تفسیر کو عبید اللہ کا قول قرار دیا ہے۔

۵۴۴۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ (يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ) حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَأَلْحَقَا التَّفْسِيرَ فِي الْحَدِيثِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں اور دونوں راویوں نے اس حدیث کے ساتھ قزع کی تفسیر بھی بیان کی

۵۴۴۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّرَّاجِ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

قزع کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر سر کے بالوں کو مختلف جگہوں سے کاٹا جائے اور درمیان میں جگہ چھوڑ دی جائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر علاج کی وجہ سے اس کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک اس کو لڑکی اور لڑکے دونوں کے حق میں مکروہ کہتے ہیں، بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گدی کے کچھ بالوں کو بطور قزع کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور فقہاء شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے مطلقاً مکروہ ہے، کیونکہ حدیث میں عموم ہے، علماء نے کہا ہے کہ اس کے مکروہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں خلقت کو بگاڑنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ بُرے لوگوں کی روش ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں یہود کی مشابہت ہے، سنن ابوداؤد کی ایک روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ [1]

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ وَإِعْطَاءِ الطَّرِيقِ حَقَّهُ

راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت اور راستوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید

۵۴۴۸۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو! اصحاب نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں! ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم (راستہ میں) بیٹھے بغیر نہ مانو تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہیں پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

۵۴۴۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

راستوں پر بیٹھنے کے آداب اور احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور اس کے احکام اور مسائل بالکل ظاہر ہیں اس حدیث کی رُو سے راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے میں غیبت اور بدگمانی سے اجتناب کرنا اور گذرنے والوں کو حقیر جاننا اور راستہ کو تنگ کرنا بھی داخل ہے، اسی طرح اگر بیٹھنے والوں سے گذرنے والے خوف زدہ ہوتے ہیں یا ان کے وہاں پر بیٹھنے کی وجہ سے وہ وہاں سے گذر نہ سکیں تو یہ بھی تکلیف دہ امور میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

راستہ پر بیٹھنے والوں کے بارے میں دیگر احادیث ——— میں جو ہدایات دی ہیں، ان سے اس سلسلہ میں چودہ احکام حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ بکثرت سلام کرنا (۲) احسن طریقہ سے کلام کرنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) نیکی کا جواب نیکی سے دینا (۶) بوجھ اٹھانے میں کسی کی مدد کرنا (۷) مظلوم کی مدد کرنا (۸) فریادی کی دادرسی کرنا (۹) جس کو راستہ معلوم نہ ہو اس کو راستہ بتانا (۱۰) حیران اور سرگشتہ کو ہدایت دینا (۱۱) نیکی کا حکم دینا (۱۲) برائی سے روکنا (۱۳) نظر جھکا کر رکھنا (۱۴) اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنا۔

اس حدیث میں نظر جھکانے کا جو حکم دیا ہے اس کی علت یہ ہے کہ اجنبی اور جوان عورتوں کے فتنہ سے بچنا لازم ہے اور ان کی طرف دیکھنے سے جس فتنہ کا خطرہ ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوان عورتوں کو راستوں اور شاہراہوں پر بے حجاب اور بے پردہ نہیں جانا چاہیے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اور مسلمانوں کے بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی صرف راستہ پر بیٹھنے سے لازم آتی ہے اور گھر میں بیٹھے رہنے کی صورت میں وہ احکام عائد نہیں ہوتے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ بری چیزوں کے دیکھنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خود کو فتنہ میں نہ ڈالے اور اپنے اوپر اس چیز کو لازم نہ کرے جس کی طاقت نہیں رکھتا، انہی امور کی وجہ سے شارع علیہ السلام نے راستہ پر بیٹھنے سے اجتناب کرنے کو مستحسن قرار دیا، اور جب صحابہ نے راستہ پر بیٹھنے کی ضرورت کو بیان کیا تو پھر آپ نے اس کے آداب اور احکام بیان کیے اور ان آداب اور احکام کے لیے دوسری احادیث میں بھی شواہد ہیں، افشاء سلام اور حسن کلام کے متعلق حضرت ابوشریح ہانی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں من موجبات الجنۃ اطعام الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام "کھانا کھلانا، بکثرت سلام کرنا اور حسن کلام (اچھی باتیں کرنا) ان امور میں سے ہیں جو جنت کو واجب کرتی ہیں، اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: فی الجنۃ غرف لمن اطاب الکلام "جو شخص شیریں گفتار ہو اس کے لیے جنت میں بالاخانہ ہے" اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں آگ سے بچو، خواہ ایک کھجور کے ٹکڑے کو صدقہ کرنے کے سبب سے، اور جو یہ بھی صدقہ نہ کر سکے تو وہ ایک میٹھی بات کر کے جہنم کی آگ سے بچے، اور چھینک اور سلام کا جواب دینے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلم پر اپنے بھائی کے پانچ حقوق واجب ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) چھینک کا جواب دینا (۳) دعوت قبول کرنا (۴) مریض کی عیادت کرنا (۵) جنازہ کے ساتھ جانا۔ اور مظلوم کی مدد کے متعلق امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھ چیزوں کا حکم دیا ہے: مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے ساتھ جانا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) کمزور کی مدد کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) بکثرت سلام کرنا اور بوجھ اٹھانے کے متعلق یہ حدیث ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، انسان کے ہر ہر جوڑ کی طرف سے اس پر صدقہ کرنا لازم ہے اسی حدیث میں ہے کسی شخص کی اس کی سواری پر سوار ہونے میں مدد کرے اور اس کا سامان اٹھا کر اس کی سواری پر رکھے تو یہ بھی صدقہ ہے اور فریادی کے متعلق یہ حدیث ہے: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے: و یعین ذا الحاجۃ الملھوف۔ "ضرورت مند فریادی کی مدد کرے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

کہتے ہیں: واللہ یحب اغاثۃ اللھفان " اللہ تعالیٰ فریادی کی مدد کو پسند کرتا ہے" اس کی سند ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے جو اس کے لیے شاہد ہے، اور راستہ بتانے کے متعلق یہ حدیث ہے: امام ترمذی اور امام ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، کسی شخص کی رہنمائی کرنا بھی صدقہ ہے، اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق بہت زیادہ احادیث مروی ہیں، اور تکلیف دہ چیز کو دور کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس چیز کو دور کرے جو گزرنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہو یا اس طور کہ اس طرح نہ بیٹھے جس سے ان پر راستہ تنگ ہو جائے، یا کسی گھر کے دروازہ پر اس طرح نہ بیٹھے جس سے آنے والے کو تکلیف ہو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کرنا بھی صدقہ ہے، نگاہیں نیچی رکھنے کے متعلق قرآن مجید میں صریح حکم ہے:

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم (النور: ۳۰)

آپ مومنین سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اور ذکر الٰہی کی کثرت کے متعلق بہ کثرت آیات اور احادیث ہیں، قرآن مجید میں ہے:

واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون۔ (جمعہ: ۱۰)

اور اللہ کو بہ کثرت یاد کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔

بَابُ ۵۵ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ

مصنوعی بال لگانے، لگوانے، گودنے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے، نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے کی ممانعت

۵۴۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي ابْنَةً عُرَيِّسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ فَقَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری لڑکی دلہن بنی ہے اور اس کو چیچک نکل آئی ہے، جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ بال ملا کر پیوند کر دوں؟ آپ نے فرمایا: بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

۵۴۵۱۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کی ہیں، وکیع اور شعبہ کی روایت میں فتمرط شعرھا کے الفاظ ہیں۔

Ataunnabi.com

عَمْرٌو النَّاقِدُ أَخْبَرَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ وَكِيعًا وَشُعْبَةَ فِي حَدِيثِهِمَا فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا۔

۵۴۵۲۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي زَوَّجْتُ ابْنَتِي فَتَمَرَّقَ شَعْرُ رَأْسِهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحْسِنُهَا أَفَأَصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَنَهَاهَا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے، اس کے بال جھڑ گئے ہیں، اس کا شوہر بالوں کو پسند کرتا ہے، یا رسول اللہ! کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند نہ کردوں؟ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

۵۴۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَرَّطَ شَعْرُهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهُ فَسَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَلَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی اور وہ بیمار ہو گئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے لوگوں نے اس کے بالوں میں پیوند کرانے کا ارادہ کیا، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت فرمائی۔

۵۴۵۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَةً لَهَا فَاشْتَكَتْ فَتَسَاقَطَ شَعْرُهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا يُرِيدُهَا أَفَأَصِلُ شَعْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُعِنَ الْوَاصِلَاتُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی پھر وہ لڑکی بیمار ہو گئی اور اس کے بال جھڑ گئے وہ عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کا خاوند اس کو بلانے کا قصد کرتا ہے، کیا میں اس کے بالوں کو جوڑ لگا دوں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوڑ لگانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۵۔ وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ لُعِنَ الْمَوْصِلَاتُ.

اس میں بھی ہے کہ جوڑ لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۵۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑ لگانے والی، جوڑ لگوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے۔

۵۴۵۷- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت کی ہے۔

۵۴۵۸- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ) أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُّهٗ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنِّيْ أَرٰى شَيْئًا مِّنْ هٰذَا عَلٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گودنے والیوں، گدوانے والیوں، بالوں کو نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے، یہ حدیث بنو اسد کی ایک عورت تک پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ قرآن مجید پڑھتی تھی، اس نے حضرت ابن مسعود کے پاس آکر کہا میرے پاس آپ کی یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور بال نوچنے والی، اور حسن کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت (بناوٹ) کو تبدیل کرنے والی پر لعنت کی ہے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے، حالانکہ وہ لعنت اللہ کی کتاب میں ہے، اس عورت نے کہا میں نے تو پورا قرآن مجید پڑھا ہے میں نے تو اس میں یہ لعنت نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر تم قرآن مجید کو پڑھتیں تو ضرور اس لعنت کو پاتیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے (ترجمہ:) اور رسول تم کو جو احکام دیں ان کو مانو، اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اِمْرَاَتِكَ الْاٰنَ قَالَ اذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ قَالَ فَدَخَلَتْ عَلٰى امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمْ تَرَ شَيْئًا فَجَآءَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا فَقَالَ اَمَا لَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا۔

اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ ان ممنوعہ کاموں میں سے کچھ کاموں کو تو آپ کی زوجہ بھی کرتی ہیں، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: جاؤ جاکر دیکھ لو، وہ عورت حضرت عبداللہ کی زوجہ کے پاس گئی تو وہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، پھر آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی، میں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی، حضرت ابن مسعود نے فرمایا اگر وہ ان ممنوعہ کاموں کو کرتی تو ہم اس سے مجامعت نہ کرتے۔

۵۴۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ (وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ) كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَفِيْ حَدِيْثِ مُفَضَّلٍ الْوَاشِمَاتِ وَالْمَوْشُوْمَاتِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، سفیان کی روایت میں واشمات اور مستوشمات ہے اور مفضل کی روایت میں واشمات اور موشومات ہے۔

۵۴۶۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ الْحَدِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَرَّدًا عَنْ سَائِرِ الْقِصَّةِ مِنْ ذِكْرِ اُمِّ يَعْقُوْبَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں ام یعقوب کے ذکر کو ترک کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۱۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ (يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ) حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۵۴۶۲۔ وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَصِلَ الْمَرْاَةُ بِرَاْسِهَا شَيْئًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے بالوں میں بالوں کا پیوند کرانے سے منع فرمایا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۴۶۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ۔

حمید بن عبد الرحمان بن عوف بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما نے حج کیا، اس سال حضرت معاویہ نے منبر پر بیٹھ کر بالوں کا ایک چٹلا لیا جو ان کے غلام کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ایسے چٹلوں سے منع فرماتے تھے، اور فرمایا جب بنو اسرائیل کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے تو وہ ہلاک ہو گئے۔

۵۴۶۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيْثِ مَعْمَرٍ إِنَّمَا عُذِّبَ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں، البتہ معمر کی حدیث میں یہ ہے کہ بنو اسرائیل کو عذاب دیا گیا۔

۵۴۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَنَا وَأَخْرَجَ كُبَّةً مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلَّا الْيَهُوْدَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّوْرَ۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آکر خطبہ دیا اور بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ یہود کے سوا کوئی شخص اس قسم کے چٹلے بناتا ہوگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے اس کو جھوٹی زیبائش قرار دیا۔

۵۴۶۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ زِيَّ سَوْءٍ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الزُّوْرِ قَالَ وَجَآءَ رَجُلٌ بِعَصًا عَلٰى رَأْسِهَا

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے ایک دن فرمایا تم لوگوں نے بری پوشش اختیار کر لی ہے! اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ سے منع فرمایا ہے، پھر ایک شخص ایسی لاٹھی لیے ہوئے آیا جس کے سرے پر ایک چیتھڑا تھا حضرت معاویہ نے کہا سنو! یہی جھوٹ ہے، قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی عورتیں کپڑے باندھ کر اپنے بالوں کو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خِرْقَةٌ قَالَ مُعَاوِيَةُ اَلَا وَهٰذَا الزُّوْرُ قَالَ قَتَادَةُ
يَعْنِيْ مَا يُكَثِّرُ بِهِ النِّسَاءُ اَشْعَارَهُنَّ مِنَ الْخِرَقِ ۔ لمبا کر لیتی ہیں۔

مصنوعی بال لگانے، گدوانے اور چٹلا وغیرہ لگانے کے حکم میں مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنے پر صراحۃً لعنت کی گئی ہے اور یہی ظاہر اور مختار ہے، اور ہمارے اصحاب نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر عورت انسان کے بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو جوڑے تو یہ بالاتفاق حرام ہے، خواہ مرد کے بالوں کو جوڑے یا عورت کے، خواہ وہ مرد اس کا محرم ہو، خاوند ہو یا کوئی اور شخص ہو، کیونکہ احادیث میں عموم ہے، نیز اس لیے کہ انسان کے بالوں اور اس کے باقی اجزاء سے اس کی کرامت کی وجہ سے انتفاع حرام ہے اس لیے انسان کے بالوں، ناخنوں اور اس کے باقی اجزاء کو دفن کر دیا جائے گا، اور اگر عورت نے اپنے بالوں کے ساتھ غیر انسان کے بالوں کو پیوند کیا تو اگر اس کے بال نجس ہیں (مثلاً مردہ جانور کے بال یا حرام جانور کے بال) تو وہ بھی از روئے حدیث حرام ہیں، نیز اس وجہ سے کہ وہ نماز کی حالت اور عام حالات میں عمداً حامل نجاست ہوگی، اور اس حکم میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، اور اگر غیر انسان کے بال پاک ہوں تو اگر اس عورت کا خاوند یا مالک موجود نہیں ہے تو یہ پھر بھی حرام ہے، اور اگر اس کا خاوند ہے تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں، (اوّل) یہ ظاہر احادیث کی بناء پر ناجائز ہے۔ (الثانی) یہ حرام نہیں ہے، (الثالث) زیادہ صحیح یہ ہے کہ اگر اس نے اپنے مالک یا خاوند کی اجازت سے بالوں کو پیوند کیا تو جائز ہے ورنہ حرام ہے، اور عورت کا چہرے پر سرخی لگانے اور بالوں پر سیاہ خضاب لگانے اور مہندی سے پوروں کو رنگنے کا حکم یہ ہے کہ: اگر اس کا خاوند یا مالک نہ ہو یا خاوند اور مالک ہو اور اس نے ان کی اجازت کے بغیر یہ بناؤ سنگھار کیا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر ان کی اجازت سے کیا ہو تو پھر صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے، یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے (خاوند کی اجازت سے میک اپ کرنا اس لیے جائز ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو اس کی بیوی حسین معلوم ہو اور بیوی کا حسن، خوبصورتی اور جاذبیت اس کے ساتھ مباشرت کی محرک ہوتی ہے اور غیر شادی شدہ لڑکی کا بننا سنورنا اور میک اپ کرنا اجنبی مردوں کی شہوت اور سفلی جذبات کو بھڑکانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہٗ)

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ: اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک، امام طبری اور جمہور فقہاء نے کہا کہ بالوں کے ساتھ کسی چیز کو بھی پیوند کرنا جائز نہیں ہے، خواہ اس نے بالوں کو بالوں کے ساتھ پیوند کیا ہو، اون کے ساتھ پیوند کیا ہو یا کپڑے کے ساتھ، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس کو امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بالوں کے ساتھ کسی چیز کو پیوند کرنے سے منع کیا ہے، اور لیث بن سعد نے کہا ہے کہ یہ ممانعت بالوں کو بالوں سے ملانے کے ساتھ مخصوص ہے اور بالوں کو اون یا کپڑے (مثلاً چٹلا) کے ساتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ بالوں کے ساتھ ہر چیز کو ملانا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ ایک روایت ہے، لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جمہور کی طرح ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ ریشم یا کسی اور چیز کے دھاگوں کے ساتھ بالوں کو باندھنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقۃً یا حکماً پیوند نہیں ہے، بلکہ یہ تجمل اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تحسین ہے، حدیث میں ہے کہ بالوں کے ساتھ بالوں کو پیوند کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فعل حرام پر معاونت کرنے والا بھی لعنت میں شریک ہوتا ہے، جیسا کہ عبادت میں معاونت کرنے والا ثواب میں شریک ہوتا ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے بھی اسی طرح مذاہب بیان کیے ہیں۔ [2]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض بوڑھی عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لیے اور دانتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے دانتوں کے درمیان خفیف سی کشادگی کرا لیتی ہیں، یہ کام کرنا اور کرانا دونوں حرام ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کرنا ہے اور اس میں تلبیس اور تزویر ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو اظہار حسن کے لیے دانتوں میں جھریاں بنواتی ہیں، البتہ جو عورتیں علاج کی غرض سے یا کسی عیب کو دور کرنے کے لیے دانتوں میں جھریاں بنوائیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [3]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

بالوں کے ساتھ آدمی کے بالوں کو ملانا (پیوند کرنا) حرام ہے، خواہ وہ عورت کے بال ہوں یا عورت کے علاوہ کسی اور کے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے والی، ملوانے والی، گودنے والی، گدوانے والی اور بال نوچنے والی اور نچوانے والی پر لعنت کی ہے۔ [4]

اگر کوئی عورت عورت کے علاوہ کسی اور کے بال ملائے تو وہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں بھی آدمی کے جزء سے نفع حاصل کرنا ہے لیکن تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت کا غیر عورت کے بال ملانا مکروہ ہے اور غیر بنی آدم کے بال ملانا جائز ہے تاکہ اس کی مینڈھیاں بڑی ہو جائیں، امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر عورت اپنی زلفوں اور بالوں کے ساتھ اونٹوں کے بال ملائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیاہ اُون کے چٹلے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [5]

بَابُ النِّسَاۤءِ الْکَاسِیَاتِ الْعَارِیَاتِ الْمَآئِلَاتِ الْمُمِیْلَاتِ

جو عورتیں ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہوں گی اور راہِ حق سے متجاوز ہوں گی

۵۴۶۷ - حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ سُهَیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کی دو ایسی قسمیں ہیں

---

[1]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2]۔ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4]۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۴، ۲۶۳، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

[5]۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۴، دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں، دوسری وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی وہ راہ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی ہٹی ہوئی ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔

ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہونے کی تشریح

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، کیونکہ یہ دونوں قسمیں اب موجود ہو گئی ہیں، اور اس میں ان دونوں قسموں کی مذمت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ملبوس ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے عاری ہوں گی، ایک قول یہ ہے کہ وہ عورتیں بدن کے بعض حصوں پر لباس پہنیں گی اور بعض حصوں کو اظہار جمال کے لیے عریاں رکھیں گی[۱] اور ایک قول یہ ہے کہ وہ باریک اور عریاں لباس پہنیں گی جس سے کپڑے پہننے کے باوجود ان کا جسم برہنہ نظر آئے گا، اور مائلات کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام سے روگردانی کریں گی اور ممیلات کا معنی یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزْوِيْرِ فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ وَالتَّشَبُّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ

جھوٹا لباس پہننے اور جھوٹے اوصاف ظاہر کرنے کی ممانعت

۵۴۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقُوْلُ إِنَّ زَوْجِيْ أَعْطَانِيْ مَا لَمْ يُعْطِنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے کچھ چیزیں نہیں دیں تو کیا میں کہہ سکتی ہوں کہ اس نے مجھے وہ چیزیں دی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش والے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ مجھے میرے شوہر

[۱] میں نے ۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء سے لے کر دسمبر تک برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا، وہاں پر یورپین خواتین برائے نام انڈرویئر اور بنیان پہن کر شاہراہوں اور بازاروں میں کھلے عام پھرتی ہیں، یہ عاریات لابسات کی واضح تفسیر اور علم نبوت کا زندہ ثبوت ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اَنْ اَتَشَبَّعَ مِنْ مَّالِ زَوْجِیْ بِمَا لَمْ يُعْطِنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔

نے فلاں مال دیا ہے حالانکہ اس نے وہ مال نہ دیا ہو تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور وہ یہ ظاہر کرے کہ اس کے پاس وہ چیز ہے وہ جھوٹی زیبائش کے کپڑے پہننے والوں کی مثل ہے۔

۵۴۷۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کی ہیں۔

جھوٹے لباس پہننے کی وضاحت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کے سامنے کسی چیز کا کثرت ظاہر کرے، حالانکہ اس کے پاس وہ چیز نہ ہو، اور اپنے کو باطل کے ساتھ مزین کرے تو یہ جھوٹ کا لباس پہننے کی طرح مذموم ہے، ابو عبید نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا لباس پہنے اور اس کے دل میں جس قدر خشوع و خضوع نہ ہو لوگوں پر اس سے زیادہ ظاہر کرے وہ شخص جھوٹ اور ریا کاری کا لباس پہننے والا ہے، یا وہ شخص اس طرح ہے جیسے کوئی پرائے کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے کپڑے ہیں یا وہ ایسے جھوٹے گواہ کی طرح ہے جو حسین و جمیل لباس پہن کر خود کو معزز شخص ظاہر کرے تاکہ اس کی گواہی قبول کی جائے حالانکہ وہ جھوٹی گواہی دینے والا ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الآداب

ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

اَدَب: ادیب لوگوں سے ادب سیکھتا ہے، اَدَب انسان کو اچھائیوں کی تعلیم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے، ادب کا اصل دعا ہے، ہمارے شیخ نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ ادب ایسا ملکہ ہے جس کی وجہ سے انسان مذمت کیے جانے سے محفوظ رہتا ہے، مصباح میں ہے نفس کی ریاضت اور محاسن اخلاق کو سیکھنا ادب ہے، ابوزید انصاری نے ادب کی یہ تعریف کی ہے۔

الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل۔ ہر اس پسندیدہ کاوش کو ادب کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کو کسی قسم کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

ترشیح میں لکھا ہے جس قول یا جس فعل کی تعریف کی جائے وہ ادب ہے اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا یا اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے، علامہ خفاجی نے عنایۃ القاضی میں لکھا ہے: لغت میں حسن اخلاق اور مکارم افعال کو ادب کہتے ہیں، اور علوم عربیہ پر ادب کا اطلاق کرنا متاخرین کی اصطلاح ہے۔ [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابو محمد نے کتاب الواعی میں لکھا ہے ادب کو اس لیے ادب کہتے ہیں کہ وہ محامد کی طرف دعوت دیتا ہے، جوہری نے کہا ادب کی دو قسمیں ہیں ادب النفس اور ادب الدرس، ابوزید سے منقول ہے الادب کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل "ادب ہر اس مستحسن ریاضت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو سکے" ایک قول یہ ہے الادب استعمال ما یحمد قولاً وفعلاً۔ "جس چیز کی قولاً و فعلاً تعریف کی جائے وہ ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ امور مستحسنہ کو جاننا ادب ہے، ایک قول یہ ہے کہ اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔ [2]

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ تاج العروس ج ۲ ص ۱۴۴، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ

[2] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۸۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّي بِاَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْاَسْمَاءِ

ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان

۵۴۷۱ - حَدَّثَنِي اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ قَالَ اَبُوْكُرَيْبٍ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَادٰى رَجُلٌ رَجُلًا بِالْبَقِيْعِ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَمْ اَعْنِكَ اِنَّمَا دَعَوْتُ فُلَانًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بقیع میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو یا ابا القاسم کہہ کر آواز دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آواز کی طرف دیکھا، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا، میں نے کو فلاں شخص کو پکارا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۴۷۲ - حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ زِيَادٍ (وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بِسَبَلَانَ) اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَخِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَهُ مِنْهُمَا سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّاَرْبَعِيْنَ وَمِائَةٍ يُحَدِّثَانِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں۔

۵۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا وَقَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا نَدَعُكَ تُسَمِّيْ بِاسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِابْنِهِ حَامِلَهُ عَلٰى ظَهْرِهِ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِيْ قَوْمِيْ لَا نَدَعُكَ تُسَمِّيْ بِاسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام محمد رکھا، اس شخص سے اس کی قوم نے کہا تم نے اپنے بیٹے کا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا ہے ہم تمہیں یہ نام نہیں رکھنے دیں گے، وہ شخص اپنے بچے کو اپنی پشت پر بٹھا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور کہا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام محمد رکھا میری قوم نے کہا ہم تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں رکھنے دیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، میں صرف تقسیم کرنے والا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ.

ہوں اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۴- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيْكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَسْتَاْمِرَهٗ قَالَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّهٗ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهٗ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَاِنَّ قَوْمِيْ اَبَوْا اَنْ يَّكْنُوْنِيْ بِهٖ حَتّٰى تَسْتَاْذِنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا ہم نے اس سے کہا جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لو اس وقت تک ہم تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی کنیت نہیں رکھنے دیں گے، سو وہ شخص حضور کے پاس گیا اور کہا میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام رکھا، اور میری قوم نے مجھے اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھنے سے منع کیا، تاوقتیکہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت نہ لے لوں، آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۵- حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ نہیں ہے کہ میں تو صرف قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۶- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَا تَكْتَنُوْا.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں تو ابوالقاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ابوبکر کی روایت میں ہے "ولا تکتنوا"۔

۵۴۷۷- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ.

ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے کہ میں قاسم بنایا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۴۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَشّارٍ قالا حدّثنا محمّد بن جعفر حدّثنا شعبة سمعت قتادة عن سالم عن جابر ابن عبد الله أنّ رجلًا من الانصار وُلِد له غلام فأراد أن يُسمّيه محمّدًا فأتى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم فسأله فقال أحسنت الأنصار سمّوا باسمي ولا تكتنوا بكنيتي .

ایک انصاری کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس نے ارادہ کیا کہ اس کا نام محمد رکھے، وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا، انصار نے اچھا کیا۔ میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

۵۲۷۹ - حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومحمّد ابن المثنّى كلاهما عن محمّد بن جعفر عن شعبة عن منصور ح وحدّثني محمّد بن عمرو بن جبلة حدّثنا محمّد (يعني ابن جعفر) ح وحدّثنا ابن المثنّى حدّثنا ابن أبي عديّ كلاهما عن شعبة عن حصين ح وحدّثني بشر بن خالد أخبرنا محمّد (يعني ابن جعفر) حدّثنا شعبة عن سليمان كلّهم عن سالم ابن أبي الجعد عن جابر بن عبد الله عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم ح وحدّثنا إسحٰق بن إبراهيم الحنظليّ وإسحٰق بن منصور قالا أخبرنا النّضر بن شميل حدّثنا شعبة عن قتادة و منصور وسليمان وحصين بن عبد الرّحمٰن قالوا سمعنا سالم بن أبي الجعد عن جابر بن عبد الله عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم بنحو حديث من ذكرنا حديثهم من قبل وفي حديث النّضر عن شعبة قال وزاد فيه حصين وسليمان قال حصين قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إنّما بُعثت قاسمًا أقسم بينكم وقال سليمان فإنّما أنا قاسم بينكم .

امام مسلم نے پانچ سندوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا، حصین کی روایت میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بطور قاسم مبعوث کیا گیا ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور سلیمان کی روایت میں ہے: میں تو صرف قاسم ہوں اور تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

۵۲۸۰ - حدّثنا عمرو النّاقد ومحمّد بن عبد الله بن نمير جميعًا عن سفيان قال عمرو حدّثنا سفيان بن عيينة حدّثنا ابن المنكدر أنّه سمع

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم نے کہا ہم تمہیں ابوالقاسم کنیت نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نُكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

رکھنے دیں گے اور تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کریں گے، اس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر یہ واقع عرض کیا، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو

۵۴۸۱ - وَحَدَّثَنِيْ اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ (يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ) ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ نہیں ہے کہ ہم تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہونے نہیں دیں گے۔

۵۴۸۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ قَالَ عَمْرٌو عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو عمرو نے عن ابی ہریرہ کہا اور سمعت نہیں کہا۔

۵۴۸۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ) قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَاَلُوْنِيْ فَقَالُوْا اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ يَا اُخْتَ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى قَبْلَ عِيْسٰى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ جب میں نجران میں آیا تو لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تم (سورۃ مریم میں) یا اخت ہارون پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ سے اتنی مدت پہلے تھے، جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بنو اسرائیل گذشتہ انبیاء اور صالحین کے نام پر نام رکھتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابو القاسم کنیت رکھنے کے متعلق مذاہب کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۲۷۱ میں ہے: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذاہب ہیں جن کو قاضی عیاض وغیرہ نے جمع کیا ہے، ان مذاہب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(اوّل) امام شافعی اور اہل ظاہر (غیر مقلدین) کا مذہب یہ ہے کہ ابو القاسم کنیت رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد یا احمد ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ظاہر حدیث کا تقاضا ہے۔

(ثانی) امام مالک، جمہور سلف اور فقہاء امصار کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی کیونکہ یہ حکم ابتداء میں تھا اور اب ہر شخص کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنا جائز ہے خواہ اس کا نام محمد اور احمد ہو یا نہ ہو، شروع میں ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ ابو القاسم پکارنے سے حضور کو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی نے آپ کو پکارا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے اور عصر اوّل سے لے کر اب تک بغیر کسی نکیر کے ابو القاسم کنیت رکھی جاتی رہی ہے۔

(ثالث) علامہ ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ممانعت منسوخ نہیں ہوئی۔ یہ ممانعت تنزیہہ اور ادب کے لیے تھی تحریم کے لیے نہیں تھی۔

(رابع) متقدمین کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے، کہ جس شخص کا نام محمد یا احمد ہو اس کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت ہے اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو اس کے لیے ابو القاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(خامس) ابو القاسم کنیت رکھنا مطلقاً ممنوع ہے، اسی طرح "قاسم" نام رکھنا بھی منع ہے تاکہ اس کا باپ ابو القاسم کنیت نہ رکھے، جب مروان کو یہ حدیث پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بدل دیا پہلے اس کا نام قاسم تھا بعد میں اس کا نام عبد الملک رکھ دیا۔

(سادس) محمد نام رکھنا مطلقاً منع ہے خواہ اس کی کوئی کنیت ہو یا نہ ہو، حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر اس کو لعنت کرتے ہو، حضرت عمر نے کوفہ والوں کی طرف لکھا، نبی کے نام پر کسی شخص کا نام نہ رکھو اور جن لوگوں نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا انہیں نام بدلنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عمر کو بتلایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ نام (محمد) رکھنے کی اجازت دی ہے، اور آپ نے خود ان کا نام محمد رکھا ہے، پھر حضرت عمر نے انھیں چھوڑ دیا، قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ اقدام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کی وجہ سے تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے تم محمد نام رکھتے ہو پھر اس پر لعنت کرتے ہو، ایک قول یہ ہے کہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن زید بن خطاب سے کہہ رہا تھا: "اے محمد! اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے" حضرت عمر نے اس کو بلایا اور کہا میرا گمان ہے کہ تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو برا کہا جاتا ہے، بخدا اب تم کو محمد کے نام سے نہیں بلایا جائے گا، اور اس کا نام عبد الرحمان رکھ دیا۔ [1]

کنیت رکھنے کی تحقیق

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، اور امام بخاری کی روایت ہے: میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، اللہ دیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وصف کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے جو وصف اس شخص میں

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع ...

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

موجود ہو، یا بیٹے کے نام کے ساتھ کنیت رکھنا صحیح ہے، علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ کے مال سے کچھ اپنے پاس نہیں رکھ لیا، اور جب کسی کو زیادہ عطا فرمایا تو لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے فرمایا: اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں، جس شخص کو میں کوئی چیز دیتا ہوں تو وہ اس کا نصیب ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ ابو القاسم کے علاوہ کوئی اور کنیت رکھنے کے جواز پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی ہو تو وہ اس کے نام کے ساتھ کنیت رکھے۔ یا اس کی اولاد نہ ہو تو وہ کسی اور کے بچے کے نام کے ساتھ بھی کنیت رکھ سکتا ہے مثلاً مرد ابو فلاں اور ابو فلانہ کنیت رکھ سکتا ہے، اور عورت ام فلاں اور ام فلانہ کنیت رکھ سکتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی سے کہتے: یا ابا عمیر ما فعل النغیر [1]

انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا جواز حدیث نمبر ۵۴۸۳ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل گذشتہ انبیاء اور صالحین کے نام رکھتے تھے، علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے انبیاء کے نام رکھنے پر استدلال کیا ہے اور اس کے جواز پر تمام علماء کا اجماع ہے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور ہم اس کی تاویل بیان کر چکے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند کا نام ابراہیم رکھا، اور آپ کے اصحاب میں سے بہت لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر تھے، قاضی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے ملائکہ کے نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے، یہ حارث بن مسکین کا قول ہے اور امام مالک نے جبریل اور یاسین نام رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ [2]

بَابُ كَرَاهَةِ التَّسْمِيَةِ بِالْأَسْمَاءِ الْقَبِيحَةِ

بُرے نام رکھنے کی کراہت

۵۴۸۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا بِأَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ أَفْلَحَ وَرَبَاحٍ وَيَسَارٍ وَنَافِعٍ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے غلام کے لیے چار نام رکھنے سے منع فرمایا: افلح، رباح، یسار اور نافع۔

۵۴۸۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لڑکے کا نام

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۶

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا۔

رباح، یسار، افلح، اور نافع نہ رکھو۔

۵۴۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ وَلَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيْحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُوْلُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ وَلَا تَزِيْدُنَّ عَلَيَّ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلمات چار ہیں: سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، تم ان میں سے جس کلمہ کو پہلے کہو کوئی حرج نہیں ہے اور تم اپنے لڑکے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھنا، کیونکہ تم پوچھو گے مثلاً افلح ہے؟ اور افلح نہیں ہوگا تو کہنے والا کہے گا افلح نہیں ہے۔ حضور نے چار کلمات ہی فرمائے تھے، ان کلمات سے زائد مجھ سے نقل نہ کرنا۔

۵۴۸۷ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ (وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ) ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِإِسْنَادِ زُهَيْرٍ فَأَمَّا حَدِيْثُ جَرِيْرٍ وَرَوْحٍ فَكَمِثْلِ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ بِقِصَّتِهِ وَأَمَّا حَدِيْثُ شُعْبَةَ فَلَيْسَ فِيْهِ إِلَّا ذِكْرُ تَسْمِيَةِ الْغُلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَلَامَ الْأَرْبَعَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین مزید اسناد بیان کیں، ان میں شعبہ کی روایت میں صرف لڑکے کا نام رکھنے کا ذکر ہے، اور چار کلمات کا ذکر نہیں ہے۔

۵۴۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِيْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهٰى عَنْ أَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یعلیٰ، برکت، افلح، یسار اور نافع کو بطور نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے بعد میں اس معاملہ میں سکوت فرمالیا، اور کوئی بات نہیں کہی، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور آپ نے ان ناموں سے منع نہیں کیا، پھر حضرت عمر نے ان ناموں کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر یہ ارادہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَنْہَ عَنْ ذٰلِکَ ثُمَّ اَرَادَ عُمَرُ اَنْ یَنْہٰی عَنْ ذٰلِکَ ثُمَّ تَرَکَہٗ۔

ترک کر دیا۔

بُرے نام رکھنے کے حکم کی تفصیل

افلح کا معنی ہے کامیاب، رباح کا معنی ہے نفع بخش تجارت، یسار کا معنی ہے آسان، نافع کا معنی ہے نفع دینے والا اور نجیح کا معنی بھی کامیاب ہے، اور اس جیسے ناموں کا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اس کی کراہت کی وجہ وہی ہے جس کا حدیث میں بیان ہے کہ کوئی شخص پو... نافع ہے اور جب وہ نہیں ہوگا تو جواب میں کہا جائے گا نافع نہیں ہے، اور بعض لوگ اس جواب سے بدشگونی میں مبتلا ہو جائیں گے، اس باب کی آخری حدیث میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اور پھر منع نہیں فرمایا، اس کا مطلب ہے آپ نے اس کو بطور تحریم منع کرنے کا ارادہ کیا اور پھر اس کو حرام نہیں کیا، اور آپ نے جو ممانعت کی ہے وہ تنزیہی ہے۔ ؎

باب ۵۶۔ اِسْتِحْبَابِ تَغْیِیْرِ الْاِسْمِ الْقَبِیْحِ اِلٰی حَسَنٍ وَتَغْیِیْرِ اِسْمِ بَرَّۃَ اِلٰی زَیْنَبَ وَنَحْوِھَا!

بُرے ناموں کو اچھے ناموں کے ساتھ بدلنے کا استحباب

۵۴۸۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیَّرَ اسْمَ عَاصِیَۃَ وَقَالَ اَنْتِ جَمِیْلَۃُ قَالَ اَحْمَدُ مَکَانَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ا... صلے اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کیا اور فرمایا کہ تم جمیل... ہو، احمد نے اخبرنی کی جگہ عن کا لفظ کہا ہے۔

۵۴۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَۃً لِعُمَرَ کَانَتْ یُقَالُ لَھَا عَاصِیَۃُ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضر... عمر کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ صلے اللہ... وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

۵۴۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰی اٰلِ طَلْحَۃَ عَنْ کُرَیْبٍ عَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ک... جویریہ کا نام پہلے برہ تھا، آپ نے اس کا نام تبدیل کر... جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جا...

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ كُرَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ.

کہ فلاں شخص برّہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا، کریب کی روایت میں سمعت ابن عباس کے الفاظ ہیں۔

۵۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِهَؤُلَاءِ دُونَ ابْنِ بَشَّارٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب کا نام برّہ تھا، ان سے کہا گیا کہ تم اپنی پارسائی بیان کرتی ہو، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۳- حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ اسْمِي بَرَّةَ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ قَالَتْ وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ.

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا، وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش آئیں، ان کا نام بھی پہلے برہ تھا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام زینب رکھ دیا۔

۵۴۹۴- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمَّيْتُ ابْنَتِي بَرَّةَ فَقَالَتْ لِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو مجھ سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو رکھنے سے منع فرمایا ہے اور میرا نام پہلے برہ رکھا گیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی پارسائی بیان نہ کرو، اللہ تعالیٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَهٰى عَنْ هٰذَا الْاِسْمِ وَسُمِّيَتْ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوْا بِمَ نُسَمِّيْهَا قَالَ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ۔

ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون زیادہ نیکو کار ہے، صحابہ نے کہا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا تم اس کا نام زینب رکھ دو۔

فائدہ: ان احادیث میں برے اور ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بکثرت صحابہ کے اسماء کو تبدیل کیا اور نام بدلنے کی علت یا تو بدشگونی کا خوف ہے یا پارسائی کا اظہار ہے، سو ایسا نام جس سے اپنی پارسائی کا اظہار ہوتا ہو یا اس نام سے بدشگونی کا خدشہ ہو اس نام کو بدل دینا چاہیے۔

بَابُ ۵۷۔ تَحْرِيْمِ التَّسَمِّيْ بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ

"شہنشاہ" نام رکھنے کی ممانعت

۵۴۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ وَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ) قَالَ الْاَشْعَثِيُّ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ زَادَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ الْاَشْعَثِيُّ قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَاَلْتُ اَبَا عَمْرٍو عَنْ اَخْنَعَ فَقَالَ اَوْضَعَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا نام یہ ہے کہ کوئی شخص شہنشاہ کہلائے، اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: اللہ عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ سفیان نے کہا ملک الاملاک کا مطلب شہنشاہ ہے، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو سے اخنع کے معنی دریافت کیے، انھوں نے کہا اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔

۵۴۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ وَاَغْيَظُهٗ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوض اور خبیث شخص وہ ہوگا جو شہنشاہ کہلاتا ہوگا، اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

فائدہ: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء مخصوصہ کے ساتھ نام رکھنا بھی حرام ہے، مثلاً رحمٰن، قدوس، مہیمن، اور خالق الخلق وغیرہ۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ۷۵۸ اِسْتِحْبَابِ تَحْنِيكِ الْمَوْلُودِ عِنْدَ وِلَادَتِهِ وَحَمْلِهِ اِلٰى صَالِحٍ يُحَنِّكُهُ وَجَوَازِ تَسْمِيَتِهِ يَوْمَ وِلَادَتِهِ وَاسْتِحْبَابِ التَّسْمِيَةِ بِعَبْدِ اللّٰهِ وَاِبْرَاهِيمَ وَسَائِرِ اَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

بچہ کی پیدائش کے وقت اس کو گھٹی دینے اور اس کی پیدائش کے دن اس کا نام رکھنے کا استحباب اور عبداللہ، ابراہیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسماء پر نام رکھنے کا استحسان

۵۴۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيْرًا لَهٗ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهٗ تَمَرَاتٍ فَاَلْقَاهُنَّ فِيْ فِيْهِ فَلَاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَفَا الصَّبِيِّ فَمَجَّهٗ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے، آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے کہا ہاں! پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ کو پیش کیں، آپ نے وہ کھجوریں اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں، پھر آپ نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا، اور بچہ اس کو چوسنے لگا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کو کھجوروں سے محبت ہے اور اس بچہ کا نام عبداللہ رکھا۔

۵۴۹۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مِمَّا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ کا بیٹا بیمار تھا، حضرت ابوطلحہ باہر گئے تو وہ بچہ فوت ہو گیا، جب حضرت ابوطلحہ واپس لوٹے تو پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا وہ پہلے کی بہ نسبت پرسکون ہے، پھر حضرت ام سلیم نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، حضرت ابوطلحہ نے کھانا کھایا، پھر حضرت ام سلیم سے عمل زوجیت کیا، جب وہ فارغ ہو گئے تو حضرت ام سلیم نے کہا جاؤ جا کر بچہ کو دفن کر دو، جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ احْمِلْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهٗ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهٗ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے پوچھا کیا رات کو تم نے عمل زوجیت کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما! پھر ایک بچہ پیدا ہوا، حضرت ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: جاؤ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، حضرت انس اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اور حضرت ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجیں تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو لیا اور پوچھا کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟ حاضرین نے کہا: جی کھجوریں ہیں آپ نے ان کھجوروں کو چبایا پھر ان کھجوروں کو اس بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور یہ اس کی گھٹی تھی اور آپ نے اس بچہ کا نام عبداللہ رکھا۔

۵۴۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ نَحْوَ حَدِيْثِ يَزِيْدَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۵۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کو کھجور کی گھٹی دی۔

۵۵۰۱۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى أَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ (يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ) أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ هَاجَرَتْ وَهِيَ حُبْلٰى بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَدِمَتْ قُبَاءً فَنُفِسَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بِقُبَاءٍ ثُمَّ خَرَجَتْ حِيْنَ نُفِسَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُحَنِّكَهٗ فَأَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَوَضَعَهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ

عروہ اور فاطمہ بنت منذر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی تو وہ حاملہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، جس وقت قبا پہنچیں تو حضرت عبداللہ پیدا ہو گئے، وہ اس بچہ کو گھٹی دینے کی غرض سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور اس بچہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کھجوریں ملنے سے پہلے ہم لوگ کچھ دیر کھجوریں تلاش کرتے رہے، آپ نے ان کھجوروں کو چبایا اور پھر بچہ کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیا، اور جو چیز سب سے پہلے اس بچہ کے پیٹ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا فَمَضَغَهَا ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيهِ فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ ثَمَانٍ لِيُبَايِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ بِذَلِكَ الزُّبَيْرُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ مُقْبِلًا إِلَيْهِ ثُمَّ بَايَعَهُ۔

میں پہنچی وہ آپ کا لعاب تھا حضرت اسماء کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ پر ہاتھ پھیرا، اس کے حق میں دعا کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہو گئے، تو حضرت زبیر کے حکم سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا اور پھر ان کو بیعت کر لیا۔

۵۵۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ مکہ میں حاملہ تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ جب میں مکہ سے نکلی تو میں پورے دنوں سے تھی، پھر میں مدینہ آئی اور قباء میں ٹھہری، اور قباء میں میں نے حضرت عبداللہ کو جنم دیا، پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دیا، پھر آپ نے کھجوریں منگائیں ان کو چبایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیا، اور جو چیز ان کے پیٹ میں سب سے پہلے داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، پھر آپ نے ان کو کھجور کی گھٹی دی، ان کے لیے دعا کی اور برکت کی دعا دی، حضرت ابن زبیر وہ پہلے بچے تھے جو ہجرت کے بعد مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔

۵۵۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، درآں حالیکہ وہ حاملہ تھیں اور ان کے پیٹ میں حضرت عبداللہ بن زبیر تھے، پھر حضرت ابواسامہ کی مثل حدیث بیان کی۔

۵۵۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ (يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے، آپ ان کو برکت کی دعا دیتے اور گھٹی دیتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ۔

۵۵۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جِئْنَا بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ فَطَلَبْنَا تَمْرَةً فَعَزَّ عَلَيْنَا طَلَبُهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم (حضرت) عبداللہ بن زبیر کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے ان کو گھٹی دی، پھر ہم نے کھجور تلاش کی اور ہم کو اس کی تلاش میں دشواری ہوئی۔

۵۵۰۶ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (وَهُوَ ابْنُ مُطَرِّفٍ أَبُوْ غَسَّانَ) حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِهٖ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ بِابْنِهٖ فَاحْتُمِلَ مِنْ عَلٰى فَخِذِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْهُ فَاسْتَفَاقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ أَقْبَلْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا اسْمُهٗ قَالَ فُلَانٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ۔

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ منذر بن ابی اسید جب پیدا ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ران پر بٹھایا، حضرت ابو اسید بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کسی کام میں مشغول ہوگئے، سو حضرت ابو اسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا، ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیا گیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا بچہ کہاں ہے، حضرت ابو اسید نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے اس کو اٹھا لیا تھا، آپ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ کہا: یا رسول اللہ! اس کا نام فلاں ہے، آپ نے فرمایا نہیں لیکن اس کا نام منذر ہے، پھر آپ نے اس کا نام منذر رکھ دیا۔

کسی عالم اور صالح شخص سے بچہ کو گھٹی دلوانے اور نام رکھوانے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۰ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا آپ نے کھجور چبا کر اس بچہ کے منہ میں گھٹی دی، اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے منہ میں گھٹی دی جائے اور یہ فعل بالاجماع سنت ہے، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صالح مرد یا صالح عورت سے گھٹی دلوانی چاہیے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، چوتھا فائدہ یہ ہے کہ کھجور کی گھٹی دینا مستحب ہے اور کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کی گھٹی دینا بھی جائز ہے۔ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ چادر پہننا جائز ہے، چھٹا فائدہ تواضع ہے، اور بڑے آدمی کا اپنے کام میں مشغول رہنا مروت کے منافی نہیں ہے ساتواں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فائدہ یہ ہے کہ عبداللہ نام رکھنا مستحب ہے، آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کے نام رکھنے کا معاملہ کسی عالم اور صالح شخص کے سپرد کر دینا چاہیے اور نواں فائدہ یہ ہے کہ بچہ کی ولادت کے دن اس کا نام رکھنا چاہیے۔

حضرت ام سلیم کی ذہانت اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۹۰ میں یہ ذکر ہے کہ جب حضرت ابوطلحہ نے اپنے بچہ کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا وہ پہلے سے زیادہ پرسکون ہے، حالانکہ وہ بچہ فوت ہوچکا تھا، اس میں تعریض اور توریہ کا ثبوت ہے، اور معاریض کی اباحت کی شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال سے کسی کا حق ضائع نہ ہو، اس حدیث میں حضرت ام سلیم کی ذہانت کا بیان ہے کیونکہ ان کے شوہر جب سفر سے تھکے ہارے واپس لوٹے تو انھوں نے خوش دلی سے ان کا استقبال کیا اور کوئی افسردہ خبر ان کو نہیں سنائی انھیں کھانا کھلایا اور ان کو عمل زوجیت کا موقع فراہم کیا اور صبح کو یہ خبر سنائی کہ بچہ فوت ہوچکا ہے، انھوں نے اللہ کی قضاء پر صبر اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا اظہار کیا، اپنے شوہر کی خدمت کی اور ان کو سکون اور آرام پہنچایا اور اس سلسلے میں انتہائی ذہانت سے کام لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوطلحہ سے عمل زوجیت کے متعلق سوال کیا اس کی وجہ ان کے اس صبر اور راضی برضائے الٰہی رہنے کے حیرت انگیز جذبہ پر تعجب کا اظہار تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس دعا کو قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے۔

حدیث نمبر ۵۵۰۰ میں ہے: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے کا ثبوت ہے۔[1]

بَابُ جَوَازِ تَكْنِيَةِ مَنْ لَمْ يُولَدْ لَهُ وَتَكْنِيَةِ الصَّغِيرِ

لاولد شخص کے لیے کنیت رکھنے کا جواز

۵۵۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَانَ فَطِيمًا قَالَ فَكَانَ إِذَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآهُ قَالَ أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ فَكَانَ يَلْعَبُ بِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ابوعمیر کہا جاتا تھا، راوی کہتا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت انس نے فرمایا وہ اس وقت ٹھوس غذا کھانے لگا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے: اے ابوعمیر! اس نغیر (ایک پرندہ) نے کیا کیا، وہ بچہ اس پرندہ سے کھیلتا تھا۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۰۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پرندوں کو گھر میں رکھنے اور ان کے ساتھ بچوں کے کھیلنے کا بیان

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اولاد کے نام پر کنیت رکھنا ضروری نہیں ہے اور لاولد شخص بھی کنیت رکھ سکتا ہے، اور بچہ کی کنیت بھی رکھی جا سکتی ہے، نیز یہ معلوم ہوا کہ جس بات میں جھوٹ نہ ہو اس کو بطور مزاح کہنا جائز ہے، اور نام کی تصغیر جائز ہے اور بچوں کا چڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے، اور ہم وزن کلام کرنا جائز ہے اور بچوں کے ساتھ لطف اور محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق اور تواضع کا بیان ہے، بعض مالکیہ نے اس حدیث سے حرم مدینہ کے جانوروں کے شکار کرنے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ اس پرندہ کو مدینہ میں پکڑا گیا تھا۔ ؎

بَابُ جَوَازِ قَوْلِهِ لِغَيْرِ ابْنِهِ يَا بُنَيَّ وَاسْتِحْبَابِهِ لِلْمُلَاطَفَةِ

کسی اور کے بیٹے کو بطور شفقت بیٹا کہنے کا جواز

۵۵۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بیٹے۔

۵۵۰۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ) قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ أَنْهَارَ الْمَاءِ وَجِبَالَ الْخُبْزِ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے کیے ہیں اتنے کسی اور نے نہیں کیے، آپ نے فرمایا اے بیٹے تم کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہوگا، میں نے کہا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہوگا۔

۵۵۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں اور ان سندوں کی روایات میں سے یزید کی روایت کے سوا کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے حضرت مغیرہ کو بیٹا فرمایا۔

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُغِيرَةِ أَيْ بُنَيَّ إِلَّا فِي حَدِيثِ يَزِيدَ وَحْدَهُ۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں کم سن لڑکے کو بیٹا کہنے کا جواز ہے خواہ وہ اس شخص کا بیٹا نہ ہو، دوسری حدیث میں دجال کا ذکر ہے، امام مسلم نے کتاب کے آخر میں دجال کا ذکر کیا ہے، وہاں ان شاء اللہ اس کی پوری تفصیل اور تحقیق آئے گی۔

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ ۷۶۱ — اجازت طلب کرنے کا بیان

۵۵۱۱۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاللَّهِ يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَأَتَانَا أَبُو مُوسَى فَزِعًا أَوْ مَذْعُورًا قُلْنَا مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُكَ فَسَلَّمْتُ عَلَى بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا أَوْجَعْتُكَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ لَا يَقُومُ مَعَهُ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ قُلْتُ أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ فَاذْهَبْ بِهِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت ابوموسیٰ سہمے ہوئے آئے، ہم نے ان سے پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا تھا، میں ان کے دروازہ پر گیا اور ان کو تین مرتبہ سلام کیا، انھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، میں واپس لوٹ آیا، انھوں نے کہا تم کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے کہا میں نے آپ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر تین بار سلام کیا، مجھے کسی نے جواب نہیں دیا، سو میں واپس لوٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا جائے تو وہ واپس لوٹ جائے، حضرت عمر نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابی بن کعب نے کہا ان کے ساتھ وہ شخص جائے گا جو قوم میں سب سے کم عمر ہو، حضرت ابوسعید نے کہا میں سب سے کم عمر ہوں فرمایا اچھا تم جاؤ۔

۵۵۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَى عُمَرَ فَشَهِدْتُ۔

امام مسلم نے ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے: حضرت ابوسعید نے کہا میں حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور جا کر حضرت عمر کے پاس گواہی دی۔

۵۵۱۳۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ
ابْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا فِي مَجْلِسٍ عِنْدَ أُبَيِّ
بْنِ كَعْبٍ فَأَتَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ مُغْضَبًا
حَتَّى وَقَفَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللَّهَ هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ
مِنْكُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
الْاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ
قَالَ أُبَيٌّ وَمَا ذَاكَ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ
بْنِ الْخَطَّابِ أَمْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ
لِي فَرَجَعْتُ ثُمَّ جِئْتُهُ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ
فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي جِئْتُ أَمْسِ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا
ثُمَّ انْصَرَفْتُ قَالَ قَدْ سَمِعْنَاكَ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ
عَلَى شُغُلٍ فَلَوْ مَا اسْتَأْذَنْتَ حَتَّى يُؤْذَنَ لَكَ
قَالَ اسْتَأْذَنْتُ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَاللَّهِ لَأُوجِعَنَّ ظَهْرَكَ
وَبَطْنَكَ أَوْ لَتَأْتِيَنَّ بِمَنْ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا
فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَوَاللَّهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا
أَحْدَثُنَا سِنًّا قُمْ يَا أَبَا سَعِيدٍ فَقُمْتُ حَتَّى أَتَيْتُ
عُمَرَ فَقُلْتُ قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا۔

ہم حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غصہ میں آئے، اور کھڑے ہوکر کہنے لگے: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین بار اجازت طلب کی جائے اگر تم کو اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ لوٹ جاؤ؟ حضرت ابی نے کہا تم اس حدیث کے متعلق کیوں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن الخطاب سے کل تین بار اجازت طلب کی مجھے اجازت نہیں دی گئی، میں واپس لوٹ گیا، پھر آج میں ان کے پاس گیا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی کہ میں کل آپ کے پاس آیا تھا میں نے تین بار سلام کیا اور پھر واپس لوٹ گیا، حضرت عمر نے کہا ہم نے تمہارے سلام کی آواز سنی تھی لیکن ہم اس وقت ایک کام میں مشغول تھے، کاش! تم مسلسل اجازت طلب کرتے رہتے حتیٰ کہ تم کو اجازت دے دی جاتی، حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے آپ سے اتنی ہی بار اجازت طلب کی جتنی بار اجازت طلب کرنے کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، حضرت عمر نے کہا بخدا میں تمہاری پیٹھ پر یا پیٹ پر سزا دوں گا، ورنہ تم اس حدیث پر کوئی گواہ پیش کرو، حضرت ابی بن کعب نے کہا صرف ہم میں سے کم سن شخص ہی اس پر گواہی دے سکتا ہے، اے ابوسعید تم اٹھو، (حضرت ابوسعید کہتے ہیں) پھر میں اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۵۵۱۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ
حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا سَعِيدُ
بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا
مُوسَى أَتَى بَابَ عُمَرَ فَاسْتَأْذَنَ فَقَالَ عُمَرُ
وَاحِدَةٌ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ عُمَرُ
ثِنْتَانِ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گئے، اور اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ ایک بار ہوئی، پھر انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ دو بار ہوئی، پھر انہوں نے تیسری بار اجازت طلب کی، حضرت عمر نے کہا یہ تیسری بار ہوئی، پھر وہ واپس لوٹ گئے، حضرت عمر نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتْبَعَهُ فَرَدَّهُ فَقَالَ إِنْ كَانَ هٰذَا
شَيْئًا حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَهَا وَإِلَّا فَلَأَجْعَلَنَّكَ عِظَةً قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَتَانَا
فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ قَالَ
فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ قَالَ فَقُلْتُ أَتَاكُمْ أَخُوكُمُ
الْمُسْلِمُ قَدْ أُفْزِعَ تَضْحَكُونَ انْطَلِقْ فَأَنَا
شَرِيكُكَ فِي هٰذِهِ الْعُقُوبَةِ فَأَتَاهُ فَقَالَ
هٰذَا أَبُو سَعِيدٍ۔

کسی شخص کو ان کے پیچھے بھیجا وہ ان کو واپس لایا، حضرت عمر نے کہا اگر اس سلسلہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ میں تم کو عبرتناک سزا دوں گا، حضرت ابوسعید نے کہا پھر حضرت ابوموسیٰ ہمارے پاس آئے اور یہ فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جاتی ہے؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ لوگ ہنسنے لگے، میں نے کہا تمہارے پاس تمہارا مسلمان بھائی مصیبت میں گرفتار ہو کر آیا ہے اور تم ہنس رہے ہو! میں نے کہا چلو اس مصیبت میں میں تمہارا ساتھی ہوں، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور کہا یہ ابوسعید بطور گواہ ہے۔

۵۵۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي
مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا
أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ
كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَا سَمِعْنَاهُ يُحَدِّثُ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِمَعْنَى حَدِيثِ بِشْرِ بْنِ
مُفَضَّلٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں۔

۵۵۱۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا
عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ
عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ
فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ
ائْذَنُوا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا
صَنَعْتَ قَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ لَتُقِيمَنَّ
عَلَى هٰذَا بَيِّنَةً أَوْ لَأَفْعَلَنَّ فَخَرَجَ فَانْطَلَقَ
إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ
عَلَى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشغول پایا تو لوٹ گئے، حضرت عمر نے کہا کیا تم نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی تھی؟ اس کو آنے کی اجازت دو، حضرت ابوموسیٰ کو بلایا گیا، حضرت عمر نے کہا تم واپس کیوں لوٹ گئے تھے؟ انھوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے، حضرت عمر نے فرمایا تم اس پر گواہ قائم کرو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابوموسیٰ انصار کی مجلس میں گئے، انھوں نے کہا تمہارے اس موقف پر صرف ہم میں سے کم سن گواہی دے سکتا ہے، سو حضرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

۵۵۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ (يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ) قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيْثِ النَّضْرِ أَلْهَانِي عَنْهُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

۵۵۱۸ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ جَاءَ أَبُوْ مُوْسٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا أَبُوْ مُوْسَى السَّلَامُ عَلَيْكُمْ هٰذَا الْأَشْعَرِيُّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ فَجَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوْسٰى مَا رَدَّكَ كُنَّا فِي شُغْلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ قَالَ لَتَأْتِيَنِّي عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ وَإِلَّا فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ فَذَهَبَ أَبُوْ مُوْسٰى قَالَ عُمَرُ إِنْ وَجَدَ بَيِّنَةً تَجِدُوْهُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ عَشِيَّةً وَإِنْ لَمْ يَجِدْ بَيِّنَةً فَلَمْ تَجِدُوْهُ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ بِالْعَشِيِّ وَجَدُوْهُ قَالَ يَا أَبَا مُوْسٰى مَا تَقُوْلُ أَقَدْ وَجَدْتَ قَالَ نَعَمْ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قَالَ عَدْلٌ قَالَ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَلَا تَكُوْنَنَّ عَذَابًا عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَمِعْتُ شَيْئًا

ابوسعید کھڑے ہوئے اور کہا ہمیں اس چیز کا حکم دیا جاتا تھا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر مخفی رہا، بازار میں سودا سلف کی مشغولیت کی وجہ سے مجھ پر یہ حدیث مخفی رہی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں یہ نہیں ہے کہ بازار کی خرید و فروخت نے مجھے مشغول رکھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گئے، اور کہا اسلام علیکم، یہ عبداللہ بن قیس حاضر ہے! حضرت عمر نے آنے کی اجازت نہیں دی، انھوں نے پھر کہا، السلام علیکم یہ ابوموسیٰ ہے، السلام علیکم یہ اشعری ہے! اس کے بعد واپس چلے گئے، حضرت عمر نے کہا ان کو میرے پاس واپس لاؤ، ——— ——— حضرت ابوموسیٰ آئے، حضرت عمر نے کہا اے ابوموسیٰ تم کیوں واپس چلے گئے؟ ہم کام میں مشغول تھے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، تین بار اجازت طلب کی جائے، اگر تم کو اجازت دی جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ، حضرت عمر نے کہا تم اس پر گواہ لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا، حضرت ابوموسیٰ چلے گئے، حضرت عمر نے کہا اگر ابوموسیٰ کو گواہ مل گیا تو وہ شام کو منبر کے پاس تم کو ملیں گے، اور اگر ان کو گواہ نہیں ملا تو ان کو نہیں پاؤ گے، جب حضرت عمر شام کو آئے تو انھوں نے حضرت ابوموسیٰ کو موجود پایا، حضرت عمر نے کہا، اے ابوموسیٰ کیا کہتے ہو تم کو گواہ مل گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! ابی بن کعب ہیں، حضرت عمر نے کہا وہ نیک شخص ہیں، حضرت عمر نے کہا اے ابوالطفیل! (یعنی حضرت ابی بن کعب) یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے ابن الخطاب!

Ataunnabi.com

فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَثَبَّتَ۔

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سُنا ہے! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں، حضرت عمر نے کہا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کی تحقیق کرنے کو مناسب جانا۔

۵۵۱۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَلَا تَكُنْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَذَابًا عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! اے ابن الخطاب تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنو، اس حدیث میں حضرت عمر بن الخطاب کا یہ جواب نہیں ہے سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور اس کی تحقیق کرنے کو پسند کیا۔

پرائے گھر میں داخل ہونے کے لیے اہل خانہ سے اجازت طلب کرنے کی تفصیل

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو وہ واپس لوٹ جائے" علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اجازت طلب کرنا مشروع ہے، قرآن، سنت اور اجماع امت سے اس پر دلائل تمام ہیں، سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کرے اور پھر تین بار آنے کی اجازت طلب کرے۔ اور سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کو جمع کرے، جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ پہلے سلام کرے یا پہلے اجازت طلب کرے، احادیث صحیحہ اور اقوال محققین کے مطابق صحیح قول یہ ہے کہ وہ کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ پھر دوسری مرتبہ اور کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں اور جب وہ تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے اور اس کو یہ گمان ہو کہ صاحب خانہ نے نہیں سنا، تو اس میں تین مذہب ہیں، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ واپس لوٹ جائے اور دوبارہ اجازت طلب نہ کرے، دوسرا مذہب یہ ہے کہ مزید اجازت طلب کرے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اجازت طلب کرنے کے لیے صریح الفاظ کو پہلے ذکر کیا تھا، تو پھر ان کو نہ دہرائے اور اگر یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو پھر اجازت طلب کرے، جن کا مذہب یہ ہے کہ تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد پھر اجازت نہ طلب کرے ان کی دلیل یہ احادیث ہیں، اور دوسرے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ یہ احادیث اس صورت پر محمول ہیں جب اجازت طلب کرنے والے کو یہ یقین ہو کہ صاحب خانہ نے سننے کے باوجود اجازت نہیں دی۔ لہ

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱ - ۲۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اجازت طلب کرنے اور سلام کرنے میں تقدیم وتاخیر کی بحث

قرآن مجید میں ہے:

یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون ○ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم۔

(النور: ۲۷-۲۸)

اے ایمان والو! اس وقت تک اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ کو سلام نہ کر لو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور اگر تم ان (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ، تب بھی ان گھروں میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ تو واپس لوٹ جاؤ، یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں پہلے اجازت طلب کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد سلام کرنے کا ذکر ہے اور احادیث میں پہلے سلام کرنے کا ذکر ہے، امام رازی اس کے جواب میں لکھتے ہیں حسن بصری سے مروی ہے اس آیت میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس وقت تک دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اہل خانہ پر سلام نہ کرو اور ان سے اجازت نہ لے لو، اور حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے "حتی تسلموا علی اھلھا وتستاذنوا" لیکن یہ جواب خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے استیناس انس سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ معنی سلام پر مقدم ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ واؤ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی، اس لیے اس آیت کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ پہلے سلام کرو اور پھر اجازت طلب کرو۔[1]

اجازت طلب کرنے کی حکمت

امام رازی لکھتے ہیں کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بلا اجازت اور اچانک داخل ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ داخل ہونے والے کی نظر کسی ایسی چیز پر پڑے جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، یا ہو سکتا ہے کہ گھر والے اس حال میں ہوں جس میں وہ اپنے دیکھے جانے کو ناپسند کرتے ہوں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت دی ہے جس میں لوگ سکونت پذیر نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

(النور: ۲۹)

تمہارے لیے ان گھروں میں داخل ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہے جن میں کسی کی رہائش نہ ہو اور وہاں تمہارا کوئی سامان ہو اور تم جو ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۳ ص ۱۹۷-۱۹۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اجازت طلب کرنے کی کیفیت اور اس کے عموم کی بحث

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا: "السلام علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، کیا عمر حاضر ہو سکتا ہے؟ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر صراحۃً اجازت طلب نہ کرے اور کوئی ایسا کلمہ کہہ دے جس سے اہل خانہ کو اس کے آنے کا علم ہو جائے تو بھی کافی ہے، مثلاً باآواز بلند سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے، قرآن مجید کی اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار اجازت طلب کرنا کافی ہے، اور امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جائے اور تین بار کی حکمت یہ ہے کہ پہلی بار اجازت طلب کرنے سے اہل خانہ کو اطلاع ہو جائے، دوسری بار اجازت طلب کرنے کے وقفہ میں ان کو یہ مہلت ملے گی کہ وہ اپنی ہیئت کذائی ٹھیک کریں اور جس چیز کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہو اس کو چھپا لیں اور تیسری بار میں ان کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اس کو اجازت دیں یا منع کر دیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اجازت طلب کرنے کا حکم مطلقاً ہے یعنی محارم کے گھر جائے یا غیر محارم کے، آنے والے کو ہر حال اجازت طلب کرنی چاہیے، امام مالک نے مؤطا میں عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا میرے علاوہ میری ماں کا اور کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے، کیا میں ہر بار آنے کے لیے اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا کیا تم اپنی ماں کو برہنہ دیکھنا پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا پھر اجازت لے کر جایا کرو، اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں کے پاس آنے سے پہلے اجازت طلب کرو، ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں بھی جب دوسری عورتوں کے گھر جائیں تو اجازت لے کر جائیں، ابن ابی حاتم نے ام ایاس سے روایت کیا ہے کہ ہم چار عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے کہا کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر ہم میں سے کسی ایک نے کہا السلام علیکم، کیا ہم داخل ہو سکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا آجاؤ، اور پھر آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الآیۃ (النور: ۲۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حکم عام ہے اور مردوں کا ذکر تغلیباً ہے، اور عورتوں کے لیے بھی اس حکم کی یہی حکمت ہے کیونکہ کبھی گھر میں عورتیں اس حال میں ہوتی ہیں کہ وہ دوسری عورتوں کے اس حال پر مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتیں۔ [1]

خبر واحد کی حجیت پر ایک اشکال کا جواب

حدیث نمبر ۵۵۱۱ میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا اس حدیث پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، بعض منکرین حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا، یہ استدلال قطعاً باطل ہے اور تمام قابل ذکر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خبر واحد حجت ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کرنا واجب ہے، اور یہ چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ سید محمد آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی سنت، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کے آثار اور بعد کے بکثرت فقہاء کے اقوال سے ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ سے جو یہ کہا تھا کہ اس حدیث پر گواہ لاؤ، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے نزدیک خبر واحد حجت نہیں تھی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ تھا کہ بعض مبتدعین کا ذبین اور منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی احادیث گھڑ کر منسوب کرنا شروع نہ کر دیں، اور جس شخص کو بھی جو معاملہ در پیش ہو وہ اس کے متعلق ایک حدیث بنا کر پیش کر دے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضع حدیث کے سد باب کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر کو حضرت ابوموسیٰ کی ——— روایت میں کوئی شک نہیں تھا، ان کے نزدیک حضرت ابوموسیٰ کا مرتبہ اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کریں جو آپ نے بیان نہ فرمائی ہو، بلکہ حضرت عمر کا ارادہ دوسرے لوگوں کی سرزنش اور تنبیہ کرنا تھا، کیونکہ جب ان کو اس واقعہ کا علم ہوگا تو وہ جھوٹی احادیث روایت کرنے سے ڈریں گے اور کوئی شخص بھی بغیر پختہ یقین اور قوی ثبوت کے کسی حدیث کو روایت نہیں کرے گا، اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق اور الحاد کی بیماری ہے ان کو اپنے باطل مزعوم کی تائید میں روایات گھڑنے کا موقع نہیں ملے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو خبر واحد ہونے کی وجہ سے مسترد نہیں کیا تھا، اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی شہادت کے بعد اس حدیث کو قبول کر لیا، حالانکہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی روایت بھی خبر واحد ہے اور جب تک روایت کرنے والوں کی تعداد حد تواتر تک نہ پہنچے وہ خبر واحد ہی رہتی ہے، نیز جب حضرت ابی نے حضرت عمر سے کہا اے ابن الخطاب آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے عذاب جان نہ بنیں تو حضرت عمر نے فرمایا سبحان اللہ! میں نے ایک حدیث سنی اور میں نے اس کا ثبوت حاصل کرنے کو پسند کیا۔ [1]

بَابُ ۶۲ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْمُسْتَاذِنِ اَنَا اِذَا قِيْلَ مَنْ هٰذَا

اجازت طلب کرنے والے کا "کون" ہے کے جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے۔

۵۵۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ اَنَا قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آواز دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، آپ باہر تشریف لائے درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے میں میں۔

۵۵۲۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ) قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ نے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَنَا۔

نے فرمایا "کون ہے؟" میں نے کہا "میں ہوں" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں میں!

۵۵۲۲۔ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنِیْ وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَھْزٌ کُلُّھُمْ عَنْ شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِھِمْ کَاَنَّہٗ کَرِہَ ذٰلِکَ

امام مسلم نے ان احادیث کی تین سندیں بیان کیں، ان روایات میں ہے کہ آپ نے "میں ہوں" کہنے کو ناپسند فرمایا۔

"میں" کہنے کے مکروہ ہونے کی وجہ

علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء نے کہا کہ جب کوئی شخص اجازت طلب کرے اور گھر والے پوچھیں کہ تم کون ہو تو اس کا جواب میں "میں" کہنا مکروہ ہے، کیونکہ اس کے "میں" کہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا اور جس ابہام کی وجہ سے سوال کیا گیا تھا وہ اسی طرح باقی رہا اس لیے جواب میں فلاں بن فلاں کہنا چاہیے جیسا کہ جب حضرت ام ہانی نے اجازت طلب کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا، ام ہانی! اور اگر یہ کہے کہ میں ابو فلاں ہوں یا فلاں قاضی ہوں یا فلاں شیخ ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات صرف نام بتانے سے پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں وہ شخص ہوں جو فلاں نام سے معروف ہے۔

بَابُ تَحْرِیْمِ النَّظَرِ فِیْ بَیْتِ غَیْرِہٖ

اجنبی کے مکان میں جھانکنے کی ممانعت

۵۵۲۳۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّیْثُ (وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی) ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِیَّ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَحُکُّ بِہٖ رَاْسَہٗ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّکَ تَنْظُرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِہٖ فِیْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کی جھری سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آلہ تھا جس سے آپ سر کھجا رہے تھے، جب اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت لینے کا حکم دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَيْنِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

۵۵۲۴ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يُرَجِّلُ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ طَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِذْنَ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی جھری میں سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر کے بالوں میں کنگھی کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کو تمہاری آنکھوں میں چبھو دیتا، اللہ تعالیٰ نے اجازت لینے کا حکم نظر کی وجہ سے ہی تو دیا ہے۔

۵۵۲۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے۔

۵۵۲۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى وَأَبِي كَامِلٍ) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعُنَهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ اس کی آنکھوں میں تیر چبھونے کی تدبیر کر رہے تھے۔

۵۵۲۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اطَّلَعَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے گھر ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِہِمْ فَقَدْ حَلَّ لَہُمْ اَنْ یَّفْقَؤُوْا عَیْنَہٗ۔

۵۵۲۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلَیْکَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَہٗ بِحَصَاۃٍ فَفَقَاْتَ عَیْنَہٗ مَا کَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے مکان میں جھانکے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

فائدہ: حدیث نمبر ۵۵۲۴ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کرنے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ بالوں میں کنگھی کرنا جائز ہے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، نیز اس باب کی احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اجنبی کے گھر میں جھانکنا حرام ہے اور اگر گھر والا اس جھانکنے والے کی آنکھ کو کنکری یا تیر سے پھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے

بَابُ نَظَرِ الْفُجَاءَۃِ

اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے کا حکم

۵۵۲۹ - حَدَّثَنِیْ قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ کِلَاہُمَا عَنْ یُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنِیْ زُہَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ہُشَیْمٌ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَۃِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا، آپ نے مجھے نظر ہٹانے کا حکم دیا۔

۵۵۳۰ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی وَقَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ کِلَاہُمَا عَنْ یُوْنُسَ بِہٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

اجنبی عورت کو دیکھنے کا حکم | علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اچانک نظر پڑ جانے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر قصد کے اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے، سو پہلی بار اگر نظر پڑ گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ اسی وقت اپنی نظر ہٹالے، اگر اس نے اسی وقت نظر ہٹالی تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس نے نظر جمائے رکھی تو وہ اس حدیث کی رو سے گنہ گار ہوگا، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نظر ہٹانے کا حکم دیا ہے، نیز قرآن مجید میں ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ "آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں"۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ راستہ میں چلتے وقت عورتوں پر اپنے چہرے کو چھپانا واجب نہیں ہے، یہ صرف اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے لیے سنت اور مستحب ہے اور مردوں پر واجب ہے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور غرض شرعی کے سوا اجنبی عورت کو کسی
حال میں نہ دیکھیں، غرض شرعی میں حالت شہادۃ، حالت علاج، عورت سے منگنی کا ارادہ، باندی کو خریدنے کا ارادہ، اور خرید و فروخت
وغیرہ کے معاملات داخل ہیں، ان تمام صورتوں میں عورت کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے اور اس سے زیادہ دیکھنا جائز
نہیں ہے۔[1]

اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں بیان کر دی ہے
وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب السلام

سلام کا لغوی اور شرعی معنیٰ

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نقص، عیب اور فانی ہونے سے سلامت ہے یعنی فی ذاتہ بری ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ ان عوارض سے بری ہے جو اس کے غیر کو لاحق ہوتے ہیں، وہ باقی اور دائم ہے جو مخلوق کو فنا کرتا ہے اور خود فنا نہیں ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہ سلام اور سلامت دو مختلف لغتیں ہیں اور سہیلی نے الروض الانف میں لکھا ہے کہ اکثر اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ سلام اور سلامت کا ایک معنیٰ ہے جس طرح رضاع اور رضاعت کا ایک معنیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کا نام سلام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو اختلال اور تفاوت سے محفوظ رکھا ہے، کیونکہ مخلوق کا تمام نظام حکمت اور عدل پر قائم ہے، اسی طرح اس نے جن اور انس کو جور اور ظلم سے سلامت رکھا ہے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے تمام افعال میں سلام ہے، اس کے افعال میں سے کسی فعل میں ظلم، تفاوت اور اختلال نہیں ہے۔[1]

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

السلام هو اسم من اسماء الله تعالى، ومعناه اسم الله عليك اى انت فى حفظه كما يقال يصحبك الله معك.[2]

سلام، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے السلام علیکم کا معنیٰ ہے تم پر اللہ کا نام ہو، یعنی تم اس کی حفاظت میں رہو، جیسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا صاحب ہو۔

انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر اللہ تعالیٰ کے سلام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء اور صفات میں سے سلام کا ذکر فرمایا ہے: الملك القدوس السلام (حشر: ۲۳) اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر سلام بھیجا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کے متعلق فرمایا:

قيل يا نوح اهبط بسلم منا وبركات

فرمایا گیا: اے نوح کشتی سے اترو، ہماری طرف

---

[1] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۳۳۹-۳۳۸، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] ڈاکٹر وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۰۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت، الطبعۃ الثالثہ، ۱۴۰۹ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عليك وعلى امم ممن معك۔ (ھود: ۵۳)
سے تم پر اور تمہارے ساتھ والی جماعتوں پر سلام اور برکتیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

سلٰم على ابراهيم۔ (الصّٰفّٰت: ۱۰۹)
ابراہیم پر سلام ہو۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق فرمایا:

سلٰم على موسٰى وهٰرون (الصّٰفّٰت: ۱۲۰)
موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

حضرت الیاس کے متعلق فرمایا:

سلام على ال ياسين (الصّٰفّٰت: ۱۳۰)
الیاس پر سلام ہو۔

تمام رسولوں کے متعلق فرمایا:

سلام على المرسلين۔ (الصّٰفّٰت: ۱۸۱)
رسولوں پر سلام ہو۔

مومنین کے متعلق ارشاد فرمایا:

واذا جاءك الذين يؤمنون بأيٰتنا فقل سلام عليكم۔ (انعام: ۵۴)
اور جب آپ کے پاس ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے آئیں تو کہیے "تم پر سلام ہو"

قل الحمد لله وسلٰم على عباده الذين اصطفٰى۔ (النمل: ۵۹)
آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

والسلام على من اتبع الهدٰى۔ (طٰہٰ: ۴۷)
جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو۔

آخرت میں مومنوں کے متعلق فرمایا:

وتحيتهم فيها سلٰم۔ (یونس: ۱۰)
اور جنت میں ان کی باہمی دعا خیر سلام ہے۔

سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار۔ (رعد: ۲۴)
تم پر سلام ہو! کیونکہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے!

ويلقون فيها تحية وسلامًا۔ (فرقان: ۷۵)
اور جنت میں ان کا دعا اور سلام کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

قرآن مجید میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

فاذا دخلتم بيوتًا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة۔ (نور: ۶۱)
پھر جب تم کسی کے گھر میں داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، (ملاقات کے وقت کی) اچھی دعا، اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

يٰايها الذين اٰمنوا لا تدخلوا بيوتًا غير
اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (نور: ۲۷)

گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔

ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشری قالوا سلما قال سلم۔ (ھود: ۶۹)

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے انھوں نے کہا "سلام" ابراہیم نے کہا "سلام"

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا۔ (نساء: ۸۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ اس کو) سلام کرو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔

احادیث میں سلام کرنے کے احکام اور آداب

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ ادم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فسلم علی اولئک نفر من الملئکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت (یعنی صفت علم) پر پیدا فرمایا ان کا طول ساٹھ ہاتھ تھا جب ان کو پیدا کر لیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی یہ جماعت جو بیٹھی ہوئی ہے اس کو سلام کرو، اور سنو وہ سلام کے جواب میں کیا کہتے ہیں، وہی تمہارا سلام ہوگا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا، حضرت آدم نے کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا لفظ زائد کہا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی امر اذا انتم فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو مومن نہیں ہو گے، کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جسے کرنے کے بعد تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو! آپس میں بکثرت سلام کیا کرو۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يسلم الصغير على الكبير والمار على القاعد والقليل على الكثير۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گذرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

عن ابی هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم زیادہ کو سلام کریں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عمران بن حصين ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليكم فقال النبي صلى الله عليه وسلم عشر وجاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فقال النبي صلى الله عليه وسلم ثلثون۔ [3]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو عرض کیا السلام علیکم! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس (نیکیاں) دوسرے شخص نے حاضر ہو کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیس (نیکیاں) پھر ایک اور شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیس (نیکیاں)۔

عن سعيد بن المسيب قال قال انس قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بنی اذا دخلت على اهلك فسلم يكون بركة عليك و على اهل بيتك۔ [4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے! جب تم اپنے اہل کے پاس جاؤ تو سلام کرو، وہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سبب سے

[1] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] ″ ″ ″ ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۱
[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] ″ ″ ″ ″ ، جامع ترمذی ص ۳۸۶

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

من بدأهم بالسلام[1]

زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا انتهی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الآخرة[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ ثواب والا نہیں ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال ابوداؤد و رفعه الحسن بن علی قال یجزئ عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدهم و یجزئ عن الجلوس ان یرد احدهم[3]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک جماعت کا گذر ہو تو ان میں سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے۔

سلام کے فضائل

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

نصاریٰ کے سلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ منہ پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، اور یہود کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں، اور مجوس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جھک جاتے ہیں، اور عربوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: حیاک اللہ۔ (اللہ تم کو زندہ رکھے) اور بادشاہوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے انعم صباحا۔ (صبح بخیر) اور مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور بلاشبہ یہ سلام کرنے کا سب سے افضل طریقہ ہے کیونکہ سلام کا لفظ اس دعا کو ظاہر کرتا ہے کہ تم آفات اور بلیات سے محفوظ رہو اور ضرر سے بچانے کی سعی کرنا، نفع پہنچانے کی سعی سے افضل ہے، نیز انسان کسی سے نفع پہنچانے کا وعدہ کرے تو وہ کبھی اس وعدہ کو پورا کرنے پر قادر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا لیکن اگر کسی سے یہ وعدہ کرے کہ وہ اس کو ضرر نہیں دے گا تو وہ اس پر بہرحال قادر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم کو کوئی شخص سلام کرے تو تم اس کو اس سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی جواب دو، سو اگر کوئی شخص کہے السلام علیکم تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو، اور اگر کوئی کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو، اور اگر کوئی شخص السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو پھر جواب میں یہی کلمات کہے جائیں گے۔

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم نہیں مشروع کیا گیا بلکہ وعلیکم السلام مشروع کیا گیا ہے تاکہ اول آخر اللہ کا نام

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
[2] " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۱ " " " "
[3] " " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲ " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یعنی سلام کا ذکر ہو، اور جب مجلس کے اول آخر میں اللہ کے نام اور سلامتی کی دعا کا ذکر ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور سلامتی کی زیادہ توقع ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقم الصلوٰۃ طرفی النھار و زلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات. دن کی دو طرفوں میں اور رات کے قریب نماز پڑھو، کیونکہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں" یعنی جب دن کے اول اور آخر میں نماز پڑھی جائے گی تو اس کی برکت سے درمیان کے گناہ مٹ جائیں گے، سو اسی طرح جب مجلس کے اول آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے گا تو اس کی برکت سے تمام مجلس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی شامل رہے گی [۱]

سلام کے مسائل

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: افشوا السلام بینکم۔ (صحیح مسلم وابوداؤد) آپس میں سلام کو پھیلاؤ، اگر کسی ایک شخص کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض عین ہے اور اگر جماعت کو سلام کیا جائے تو اس کا جواب دینا فرض کفایہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اوردوھا۔ (نساء: ۸۵)

اور جب تمہیں کسی لفظ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر (لفظ کے ساتھ) جواب دو یا اسی (لفظ) کے ساتھ جواب دو۔

سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے، اجنبی عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے، حمام میں سلام کرنا مکروہ ہے، کھانا کھانے والے شخص کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے، اللہ کا ذکر کرنے والے، تلبیہ پڑھنے والے، حدیث پڑھنے والے، خطبہ دینے والے، وعظ کرنے والے، فقہ کا مذاکرہ کرنے والے، علم دین پڑھنے یا پڑھانے والے اور اذان دینے والے یا اقامت پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح قضائے حاجت میں مشغول یا مقدمات کا فیصلہ کرنے والے کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے۔ [۲]

مصافحہ کا شرعی حکم

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لھما [۳]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی قتادۃ قلت لانس اکانت

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

---

[۱] امام محمد بن ضیاء الدین عمر فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷۹-۲۷۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

[۲] ڈاکٹر وہبہ زحیلی الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۳ ص ۵۷۹-۵۷۷، مطبوعہ دارالفکر بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۹ھ

[۳] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

المصافحة فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم [1]

پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مصافحہ کرتے تھے ؟ انھوں نے کہا ہاں !

صافح حماد بن زید ابن المبارك بیدیہ [2]

حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے اور صبح کی نماز کے بعد جو لوگوں نے مصافحہ کرنے کی عادت بنالی ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ مصافحہ کی اصل سنت ہے اور بعض اوقات میں مصافحہ کی پابندی کرنا اور بعض اوقات اس میں تقصیر کرنا اس کو مصافحہ کی اصل یعنی سنت ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ (علامہ نووی کی عبارت ختم ہوئی، علامہ شامی فرماتے ہیں:) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز کے بعد دائماً مصافحہ کرنا جاہلوں کے اس اعتقاد کا موجب ہوگا کہ مصافحہ کرنے کی اس وقت میں کوئی خاص خصوصیت ہے جو دوسرے اوقات میں نہیں ہے، حالانکہ سلف صالحین سے اس وقت میں مصافحہ کرنے کی کوئی خصوصیت منقول نہیں ہے، علامہ ابن الحاج مالکی نے لکھا ہے کہ یہ بدعت ہے اور شریعت میں مصافحہ کا موقع ملاقات کا وقت ہے، جب ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو اس وقت مصافحہ کرے نہ کہ نمازوں کے بعد پس شارع علیہ السلام نے جس کام کے لیے جو وقت مقرر کیا ہے وہ کام اسی وقت کیا جائے اور دوسرے اوقات میں منع کیا جائے، کیونکہ وہ سنت کے خلاف کر رہا ہے۔

مصافحہ کرنے میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور ہاتھوں کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو، اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کیا جائے اور انگوٹھے کو پکڑا جائے، کیونکہ اس میں ایک رگ ہے جو محبت کو زیادہ کرتی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (قہستانی)۔ [3]

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

سوار پیدل کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

۵۵۳۱۔ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے، اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۶،

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۶-۲۳۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

سلام کے احکام علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ابتداءً سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے، اگر بہت سے مسلمان ہوں تو پھر ان کے حق میں سلام کرنا سنت کفایہ ہے، جب بعض لوگ سلام کر لیں گے تو سب کی طرف سے سلام کی سنت ادا ہو جائے گی، اگر ایک شخص کو سلام کیا جائے تو پھر وہ جواب دینے کے لیے متعین ہے، اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا جائے تو پھر جواب دینا ان پر فرض کفایہ ہے اور جب ان میں سے ایک شخص جواب دے دے گا تو باقیوں سے جواب کی فرضیت ساقط ہو جائے گی، اور افضل یہ ہے کہ تمام جماعت ابتداء بالسلام کرے اور تمام جماعت جواب دے، اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ سب کا جواب دینا ضروری ہے، علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ سلام کی ابتداء کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے اور سلام کرنے کا کم از کم طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے، اگر ایک شخص کو سلام کرنا ہو تو السلام علیک کہے اور افضل یہ ہے السلام علیکم کہے تاکہ اس کو اور اس کے فرشتوں کو سلام ہو اور اکمل طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور اگر اس نے سلام علیک کہا تو یہ بھی کافی ہے، علماء نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اضافہ پر قرآن مجید میں فرشتوں کے اس جواب سے استدلال کیا ہے، رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت نیز تشہد میں ہے: السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته اور ابتداء بالسلام کرنے والے کا علیکم السلام کہنا مکروہ ہے لیکن اگر اس نے یہ کہا تو وہ جواب کا مستحق ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ مستحق نہیں ہوگا، حدیث صحیح میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام نہ کہو، کیونکہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے۔ واللہ اعلم۔ اور سلام کے جواب میں افضل اور اکمل طریقہ یہ ہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اگر وعلیکم السلام یا علیکم السلام پر اقتصار کیا تو یہ بھی کافی ہے اور اگر علیکم پر اقتصار کیا تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر وعلیکم پر اقتصار کیا تو اس میں دو قول ہیں۔

سلام کا جواب علی الفور دینا چاہیے، اگر کسی قاصد کے ذریعہ غائب کا سلام پہنچے یا خط میں غائب کا سلام ملے تو اس کا بھی فوراً جواب دینا واجب ہے، میں نے کتاب الاذکار میں سلام کے متعلق فوائد ذکر کیے ہیں، اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ سوار چلنے والے کو کھڑا ہوا، بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں، اور امام بخاری کی روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، یہ حکم مستحب ہے اگر اس کے برعکس کر دیں تب بھی جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

سلام کے معنی میں ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور السلام علیک کا معنی یہ ہے اسم اللہ علیک یعنی تم اللہ کی حفاظت میں ہو اور ایک قول یہ ہے کہ سلام سلامتی کے معنی میں ہے، یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ [1]

※

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳، ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابٌ ٦٦ مِنْ حَقِّ الْجُلُوْسِ عَلَى الطَّرِيْقِ رَدُّ السَّلَامِ

٥٥٣٢ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ كُنَّا قُعُوْدًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ فَقُلْنَا إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ إِمَّا لَا فَأَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ.

٥٥٣٣ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

٥٥٣٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامٍ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

راستہ میں بیٹھنے کا حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکانوں کے سامنے کی زمین پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے، آپ نے فرمایا تمہیں راستوں پر مجلس منعقد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ راستوں میں مجالس منعقد کرنے سے اجتناب کرو، ہم نے کہا ہم کسی بُرے قصد سے نہیں بیٹھے، ہم آپس میں مذاکرہ اور بحث کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو۔ نظر جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی باتیں کرنا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لیے راستہ میں بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے، ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم راستہ میں بیٹھنے کو نہیں چھوڑتے تو پھر راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ راستہ کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں

راستہ میں بیٹھنے کی فتنہ سامانیاں اس حدیث کی مفصل شرح باب: ٥٠، میں گذر چکی ہے اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا مکروہ ہے اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے انسان فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ راستہ سے اجنبی عورتیں گذرتی ہیں اور کبھی انسان ان کی نسوانیت یا ان کے حسن وجمال

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے مسحور ہو کر ان کو دیکھنے لگتا ہے، یا ان کے متعلق غور و فکر کرتا ہے اور ان کو دیکھ کر شہوت انگیز خیال آتے ہیں یا کسی اور گذرنے والے شخص کے متعلق بدگمانی کرتا ہے یا گذرنے والوں کو حقیر جانتا ہے یا ان کی غیبت کرتا ہے، یا بعض اوقات سلام کا جواب دینا، یا نیکی کا حکم دینا یا برائی سے روکنا بھول جاتا ہے، یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو دانستہ ترک کر دیتا ہے، اس قسم کے اور دوسرے امور ہیں جن سے وہ گھر میں بیٹھ کر محفوظ رہتا ہے، اور راستہ میں بیٹھ کر ان فتنوں میں مبتلاء ہوتا ہے، نیز راستوں میں بیٹھنے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی اور شخص کے دروازے کے آگے بیٹھ گیا تو اس کو آنے جانے میں دقت اور تکلیف ہوگی، اور کبھی وہ لوگوں کو اس حال میں دیکھے گا جس حال میں دیکھے جانا ان لوگوں کو پسند نہیں ہوگا، اور جب لوگ آپس میں بیٹھتے ہیں تو دوسروں کی غیبت کرتے ہیں اور بعض لوگ دوسروں کی چغلی کرتے ہیں اور بعض محض ہنسنے ہنسانے کے لیے دانستہ غلط بیانی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اس لیے سلامتی اس میں ہے کہ راستہ میں نہ بیٹھے اور اگر بیٹھے تو نظریں جھکا کر رکھے، گذرنے والوں کے سلام کا جواب دے، اور میٹھی باتیں کرے اور جو شخص کسی جگہ کا راستہ نہ جانتا ہو اس کو راستہ بتائے یہ سب باتیں حسن کلام میں داخل ہیں۔ [۱]

بَابٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ

سلام کا جواب دینا مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے۔

۵۵۳۵۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ يُرْسِلُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَسْنَدَهُ مَرَّةً عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ایک مسلمان کے لیے اس کے بھائی پر واجب ہیں، اپنے بھائی کے سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔

۵۵۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حقوق ہیں؟ آپ

[۱] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

نے فرمایا جب تم مسلمان سے ملو تو اس کو سلام کرو، اور جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو۔ اور جب وہ چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں جاؤ۔

اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گذر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ

اہل کتاب کو ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت اور ان کے سلام کا جواب دینے کا طریقہ

۵۵۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں (صرف) وعلیکم کہو۔

۵۵۳۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ قُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں، ہم ان کو کیسے جواب دیں، آپ نے فرمایا تم کہو "وعلیکم"۔

۵۵۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى) قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود جب تم کو سلام کرتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے السام علیکم تم کہو علیک،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

۵۵۴۰ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقُولُوا وَعَلَيْكَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے، اس میں یہ ہے کہ تم کہو وعلیک۔

۵۵۴۱ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور انہوں نے کہا السام علیکم (یعنی تم پر موت ہو) حضرت عائشہ نے فرمایا: بلکہ تم پر سام ہو اور لعنت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں ملائمت کو پسند کرتا ہے، حضرت عائشہ نے عرض کیا کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے "وعلیکم" کہہ دیا تھا۔

۵۵۴۲ - حَدَّثَنَاهُ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْوَاوَ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں ان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علیکم کہہ دیا تھا اور واؤ کا ذکر نہیں ہے۔

۵۵۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی آئے انہوں نے کہا السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا: "وعلیکم" حضرت عائشہ نے فرمایا بلکہ تم پر سام اور ذام (موت اور ذلت) ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ بدزبان مت بنو،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

السَّامُ وَالذَّامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَقَالَتْ مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا فَقَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمُ الَّذِيْ قَالُوْا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ۔

حضرت عائشہ نے کہا آپ نے سنا نہیں، انھوں نے کیا کہا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے ان کے قول کو ان کی طرف واپس نہیں کیا؟ میں نے کہا "وعلیکم"۔

۵۵۴۴۔ حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا يَعْلَى ابْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ وَزَادَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ ان کے سلام کے ضمن میں جو بد دعا تھی اس کو حضرت عائشہ نے جان لیا، پھر حضرت عائشہ نے ان کو برا بھلا کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ صبر کرو، اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ): جب یہ اگر آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔

۵۵۴۵۔ حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَلَّمَ نَاسٌ مِّنْ يَّهُوْدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَغَضِبَتْ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ بَلٰى قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِمْ وَاِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلَا يُجَابُوْنَ عَلَيْنَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، انھوں نے کہا: السام علیک یا ابا القاسم، آپ نے فرمایا: "وعلیکم" حضرت عائشہ نے غصہ میں آکر کہا کیا آپ نے نہیں سنا انھوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے سنا ہے اور میں نے ان کو جواب دے دیا ہے ہماری دعا ان کے خلاف قبول ہوگی اور ہمارے خلاف ان کی بد دعا قبول نہیں ہوگی۔

۵۵۴۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْدَءُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام مت کرو اور جب تمہاری ان سے راستہ میں ملاقات ہو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مجبور کرو۔

۵۵۴۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، وکیع کی روایت میں ہے جب تمہاری یہود سے ملاقات ہو اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ إِذَا لَقِيتُمُ الْيَهُودَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

جریر کی روایت میں ہے جب تمہاری ان سے ملاقات ہو اور کسی مشرک کا نام نہیں لیا۔

حدیث نمبر ۲۵۳۶ میں ہے: جب یہودیوں نے آپ سے کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) تو آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم، اس کے کئی معنی ہیں ایک معنی یہ ہے کہ "تم پر موت آئے" دوسرا معنی ہے موت میں ہم اور تم دونوں مساوی ہیں دونوں نے مرنا ہے، اور تیسرا معنی یہ ہے کہ جس مذمت کے تم مستحق ہو تم پر وہ مذمت ہو۔

کفار اور بدعقیدہ لوگوں کو سلام کرنے کا حکم اور مذاہب فقہاء

علامہ یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں:

کفار کو ابتداءً سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں علماء کا اختلاف ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا حرام ہے اور صرف وعلیکم کہہ کر ان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے، ابتداءً سلام کرنے کی ممانعت کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو، اور جواب کے متعلق یہ دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا تم وعلیکم کہو، اکثر علماء اور عام متقدمین کا یہی مذہب ہے اور ایک جماعت کا یہ مسلک ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابو امامہ اور حضرت ابن ابی محیریز سے اسی طرح مروی ہے، بعض شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، لیکن انھیں السلام علیک کہا جائے، السلام علیکم نہ کہا جائے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں عمومی طور پر سلام کرنے کا ذکر ہے لیکن یہ استدلال باطل ہے کیونکہ یہ احادیث عام مخصوص عنہ البعض کے قبیل سے ہیں، اور مخصص یہ حدیث ہے "یہود اور نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو" ہمارے بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کرنا مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے، کیونکہ اس حدیث میں ممانعت تحریم کے لیے ہے، قاضی عیاض مالکی نے ایک جماعت سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی ضرورت، حاجت، یا کسی سبب کی وجہ سے ان کو ابتداءً سلام کرنا جائز ہے، علقمہ اور نخعی کا بھی یہی قول ہے، اور امام اوزاعی سے یہ منقول ہے کہ اگر تم نے ان کو سلام کیا تو صالحین نے ان کو سلام کیا ہے اور اگر تم نے ان کو سلام نہیں کیا تو صالحین نے ان کو سلام نہیں کیا اور ابن وہب اور اشہب نے امام مالک سے یہ نقل کیا ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے، اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ ان کے جواب میں السلام علیکم کہا جائے اور ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے لیکن یہ قول بھی ضعیف ہے اور احادیث کے خلاف ہے، اور جس جماعت میں مسلمان اور کفار دونوں بیٹھے ہوں وہاں السلام علیکم کہنا جائز ہے لیکن سلام میں صرف مسلمانوں کی نیت کی جائے، کیونکہ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی مجلس میں آکر سلام کیا جس میں مسلمان اور کفار دونوں تھے [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بدعقیدہ اور گمراہ لوگوں کو بھی سلام کرنا جائز نہیں ہے، اگر کبھی ان کو سلام کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو فتنہ سے بچنے کے لیے فرشتوں کی نیت کر کے ان کو سلام کر لیا جائے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

ابن بطال نے کہا ہے کہ ایک قوم کا مختار یہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بر سبیل عموم فرمایا ہے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منها او ردوها۔ (نساء: ۸۶)

جب تم کو کسی دعائیہ کلمہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر کلمے کے ساتھ جواب دو ورنہ اسی کلمے کے ساتھ سلام کا جواب دو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص تم کو سلام کرے تم اس کے سلام کا جواب دو، خواہ وہ شخص مجوسی ہو، شعبی اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے، امام مالک اور جمہور فقہاء نے اس سے منع کیا ہے، اور عطاء نے کہا کہ یہ آیت مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کفار کو مطلقاً جواب نہ دیا جائے۔[1]

نیز علامہ عینی لکھتے ہیں: بعض علماء نے کفار کو سلام کرنے پر اس آیت سے استدلال کیا ہے:

فاصفح عنهم وقل سلام فسوف یعلمون۔ (زخرف: ۸۹)

پس (اے حبیب) ان سے درگزر کیجیے اور سلام کہیے، یہ لوگ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔

اور حضرت ابن عباس اور علقمہ سے یہ روایت ہے کہ بوقت ضرورت کفار کو سلام کرنا جائز ہے، اور سلف کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ ان کے سلام کا بالکل جواب نہ دیا جائے اور بعض علماء نے اہل ذمہ اور اہل حرب میں فرق کیا ہے۔[2]

بَابُ ۶۹ اِسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ — بچوں کو سلام کرنے کا استحباب

۵۵۴۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

۵۵۴۹ - وَحَدَّثَنِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

سہ - (صفحہ گزشتہ سے) امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ واقعہ بدر سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے گئے، آپ کا گزر ایک مجلس سے ہوا جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست، اور یہودی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا، الحدیث (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۴)

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] " " " " عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۹، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۵۵۰ - وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

یسار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جا رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا، اور ثابت نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے، حضرت انس بچوں کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ان کو سلام کیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

بچوں کو سلام کرنے کے احکام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں مجموعاً بچوں کو سلام کہنے کا استحباب ہے اور انکسار اور تواضع کے استحسان کا بیان ہے، اور یہ کہ تمام لوگوں کو سلام کرنا چاہیے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور شفقت کا بیان ہے، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے، اگر کسی شخص نے مردوں اور بچوں کی ایک جماعت کو سلام کیا اور کسی بچے نے اس کے سلام کا جواب دیا تو آیا مردوں سے اس کے سلام کا جواب ساقط ہو گا یا نہیں؟ اس میں ہمارے اصحاب شافعیہ کے دو قول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کے سلام کا جواب ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر بچہ کسی مرد کی نماز جنازہ پڑھ لے تو مردوں سے نماز جنازہ کی فرضیت کے سقوط میں اختلاف ہے، اور اگر بچہ کسی مرد کو سلام کرے تو مرد پر اس کے سلام کا جواب دینا لازم ہے، یہی وہ صحیح نظریہ ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ مرد پر بچہ کے سلام کا جواب دینا لازم نہیں ہے، یہ قول ضعیف ہے یا غلط ہے۔[1]

عورتوں کو سلام کرنے اور ان کے سلام کا جواب دینے میں مذاہب فقہاء

عورتوں کی اگر ایک جماعت ہو تو مرد ان کو سلام کر سکتا ہے اور اگر ایک عورت ہو تو اس کو عورتیں سلام کریں یا اس کا خاوند یا اس کا مالک یا اس کا محرم خواہ وہ خوبصورت ہو یا نہ ہو، اور اجنبی عورت اگر بوڑھی ہو اور غیر مشتہاۃ ہو تو مرد کا اس کو سلام کرنا مستحب ہے اور اس کا مرد کو سلام کرنا بھی مستحب ہے، اور ایک دوسرے کو سلام کا جواب دینا لازم ہے اور اگر جوان عورت ہو یا بوڑھی اور مشتہاۃ ہو تو اس کو اجنبی مرد سلام نہ کرے اور نہ وہ کسی اجنبی مرد کو سلام کرے اور اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو سلام کرے تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس کو جواب دینا مکروہ ہے۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: یہ ہمارا اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے اور کوفہ کے فقہاء نے کہا ہے کہ جب عورتوں میں کوئی محرم نہ ہو تو مرد عورتوں کو سلام نہ کریں۔[2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵-۲۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] 〃　〃　〃　〃　〃، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۵، 〃　〃　〃　〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ جوان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے، کیونکہ جوان عورتوں سے بات کرنے میں نظر کی خیانت کا یا شیطان کے بہکانے کا خدشہ ہے، یہ قتادہ کا قول ہے اور امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کا بھی یہ مسلک ہے، علماء کوفہ نے یہ کہا ہے کہ جب عورتوں میں محرم نہ ہو تو پھر مرد ان کو سلام نہ کریں، اور انہوں نے کہا ہے کہ عورتوں سے اذان، اقامت اور جہری نمازوں میں قرأت ساقط نہیں ہوتی اور سلام کا جواب دینا ان سے ساقط ہو جاتا ہے، اس لیے عورتوں کو سلام نہ کیا جائے، (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ یہ فقہاء احناف کا مذہب نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عورتوں پر اذان اور اقامت واجب نہیں ہے۔ [1]

عورتوں کا اذان دینا اور اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث شرح صحیح مسلم جلد خامس میں گذر چکی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: جوان عورت کی چھینک کا جواب دے، نہ اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح مرد عورت کے سلام کا جواب دے نہ اس کی چھینک کا جواب دے، (خانیہ) جب کوئی اجنبی عورت مرد کو سلام کرے تو اگر وہ بوڑھی عورت ہو تو مرد بلند آواز سے اس کے سلام کا جواب دے، اور اگر جوان عورت ہو تو دل میں اس کے سلام کا جواب دے، اسی طرح بوڑھی عورت مرد کے سلام کا بلند آواز سے جواب دے اور جوان عورت دل میں اس کے سلام کا جواب دے۔ [2]

بَابُ جَوَازِ جَعْلِ الْاِذْنِ رَفْعَ حِجَابٍ اَوْ نَحْوِهٖ مِنَ الْعَلَامَاتِ

پردہ اٹھانے کو اجازت دینے کی علامت مقرر کرنا

۵۵۵۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ (وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْنُكَ عَلَيَّ اَنْ يُّرْفَعَ الْحِجَابُ وَاَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِيْ حَتّٰى اَنْهَاكَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارے لیے میری یہی اجازت ہے کہ حجاب اٹھا دیا جائے اور تم میرے راز کی بات سن لو تا وقتیکہ میں تم کو اس سے منع نہ کروں۔

۵۵۵۲ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

---

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر، ۱۳۲۷ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ف: اس حدیث میں اجازت کی علامت مقرر کرنے کا جواز ہے، مثلاً پردہ اٹھانے کو امیر یا قاضی کی اجازت کی علامت مقرر کر دیا جاتا ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْخُرُوْجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْإِنْسَانِ

قضائے حاجت کے لیے عورتوں کو باہر جانے کی اجازت

۵۵۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ خَرَجْتُ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ يَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمُهَا زَادَ أَبُوْ بَكْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ اوڑھنے کے بعد قضاء حاجت کے لیے باہر نکلیں، حضرت سودہ دیگر خواتین سے قد اور جسامت میں بہت بڑی تھیں اور جو شخص انہیں جانتا ہو اس پر (باوجود پردہ کے) مخفی نہیں رہتی تھیں، حضرت عمر بن الخطاب نے انہیں دیکھ کر کہا: اے سودہ! بخدا آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں! سو آپ سوچئے کہ آپ کیسے باہر نکلیں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں، یہ سن کر حضرت سودہ لوٹ آئیں، درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر کھانا کھا رہے تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، حضرت سودہ نے آکر کہا: یا رسول اللہ! میں باہر گئی تھی اور حضرت عمر نے مجھے اس طرح اس طرح کہا حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اسی وقت آپ پر وحی نازل ہوئی، پھر وحی منقطع ہوئی اور آپ اسی طرح ہڈی پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: قضاء حاجت کے لیے تمہیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے، ابوبکر کی روایت یفرع النساء جسمھا اور ابوبکر کی روایت میں قضاء حاجت کے لیے کھلے میدان میں جانے کی تصریح ہے۔

۵۵۵۴ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَكَانَتِ امْرَأَةً يَفْرَعُ النَّاسَ جِسْمُهَا قَالَ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں یہ ہے کہ لوگوں سے ان کا جسم بلند تھا، اور اس میں یہ ہے کہ آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

۵۵۵۵ - وَحَدَّثَنِيْهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٥٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحِجَابَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج رات کو باہر کھلے میدانوں میں قضاء حاجت کے لیے جاتی تھیں اور حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے رہتے تھے کہ آپ اپنی ازواج کو حجاب میں رکھیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کسی حکمت کی بناء پر) ان کی اس گزارش کو قبول نہیں فرماتے تھے، پھر ایک رات کو عشاء کے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لیے باہر گئیں، وہ ایک دراز قد خاتون تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دے کر کہا: "اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے"۔ انھوں نے حجاب کی توقع میں ایسا کہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حجاب کے احکام نازل فرما دیئے۔

٥٥٥٧ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

حجاب کے تین مراحل

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: حجاب کے تین مراحل ہیں: پہلے مرحلے میں عورتوں کو اپنا چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا ايها النبى قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن . (احزاب: ۵۹)

اے نبی! اپنی ازواج مطہرات، اپنی صاحبزادیوں، اور تمام اہل ایمان کی عورتوں سے کہیے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) اپنے منہ پر اپنی چادروں کا پلو ڈال لیا کریں۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ امہات المؤمنین کو بالخصوص یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے چہرہ اور اپنے ہاتھوں کو بھی مستور رکھیں اور کسی حالت میں بھی ان کے لیے چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے، خواہ شہادت کا موقع ہو یا کسی اور چیز کا۔ (اس کے برخلاف عام عورتوں کے لیے شہادت یا کسی اور ضرورت کے موقع پر چہرہ کھولنا جائز ہے، سعیدی غفرلہ)

حجاب کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہو، قرآن مجید میں ہے:

واذا سألتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب . (احزاب: ۵۳)

اور جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کی اوٹ سے سوال کرو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور حجاب کا تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ بغیر ضرورت شرعیہ کے عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور جب وہ کسی ضرورت شرعیہ کی وجہ سے گھر سے باہر جائیں تو پردہ اوڑھ کر جائیں کیونکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پردہ کر کے گھر سے باہر نکلیں۔ ۱

قضاء حاجت کے لیے ازواج مطہرات کے گھر سے باہر نکلنے کے تین احوال

ازواج مطہرات کے قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے بھی تین احوال تھے:

اول: رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات رات کو گھر سے نکلتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶) اور واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام مسطح میرے ساتھ میدان کی طرف گئیں اور وہ ہماری جائے حاجت تھی اور ہم صرف رات کو وہاں جاتی تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

ثانی: اس کے بعد حجاب کا حکم نازل ہوا پھر ازواج مطہرات کپڑوں میں مستور ہو کر قضاء حاجت کے لیے جاتی تھیں، لیکن بسا اوقات وہ اپنی جسامت کی وجہ سے پہچان لی جاتی تھیں، جیسا کہ حضرت عمر نے فرمایا: اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔

ثالث: اس کے بعد گھر میں بیت الخلاء بنایا گیا، اور ازواج مطہرات کو گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ نے واقعہ افک میں بیان فرمایا کہ یہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کا واقعہ ہے، ۲ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۴)

حدیث الباب کے مسائل

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق گزارش کی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی معاملہ میں چھوٹے بڑوں کو مشورہ دے سکتے ہیں۔

۲۔ اگر ضد اور ہٹ دھرمی نہ ہو تو ایک سوال کو بار بار دہرانا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر بار بار پردہ کے متعلق عرض کرتے رہے تا آنکہ آیات حجاب نازل ہو گئیں۔

۳۔ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کیونکہ ان کی فکر منشاء الٰہی کے مطابق تھی، اور ان کی تائید میں وحی نازل ہوتی۔

۴۔ اس حدیث میں مردوں کا عورتوں کے ساتھ گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔

۵۔ اس حدیث میں وعظ و نصیحت میں درشتی اختیار کرنے کا ذکر ہے جبکہ نیت خیر ہو کیونکہ حضرت عمر نے حضرت ام المومنین سے کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا۔

۶۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ذکر ہے، حضرت عمر

۱۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۸۴۔۲۸۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۲۔ " " " " " عمدۃ القاری ج ۲۲، ص ۲۸۴

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضور سے بار بار کہتے تھے کہ اپنی ازواج کو پردہ میں رکھیے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ وحی کے انتظار میں تھے اس لیے آپ نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

۷۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ عورتیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہیں، تاہم اب چونکہ فتنہ اور فساد کا زیادہ دوسہ ہے اس لیے اب عورتوں کو ضرورت شرعیہ کے سوا گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ستر اور حجاب کی بحث میں ہم نے اس مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَالدُّخُولِ عَلَيْهَا اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں جانے کی ممانعت

۵۵۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! شوہر یا محرم کے سوا کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے (اس سے معلوم ہوا کہ کنواری کے پاس اجنبی مرد کا رات گذارنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔)

۵۵۵۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق بتائیے! آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

۵۵۶۰ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَحَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ حَدَّثَهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۵۶۱ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَسَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ الْحَمْوُ أَخُ الزَّوْجِ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ أَقَارِبِ الزَّوْجِ ابْنُ الْعَمِّ وَنَحْوُهُ۔

لیث بن سعد کہتے ہیں کہ دیور خاوند کا بھائی ہے یا اس کے مشابہ جیسے خاوند کا چچا زاد بھائی یا کوئی اور رشتہ دار۔

۵۵۶۲ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح وَحَدَّثَنِي

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ سَوَادٍ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ دَخَلُوْا عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَاٰهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ -

عنہا کے پاس گئے، پھر حضرت ابوبکر بھی آ گئے، اور ان کو یہ ناگوار ہوا، اسماء اس وقت ان کے نکاح میں تھی، حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا میں نے سوا خیر کے اور کوئی بات نہیں دیکھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماء کو اس (برائی) سے بری رکھا ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند اس وقت حاضر نہ ہو، ہاں اگر اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

محرم کی تعریف اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں رہنا حرام ہے اور محرم کے ساتھ جائز ہے، محرم سے مراد وہ عورت ہے جس سے بغیر کسی خارجی سبب کے دائمی طور پر نکاح حرام ہو، بیوی کی بہن اور بیوی کی خالہ وغیرہ سے نکاح دائماً حرام نہیں ہے اس لیے وہ محرم نہیں ہیں، اور جس عورت سے شبہ میں وطی کر لی ہو اس کی ماں سے نکاح کرنا اس خارجی سبب کی وجہ سے حرام ہے اس لیے وہ بھی محرم نہیں ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِمَنْ رُئِيَ خَالِيًا بِامْرَأَةٍ وَكَانَتْ زَوْجَتَهُ أَوْ مَحْرَمًا لَهُ أَنْ يَقُوْلَ هٰذِهِ فُلَانَةُ لِيَدْفَعَ ظَنَّ السُّوْءِ بِهِ

جو شخص اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ تنہا ہو تو وہ بدگمانی کے ازالہ کے لیے دیکھنے والوں کو بتا دے یہ فلاں ہے۔

۵۵۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَعَ إِحْدٰى نِسَائِهِ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَدَعَاهُ فَجَاءَ فَقَالَ يَا فُلَانُ هٰذِهِ زَوْجَتِيْ فُلَانَةُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ تھیں، آپ کے پاس سے ایک شخص گزرا آپ نے اس کو بلایا جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! یہ میری فلاں زوجہ ہے، اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں کسی کے متعلق گمان بھی کرتا تو آپ کے بارے میں تو کوئی گمان نہیں کر سکتا تھا! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَجْرَى الدَّمِ

۵۵۶۴- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ) قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا۔

حضرت صفیہ بنت حیی ام المومنین بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ کی زیارت کے لیے آئی، میں نے آپ سے باتیں کیں، پھر میں واپسی کے لیے کھڑی ہوگئی، آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے، حضرت صفیہ کی قیام گاہ حضرت اسامہ بن زید کی حویلی میں تھی، اس وقت انصار کے دو آدمیوں کا گذر ہوا جب انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستگی سے چلو، یہ صفیہ بنت حیی ہیں، ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے یہ خدشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

۵۵۶۵- وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ وَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَعْمَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَلَمْ يَقُلْ يَجْرِي۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، حضرت صفیہ آپ کی زیارت کے لیے گئیں، اور کچھ دیر آپ سے باتیں کیں پھر وہ واپسی کے لیے کھڑی ہوئیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پہنچ جاتا ہے اور دوڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

بدگمانی کے مواقع پر عذر صحیح بیان کرنے کا استحباب

اس باب کی احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت کرنے کا، ان کی مصلحتوں کی رعایت کرنے کا اور ان کے دلوں کو وساوس شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان ہے، آپ مسلمانوں پر رحیم تھے اس لیے آپ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں شیطان ان کے دلوں میں آپ کے متعلق کوئی بدگمانی ڈال کر ان کو ہلاک نہ کر دے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

متعلق بدگمانی کرنا کفر ہے اور انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور شرعاً جائز نہیں ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خاوند اعتکاف میں ہو تو بیوی دن یا رات کے کسی وقت میں اس سے ملنے کے لیے جا سکتی ہے لیکن اس کو زیادہ دیر وہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے، تاکہ اس کا خاوند اس کے ساتھ بوس وکنار یا جماع میں مبتلا ہو کر اپنے اعتکاف کو فاسد نہ کر دے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو لوگوں کی بدگمانی کے مواقع سے بچنا چاہیے اور اس قسم کے موقعوں پر صحیح عذر بیان کر دینا چاہیے اور جب انسان کوئی جائز کام کرے اور اس میں کسی ناجائز کام کے گمان کا وہم یا خدشہ ہو تو وہ اس ناجائز کام سے اپنی براءت بیان کر دے تاکہ کوئی شخص اس کے متعلق بدگمانی نہ کرے۔

شیطان کے رگوں میں دوڑنے کی تحقیق

اس باب کی احادیث میں ہے کہ شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کی رگوں میں دوڑنے کی قوت عطا کی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ استعارہ اور مجاز ہے، کیونکہ شیطان بہ کثرت وسوسہ ڈالتا ہے اور لوگوں کو بہکاتا ہے گویا کہ وہ انسان سے بالکل جدا نہیں ہوتا جس طرح خون انسان سے الگ نہیں ہوتا، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ انسان کے باریک مسام میں وسوسہ ڈالتا ہے جو اس کے قلب تک پہنچ جاتا ہے۔ [1]

بَابُ مَنْ اَتٰى مَجْلِسًا فَوَجَدَ فُرْجَةً فَجَلَسَ فِيْهَا وَاِلَّا وَرَآءَهُمْ

مجلس میں جہاں گنجائش ہو وہاں بیٹھے ورنہ پیچھے بیٹھ جاتے

۵۵۶۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عُقَيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ

حضرت ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اور صحابہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں تین شخص آئے، دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ایک واپس لوٹ گیا، وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے، ان میں سے ایک شخص نے مجلس میں گنجائش دیکھی اور وہاں جا کر بیٹھ گیا، اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو ان تین آدمیوں کے متعلق نہ بتلاؤں! ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی، اور دوسرے نے حیا کی تو اللہ بھی اس سے حیا فرمائے گا، اور تیسرے نے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

اعراض کیا سو اللہ بھی اس سے اعراض فرمائے گا۔

۵۵۶۷۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ (وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ) ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ إِسْحٰقَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَهُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ فِي الْمَعْنَى۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں ہیں۔

۵۵۶۸۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔

۵۵۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي الثَّقَفِيَّ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔ لیکن مجلس میں (دوسروں کے لیے) کشادگی اور وسعت سے کام لو۔

۵۵۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے، اس میں ہے لیکن وسعت اور کشادگی سے کام لو، ابن جریج کی روایت میں ہے میں نے پوچھا کیا جمعہ میں یہ حکم ہے انہوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي الْحَدِيثِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا

نے کہا جمعہ اور غیر جمعہ میں۔

۵۵۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ ثُمَّ يَجْلِسُ فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کے لیے جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا تھا تو وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

۵۵۷۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۵۵۷۳۔ وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفْ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيهِ وَلٰكِنْ يَقُولُ افْسَحُوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے، لیکن یوں کہہ کر مجلس میں کشادگی سے کام لو۔

علم اور ذکر کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب اور احکام

حدیث نمبر ۵۵۶۶ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے الحدیث: اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ عالم دین کا اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ کسی کھلی جگہ یا مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے، اور مسجد افضل ہے، ان سے وہاں علم اور دوسرے خیر کے موضوعات پر گفتگو کرے، نیز اس حدیث میں مسجد کے اندر علم اور ذکر کی محفل منعقد کرنے کا بھی ثبوت ہے، اور علم اور ذکر کی مجلس کے لیے مسجد میں آنا مستحب ہے، اور بغیر عذر کے ان مجالس سے اعراض کرنا مکروہ ہے، اور حلقہ کے امیر کے قریب بیٹھنا مستحب ہے، تاکہ آسانی کے ساتھ اس کا کلام سن سکے، اور جو شخص مجلس میں آئے اس کو جہاں بیٹھنے کی جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے، اور اگر جگہ نہ ہو تو پیچھے جا کر بیٹھ جائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نیز اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ جو شخص کوئی اچھا کام کرے اس کی تعریف کرنی چاہیے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں آنے والے دو شخصوں کی تعریف کی، اور جب کوئی شخص کوئی بُرا اور مذموم کام کرے تو اس برائی کو اس کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔

جو شخص مجلس میں پیچھے جاکر بیٹھ گیا اس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیا کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے حیا فرماتے گا، یعنی اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگیں، اور اللہ تعالیٰ کے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور اس کو عذاب نہیں دے گا، اور جس شخص نے اعراض کیا اس پر رحم نہیں فرمائے گا اور اس پر ناراض ہوگا، اور یہ اس پر محمول ہے کہ اس شخص نے بغیر کسی ضرورت اور عذر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اعراض کیا۔

حدیث نمبر ۵۵۷۱ میں ہے کہ حضرت ابن عمر کی خاطر اگر کوئی شخص مجلس سے اٹھتا تب بھی وہ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے؛ ہر چند کہ اس صورت میں اس شخص کی جگہ بیٹھنا حرام نہیں ہے، لیکن حضرت ابن عمر نے زیادتِ تقویٰ کی وجہ سے وہاں بیٹھنے کو پسند نہیں کیا، اولاً اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے طیب خاطر سے جگہ نہ چھوڑی ہو، ثانیاً اس وجہ سے کہ عبادات میں دوسرے کو ترجیح دینا مکروہ ہے، بایں طور کہ کوئی شخص خود صف اوّل سے اٹھ کر دوسرے کو وہاں بٹھائے، ترجیح دینے کا محل یہ ہے کہ کوئی شخص دنیاوی معاملات میں دوسرے شخص کو خود پر ترجیح دے، نیز علماء نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [۱]

بَابٌ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

اگر کوئی شخص مجلس میں سے اٹھ جائے اور پھر آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے

۵۵۷۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ أَيْضًا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو (دوسری روایت میں ہے) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر اس مجلس کی طرف لوٹے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے متعلق ہے، جو مسجد یا کسی اور جگہ پر نماز کے لیے بیٹھے، پھر وہاں سے اٹھ کر وضو یا تقاضائے حاجت کے لیے جائے یا کسی اور کام کی خاطر تھوڑی دیر کے لیے جائے اور پھر لوٹ آئے تو اس کا استحقاق ختم نہیں ہوگا، بلکہ جب وہ لوٹ آئے گا تو اس جگہ نماز پڑھنے کے لیے

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسی کا استحقاق ہوگا، اور اگر دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھانے کا حق رکھتا ہے، اور جو شخص وہاں بیٹھ گیا ہے اس پر پہلے شخص کے آنے پر وہاں سے اٹھنا واجب ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں ہے اور صحیح پہلا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے۔ ؎

بَابٌ ۷۶ مَنْعِ الْمُخَنَّثِ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ الْاَجَانِبِ

مخنث کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کرنا

۵۵۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَيْضًا (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدْخُلْ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ.

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے، اس مخنث نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبداللہ بن ابی امیہ اگر اللہ تعالیٰ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا تو میں غیلان کی بیٹی کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا جب وہ سامنے ہوتی ہے تو (فربہی کی وجہ سے) اس کے پیٹ پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سن لیا، آپ نے فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

۵۵۷۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ قَالَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً قَالَ إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا، اور ازواج کے نزدیک وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کو عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ وہ آپ کی ایک زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس کی چار سلوٹیں ہوتی ہیں اور جب وہ پیچھے ہوتی ہے تو اس کی آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَرٰى هٰذَا يَعْرِفُ مَا هٰهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ قَالَتْ فَحَجَبُوْهُ۔

میں نہیں دیکھ رہا کہ جو کچھ یہاں ہے یہ اس کو پہچانتا ہے، یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے اس کو روک دیا۔

مخنث کی اقسام

علامہ نووی فرماتے ہیں: مخنث کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جو اسی طرح پیدا کیا گیا ہو اور اس نے تکلف سے عورتوں کے اخلاق ان کی ہیئت اور طور اطوار کو نہ اپنایا ہو بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی خلقت پر ہو، اس کی نہ کوئی مذمت ہے، نہ اس کو ملامت ہے، نہ اس کو آخرت میں گناہ ہوگا، کیونکہ یہ معذور ہے اور اس خلقت میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس مخنث کو اپنے گھر آنے سے نہیں منع کیا تھا (اور جب معلوم ہوا کہ یہ عورتوں میں رغبت رکھتا ہے تو پھر اس کو منع کر دیا) مخنث کی دوسری قسم یہ ہے جو تکلف سے عورتوں کی ہیئت ان کی وضع قطع اختیار کرے، ان کا لباس پہنے اور ان کی طرح حرکات کرے، اور ان کی طرح باتیں کرے اس کی احادیث صحیحہ میں مذمت کی گئی ہے۔

بَابُ جَوَازِ اِرْدَافِ الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِذَا اَعْيَتْ فِى الطَّرِيْقِ

۵۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهٗ فِي الْاَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَيْءٍ غَيْرَ فَرَسِهٖ قَالَتْ فَكُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَهٗ وَاَكْفِيْهِ مُؤْنَتَهٗ وَاَسُوْسُهٗ وَاَدُقُّ النَّوٰى لِنَاضِحِهٖ وَاَعْلِفُهٗ وَاَسْتَقِي الْمَآءَ وَاَخْرُزُ غَرْبَهٗ وَاَعْجِنُ وَلَمْ اَكُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ لِيْ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ قَالَتْ وَكُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِيْ وَهِيَ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَاْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهٗ قَالَتْ فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى عَلٰى رَاْسِكِ

راستہ میں تھکی ہوئی اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھانے کا جواز

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر نے مجھ سے نکاح کیا درآں حالیکہ ان کے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھ مال تھا، غلام تھا نہ کوئی اور چیز تھی، میں گھوڑے کو چارا ڈالتی تھی، حضرت زبیر کی طرف سے اس کی خبر گیری اور نگہداشت کرتی تھی، اور ان کے اونٹ کے لیے گٹھلیوں کو کوٹتی، ان کو چارا ڈالتی اور پانی پلاتی ڈول سے پانی نکالتی اور آٹا گوندھتی، میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، میرے پڑوس میں جو انصار کی عورتیں تھیں وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں، وہ بہت مخلص عورتیں تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو جو زمین عطا فرمائی تھی میں اس سے گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی، یہ زمین دو تہائی فرسخ دور تھی، ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھائے آرہی تھی کہ میری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب بھی تھے، آپ نے مجھے بلایا پھر اپنے اونٹ کو (بٹھانے کے لیے) اِخ اِخ فرمایا، تاکہ آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھالیں، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ مجھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَشَدَّ مِنْ رُكُوْبِكَ مَعَهُ قَالَتْ حَتّٰى اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ فَكَفَتْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَتْنِيْ۔

حیاء آئی، اور مجھے تمہاری (حضرت زبیر کی) غیرت یاد آئی، آپ نے فرمایا کیا تمہارا گٹھلیوں کا اپنے سر پر اٹھانا میرے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ سخت ہے، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر نے ایک خادمہ بھیجی، پھر میرے بدلہ میں وہ گھوڑے کا کام کاج کرنے لگی، گویا کہ اس خادمہ نے مجھے آزاد کر دیا۔

۵۵۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ قَالَتْ كُنْتُ اَخْدُمُ الزُّبَيْرَ خِدْمَةَ الْبَيْتِ وَكَانَ لَهُ فَرَسٌ وَكُنْتُ اَسُوْسُهُ فَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْخِدْمَةِ شَيْءٌ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ سِيَاسَةِ الْفَرَسِ كُنْتُ اَحْتَشُّ لَهُ وَاَقُوْمُ عَلَيْهِ وَاَسُوْسُهُ قَالَ ثُمَّ اِنَّهَا اَصَابَتْ خَادِمًا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَاَعْطَاهَا خَادِمًا قَالَتْ كَفَتْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَاَلْقَتْ عَنِّيْ مُؤْنَتَهُ فَجَاءَنِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ فَقِيْرٌ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِيْعَ فِيْ ظِلِّ دَارِكِ قَالَتْ اِنِّيْ اِنْ رَخَّصْتُ لَكَ اَبٰى ذَاكَ الزُّبَيْرُ فَتَعَالَ فَاطْلُبْ اِلَيَّ وَالزُّبَيْرُ شَاهِدٌ فَجَاءَ فَقَالَ يَا اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ فَقِيْرٌ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِيْعَ فِيْ ظِلِّ دَارِكِ فَقَالَتْ مَا لَكَ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا دَارِيْ فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ مَا لَكِ اَنْ تَمْنَعِيْ رَجُلًا فَقِيْرًا يَبِيْعُ فَكَانَ يَبِيْعُ اِلٰى اَنْ كَسَبَ فَبِعْتُهُ الْجَارِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ وَثَمَنُهَا فِيْ حَجْرِيْ فَقَالَ هَبِيْهَا لِيْ قَالَتْ اِنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر کا کام کرتی تھی، ان کے پاس ایک گھوڑا تھا، جس کی دیکھ بھال میں کرتی تھی، اور اس گھوڑے کی دیکھ بھال سے زیادہ میرے نزدیک کوئی سخت کام نہیں تھا، میں اس کے لیے گھاس لاتی، اس کی حفاظت کرتی اور اس کی خدمت کرتی، پھر مجھے ایک خادمہ مل گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو آپ نے ایک باندی کو مجھے بطور خادم عنایت فرمایا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ اس خادمہ نے گھوڑے کی مشقت مجھ سے دور کر دی، میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ام عبداللہ! میں ایک محتاج آدمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے گھر کے سایہ میں خرید و فروخت کروں، میں نے کہا اگر میں تم کو اجازت دے بھی دوں تو حضرت زبیر نہیں مانیں گے، پس جب حضرت زبیر موجود ہوں تم اس وقت آ کر اجازت طلب کرنا، سو وہ پھر آیا اور کہا اے ام عبداللہ! میں ایک محتاج شخص ہوں، میں آپ کے گھر کے سایہ میں ایک دکان کھولنا چاہتا ہوں حضرت اسماء نے کہا تمہیں پورے مدینہ میں میرے گھر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملی؟، حضرت زبیر نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ ایک محتاج شخص کو خرید و فروخت سے منع کر رہی ہو، پھر وہ دکانداری کرنے لگا، یہاں تک کہ اس نے کمائی کی اور میں نے وہ باندی اس کے ہاتھ فروخت کر دی، حضرت زبیر آئے درآں حالیکہ اس کی قیمت میری گود میں تھی، انھوں نے کہا یہ پیسے مجھے دے دو، حضرت اسماء نے کہا میں ان کو صدقہ کر چکی ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیوی کے لیے کھانا پکانا اور گھر کے دیگر کام کاج کا شرعی حکم

حدیث نمبر ۵۵۰۸ میں ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضرت زبیر کے گھوڑے کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرتی تھیں اور ان کے لیے آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی تھیں، کنوئیں سے پانی لاتی تھیں، علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت اسماء کا خاوند کے لیے کھانا پکانا اور دیگر گھر کے کام کاج کرنا ان امور معروفہ میں سے ہے جن کو بطور مروت اور احسان کرنے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، عورت خاوند کے لیے روٹی پکاتی ہے، کپڑے دھوتی ہے اور دیگر معاملات میں اس کی خدمت کرتی ہے اور یہ تمام امور عورت کی طرف سے خاوند پہ تبرع اور احسان ہیں اور حسن معاشرت اور افعال معروفہ ہیں، عورت پر ان میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہے، بلکہ اگر عورت ان کاموں میں سے کوئی کام نہ کرے تو وہ گنہ گار نہیں ہوگی، اور خاوند پر لازم ہوگا کہ وہ عورت کے لیے پکے پکائے کھانے اور دھلے دھلائے کپڑے مہیا کرے اور خاوند کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام کو عورت پر لازم کرے، عورت از خود جو ان کاموں کو کرتی ہے یہ اس کی عادت جمیلہ ہے جس پر شروع زمانہ سے لے کر آج تک کی عورتیں قائم ہیں، عورت پر صرف دو چیزیں واجب ہیں، مرد کو مباشرت کرنے کا موقع دے اور اس کے گھر میں رہے۔ [1]

سرکاری زمین کا کسی کو مالک بنانے میں مذاہب فقہاء

حدیث نمبر ۵۵۰۹ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو زمین عطاء فرمائی تھی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں؛

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ امام (سربراہ مملکت) سرکاری زمین جس کو چاہے عطا کر سکتا ہے، اور جو زمین بیت المال کی ملکیت ہو، امام کی عطا کے بغیر کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہو سکتا، کبھی امام کسی زمین کو بنفسہ عطا کر دیتا ہے اور کبھی زمین بیت المال کی ملکیت رہتی ہے اور اس کے منافع حاصل کرنے کی کسی کو اجازت دے دیتا ہے، اور اس کے منافع کے حصول کی مدت مقررہ تک اجازت ہوتی ہے، اور جو زمینیں غیر آباد اور بنجر ہوں ان کو ہر شخص آباد کر سکتا ہے اس میں امام سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی اور جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہ نظریہ ہے کہ امام کی اجازت کے بغیر بنجر زمین کو آباد کرنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ [2]

اجنبی عورت کو اپنے ساتھ سوار کرنے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء کو جو اپنی سواری پر بیٹھنے کے لیے فرمایا تھا اس میں یہ دلیل ہے کہ اگر سواری کو طاقت ہو تو انسان سواری پہ اپنے پیچھے کسی اور کو بھی بٹھا سکتا ہے، نیز اس میں مسلمان مردوں اور عورتوں پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت کا بھی بیان ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہے کہ اگر کوئی غیر محرم عورت راستہ میں تھک جائے تو اس کو کوئی شخص اپنی سواری پر بٹھا سکتا ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ وہ مرد نیک مردوں کی جماعت کے ساتھ ہو، اس کے جواز میں کوئی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شک نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ مرد اجنبی عورتوں سے اور عورتیں اجنبی مردوں سے دور رہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی اجنبی عورتوں سے دور رہتے تھے تا کہ آپ کی اقتدار کی جا سکے اور اس معاملہ میں آپ کی خصوصیت تھی کیونکہ حضرت اسماء حضرت ابوبکر کی بیٹی، حضرت عائشہ کی بہن اور حضرت زبیر کی زوجہ تھیں گویا وہ آپ کے اہل کی ایک فرد تھیں، علاوہ ازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو اپنے نفس پر ضبط اور اعتماد تھا وہ خصوصیت کی الگ وجہ ہے، البتہ جو عورت محرم ہو اس کو اپنے ساتھ بٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لہ

بَابُ تَحْرِيمِ مُنَاجَاةِ الِاثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ رِضَاءِ

تیسرے شخص کی موجودگی میں اس کی رضامندی کے بغیر دو آدمیوں کو سرگوشی کرنے کی ممانعت

۵۵۷۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

۵۵۸۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوبَ بْنَ مُوسَى كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چھ سندیں ذکر کیں ان میں حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۵۵۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو ایک کے بغیر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں تا آنکہ اور لوگ آ جائیں تاکہ اس شخص کی دل آزاری نہ ہو۔

لہ۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ۔

۵۵۸۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو اپنے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کرو کیونکہ یہ چیز اس کو غمزدہ کرے گی۔

۵۵۸۳ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنے میں مذاہب

علامہ نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمیوں کی سرگوشی کرنا ممنوع ہے، یہ ممانعت تحریمی ہے، سو ایک شخص کو چھوڑ کر باقی جماعت کا آپس میں سرگوشی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابن عمر، امام مالک، فقہاء شافعیہ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ یہ ممانعت ہر زمانہ میں اور سفر و حضر کے ہر حال میں عام ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ سفر میں سرگوشی کرنا منع ہے، اور حضر میں سرگوشی کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ سفر میں خوف کا اندیشہ ہے، اور بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور جب اسلام پھیل گیا اور لوگ مامون ہو گئے تو یہ ممانعت ساقط ہو گئی، کیونکہ مسلمانوں کی موجودگی میں منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو رنج پہنچے۔ اور جب چار آدمی ہوں اور دو کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقٰى

طب، بیماری اور جھاڑ پھونک

۵۵۸۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ.

اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبریل آکر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے (ترجمہ:) اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفا دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

٥٥٨٥ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے یہ کلمات کہے: میں آپ کو ہر ایذاء دینے والی چیز کے شر سے اور ہر نفس اور ہر حسد والی آنکھ کے ضرر سے اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دیگا میں آپ کو اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں۔

٥٥٨٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں، ان میں سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے۔

٥٥٨٧ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی ہے تو نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لیے) غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کر لو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دم کرنے کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں ہے "جو لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ جھاڑ پھونک کریں گے اور نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے وہ صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے ہوں گے" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۶) اس حدیث میں جھاڑ پھونک نہ کرانے کی مدح کی ہے اور اس باب کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیل نے آپ کو دم کیا، سو اول الذکر صحیحین کی حدیث اور اس باب کی احادیث میں کھلا ہوا تعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں جھاڑ پھونک کی نفی ہے ان احادیث میں ان کلمات سے جھاڑ پھونک اور دم کرنا مراد ہے جو کفار کے کلمات ہوں یا وہ عجمی کلمات ہوں جن کا معنی مجہول ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو یا کفر کے قریب ہو یا وہ کلمات مکروہ ہوں، اور اگر قرآن مجید کی آیات پڑھ کر دم کیا جائے یا اذکار ماثورہ یا معروفہ پڑھ کر دم کیا جائے تو ان کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔

بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر جھاڑ پھونک اور دم کرنے کے عمل کو مطلقاً ترک کر دیا جائے تو یہ افضل ہے اور توکل کے عین مطابق ہے اور اگر دم کیا جائے تو یہ خلاف افضل ہونے کے باوجود جائز ہے، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے لیکن مختار پہلا جواب ہے۔ علماء نے قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنے کے جواز پر اجماع کو نقل کیا ہے، علامہ مازری مالکی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے ذکر کے ساتھ ہر قسم کا دم کرنا جائز ہے اور اگر وہ کلمات عجمیہ ہوں یا ان کا معنی مجہول ہو تو پھر ان کلمات کے ساتھ دم کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو، علامہ مازری نے کہا کہ اہل کتاب کے کلمات کے ساتھ دم کرنے میں اختلاف ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے، اور امام مالک نے اس کو اس خدشہ سے مکروہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے انہوں نے ان کلمات میں تحریف کر دی ہو، اور جنہوں نے جائز کہا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ان کلمات میں تحریف کرنے کے ساتھ ان کی کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور اس باب کے بعد امام مسلم نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ اپنے دم درود (جھاڑ پھونک) کو مجھ پر پیش کرو، اگر ان میں کوئی (قابل اعتراض) چیز نہ ہو تو ان کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے! (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۴)

علماء نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں:

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً دم کرنے سے منع فرمایا تھا بعد میں اس کی اجازت دے دی۔

۲۔ یہ ممانعت مجہول کلمات کے ساتھ دم کرنے پر محمول ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ یہ ممانعت ان لوگوں سے متعلق ہے جن کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اشیاء میں تاثیر اور منفعت ان اشیاء کی طبیعت اور ماہیت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اکثر اشیاء کے متعلق یہی عقیدہ تھا۔

بعض احادیث میں ہے کہ صرف نظر اور بخار کی وجہ سے دم کرنا جائز ہے یعنی کسی اور چیز کی وجہ سے دم نہ کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حصر اولویت کے اعتبار سے ہے یعنی چونکہ نظر اور بخار کا ضرر زیادہ ہوتا ہے اس لیے ان میں دم کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منہ کے متعلق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پوچھا گیا تو آپ نے اس کی شیطان کی طرف نسبت کی، حسن بصری نے کہا منتر جادو ہے، قاضی عیاض نے کہا یہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں کتاب اللہ، اذکار ماثورہ معروفہ اور امور مباحہ سے خارج ہیں، امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ سعید بن مسیب سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص پر ایک قسم کا جنون طاری ہے کیا اس پر منتر کیا جائے تو سعید بن مسیب نے کہا کوئی حرج نہیں وہ اس سے صلاح اور شفاء کا ارادہ کرتے ہیں، دیکھئے سعید بن مسیب نے نفع دینے والی چیز سے منع نہیں کیا، علامہ طبری نے بھی منتر کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو حشرات الارض یا کسی اور چیز سے کوئی ضرر پہنچے تو اس کا دم اور جھاڑ پھونک کرانا صحیح ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بستر پر جاتے تو تینوں قل (سورۃ اخلاص اور معوذتین) پڑھ کر اپنے ہاتھ پہ دم کرتے پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اس کو پھیرتے۔ [1]

تعویذات لٹکانے کی تحقیق

تعویذات کی اصل قرآن مجید کی یہ آیت ہے: وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (بنی اسرائیل: ۸۲) اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے رحمت اور شفاء ہے اور حدیث میں تعویذات کی اصل یہ روایت ہے:

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا کلمات نقولھن عند النوم من الفزع بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون قال فکان عبد اللہ بن عمرو یعلمھا من بلغ من ولدہ ان یقولھا عند نومہ ومن کان منھم صغیرا لا یعقل ان یحفظھا کتبھا لہ فعلقھا فی عنقہ۔ [2]

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چند کلمات سکھاتے جن کو ہم خوف اور دہشت کی وجہ سے سوتے وقت پڑھتے تھے وہ کلمات یہ تھے: بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین کرتے اور جو کم سن بچے ان کلمات کو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کے گلوں میں ان کلمات کو لکھ کر ان کا تعویذ ڈال دیتے۔

امام ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے [3]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

وقال مالک: لا باس بتعلیق الکتب

امام مالک نے کہا ہے کہ جن تعویذات میں اللہ تعالیٰ کے

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۷، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

التی فیها اسماء اللہ تعالٰی علی اعناق المرضی علی وجه التبرک بها اذا لم یرد معلقها بذالک مدافعة العین. وعنی بذالک انه لا باس بالتعلیق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبرء کالرقی التی وردت السنة بها من العین، واما قبل النزول ففیه باس وھو غریب، وعند ابن المسیب یجوز تعلیق العوذة من کتاب اللہ تعالٰی فی قصبة و نحوھا وتوضع عند الجماع، وعند الغائط ولو یقید بقبل او بعد، ورخص الباقر فی العوذة تعلق علی الصبیان مطلقًا، وکان ابن سیرین لا یری باسا بالشئ من القرآن یعلقه الانسان کبیرًا او صغیرًا مطلقًا، وھو الذی علیه الناس قدیمًا وحدیثًا فی سائر الامصار۔ [1]

اسماء ہوں ان کو بطور تبرک مریضوں کے گلوں میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ لٹکانے والا اس سے نظر دور کرنے کا ارادہ نہ کرے، اس سے امام مالک کی مراد یہ ہے کہ مصیبت نازل ہونے کے بعد راحت اور خوشی کی امید میں تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ اس دم کرنے کے حکم میں ہے جو نظر لگنے کے سلسلہ سنت میں وارد ہے، اور مصیبت نازل ہونے سے پہلے تعویذ لٹکانے میں حرج ہے، اور امام مالک کا یہ حکم غریب ہے، ابن مسیب کے نزدیک قرآن مجید سے تعویذ لکھ کر کسی بانس وغیرہ پر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جماع اور بیت الخلاء کے وقت تعویذ کو اتار لیا جائے، انھوں نے قبل اور بعد کے ساتھ مقید نہیں کیا، امام باقر نے بچوں کے گلوں میں تعویذ لٹکانے کی مطلقاً اجازت دی ہے، امام ابن سیرین کے نزدیک بچہ ہو یا بڑا تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے، تمام شہروں میں ابتدائی زمانہ سے لے کر اب تک تمام لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ قرطبی نے اس مسئلہ پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے، تعویذ لکھنے اور اس کے لٹکانے کا جواز بیان کیا ہے اور اس کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

اور علماء اور ائمہ کے اقوال بیان کیے ہیں، اور جن احادیث میں تعویذوں کی ممانعت ہے ان کو زمانہ جاہلیت کے کفریہ اور شرکیہ کلمات پر محمول کیا ہے۔ [2]

علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں:

اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض او الملدوغ الفاتحة او یکتب فی ورق یعلق علیه او فی طست ویغسل ویسقی وعن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه کان یعوذ نفسه قال لو رضی اللہ عنه وعلی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الآثار ولا باس بان یشد الجنب والحائض

قرآن مجید سے شفاء طلب کرنے میں اختلاف ہے بایں طور کہ مریض یا ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے، یا کسی ورق پر لکھ کر اس کو تعویذ ڈال دیا جائے یا کسی طشتری میں لکھ کر اس کو دھو کر اس کا غسالہ اس کو پلا دیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر تعویذ پڑھ کر دم کرتے تھے، اس کے جواز پر آج تک لوگوں کا عمل ہے اور اسی کے ثبوت

---

[1] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۶، ۱۴۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

Ataunnabi.com

التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفة اھ
قال ط وانظر هل کتابة القرآن فی نحو التمائم
حروفًا مقطعة تجوز ام لا لانه غیر ما
وردت به کتابة القرآن وحرره اھ وفی
الخانیة بساط او مصلی کتب علیه فی النسج
الملک لله یکره استعماله وبسطه والقعود علیه
ولو قطع الحرف من الحرف او خیط علی بعض الحروف
حتی لم تبق الکلمة متصلة لا تزول الکراهة
لان للحروف المفردة حرمة وکذا لو کان علیها
الملک او الالف وحدها او اللام اھ [۱]

میں آثار وارد ہیں، اگر تعویذ کسی غلاف (موم جامہ) میں ہوں
اور یہ کسی جنبی یا حائض کے بازو پر بندھے ہوں تو اس میں کوئی
حرج نہیں ہے، علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ اس پر غور کرنا چاہیے
کہ تعویذات میں قرآن مجید کو جو حروف مقطعہ میں لکھا جاتا ہے
آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ قرآن مجید کو اس طرح لکھنا منقول
نہیں ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جس چادر یا مصلّے پر
"الملک للہ" بنا ہوا ہو، اس کو استعمال کرنا، اس کو بچھانا اور
اس پر بیٹھنا مکروہ ہے، اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے
منقطع کر دیا جائے یا ایک حرف کو دوسرے حرف پر سی دیا جائے
پھر بھی کراہت زائل نہیں ہوتی، کیونکہ حروف مفردہ کی بھی تعظیم ہے

نیز علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

قال الزیلعی وعن ابن مسعود رضی الله تعالی
عنه انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرک رواه ابوداؤد
وابن ماجه والتولة ای بوزن عنبة ضرب من
السحر قال الاصمعی هو تحبیب المرأة الی زوجها
وعن عروة بن مالک رضی الله عنه انه قال کنا
فی الجاهلیة نرقی فقلنا یا رسول الله کیف
تری فی ذالک فقال اعرضوا علی رقاکم لا
باس بالرقی مالم یکن فیها شرک رواه
مسلم وابوداؤد اھ [۱]

علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ
نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور تولہ شرک ہے
تولہ، عنبہ کے وزن پر لفظ ہے اس کا معنی جادو کی ایک قسم ہے
اصمعی نے کہا اس جادو سے خاوند کے دل میں عورت کی محبت
پیدا کی جاتی ہے، عروہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے پوچھا یا رسول اللہ!
ہمارے اس دم کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھ
پر اپنے دم کے کلمات پیش کرو، اگر دم میں شرکیہ کلمات نہ ہوں تو اس
میں کوئی حرج نہیں ہے، اس حدیث کو امام مسلم اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے
تعویذ لکھتے وقت یہ چیز ملحوظ رکھنی چاہیے کہ پاک چیز سے
تعویذ لکھا جائے کسی ناپاک چیز سے تعویذ لکھنا جائز نہیں ہے،

خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا شرعی حکم

بعض لوگ مرغ کے خون سے تعویذ لکھتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، ہر جاندار کا بہنے والا خون ناپاک ہے اور ناپاک چیز کے ساتھ قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھنا جائز نہیں ہے۔ مجھے بہت حیرت اور افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ علامہ شامی نے ایک نہایت افسوس ناک بات لکھی ہے:

وکذا اختاره صاحب الهدایة فی التجنیس
فقال لو رعف فکتب الفاتحة بالدم علی جبهته و
انفه جاز للاستشفاء وبالبول ایضا ان علم فیه شفاء

ناپاک چیز سے علاج کرنا جائز ہے، صاحب ہدایہ نے تجنیس میں
یہی اختیار کیا ہے، انہوں نے کہا اگر کسی آدمی کی نکسیر پھوٹ گئی اور اس نے
خون کے ساتھ اپنی ناک اور پیشانی پر سورۂ فاتحہ کو لکھ دیا تو یہ طلب شفاء

[۱] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار علی الدر المختار ج ۵ ص ۳۰۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لکن لم ینقل وھذا لان الحرمۃ ساقطۃ عند الاستشفاء کحل الخمر والمیتۃ للعطشان والجائع اھ من البحر۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴)

کے لیے جائز ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ پیشاب کے ساتھ لکھنے سے شفا ہو گی تو پیشاب کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ منقول نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طلب شفا کی وجہ سے حرمت ساقط ہو جاتی ہے، جیسے بھوکے اور پیاسے کے لیے خنزیر کھانا اور شراب پینا حرام نہیں ہے

میں کہتا ہوں کہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، اگر کسی آدمی کو روز روشن سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کو شفا ہو جائے گی تب بھی اس کا مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے کی جرأت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہاء کو معاف کرے، بال کی کھال نکالنے اور جزئیات مستنبط کرنے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شنیع سرزد ہو گیا، ورنہ ان کے دلوں میں قرآن مجید کی عزت اور حرمت بہت زیادہ تھی۔

ہم نے قرآن اور سنت سے تعویذ کی اصل بیان کی اور مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے اس کی تائید کی اور جن احادیث میں اس کی ممانعت ہے ان کا محمل بیان کیا، اس تحریر کو غنیمت سمجھنا چاہیے شاید اس قدر تفصیل آپ کو کسی اور جگہ نہیں ملے گی۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین

بَابُ ۷۸۰ السِّحْرِ!

جادو کا بیان

۵۵۸۸ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَتْ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو زریق کے یہودیوں میں سے لبید بن اعصم نام کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا، حتیٰ کہ (اس کے جادو کے اثر سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں، حالانکہ آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن یا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر دوبارہ دعا کی، پھر سہ بارہ دعا کی، پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا، میرے پاس دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیروں کی جانب بیٹھ گیا، سو جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے پیروں کی جانب والے سے کہا، یا پیروں کی جانب بیٹھنے والے نے سرہانے والے سے کہا، اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے، پہلے نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، پہلے نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں اور کھجور کے نر خوشہ کے غلاف میں، پہلے نے کہا یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَلَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ اَفَلَا اَحْرَقْتَهُ قَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللهُ وَكَرِهْتُ اَنْ اُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا فَاَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ۔

چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئیں میں، حضرت عائشہ نے کہا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے، پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ بہ خدا اس کنوئیں کا پانی مہندی کے پانی کی مانند تھا، اور وہاں کھجور کے درخت شیاطین کے سر کی طرح تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اللہ تعالے نے مجھے اچھا کر دیا اور میں لوگوں میں فساد بھڑکانے کو بُرا سمجھتا ہوں، اس لیے میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

۵۵۸۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ اَبُو كُرَيْبٍ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِيهِ فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ وَقَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَاَخْرِجْهُ وَلَمْ يَقُلْ اَفَلَا اَحْرَقْتَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا، اس کے بعد راوی نے حسب سابق واقعہ بیان کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی طرف گئے، آپ نے اس کی طرف دیکھا، اس کنوئیں پر کھجور کے درخت تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کو نکال لیجئے اور یہ نہیں کہا کہ آپ نے اس کو جلا کیوں نہ دیا؟ اور اس حدیث میں آپ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میں نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

جادو کی تحقیق

علامہ نووی لکھتے ہیں:

امام مازری رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ اہل سنت اور جمہور علماء امت کا مذہب یہ ہے کہ جادو ثابت ہے اور جس طرح دوسری اشیاء ثابتہ کی حقیقت ہے اس طرح جادو کی بھی حقیقت ہے، اس کے برخلاف بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا اور اس کی حقیقت کی نفی کی اور جادو کے اثرات کے متعلق کہا یہ محض خیالات باطلہ ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جادو کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ جادو سیکھتے تھے نیز یہ فرمایا کہ جادو کرنے سے کفر ہو جاتا ہے اور جادو سے عورت اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، اور ان تمام اُمور کے متعلق یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، نیز اس حدیث میں بھی جادو کا ثبوت ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ جادو کیا گیا جن کو کنوئیں سے نکالا گیا اور بعد میں دفن کر دیا گیا، قرآن اور سنت کی ان تصریحات سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو جادو کا انکار کرتے ہیں، اور عقل کے نزدیک یہ محال نہیں ہے کہ بعض کلمات کے صدور پر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو خلاف عادت پیدا فرما دے، اور جب ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ بعض چیزیں ہلاکت کا سبب ہیں اور بعض چیزوں سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور بعض چیزوں سے اس کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر عقل کے نزدیک یہ کس طرح مستبعد ہو گا کہ جادوگر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کسی ایسے علم کو جانتا ہو جس سے وہ لوگوں کو ہلاک کرنے یا ان کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔

نبی پر جادو کیا جانا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے

بعض مبتدعین نے اس حدیث کا اس وجہ سے انکار کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونا منصب نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کو مان لیا جائے تو پھر شریعت پر اعتماد نہیں رہے گا، (کیونکہ ہو سکتا ہے ہم تک جو آپ کے احکام پہنچے ہیں وہ جادو کے اثر سے ہوں۔) مبتدعین اور منکرین حدیث کا یہ قول باطل ہے، کیونکہ امور تبلیغیہ کی صحت، صدق اور ان میں آپ کی عصمت پر دلائل قطعیہ قائم ہیں، اور معجزات ان پر شاہد ہیں' اور وہ امور جن کا تعلق امور دنیاویہ سے ہے جو آپ کو بشریت کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں تو اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ ان امور دنیاویہ میں سے وہ چیزیں آپ کے خیال میں آگئیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کو خیال آتا تھا کہ آپ نے اپنی زوجات سے مباشرت کی ہے حالانکہ آپ نے مباشرت نہیں کی تھی، انسان کو نیند میں اس قسم کے خیالات آتے ہیں تو اگر بیداری میں بھی اس قسم کا خیال آجائے تو اس میں کیا استبعاد ہے، بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ آپ خیال کرتے کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا تھا، یہ تمام احادیث تخیل بالبصر پر محمول ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ پر اپنی رسالت ملتبس ہو اور نہ اس میں مبتدعین کے اعتراض کی کوئی وجہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ ذاتی اور نجی زندگی پر ہوا تھا، نبوت اور رسالت کی زندگی پر جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

جادو کا دائرہ کار اور جادو اور معجزہ میں فرق

علامہ مازری نے کہا ہے کہ جادو کے دائرہ کار میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ عورت اور اس کے زوج میں تفریق سے زیادہ جادو کا اور کوئی اثر نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بڑی اہمیت سے ذکر کیا ہے، اگر اس سے بڑا کوئی اور جادو کا اثر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ذکر کر دیتا، اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ جادو کا اثر اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے' اور یہی بات عقلاً صحیح ہے کیونکہ ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے، اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب جادوگر کے ہاتھ سے بھی خلاف عادت کاموں کا ظہور جائز ہے تو نبی اور جادوگر میں کیا فرق ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی، ولی اور جادوگر ان سب سے خلاف عادت کام ظاہر ہوتے ہیں لیکن نبی جس خلاف عادت چیز کو ظاہر کرتا ہے وہ اس کے صدور میں تمام مخلوق کو چیلنج کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز ہے' اور اس خلاف عادت کام کو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو اس دعویٰ میں سچا کر دیتا ہے۔ اور جو شخص نبوت کے دعویٰ میں جھوٹا ہو اس کے ہاتھ پر ایسا خلاف عادت کام پیدا نہیں کرتا جو اس کے دعویٰ کا مؤید اور مصدق ہو، اور ولی اور جادوگر دونوں خرق عادت ظاہر کرتے ہیں لیکن وہ اس کے ساتھ مخلوق کو چیلنج نہیں کرتے نہ اس کو نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور جادوگر اور ولی میں فرق یہ ہے کہ جادو ہمیشہ کسی فاسق شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت کسی مومن عابد اور متقی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے

جادو کے احکام شرعیہ

جادو کرنا حرام ہے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے، بعض اوقات جادو کرنا کفر ہوتا ہے اور بعض اوقات گناہ کبیرہ ہوتا ہے، اگر جادو میں ایسا قول یا فعل ہو جس کا تقاضا کفر ہو تو جادو کفر ہوگا، ورنہ محض گناہ کبیرہ ہوگا، جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اگر جادو میں کفر یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کلمات ہوں تو پھر اس کا سیکھنا اور سکھانا کفر ہے ورنہ نہیں، اگر جادو میں کلمات کفر نہ ہوں تو پھر جادو کرنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی، اور اس سے توبہ طلب کی جائے گی، اور ہمارے نزدیک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی، امام مالک نے کہا کہ جادو کرنے والا کافر ہے اس کو جادو کی بناء پر قتل کر دیا جائیگا۔ اس سے توبہ طلب کی جائے گی نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی، بلکہ اس کو حتمی طور پر قتل کر دیا جائے گا، یہ مسئلہ توبہ زندیق پر متفرع ہے، ان کے نزدیک جادوگر کافر ہے اور ہمارے نزدیک کافر نہیں ہے اور ہمارے نزدیک منافق اور زندیق کی توبہ قبول ہوتی ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام احمد کا قول بھی امام مالک کی طرح ہے اور صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے، اگر جادوگر اپنے جادو سے کسی شخص کو قتل کر دے اور یہ اعتراف کرلے کہ وہ شخص اس کے جادو کی وجہ سے مرا ہے اور اس جادو سے آدمی غالباً مر جاتا ہو تو اس جادوگر کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا اور اگر جادوگر یہ کہے کہ وہ شخص اس جادو سے مرا ہے اور اس جادو سے کبھی آدمی مرتا ہے اور کبھی نہیں مرتا تو پھر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور اس پر دیت اور کفارہ لازم ہوگا، اور دیت جادوگر کے مال سے ادا کی جائے گی، جادوگر کے عاقلہ سے دیت نہیں لی جائے گی، ہمارے فقہاء نے کہا ہے کہ قصاص صرف جادوگر کے اعتراف کی بناء پر ہوگا، گواہوں کی گواہی کی بناء پر جادوگر سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [1]

بَابُ السَّمِّ!

زہر کا بیان

۵۵۹۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ قَالَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَاكِ قَالَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا زہر آلودہ گوشت لے کر آئی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس گوشت سے کچھ کھا لیا، پھر اس عورت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس عورت سے اس گوشت کے متعلق سوال کیا، اس نے کہا میں نے (معاذ اللہ) آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس پر قادر نہیں کرے گا، یا فرمایا مجھ پر قادر نہیں کرے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں! آپ نے فرمایا: نہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس زہر کا اثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوے (منہ) میں ہمیشہ پایا گیا۔

(۵۵۹۱) وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملایا اور رسول اللہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَعَلَتْ سَمًّا فِيْ لَحْمٍ ثُمَّ اَتَتْ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ خَالِدٍ؛

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لے کر آئی، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زہر آلود گوشت کھانے کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واللہ یعصمک من الناس "اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا" اس حدیث میں اس کی تصدیق ہے اور یہ آپ کا معجزہ ہے کیونکہ عادۃً کوئی شخص زہر کھا کر زندہ نہیں رہتا، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا کہ اس گوشت میں زہر ملا ہوا ہے، صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب میں یہ روایت ہے کہ اس گوشت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے، جس یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا تھا اس کا نام زینب بنت الحارث تھا، یہ مرحب نامی یہودی کی بہن تھی، اس عورت کو قتل کرنے کے سلسلہ میں آثار مختلف ہیں، صحیح مسلم کی روایت میں ہے آپ نے اس کو قتل نہیں کیا، اور بعض دیگر روایات میں ہے آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن سحنون نے کہا، اس کے قتل کرنے پر محدثین کا اجماع ہے، ہو سکتا ہے کہ پہلے مرحلہ میں آپ نے اس کو قتل نہ کیا ہو اور بعد میں اس کو قتل کر دیا ہو۔[1]

اس جگہ یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ زہر آلود گوشت نہ کھاتے، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعض مغیبات پر مطلع فرمایا ہے، آپ مطلقاً عالم الغیب نہیں ہیں، نیز جن مغیبات پر آپ کو مطلع کیا ہے ان میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی بعض حکمتوں کو پورا کرنے کے لیے بعض اوقات بعض چیزوں سے آپ کی توجہ ہٹا لیتا ہے۔

باب۸۲ اِسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيْضِ!

مریض پر دم کرنے کا استحباب

(۵۵۹۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ لِاَصْنَعَ بِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے پھر فرماتے: (ترجمہ) اے انسانوں کے مالک تکلیفوں کو دور کر دے، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو میں آپ کا ہاتھ لے کر اسے آپ کی طرح آپ کے جسم پر پھیرنے لگی، آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَحْوَ مَا كَانَ يَصْنَعُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ قَدْ قَضَى

لیا اور فرمایا اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ کر دے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں نے دیکھا تو آپ واصل الی اللہ ہو چکے تھے۔

۵۵۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَشُعْبَةَ مَسَحَهُ بِيَدِهِ قَالَ وَفِي حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ مَسَحَهُ بِيَمِينِهِ وَقَالَ فِي عَقِبِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں بیان کیں، شعبہ کی روایت میں ہے آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا، ثوری کی روایت میں ہے آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیرا۔

۵۵۹۴- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ اس کو شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا اور کسی کی شفا نہیں ہے ایسی شفاء دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے۔

۵۵۹۵- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ يَدْعُو لَهُ قَالَ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس جاتے تو یہ دعا کرتے، اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، اے اللہ! اس کو شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کسی کی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس سے بیماری بالکل باقی نہ رہے۔ ابوبکر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَدَعَا لَهُ وَقَالَ وَأَنْتَ الشَّافِي۔

کی روایت میں ہے آپ اس کے لیے دعا فرماتے اور فرماتے تو ہی شفاء دینے والا ہے۔

۵۵۹۶ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَمُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَجَرِيرٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کے بعد ابوعوانہ اور جریر کی مثل حدیث ہے۔

۵۵۹۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي بِهَذِهِ الرُّقْيَةِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے، تیرے دست قدرت میں ہی شفاء ہے، تیرے سوا کوئی مصیبت کو دور کرنے والا نہیں ہے۔

۵۵۹۸ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۵۹۹ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِي وَفِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بِمُعَوِّذَاتٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس پر دم کرتے، جب آپ مرض وصال میں مبتلا تھے تو میں آپ پر دم کرتی اور آپ کے ہاتھ کو آپ پر پھیرتی کیونکہ آپ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی، اور یحییٰ بن ایوب کی روایت میں بمعوذات کا لفظ ہے۔

۵۶۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو آپ سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر دم کرتے اور جب آپ کا درد زیادہ ہوا تو میں پڑھتی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَنْهُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

تھی اور برکت کی امید سے آپ ہی کا ہاتھ پھیرتی تھی۔

۵۶۰۱ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا إِلَّا فِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ وَزِيَادٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کیں، مالک کے علاوہ اور کسی کی سند میں یہ نہیں ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برکت کی اُمید سے نیز مالک کی اور یونس اور زیاد کی روایت میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے نفس پر سورہ فلق اور سورہ ناس کو پڑھ کر دم کرتے اور اپنا ہاتھ پھیرتے۔

ف: ان احادیث میں قرآن مجید اور دیگر اذکار کے ساتھ دم کرنے کا ثبوت ہے۔ دم کے ساتھ تھوک کا لعاب نہیں اڑانا چاہیے، اگر بلاقصد کچھ لعاب کی چھینٹیں اڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا لعاب کے دم کرتے تھے اور جنھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا انھوں نے قصداً تھوک نہیں اڑایا تھا۔

باب ۸۳۔ اِسْتِحْبَابِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ وَالْحُمَةِ وَالنَّظْرَةِ

نظر لگنے، پھوڑے پھنسی زہریلے ڈنک وغیرہ کی تکلیف میں دم کرانے کا استحباب

۵۶۰۲ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دم کرانے کے متعلق دریافت کیا، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ انصار کے ایک گھرانے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گھرانے کو ہر زہریلے ڈنک کی تکلیف میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۰۴ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ عُمَرَ) قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِصْبَعِهِ هٰكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا بِاسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى بِهِ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا قَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ يُشْفٰى وَقَالَ زُهَيْرٌ لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اس کو کوئی چھالا یا زخم ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اس انگلی (سفیان نے کہا آپ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ کر پھر اٹھاتے) سے اشارہ کرکے فرماتے اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے ہمارا بیمار اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفاء پائیگا۔ زہیر کی روایت میں ہے تاکہ ہمارا بیمار شفاء پائے۔

۵۶۰۵ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُهَا اَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انھیں نظر لگنے کی تکلیف میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

۵۶۰۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۰۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انھیں نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کا حکم دیتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْمُرُنِیْ اَنْ اَسْتَرْقِیَ مِنَ الْعَیْنِ۔

۵۶۰۸- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَیْثَمَۃَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ فِی الرُّقٰی قَالَ رُخِّصَ فِی الْحُمَۃِ وَالنَّمْلَۃِ وَالْعَیْنِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دم کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا زہریلے ڈنک، پھوڑے پھنسی اور نظر لگنے کی صورت میں دم کرانے کی اجازت ہے۔

۵۶۰۹- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْیَانَ ح وَحَدَّثَنِیْ زُہَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا حَسَنٌ (وَہُوَ ابْنُ صَالِحٍ) کِلَاہُمَا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الرُّقْیَۃِ مِنَ الْعَیْنِ وَالْحُمَۃِ وَالنَّمْلَۃِ وَفِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ یُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نظر لگنے، ڈنک لگنے اور پھوڑے پھنسی کی صورت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرانے کی اجازت دی ہے۔

۵۶۱۰- حَدَّثَنِیْ اَبُو الرَّبِیْعِ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَارِیَۃٍ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی بِوَجْہِہَا سَفْعَۃً فَقَالَ بِہَا نَظْرَۃٌ فَاسْتَرْقُوْا لَہَا یَعْنِیْ بِوَجْہِہَا صُفْرَۃً۔

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ کے گھر ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر جھائیاں تھیں، آپ نے فرمایا اس کو نظر لگ گئی ہے، اس پر دم کراؤ، یعنی اس کے چہرے پر زردی تھی۔

۵۶۱۱- حَدَّثَنِیْ عُقْبَۃُ بْنُ مُکْرَمٍ الْعَمِّیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاٰلِ حَزْمٍ فِیْ رُقْیَۃِ الْحَیَّۃِ وَقَالَ لِاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ مَالِیْ اَرٰی اَجْسَامَ بَنِیْ اَخِیْ ضَارِعَۃً تُصِیْبُہُمُ الْحَاجَۃُ قَالَتْ لَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سانپ کی تکلیف میں آل حزم کو دم کرنے کی اجازت دی، اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بھائی (حضرت جعفر بن ابی طالب) کے بچوں کو دبلا دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟ حضرت اسماء نے کہا نہیں! لیکن ان کو نظر جلد لگ جاتی ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَلٰكِنِ الْعَيْنُ تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ قَالَ ارْقِيهِمْ قَالَتْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْقِيهِمْ

آپ نے فرمایا کوئی دم کرو، انھوں نے دم کے کلمات پیش کئے، آپ نے فرمایا: ان کو دم کر دو۔

۵۶۱۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَرْخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْقِي قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو کو سانپ کے ڈنک لگنے کی صورت میں دم کرنے کی اجازت دی، اور حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے تھے ہم میں سے ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مار دیا اس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں دم کروں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو وہ اس کو فائدہ پہنچائے۔

۵۶۱۳ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَرْقِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ أَرْقِي

امام مسلم نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بیان کیا اس میں ہے: قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں اس پر دم کر دوں؟ اور یہ نہیں کہا میں دم کروں۔

۵۶۱۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں بچھو سے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، وہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا اور میں بچھو سے ڈسے ہوئے پر دم کرتا تھا آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو وہ نفع پہنچائے۔

۵۶۱۵ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع کر دیا، پھر عمرو بن حزم کی آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ایک دم آتا ہے جس سے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَتْ عِنْدَنَا رُقْیَۃٌ نَرْقِیْ بِھَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاِنَّکَ نَھَیْتَ عَنِ الرُّقٰی قَالَ فَعَرَضُوْھَا عَلَیْہِ فَقَالَ مَا اَرٰی بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ۔

ہم بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرتے تھے اور آپ نے دم کرنے سے منع کر دیا! پھر انھوں نے اس دم کے کلمات آپ پر پیش کیے، آپ نے فرمایا میں ان میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کو نفع پہنچائے۔

۵۶۱۷ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاھِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ کُنَّا نَرْقِیْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَرٰی فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاکُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰی مَا لَمْ یَکُنْ فِیْہِ شِرْکٌ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں دم کرتے تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سلسلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے دم کے کلمات مجھ پر پیش کرو، اگر شرکیہ کلمات نہ ہوں تو دم میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ف: ان احادیث میں ڈنک لگنے اور مختلف بیماریوں میں دم کرانے کے جواز کا بیان ہے۔

باب جَوَازِ اَخْذِ الْاُجْرَۃِ عَلَی الرُّقْیَۃِ بِالْقُرْاٰنِ وَالْاَذْکَارِ

قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کا بیان

۵۶۱۸ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی التَّمِیْمِیُّ اَخْبَرَنَا ھُشَیْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا فِیْ سَفَرٍ فَمَرُّوْا بِحَیٍّ مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْھُمْ فَلَمْ یُضِیْفُوْھُمْ فَقَالُوْا لَھُمْ ھَلْ فِیْکُمْ رَاقٍ فَاِنَّ سَیِّدَ الْحَیِّ لَدِیْغٌ اَوْ مُصَابٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ نَعَمْ فَاَتَاہُ فَرَقَاہُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَبَرَاَ الرَّجُلُ فَاُعْطِیَ قَطِیْعًا مِّنْ غَنَمٍ فَاَبٰی اَنْ یَّقْبَلَھَا وَقَالَ حَتّٰی اَذْکُرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَا رَقَیْتُ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ مَا اَدْرَاکَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا مِنْھُمْ وَاضْرِبُوْا لِیْ بِسَھْمٍ مَّعَکُمْ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سفر میں گئے، عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ پر ان کا گذر ہوا، صحابہ نے ان لوگوں سے مہمانی طلب کی، انھوں نے ضیافت نہ کی، پھر انھوں نے صحابہ سے پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈسا ہوا ہے، یا کہا وہ تکلیف میں ہے، صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا: ہاں مجھے دم کرنا آتا ہے، پھر وہ صحابی اس سردار کے پاس گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کر دیا، وہ شخص ٹھیک ہو گیا اور ان کو بکریوں کا ایک ریوڑ دیا گیا۔ انھوں نے ان بکریوں کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر نہ کر لوں ان کو نہیں لوں گا! پھر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کا ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے سورہ فاتحہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے سوا اور کسی چیز کا دم نہیں کیا، پھر آپ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے! پھر فرمایا: ان بکریوں کو لے لو اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

۵۶۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفُلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ صحابی سورہ فاتحہ پڑھتے جاتے تھے اور اپنا تھوک جمع کر کے اس پر تھوکتے جاتے تھے۔ سو وہ شخص تندرست ہو گیا۔

۵۶۲۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَأَتَتْنَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ لُدِغَ فَهَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَظُنُّهُ يُحْسِنُ رُقْيَةً فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْهُ غَنَمًا وَسَقَوْنَا لَبَنًا فَقُلْنَا أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً فَقَالَ مَا رَقَيْتُهُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ فَقُلْتُ لَا تُحَرِّكُوهَا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ مَعَكُمْ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مقام پر گئے، ہمارے پاس ایک عورت نے آ کر کہا ہمارے قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے کاٹ لیا ہے، کیا تم میں سے کوئی شخص دم کرنے والا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا، ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ اس کو اچھی طرح دم کرنا آتا ہو گا، اس نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، وہ سردار تندرست ہو گیا، ان لوگوں نے اس کو بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ پلایا، ہم نے کہا تم کو واقعی دم کرنا آتا تھا؟ اس نے کہا میں نے تو اس پر صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے! حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں پھر میں نے کہا ان بکریوں کو مت چھیڑو، حتی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر معلوم کر لیں، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ سے دم ہوتا ہے! ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور ان میں سے اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔

۵۶۲۱ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مِنَّا مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس میں یہ ہے ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر چل پڑا ہمارے خیال میں اس کو دم کرنا نہیں آتا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز

حدیث میں قطیع کا لفظ ہے، اس کا اطلاق دس سے چالیس تک ہوتا ہے، اور یہاں قطیع سے مراد تیس بکریاں ہیں جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تصریح ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ان بکریوں میں میرا حصہ بھی لگاؤ، اس ارشاد میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کی اجرت لینے کے جواز کی تصریح ہے اور یہ حلال ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، اسحٰق، ابوثور اور دوسرے متقدمین اور متاخرین فقہاء کا یہی مذہب ہے، امام ابوحنیفہ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے منع کیا ہے اور دم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس حدیث کا مورد اگرچہ خاص ہے لیکن الفاظ میں عموم ہے اور اعتبار خصوصیت مورد کا نہیں عموم الفاظ کا ہوتا ہے، متاخرین احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے، ہم اس کی تفصیل اور تحقیق پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے متعلق آثار صحابہ و تابعین

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن الوضين بن عطا قال: كان بالمدينة ثلاثة معلمين يعلمون الصبيان وكان عمر بن الخطاب يرزق كل واحد منهم خمسة عشر كل شهر۔[1]

وضین بن عطاء کہتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم تھے جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ درہم دیتے تھے۔

عن خالد الحذاء قال: سألت ابا قلابة عن معلم يعلم ويأخذ اجرا فلم يرله بأسا۔[2]

خالد حذاء کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے اس معلم کے متعلق سوال کیا جو اجرت لے کر تعلیم دیتا ہے، انہوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

عن طاؤس انه كان لا يرى بأسا ان يعلم المعلم على ولا يشارطوان اعطى شيئا اخذه۔[3]

طاؤس کہتے ہیں کہ اگر معلم بغیر کسی شرط کے تعلیم دے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر اس کو کچھ دیا جائے تو لے لے۔

عن ابراهيم قال: كان يكره ان يشارط المعلم على تعليم الصبيان القرآن۔[4]

ابراہیم کہتے ہیں کہ معلم کا تعلیم قرآن پر اجرت کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن عامر قال: المعلم لا يشارط فان اهدى له شيئا فليقبله۔[5]

عامر کہتے ہیں کہ معلم کوئی شرط نہ لگائے اور اگر اس کو کچھ ہدیہ دیا جائے تو اس کو قبول کرے۔

---

[1] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[2] " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، " " " "
[3] " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، " " " "
[4] " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " " "
[5] " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۳، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان آثار میں سے بعض آثار مصنف عبدالرزاق (ج ۸ ص ۱۱۴) اور سنن کبریٰ (ج ۶ ص ۱۲۴) میں بھی روایت کیے گئے ہیں۔

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

اپنے بچے کو قرآن مجید، فقہ یا علم میراث پڑھوانے کے لیے کسی شخص کو اجرت پر رکھنا جائز نہیں ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جائز ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت کسی مسلمان کے ساتھ خاص ہو اس کو اجرت پر حاصل کرنا باطل ہے، امام شافعی کا قول یہ ہے کہ جس چیز کو قائم کرنا کسی اجیر (عامل) پر متعین نہ ہو اس چیز کو اجرت پر حاصل کرنا جائز ہے۔ تعلیم قرآن پر اجرت لینے یا دینے کی ممانعت کی دلیل یہ حدیث ہے، حضرت عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھو اور اس سے روزی نہ کماؤ"، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدرس علم سے فرمایا "اللہ کی کتاب کے لیے چپاتیوں (روٹیوں) کی شرط نہ لگاؤ" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن مجید کی ایک سورت کی تعلیم دی، اس شخص نے اس کے عوض میں ان کو ایک کمان دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو آگ کی کمان پہنائے؟ انہوں نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا پھر تم اس کی کمان کو واپس کر دو۔ نیز جو شخص کسی کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے وہ اس عمل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے، کیونکہ آپ بطور معلم مبعوث ہوئے ہیں اور آپ تعلیم میں کسی اجر کی طمع نہیں رکھتے تھے، سو جو شخص اس عمل میں آپ کا خلیفہ ہو اس کو بھی اجر کی طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

بلخ کے بعض ائمہ نے اہل مدینہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے متقدمین نے اپنے نظریہ کی بنیاد اپنے زمانہ کے مشاہدات پر رکھی تھی، کیونکہ اس زمانہ میں محض ثواب اور اجر آخرت کی بناء پر قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور فقہاء بڑے ذوق اور شوق سے لوجہ اللہ علوم دینیہ کی تعلیم دیتے تھے اور متعلمین بھی اس احسان کا بدلہ احسان سے دیتے تھے، لیکن اس زمانہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہو چکی ہیں، اس لیے اب ہم کہتے ہیں کہ اجرت دے کر تعلیم حاصل کرنا جائز ہے تاکہ علوم دینیہ کی تعلیم معطل نہ ہو جائے، اور زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتی تھیں، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا۔

اگر لوگوں نے رمضان یا غیر رمضان میں کسی شخص کو امامت کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے نفس کے لیے عمل کر رہا ہے وہ دوسرے شخص سے اس عمل کی اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، اسی طرح اگر اجرت پر مؤذن کا تقرر کیا تو یہ بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ لوگوں کو نماز کی طرف بلانے میں مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اور اس عمل کی منفعت اسی کو حاصل ہوگی کیونکہ جماعت کی کثرت سے اس کا ثواب زیادہ ہوگا، اس کی دلیل یہ حدیث ہے: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آخری وصیت یہ کی تھی کہ تم سب سے کمزور شخص کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کو نماز پڑھانا، اور اگر تم مؤذن بنو تو اذان پر اجرت نہ لینا، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں تم سے بغض رکھتا ہوں، اس نے کہا اے امیر المومنین،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کی وجہ ؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اذان پر اجرت لیتے ہو! [1]

تعلیم قرآن ، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

جن عبادات کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے ان کو اجرت پر حاصل کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً امامت، اذان، حج اور تعلیم قرآن وغیرہ، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے عطاء، ضحاک بن قیس، امام ابوحنیفہ اور زہری کا بھی یہی قول ہے، زہری اور اسحاق نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو مکروہ کہا ہے۔ عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ معلمین کا اجرت لینا حرام ہے، حسن بصری، ابن سیرین، طاؤس، شعبی اور نخعی نے تعلیم قرآن پر شرط کے ساتھ اجرت لینے کو حرام کہا ہے۔

ابوطالب نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ ان بادشاہوں پر توکل کرنے یا اپنے اہل وعیال کے معاش میں عام لوگوں پر توکل کرنے یا قرض لے کر تجارت کرنے سے قرآن مجید کی تعلیم دینا بہتر ہے، اس نقل سے یہ معلوم ہوا کہ امام احمد کا تعلیم قرآن پر اجرت لینے سے منع کرنا کراہت کی بناء پر ہے تحریم کی بناء پر نہیں ہے، یعنی ان کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تحریمی نہیں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے، ابو قلابہ، ابوثور اور ابن منذر نے بھی معلمین کی اجرتوں کو جائز کہا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یاد ہونے کی بناء پر ایک شخص کا نکاح کر دیا، اور جب تعلیم قرآن کو نکاح کا عوض اور مہر بنانا صحیح ہے تو پھر تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی صحیح ہے، نیز حدیث صحیح میں ہے! جن چیزوں پر تم نے اجرت لی ہے ان میں اجر کی سب سے زیادہ حق دار اللہ کی کتاب ہے، نیز حضرت ابوسعید خدری نے ایک سانپ کے ڈسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور عوض میں اس سے (تیس) بکریاں لیں، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اور جب دم پر اجرت لینا جائز ہے تو تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ نیز تعلیم قرآن پر بیت المال سے رزق لینا جائز ہے سو اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے، جس طرح مسجدوں اور پلوں کے بنانے کی اجرت لینا جائز ہے اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے، نیز اس کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ جو شخص خود حج نہ کر سکتا ہو اور کوئی شخص لوجہ اللہ اس کی طرف سے حج کرنے پر تیار نہ ہو، وہ کسی دوسرے شخص کو اجرت دے کر اپنی طرف سے حج کراتا ہے۔ [2]

تعلیم قرآن ، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قرآن مجید یا اس کی کسی سورت معینہ کی تعلیم پر تعیین اور تحدید کے ساتھ اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح ضرورت مند شخص

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، مبسوط ج ۱۶، ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۵ ص ۳۲۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے لیے فقہ اور حدیث وغیرہ کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے اور مُردوں پر قرآن مجید پڑھوانے کے لیے اجرت دینا جائز نہیں ہے، امام شافعی نے کتاب الام میں اس کی تصریح کی ہے۔

علامہ شربینی نے مغنی میں کہا ہے کہ قبر پر مدت معلومہ کے لیے اجرت معینہ دینا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید جہاں بھی پڑھا جائے رحمت کا نزول ہوتا ہے، اور اس میں مردہ زندہ کی طرح ہے، خواہ قرأت کے بعد دعا کی جائے یا نہیں، عام ازیں کہ قرأت اس مردہ کے لیے کی جائے یا نہیں، قرآن مجید پڑھنے کی منفعت بہر حال مردہ تک پہنچتی ہے، اور قرأت پر اجرت دینا ایسا ہے جیسا کہ دعا پر اجرت دینا، اور اس سے میت کو بہر حال فائدہ پہنچتا ہے، امام شافعی نے جو کتاب الام میں منع کیا ہے اس کا کوئی اور محمل ہے، شہاب رملی نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے۔

(علامہ نووی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی شخص مال کی طلب کے لیے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اس کو اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا، بلکہ بعض اوقات وہ گنہگار ہوتا ہے۔ [1]

تعلیم قرآن، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں: مؤذن کو اجرت دینے کے متعلق ایک قوم کا نظریہ یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ایک قوم نے اس کو مکروہ کہا ہے، جو علماء مکروہ کہتے ہیں ان کا استدلال حضرت عثمان بن ابی العاص کی روایت سے ہے "ایسا مؤذن مقرر کرو جو اذان پر اجر نہ لے" اور جو لوگ اذان پر اجر لینے کو مباح کہتے ہیں وہ اس کو افعال غیر واجبہ پر قیاس کرتے ہیں، اور اصل میں منشاء اختلاف یہی ہے کہ اذان دینا واجب ہے یا واجب نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت دینے میں بھی اختلاف ہے، ایک قوم کے نزدیک مکروہ ہے اور قوم کے نزدیک جائز ہے جو لوگ مباح کہتے ہیں وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے کی اجرت کو جائز فرمایا ہے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ تعلیم قرآن اور دم کرنے میں فرق کرتے ہیں۔ [2]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم پر اجرت لینے میں علماء کا اختلاف ہے، زہری اور اصحاب رائے اس سے منع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینی جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم دینا واجب ہے اس لیے اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے جس طرح نماز اور روزے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا۔ "میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو۔" اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے بچوں کے معلم بدترین لوگ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر بہت سختی کرتے ہیں" اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۱۵، ص ۳۱ - ۳۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت

[2] قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۱۶۹ - ۱۶۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آپ معلمین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کے درہم (روپے وغیرہ) حرام ہیں، ان کے کپڑے حرام ہیں اور ان کی گفتگو دکھاوا ہے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ لوگوں کو قرآن مجید اور کتابت کی تعلیم دی، مجھے ایک شخص نے کمان بطور ہدیہ دی، میں نے سوچا یہ مال نہیں ہے میں اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: اگر تم کو یہ پسند ہو کہ تم اس کے بدلے میں جہنم کا طوق پہنو تو اس کو لے لو۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد، (امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں) ابوثور اور اکثر علماء نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے:

ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ — جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب اجر کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔

صحیح بخاری ج۲ ص۸۵۴۔

اس مسئلہ میں یہ حدیث نص صریح ہے لہٰذا اس حدیث پر اعتماد کرنا چاہیے، مخالفین نے نماز اور روزے پر جو قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ اوّل تو وہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے، ثانیاً ان میں فرق ہے کیونکہ نماز اور روزہ ایسی عبادات ہیں جو فاعل کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور تعلیم قرآن ایسی عبادت ہے جو غیر کی طرف متعدی ہوتی ہے لہٰذا اس پر اجرت لینا اسی طرح جائز ہے جس طرح کتابت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور اس آیت کا جواب یہ ہے کہ یہ بنو اسرائیل کے متعلق ہے اور ہم سے پہلی شریعت ہے، (میرے نزدیک اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں تعلیم آیات پر اجرت لینے سے ممانعت نہیں ہے بلکہ تحریف کے عوض معاوضہ لینے سے ممانعت ہے اور بنو اسرائیل یہی کرتے تھے، اپنی آمدنی کے ختم ہونے کے ڈر سے تورات کی ان آیات کا مفہوم بدل دیتے تھے جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور آپ کی آمد کے پیش گوئیوں کا ذکر تھا۔ سعیدی غفرلہٗ)۔

جو شخص امور دینیہ کو انجام دے مسلمانوں کے امیر پر اس کی اعانت واجب ہے، اور اگر امیر اس کی اعانت نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر اس کی اعانت واجب ہے، کیونکہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کار خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیا تو ان کے پاس اپنے اہل و عیال کی کفالت کے لیے کوئی انتظام نہیں تھا، وہ کپڑے لے کر بازار فروخت کرنے کے لیے چلے گئے انہیں ان سے منع کیا گیا، انھوں نے کہا پھر میں اپنے گھر کا خرچ کیسے چلاؤں گا! مسلمانوں نے ان کو واپس لوٹایا اور ان کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت کے سلسلہ میں جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہے، پہلی حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی سعید بن طریف ہے وہ متروک ہے دوسری حدیث جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اس کی سند میں ایک راوی ابو جرہم ہے وہ مجہول اور غیر معروف ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی ابی المہزم ہے وہ متروک الحدیث ہے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، تیسری حدیث حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے اس کو امام ابو داؤد نے مغیرہ سے روایت کیا ہے اور مغیرہ مجہول ہے اس کی تمام روایات منکر ہیں اور یہ روایت بھی منکر ہے اور کمان والی حدیث میں ایک راوی منقطع ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممانعت اجر کے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، اس سلسلہ میں تمام روایات ضعیف ہیں۔ نیز کمان والی حدیث کی یہ تاویل بھی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے انھوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

محض للہ تعلیم دینے کا ارادہ کیا تھا، اور بعد میں اس تعلیم کے بدلہ میں کمان کا ہدیہ قبول کیا اس لیے آپ نے یہ وعید بیان کی؛ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بہتر معلمین ہیں جب بھی دین بوسیدہ ہو جاتا ہے یہ اس کی تجدید کرتے ہیں، ان کو عطا یا دو، اور ان کو اجرت پر نہ رکھو اور ان کو تنگی میں نہ ڈالو، کیونکہ جب معلم بچہ سے کہتا ہے پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور بچہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک براءت بچہ کے لیے لکھتا ہے، ایک براءت معلم کے لیے اور ایک اس کے ماں باپ کے لیے۔

اجرت لے کر نماز پڑھانے والے کے مسئلہ میں بھی اختلاف ہے، اشہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک سے سوال کیا گیا کہ جو شخص اجرت لے کر رمضان میں تراویح پڑھاتے اس کا کیا حکم ہے، امام مالک نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فرض نماز پڑھانے کی اجرت لینا شدید مکروہ ہے، امام شافعی، ان کے اصحاب اور ابو ثور نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج ہے، امام اوزاعی نے کہا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس کی نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں[1]

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں:

وجازت الاجارة على تعليم قران مشاهرة مثلا لكل شهر بدرهم اوكل سنة بدينار[2]	تعلیم قرآن پر ماہوار اجرت لینا جائز ہے، مثلاً ہر مہینہ ایک درہم یا ہر سال ایک دینار۔

تعلیم قرآن، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق مصنف کا موقف

ہمارے نزدیک تعلیم قرآن، حج، امامت، اذان اور دیگر عبادات پر اجرت لینا جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله[3]	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں اجر کی سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔

یہ حدیث تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے باب میں نص صریح ہے، بعض علماء نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث میں دم کرنے پر اجرت لینے کا جواز ہے، اس سے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز لازم نہیں آتا، لیکن یہ تاویل اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث میں الفاظ عام ہیں اور خصوصیت مورد کے مقابلہ میں عموم الفاظ کو ترجیح دی جاتی ہے، اور جن احادیث میں ممانعت ہے وہ سب سنداً ضعیف ہیں جو اس حدیث صحیح سے معارضہ کی صلاحیت نہیں رکھتیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔[4]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۶-۳۳۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] علامہ ابو البرکات سیدی احمد دردیر مالکی - ۱۱۹۷ھ، الشرح الکبیر ج ۴ ص ۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۸۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ

[4] علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۴ ص ۴۵۴-۴۵۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس مسئلہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین پانچ وقت کی نمازیں اور جمعہ پڑھاتے تھے، وعظ و نصیحت کرتے تھے، مقدمات کے فیصلے کرتے تھے، مسلمانوں کے اندرونی اور بیرونی مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہتے تھے اور جہاد کا انتظام کرتے تھے اور ان تمام خدمات کے عوض ان کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا، اور اخیار امت کا یہ تعامل اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ تعلیم قرآن، امامت، خطابت اور دیگر عبادات پر اجرت لینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ خلفاء راشدین کی سنت ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت لما استخلف ابو بكر الصديق قال لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مؤنة اهلی وشغلت بامر المسلمین فسیاکل ال ابی بکر من هذا المال ویحترف للمسلمین فیه۔ ؎۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو انھوں نے فرمایا میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا کسب (تجارت) میرے اہل و عیال کی کفالت کے لیے ناکافی نہیں تھا، اور اب میں مسلمانوں کے معاملات میں مشغول ہو گیا ہوں، اب ابوبکر کے اہل و عیال بیت المال کے مال سے کھائیں گے، اور ابوبکر مسلمانوں کے لیے کسب کرے گا۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سعد نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو وہ اپنے معمول کے مطابق سر پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر بازار میں تجارت کے لیے چلے گئے، راستہ میں حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں! حالانکہ آپ مسلمانوں کے والی مقرر ہو چکے ہیں! حضرت ابوبکر نے کہا اگر میں یہ تجارت نہ کروں تو پھر اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں گا؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے وظیفہ مقرر کرتے ہیں پھر انھوں نے ہر روز کے لیے نصف بکری مقرر کر دی۔

میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے آپ کا دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، حضرت ابوبکر نے فرمایا میرے اہل و عیال کا خرچ زیادہ ہے مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت ہے پھر مسلمانوں نے پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ ؎۲

نیز علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

صحیح بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عامل کے اوپر کوئی اور عامل نہ ہو تو وہ اپنی ضروریات کے مطابق بیت المال سے وظیفہ لے سکتا ہے اور ہر وہ شخص جس کو مسلمانوں کے اعمال کی کوئی ذمہ داری سونپی جائے اس کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا جائے، کیونکہ اس کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لیے رقم کی احتیاج ہوتی ہے کیونکہ اگر اس کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جائے گا تو وہ بلا عوض مسلمانوں کے کسی کام کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور اس سے مسلمانوں کے اجتماعی مفادات اور مصالح ضائع ہو جائیں گے، اسی بناء پر ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ قاضی کو وظیفہ دینے میں

؎۱ ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ

؎۲ ۔ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۸۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کوئی حرج نہیں ہے، اور قاضی شریح رضی اللہ عنہ قضاء کا وظیفہ لیا کرتے تھے، امام بخاری نے رزق الحکام کے باب میں اس کا ذکر کیا ہے، پھر اگر قاضی ضرورت مند ہو تو بیت المال سے اس کی کفالت واجب ہے اور اگر اس کے پاس اتنی دولت ہو کہ وہ وظیفہ سے مستغنی ہو تو پھر اس کا بیت المال سے وظیفہ نہ لینا افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پھر بھی اس کا وظیفہ لینا زیادہ صحیح ہے تاکہ وہ قضاء کے معاملہ اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں سستی نہ کرے، کیونکہ جب وہ اپنے کام کا کوئی وظیفہ نہیں لے گا تو قضاء کی ذمہ داریوں کو توجہ اور باقاعدگی سے پورا نہیں کرے گا۔ [۱]

علامہ عینی نے قاضی کو وظیفہ دینے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ تمام وجوہات تعلیم قرآن، امامت اور اذان وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

علامہ آلوسی حنفی ولا تشتروا بایاتی ثمنا قلیلا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بعض اہل علم نے اس آیت سے قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم کی اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے اور اس مسئلہ میں بعض احادیث بھی مروی ہیں جو صحیح نہیں ہیں حالانکہ صحیح حدیث میں یہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم تعلیم پر اجرت لیں؟ آپ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے بہتر کتاب اللہ ہے، اور اس کے جواز کے سلسلہ میں علماء کے بکثرت اقوال منقول ہیں اگرچہ بعض علماء نے اس کو مکروہ بھی کہا ہے اور اس آیت میں اس کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ [۲]

اگر یہ کہا جائے کہ عالم دین پر دینی علوم کی تعلیم دینا اور فرائض کی جماعت کرانا فرض ہے اور فرض کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (اس کے وعدہ کی بنا پر جو اس نے محض اپنے فضل سے کیا ہے) بندوں کے ذمہ نہیں ہے، تو میں کہوں گا کہ یہ صحیح اور برحق ہے لیکن عالم دین پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ مثلاً جامعہ نعیمیہ میں جاکر تعلیم دے اور وہاں نماز پڑھائے، اور اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ آٹھ سے بارہ بجے تک چار گھنٹہ پڑھائے، اسی طرح اس پر مثلاً ظہر کی نماز پڑھانا ضروری ہے یہ کب ضروری ہے کہ وہ ڈیڑھ بجے ظہر کی نماز پڑھائے، نیز یہ کب ضروری ہے کہ مدرسہ کے معین کردہ نصاب کے مطابق پڑھائے پھر اس پر یہ کب ضروری ہے کہ وہ فلاں فلاں طالب علم کو پڑھائے اور فلاں فلاں لوگوں کو نماز پڑھائے؟

اس لیے جب کوئی ادارہ کسی عالم دین کو مخصوص مدرسہ کے مخصوص اوقات میں مخصوص نصاب کے مطابق مخصوص طلبہ کو تعلیم دینے کا پابند کرے گا یا مخصوص مسجد کے مخصوص اوقات میں مخصوص ——— لوگوں کو نماز پڑھانے یا اذان دینے کا پابند کرے گا تو وہ معاوضہ ان خصوصیات اور تقییدات کے مقابلہ میں ہوگا نفس عبادات کا معاوضہ نہیں ہوگا اور نہ کسی عالم کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ان عبادات کا معاوضہ لے رہا ہے، عالم کو جس جگہ جس وقت اور جن لوگوں کا پابند کیا جاتا ہے وہ اس جگہ، اس وقت اور ان لوگوں کی پابندی کرنے کا معاوضہ لیتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان دینی فرائض کو ادا کرنے میں عالم دین جو وقت صرف کرتا ہے وہ معاوضہ اس وقت کا ہوتا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہوتا، یا ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں اس کی جو توانائی خرچ ہوتی ہے یہ معاوضہ

---

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۸۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۲۵۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس توانائی کا ہے ان عبادات کا معاوضہ نہیں ہے یا جس طرح حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت کوئی اور ذریعہ معاش اختیار کرتا تو وہ میری ضروریات کا کفیل ہوتا، اب مسلمانوں کے ان امور کی انجام دہی کی وجہ سے وہ اس کارِ معاش کو اختیار نہیں کر سکا لہٰذا اس کے بدلہ میں اس کی ضروریات کا خرچ قوم یا کسی قومی ادارہ پر واجب ہو گا۔

امام مالک اور امام شافعی نے اور ایک قول میں امام احمد نے عبادات پر معاوضہ لینے کو جائز کہا ہے۔

ہر چند کہ متقدمین فقہاء احناف نے اسلامی فرائض کی بجاآوری پر اجرت لینے سے منع کیا تھا، لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت علماء کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے لیکن اب جبکہ امراء اور سلاطین نے علماء کی کفالت ترک کر دی ہے تو اب علماء کا اپنے فرائض منصبی پر اجرت لینا جائز ہے اور متاخرین فقہاء احناف نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قال الامام الخير اخزی یجوز فی زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجر کذا فی الروضة والذخیرة[1]

امام خیر اخزی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح روضہ اور ذخیرہ میں ہے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن کی اجرت دینے کو مستحسن قرار دیا ہے، کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں پر سستی غالب ہو گئی ہے، اور اجرت نہ دینے میں حفظِ قرآن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔[2]

علامہ بابرتی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اجرت دینا جائز ہے اور فقہاء نے اس کے لیے مدت اور اجرت کے مقرر کرنے کو بھی جائز کہا ہے، اور اگر مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو اجرت مثلی دینے کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔

فقہاء نے کہا ہے کہ متقدمین نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ پہلے معلمین کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر تھے، اس لیے معلمین اپنی ضروریات اور معاش میں مستغنی تھے: نیز اس زمانہ میں محض ثواب کے لیے قرآن مجید کا تعلیم دینے کا بھی رجحان تھا اور اب یہ بات باقی نہیں رہی، امام ابوعبداللہ الخیر اخزی نے کہا کہ اس زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کے لیے بھی اجرت لینا جائز ہے۔[3]

علامہ علاؤالدین الحصکفی لکھتے ہیں:

اس زمانہ میں اجرت پر قرآن مجید کی تعلیم دینے، فقہ پڑھانے، امامت کرنے اور اذان دینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے، اور اجرت پر تعلیم دلوانے والے کو مقررہ اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر پہلے اجرت طے نہ کی گئی ہو تو اس کو اجرت مثلی دینے پر مجبور کیا جائے گا۔[4]

---

[1] علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۶۵۵، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[2] علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخرین ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان

[3] علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ھ، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۸ ص ۴۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[4] علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۳۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

قال وما یاخذه الفقهاء من المدارس لیس باجرة لعدم شروط الاجارة ولا صدقة لان الغنی یاخذها بل اعانة لهم علی حبس انفسهم للاشتغال حتی لو لم یحضروا الدرس بسبب اشتغال وتعلیق جاز اخذ هم له[^۵]

علامہ ابن الشحنہ نے کہا ہے کہ فقہاء مدارس سے جو وظیفہ لیتے ہیں وہ اجرت نہیں ہے کیونکہ اس میں اجارہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں، اور نہ یہ صدقہ ہے کیونکہ غنی بھی یہ وظیفہ لیتے ہیں، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء درس کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں اس لیے یہ ان کی اعانت ہے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی کام یا مشغولیت کی وجہ سے درس میں نہ آسکیں پھر بھی ان کا وظیفہ لینا جائز ہے۔

اب ایک یہ نقطہ بحث طلب رہ گیا ہے کہ اگر علماء ان عبادات پر اجرت لیں تو کیا ان کو آخرت میں اجر ملے گا یا نہیں میرا یہ گمان ہے کہ اگر علماء اس معاوضہ کو اپنی عبادات کا معاوضہ سمجھ کر لیتے ہیں تو پھر وہ اجر اخروی کے مستحق نہیں ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عبادات تو محض للہ فی اللہ ہیں وہ محض پابندی اوقات کا معاوضہ لیتے ہیں تو پھر ان کو اجر اخروی کی امید رکھنی چاہیے۔

بَابُ ۷۸۵ اِسْتِحْبَابِ وَضْعِ يَدِهٖ عَلٰى مَوْضِعِ الْاَلَمِ مَعَ الدُّعَاءِ

دعا کے وقت اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھنے کا استحباب

۵۶۴۲ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ مُنْذُ اَسْلَمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ تَاَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ جب سے وہ اسلام لائے ہیں ان کے جسم میں درد ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے جسم میں جہاں درد ہے وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو اور سات بار کہو (ترجمہ:) میں اللہ کی ذات اور قدرت سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔

---

[^۵]: علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۹، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۶ التَّعَوُّذِ مِنْ شَيْطَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں شیطان کے وسوسے سے پناہ مانگنے کا بیان

۵۶۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر قرأت مشتبہ کر دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگو، اور بائیں جانب تین بار تھوک دو، حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ــــــ اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

۵۶۲۴ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ نُوحٍ ثَلَاثًا ۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت عثمان بن ابی العاص کی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

۵۶۲۵ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

بَابٌ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَاسْتِحْبَابِ التَّدَاوِي

ہر بیماری کی دوا ہے اور علاج کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

۵۶۲۶ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو (وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ) عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب وہ دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ عزوجل کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِكُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ؀

اذن سے شفا ہو جاتی ہے۔

۵۶۲۷ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَّاَبُو الطَّاهِرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِ شِفَآءً ؀

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مقنع کی عیادت کی پھر فرمایا: میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم پچھنے (فصد) نہ لگوالو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس میں شفاء ہے۔

۵۶۲۸ حَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ جَآءَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ اَهْلِنَا وَرَجُلٌ يَّشْتَكِيْ خُرَاجًا بِهٖ اَوْ جِرَاحًا فَقَالَ مَا تَشْتَكِيْ قَالَ خُرَاجٌ بِيْ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ فَقَالَ يَا غُلَامُ ائْتِنِيْ بِحَجَّامٍ فَقَالَ لَهٗ مَا تَصْنَعُ بِالْحَجَّامِ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُعَلِّقَ فِيْهِ مِحْجَمًا قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّ الذُّبَابَ لَيُصِيْبُنِيْ اَوْ يُصِيْبُنِي الثَّوْبُ فَيُؤْذِيْنِيْ وَيَشُقُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَاٰى تَبَرُّمَهٗ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ قَالَ فَجَآءَ بِحَجَّامٍ فَشَرَطَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ؀

عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہمارے گھر آئے درآں حالیکہ ایک شخص کو زخم کی شکایت تھی، حضرت جابر نے فرمایا تم کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا مجھ کو ایک زخم سے بہت تکلیف ہے؟ حضرت جابر نے فرمایا: اے لڑکے فصد لگانے والے کو بلاؤ، اس نے کہا: اے ابوعبداللہ آپ فصد لگانے والے کو کیوں بلاتے ہیں؟ حضرت جابر نے فرمایا: میں اس زخم پر پچھنے لگوانا چاہتا ہوں، اس نے کہا پھر مجھ پر یا میرے زخم پر مکھیاں بیٹھیں گی یا میرے زخم پر کپڑا لگے گا جس سے مجھے تکلیف ہوگی! جب حضرت جابر نے یہ دیکھا کہ یہ پچھنے لگوانے سے گھبرا رہا ہے، تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں خیر ہے تو پچھنے لگوانے میں، یا شہد کے ایک گھونٹ میں یا آگ سے داغ لگوانے میں، حضور نے فرمایا میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا کہ پھر ایک حجام آیا اس نے پچھنے لگائے اور اس کی تکلیف ختم ہو گئی۔

۵۶۲۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اسْتَاْذَنَتْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فصد کے متعلق اجازت طلب کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔

حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ کو فصد لگانے کا حکم دیا حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضرت ابو طیبہ حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے نا بالغ لڑکے تھے۔

۵۶۳۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا، انھوں نے ان کی ایک رگ کاٹ کر اس کو داغ دیا۔

۵۶۳۱- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ان میں رگ کو کاٹنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۶۳۲- وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب میں حضرت ابی بن کعب کے ______ بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس کو دوا غا۔

۵۶۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ قَالَ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے تیر کے پھل کے ساتھ اس کو داغا۔ ان کا ہاتھ سوج گیا تو آپ نے اس کو دوبارہ داغا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۶۲۴ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور فصد لگانے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک میں دوا ڈالی۔

۵۶۲۵ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَا يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فصد لگوائی اور آپ کسی شخص کی اجرت میں کمی نہیں کرتے تھے۔

۵۶۲۶ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۲۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۲۸ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۲۹ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَهُمْ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ۔

اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۶۴۱ - وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۶۴۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتٰى بِالْمَرْاَةِ الْمَوْعُوْكَةِ فَتَدْعُوْ بِالْمَاءِ فَتَصُبُّهٗ فِيْ جَيْبِهَا وَتَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ وَقَالَ اِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی بخار زدہ عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا کہ یہ جہنم کے جوش سے ہے۔

۵۶۴۳ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ صَبَّتِ الْمَاءَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ اَنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں جہنم کے جوش کا ذکر نہیں ہے۔

۵۶۴۴ - قَالَ اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک مزید سند بیان کی۔

۵۶۴۵ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْحُمّٰى

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَوْرِ مِنْ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَآءِ ٭

٥٦٤٦ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا عَنْكُمْ بِالْمَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْكُمْ وَقَالَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو اپنے آپ سے پانی کے ساتھ ٹھنڈا دور کرو۔ ابوبکر کی روایت میں "اپنے آپ سے" کے الفاظ نہیں ہیں۔

٥٦٤٧ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَأَشَارَ أَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ ٭

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی، آپ نے اشارہ کرکے دوا ڈالنے سے منع فرمایا۔ ہم نے آپس میں کہا شاید آپ کی مرض کی وجہ سے دوا کو (طبعاً) ناپسند کر رہے ہیں۔ جب آپ شفایاب ہوئے تو آپ نے فرمایا: عباس کے علاوہ تم سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔

٥٦٤٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَرَشَّهُ قَالَتْ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بِابْنٍ لِيْ قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَهْ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ ٭

عکاشہ بن محصن کی بہن ام قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں میں اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس پر بہا دیا۔ پھر میں اپنے ایک اور بچے کو آپ کی خدمت میں لے کر گئی جس کو میں نے بیماری میں دبایا تھا اس کے تالو میں ورم تھا۔ آپ نے فرمایا تم اپنے بچوں کا حلق کیوں دباتے ہو؟ تم اس عود ہندی کو لازم رکھو۔ اس میں سات چیزوں سے شفاء ہے، اس میں سے نمونیا بھی ہے، تالو کی بیماری میں ناک سے دوا ڈالی جائے اور نمونیے میں منہ سے دوا ڈالی جائے۔

٥٦٤٩ وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابن وهب اخبرني يونس بن يزيد ان ابن شهاب اخبره قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود ان ام قيس بنت محصن وكانت من المهاجرات الاول اللاتي بايعن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي اخت عكاشة بن محصن احد بني اسد بن خزيمة قال اخبرتني انها اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم بابن لها لم يبلغ ان ياكل الطعام وقد اعلقت عليه من العذرة (قال يونس اعلقت غمزت فهي تخاف ان يكون به عذرة) قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علام تدغرن اولادكن بهذا الاعلاق عليكم بهذا العود الهندي (يعني به الكست) فان فيه سبعة اشفية منها ذات الجنب قال عبيد الله واخبرتني ان ابنها ذاك بال في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بماء فنضحه على بوله ولم يغسله غسلا۔

حضرت ام قیس بنت محصن ان پہلے ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، یہ عکاشہ بن محصن کی بہن تھی جو اسد بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے انھوں نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بیٹا لے کر گئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی دودھ پیتا تھا) اس کے تالو کے ورم کی وجہ سے انھوں نے اس کا حلق دبایا تھا، ان کو یہ خوف تھا کہ اس کے تالو میں ورم نہ ہو، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچوں کا گلا کیوں دباتی ہو؟ تم اس عود ہندی کا استعمال لازم کر لو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفاء ہے، ان میں سے ایک نمونیے کی بیماری ہے، عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ام قیس نے بیان کیا کہ اسی بچہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا اور اس کو زیادہ مبالغہ سے نہیں دھویا۔

۵۶۵۰ حدثنا محمد بن رمح بن المهاجر اخبرنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن وسعيد بن المسيب ان ابا هريرة اخبرهما انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان في الحبة السوداء شفاء من كل داء الا السام والسام الموت۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

۵۶۵۱ وحدثنيه ابو الطاهر وحرملة قالا اخبرنا ابن وهب اخبرني يونس عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب وابن ابي عمر قالوا حدثنا سفيان بن عيينة ح و

امام مسلم نے چار سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَيُونُسَ الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ وَلَمْ يَقُلِ الشُّونِيزُ۔

۵۶۵۲ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ دَاءٍ إِلَّا فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ مِنْهُ شِفَاءٌ إِلَّا السَّامَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے سوا ہر بیماری کے لیے کلونجی میں شفاء ہے۔

۵۶۵۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ تُذْهِبُ بَعْضَ الْحُزْنِ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے ہاں کسی کا انتقال ہوتا تو عورتیں (اس کی تعزیت کے لیے) جمع ہوتیں۔ پھر ان کے گھر والے اور خواص رہ جاتے اور باقی لوگ چلے جاتے، اس وقت وہ پتیلی میں حریرہ پکانے کا حکم دیتیں، اس کو پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا پھر حریرہ کو اس پر ڈال دیا جاتا، اس کے بعد فرماتیں اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حریرہ بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج وغم کو دور کرتا ہے۔

۵۶۵۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست لگ گئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس نے اس کو شہد پلایا پھر آکر کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا اس کے دست اور بڑھ گئے، آپ نے تین بار اس سے یہی فرمایا، جب وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے پھر فرمایا اس کو شہد پلاؤ،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

اس نے کہا میں نے اس کو شہد پلایا تھا مگر اس کے دست اور بڑھ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، پھر اس نے شہد پلایا اور اس کے بھائی کو شفاء ہو گئی۔

۵۶۵۵- وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ) عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي عَرِبَ بَطْنُهُ فَقَالَ لَهُ اسْقِهِ عَسَلًا بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہت خراب ہے، آپ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

علاج کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے

حدیث نمبر ۵۶۲۶ میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ عزوجل کے اذن سے شفاء ہو جاتی ہے، علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ علاج کرنا مستحب ہے، ہمارے فقہاء، جمہور متقدمین اور متاخرین کا یہی نظریہ ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ان احادیث میں ان غالی صوفیوں کا رد ہے جو دوا لینے اور علاج کرنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر سے ہے اس لیے دوا لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جمہور علماء کی دلیل یہ احادیث ہیں، ان کا اعتقاد یہ ہے کہ فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے اور دوا اور علاج بھی اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر سے ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اور کفار سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکا ہے، حالانکہ موت اپنے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں ہو سکتی اور تقدیر میں معین وقت سے پہلے کوئی چیز مل نہیں سکتی۔

احادیث میں مذکور بعض دواؤں کی تاثیر پر اعتراض کا جواب

علامہ مازری نے کہا ہے کہ امام مسلم نے طب اور علاج کے متعلق بہ کثرت احادیث ذکر کی ہیں، بعض ملحدین ان احادیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ شہد اسہال لاتا ہے تو پھر اسہال میں شہد کیسے مفید ہو سکتا ہے؟ نیز اس پر بھی اطباء کا اتفاق ہے کہ بخار زدہ شخص کے لیے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا نقصان دہ ہے، اسی طرح نمونیہ میں قسط ہندی کا استعمال کرنا بھی حرج کا باعث ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مزاج اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے اور مرض کی ہر کیفیت میں یہ دوائیں تجویز نہیں کیں بعض مزاج کے لوگوں اور خصوصاً اہل عرب کے لیے ان دواؤں کو تجویز فرمایا ہے، آج کل جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین بھی اس پر متفق ہیں کہ جب بخار بہت تیز ہو جائے تو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مریض پر برف کا مساج کرنا چاہیے۔ اس لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بخار کے لیے ٹھنڈے پانی سے غسل کو تجویز فرمانا مطلقاً بخار کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ علاج صفراوی بخار پر محمول ہے، علیٰ ہذا القیاس آپ نے دوسری بیماریوں کے جو علاج تجویز فرمائے ہیں وہ بھی مرض کی خاص کیفیت، مریض کی عمر، مزاج اور عرب کی مخصوص آب وہوا کے اعتبار سے ہیں۔

عود ہندی اور کلونجی کے نفع آور ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۵۶۴۸ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: عود ہندی میں سات چیزوں کی شفاء ہے: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ عود ہندی حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے، مختلف زہروں کا تریاق ہے، شہوت جماع کے لیے محرک ہے، کیڑوں کو مارتی ہے، انتڑیوں کے زخم میں نافع ہے، منہ پر چھائیاں ہوں تو اس کا لیپ مفید ہے، معدہ اور جگر کی گرمی اور سردی میں نافع ہے، اسی طرح آپ نے کلونجی کے متعلق فرمایا کہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے، اس کا شفاء بخش ہونا بھی ٹھنڈے مزاج والے لوگوں کے لیے ہے، حکیم جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ کلونجی بند ریاح کو کھولتی ہے، پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے، زکام میں نافع ہے، حیض کو جاری کرتی ہے، اگر اس کا لیپ پیشانی پر لگایا جائے تو سر درد کو دور کرتی ہے، خارش میں مفید ہے، بلغمی اورام کو شفاء دیتی ہے، پیشاب کو کنٹرول کرتی ہے، موٹاپا دور کرتی ہے[1] میرا تجربہ ہے کہ کلونجی خون میں شکر کو کم کرتی ہے۔ .... (سعیدی غفرلہ)

بَابُ ۸۸ الطَّاعُوْنِ وَالطِّيَرَةِ وَالْكَهَانَةِ وَنَحْوِهَا

طاعون اور بدفالی وغیرہ کا بیان

۵۶۵۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ أُرْسِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ ٭

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جسے بنو اسرائیل پر بھیجا گیا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، سو جب تم کسی علاقہ کے متعلق یہ سنو کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں مت جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے مت بھاگو، راوی ابو النضر نے کہا: لا یخرجکم الا فرار منہ۔

۵۶۵۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ وَ نَسَبَهُ ابْنُ قَعْنَبٍ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ اٰيَةُ الرِّجْزِ ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ هٰذَا حَدِيثُ الْقَعْنَبِيِّ وَقُتَيْبَةَ نَحْوَهُ ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون عذاب کی علامت ہے اللہ تعالٰے نے اپنے بعض بندوں کو طاعون میں مبتلاء کیا سو جب تم کسی علاقہ میں طاعون کا سنو تو وہاں مت جاؤ، اور جب تمہارے علاقہ میں طاعون واقع ہو جائے تو وہاں سے مت بھاگو۔

۵۶۵۸ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الطَّاعُونَ رِجْزٌ سُلِّطَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَوْ عَلٰى بَنِي اِسْرَائِيلَ فَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ وَاِذَا كَانَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا، یا فرمایا: بنو اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا، اگر کسی علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو، اور اگر کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں مت جاؤ۔

۵۶۵۹ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَا اُخْبِرُكَ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَذَابٌ اَوْ رِجْزٌ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيلَ اَوْ نَاسٍ كَانُوا قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا عَلَيْهِ وَاِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون ایک عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا تھا، یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا، لہٰذا جس علاقہ کے متعلق تم طاعون کی خبر سنو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو تم وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔

۵۶۶۰ وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدثنا سفيان ابن عيينة كلاهما عن عمرو بن دينار بإسناد ابن جريج نحو حديثه ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ،

۵۲۶۱ حدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو وحرملة بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني عامر بن سعد عن أسامة بن زيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال إن هذا الوجع أو السقم رجز عذب به بعض الأمم قبلكم ثم بقي بعد بالأرض فيذهب المرة ويأتي الأخرى فمن سمع به بأرض فلا يقدمن عليه ومن وقع بأرض وهو بها فلا يخرجنه الفرار منه ـ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درد یا بیماری ایک عذاب ہے جو تم سے پہلی امتوں کو دیا گیا تھا، پھر وہ ابھی تک زمین میں باقی ہے، کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے، سو جو شخص کسی علاقہ میں طاعون کے متعلق سُنے تو وہاں نہ جائے اور جو شخص کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون آجائے تو وہ وہاں سے نہ بھاگے ۔

۵۲۶۲ وحدثناه أبو كامل الجحدري حدثنا عبد الواحد (يعني ابن زياد) حدثنا معمر عن الزهري بإسناد يونس نحو حديثه ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ،

۵۲۶۳ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا ابن أبي عدي عن شعبة عن حبيب قال كنا بالمدينة فبلغني أن الطاعون قد وقع بالكوفة فقال لي عطاء بن يسار وغيره إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا كنت بأرض فوقع بها فلا تخرج منها وإذا بلغك أنه بأرض فلا تدخلها قال قلت عمن قالوا عن عامر بن سعد يحدث به قال فأتيته فقالوا غائب قال فلقيت أخاه إبراهيم بن سعد فسألته فقال شهدت أسامة يحدث سعدا قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن هذا الوجع رجز أو عذاب

حبیب بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں طاعون پھیلا ہوا ہے، عطاء بن یسار اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون آجائے تو تم اس علاقہ سے مت نکلو، اور جب تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم اس علاقہ میں مت داخل ہونا ۔ میں نے کہا تم نے یہ کس سے سُنا ہے؟ انھوں نے کہا عامر بن سعد اس حدیث کو بیان کرتے تھے، میں ان کے پاس گیا لوگوں نے کہا وہ موجود نہیں ہیں، میں ان کے بھائی ابراہیم بن سعد سے ملا اور ان کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا جس وقت حضرت اُسامہ نے حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کی تھی تو اس وقت میں بھی موجود تھا، حضرت اُسامہ نے کہا میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَوْ بَقِيَّةُ عَذَابٍ عُذِّبَ بِهِ أُنَاسٌ مِنْ قَبْلِكُمْ فَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا بَلَغَكُمْ أَنَّهُ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا قَالَ حَبِيبٌ فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ آنْتَ سَمِعْتَ أُسَامَةَ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَهُوَ لَا يُنْكِرُ قَالَ نَعَمْ ؞

تے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے یہ درد ایک عذاب ہے یا عذاب کا بقیہ ہے جس کے ساتھ تم سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا گیا تھا، سو اگر تمہارے علاقہ میں طاعون آجائے تو وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کو یہ خبر پہنچے کہ کسی علاقہ میں طاعون آگیا ہے تو وہاں نہ جاؤ، حبیب کہتے ہیں میں نے ابراہیم سے کہا کیا تم نے خود سنا ہے کہ حضرت اسامہ، حضرت سعد کو یہ حدیث بیان کر رہے تھے اور انھوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں۔

۵۶۶۴ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ ؞

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے لیکن اس حدیث کے شروع میں عطاء بن یسار کا قصہ نہیں ہے۔

۵۶۶۵ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ ؞

حضرت سعد بن مالک، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث شعبہ کی روایت کی مثل ہے۔

۵۶۶۶ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَعْدٌ جَالِسَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ فَقَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ؞

ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعد بیٹھے ہوئے احادیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا، یہ بھی حسب سابق ہے۔

۵۶۶۷ وَحَدَّثَنِيهِ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ؞

ابراہیم بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق حدیث روایت کی۔

۵۶۶۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ
حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهٗ اَهْلُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ
عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهٗ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ
الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ
عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَوْتُهُمْ
فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ
فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا
نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ
بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا
الْوَبَآءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ
الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ لَهٗ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا
سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ
فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ
هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ
فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا نَرٰى
اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ
فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ
فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ
اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ
قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهٗ
نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ
كَانَتْ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا
خَصِبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ
الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَاِنْ رَعَيْتَ
الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے، جب سرغ پر پہنچے تو اجناد کے لوگوں میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے اصحاب نے آپ سے ملاقات کی، اور یہ بتایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت ابن عباس نے بتایا کہ حضرت عمر نے فرمایا مہاجرین اولین کو بلاؤ، میں نے ان کو بلایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو یہ بتلایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، اس مسئلہ میں ان کا اختلاف ہوا، بعض نے کہا آپ ایک کام کے لیے آئے ہیں اور ہمارے خیال میں اب آپ کا واپس جانا درست نہیں ہے، بعض نے کہا آپ کے پاس بعض متقدمین اور اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور ہمارے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ ان کو وبائی علاقہ میں لے جائیں، حضرت عمر نے کہا اچھا اب آپ جائیں، پھر فرمایا میرے لیے انصار کو بلاؤ، میں نے انصار کو بلایا، پھر آپ نے ان سے مشورہ کیا، انھوں نے بھی مہاجرین کی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا اور اسی طرح مختلف آراء بیان کیں، حضرت عمر نے کہا آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا قریش کے ان بزرگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے، ان میں سے دو شخصوں نے بھی اختلاف رائے نہیں کیا، اور سب نے یہ کہا کہ ہماری رائے میں آپ واپس لوٹ جائیں اور لوگوں کو وبائی علاقہ میں نہ لے جائیں، بالآخر حضرت عمر نے یہ اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو سوار ہو جاؤں گا، سو لوگ بھی سوار ہو گئے، حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے کہا: کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے کہا: کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی، اور حضرت عمر ان سے اختلاف کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے؛ ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں! مجھے یہ بتلاؤ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں، ایک سرسبز اور شاداب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ ۔

ہو اور دوسرا بنجر اور ویران ہو، اب اگر تم سرسبز کنارے پر اپنے اونٹ چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے اور اگر خشک کنارے پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہے، اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے جو پہلے کسی کام سے گئے ہوئے تھے، انھوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کا علم ہے: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں وباء پھیل جائے تو اس وباء سے بچنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

٥٦٧٩ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيْثِ مَعْمَرٍ قَالَ وَقَالَ لَهُ أَيْضًا أَرَأَيْتَ أَنَّهُ لَوْ رَعَى الْجَدْبَةَ وَتَرَكَ الْخَصِبَةَ أَكُنْتَ مُعَجِّزَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَسِرْ إِذًا قَالَ فَسَارَ حَتّٰى أَتَى الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ هٰذَا الْمَحَلُّ أَوْ قَالَ هٰذَا الْمَنْزِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے: حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ سے فرمایا: اگر کوئی شخص سرسبز وادی کو چھوڑ کر خشک علاقہ میں جانور چرائے تو کیا تم اس کو الزام دو گے، انھوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا تو پھر واپس چلو، پھر وہ چلے گئے جب مدینہ منورہ آ گیا تو آپ نے فرمایا یہی منزل ہے اور یہی محل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٥٦٨٠ - وَحَدَّثَنِيْهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ وَلَمْ يَقُلْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے عبداللہ بن حارث نے کہا اور عبداللہ بن عبداللہ کا ذکر نہیں ہے۔

٥٦٨١ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے، جب سرغ پر پہنچے تو ان کو یہ اطلاع ملی کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی علاقہ میں وباء کی خبر سنو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ اِنَّمَا انْصَرَفَ بِالنَّاسِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؕ

تو وہاں پر نہ جاؤ اور جب تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں وبا پھیل جائے تو اس وباء سے بھاگنے کے لیے وہاں سے نہ نکلو، پھر حضرت عمر بن الخطاب سرغ سے واپس لوٹ گئے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت کی بناء پر وہاں سے لوٹ گئے تھے۔

فوائد حدیث

حدیث نمبر ۵۷۶۸ میں ہے، حضرت عبدالرحمان بن عوف نے حضرت عمر سے کہا آپ تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا: کاش یہ بات آپ کے سوا کسی اور نے کہی ہوتی۔"

صاحب تحریر نے کہا ہے کہ حضرت عمر کے اس ارشاد کے دو مطلب ہیں: ایک مطلب یہ ہے کہ اگر کسی اور نے یہ کہا ہوتا تو میں اس کو سزا دیتا، کیونکہ مسئلہ اجتہادیہ پر اعتراض کرنا درست نہیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص یہ کہتا تو مجھے اس پر تعجب نہ ہوتا، اور آپ کا اس قدر علم اور فضل رکھنے کے باوجود یہ کہنا میرے لیے باعث تعجب ہے۔ پھر حضرت عمر نے اپنے موقف پر ایک واضح قیاس سے استدلال کیا جس کا اس حدیث میں بیان ہے، اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ سربراہ مملکت کا اپنی مملکت کی اطراف میں وقتاً فوقتاً دورے کرنا تاکہ وہ اپنی رعیت کے احوال کا مشاہدہ کرے، مظلوم کے ظلم کا ازالہ کرے، محتاج کی ضروریات کو پورا کرے، اہل فساد کا قلع قمع کرے وغیرہ۔

(۲)۔ پیش آمدہ مسائل میں اہل علم اور اصحاب رائے سے مشورہ کرنا۔

(۳)۔ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق سلوک کرنا، اور اہل فضل کو دوسروں پر مقدم کرنا۔

(۴)۔ جنگی معاملات میں بھی اجتہاد کرنا۔

(۵)۔ خبر واحد کو قبول کرنا کیونکہ حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن کی روایت کو قبول کیا۔

(۶)۔ قیاس کی صحت اور اس کے تقاضے پر عمل کرنے کا جواز۔

(۷)۔ عالم کو چاہیے کہ سوال کیے جانے سے پہلے ہی کسی مسئلہ کو بیان کر دے، جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کیا۔

(۸)۔ ہلاکت کے اسباب سے دور رہنا۔

(۹)۔ جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو، وہاں جانے سے روکنا اور جس علاقہ میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے بھاگنے سے منع کرنا۔

حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمان صاحب محبوبی زیب سجادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر کی دعوت پر میں ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو برطانیہ پہنچا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء تک وہاں قیام کیا، بعد ازاں عمرہ کی سعادت اور زیارت حرمین شریفین کرتا ہوا یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو واپس کراچی پہنچا۔ برطانیہ میں قیام کے دوران انگلینڈ، سکاٹ لینڈ اور ویلز میں اکتالیس (۴۱) خطابات کیے، اس دوران شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رہا اور باب نمبر ۴۷ سے لے کر ۸۰ تک کا ترجمہ اور شرح میں نے بریڈفورڈ میں کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۹۔ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُوْلَ

مرض کے متعدی ہونے، بدشگونی، الّو اور صفر کی نحوست (ستارے کے سبب سے بارش) اور غول کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۵۶۷۲ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لِاَبِی الطَّاهِرِ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِی الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَیَجِیْءُ الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیَدْخُلُ فِیْهَا فَیُجْرِبُهَا كُلَّهَا قَالَ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا، یا رسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح پھر رہے ہوتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی تھی؟

۵۶۷۳ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَیْرُهٗ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے، نہ صفر اور الّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے، ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۵۶۷۴ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْیَمَانِ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ سِنَانُ بْنُ اَبِیْ سِنَانٍ الدُّؤَلِیُّ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ وَصَالِحٍ وَعَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی السَّائِبُ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ اُخْتِ نَمِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے پھر ایک اعرابی کھڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرض متعدی ہوتا ہے نہ صفر اور الّو (کی نحوست) ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۶۷۵ – وحدثنی ابو الطاهر وحرملة (وتقاربا فی اللفظ) قالا اخبرنا ابن وهب اخبرنی یونس عن ابن شهاب ان ابا سلمة ابن عبد الرحمن بن عوف حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا عدوی ویحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یورد ممرض علی مصح قال ابو سلمة کان ابو هریرة یحدثهما کلتیهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم صمت ابو هریرة بعد ذلک عن قوله لا عدوی واقام علی ان لا یورد ممرض علی مصح قال فقال الحارث بن ابی ذباب (وهو ابن عم ابی هریرة) قد کنت اسمعک یا ابا هریرة تحدثنا مع هذا الحدیث حدیثا آخر قد سکت عنه کنت تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی فابی ابو هریرة ان یعرف ذلک وقال لا یورد ممرض علی مصح فما راه الحارث فی ذلک حتی غضب ابو هریرة فرطن بالحبشیة فقال للحارث اتدری ماذا قلت قال لا قال ابو هریرة قلت ابیت قال ابو سلمة ولعمری لقد کان ابو هریرة یحدثنا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا عدوی فلا ادری انسی ابو هریرة او نسخ احد القولین الآخر ٭

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا "کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اور اس بیان پر قائم رہے کہ کسی بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث بن ابی ذباب (یہ حضرت ابو ہریرہ کے عم زاد تھے) نے کہا کہ ابو ہریرہ! ہم نے سنا ہے کہ تم اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث بیان کیا کرتے تھے جس کو اب تم نے بیان کرنا چھوڑ دیا ہے، تم کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، حضرت ابو ہریرہ نے اس روایت کو پہچاننے سے انکار کر دیا، اور کہا بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، حارث اس سے مطمئن نہیں ہوئے حتی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہوئے اور حبشی زبان میں ان سے کچھ کہا، پھر حارث سے کہا تم جانتے ہو میں نے تم سے کیا کہا ہے؛ انھوں نے کہا نہیں، حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں نے کہا ہے کہ میں انکار کرتا ہوں! ابو سلمہ نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، میں نہیں جانتا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک روایت نے دوسری روایت کو منسوخ کر دیا۔

۵۶۷۶ – حدثنی محمد بن حاتم وحسن الحلوانی وعبد بن حمید قال عبد حدثنی وقال الآخران حدثنا یعقوب (یعنون ابن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور اس کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے کہ بیمار کو تندرست

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابراهيم بن سعد) حدثني أبي عن صالح عن ابن شهاب أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن أنه سمع أبا هريرة يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ويحدث مع ذلك لا يورد الممرض على المصح بمثل حديث يونس۔

کے پاس نہ لایا جائے۔

۵۶۷۷ حدثناه عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي أخبرنا أبو اليمان حدثنا شعيب عن الزهري بهذا الإسناد نحوه۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۵۶۷۸ حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر قالوا حدثنا إسماعيل يعنون ابن جعفر عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ولا هامة ولا نوء ولا صفر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ الو کی نحوست) ستارے (کی وجہ سے بارش اور نہ صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۷۹ حدثنا أحمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا أبو الزبير عن جابر ح وحدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا أبو خيثمة عن أبي الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا طيرة ولا غول۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، نہ بدشگونی ہے اور نہ غول کی کوئی حقیقت ہے۔

۵۶۸۰ وحدثني عبد الله بن هاشم بن حيان حدثنا بهز حدثنا يزيد (وهو التستري) حدثنا أبو الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا غول ولا صفر۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ غول اور صفر (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے۔

۵۶۸۱ وحدثني محمد بن حاتم حدثنا روح بن عبادة حدثنا ابن جريج أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا عدوى ولا صفر ولا غول وسمعت أبا الزبير يذكر

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا: نہ صفر اور غول کی کوئی حقیقت ہے، ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے "اور صفر کی کوئی اصل نہیں" کی یہ تفسیر بیان کی، ابوالزبیر نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَنَّ جَابِرًا فَسَّرَ لَهُمْ قَوْلَهُ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ الصَّفَرُ الْبَطْنُ فَقِيلَ لِجَابِرٍ كَيْفَ قَالَ كَانَ يُقَالُ دَوَابُّ الْبَطْنِ قَالَ وَلَمْ يُفَسِّرِ الْغُولَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ هٰذِهِ الْغُولُ الَّتِي تَغَوَّلُ ۔

نے کہا کہ صفر سے مراد پیٹ ہے، ان سے کہا گیا کیا مطلب؟ تو انھوں نے کہا پیٹ کے کیڑے، ابوالزبیر نے کہا انھوں نے غول کی تفسیر نہیں کی، ابوالزبیر نے کہا غول سے مراد وہ ہے جو مسافروں کو ہلاک کرتا ہے۔

مرض کے متعدی ہونے کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا پھر انھوں نے یہ حدیث روایت کی کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اور پہلی حدیث کی روایت سے انکار کر دیا، جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے، اور ان کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حدیث میں ہے "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" اس سے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے اس عقیدہ کی نفی مراد ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کے فعل سے نہیں بذاتہ متعدی ہوتی ہے، اور جس حدیث میں ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جاؤ" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاریہ ہے کہ مریض کے ساتھ اختلاط کے بعد اللہ تعالیٰ تندرست میں بیماری پیدا کر دیتا ہے، لہٰذا پہلی حدیث میں مرض کے بنفسہٖ اور بطبعہٖ متعدی ہونے کی نفی ہے اور دوسری حدیث میں اس حالت سے احتراز کی طرف رہنمائی کی ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ مرض پیدا کر دیتا ہے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے یہی صحیح ہے اور یہی جمیع محدثین اور علماء کا مختار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو پہلی حدیث ("کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا") کو بھول گئے، اس سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اولاً تو اس لیے کہ جمہور علماء کے نزدیک راوی کے بھول جانے سے اس کی روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، ثانیاً اس لیے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت سائب بن یزید، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم۔

قاضی عیاض نے بعض علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ "بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ" یہ حدیث "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا" سے منسوخ ہے، ان کا یہ قول دو دلیلوں سے مردود ہے، اولاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب دو حدیثوں میں تطبیق ممکن نہ ہو، اور یہاں تطبیق ممکن ہے، ثانیاً اس لیے کہ نسخ پر اس وقت محمول کیا جاتا ہے جب تاریخ معلوم ہو اور یہ بات یقین سے معلوم ہو کہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہے۔ اور یہ بات یہاں معلوم نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: صفر کی کوئی اصل نہیں ہے اس کے دو مطلب ہیں (ا) صفر کو محرم کی طرف مؤخر کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے، (ب) صفر پیٹ کے کیڑوں کو کہتے ہیں اور اہل عرب کا زعم تھا کہ پیٹ کے کیڑوں کے کاٹنے کی وجہ سے بھوک لگتی ہے اور بعض اوقات آدمی ان کے کاٹنے سے مر جاتا ہے، لیکن اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الو کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ الو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منحوس جانور ہے۔ جس گھر میں الو آجائے وہاں موت واقع ہو جاتی ہے۔
آپ نے فرمایا: ستارے کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا یہ زعم تھا کہ ستاروں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، نیز آپ نے فرمایا غول کی کوئی اصل نہیں ہے، غول شیاطین کی جنس سے ہیں جو انسانوں کو نظر آتے ہیں، یہ مختلف شکلیں بدل لیتے ہیں اور لوگوں کو راستہ سے بھٹکا کر ہلاک کر دیتے ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زعم کو باطل فرمایا، بعض علماء نے کہا حدیث میں غول کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ اس بات کی نفی مراد ہے کہ وہ مختلف شکلیں بدل کر لوگوں کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں، بعض علماء نے کہا کہ غول جنات میں سے ساحر ہیں جن کو تلبیس اور تخیل پر قدرت ہوتی ہے۔ [1]

بَابُ الطِّيَرَةِ وَالْفَالِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الشُّؤْمِ

بدشگونی نیک شگون اور جن چیزوں میں نحوست ہے

۵۶۸۲ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور اچھا شگون نیک شگون ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! نیک شگون کس چیز میں ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات میں جو تم میں سے کوئی شخص سنے۔

۵۶۸۳ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ مَعْمَرٌ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۶۸۴ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱، ۲۳۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ ؕ

بدفالی ہے، اور مجھے نیک شگون اچھا لگتا ہے۔ اچھی بات۔ نیک بات۔

۵۶۸۵ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ قَالَ قِيْلَ وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ ؕ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی بدفالی ہے، اور نیک شگون مجھے پسند ہے آپ سے عرض کیا گیا نیک شگون کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اچھی بات۔

۵۶۸۶ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَتِيْقٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاُحِبُّ الْفَالَ الصَّالِحَ ؕ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ کوئی بدفالی ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

۵۶۸۷ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا طِيَرَةَ وَاُحِبُّ الْفَالَ الصَّالِحَ ؕ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، اور نہ الو کی کوئی اصل ہے اور نہ بدشگونی کی کوئی اصل ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

۵۶۸۸ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ ؕ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست ہو سکتی ہے۔

۵۶۸۹ وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ اَلْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ؛

نہیں ہوتا اور نہ بدفالی کی کوئی اصل ہے، نحوست صرف تین چیزوں میں ہوسکتی ہے، عورت، گھوڑے اور مکان میں۔

۵۶۹۰ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشُّؤْمِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ لَا يَذْكُرُ اَحَدٌ مِنْهُمْ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ الْعَدْوٰى وَالطِّيَرَةَ غَيْرُ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ۔

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مرض کا متعدی ہونا اور بدشگونی بے اصل ہے۔

۵۶۹۱ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنْ يَّكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالدَّارِ؛

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں نحوست ہونا برحق ہے تو وہ گھوڑے، عورت اور مکان میں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٦٩٢ وَحَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَقُلْ حَقٌّ

ایک اور سند سے یہ حدیث مروی ہے، لیکن اس میں "حق" کا لفظ نہیں ہے۔

٥٦٩٣ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ وَالْمَرْاَةِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوگی تو گھوڑے، مکان اور عورت میں ہوگی۔

٥٦٩٤ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست ہوگی تو عورت گھوڑے اور گھر میں ہوگی۔

٥٦٩٥ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

حضرت سہل بن سعد سے اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

٥٦٩٦ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعِ وَالْخَادِمِ وَالْفَرَسِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہوسکتی ہے تو مکان، خادم اور گھوڑے میں ہوگی۔

نیک فال اور بدفال کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ ہرن یا پرندوں کو چھوڑتے اگر وہ دائیں جانب جاتے تو وہ اس کو نیک شگون قرار دیتے اور اپنے سفر اور ضروریات کے موافق چلے جاتے، اور اگر وہ بائیں جانب جاتے تو وہ اس کو بدشگون قرار دیتے اور سفر یا ضروریات کے لیے جانا ملتوی کر دیتے، ـــ شارع علیہ السلام نے اس سے منع کیا اور اس کو باطل قرار دیا اور یہ بتلایا کہ شگون میں کسی نفع یا ضرر کی تاثیر نہیں ہے، بعض احادیث میں ہے:

الطیرۃ شرک

Ataunnabi.com

کسی کلمہ صالح سے نیک فال لینا جائز ہے، اور کسی چیز سے بدفال لینا ممنوع ہے، کیونکہ جب انسان کسی کلمہ سے نیک فال لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیک امید قائم کرتا ہے اور جب وہ کسی چیز سے بدفال لیتا ہے تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے، نیک فال کی مثال یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر پر حملہ آور ہوئے تو یہودیوں نے کہا محمد والخمیس "محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ آئے ہیں" آپ نے اس کلمہ سے یہ نیک فال لی کہ اہل خیبر شکست کھا گئے۔

اس باب کی بعض روایات میں ہے اگر کسی چیز میں بدفالی ہو سکتی ہے تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے ان روایات میں بدفالی سے مراد ان چیزوں کی خرابی ہے، مکان کی خرابی یہ ہے کہ اس کا پڑوس اچھا نہ ہو، اور عورت کی خرابی یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو یا بدزبان ہو اور گھوڑے کی خرابی یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ ہو اور خادم کی خرابی یہ ہے کہ وہ بداخلاق ہو۔ [1]

بابٌ ۹۔ تَحْرِيمِ الْكَهَانَةِ وَاِتْيَانِ الْكُهَّانِ

کہانت اور کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت

۵۶۹۷ حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ ۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں کچھ کام کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے، آپ نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ، میں نے عرض کیا ہم بدشگونی لیتے تھے، آپ نے فرمایا: یہ (یعنی بدشگونی) محض تمہارے دل کا ایک خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔

۵۶۹۸ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنِي حُجَيْنٌ (يَعْنِي ابْنَ الْمُثَنّٰى) حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى اَخْبَرَنَا مَالِكٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ اَنَّ مَالِكًا فِي حَدِيثِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور اسناد ذکر کی ہیں۔ البتہ امام مالک کی روایت میں بدفالی کا ذکر ہے کاہنوں کا ذکر نہیں ہے۔

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ذِكْرُ الطِّيَرَةِ وَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْكُهَّانِ ؛

۵۶۹۹ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ ۔

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ زائچہ بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی بھی زائچہ بناتے تھے، سو جو ان کے طریقہ کے مطابق زائچہ بنائے وہ حق ہے۔

۵۷۰۰ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْكُهَّانَ كَانُوا يُحَدِّثُونَنَا بِالشَّيْءِ فَنَجِدُهُ حَقًّا قَالَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ ؛

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاہن جو باتیں کرتے ہیں ان میں سے بعض باتیں سچی نکلتی ہیں، آپ نے فرمایا اس سچی بات کو جن اچک لیتے ہیں اور وہ اس کو اپنے ولی (کاہن) کے کان میں پھونک دیتے ہیں وہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔

۵۷۰۱ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ (وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ) عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا الشَّيْءَ يَكُونُ حَقًّا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں وہ بعض اوقات سچ نکلتی ہیں، آپ نے فرمایا یہ سچی بات وہ ہے جس کو جن اچک کر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے، جیسا کہ مرغ مرغی کو دانے کے لیے بلاتا ہے پھر وہ اس میں ایک سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ ۞

۵۷۰۲ وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْقِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ۞

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے

۵۷۰۳ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَقَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَيْنَمَا هُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اسْمُهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ بِهٖ فَمَا جَاءُوْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ ۞

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک انصاری نے بیان کیا کہ ایک رات کو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی پھیلی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں تم اس حادثہ کے متعلق کیا کہتے تھے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، ہم یہ کہتے تھے کہ آج رات کوئی بہت بڑا آدمی پیدا ہوا ہے اور کوئی بہت بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارہ اس وجہ سے نہیں ٹوٹتا کہ کوئی مرتا ہے یا پیدا ہوتا ہے، لیکن ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں پھر جو ان سے قریب آسمان کے فرشتے ہیں سبحان اللہ کہتے ہیں حتیٰ کہ ان کی تسبیح آسمان دنیا کے فرشتوں تک پہنچتی ہے پھر حاملین عرش کے قریب والے حاملین عرش سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، پھر وہ خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کیا فرمایا ہے پھر آسمان کے بعض فرشتے بھی دوسروں کو بتاتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے) حتیٰ کہ آسمان دنیا تک خبر پہنچتی ہے) پھر جن اس سنی ہوئی بات کو لے اڑتے ہیں اور اسے (کاہنوں کے کانوں میں) پھونک دیتے ہیں، پس اگر وہ اسی طرح خبر دیں تو وہ سچ ہوتی ہے لیکن وہ اس میں اپنی مرضی سے کچھ اور ملا دیتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۷۰۴ وحدثنا زهير بن حرب حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا ابو عمرو الاوزاعي ح وحدثنا ابو الطاهر وحرملة قالا اخبرنا ابن وهب اخبرني يونس ح وحدثني سلمة بن شبيب قال نا الحسن بن اعين قال حدثنا معقل (يعني ابن عبيد الله) كلهم عن الزهري بهذا الاسناد غير ان يونس قال عن عبد الله بن عباس اخبرني رجال من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الانصار وفي حديث الاوزاعي ولكن يقرفون فيه ويزيدون وفي حديث يونس ولكنهم يرقون فيه ويزيدون وزاد في حديث يونس وقال الله حتى اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وفي حديث معقل كما قال الاوزاعي ولكنهم يقرفون فيه ويزيدون۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض انصار نے بیان کیا کہ تمہارا رب جو فرماتا ہے وہ حق ہے لیکن وہ (کاہن) اس میں ردو بدل کر کے کچھ ملا دیتے ہیں اس حدیث کے الفاظ میں راویوں کا اختلاف ہے۔

۵۷۰۵ حدثنا محمد بن المثنى العنزي حدثنا يحيى (يعني ابن سعيد) عن عبيد الله عن نافع عن صفية عن بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اتى عرافا فسأله عن شيء لم تقبل له صلوة اربعين ليلة۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کاہن کے پاس جاکر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔

کہانت کا بیان

علامہ یحیی بن شرف نووی لکھتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عرب میں کہانت کی تین قسمیں تھیں:

ا۔ کسی انسان کا جن دوست ہوتا تھا وہ آسمان سے خبریں سن کر آتا اور اس شخص کو بتا دیتا، ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد یہ قسم باطل ہوگئی۔

ب۔ جن زمین کے گرد و نواح اور اطراف میں پھر کر اس کی خبریں اپنے دوست کو بیان کرتا، اس قسم کا وجود بعید نہیں ہے، معتزلہ اور بعض متکلمین نے ان دونوں قسموں کا انکار کیا ہے، لیکن اس قسم کے وجود میں کوئی استحالہ اور بعد نہیں ہے، اور ان کی خبر کبھی سچ ہوتی ہے اور کبھی جھوٹ اور شرعاً ان کی خبر سننا اور اس کی تصدیق کرنا ممنوع ہے۔

ج۔ نجومی، اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں میں ایک قوت پیدا کی ہے (جس سے وہ مستقبل کے امور کو جان لیتے ہیں) لیکن ان کی خبروں میں زیادہ تر جھوٹ ہوتا ہے، اس فن کے ماہر کو عراف کہتے ہیں، عراف وہ شخص ہے جو بعض اسباب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور مقدمات سے بعض چیزوں کی معرفت حاصل کر لیتا ہے، ان تمام اقسام کو کہانت کہا جاتا ہے اور شریعت نے ان سب کی تکذیب کی ہے، اور ایسے لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۶۹۷ میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بدشگونی کے متعلق فرمایا یہ محض تمہارے دل کا خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔

امام ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے شگون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا نیک فال اچھی چیز ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو یہ دعا مانگے:

اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بک۔

اے اللہ! صرف تو ہی اچھائیوں کو لانے والا ہے، اور تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور نہیں کر سکتا اور گناہوں سے باز رہنا اور نیکیوں کی طاقت تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے

حدیث نمبر ۵۷۰۵ میں ہے کہ جس شخص نے کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان نمازوں پر ثواب نہیں ملے گا، اگرچہ ان کی فرضیت ساقط ہو جائے گی جیسا کہ کوئی شخص کسی کی غصب شدہ زمین پر نماز پڑھے تو اس کو نماز کا ثواب نہیں ملے گا، اگرچہ اس نماز کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی۔[1]

بَابُ ۹۲ اِجْتِنَابِ الْمَجْذُوْمِ وَنَحْوِهٖ — جذامی سے اجتناب کا بیان

۵۷۰۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ۔

عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی شخص تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیغام بھیجا تم واپس لوٹ جاؤ ہم تم سے بیعت کر چکے ہیں۔

جذامی کے احکام کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث کے موافق ہے: فر من المجذوم فرارك من الاسد ... "جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں" اس حدیث سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف امراض کے اور مختلف اسباب بنائے ہیں اسی طرح مرض کے متعدی ہونے کو بھی بیماری لگنے کا سبب بنایا ہے، یہ حدیث اس حدیث کے موافق ہے جس میں ہے: بیمار کو

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۳-۲۳۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تندرست کے پاس نہ لایا جائے؛ نیز یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں ہے کوئی مرض (بالطبع) متعدی نہیں ہوتا۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس باب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مختلف احادیث مروی ہیں، اور جذامی کے متعلق بھی مختلف حدیثیں ہیں، دو حدیثیں تو ہم مسلم اور بخاری کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا، اور اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کر کے کھانا کھاؤ، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمارا ایک غلام جذامی تھا، وہ میری پلیٹ میں کھاتا، میرے پیالہ میں پیتا، الحدیث، اور حضرت عمر اور دیگر اسلاف سے منقول ہے کہ جذامی کے ساتھ کھانا کھانا چاہیے اور ان کے نزدیک اس سے اجتناب کرنے کا حکم منسوخ ہے، اور صحیح بات وہ ہے جو جمہور کا قول ہے اور اس قول کی طرف رجوع کرنا متعین ہے اور جذامی سے اجتناب کی حدیث منسوخ نہیں ہے، بلکہ دونوں حدیثوں میں تطبیق دینا واجب ہے، ایک قول یہ ہے کہ جذامی سے اجتناب کرنے اور اس سے بھاگنے کا حکم استحباب اور احتیاط پر محمول ہے، یہ حکم وجوبی نہیں ہے اور جذامی کے ساتھ کھانا بیان جواز کے لیے ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جذامی سے اجتناب اور اس سے بھاگنے کے حکم میں دلیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر جذام میں مبتلا ہو جائے تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے، جذامی کو مسجد میں جانے سے منع کیا جائے گا اور لوگوں کے ساتھ اختلاط سے روکا جائے گا۔ اگر کسی بستی کے مشترکہ پانی سے جذامی بھی پانی لیتے ہوں تو اگر ان کے لیے الگ پانی کا انتظام ہو سکتا ہو تو وہ انتظام کر دیا جائے گا۔ [1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۲ - ۲۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَغَيْرِهَا

سانپ اور دیگر حشرات الارض کو مارنے کے شرعی احکام کا بیان

باب ۷۹۳

٥٧٠٧ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا، کیونکہ وہ بصارت زائل کر دیتا ہے۔ اور حمل گرا دیتا ہے۔

٥٧٠٨ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ الْأَبْتَرُ وَذُو الطُّفْيَتَيْنِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں دو دھاریوں والے اور دم بریدہ دونوں سانپوں کا ذکر ہے۔

٥٧٠٩ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ وَيَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سانپوں کو قتل کر دو، اور ذوطفیتین (دو دھاریوں والے) اور دم بریدہ سانپ کو کیونکہ یہ حمل گرا دیتے ہیں اور آنکھ کی بصارت زائل کر دیتے ہیں، سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جس سانپ کو بھی دیکھتے مار ڈالتے، ایک بار ابولبابہ بن عبد المنذر یا زید بن خطاب نے ان کو ایک سانپ کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔

٥٧١٠ وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَالٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ وَنُرٰى ذٰلِكَ مِنْ سُمَّيْهِمَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَا أَتْرُكُ حَيَّةً أَرَاهَا إِلَّا قَتَلْتُهَا فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً يَوْمًا مِنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ مَرَّ بِيْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ أَوْ أَبُوْ لُبَابَةَ وَأَنَا أُطَارِدُهَا فَقَالَ مَهْلًا يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ ؎

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا، آپ نے فرمایا سانپوں اور کتوں کو قتل کر دو اور دو دھاری والے اور دم بریدہ سانپ کو (خصوصاً) قتل کر دو، کیونکہ وہ نظر زائل کرتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے حمل گرا دیتے ہیں، زہری نے کہا ہمارے خیال میں یہ ان کے زہر کی تاثیر ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جو سانپ بھی دیکھتا ــــ اس کو مار دیتا ــــ ایک مرتبہ میں ایک گھریلو سانپ کا پیچھا کر رہا تھا، اس وقت زید بن الخطاب یا حضرت ابولبابہ کا گذر ہوا، انھوں نے کہا اے عبداللہ ٹھیرو! میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۷۱۱ وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ صَالِحًا قَالَ حَتّٰى رَآنِيْ أَبُوْ لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَا إِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَفِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَلَمْ يَقُلْ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر اور زید بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے گھریلو سانپوں (کے مارنے) سے منع فرمایا، یونس کی روایت میں ہے سانپوں کو مارو اور دو دھاری والے اور دم بریدہ سانپ کا ذکر نہیں کیا۔

۵۷۱۲ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ كَلَّمَ ابْنَ عُمَرَ لِيَفْتَحَ لَهُ بَابًا فِيْ دَارِهِ يَسْتَقْرِبُ بِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ الْغِلْمَةُ جِلْدَ جَانٍّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْتَمِسُوْهُ فَاقْتُلُوْهُ فَقَالَ أَبُوْ لُبَابَةَ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ نے حضرت ابن عمر سے ان کے گھر میں ایک دروازہ کھولنے کے متعلق گفتگو کی، تاکہ وہ مسجد کے قریب ہو جائیں، اتنے میں لڑکوں کو سانپ کی ایک کینچلی ملی، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا سانپ کو تلاش کرو اور قتل کر دو، ابولبابہ نے کہا اس کو قتل مت کرو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَا تَقْتُلُوْهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِىْ فِى الْبُيُوْتِ ۔

گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے ۔

۵۷۱۳ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ حَتّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ لُبَابَةَ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْبَدْرِىُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَاَمْسَكَ ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر تمام سانپوں کو مار ڈالتے تھے، حتیٰ کہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر بدری نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے یہ امر ترک کر دیا۔

۵۷۱۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا لُبَابَةَ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ ۔

حضرت ابولبابہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (گھریلو) سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا۔

۵۷۱۵ وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِىُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِىْ لُبَابَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِىُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِىْ فِى الْبُيُوْتِ ۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا۔

۵۷۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ (يَعْنِى الثَّقَفِىَّ) قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَنْصَارِىَّ وَكَانَ مَسْكَنُهٗ بِقُبَاءَ فَانْتَقَلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَبَيْنَمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسًا مَعَهٗ يَفْتَحُ خَوْخَةً لَهٗ اِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مِنْ عَوَامِرِ الْبُيُوْتِ فَاَرَادُوْا قَتْلَهَا فَقَالَ اَبُوْ لُبَابَةَ اِنَّهٗ قَدْ نُهِىَ عَنْهُنَّ يُرِيْدُ عَوَامِرَ الْبُيُوْتِ وَاُمِرَ بِقَتْلِ الْاَبْتَرِ وَذِى الطُّفْيَتَيْنِ وَقِيْلَ هُمَا اللَّذَانِ يَلْتَمِعَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ اَوْلَادَ النِّسَاءِ ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر قبا میں تھا، وہ مدینہ منورہ منتقل ہو گئے، ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر ان کے پاس بیٹھے ہوئے اپنا ایک دروازہ کھول رہے تھے کہ اچانک انہوں نے گھر کے سانپوں میں سے ایک سانپ دیکھا، گھر والوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، حضرت ابولبابہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، اور دم بریدہ اور دو دھاریوں والے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، کہا گیا کہ یہی وہ دو سانپ ہیں جو نظر زائل کرتے ہیں اور عورتوں کے (پیٹ کے)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۷۱۷ وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَوْمًا عِنْدَ هَدْمٍ لَهُ فَرَأَى وَبِيصَ جَانٍّ فَقَالَ اتَّبِعُوا هٰذَا الْجَانَّ فَاقْتُلُوهُ قَالَ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ إِلَّا الْأَبْتَرَ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُمَا اللَّذَانِ يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَتَتَبَّعَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ۔

۵۷۱۸ وحَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ مَرَّ بِابْنِ عُمَرَ وَهُوَ عِنْدَ الْأُطُمِ الَّذِي عِنْدَ دَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَرْصُدُ حَيَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ۔

۵۷۱۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا نَحْنُ نَأْخُذُهَا مِنْ فِيهِ رَطْبَةً إِذْ خَرَجَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَاكُمْ شَرَّهَا۔

۵۷۲۰ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

بچوں کو گرا دیتے ہیں۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر اپنے گرے ہوئے مکانوں کے پاس تھے اچانک انھوں نے ایک سانپ کی کینچلی دیکھی، حضرت ابن عمر نے فرمایا اس سانپ کو تلاش کر کے قتل کر دو، حضرت ابولبابہ انصاری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کرتے تھے سوائے دو دھاری والے اور دم بریدہ کے، کیونکہ یہی وہ دو سانپ ہیں جو نظر کو زائل کرتے ہیں اور عورتوں کے حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے، دراں حالیکہ وہ حضرت عمر بن الخطاب کے مکان کے پاس جو قلعہ تھا اس میں سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر والمرسلات عرفا نازل ہوئی، ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اس سورت کو تازہ بہ تازہ سن رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا، آپ نے فرمایا: اس سانپ کو مار دو، ہم اس سانپ کو مارنے کے لیے جھپٹے، وہ ہم سے (دور) بھاگ گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے شر سے بچا لیا جیسا کہ اس کو تمہارے شر سے بچا لیا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ ۞

۵۷۲۱ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ مُحْرِمًا بِقَتْلِ حَيَّةٍ بِمِنًى ۞

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ایک محرم کو سانپ مارنے کا حکم دیا۔

۵۷۲۲ وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ ۞

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے، یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔

۵۷۲۳ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ صَيْفِيٍّ (وَهُوَ عِنْدَنَا مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ) أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ قَالَ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ

ابو السائب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، میں بیٹھ کر ان کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں گھر کے کونے میں رکھی ہوئی لکڑیوں سے حرکت کی آواز آئی، میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک سانپ تھا، میں اس کو قتل کرنے کے لیے لپکا، حضرت ابوسعید نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا، سو میں بیٹھ گیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے مکان کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا کہ اس گھر میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، انھوں نے کہا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف گئے، وہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر جاتا تھا، ایک دن اس نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہتھیار لے کر جاؤ، کیونکہ مجھے تم پر بنو قریظہ (کے حملہ) کا خدشہ ہے وہ نوجوان اپنے ہتھیار لے کر چلا گیا جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے کی دونوں بٹیوں کے درمیان کھڑی ہے اس نے غیرت میں آکر اس کو نیزہ مارنے کا قصد کیا، اس عورت نے کہا اپنے نیزے کو روکو اور گھر کے اندر جا کر دیکھو تم کو معلوم ہوجائے گا کہ میں کس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَهٗ اُكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْ اَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَاِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا اَلْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا ادْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ۝

٥٧٢٤ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَسْمَاءَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ السَّائِبُ (وَهُوَ عِنْدَنَا اَبُو السَّائِبِ) قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا حَيَّةٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ عَنْ صَيْفِيٍّ وَقَالَ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ ۝

٥٧٢٥ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِيْ صَيْفِيٌّ عَنْ اَبِي السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ اَسْلَمُوْا فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَاِنْ بَدَا لَهٗ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ

وجہ سے باہر کھڑی ہوں، جب وہ اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ کنڈلی مارے بستر پر بیٹھا ہے اس نوجوان نے اس سانپ کو مارنے کا قصد کیا، اور نیزہ اس سانپ میں گھونپ دیا پھر باہر نکل کر وہ نیزہ مکان میں گاڑ دیا، وہ سانپ اس جوان پر لوٹ پوٹ ہو گیا اور یہ پتا نہ چل سکا کہ سانپ پہلے مرا یا وہ جوان، پھر ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کا ذکر کیا، ہم نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دے، آپ نے فرمایا: اپنے اس ساتھی کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، پھر فرمایا مدینہ میں رہنے والے جن مسلمان ہو گئے ہیں، پس جب تم ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھو تو ان کو تین دن تک خبردار کرو، اس کے بعد بھی اگر سانپ دکھائی دے تو اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہم نے تخت کے نیچے ایک حرکت کی آواز سنی، ہم نے دیکھا کہ وہ ایک سانپ تھا، اس کے بعد مالک کی روایت کی طرح مذکور ہے، اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان گھروں میں آباد رہنے والے سانپ ہیں، جب تم کوئی سانپ دیکھو تو اس کو تین دن تک تنگ کرو، اگر وہ چلا جائے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ کافر ہے، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کر دو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کئی جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں، سو جو شخص ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھے تو اس کو تین دن تک متنبہ کرے، اگر وہ اس کے بعد بھی دکھائی دے تو اس کو قتل کر دے۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سانپ مارنے کے حکم کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ کے سانپوں کو بغیر تنبیہ کے قتل نہ کیا جائے، اس کے علاوہ روئے زمین کے باقی سانپوں کو مطلقاً مارنا مستحب ہے خواہ وہ گھروں میں رہنے والے سانپ ہوں یا جنگل کے سانپ ہوں، کیونکہ احادیث صحیحہ میں ان کو مطلقاً مارنے کا حکم دیا ہے، سو اس باب کی احادیث میں سانپوں کو قتل کرنے کا بیان ہے ایک اور حدیث میں ہے پانچ جانوروں کو حل اور حرم دونوں میں قتل کر دیا جائے، ان میں سے ایک سانپ ہے، اس حدیث میں بھی ان کو متنبہ کرنے کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح حدیث نمبر ۵۰۲۱ میں بھی سانپ کو مارنے کا مطلقاً ذکر ہے اور اس کو متنبہ کرنے کا ذکر نہیں ہے، بعض علماء نے ان احادیث کے عموم کے پیش نظر یہ کہا ہے کہ مطلقاً سانپوں کو قتل کرنا مستحب ہے، البتہ مدینہ منورہ میں رہنے والے سانپوں کو تنبیہ کرنا اور ڈرانا چاہیے اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۰۲۵ میں اس کی تصریح ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو بغیر تنبیہ کے نہ قتل کیا جائے خواہ وہ سانپ کسی بھی شہر کے ہوں۔ کیونکہ احادیث میں گھریلو سانپوں کو مارنے کی بالعموم ممانعت ہے اور جو سانپ گھروں میں نہ رہتے ہوں ان کو بغیر ڈرائے ہوئے قتل کر دیا جائے، امام مالک نے کہا جو سانپ مساجد میں پایا جائے اس کو بھی قتل کر دیا جائے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلقاً سانپوں کو مارنے کا حکم دھاریوں والے اور دم بریدہ سانپوں کے ساتھ مخصوص ہے، کیونکہ اس قسم کے سانپوں کو ہر حال میں قتل کرنے کا حکم ہے، خواہ وہ گھروں میں رہنے والے ہوں یا نہ ہوں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سانپوں کو تنبیہ کرنے اور ڈرانے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے میں تم کو اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو عہد حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے تم سے لیا تھا یہ کہ تم ہم کو ایذاء نہ دینا اور ہمارے سامنے ظاہر نہ ہونا، یہ طریقہ ابن حبیب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ یہ کہنا بھی کافی ہے:

"احرج علیک باللہ والیوم الاخران لا تبدو لنا ولا تو ذینا" امام مالک نے غالباً حرج کا لفظ حدیث نمبر ۵۰۲۵ سے لیا ہے۔ [1]

بَابُ ۹۴ اِسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ!

گرگٹ کو مارنے کا استحباب

۵۰۲۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ

ام شریک بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو گرگٹ مارنے کا حکم دیا، ابن ابی شیبہ کی روایت میں "امرھا" کی جگہ "امر" کا لفظ ہے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَمَرَ.

۵۷۲۷۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اسْتَأْمَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَتْلِ الْوِزْغَانِ فَأَمَرَ بِقَتْلِهَا وَأُمُّ شَرِيكٍ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَحَدِيثُ ابْنِ وَهْبٍ قَرِيبٌ مِنْهُ۔

ام شریک بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گرگٹ مارنے کے متعلق پوچھا، آپ نے ان کو مارنے کا حکم دیا۔

۵۷۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ مارنے کا حکم دیا اور اس کا نام فویسق (کم فاسق) رکھا۔

۵۷۲۹۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ زَادَ حَرْمَلَةُ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو فویسق فرمایا، حرملہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں سنا۔

۵۷۳۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے پہلی ضرب میں گرگٹ کو قتل کر دیا اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کے لیے اس سے کم نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیسری

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الْأُولَى وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الثَّانِيَةِ۔

ضرب میں اس سے کم۔

۵۷۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ سُهَيْلٍ إِلَّا جَرِيرًا وَحْدَهُ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گرگٹ کو پہلی ضرب میں مار دیا اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، دوسری ضرب میں اس سے کم اور تیسری ضرب میں اس سے کم۔

۵۷۳۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سُهَيْلٍ حَدَّثَتْنِي أُخْتِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں ستر نیکیاں ہیں۔

گرگٹ کو مارنے اور اس پر اجر و ثواب ملنے کی حکمت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا ہے اور ثواب کی بشارت دے کر اس کو مارنے پر رغبت دلائی ہے، کیونکہ یہ موذی جانوروں میں سے ہے، پہلی ضرب میں اس کو مارنے پر زیادہ ثواب کا اس لیے ذکر فرمایا ہے تاکہ اس کو مارنے کی اہمیت ظاہر ہو اور لوگ اس کو مارنے پر سبقت کریں، کیونکہ اگر ہلکی ضرب لگا کر اس کو کئی ضربات سے مارا جائے گا تو بسا اوقات وہ بچ کر بھاگ نکلے گا (یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی ضرب میں اس کو مارنے کی اس لیے ترغیب دی ہو تاکہ اس کو زیادہ ایذاء نہ ہو۔ سعیدی غفرلہ) اس کو فویسق اس لیے فرمایا ہے کہ فسق کا معنی خروج ہے اور یہ ایذاء رسانی کی وجہ سے حشرات الارض کی عام عادات سے نکل گیا، حدیث نمبر ۵۷۳۰ میں پہلی ضرب سے اس کو قتل کرنے والے کے لیے سو نیکیوں کا اور حدیث نمبر ۵۷۳۱ میں ستر نیکیوں کا ذکر ہے، ان حدیثوں میں بہ ظاہر تعارض ہے، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اصولیین کے نزدیک عدد میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اس کا اجر ستر نیکیاں ہو، بعد میں ان کو بڑھا کر سو نیکیاں کر دیا گیا ہو، تیسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ قاتل کے احوال اس کی نیت اور اخلاص کے درجات میں تفاوت کی وجہ سے اجر مختلف ہوتا ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

باب ۹۵ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النَّمْلِ !

چیونٹی کے مارنے کی ممانعت

۵۷۲۳ - حَدَّثَنِيْ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَفِيْ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی کے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا، انھوں نے چیونٹی کی پوری بستی جلانے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی کہ ایک چیونٹی کے کاٹنے کی وجہ سے تم نے اللہ کی مخلوق کے ایک ایسے گروہ کو ہلاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

۵۷۲۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے، ایک چیونٹی نے ان کے کاٹ لیا، انھوں نے درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کا چھتہ نکالنے کا حکم دیا، پھران کے حکم سے اس کو جلا دیا گیا، تب اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم نے ایک چیونٹی ہی کو جلایا ہوتا۔

۵۷۲۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا وَأَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فِي النَّارِ قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انبیاء (سابقین) میں سے ایک نبی، ایک درخت کے نیچے ٹھہرے، انھیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، انھوں نے درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کے چھتے کو نکالنے کا حکم دیا پھران کے حکم سے اس کو آگ میں جلا دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ آپ نے ایک چیونٹی کے مارنے پر اکتفا کیوں نہ کی۔

حاشیہ صفحہ سابقہ

لہ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

Ataunnabi.com

آگ میں جلا کر سزا دینے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت میں چیونٹیوں کو مارنا اور جلانا جائز تھا، اس وجہ سے ان پر چیونٹی کے مارنے اور جلانے پر عتاب نہیں کیا بلکہ ایک چیونٹی کی جنایت کا زیادہ چیونٹیوں سے بدلہ لینے پر عتاب فرمایا۔

ہماری شریعت میں کسی جاندار کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص کسی کو آگ میں جلا کر ہلاک کر دے تو اس کو بھی قصاص میں جلانا جائز ہے (یہ فقہاء شافعیہ کا مسلک ہے۔ فقہاء احناف کا مسلک دیکھنے کے لیے شرح مسلم جلد رابع میں کتاب القصاص کا مطالعہ کریں۔ سعیدی غفرلہ) حدیث مشہور میں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی آگ کا عذاب نہیں دیتا، نیز ہمارے مذہب میں چیونٹی کو مارنا جائز نہیں ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد (موٹے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ کا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کو شکار کرتا ہے۔)
اس حدیث کو امام ابوداؤد نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔[1]

بَابُ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْهِرَّةِ

بلی کو مارنے کی ممانعت

۵۷۳۶- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَ سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کے سبب سے عذاب دیا گیا، اس نے بلی کو باندھ کر رکھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، وہ عورت اس سبب سے جہنم میں داخل کی گئی، جب اس عورت نے بلی کو باندھا تو اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو کیڑے مکوڑے کھانے کے لیے آزاد کیا۔

۵۷۳۷- وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

۵۷۳۸- وَحَدَّثَنَاهُ هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ

حضرت ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ۔

٥٧٣٩- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ لَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو کیڑے مکوڑے کھانے کے لیے آزاد کیا۔

٥٧٤٠- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا رَبَطَتْهَا وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

٥٧٤١- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے معنی میں ایک روایت بیان کی۔

٥٧٤٢- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی مثل ایک روایت بیان کی۔

جانوروں کو عذاب دینے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور بلی کو عذاب دینے کی وجہ سے اس کو جہنم میں عذاب دیا گیا، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عورت کافرہ ہو اور اس کو اصل عذاب کفر کی وجہ سے ہوا ہو اور بلی کی وجہ سے اس کے عذاب میں زیادتی کی گئی ہو، کیونکہ وہ مومنہ نہیں تھی کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے، تاہم صحیح بات یہی ہے کہ وہ عورت مسلمان تھی اور بلی کو عذاب دینے کی وجہ سے اس کو آگ میں داخل کیا گیا اور یہ محض صغیرہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس پر اصرار کی وجہ سے یہ کبیرہ گناہ ہو گیا اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک پر اپنے پالتو جانوروں کو کھلانا پلانا واجب ہے۔ ۱

بَابُ فَضْلِ سَاقِي الْبَهَائِمِ وَإِطْعَامِهَا
جانوروں کو کھلانے اور پلانے کی فضیلت

۵۷۴۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَنِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جا رہا تھا اس کو راستہ میں شدید پیاس لگی، اس نے ایک کنواں دیکھا اس نے اس کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ جب وہ کنویں سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اور ہانپ رہا ہے، اس شخص نے سوچا اس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو میری حالت ہو رہی تھی، پس وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اس موزے کو منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ان جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔

۵۷۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيفُ بِبِئْرٍ قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوقِهَا فَغُفِرَ لَهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دنوں میں ایک کتے کو ایک کنویں کے گرد چکر لگاتے دیکھا جس کی پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکلی ہوئی تھی، اس عورت نے اپنے موزے میں پانی لے کر اس کتے کو پانی پلایا تو اس کی بخشش کر دی گئی۔

۵۷۴۵ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کتا ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب تھا، اچانک بنو اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت نے اس کو دیکھا، اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْعَطَشُ اِذْ رَاٰتْهُ بَغِیٌّ مِنْ بَغَایَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهٗ بِهٖ فَسَقَتْهُ اِیَّاہُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ۔

بھر کر) اس کتے کو پانی پلایا۔ تو اس نیکی کے بدلہ اس کو بخش دیا گیا۔

جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی تفصیل

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں محترم (جن کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بیان ہے، لیکن جن جانداروں کو شارع علیہ السلام نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے ان کو قتل کر کے شارع علیہ السلام کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، حربی کافر (جن سے مسلمان برسر جنگ ہوں) مرتد کاٹنے والا کتا اور وہ پانچ فاسق جانور جن کا حدیث میں حکم ہے اور جو جانور ان کے حکم میں ہیں یہ سب غیر محترم ہیں، اور جو جانور محترم ہیں ان کو کھانا کھلانے، پانی پلانے اور ان کے ساتھ دیگر نوع کے احسان کرنے سے ثواب حاصل ہوگا، عام ازیں کہ وہ جانور اس کا یا کسی اور کا مملوک ہو۔ ۱؎

۱؎ علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ

زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت

۵۷۴۶ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ ؁

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم زمانہ کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں رات اور دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے۔

۵۷۴۷ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم مجھے ایذاء دیتا ہے، وہ زمانہ کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ (کا خالق) ہوں، میں رات اور دن کو پلٹا تا رہتا ہوں۔

۵۷۴۸ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، مجھے ابن آدم ایذاء دیتا ہے، وہ کہتا ہے "ہائے زمانہ کی نامرادی" سو تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی" کیونکہ زمانہ (کا خالق)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔

میں ہوں، رات اور دن کو میں بدلتا رہتا ہوں، اور جب میں چاہوں گا ان کو قبض کر لوں گا۔

۵۷۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "ہائے زمانہ کی نامرادی" کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے۔

۵۷۵۰۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ کو بُرا مت کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ زمانہ (کا خالق) ہے۔

اللہ تعالیٰ پر دہر کے اطلاق کی توجیہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے انا الدھر "یعنی میں زمانہ ہوں" اور یہ اطلاق مجازی ہے، اس کا معنی ہے میں زمانہ کا اور زمانہ میں پیدا ہونے والے حوادث کا خالق ہوں، اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی اندوہناک حادثہ ہوتا تو وہ زمانہ کو بُرا کہتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ کو بُرا مت کہو کیونکہ جن مصائب اور حوادث کی بناء پر تم زمانہ کو بُرا کہہ رہے ہو وہ تمام حوادث تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں، کیونکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ [1]

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت

۵۷۵۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو بُرا نہ کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ (کا خالق) ہے اور تم میں سے کوئی شخص عنب (انگور) کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عنب کو) کرم نہ کہو، کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تَقُوْلُوْا كَرْمٌ فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۵۷۵۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنب کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمُ الْكَرْمَ فَاِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کرم نہ کہے کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔

۵۷۵۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ اِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص عنب کو کرم نہ کہے، کیونکہ کرم تو مسلمان آدمی ہے۔

۵۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْحَبَلَةُ يَعْنِي الْعِنَبَ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرم نہ کہو لیکن حبلہ یعنی عنب (انگور) کہو۔

۵۷۵۷۔ وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرم نہ کہو لیکن کہو عنب اور حبلہ۔

انگور پر کرم کے اطلاق کی ممانعت کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
عرب عنب (انگور) کو کرم کہتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کو کرم کہنے سے منع فرمایا، فقہاء نے اس کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ انگوروں سے شراب بھی بنائی جاتی ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور عرب شراب کو بھی مجازاً کرم کہتے تھے، جب کہ کرم کا لفظ سخاوت اور شرافت کے معنی میں بھی مستعمل ہے، مومن کو کریم کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات: ۴۹) "تم میں سب سے زیادہ کریم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو" مومن کے قلب کو بھی ایمان، ہدایت، نور، تقویٰ اور دیگر صفات کریمہ کی وجہ سے کرم کہا جاتا ہے، اس بنار پر شارع علیہ السلام نے انگور پر کرم کے اطلاق سے منع فرمایا تاکہ یہ اطلاق شراب پر کرم کے اطلاق کا سبب نہ بنے۔ [۱]

بَابُ حُكْمِ اِطْلَاقِ لَفْظَةِ الْعَبْدِ وَالْاَمَةِ وَالْمَوْلٰى وَالسَّيِّدِ

لفظ عبد، امۃ، مولیٰ اور سید کے اطلاق کرنے کا حکم

۵۷۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ (وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) میرا بندہ، اور میری بندی نہ کہے، تم سب اللہ کے بندے ہو، اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں، البتہ یوں کہہ سکتا ہے، میرا غلام، میری کنیز، میرا نوکر، میری نوکرانی۔

۵۷۵۹ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ فَكُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ فَتَايَ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) یہ نہ کہے "میرا بندہ" تم سب اللہ کے بندے ہو، البتہ یہ کہہ سکتا ہے، میرا نوکر، اور نہ غلام یہ کہے "میرا رب" البتہ میرا سید (مالک) کہہ سکتا ہے۔

۵۷۶۰ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

ایک روایت میں ہے غلام اپنے سید کو "میرا مولا" نہ کہے کیونکہ تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱ ۵۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اسْقِ رَبَّكَ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ رَبِّي وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ فَتَاتِي غُلَامِي -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے اپنے رب کو پلا، اپنے رب کو کھلا، اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا رب" کہے البتہ "میرا سید اور میرا مولیٰ" کہے اور نہ تم میں سے کوئی شخص (کسی کو) "میرا بندہ یا میری بندی" کہے، البتہ میرا نوکر یا میری نوکرانی کہے۔

لفظ عبد اور رب کے اطلاق کی تفصیل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث سے دو چیزوں کی ممانعت کرنا مقصود ہے:

۱- غلام کا اپنے مالک کو میرا رب کہنا ممنوع ہے، کیونکہ ربوبیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، رب اس کو کہتے ہیں جو مالک ہو یا قائم بالشئ ہو، اور اس چیز کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود علامات قیامت میں بیان فرمایا ہے: "لونڈی رب (مالک) کو جنے گی" تو اس کے دو جواب ہیں اوّلاً یہ کہ اس حدیث میں یہ اطلاق بیان جواز کے لیے ہے اور اس باب کی احادیث میں ممانعت تنزیہ اور ادب کی وجہ سے ہے ثانیاً اس باب کی احادیث سے مراد یہ ہے کہ ان لفظوں کو بہ کثرت استعمال نہ کیا جائے اور اس کو عام عادت نہ بنا لیا جائے اور کبھی کبھی ان لفظوں کا اطلاق کرنا ممنوع نہیں ہے، قاضی عیاض نے اسی جواب کو اختیار کیا ہے اور مملوک کا اپنے مالک کو سید کہنا ممنوع نہیں ہے، آپ نے (حدیث نمبر ۵۷۰۲) میں خود فرمایا: "میرا سید" کہے کیونکہ سید کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح خاص نہیں ہے جس طرح لفظ رب اس کے ساتھ خاص ہے، قرآن مجید اور حدیث متواتر میں اللہ تعالیٰ پر سید کا اطلاق نہیں ہے، نیز آپ نے فرمایا: "میرا یہ بیٹا سید ہے" نیز فرمایا "اپنے سید کے لیے قیام کرو" ایک اور حدیث میں فرمایا: "کیا تمہارے سید نہیں کہتے" اس لیے اگر غلام اپنے مالک کو سید کہے تو اس میں کوئی اشکال اور التباس نہیں ہے، اسی طرح اگر غلام اپنے مالک کو "میرا مولیٰ" کہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ مولیٰ کا اطلاق متعدد معنی پر ہوتا ہے، ان میں ایک معنی مالک اور ناصر بھی ہے، باقی حدیث نمبر ۵۷۰۰ میں جو مالک کو مولیٰ کہنے کی ممانعت ہے تو اس میں اعمش کا تفرد ہے، باقی راویوں نے اس زیادتی کا ذکر نہیں کیا اس لیے اس ممانعت کو ترک کرنا افضل ہے۔

۲- مالک کا اپنے غلام یا کنیز کو میرا بندہ یا میری بندی کہنا ممنوع ہے، کیونکہ حقیقت میں عبودیت کا صرف اللہ عزوجل مستحق ہے، نیز اس میں مخلوق کی ایسی تعظیم ہے جس کے وہ لائق نہیں ہے، البتہ میرا خادم اور میرا نوکر وغیرہ کہنا جائز ہے۔ لے

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ خَبُثَتْ نَفْسِي

"میرا نفس خبیث ہو گیا" کہنے کی ممانعت

۵۷۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي هَذَا حَدِيثُ أَبِي كُرَيْبٍ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَكِنْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا" بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا، راوی ابوبکر نے اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اور اس میں "لیکن" کا لفظ نہیں ہے۔

۵۷۶۳- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۷۶۴- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا"، بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس سست اور کاہل ہو گیا۔

مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنے کی ممانعت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبیث کے لفظ کو اس کی قباحت کی وجہ سے ناپسند فرمایا۔ اور آداب گفتگو کی تعلیم دی، اگر یہ اعتراض ہو کہ حدیث میں ہے: نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کی نماز کے وقت تک سوتا رہے اس کی صبح خبیث نفس کے ساتھ ہوگی" قاضی عیاض نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مبہم اور مذموم الحال شخص کی صفت بیان کی ہے سو اس طرح جائز ہے اور کسی مسلمان کو علی التعیین خبیث کہنا ممنوع ہے۔ [1]

اس کی نظیر یہ ہے کہ کسی مسلمان کو معین اور مشخص کر کے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے البتہ علی العموم صفات مذمومہ کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے جیسے لعنۃ اللہ علی الکاذبین، لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ فرمائیں

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۳۸، " " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ اِسْتِعْمَالِ الْمِسْكِ وَكَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ وَالطِّيْبِ!

مشک کا استعمال اور ریحان اور خوشبو کو مسترد کرنے کی کراہت

٥٧٦٥ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِيْ خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَصِيْرَةٌ تَمْشِيْ مَعَ امْرَاَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ وَخَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ مُغْلَقٍ مُطْبَقٍ ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكًا وَهُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ فَمَرَّتْ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ فَلَمْ يَعْرِفُوْهَا فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَنَفَضَ شُعْبَةُ يَدَهٗ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک پستہ قد عورت تھی وہ دو لمبی عورتوں کے درمیان چلتی تھی، اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں بنوائیں اور سونے کے خول کی ایک انگوٹھی بنوائی جو بند ہوتی تھی، پھر اس میں مشک کی خوشبو بھری اور وہ سب سے اچھی خوشبو ہے پھر وہ ان دو لمبی عورتوں کے درمیان سے گزری تو انھوں نے اس کو نہیں پہچانا، پھر اس عورت نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا شعبہ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔

٥٧٦٦ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَالْمُسْتَمِرِّ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَشَتْ خَاتَمَهَا مِسْكًا وَالْمِسْكُ اَطْيَبُ الطِّيْبِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو اسرائیل کی ایک عورت کا ذکر کیا، جس نے اپنی انگوٹھی میں مشک بھری تھی اور مشک سب سے اچھی خوشبو ہے۔

٥٧٦٧ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُقْرِئِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهٗ فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو ریحان (پھول) دیا جائے وہ اس کو واپس نہ کرے کیونکہ اس کا کوئی بوجھ نہیں اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے۔

٥٧٦٨ - حَدَّثَنِيْ هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَيْلِيُّ وَاَبُوْ طَاهِرٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَحْمَدُ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو کی دھونی لیتے تو عود کی دھونی لیتے، جس میں کسی اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا دَ قَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

چیز کی آمیزش نہ ہوتی یا عود میں کافور ملا کر ڈال لیتے، پھر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیتے تھے۔

ف: اس باب کی احادیث سے واضح ہوا کہ مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے اور اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا اور اس کی بیع جائز ہے، اس پر سب کا اجماع ہے، شیعہ کا اس میں اختلاف ہے، لیکن ان کا مذہب باطل ہے، باقی بنی اسرائیل کی عورت نے لکڑی کی ٹانگیں لگا کر جو اپنا قد لمبا کیا تھا اگر اس سے یہ غرض تھی کہ لوگ اس کا عیب دیکھ کر اس کی غیبت نہ کریں تو یہ عمل صحیح تھا، اور اگر مردوں کو اپنا حسن دکھانے کے لیے ایسا کیا تھا تو یہ ناجائز عمل تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الشّعر

باب ٨٠٣

٥٧٦٩ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيهِ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيهِ حَتّٰى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ۔

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہوا، آپ نے فرمایا کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں، میں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، میں نے ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ، حتیٰ کہ میں نے ایک سو اشعار سنائے۔

٥٧٧٠ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَوْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سوار کیا، اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

٥٧٧١ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَنْشَدَنِي

عمرو بن شرید اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے شعر پڑھنے کے لیے فرمایا: ابراہیم بن میسرہ کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا وہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا، اور ابن مہدی کی روایت میں ہے وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ قَالَ إِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ فَلَقَدْ كَادَ يُسْلِمُ فِي شِعْرِهِ۔

۵۷۷۲ - حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ جَمِيْعًا عَنْ شَرِيْكٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ؎ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں، عرب شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے بہترین شعر ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

۵۷۷۳ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ ؎

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے، اور امیہ بن ابی الصلت اسلام قبول کرنے کے قریب تھا۔

۵۷۷۴ - وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ ؎ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

وَكَادَ ابْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اور امیہ بن ابی الصلت اسلام لانے کا قریب تھا

۵۷۷۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَتْهُ الشُّعَرَاءُ ؎

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے زیادہ سچا ہے، "سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۷۷۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ ؂

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ مَا زَادَ عَلَى ذٰلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ شاعروں کے کہے ہوئے کلام میں سب سے سچا شعر لبید کا ہے، سنو، اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ آپ اس سے زائد نہ پڑھتے۔

۵۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِلَّا أَنَّ حَفْصًا لَمْ يَقُلْ يَرِيهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے پیٹ میں پیپ بھر جانا شعر بھر جانے سے بہتر ہے۔

۵۷۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھر جائے۔

۵۷۷۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "عرج" جا رہے تھے، سامنے سے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا: شیطان کو روک لو، انسان کے پیٹ میں پیپ بھرنا شعر بھرنے سے بہتر ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شعر کا لغوی اور عرفی معنی

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

"شِعر، کا لفظ 'عِلم' کے وزن پر ہے، اس کا معنی بھی علم ہے، ایک قول یہ ہے کہ دقائق امور کے علم کو شعر کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ادراک بالحواس کو شعر کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے: وانتم لا تشعرون (زمر: ۵۰) اس آیت میں ادراک بالحواس کی نفی کی گئی ہے، اصل وضع یہی ہے، پھر غلبہ استعمال سے شعر کا استعمال ان الفاظ پر ہونے لگا جو وزن اور قافیہ کے اعتبار سے منظوم ہوں۔ مصنف (صاحب قاموس) نے بصائر میں لکھا ہے قرآن مجید نے کفار کا یہ قول نقل کیا ہے' بل افتراہ بل ھو شاعر (انبیاء: ۵) ۔ بلکہ انہوں نے اس قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہیں" اکثر مفسرین نے اس آیت کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ کفار نے یہ تہمت لگائی تھی کہ آپ منظوم کلام پیش کرتے ہیں اور بعض محققین نے کہا وہ آپ پر شاعر ہونے کی تہمت قرآن مجید کے منظوم ہونے کی وجہ سے نہیں لگاتے تھے، کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ردیف اور قافیہ کی رعایت اور اسلوب شاعری نہیں ہے بلکہ وہ قرآن مجید کو شعر کہہ کر اس کا کاذب اور غیر واقعی ہونا مراد لیتے تھے۔ کیونکہ عرب شعر کو جھوٹ اور شاعر کو جھوٹے سے تعبیر کرتے تھے، حتی کہ وہ دلائل کاذبہ کو دلائل شعریہ کہتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عام شعراء کے بیان میں فرمایا "والشعراء یتبعھم الغاؤن" (شعراء: ۲۲۴) ۔ "اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں" اور چونکہ شعر جھوٹ کو مؤکد کرتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے احسن الشعراء اکذبہ "جو زیادہ جھوٹا ہو وہ اچھا شاعر ہوتا ہے" [1]

شعر پڑھنے اور سننے کا شرعی حکم

حدیث نمبر ۶۹،، میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سننے کی فرمائش کی، علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: امیہ کے اشعار میں چونکہ وحدانیت ہے اور بعث بعد الموت کا مفہوم ہے، اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اشعار کی تحسین کی اور ان اشعار کو سننے کی فرمائش کی، اس سے معلوم ہوا کہ جن اشعار میں بے حیائی کی باتیں نہ ہوں ان کا پڑھنا اور سننا جائز ہے، خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہوں یا نہ ہوں، اور اس قسم کے اشعار میں بھی بکثرت مشغول رہنا درست نہیں ہے البتہ معمولی تعداد میں اشعار پڑھنا، سننا اور ان کو یاد رکھنا جائز ہے۔

حدیث نمبر ،،، میں ہے، کسی شخص کے پیٹ میں پیپ بھر جانا اشعار بھر جانے سے بہتر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر شعر و شاعری کا اتنا غلبہ ہو جائے جو اس کو علوم شرعیہ کی تحصیل اور یاد الٰہی سے غافل کر دے، خواہ وہ اشعار کسی قسم کے ہوں، اور اگر اس پر قرآن، حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور تھوڑے سے اشعار بھی یاد ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض علماء نے اس حدیث اور حدیث نمبر ۸،،، سے یہ استدلال کیا ہے کہ شعر پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ ان میں کوئی بے حیائی نہ ہو لیکن جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اشعار میں بے حیائی کی بات نہ ہو تو پھر ان کا پڑھنا مباح ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اچھے اشعار کا پڑھنا اچھا ہے اور برے اشعار کا پڑھنا برا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص ۳۰۱ ۔ ۳۰۰، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے سفر اور غیر سفر میں صحابہ کے سامنے اشعار سننے کی فرمائش کی اور مشرکین کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت کو اشعار پڑھنے کا حکم دیا، اور خلفائے راشدین، اعاظم صحابہ، ائمہ اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مطلقاً شعر پڑھنا مذموم ہے، بلکہ یہی کہا ہے کہ جن اشعار میں فحش مضمون ہو یا جھوٹ ہے اور ملحدانہ خیالات کا اظہار ہو) وہ مذموم ہیں۔ ۱

بَابُ تَحْرِيْمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِشِيْرِ

نردشیر (چوسر) کی حرمت

۵۸۱۰ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَاَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهٖ۔

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چوسر کو کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیا۔

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء حنبلیہ کی تحقیق

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

ہر وہ کھیل جس میں قمار ہو وہ حرام ہے اور جس کھیل میں کسی بھی جانب سے کسی عوض کی شرط نہ ہو ان میں سے بعض حرام ہیں اور بعض مباح ہیں، حرام تو نردشیر ہے، امام ابوحنیفہ اور اکثر شافعیہ کا یہی قول ہے، اور بعض فقہاء نے کہا یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نردشیر (چوسر) کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے نردشیر کو کھیلا اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے خون اور گوشت میں رنگ لیے، اور سعید بن جبیر جب نردشیر (چوسر) کھیلنے والوں کے پاس سے گذرتے تو ان کو سلام نہیں کرتے تھے۔

ان دلائل کی بناء پر جو شخص بار بار نردشیر (چوسر) کھیلے اس کی گواہی مقبول نہیں، عام ازیں کہ وہ جوئے کے ساتھ کھیلے یا بغیر جوئے کے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے، اور یہی امام شافعی کا ظاہر مذہب ہے۔

شطرنج بھی چوسر کی طرح حرام ہے، البتہ چوسر کی حرمت زیادہ شدید ہے کیونکہ اس کی حرمت میں صریح نص وارد ہے اور شطرنج کو چوسر پر قیاس کر کے حرام کہا گیا ہے، قاضی ابوالحسین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، سعید بن مسیب، قاسم، سالم، عروہ، محمد بن علی بن حسین، وراق اور امام مالک کے نزدیک شطرنج حرام ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شطرنج مباح ہے۔ حضرت ابوہریرہ، سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر کا بھی یہی مذہب ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اور شطرنج کی تحریم میں کوئی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی شطرنج اور نردشیر میں کوئی علت مشترکہ ہے لہٰذا یہ اپنی اصل پر مباح ہے، نیز شطرنج سے جنگی چالوں کی مشق ہوتی ہے، لہٰذا یہ نیزہ بازی، تیراندازی اور گھوڑے سواری کے مشابہ ہے۔

---

۱ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں) ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میسر یعنی جوئے کو حرام کیا ہے (مائدہ : ۹۰) اور حضرت علی نے شطرنج کو بھی میسر فرمایا اور شطرنج کھیلنے والے اس کھیل سے جنگی چالوں کی تربیت حاصل کرنے کا قصد نہیں کرتے ان کا اس سے قصد صرف کھیل یا جوا ہوتا ہے، نیز اس میں مشغول ہو کر انسان نمازوں اور خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے امام احمد نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والے کی شہادت بھی مردود ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

ابوبکر نے کہا کہ جو شخص شطرنج کو حرام سمجھتا ہو، اگر وہ شطرنج کو کھیلے، تو یہ فعل حرام ہے اور اگر اس کو مباح سمجھنے والا کھیلے تو اس کی شہادت مسترد نہیں ہوگی، الا یہ کہ اس کھیل کی وجہ سے وہ نمازوں سے غافل ہو جائے، یا اس کھیل میں وہ جھوٹی قسمیں کھائے یا بازار میں بیٹھ کر کھیلے یا اس کی وجہ سے کوئی اور سستی اور بے وقعت حرکت ہو، یہ امام شافعی کا مذہب ہے سو شطرنج کا بھی وہی حکم ہے جو باقی مختلف فیہ مسائل کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء مالکیہ کی تحقیق

علامہ ابوالولید باجی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک نرد اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں ہے، امام مالک نے کہا کہ شطرنج غافل کرنے والی اور شر ہے، اس کو کھیلنے والا زیادہ تر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، نیز یہ جوئے کی ایک قسم ہے، اس کی وجہ سے ایک ایسی چیز میں بکثرت وقت صرف کرنا ہے جس میں کوئی دینی اور دنیاوی فائدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمایا اور اس کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی وجہ سے شیطان تمہارے اندر ایک دوسرے کی عداوت اور بغض پیدا کر دیتا ہے، اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے، کیا تم باز آنے والے ہو! یہ تمام خرابیاں شطرنج میں بھی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل، شعبی اور عکرمہ شطرنج کھیلتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان تک اس کی ممانعت نہیں پہنچی اور ان کے اجتہاد نے خطا کی۔

جو شخص شرط لگائے بغیر عادۃً شطرنج کھیلتا ہو یعنی دائماً کھیلتا ہو، امام مالک کے نزدیک اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی، کیونکہ یہ باطل چیز پر دوام ہے، نیز ہمیشہ شطرنج کھیلنے والا جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور اللہ کی یاد اور نمازوں سے غافل رہتا ہے اور جو شخص کبھی کبھی شطرنج کھیلتا ہے وہ ہر چند کہ برا کام کرتا ہے اور اس کے لیے شطرنج کو ترک کر دینا مستحب ہے لیکن اس کی عدالت ساقط نہیں ہوگی یعنی اس کی شہادت قبول ہوگی۔ [2]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء شافعیہ کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام شافعی اور جمہور فقہاء کے نزدیک نردشیر (چوسر) حرام ہے، بعض فقہاء شافعیہ کے نزدیک چوسر کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے، اور شطرنج کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے، تابعین کی جماعت سے بھی اسی طرح منقول ہے، امام مالک اور امام احمد نے کہا ہے کہ شطرنج حرام ہے، انہوں نے اس کو نردشیر پر قیاس کیا ہے، ہمارے فقہاء اس قیاس کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ شطرنج، نردشیر سے کم درجہ کی چیز ہے۔ [3]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱۰ ص ۱۷۲-۱۷۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ، منتقی ج ۷ ص ۲۷۹-۲۷۸، مطبوعہ مطبع السعادۃ، ۱۳۳۲ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صاحب تکملہ شرح المہذب لکھتے ہیں:

شطرنج کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ایک کھیل ہے جس سے دین میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس کھیل کی کوئی ضرورت ہے اس لیے اس کا ترک اولیٰ ہے لیکن یہ حرام نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابوہریرہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے شطرنج کھیلنا منقول ہے، جو شخص شرط لگائے بغیر کھیلے اور کسی وجہ سے فرض اور اچھے کاموں کو ترک نہ کرے اس کی شہادت مردود نہیں ہوگی، اور جو شخص شرط لگا کر کھیلے (یعنی ہارنے والا جیتنے والے کو فلاں چیز یا اتنی رقم دے گا) تو وہ جوا کھیلنے والا ہے اس کی عدالت ساقط ہوگی، اور اس کی شہادت مقبول نہیں ہوگی۔ اور نردشیر مطلقاً حرام ہے اس کی حرمت کے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے احادیث مروی ہیں۔ [1]

چوسر اور شطرنج کے متعلق فقہاء احناف کی تحقیق

علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی لکھتے ہیں:

نرد (چوسر) اور شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، امام شافعی نے شطرنج کھیلنے کو مباح کہا ہے، امام ابویوسف سے ایک روایت یہی ہے، یہ اس وقت ہے جب اس میں شرط نہ لگائی جائے اور نہ اس کو کھیلنے کی عادت بنائی جائے اور نہ اس میں مشغولیت کی بناء پر کسی واجب کو ترک کیا جائے ورنہ شطرنج کھیلنا بالاجماع حرام ہے۔ [2]

کھیل اور ورزش کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر

جسمانی ورزش اور باہمی دل چسپی کے لیے جو کھیل کھیلے جاتے ہیں ان کے کھیلنے سے اگر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو اور کوئی عبادت ضائع نہ ہوتی ہو تو ان کا کھیلنا جائز ہے، مثلاً بعض کھیل ایسے ہیں جن میں کھلاڑی گھٹنوں سے اونچا نیکر پہنتے ہیں، بعض کھیل ایسے ہیں جو صبح سے شام تک جاری رہتے ہیں اور ظہر کی نماز کا وقت کھیل کے دوران اکثر نکل جاتا ہے اور کھلاڑی اور کھیل دیکھنے والے نماز کا کوئی خیال نہیں کرتے کھانے اور چائے کا وقفہ کیا جاتا ہے لیکن نماز کا کوئی وقفہ نہیں ہوتا! بعض دفعہ کسی کھیل میں ہار جیت پر کوئی شرط رکھی جاتی ہے، یہ سب امور ناجائز ہیں۔

انسان کی صحت اور جسم کو چاق و چوبند رکھنے کے لیے کھیل اور ورزش دونوں بہت ضروری ہیں، بعض لوگ میز کرسی پر بیٹھ کر دن رات پڑھنے لکھنے کا کام کرتے ہیں ان کو اپنے کام کی وجہ سے زیادہ چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی توند نکل آتی ہے اور خون میں کلسٹرول کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ ذیابیطس (خون میں شکر کا ہونا) ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں، معدہ کا ضعف اور گیس کا شکار ہو جاتے ہیں ان بیماریوں سے محفوظ رہنے یا بیماری لاحق ہونے کے بعد ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مختلف قسم کے کھیلوں اور ورزشوں میں مشغول رہنا حفظان صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔

اسلام میں مختلف کھیلوں اور ورزشوں کی بھی مناسب حد تک حوصلہ افزائی کی گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ سواری کا مقابلہ کرایا، پیدل دوڑ کا مقابلہ کرایا، آپ نے خود بہ نفس نفیس دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا، اسی طرح

[1] شرح المہذب ج ۲۰ ص ۲۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
[2] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۳ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آپ نے کشتی بھی کی، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ بن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابق بین الخیل التی اضمرت من الحفیاء وامدھا ثنیۃ الوداع وسابق بین الخیل التی لم تضمر من الثنیۃ الی مسجد بنی زریق وان عبداللہ بن عمر کان فیمن سابق بھا۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اضمار شدہ گھوڑوں کا (وہ گھوڑے جن کو پہلے خوب کھلایا پلایا جائے پھر انھیں بھوکا رکھ کر ان کا پسینہ نکلوایا جائے) حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک مقابلہ کرایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کا ثنیہ سے لے کر مسجد بنو زریق تک مقابلہ کرایا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مقابلہ کرنے والے صحابہ میں تھے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سلمۃ بن اکوع قال وکان رجل من الانصار لا یسبق شدا قال فجعل یقول الا مسابق الی المدینۃ ھل من مسابق الی المدینۃ فجعل یعید ذلک قال فلما سمعت کلامہ قلت اما تکرم کریما ولا تھاب شریفا قال لا الا ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی ذرنی فلا سابق الرجل قال ان شئت قلت اذھب الیک وثنیت رجلی فطفرت فعدوت قال فربطت علیہ شرفا او شرفین استبقی نفسی ثم عدوت فی اثرہ فربطت علیہ شرفا او شرفین ثم انی رفعت حتی الحقہ فاصکہ بین کتفیہ قال قلت قد سبقت واللہ۔ قال انا اظن قال فسبقتہ الی المدینۃ[2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (ایک طویل حدیث کے اخیر میں) بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص اتنا تیز دوڑتا تھا کہ کوئی شخص اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، اس نے کہا کوئی ہے جو مدینہ تک دوڑ میں میرا مقابلہ کرے؟ کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑے؟ وہ بار بار للکارتا رہا، میں نے اس کی شیخی سن کر کہا کیا تم کسی کریم کی عزت نہیں کرتے؟ اور کسی شریف سے نہیں ڈرتے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے دوڑ میں اس شخص سے مقابلہ کرنے کی اجازت دیں! آپ نے فرمایا: اگر تمہارا دل چاہے تو، میں مڑا اور چھلانگ لگا کر دوڑنے لگا جب ایک چڑھائی یا دو چڑھائیاں آ گئیں تو میں سانس لینے کے لیے رکا پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ پھر ایک چڑھائی یا دو چڑھائیوں پر میں نے سانس لیا پھر میں نے دوڑ کر اس کو جا لیا، پھر میں نے اس کے شانوں کے درمیان ایک گھونسہ مارا اور کہا لو اب تم پیچھے رہ گئے پھر میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۱-۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاسبق الا فی خف او حافر او نصل۔ ۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ گھوڑے اور تیر اندازی یا نیزہ بازی کے سوا کسی چیز میں مقابلہ کا استحقاق نہیں ہے۔

اونٹ اور گھوڑوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر ان جانوروں سے دوڑ میں مقابلہ کرایا جاتا ہے ورنہ دوسرے جانوروں سے بھی دوڑ میں مقابلہ کرانا جائز ہے، اور استحقاق کی نفی سے اس حدیث میں انعام کے استحقاق کی نفی مراد ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۲

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال سابق رسول الله صلی الله علیه وسلم اعرابی فسبقه فکان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وجدوا فی انفسهم من ذلک فقیل له فی ذلک فقال حق علی الله ان لا یرفع شئ نفسه فی الدنیا الا وضعه الله۔ ۳

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے دوڑ میں مقابلہ کیا وہ اعرابی آپ سے آگے نکل گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس واقعہ سے رنج پہنچا، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز بھی دنیا میں بلند ہو اس کو پست کر دے۔ (یعنی مطلقاً سربلندی صرف اللہ کو زیبا ہے!)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشة انها کانت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر قالت فسابقته فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی فقال هذه بتلک السبقة ۴

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں آپ فرماتی ہیں میں نے دوڑ میں آپ سے مقابلہ کیا اور آپ سے آگے نکل گئی پھر جب میں فربہ ہو گئی تو پھر میں نے آپ سے مقابلہ کیا، اس بار آپ آگے نکل گئے، آپ نے فرمایا یہ پہلی بار کا بدلہ ہے۔

۱۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ " " " ، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۰۵، " " "

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام ابن ماجہ[1] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن رکانۃ ان رکانۃ صارع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصرعہ النبی صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔[3]

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کشتی کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پچھاڑ دیا۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب۔[5]

عید کے دن حبشی ڈھال اور آلات حرب کے ساتھ کھیلتے تھے۔

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ جسمانی صحت کو قائم رکھنے، ورزش اور جنگی مشقوں کے لیے، گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرنا، اور دوسرے جسمانی کھیل کھیلنا جائز ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ورزش کرنا بھی جائز ہے، بعض علماء اس روایت سے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں:

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم، قال کل شی من لھو الدنیا باطل الا ثلاثۃ انتضالک بقوسک و تادیبک فرسک و ملاعبتک اھلک فانھن من الحق۔[6]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کھیلوں کے سوا دنیا کا ہر کھیل باطل ہے، تیر کمان کے ساتھ مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑوں کو سدھانا، اور اپنی بیوی کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

علامہ ذہبی اس حدیث کی سند کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ ذہبی نے اس کی سند پر تعقب کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند میں ایک راوی سوید بن عبد العزیز متروک ہے، ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا کہ میں نے ابو زرعہ سے اس سند کے متعلق سوال کیا: "عن سوید بن

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد، ج ۶ ص ۲۸، ۶۱ تا ۱۸۲، ۱۲۹، ۳۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[4] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ " " " ۱۳۸۱ھ

[6] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عبد العزیز عن ابن عجلان عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ انھوں نے کہا اس سند میں خطاء اور وہم ہے۔ [1]

جسم کو چاق و چوبند اور صحت کو قائم رکھنے کے لیے جو کھیل کھیلے جائیں اور جسمانی ورزشیں کی جائیں ان میں یہ نیت ہونی چاہیے کہ ایک صحت مند اور طاقت ور جسم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام پر زیادہ اچھی طرح عمل کر سکتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خلق خدا کی خدمت تندرست اور توانا جسم سے بہتر طور پر کی جا سکتی ہے، اس لیے اچھی صحت اور طاقت کے حصول کے لیے مناسب کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

بغیر کسی عوض کی شرط کے مقابلہ میں حصہ لینا مطلقاً جائز ہے اور نہ اس میں کسی معین جنس کے مقابلہ کی قید ہے، خواہ پیادہ دوڑ کا مقابلہ ہو، کشتیوں کا ہو یا پرندوں، خچروں، گدھوں اور ہاتھیوں یا نیزوں کا مقابلہ ہو، اسی طرح کشتی لڑنا بھی جائز ہے اور طاقت آزمائی کے لیے پتھر اٹھانا بھی جائز ہے، کیونکہ ایک سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دوڑ میں مقابلہ کیا ہے، حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک انصاری سے دوڑ میں مقابلہ کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ سے کشتی لڑی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا کر طاقت آزمائی کر رہے تھے، آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ [2]

ان تمام احادیث اور آثار میں اس کا ثبوت ہے کہ صحت اور قوت کو برقرار رکھنے کے لیے صحت مند کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کو اختیار کرنا چاہیے اور ان کھیلوں میں دل چسپی پیدا کرنے کے لیے مقابلہ منعقد کرانا بھی جائز ہے البتہ کسی بھی مقابلہ پر ہار جیت کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔

[1] حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۷۴، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[2] علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرؤیا

خوابوں کا بیان

خواب کی حقیقت اور اس کی اقسام کے متعلق علماء اسلام کی آراء

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما یری فی المنام۔[1] جو چیز نیند میں دکھائی دے وہ خواب ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

والرؤیا ما رأیتہ فی منامک۔[2] جس چیز کو تم نیند میں دیکھو وہ خواب ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

امام مازری نے یہ کہا ہے کہ خواب کی حقیقت میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں (ذہن میں) کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ جاگنے والے کے دل میں کچھ اعتقادات پیدا کر دیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے نیند اور بیداری کا کوئی حال اس کی تخلیق کے لیے رکاوٹ نہیں ہے، پھر ان اعتقادات کو اللہ تعالیٰ بعض دوسرے امور کے لیے علامت بنا دیتا ہے جن کو وہ بعد میں پیدا کرے گا، یا اس سے پہلے ان کو پیدا کر چکا ہوتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو بارش کی علامت بنایا ہے اسی طرح خوابوں کو بھی بعض حقائق کے لیے علامت بنا دیا ہے (مثلاً صحیح بخاری میں ہے دودھ علم کی علامت ہے اور لباس دینداری کی علامت ہے۔ ترمذی میں ہے سفید لباس جنتی ہونے کی علامت ہے اور سیاہ لباس دوزخی ہونے کی علامت ہے، العیاذ باللہ۔ ——— سعیدی غفرلہ)

جو خواب انسان کے لیے مسرت کا باعث ہوں ان میں شیطان کے آنے کا دخل نہیں ہوتا، اور جو خواب ضرر کا باعث ہوں وہ شیطان کے حاضر ہونے کی وجہ سے نظر آتے ہیں ہر چند کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں لیکن ان

---

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ، المفردات ص ۲۰۹، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ ھ

[2] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ ھ، تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۳۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو مجازاً شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "الرؤیا من اللہ والحلم من الشیطان" "اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے" کا یہی مطلب ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ استاذ ابواسحاق کے قول کا حاصل یہ ہے کہ خواب وہ ادراکات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فرشتے یا شیطان کی وساطت سے بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے، وہ ادراکات کبھی عبارات صریحہ کے ذریعہ اور کبھی کنایات اور اشارات کے ذریعہ پیدا کیے جاتے ہیں، جیسے بیداری میں کبھی تو انسان کے دل میں مربوط باتیں آتی ہیں اور کبھی بے ربط اور غیر مہمل۔

قاضی ابوبکر بن الطیب نے کہا خواب ادراک نہیں اعتقاد ہے کیونکہ انسان خواب میں کبھی اپنے آپ کو جانور کی صورت میں دیکھتا ہے کبھی پرندے کی صورت میں اور یہ ادراک نہیں ہے اعتقاد ہے، کیونکہ اعتقاد کبھی معتقد کے خلاف بھی ہوتا ہے، لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

علامہ قرطبی نے "مفہم" میں بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو خوابیدہ شخص کے محل مدرک (عقل) پر مرئیات کی تصویریں بنا کر پیش کرتا ہے، بعض اوقات وہ تصویریں موجودات خارجیہ کے مطابق ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہ تصویریں معانی معقولہ کے موافق ہوتی ہیں اور ہر دو تقدیر پر وہ صورتیں کبھی خوش خبری دینے والی ہوتی ہیں اور کبھی ڈرانے والی، ہر چند کہ عقلاً یہ ممکن ہے لیکن فرشتہ کے لیے اس عمل کے ثبوت کے لیے نقل کی ضرورت ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جو شخص گہری نیند سویا ہوا ہو اس کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کا خواب دیکھنا صحیح ہے، کیونکہ جب انسان کی نیند گہری ہو تو وہ بالکل ادراک نہیں کرتا، کیونکہ نیند جس طرح انسان کو علم سے بے تعلق کر دیتی ہے اسی طرح تمیز کی دیگر صفات مثلاً ظن اور تخییل سے بھی بے گانہ کر دیتی ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے، یہ کیونکہ خواب دیکھنے والا خواب میں اسی نوع کی چیزیں دیکھتا ہے جس نوع کی چیزوں کے ساتھ اس کا بیداری میں تعلق ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی خواب میں ایسی صورتیں بھی نظر آتی ہیں جن کا اس کی بیداری کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً آدمی خواب میں ایسا گھوڑا دیکھتا ہے جس کا سر انسان کا ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، اس کے برخلاف عام انسانوں کے خوابوں میں کبھی شیطان بھی دخل انداز ہوتا ہے۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ساتھ ایک فرشتہ متوکل کیا ہے، جو بنو آدم کے احوال کو لوح محفوظ میں دیکھتا ہے اور ہر حال کے موافق ایک مثال بنا لیتا ہے اور جب انسان سو جاتا ہے تو اس کو وہ مثالیں حکمت کے ساتھ دکھائی جاتی ہیں تاکہ وہ مثالیں اس کو خوش کرنے، ڈرانے یا اس پر عتاب کرنے کا سبب بن جائیں۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۰-۲۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمام خوابوں کی دو قسمیں ہیں صادق اور کاذب، انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین یعنی صالحین کے خواب صادق ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عام لوگوں کے خواب بھی صادق ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ خواب میں دیکھتے ہیں بیداری میں اسی طرح واقع ہو جاتا ہے، اور اضغاث کی کئی اقسام ہیں: (اول) شیطان خواب دیکھنے والے کو غم میں مبتلاء کرتا ہے، مثلاً وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ اپنا سر کاٹ رہا ہے، یا وہ دیکھتا ہے کہ وہ کسی مشکل اور مصیبت میں مبتلاء ہو گیا ہے اور اس کو کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ (ثانی) وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی فرشتہ اس کو کسی حرام کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے یا کسی محال عقلی کا حکم دیتا ہے (ثالث) بیداری میں وہ جس قسم کی باتیں کرتا ہے، یا جو تمنا کرتا ہے وہ خواب میں ان کاموں کو کرتا ہوا دیکھتا ہے اور اپنی تمناؤں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتا ہے، اسی طرح وہ اپنے روزمرہ کے معمولات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور مستقبل میں انجام پانے والے منصوبوں کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور کبھی کبھی ماضی کے واقعات کو بھی خواب میں دیکھتا ہے۔[1]

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

جو صورت خیال سے نکل کر حس مشترک میں مرتسم ہو جاتی ہے اس کو خواب کہتے ہیں، اگر انسان کی روح عالم ملکوت سے متصل ہو تو وہ خواب صادق ہوتا ہے، کیونکہ جب روح بدن کی مادی خواہشات سے فارغ ہوتی ہے تو پھر اس کی عالم ملکوت کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے پھر خیال میں وہاں سے صورت منتقل ہوتی ہے اور حس مشترک میں آنے کے بعد اس صورت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے پھر اگر روح کی عالم ملکوت کے ساتھ قوی مناسبت ہو تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی ورنہ اس کی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔[2]

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

محدثین یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح کے ساتھ ایک فرشتہ مؤکل ہے وہ فرشتہ خواب میں اس کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے اور شیطان اور نفس کے وسوسوں سے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ جھوٹا خواب ہوتا ہے۔[3]

خواب کی حقیقت کے بیان میں علامہ آلوسی نے فلاسفہ، بعض اکابر صوفیا اور متکلمین کی آراء بھی ذکر کی ہیں، لیکن وہ سب الجھی ہوئی اور پیچیدہ عبارات ہیں جن سے عارض مسئلہ کے گیسو سلجھتے کم ہیں اور الجھتے زیادہ ہیں، اس لیے ہم نے ان کے ترک کرنے کو زیادہ مناسب سمجھا خواب کی حقیقت کو عقلی اور نقلی طور پر سمجھنے کے لیے علامہ نووی اور علامہ عسقلانی کی عبارات میں کافی مواد ہے۔

باب ۸۰۵

۵۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ابو سلمہ کہتے ہیں خواب دیکھنے سے میری بخار کی سی کیفیت ہو جاتی تھی، البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا، حتیٰ کہ میری ابو قتادہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے اس واقعہ کا

1۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۵۴-۳۵۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

2۔ قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل علی عنایۃ القاضی ج ۵ ص ۱۵۶، دار صادر بیروت، ۱۲۸۳ھ

3۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۲ ص ۱۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ۔

تذکرہ کیا، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ رؤیا (اچھا خواب) اللہ کی طرف سے ہے، اور حُلم (برا خواب) شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

۵۷۸۲- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَعَبْدِ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَيْ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِمْ قَوْلَ أَبِي سَلَمَةَ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ۔

حضرت ابو قتادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اس حدیث میں ابو سلمہ کے اس قول کا ذکر نہیں ہے کہ خواب دیکھ کر مجھ پر بخار چڑھنے کی سی حالت ہو جاتی تھی البتہ میں چادر نہیں اوڑھتا تھا۔

۵۷۸۳- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أُعْرَى مِنْهَا وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ فَلْيَبْصُقْ عَلَى يَسَارِهِ حِينَ يَهُبُّ مِنْ نَوْمِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں، ان میں بخار کی سی حالت ہونے کا ذکر نہیں ہے، یونس کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: جب وہ نیند سے بیدار ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے۔

۵۷۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ فَقَالَ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار خواب دیکھے تو بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، پھر اس کو اس خواب سے ضرر نہیں ہوگا، ابو سلمہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے، اس حدیث کو سننے کے بعد پھر مجھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ جَبَلٍ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَمَا أُبَالِيهَا.

۵۷۸۵- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَوْلُ أَبِي سَلَمَةَ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ.

۵۷۸۶- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا السُّوْءُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى رُؤْيَا فَكَرِهَ مِنْهَا شَيْئًا فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ لَا تَضُرُّهُ وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ.

۵۷۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي قَالَ فَلَقِيْتُ أَبَا قَتَادَةَ فَقَالَ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتّٰى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتْفُلْ

کسی برے خواب کی پروا نہیں رہی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ثقفی کی روایت میں ہے ابو سلمہ نے کہا میں خواب دیکھتا تھا، لیث اور ابن نمیر کی روایت میں ابو سلمہ کا یہ قول نہیں ہے، ابن رمح کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جس کروٹ پر لیٹا ہوا ہے اس سے پھر جائے۔

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی جانب سے ہے پس جس شخص نے کوئی خواب دیکھا اور اس میں سے کوئی چیز اس کو بری لگی اس کو چاہیے کہ تین بار اپنی بائیں جانب تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، تو پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا، اور وہ خواب کسی کو بیان نہ کرے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس کو بیان کرے اور صرف اس سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو۔

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا خواب دیکھتا تھا کہ میں اس سے بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میری حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا کہ میں بھی بعض اوقات خواب دیکھ کر بیمار پڑ جاتا تھا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے، جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ خواب صرف اس شخص سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہو اور اگر کوئی ناگوار خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور وہ خواب کسی سے بیان نہ کرے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشَرِّهَا وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ۔

۵۷۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّیْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْیَا یَكْرَهُهَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا وَّلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار اپنی بائیں جانب تھوک دے اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے۔

۵۷۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَكِّیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْیَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ وَاَصْدَقُكُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُكُمْ حَدِیْثًا وَّرُؤْیَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْیَا ثَلَاثَةٌ فَرُؤْیَا الصَّالِحَةِ بُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ وَرُؤْیَا تَحْزِیْنٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ وَرُؤْیَا مِمَّا یُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ فَاِنْ رَاٰی اَحَدُكُمْ مَا یَكْرَهُ فَلْیَقُمْ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَاُحِبُّ الْقَیْدَ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَیْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّیْنِ فَلَا اَدْرِیْ هُوَ فِی الْحَدِیْثِ اَمْ قَالَهُ ابْنُ سِیْرِیْنَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو کسی مسلمان کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا، جو شخص زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے پینتالیسواں حصہ ہے۔ خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک صالح خواب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے، دوسرا غمگین کرنے والا خواب ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تیسرا وہ خواب ہے جو انسان کے خیالات اور خواہشات کا عکس ہوتا ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں کو وہ خواب بیان نہ کرے، آپ نے فرمایا میں خواب میں بیڑیاں دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کلام حدیث کا حصہ ہے یا امام ابن سیرین کا قول ہے۔

۵۷۹۰۔ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَیُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے (خواب میں) بیڑیاں اچھی لگتی ہیں اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، بیڑیوں سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَيُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ ۔

نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزء ہے۔

۵۷۹۱- حَدَّثَنِي اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۷۹۲- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَدْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهُ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ اِلٰى تَمَامِ الْكَلَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ ۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اس حدیث میں انہوں نے اپنے اس قول کو درج کیا کہ میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں، اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَاَبُوْ دَاوٗدَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۷۹۴- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۷۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۷۹۶ - وَحَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ الْخَلِيْلِ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ يَرَاهَا اَوْ تُرٰى لَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا خواب خواہ وہ خود دیکھے یا اس کے متعلق کوئی اور دیکھے، اور ابن مسہر کی روایت میں ہے صالح خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۷۹۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد صالح کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

۵۷۹۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ (يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ) ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ (يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ) كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۵۷۹۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ -

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

۵۸۰۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جَمِيْعًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۵۸۰۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۸۰۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ) كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

نافع کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے حضرت ابن عمر نے نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء کہا تھا۔

۵۸۰۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَهِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

۵۸۰۴۔ وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ اَوْ لَكَاَنَّمَا رَاٰنِيْ فِي الْيَقَظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ وَقَالَ فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا یا فرمایا گویا اس نے مجھ کو بیداری میں دیکھا، شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔ حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

۵۸۰۵۔ وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَمِّيْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَيْنِ جَمِيْعًا بِاِسْنَادَيْهِمَا

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند ذکر کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَوَآءً مِثْلَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ ۔

۵۸۰۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِيْ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِلشَّيْطَانِ اَنْ يَّتَمَثَّلَ فِيْ صُوْرَتِيْ وَقَالَ اِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يُخْبِرْ اَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهٖ فِي الْمَنَامِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا، اور جب تم میں سے کوئی شخص بُرا خواب دیکھے تو وہ اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کی کسی کو خبر نہ دے۔

۵۸۰۷ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِلشَّيْطَانِ اَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ میری صورت میں آ سکے۔

۵۸۰۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِاَعْرَابِيٍّ جَآءَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ حَلَمْتُ اَنَّ رَاْسِيْ قُطِعَ فَاَنَا اَتَّبِعُهٗ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آکر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا شیطان خواب میں تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرتا ہے وہ کسی کو نہ بتلایا کرو۔

۵۸۰۹ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَاْسِيْ ضُرِبَ فَتَدَحْرَجَ فَاشْتَدَدْتُ عَلٰى اَثَرِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِيْ مَنَامِكَ وَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا وہ لڑھکتا ہوا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے وہ کسی کو نہ بتایا کرو، حضرت جابر کہتے ہیں اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: خواب میں شیطان تمہارے ساتھ جو چھیڑ خانی کرے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَعْدُ يَخْطُبُ فَقَالَ لَا يُحَدِّثَنَّ اَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهٖ فِيْ مَنَامِهٖ ۔

اس کا کسی سے تذکرہ مت کرو۔

۵۸۱۰ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَاْسِيْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِاَحَدِكُمْ فِيْ مَنَامِهٖ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ اِذَا لُعِبَ بِاَحَدِكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّيْطَانَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے، آپ نے فرمایا جب خواب میں تم میں سے کسی کے ساتھ شیطان چھیڑ خانی کرے تو وہ لوگوں کو نہ بتایا کرو، ابوبکر کی روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی کے ساتھ چھیڑ خانی کی جائے، انھوں نے شیطان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۸۱۱ - حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَوْ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرَى اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَاَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا بِاَيْدِيْهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَعَلَا ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَانْقَطَعَ بِهٖ ثُمَّ وُصِلَ لَهٗ فَعَلَا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے چلو میں اس کو لے رہے ہیں، بعض لوگ زیادہ چلو بھر رہے ہیں اور بعض کم، اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک رسی لٹکی ہوئی ہے، میں نے دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے، پھر آپ کے بعد ایک شخص نے اسی رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو، بخدا آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو تم اس کی تعبیر بیان کرو، حضرت ابوبکر نے کہا اس ابر کے ٹکڑے سے مراد اسلام ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا تھا سو وہ قرآن مجید اور اس کی نرمی اور حلاوت ہے، اور جو لوگ اس سے زیادہ یا کم چلو بھر رہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَتَدَعَنِّي فَلَأَعْبُرَنَّهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ النَّاسُ مِنْ ذٰلِكَ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ۔

۵۸۱۲- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ۔

۵۸۱۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانَ مَعْمَرٌ أَحْيَانًا يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَحْيَانًا يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ۔

تھے تو وہ قرآن مجید کو یاد کرنے والے ہیں (کوئی زیادہ اور کوئی کم) اور وہ رسی جو آسمان سے زمین کی طرف لٹک رہی تھی، تو وہ دین برحق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اس پر عمل کرتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ آپ کو اپنے پاس بلالے گا، پھر آپ کے بعد ایک اور ایک شخص اس دین پر عمل کرے گا، پھر اللہ اس کو بھی اپنے پاس بلالے گا، پھر ایک اور شخص اس دین پر عمل کر کے بلندی پر چڑھے گا، پھر ایک تیسرا شخص اس دین پر عمل کرے گا تو اس میں کچھ خلل ہوگا، پھر وہ خلل دور ہو جائے گا اور وہ بھی بلندی پر چلا جائے گا، یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ میں نے یہ تعبیر صحیح بیان کی ہے یا اس میں کچھ غلطی کی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کچھ تعبیر ٹھیک بیان کی ہے اور کچھ میں خطا کی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم آپ مجھے بتلا دیجئے کہ میں نے کیا خطا کی ہے، آپ نے فرمایا قسم مت دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ احد سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں نے آج رات خواب میں ایک بادل دیکھا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا، اس کے بعد یونس کی روایت کی مثل ہے۔

معمر کبھی حضرت ابوہریرہ کا نام لیتے اور کبھی حضرت ابن عباس کا، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا: کہ میں نے آج رات ایک بادل دیکھا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۸۱۴ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا أَعْبُرْهَا لَهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ ظُلَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے خواب دیکھا ہو وہ اس کو بیان کرے میں اس کی تعبیر بتاؤں گا، پھر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۵۸۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک رات کو خواب میں یہ دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے مکان میں ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی گئیں، جن کو ابن طاب کہتے ہیں میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ ہم کو دنیا میں بلندی حاصل ہوگی، اور ہماری عاقبت محمود ہوگی اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے۔

۵۸۱۶ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ أَخْبَرَنِي أَبِي حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، اس وقت دو آدمیوں نے مجھے کھینچا ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو دی، پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو مسواک دو، پھر میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔

۵۸۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ جَدِّهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں بکثرت کھجور کے درخت ہیں، مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید یہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب کہتے ہیں، میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ تھی جو یوم احد کو مسلمانوں پر مصیبت نازل ہوئی، میں نے پھر دوبارہ تلوار ہلائی تو وہ پہلے سے زیادہ ثابت اور سالم تھی، اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ
فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ
النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا
جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ
الَّذِيْ أَتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

۵۸۱۸- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ
حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلَ
يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ
فَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ
قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِطْعَةُ جَرِيْدَةٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهِ
قَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا
وَلَنْ أَتَعَدّٰى أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ
لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّيْ لَأُرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ
مَا أُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ
عَنْهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِيْ
أُرِيْتُ فِيْكَ مَا أُرِيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا
أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ
ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ
فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا
فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ
بَعْدِيْ فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ صَاحِبَ

کو فتح عظیم (یعنی فتح مکہ) اور مسلمانوں کی جمعیت عطا فرمائی، میں نے اس خواب میں گائے کو دیکھا اور اللہ سب سے بہتر ہے، اس کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کا شہید ہونا تھا، اور خیر سے مراد وہ خیر تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد عطا فرمائی، اور اس سچائی کا ثواب جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد عطا فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد خلافت مجھے سونپ دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا، وہ اپنی قوم کے بہت سارے لوگوں کے ساتھ آیا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس ٹھیر گئے، آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے کھجور کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھ کو نہیں دوں گا اور میں تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہیں کروں گا، اور اگر تو نے (میری اطاعت سے) منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ تجھے قتل کر دے گا اور میں تجھے وہی سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہاں یہ ثابت موجود ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس نے کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب معلوم کیا کہ میں تجھے وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھائی دیا گیا ہے، تب مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے مجھے وہ برے معلوم ہوئے، خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں سو میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَنْعَاءَ وَ الْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

میرے بعد دو جھوٹے شخصوں کا ظہور ہو گا ایک ان میں سے صنعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ ہے۔

۵۸۱۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ اُسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَاَهَمَّانِيْ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھے بہت بھاری لگے اور میں ان سے متفکر ہوا، پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ میں دو کذابوں کے درمیان ہوں ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ۔

۵۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الصُّبْحَ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمُ الْبَارِحَةَ رُؤْيَا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تم میں سے کسی نے گذشتہ شب کوئی خواب دیکھا ہے؟

برے خواب کے احکام

حدیث نمبر ۵۷۰۰ میں ہے "رؤیا اللہ کی طرف سے ہے اور حلم شیطان کی جانب سے ہے":

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

لغت میں رؤیا اور حلم مطلقاً خواب کے معنی میں ہے، لیکن عرف میں رؤیا کا اطلاق اچھے خواب پر ہوتا ہے اور حلم کا اطلاق برے خواب پر ہوتا ہے۔

نیز اس حدیث میں ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ تین بار بائیں جانب تھوک دے"

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب تین بار تھوکنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ شیطان بھاگ جائے، کیونکہ ناگوار خواب شیطان کے آثار میں سے ہے، نیز تھوکنے میں اس خواب کی کراہیت کا اظہار ہے، جیسا کہ بعض اوقات گندی اور مکروہ چیز پر تھوک دیا جاتا ہے، اور بائیں جانب کی تعیین اس لیے ہے کہ وہ شر اور شیطان کا محل ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جیسا کہ دائیں جانب خیر اور برکت کا محل ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بائیں جانب تھوکنے کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بھاگنے کا سبب بنا دیا ہو۔

حدیث نمبر ۵۰۸۲ میں ہے: برا خواب دیکھنے کے بعد کروٹ بدل لے، کروٹ بدلنا ظاہر حال کو بدلنا ہے گویا بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنے ظاہر حال میں جو تبدیلی کر سکتا ہوں وہ تبدیلی میں نے کر لی ہے اور جن حالات کو بدلنا میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے ان کو اے اللہ! تو بدل دے۔ [1]

حدیث نمبر ۵۰۸۳ میں ہے: "برا خواب کسی کو بیان نہ کرے"

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو وہ برا خواب بیان کرے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ خواب کی ظاہری صورت کے اعتبار سے اس کی کوئی مکروہ اور ناگوار تعبیر بیان کرے اور وہ تعبیر بھی محتمل ہو اور قضاءً وہی تعبیر واقع ہو جائے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خواب کی ظاہری صورت مکروہ ہوتی ہے اور اس کی تعبیر محبوب ہوتی ہے اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ [2]

سچے خوابوں کے مراتب اور درجات

حدیث نمبر ۵۰۸۷ میں ہے: "جو شخص زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا"

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

مہلب نے کہا ہے کہ خواب دیکھنے کے سلسلے میں لوگوں کے تین درجات ہیں: پہلا درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، ان کے تمام خواب صادق ہوتے ہیں، البتہ بعض خوابوں میں وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے، دوسرا درجہ صالحین کا ہے، ان کے خواب زیادہ تر صادق ہوتے ہیں اور ان کے بعض خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی، تیسرا درجہ عام لوگوں کا ہے، ان کے خواب صادق بھی ہوتے ہیں اور اضغاث احلام (پریشان کن خواب، یا خواب میں اپنے خیالات اور تمناؤں کی تصویریں دیکھنا) بھی ہوتے ہیں، ان کی بھی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم مستورین کی ہے ان کے خوابوں میں صادق اور اضغاث احلام دونوں برابر ہوتے ہیں، دوسری قسم فساق کی ہے ان کے خواب زیادہ تر اضغاث احلام ہوتے ہیں اور صادق کم ہوتے ہیں، تیسری قسم کفار کی ہے ان کے خواب بہت کم صادق ہوتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کے ساتھیوں کے خواب تھے، یا مصر کے بادشاہ کا خواب تھا، جس طرح کافر بہت کم صادق ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے خوابوں کا صادق ہونا بھی نادر الوقوع ہے۔ [3]

خواب کے اجزاء نبوت سے ہونے کے متعلق متعارض احادیث میں تطبیق

حدیث نمبر ۵۰۸۰ میں ہے: "مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزء ہے۔"

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اکثر احادیث میں چھیالیسویں ($\frac{1}{46}$) جز کا ذکر ہے، اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے پینتالیسویں جز ($\frac{1}{45}$) کی روایت ہے، اور حضرت ابن عمر سے سترویں ($\frac{1}{70}$) جز کی روایت ہے، امام طبرانی نے ایک سند سے چھہترویں ($\frac{1}{76}$) جز کی روایت کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، ابن عبد البر نے حضرت انس سے چھبیسویں جز ($\frac{1}{26}$) کی روایت کی ہے، امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے پچاسویں جز ($\frac{1}{50}$) کی روایت کی ہے، امام ترمذی اور طبری نے حضرت ابو رزین العقیلی سے چالیسویں حصہ ($\frac{1}{40}$) کی روایت کی ہے، امام طبری نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبادہ سے چوالیسویں حصہ ($\frac{1}{44}$) کی بھی روایت ہے، امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے انچاسویں حصہ ($\frac{1}{49}$) کی روایت کی ہے، قرطبی نے مفہم میں سینتالیسویں حصہ ($\frac{1}{47}$) کا ذکر کیا ہے، اس طرح نبوت کے جز کے بیان میں دس اعداد کا ذکر ہو گیا ہے اور بعض شروح میں حضرت عبادہ کی روایت میں $\frac{1}{42}$ کا، حضرت ابن عمر کی روایت میں $\frac{1}{27}$ کا، ایک قول $\frac{1}{24}$، $\frac{1}{25}$، $\frac{1}{12}$ اور $\frac{1}{50}$ کا ہے اس طرح عدد کے بیان میں سولہ اقوال ہو گئے۔

بعض علماء نے ان اعداد کے اختلاف کی یہ توجیہ کی ہے کہ جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو عدد بیان کیا اس وقت اتنی ہی نسبت تھی اور جوں جوں نبوت کا زمانہ زیادہ ہوتا ہو گیا عدد کی مقدار میں بھی اضافہ ہوتا گیا مثلاً جب نبوت کے تیرہ سال پورے ہو گئے تو سچے خواب، نبوت کا چھبیسواں حصہ قرار پائے (کیونکہ ابتداء نبوت میں چھ ماہ سچے خوابوں کا دور تھا) اور جب نبوت کے بیس سال پورے ہو گئے تو سچے خواب نبوت کا چالیسواں حصہ قرار پائے اور جب نبوت کے بائیس سال پورے ہو گئے تو سچے خواب چوالیسواں حصہ قرار پائے، پھر پینتالیسواں حصہ اور رسالت آب کی حیات ظاہری کے آخر میں چھیالیسواں حصہ پورا ہوا، اس کے علاوہ جو چالیس سے زائد کی روایات ہیں وہ ضعیف ہیں، جس روایت میں پچاس کا ذکر ہے اس میں چالیس کے بعد کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا اور ستر کی روایت مبالغہ پر محمول ہے اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ ثابت نہیں ہیں، واللہ اعلم۔ [1]

اس کی تحقیق کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے اس کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال وحی آئی، تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں، اور اس سے چھ ماہ پہلے آپ کو خواب دکھائے گئے اور جب نصف سال کی نسبت تئیس سالوں کی طرف کی جائے تو وہ چھیالیسواں حصہ ہو جاتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو مختلف طریقوں سے علم عطا کیا گیا اور حصول علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا ہے اور باقی طریقوں کے مقابلہ میں خواب چھیالیسواں حصہ ہے، یعنی آپ کو چھیالیس طریقوں سے علم عطا کیا گیا جن میں سے ایک طریقہ سچے خواب دکھانا تھا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ باقی پینتالیس طریقے بھی علماء کو معلوم ہو جائیں۔ کیونکہ علماء کے لیے ہر چیز کا اجمالی یا تفصیلی علم لازم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے علماء کے علم کے لیے ایک حد مقرر کی ہے سو بعض چیزوں کا انھیں بالکل علم نہیں ہوتا اور بعض چیزوں کا صرف اجمالی علم ہوتا ہے، اور تفصیلی علم نہیں ہوتا۔

---

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۴، ص ۱۳۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایک قول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر متعدد طریقوں سے وحی نازل ہوتی ، .... کبھی آپ بلاواسطہ اللہ کا کلام سنتے ، بعض مرتبہ پردے کی اوٹ سے اللہ کا کلام سنتے ، کبھی فرشتہ کے واسطے سے سنتے ، کبھی آپ کے قلب میں کسی معنی کا القاء کر دیا جاتا ، کبھی آپ کے پاس فرشتہ اپنی اصل صورت میں آتا ، کبھی وہ کسی معروف آدمی کی شکل میں آتا ، کبھی اجنبی شخص کی شکل میں آتا ، کبھی جبرائیل ، کبھی اسرافیل اور کبھی کوئی اور فرشتہ آتا ، کبھی گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی آتی اور کبھی آپ کو خواب دکھایا جاتا ، غرض نزول وحی کے متعدد طریقے تھے اور خواب دکھایا جانا ان میں سے چھیالیسواں طریقہ تھا ، یعنی نزول وحی کے پینتالیس دیگر طریقے تھے اور ایک طریقہ سچے خواب دکھانے کا تھا ۔

قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ان چھیالیس اجزاء سے نبوت کی چھیالیس صفات مراد ہیں اور سچا خواب دیکھنا ان صفات میں سے ایک صفت ہے ، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے میانہ روی ، آہستگی اور اطمینان سے کام کرنا اور اچھا راستہ اختیار کرنا نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے ۔ ؎

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

علامہ حلیمی نے بیان کیا ہے کہ نبوت کے چھیالیس اجزاء سے مراد نبوت کے چھیالیس خصائص ہیں اور سچا خواب ان خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے پھر علامہ حلیمی نے ان چھیالیس خصائص کی حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے :

(۱) اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرنا ۔
(۲) الہام بالکلام ، یعنی حواس اور استدلال کے واسطہ کے بغیر اپنے دل میں کسی چیز کے علم کا حصول ۔
(۳) فرشتہ کو دیکھ کر اور اس سے ہم کلام ہو کر وحی کا حصول ۔
(۴) فرشتہ کا آپ کے دل میں وحی القاء کرنا ۔
(۵) عقل کا کامل ہونا ، حتیٰ کہ اس کو کوئی عارضہ لاحق نہ ہو ۔
(۶) قوت حفظ کا کمال حتیٰ کہ ایک طویل سورت کو سنتے ہی یاد کر لینا بایں طور کہ اس کا کوئی حرف بھولنے نہ پائے ۔
(۷) اجتہادی خطاء سے محفوظ ہونا ۔
(۸) عقل و فہم کی غیر معمولی ذکاوت جس کی وجہ سے انہیں استنباط مسائل کی مہارت ہوتی ہے ۔
(۹) غیر معمولی قوت بصارت جس کی وجہ سے زمین کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر دوسرے کونے کی اشیاء دیکھ لیتے ہیں ۔
(۱۰) غیر معمولی قوت سامعہ جس کی وجہ سے وہ دور دراز کی ان آوازوں کو سن لیتے ہیں جن کو دوسرے نہیں سن سکتے ۔
(۱۱) غیر معمولی قوت شامہ جیسے حضرت یعقوب نے مسافت بعیدہ سے حضرت یوسف کی خوشبو سونگھ لی ۔
(۱۲) غیر معمولی جسمانی قوت حتیٰ کہ وہ ایک رات میں تیس راتوں کی مسافت طے کر لیتے ہیں ۔
(۱۳) آسمانوں کی طرف عروج کرنا ۔

؎ ۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۵۷ ۔ ۵۶ (ملخصاً) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۴۔ گھنٹی کی آواز کی طرح وحی کا نزول۔
۱۵۔ بکریوں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۶۔ درختوں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۷۔ ستون کا آپ سے بات کرنا۔
۱۸۔ پتھروں کا آپ سے بات کرنا۔
۱۹۔ بھیڑیے کا آپ سے بات کرنا۔
۲۰۔ اونٹ کا آپ سے بات کرنا۔
۲۱۔ متکلم کو دیکھے بغیر اس کا کلام سننا۔
۲۲۔ جنات کا مشاہدہ کرنا۔
۲۳۔ اشیاء مغیبہ کو آپ کے لیے متمثل کرنا جیسا کہ معراج کے موقع پر بیت المقدس کی مثال آپ کے سامنے حاضر کی گئی۔
۲۴۔ کسی حادثہ کے اسرار کو جان لینا جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اونٹنی کے بیٹھنے کی وجہ جان لی۔
۲۵۔ کسی کے نام سے کسی چیز پر استدلال کرنا کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لیے معاملہ سہل کر دیا۔
۲۶۔ کسی آسمانی چیز کو دیکھ کر زمین کے وقوعہ پر استدلال کرنا، جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ بادل بنو کعب کی مدد کے لیے برس رہا ہے۔
۲۷۔ پس پشت دیکھنا۔
۲۸۔ مرنے والے کے متعلق کسی چیز کی خبر دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں وہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے۔
۲۹۔ کسی چیز سے مستقبل کی فتح پر استدلال کرنا جیسا کہ یوم خندق میں ہوا۔
۳۰۔ دنیا میں جنت اور دوزخ کو دیکھنا۔
۳۱۔ فراست۔
۳۲۔ درخت کا آپ کی اطاعت کرنا حتیٰ کہ آپ کے حکم سے ایک درخت اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا اور پھر واپس چلا گیا۔
۳۳۔ ہرن کا آپ سے شکایت کرنا۔
۳۴۔ خواب کی ایسی صحیح تعبیر بیان کرنا جس میں خطاء کا احتمال نہ ہو۔
۳۵۔ اندازے سے بتا دینا کہ اس درخت پر اتنے وسق کھجوریں ہوں گی۔
۳۶۔ احکام کی ہدایت دینا۔
۳۷۔ دین اور دنیا کی سیاست کی ہدایت دینا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۳۸۔ عالم کی ہیئت اور ترکیب کی ہدایت دینا۔
۳۹۔ طبی اعتبار سے اصلاح بدن کی ہدایت دینا۔
۴۰۔ عبادت کے طریقوں کی ہدایت دینا۔
۴۱۔ مفید صنعتوں کی ہدایت دینا۔
۴۲۔ ماسیکون (مستقبل کے واقعات) پر مطلع ہونا۔
۴۳۔ ماکان (گذشتہ زمانہ کے ان واقعات) کی خبر دینا جن پر مطلع ہونے کا کوئی معروف ذریعہ نہ تھا۔
۴۴۔ لوگوں کے دلوں کی باتوں اور پوشیدہ امور پر مطلع ہونا۔
۴۵۔ استدلال کے طریقوں کی تعلیم دینا۔
۴۶۔ حسن معاشرت کے طریقوں پر مطلع ہونا۔ [۱]

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف صفات اور مختلف صورتوں میں دیکھنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۰۰ میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ امام بخاری نے حدیث کے اس آخری جز کے بعد یہ لکھا ہے کہ ابن سیرین نے کہا جب کوئی شخص آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام ابن سیرین کے سامنے جب کوئی شخص یہ بیان کرتا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو اس سے کہتے کہ مجھے آپ کی صفات بیان کرو۔ اگر وہ شخص آپ کی کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو ان کے علم میں نہ ہوتی تو کہتے کہ تم نے حضور کو نہیں دیکھا، اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس کی تائید میں حاکم کی یہ روایت ہے: کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، انھوں نے کہا آپ کی صفت بیان کرو، میں نے کہا کہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے مشابہ تھے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے حضور کو دیکھا ہے، اس حدیث کی سند جید ہے، البتہ اس کے معارض ابن ابی عاصم کی یہ روایت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ میں ہر صورت میں نظر آتا ہوں، اس حدیث کی سند میں ایک راوی صالح ہے وہ ضعیف ہے، لیکن ان حدیثوں میں تطبیق بھی ممکن ہے کیونکہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صفت معروفہ میں دیکھنا آپ کی ذات کریمہ کا حقیقی ادراک ہے اور آپ کو آپ کی صفات معروفہ کے بغیر دیکھنے میں آپ کی مثل کا ادراک ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ زمین میں مدفون ہونے سے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اور آپ کی ذات کریمہ کا ادراک آپ کی حقیقت کا ادراک ہے اور آپ کی صفات کا ادراک آپ کی مثل کا ادراک

---

[۱] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۶۷۔۳۶۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ آپ کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے یا اس نے حق دیکھا ہے" کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے جس نے آپ کو آپ کی حیات مبارکہ کی صورت پر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی برحق ہے اور جس نے آپ کو اس صورت کے بغیر دیکھا اس کا دیکھنا مبنی بر تاویل ہے، پھر علامہ نووی نے اس کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ قول ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ خواہ آپ کو آپ کی صفات معروفہ پر دیکھا جائے یا اس کے بغیر وہ حقیقت میں آپ ہی کو دیکھنا ہے، علامہ نووی اور قاضی ابن عربی کے کلام میں کوئی منافات نہیں ہے البتہ جب آپ کو آپ کی معروف صفت یا معروف صورت میں دیکھا جائے تو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہے اور جب اس کے بغیر دیکھا جائے تو پھر اس خواب کی تعبیر کی ضرورت ہے۔ ؎[1]

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: "جس نے مجھ کو دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا" کا معنی یہ ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس کا خواب برحق ہے وہ اس کے پریشان خیالات یا شیطان کی تشبیہ ہے، اور کبھی دیکھنے والا آپ کو ان صفات میں دیکھتا ہے جو ہم تک نقل سے نہیں پہنچیں، مثلاً کوئی شخص آپ کو سفید داڑھی میں دیکھتا ہے یا کسی اور رنگ میں دیکھتا ہے یا مشرق و مغرب میں بہ یک وقت آپ کو دو شخص دیکھتے ہیں اور ہر شخص آپ کو اپنی جگہ پر دیکھتا ہے (الی ان قال)

احادیث میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک باقی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین متغیر نہیں کرتی، اور خواب میں جو مختلف صفات نظر آتی ہیں ان کی دلالات مختلف ہوتی ہیں، کیونکہ مذکور ہے اگر آپ کو بڑھاپے میں دیکھا جائے تو وہ صلح کا سال ہے اور اگر آپ کو جوانی میں دیکھا جائے تو وہ قحط سالی کی طرف اشارہ ہے، اگر آپ کو حسین شکل و صورت میں اچھے اقوال اور افعال کے ساتھ دیکھا جائے درآں حالیکہ آپ دیکھنے والے کی طرف متوجہ ہوں تو یہ دیکھنے والے کے حق میں خیر کی طرف اشارہ ہے اور اگر اس کے برعکس دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے حال کے شر کی طرف اشارہ ہے اور ان احوال کا کوئی اثر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے میرے جسم اور میرے بدن کو دیکھا ہے بلکہ اس نے ایک مثال کو دیکھا ہے اور وہ مثال اس معنی تک پہنچانے کا ذریعہ ہے جو میری روح میں ہے بلکہ بیداری میں بھی بدن صرف روح کا آلہ ہوتا ہے، اس لیے حق یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا آپ کی روح مقدسہ کی مثال کو دیکھتا ہے جو کہ محل نبوت ہے اور اس کو جو شکل نظر آتی ہے وہ آپ کی روح ہے نہ کہ آپ کا شخص ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ صرف وہ آپ کی مثال ہے:

خواب اور بیداری میں کسی شخص سے ملاقات کا سبب

اگر یہ سوال ہو کہ خواب کی تین قسمیں ہیں ایک اللہ کی جانب سے، دوسرا شیطان کی طرف سے اور تیسرا انسان کے خیالات اور افکار کا اثر، جو شخص آپ کو خواب میں دیکھتا ہے یہ شیطان کی طرف سے تو از روئے حدیث نہیں ہے تو کیا

؎[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۴، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ خواب انسان کے خیالات اور اس کی سوچ و بچار کا اثر ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں، اور اس کی تفصیل کا سمجھنا اس قاعدہ پر موقوف ہے کہ دو شخصوں کا نیند اور بیداری میں مجتمع ہونا کسی نہ کسی قسم کے اتحاد پر موقوف ہے، اور اس اتحاد کی پانچ قسمیں ہیں (۱) ذات میں اشتراک (۲) کسی صفت میں اشتراک (۳) کسی حال میں اشتراک (۴) افعال میں اشتراک (۵) مراتب میں اشتراک۔ جب دو چیزوں میں کسی مناسبت کا تصور ہوگا تو وہ ان پانچ قسموں سے خارج نہیں ہوگا، اگر یہ اشتراک قوی ہو تو دو شخصوں کا نیند یا بیداری میں اجتماع بہ کثرت اور بہ قوت ہوتا ہے ورنہ قلیل اور ضعیف ہوتا ہے، اور جس شخص کو کسی کے ساتھ ان پانچ قسموں کا اشتراک حاصل ہو جائے وہ جب چاہے اس شخص کے ساتھ مجتمع ہوسکتا ہے بلکہ اس کی اس کے ساتھ محبت قوی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کی توجیہات

حدیث نمبر ۵۸۰۱ میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے چھ محمل ذکر کیے ہیں:

(۱) یہ حدیث تشبیہ اور تمثیل پر محمول ہے اور اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جس میں ہے گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

(۲) وہ اس خواب کی تعبیر کو بیداری میں دیکھ لے گا یا صراحۃً یا تاویلاً۔

(۳) اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمان مراد ہیں ان میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا ان کے لیے یہ بشارت دی گئی کہ وہ عنقریب آپ کو بیداری میں بھی دیکھ لیں گے۔

(۴) آپ کو خواب میں دیکھنے والے عنقریب آئینہ میں آپ کا عکس دیکھ لیں گے، حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پھر وہ اس حدیث میں متفکر رہے، پھر وہ بعض امہات المومنین کے پاس گئے اور غالباً وہ آپ کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ لاکر دکھایا، ان کو اس آئینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نظر آئی اور اپنی صورت نظر نہیں آئی، لیکن یہ بہت بعید محمل ہے۔

(۵) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ قیامت کے دن آپ کو مزید خصوصیت کے ساتھ دیکھے گا اگرچہ مطلقاً زیارت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔

(۶) جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری میں حقیقۃً دیکھے گا اور آپ سے گفتگو کرے گا، کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ کو بیداری میں دیکھا، اور جن چیزوں کے متعلق ان کو تشویشات تھے ان کے بارے میں حضور سے سوالات کیے اور آپ نے ان امور

---

[۱] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۴ ص ۱۵۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ان صالحین کی عقدہ کشائی کی۔ [1]

کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جاتا ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ اس محمل پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا جائے تو پھر یہ صالحین صحابہ قرار پائیں گے اور پھر قیامت تک صحابیت کا باقی رہنا ممکن ہوگا نیز اس کے خلاف یہ شہادت ہے کہ ایک کثیر جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو، اور صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا، علامہ قرطبی نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنے والا آپ کو حقیقۃً بیداری میں دیکھے گا، علامہ ابن ابی جمرہ نے اس حدیث کو کرامات اولیاء پر محمول کیا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر مشاکل سے عدول کیا جائے گا، پھر علامہ ابن ابی جمرہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اہل توفیق کے بارے میں عام ہے، یعنی کامل مسلمانوں کے بارے میں اور غیر اہل توفیق کے بارے میں بھی یہ احتمال ہے کہ ان کو بیداری میں زیارت نصیب ہو جائے کیونکہ جس طرح صدیقین کے لیے خرق عادت بہ طریق کرامت اور اکرام واقع ہوتا ہے اسی طرح زندیقوں کے لیے بطریق املاء اور اغواء (یعنی ان کی گمراہی کو برقرار رکھنے کے لیے) خرق عادت واقع ہو جاتا ہے اور ان کے درمیان فرق کتاب اور سنت کی اتباع کرنے یا نہ کرنے سے ہوگا۔ [2]

مصنف کی رائے یہ ہے کہ زندیق خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کے اہل ہی نہیں ہیں اس لیے اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ وہ بیداری میں بطور املاء یا اغواء آپ کی زیارت کریں گے، ہاں یہ ضرور ہے کہ مومن کامل خواب میں آپ کی زیارت کے بعد بیداری میں آپ کی زیارت سے کرامۃً مشرف ہوگا اور عام گنہ گار مسلمان پر اگر آپ نے کرم فرمایا اور خواب میں زیارت سے سرفراز فرمایا تو وہ بھی بیداری میں بہ طور خرق عادت آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا اور اس کو متکلمین کی اصطلاح میں کرامت کی جگہ معونت کہتے ہیں جس طرح زندیق کے لیے خرق عادت کے ظہور کو استدراج کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے اس اشکال کا اصل جواب یہ ہے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی حیات ظاہری میں دیکھے اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو، اس لیے جن صالحین نے آپ کو آپ کے وصال کے بعد بیداری میں دیکھا اور آپ سے بالمشافہ گفتگو کی ان پر صحابی کی تعریف صادق نہیں آئے گی اور نہ قیامت تک صحابیت کا سلسلہ جاری رہے گا، ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری صحابی کی تعریف کی بحث میں لکھتے ہیں:

والمراد رویتہ فی حال حیاتہ۔ [3] صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات مبارکہ میں دیکھا جائے۔ [3]

علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السمین، شرح نخبۃ الفکر کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1]- حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[2]- " " " فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۵، " " "

[3]- ملا علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۱۵۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والمراد رویتہ فی حال حیاتہ (الی قولہ) دبقولنا فی حال حیاتہ خرج من اجتمع بعد موتہ ولو قبل دفنہ ولو شاھدہ فلا یقال لہ صحابی کخویلد بن خالد الھذلی فانہ حضر الصلوٰۃ علیہ وراٰہ مسجی وشاھد دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج بہ ایضاً الاولیاء الذین اجتمعوا بہ بعد موتہ فلا یقال لھم صحابۃ [1]

صحابی کی تعریف میں آپ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی حیات میں دیکھا جائے اور اس قید سے وہ لوگ خارج ہو گئے جو آپ کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے، خواہ دفن سے پہلے، اگرچہ انھوں نے آپ کا مشاہدہ کیا ہو جیسے خویلد بن خالد ہذلی وہ آپ کی نماز جنازہ پر حاضر ہوئے اور انھوں نے آپ کو کفن میں لپٹا ہوا دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن کے موقع پر حاضر ہوئے، سو وہ اس قید سے خارج ہو گئے، اسی طرح اس قید سے وہ اولیاء اللہ بھی خارج ہو گئے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے ساتھ مجتمع ہوئے اس لیے ان کو بھی صحابہ نہیں کہا جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس محمل پر دوسرا اشکال یہ کیا ہے کہ صالحین کی ایک جماعت نے آپ کو خواب میں دیکھا اور ان سے یہ منقول نہیں ہے کہ انھوں نے آپ کو بیداری میں بھی دیکھا ہو حالانکہ صادق کی خبر میں تخلف نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نقل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھوں نے بیداری میں آپ کی زیارت نہ کی ہو، ہو سکتا ہے انھوں نے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کے بعد بیداری میں بھی آپ کی زیارت کی ہو، لیکن کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو مخفی رکھا ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور بالمشافہ گفتگو کرنے پر ایک اور اشکال بھی کیا جاتا ہے، اس اشکال اور اس کے جواب کو انشاء اللہ العزیز ہم آخر میں بیان کریں گے۔

بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: امام ابو محمد بن ابی جمرہ نے صحیح بخاری کی منتخب احادیث پر اپنی تعلیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیند میں زیارت کی وہ عنقریب آپ کی بیداری میں بھی زیارت کرے گا (الی قولہ) سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء جن کو خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ سب یہ کہتے ہیں کہ خواب میں زیارت کرنے کے بعد ان کو بیداری میں بھی زیارت ہوئی اور جن امور میں وہ متشوش تھے انھوں نے ان امور کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے ان کو خبر دے کر ان کی تشویش دور کی اور ان کے لیے ایسی وجوہ کی تصریح کی جن سے وہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں جن میں ان کو تردد تھا۔ [2]

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ:

کیا اب بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات اور علم کا حاصل کرنا ممکن ہے؟ حافظ ابن حجر مکی نے کہا

[1] علامہ عبداللہ بن حسین خاطر السیمی انہری، حاشیہ لقط الدرر ص ۱۱۴، مطبوعہ مصطفےٰ البابی و اولادہ بمصر ۱۳۵۶ھ

[2] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲، ص ۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہاں یہ ممکن ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی، بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ، اور ابو جمرہ نے اس کی تصریح کی ہے، منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کی مجلس میں ایک فقیہ آئے، پھر انھوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ کہا تمہارے سر کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی، پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لیے بھی کشف کر دیا اور فقیہ نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔ [۱]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اور میرے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرنا ممکن ہے، جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے (اس کو زیارت ہو جاتی ہے) کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بائیس مرتبہ بیداری میں زیارت کی (علامہ عبد الوہاب شعرانی نے خود علامہ سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے پچھتر مرتبہ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور بالمشافہ ملاقات کی ہے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۴۴، لواقح الانوار القدسیہ ص ۱۷، سعیدی غفرلہٗ) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد ان کو صحیح قرار دیا (الی قولہ) امام شعرانی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ انھوں نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے اور آٹھ رفقاء کے ساتھ آپ سے صحیح بخاری پڑھی پھر امام شعرانی نے ان میں سے ہر ایک کا نام بھی لیا، ان میں سے ایک حنفی تھا، اخیر میں شیخ کشمیری نے کہا بیداری میں آپ کی زیارت محقق ہے، اور اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔ [۲]

وصال کے بعد صحابہ کرام کو بیداری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیوں نہیں ہوئی؟

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت اور اس سلسلہ میں علماء امت کی تصریحات کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ خلفاء راشدین کے دور میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بالمشافہ ملاقات کے واقعات اس طرح رونما ہوئے اور نہ وصال کے بعد صحابہ کرام نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوادث و واقعات اور دینی مسائل میں اختلاف کے باوجود کوئی سوال کیا، حالانکہ آپ کے وصال کے بعد مسائل دینیہ اور امور دنیویہ میں صحابہ کرام کا کافی اختلاف ہوا، حضرت ابو بکر اور حضرت علی کا میراث نبوت میں اختلاف ہوا، اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ان میں سے کسی نے بیداری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ——— بالمشافہ ملاقات کی اور مسائل مختلفہ میں آپ سے رہنمائی حاصل کر لی، اور نہ ہم تک یہ خبر پہنچی کہ جو صحابی کسی مسئلہ میں حیران تھا اس کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم از خود تشریف لے آئے ہوں اور اس کی رہنمائی کر کے اس کی حیرانی کو دور فرمایا ہو، بلکہ صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے بعض امور کے بارے میں یہ فرمایا: کاش میں نے ان چیزوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا ہوتا، اور جس طرح بعد کے اولیاء اللہ کے متعلق یہ بکثرت منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات کی اور جن امور میں ان کو تشویش تھی ان میں آپ سے سوالات کیے اس طرح صحابہ کرام، اہل بیت اور فقہاء تابعین میں سے کسی کے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ہے حضرت

---

[۱] علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۴، مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر، ۱۳۵۶ھ
[۲] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فدک کے مسئلہ میں مضطرب رہنا اور سیدتنا عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جنگ جمل میں متردد رہنا سب کو معلوم ہے لیکن ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کو معلوم کر لیا حالانکہ قرابت کا جو تعلق ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا وہ بعد کے کسی شخص کے لیے متصور نہیں ہے پھر جب ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال کے بعد بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی تو بعد والوں کی کیسے ہو گی؟۔

اس کے جواب میں زیادہ سے زیادہ بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات خرق عادت اور اولیاء اللہ کی کرامات کے قبیل سے ہے اور چونکہ عہد صحابہ آفتاب رسالت کے بہت قریب تھا اس وجہ سے اس عہد میں کرامات کا ظہور بہت کم ہوا ہے کیونکہ سورج کے سامنے ستارے نظر نہیں آتے اور نہ سورج کی ضیاء کے مقابلہ میں ستاروں کی روشنی نظر آتی ہے، اور چونکہ عہد رسالت میں معجزات کا بہ کثرت ظہور ہوا تھا اس لیے اس عہد کے متصل بعد کرامات کا زیادہ ظہور نہیں ہوا، یا ممکن ہے کسی صحابی کو بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہو لیکن انھوں نے کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔ [1]

خواب دیکھنے اور اس کی تعبیر بیان کرنے کے آداب

حدیث نمبر ۵۸۰۸ میں ہے: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، الحدیث۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ائمہ تعبیر نے بیان کیا ہے کہ خواب دیکھنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا صادق القول ہو اور وہ باوضو دائیں کروٹ پر سوئے اور سونے سے پہلے سورہ والشمس، واللیل، والتین، اخلاص اور معوذتین، (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کی تلاوت کرے اور یہ دعا مانگے: "اے اللہ! میں تجھ سے برے خوابوں سے پناہ مانگتا ہوں، اور نیند اور بیداری میں شیطان کے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے سچے اور صالح خواب کا سوال کرتا ہوں جو مجھے نفع دینے والا ہو جو مجھے یاد رہے اور جس کا مجھے نسیان نہ ہو، اے اللہ مجھے خواب میں وہ چیز دکھا جو مجھے پسند ہو"، اور خواب کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خواب کسی عورت کو بیان کرے نہ دشمن کو اور نہ ان پڑھ اور جاہل شخص کو، اور تعبیر بیان کرنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ وہ طلوع شمس کے وقت تعبیر بیان کرے نہ غروب آفتاب کے وقت نہ زوال کے وقت اور نہ رات کے وقت۔ [2]

حضرت ابوبکر کے تعبیر بیان کرنے میں خطاء اور صواب کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ مہلب نے کہا ہے کہ: حضرت ابوبکر نے ابر سے اسلام کی تعبیر کی اور اس سے ٹپکنے والے گھی اور شہد سے قرآن مجید اور اس کی حلاوت کی تعبیر لی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل جنت اور بنو اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ابر ہے، اسی طرح اسلام

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۹، ۳۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھی دنیا اور آخرت میں مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور شہد سے قرآن مجید کی تعبیر اس لیے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو لوگوں کے لیے شفاء قرار دیا ہے فیہ شفاء للناس۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی شفا فرمایا ہے: وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (اسراء: ۸۲) نیز فرمایا: قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور (یونس: ۵۷) اور قرآن مجید کا سننا سماعت کے لیے اسی طرح میٹھا ہے جس طرح شہد زبان کو میٹھا لگتا ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی تعبیر کے متعلق جو فرمایا تھا کہ تم نے بعض تعبیر صحیح بیان کی ہے اور بعض میں خطاء کی ہے، اس کے متعلق شارحین کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کی خطاء یہ ہے کہ وہ خلفاء کی مدت کا تعین نہیں کر سکے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے قسم دینے کے باوجود اس کو نہیں بیان فرمایا، کیونکہ اگر آپ بیان فرما دیتے تو خلفاء کا تعین منصوص ہو جاتا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف تھی، اس لیے آپ نے اس تعین کو ترک فرما دیا تاکہ کوئی خرابی نہ پیدا ہو، ایک قول یہ ہے کہ آپ کا بیان نہ فرمانا اس وجہ سے تھا کہ اس تعبیر کا تعلق اس علم غیب کے ساتھ تھا جو آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس حدیث میں خواب کی تعبیر کے علم سیکھنے پر برانگیختہ کرنا، اور خواب کی تعبیر معلوم کرنے پر ابھارنا ہے اور علم تعبیر کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ اس سے بعض غیوب اور اسرار کائنات پر اطلاع حاصل ہوتی ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر کسی ثقہ عالم سے معلوم کرنی چاہیے اور یہ کہ خواب کی تعبیر بیان کرنے والا کبھی تعبیر بیان کرنے میں خطاء بھی کرتا ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذ کے سامنے تلمیذ کا کسی مسئلہ کو بیان کرنا بھی صحیح ہے۔ [1]

حدیث نمبر ۵۸۱۶ میں ہے میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں ہے میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں، علماء نے بیان کیا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زمین پر مستلط ہوگی اور اس کے شہروں کو فتح کر کے اس کے خزانوں کی مالک بن جائے گی اور یہ سب اسی طرح واقع ہو گیا، وللہ الحمد۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۳۸۔۴۳۵، (ملخصاً) مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الفضائل

بَابُ ۸۰۶ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسْلِيْمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت اور اعلان نبوت سے پہلے آپ کو ایک پتھر کے سلام کرنے کا بیان

۵۸۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ جَمِيْعًا عَنِ الْوَلِيْدِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِيْ عَمَّارٍ شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی، اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی۔

۵۸۲۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ کو سلام کیا کرتا تھا، میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یہ ہے: سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، عدنان تک اس سلسلہ کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، عدنان اور حضرت اسماعیل کی درمیانی کڑیوں میں نسابین کا اختلاف ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ قریش کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی یا فہر بن مالک سے، مشہور یہ ہے کہ ان کی ابتداء نضر بن کنانہ سے ہوئی، کنانہ کی نضر کے علاوہ بھی اولاد تھی، لیکن ان کو قریش نہیں کہا جاتا، اس کا سبب یہ ہے کہ نضر کی اولاد مختلف شہروں میں پھیل گئی تھی، بعد میں نضر کی اولاد کو مکہ میں جمع کیا گیا اور ان کا نام قریش پڑ گیا کیونکہ قریش میں جمعیت کے معنی ہیں۔ لہ

قریش کی وجہ تسمیہ

قریش: حجاز (جزیرۃ العرب) کا مشہور و معروف اور عظیم الشان قبیلہ، جو مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں مقیم تھا۔ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں، نضر کا سلسلہ نسب یہ ہے: نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اس لحاظ سے قریش مضری اور عدنانی ٹھہرے، قریش کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں: (۱) قریش کا لفظ قرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں کمانا اور جمع کرنا، (الصحاح)؛ (۲) یہ لفظ تقریش سے نکلا ہے جس کے معنی کمانے کے علاوہ تفتیش و جستجو کرنا، تلاش کرنا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فہر بن مالک بن نضر حاجت مندوں کی حاجتوں کا پتا لگا کر ان کی ضرورتیں پوری کیا کرتا تھا، وہ غریبوں کو دولت دیتا، ننگوں کو کپڑا پہناتا، پناہ گزینوں کو پناہ دیتا، خوف زدہ لوگوں کا خوف دور کرتا اور بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھاتا تھا۔ اس وجہ سے اس خاندان اور قبیلے کا نام قریش پڑ گیا (النویری: نہایۃ الادب، ج ۲)؛ (۳) ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ اس قبیلے میں ایک شخص قریش بدر بن یخلد بن نضر تھا اور وہ زمانۂ جاہلیت میں اپنے تجارتی قافلوں کی قیادت و رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے اس قبیلے کا نام قریش مشہور ہو گیا (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۱)؛ (۴) تقرش سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا مال یا کوئی چیز جمع کرنا۔ اس قبیلے کی اجتماعیت کے پیش نظر اسے قرش کے نام سے پکارا گیا (الزمخشری: الفائق)؛ (۵) ایک قول یہ بھی ہے کہ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ قرش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو سمندر کے دوسرے جانوروں کو کھا جاتی ہے (ابن خلدون: العبر)۔ مذکورہ بالا تمام معانی معجم متن اللغۃ میں بھی مذکور ہیں (دیکھیے بذیل مادہ قریش)۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ قریش کا لقب نضر کے پوتے یعنی فہر بن مالک بن نضر کے لیے استعمال ہوا۔ ابن سعد کا قول ہے کہ فہر بن مالک ہی سے قریش کا آغاز ہوا۔ فہر سے پہلے کے نضر قریشی نہیں کہلاتے (طبقات، بیروت ۱۹۶۰ء، ۱: ۵۵) اسی طرح ابن حزم کی رائے ہے کہ فہر بن مالک کی اولاد ہی قریش ہیں اور ان کے علاوہ کوئی قریش نہیں (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲)۔ جوامع السیرۃ (ص ۳) میں بھی مرقوم ہے کہ فہر بن مالک بن النضر ہی تمام قریشیوں کا جد امجد ہے اور فہر کی اولاد ہی قریش کہلا سکتی ہے۔ اس کی اولاد کے علاوہ کوئی دوسرا قریش میں شامل نہیں، مفتی محمد عبدہ سورۂ قریش کی تفسیر کے ضمن میں رقم طراز ہیں کہ بقول قرطبی قریش ان عرب قبائل کا نام ہے جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے تھے اور فقہاء اس

لہ ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۹۵ مطبوعہ ...

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ترجیہ کے حق میں ہیں، لیکن زبیر بن بکار کے مطابق یہ نام فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس پر ماہرین نسب کا اتفاق ہے۔ (تفسیر القرآن، قاہرہ ۱۳۲۱ھ، جزء عم، بذیل سورۃ قریش، ص ۱۵۹)؛

قبیلہ قریش کا مصداق

بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے قریش کا لقب نضر بن کنانہ کے لیے استعمال ہوا، پھر اس کی اولاد قریش کہلائی، جب فہر بن مالک کا زمانہ آیا تو یہ نام (قریش) زیادہ مقبول اور زبان زد عوام ہونے لگا، نیز قبیلہ قریش کو فہر کی طرف اس لیے بھی منسوب کیا گیا کہ نضر کی نسل فہر کی اولاد میں منحصر و محدود ہو کر رہ گئی۔ نضر کی نسل فہر کے سوا اور کسی سے نہیں چلی، اس لیے قریش کا لقب فہر کی اولاد کے لیے بولا جانے لگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ قصی بن کلاب النضری الکنانی نے نضر بن کنانہ کی اولاد یعنی قبیلہ قریش کے بکھرے ہوئے خاندانوں اور گروہوں کو جمع کیا اور ان میں قومی اجتماعیت اور جماعتی وحدت پیدا کی، اس نمایاں خدمت کی وجہ سے قصی بن کلاب کو قریش کا لقب ملا، بہرحال یہ حقیقت ہے کہ نضر بن کنانہ کی اولاد کی سب شاخوں کو قریش کے لقب سے پکارا جاتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو تیم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو عدی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو اُمیّہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو ہاشم سب قریش میں شامل ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کی تائید ہوتی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ہَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ہَاشِمٍ (مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث ۱؛ احمد بن حنبل: مسند ۴: ۱۰۷)، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنو کنانہ میں سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو پسند کیا، اور بنو ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

قریش کے دو بڑے گروہ

قریش کے دو بڑے گروہ تھے: (۱) قریش البطاح: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے بطحاء میں سکونت پذیر تھے اور ان میں کعب بن لؤی کی اولاد بالخصوص بنو عبد مناف، بنو عبد العزّیٰ، بنو عبد الدار، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو سہم وغیرہ مشہور ہیں؛ (۲) قریش الظواہر: وہ قبائل قریش جو مکہ مکرمہ کے باہر رہتے تھے، ان میں قبائل بنو عامر بن لؤی، بنو محارب، بنو الحارث، تیم الادرم بن غالب وغیرہ شامل ہیں۔

کعب بن لؤی بن فہر بن غالب عربوں کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا اور عام الفیل سے پہلے کعب کی موت سے تاریخ کا حساب رکھا جاتا تھا۔ وہی پہلا سردار تھا جو قریش کو جمعہ کے دن جمع کر کے خطاب کیا کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یاد دلا کر انھیں تلقین کیا کرتا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کریں۔ (القلقشندی: نہایۃ الادب، ص ۴۰۷)۔

کعب کی اولاد میں مرہ، عدی اور ہصیص قابل ذکر ہیں۔ مرہ بن کعب کی اولاد میں کلاب اور تیم مشہور ہوئے، پھر کلاب کے دو بیٹے قصی اور زہرہ بڑے نامور ہوئے، قصی کے بیٹوں میں عبد مناف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھا۔ ہاشم کے بیٹوں میں سے عبد المطلب (= شیبہ) کی نسل اور اولاد دنیا میں مشہور ہوئی اور عبد المطلب کے بیٹوں میں سے حضرت عبد اللہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب کے بطن سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ انساب العرب)

......

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قریش کی خدمات

قصی بن کلاب بھی قریش کا نامور سردار تھا اس نے قریش کے منتشر قبائل کی شیرازہ بندی کی اور انھیں مجتمع کر کے وحدت قومی کا عملی سبق دیا اور ان کی عزت و عظمت قائم کی۔ اسی نے دار الندوۃ کی بنیاد رکھی، جہاں قریش کے تمام امور اور معاملات طے کیے جاتے تھے۔ (نہایۃ الادب)۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے ہاشم اور عبد شمس ملکی سیاست اور قبائلی ریاست میں برابر کے شریک رہے، چونکہ حاجیوں کی دیکھ بھال اور مہمان نوازی اور خاطر مدارات ہاشم کے سپرد تھی، اس لیے وہ موسم حج میں زائرین بیت اللہ کے لیے کھانے پینے کا انتظام و اہتمام بڑی خوش اسلوبی سے کرتے، قحط کے زمانہ میں غیر ملکوں سے غلہ اور خوراک لا کر حاجت مندوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ان اوصاف کی وجہ سے جناب ہاشم کا نام اور اثر و رسوخ دور دور تک کے لوگوں میں پھیل گیا۔ دوسرے ممالک اور علاقوں کے حکمرانوں کے ہاں باریابی کی وجہ سے دنیاوی اور سیاسی عزت و وجاہت بھی حاصل تھی۔ جناب ہاشم نے قریش کے لیے غیر ملکوں میں تجارتی سہولتیں حاصل کیں اور اندرون ملک قریش کے تجارتی قافلوں کو اس وجہ سے امن و امان میسر آیا کہ قریش بیت اللہ کے محافظ ہیں اور زائرین بیت اللہ کی خدمت اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

حضرت عبد المطلب کی سیرت

جناب ہاشم کے نامور بیٹے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبد المطلب بھی قریش کے مشہور و معروف سردار تھے۔

عبد المطلب کا نام عامر تھا۔ چونکہ پیدائش کے وقت ان کے سر میں کچھ سفید بال تھے، اس لیے انھیں شیبہ بھی کہا جاتا ہے۔ عبد المطلب اپنی فیاضی، خدمت حجاج، بیکسوں کی امداد، مظلوموں کی فریاد رسی اور قومی ہمدردی کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔ سقایہ اور رفادہ (یعنی حاجیوں کے پینے کے لیے پانی اور کھانے کے لیے اشیائے خوردنی کا مہیا کرنا) قریش کے ہاں ایک قدیم دستور چلا آرہا تھا، جسے قصی بن کلاب نے نہایت عمدہ اور مضبوط روایات پر قائم کیا تھا۔ جب عبد المطلب نے نظم و نسق سنبھالا تو رفادہ کے سلسلے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی، کیونکہ قریش کا ہر گھر مقدور بھر اس میں حصہ لیتا اور کھانا وغیرہ مہیا کر دیتا تھا لیکن پانی مہیا کرنے میں خاصی دقت پیش آتی تھی، مکے اور اس کے گردونواح میں گھوم پھر کر چشموں، کنوؤں وغیرہ سے مشکیزوں میں پانی حاصل کر کے حاجیوں کو مہیا کیا جاتا تھا۔ بڑی تگ و دو اور سخت محنت و مشقت کے بعد کہیں جا کر معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں بئر زمزم موجود ہے، جو بانداز سامان سے اٹا پڑا ہے۔ جناب عبد المطلب نے بئر زمزم کو از سر نو کھود کر صاف کیا اور حاجیوں کے لیے آب زمزم مہیا کیا۔

جناب عبد المطلب ایک طرف تو بڑے حسین و جمیل تھے اور دوسری طرف سیرت و کردار کی بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ وہ بڑے مہمان نواز، کنبہ پرور، سخی اور فیاض تھے۔ انسانوں کے علاوہ جنگلی جانوروں اور پرندوں کو بھی پہاڑوں اور صحراؤں میں روزی مہیا کرتے تھے۔ ان اوصاف کی بنا پر لوگ انھیں الفیاض کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ قبیلہ قریش میں نامور حَکَم (جج) بھی تھے اور فیصلوں میں اپنے عدل و انصاف کے لیے نیک نام رکھتے تھے۔ وہ ملت ابراہیمی پر قائم و دائم تھے اور ہمیشہ نیکی اور پاک بازی کی تلقین کرتے اور برائی اور بدکرداری سے منع کرتے تھے۔ شراب نوشی، زنا، ظلم و بغاوت، دختر کشی اور بیت اللہ میں برہنہ طواف کرنے سے لوگوں کو روکا کرتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جناب عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبداللہ سب سے چھوٹے تھے۔ باقی صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: حمزہ، عباس، ابوطالب، زبیر، المقوم، حارث، ابولہب (عبدالعزّٰی)، ضرار، قثم۔ عبدالمطلب کی اولاد میں سے صرف حضرت عباس اور ابوطالب کی نسل بڑھی اور بکثرت پھیل گئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار جناب عبداللہ بھی اخلاق حمیدہ کے پیکر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تو قریش کے نام کو چار چاند لگ گئے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے سارے افراد، عورتیں اور مرد، اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ کے سارے آباؤ اجداد اپنے اپنے وقت میں قبیلے کے مشہور و معروف سردار اور قائد ہوتے ہیں۔ وہ سب شجاعت و بہادری، جود و کرم، عفت و عصمت اور عدل و انصاف ایسے اخلاق فاضلہ کے حامل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کی مائیں بھی نہایت پاک باز، بلند اخلاق اور رفیع القدر خواتین تھیں۔ غرض کہ آپ شرافت نسبی اور طہارت صلبی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں۔

قریش کے چند مشہور خاندانوں کا تذکرہ

قریش میں بنو ہاشم تاریخ ساز خاندان ہوا ہے اور تاریخ اسلام میں اس خاندان کی نسل سے بہت سے نامور گھرانے معرض وجود میں آئے، جنھوں نے مذہب و سیاست اور ریاست میں بڑا نام پیدا کیا۔

بنو ہاشم کے مختصر تذکرے کے بعد قریش کے دیگر چند خاندانوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

بنو محارب بن فہر

یہ خاندان مکے سے باہر رہتا تھا، محارب کا بیٹا شیبان، اس کا بیٹا عمرو اور عمرو کی اولاد میں وائلہ، حبیب، عجوان اور ردا د مشہور ہوئے اس خاندان کے حسب ذیل اشخاص قابل ذکر ہیں، ضحاک بن قیس جو مرج راہط کے مقام پر مروان بن حکم سے لڑتے ہوتے مارا گیا، ضرار بن الخطاب صحابی، شاعر اور مشہور شہسوار تھے ان کا والد الخطاب بن مرداس زمانہ جاہلیت میں "قریش الظواہر" کا سردار تھا، اور وہ اپنے قبیلے والوں سے آمدنی کا مرباع (چوتھائی حصہ) وصول کیا کرتا تھا؛ اسی طرح عبدالملکؓ بن قطن اور کرزؓ بن جابر صحابی تاریخ میں مشہور گزرے ہیں۔

بنو الحارث بن فہر

یہ بھی مکے سے باہر رہتے تھے۔ اس کے مشہور خاندانوں میں بنو ضبہ (نسبت: الضبّی) بنو ضباب اور بنو قیس ہیں۔ بنو الحارث کے نامور اشخاص حسب ذیل تھے:- مشہور سپہ سالار امین الامت حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح (ابو عبیدہ بن الجراح) جن کی قیادت میں اسلامی فوجوں نے شام فتح کیا، نامور سالار لشکر حضرت عیاض بن غنم، جنھوں نے خلافت فاروقی میں الجزیرہ کا علاقہ فتح کیا اور رومۃ الکبریٰ میں فاتحانہ قدم رکھا؛ عقبہ بن نافع، جنھوں نے افریقیہ فتح کیا اور قیروان کی بنیاد ڈالی۔ بنو الحارث بن فہر کے بہت سے افراد کو بدری ہونے کا شرف حاصل ہوا اور افریقیہ اور اندلس میں ان کی اولاد بکثرت پھیل گئی۔ غالب بن فہر کے دو بیٹے خاص طور پر قابل ذکر ہیں: تیم الادرم اور لؤی۔ پھر بنو تیم الادرم بن غالب بن فہر کی اولاد میں الحارث، ثعلبہ، وہب، کبیر اور حُزاب قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بنو حبونہ فلسطین میں آباد ہو گئے، بنو تیم الادرم صحرا نشین تھے۔

. . . . .

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بنو عامر بن لوئی عامر کے دو بیٹے حسل اور معیص تھے، بنو عامر کا مشہور جاہلی شہسوار عمرو بن عبد وُدّ بن ابی قیس تھا، جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ خندق میں قتل کیا تھا۔ عمرو بن عبد ود کا بیٹا سہیل بن عمرو تھا جو بنو عامر کا سردار تھا اور جس نے حدیبیہ میں قریش مکہ کی نمائندگی کرتے ہوئے صلح نامہ طے کیا تھا۔ بعد میں سہیل بن عمرو نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے خاندان میں اسلام خوب پھیلا۔ عمرو کا ایک بیٹا ابوجندل العاصی بن عمرو بن سہیل صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر معاہدۂ صلح کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے ابوجندل کو مکے واپس بھیج دیا۔ انھیں مکے میں نہایت سخت تکلیفیں دی گئیں۔ عبد وُدّ کی اولاد میں ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ تھیں، جنھیں حرم نبوی بننے کا شرف حاصل ہوا۔ بنو حسل بن عامر کے خاندان میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مشہور اسلامی سپہ سالار تھے۔ جنھوں نے افریقیہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مصر کے والی رہے اور انھی کے زیر قیادت اسلامی فوجوں نے طرابلس الغرب فتح کیا۔

بنو کعب بن لوئی کعب کے تین بیٹے مُرّہ، ہصیص اور عدی تھے جو بطحائے مکہ میں سکونت پذیر تھے اور "قریش البطاح" کہلاتے تھے۔ ہصیص بن کعب کی اولاد میں بنو جمح اور بنو سہم زیادہ مشہور ہیں۔ بنو جمح کے خاندان میں امیہ بن خلف اپنی اسلام دشمنی کے لیے مشہور تھا جو جنگ بدر میں اسلام کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ اس کا بیٹا صفوان بن امیہ اپنے قبیلے کا سردار تھا اور فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا، اس خاندان میں عبدالحکیم بن عمرو بن صفوان گزرا ہے، جس کا شمار "فتیان قریش" (جوانان قریش) میں ہوتا تھا۔ اسی نے اپنے بھائی بندوں کے لیے ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جو علمی کتابوں کے علاوہ کتب شطرنج و نرد وغیرہ پر مشتمل تھا (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۶۰)۔ حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے بھائی عبداللہ، قدامہ اور سائب، سب مہاجر اور بدری صحابی تھے۔ ان کی بہن زینب بنت مظعون حضرت عمر فاروق کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ اور عبداللہ بن عمر کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اسلام کے نامور سپہ سالار اور فاتح حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی اسی قبیلے کے فرزند تھے۔ اس خاندان کے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور مشرق و مغرب میں انھوں نے بڑا نام پیدا کیا۔ بنو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب کے خانوادے میں بھی بڑے نامور لوگ پیدا ہوئے، مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص بن وائل نامور سیاست دان، مدبر اور سپہ سالار تھے۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص مشہور صحابی اور محدث ہیں۔ عقبہ بن نافع الفہری فتح افریقیہ کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ صحابی عبداللہ بن الزبعری مشہور شاعر تھے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے محدث، قاری اور مجاہد اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

بنو عدی بن کعب عدی کے دو بیٹے تھے: رزاح اور عویج۔ پھر ان دونوں سے کئی شاخیں پیدا ہوئیں۔ اس خاندان کے قابل ذکر افراد میں زید بن عمرو بن نفیل کا نام سرفہرست ہے، جس نے زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی ترک کر کے دین ابراہیمی (حنیفیت) اختیار کر لیا تھا۔ ان کے بیٹے حضرت سعید بن زید عشرہ مبشرہ، یعنی ان دس صحابۂ کرام میں سے ہیں جنھیں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اسلامی عہد میں اس خاندان کی زیادہ تر شہرت حضرت عمر بن الخطاب اور ان کی اولاد کی وجہ سے ہوئی۔ انساب قریش کا سب سے بڑا عالم ابوجہم بن حذیفہ بھی بنو عدی کا چشم و چراغ تھا (ابن درید: الاشتقاق؛ جمہرۃ انساب العرب)۔

. . . .

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بنو مرّہ بن کعب مُرّہ کے تین بیٹے تھے: کلاب، تیم اور یقظہ۔ تیم بن مُرّہ کے خاندان میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر الصدیق اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔ یقظہ کی اولاد میں بنو مخزوم زیادہ مشہور ہیں۔ اس خاندان میں بھی خاصے نامور لوگ پیدا ہوئے، مثلاً ارقم بن ارقم (بدری صحابی) جن کے گھر میں مسلمان پوشیدہ طور پہ جمع ہوا کرتے تھے، حضرت ابوسلمہ عبداللہ جو مہاجرین اوّلین میں سے تھے، حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل بھی اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ مشہور دشمنان اسلام، مثلاً ابوجہل، ابوامیہ بن ابی حذیفہ اور ولید بن مغیرہ بھی اسی خاندان میں سے تھے، خلیفہ ہشام بن عبدالملک عطا کے سلسلے میں بنو مخزوم سے ترجیحی سلوک کیا کرتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دادی یعنی جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ فاطمہ بنت وہب بھی بنو مخزوم سے تھیں۔

بنو زہرہ بن کلاب کلاب بن مرّہ کے دو بیٹے تھے: زہرہ اور قصیّ، زہرہ کی اولاد الحارث اور عبدمناف پہ مشتمل تھی۔ عبدمناف بن زہرہ کے دو بیٹے تھے؛ وہب اور وہیب۔ وہب بن عبدمناف کی اولاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ مشہور ہیں۔ بنو زہرہ کے خاندان کے بہت سے افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مشہور صحابہ کرام حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے سولہ سالہ بھائی عمیر بن عوف جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے، اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ اس خاندان میں نامور محدثین اور فقہاء بھی گزرے ہیں، مثلاً نامور محدث محمد بن مسلم المعروف بہ ابن شہاب الزہری (م ۱۲۴ھ / ۷۴۲ء) اور فقہائے مدینہ میں سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف جو حضرت عبدالرحمان بن عوف کے بھتیجے تھے، بنو زہرہ کے خاصے افراد اندلس کے شہروں (رباجہ اور بطلیوس وغیرہ) میں آباد ہو گئے تھے؛ بالخصوص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد بڑی پھیلی اور مشہور ہوئی (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۸ تا ۱۳۵)؛

بنو عبدالدار قصی بن کلاب کے بیٹوں میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد جناب عبدمناف کا ذکر ہو چکا ہے۔ قصی کا دوسرا بیٹا عبدالدار تھا۔ اس خاندان میں بھی کئی نامور لوگ پیدا ہوئے۔ عبدالدار کے تین بیٹے تھے: عبدمناف، عثمان اور السباق۔ یہ خاندان بھی خاصا پھیلا اور بڑھا۔ حضرت مصعب بن عمیر جیسے بدری صحابی بھی اسی خاندان سے تھے، جو غزوہ احد میں علمبردار تھے اور اسی معرکے میں شہید ہوئے تھے۔ اسی خاندان میں سے ابوطلحہ اور شیبہ بھی تھے۔ عثمان بن طلحہ بھی، جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی کنجی عطا کی تھی، انھی میں سے تھے، ایک روایت کی رو سے آپ نے خانہ کعبہ کی کنجی عثمان کے بھائی شیبہ بن طلحہ کے سپرد کی تھی۔ بنو طلحہ (شیبہ کا خاندان) آج تک خانۂ کعبہ کے متولی چلے آرہے ہیں۔

بنو عبدالعزّٰی بنو عبدالعزیٰ ابن قصی بن کلاب بھی نامور لوگوں کا خاندان تھا۔ عبدالعزّٰی کا بیٹا اسد تھا اور اسد کی اولاد میں الحارث، الحویرث، حبیب، المطلب، نوفل اور خویلد ہوئے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد بن اسد کی بیٹی تھیں۔ حضرت الزبیر بن العوام بن خویلد اور ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر، اور مصعب بن زبیر، نیز حکیم بن حزام بن خویلد مشہور صحابی تھے حکیم بن حزام کو دارالندوۃ وراثت میں ملا تھا جو انھوں نے حضرت امیر معاویہ کے پاس ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت کر دیا تھا۔ (جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۱)۔ اس خاندان نے بھی علم انساب وحدیث کے ماہرین نے بڑا نام پیدا کیا۔ مشہور راوی اور ماہر انساب ابوعبداللہ الزبیر بن بکار رضی اللہ عنہ، جو مکے کے قاضی اور مدینے کے امیر رہے ہیں، اسی خاندان کے فرد تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بنو امیہ

بنو امیہ، بنو نوفل اور بنو مطلب بھی قریش کے اعلیٰ خاندان تھے۔ بنو عبد شمس کے خاندان میں سے بنو امیہ نے بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں نامور خلفاء اور فاتحین پیدا ہوئے۔ مثلاً امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ اور ان کا خاندان، جس نے مشرق و مغرب میں اسلامی سلطنت پر حکمرانی کی، اسی طرح بنو ہاشم کی اولاد میں سے بنو عباس نے قریش کا نام خوب روشن کیا اور اسلامی سلطنت پر صدیوں تک اپنا ڈنکا بجایا۔

قریش کا مذہب

اصلاً وہ ابراہیمی مذہب کے پیرو تھے۔ مرور زمانہ کے ساتھ ان میں بت پرستی رواج پا گئی۔ بقول ابن حزم دین ابراہیمی کو بدلنے والا اور عربوں کو بت پرستی (عبادۃ الاوثان) کی دعوت دینے والا عمرو بن لُحَیّ تھا اور اس شخص کے بارے میں جہنم کی خبر احادیث میں مذکور ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۲۳۴ و ۲۳۵)۔ قریش کے گنے چنے سمجھ دار اور عقل مند لوگ دین ابراہیمی پر قائم رہے اور وہ حنیف (جمع حُنَفَاء) کہلاتے تھے۔ قریش کے چند ایک لوگ عیسائی بھی ہو گئے تھے، جن میں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور ورقہ بن نوفل بن اسد کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۴۹۱) کہا جاتا ہے کہ بنو تمیم کے لقیط بن زرارہ نے مجوسی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ (جمہرۃ، ص ۴۹۱)

عام عرب قبائل کی طرح قریش کی بھاری اکثریت بت پرست تھی۔ ان کے بتوں (اصنام) میں ہبل، اللّات، العُزّیٰ وغیرہ مشہور ہیں۔ ہبل وسط کعبہ میں نصب تھا اور اس کے محافظ و نگران کے پاس قسمت کے تیر (ازلام) ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے بت پاش پاش کر دیے اور تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی کو قرآن مجید نے ممنوع قرار دے دیا۔

قریش کے بیشتر خاندان بادیہ نشین تھے، البتہ قریش مکہ (قریش البطاح) شہری زندگی بسر کرتے اور کھاتے پیتے لوگ تھے، ان میں اکثر تجارت کرتے تھے۔ ان کی تجارت اور کاروبار کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ تہامہ کے باہر تبالہ، جُرَش اور نجران میں قریش کی تجارتی بستیاں موجود تھیں، شام، یمن اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں ان کے تجارتی کارواں آتے جاتے رہتے تھے۔ ان کے خوشحال لوگ موسم گرما طائف میں گزارتے تھے۔

قریش مکہ اپنی ذہانت و فطانت، دور بینی، حلم و بردباری، شجاعت و حماست، جود و کرم، مہمان نوازی اور دوست داری کے لیے سارے عرب میں مشہور تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کی جنگوں میں ایام الفجار اور یوم العنب زیادہ مشہور ہیں، قریش اور قیس عیلان کے درمیان چار معرکے ہوئے۔ چونکہ یہ معرکے ان چار حرمت والے مہینوں (الاشہر الحرم) میں ہوئے تھے، جن میں جنگ کرنا ممنوع تھا، اس لیے اس کا نام ایام الفجار پڑ گیا۔ یوم العنب قریش اور بنو عامر کے درمیان ہونے والی جنگ کا نام ہے۔ اسی طرح عبد المطلب کے زمانے میں قریش کا ایک معرکہ بنو کنانہ سے نواح مکہ میں ہوا، جس میں بنو کنانہ کو ہزیمت ہوئی، اس معرکے کا نام یوم نکیف ہے۔

قریش میں دعوت اسلام

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے زیادہ مخالفت قریش کی طرف سے ہوئی۔ قریش کے تمام قبائل آپ سے برسر پیکار ہو گئے اعدائے رسول اور دشمنان اسلام میں قریش کے مندرجہ ذیل لوگ سر فہرست ہیں: ابو لہب (= عبد العزیٰ بن عبد المطلب)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ابوسفیان (صخر بن حرب بن امیہ) الحکم بن العاص بن امیہ، النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ، ابوالبختری العاص بن ہشام بن اسد، ابوجہل (عمرو بن ہشام بن المغیرہ)، ولید بن مغیرہ (حضرت خالد بن الولید کا باپ)، العاص بن وائل بن ہاشم (حضرت عمرو بن العاص کا والد) امیہ بن خلف بن وہب وغیرہم، اس کے مقابلے پر ایمان لانے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ حبشہ کو ہجرت کرنے والے بھی اکثر قریشی تھے۔ جب کفار قریش نے دیکھا کہ ان کی سختی اور مخالفت کے باوجود اسلام پھیل رہا ہے اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں تو انھوں نے ایک صحیفے کے ذریعے مسلمانوں کے مکمل مقاطعے کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کی بڑی تاکید کی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے سلسلہ مناکحت اور خرید و فروخت قائم نہ رکھا جائے۔ ان سے بات چیت تک بند کی جائے اور ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی بند کر دیا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کر بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے اور برابر تین سال تک اس گھاٹی میں محصور رہے۔ بالآخر قریش ہی کے چند باہمت لوگوں نے اس مقاطعے کو ختم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے بعد سفہائے قریش نے اور مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم (یہ عمرو بن قیس) ایسے قریشی مسلمانوں کو بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینے روانہ فرمایا تاکہ وہ اہل مدینہ کو اسلام سکھائیں۔ حضرت مصعب کی تبلیغی مساعی بار آور ہوئیں اور مدینے کے گھر گھر میں اسلام کے چرچے ہونے لگے۔ جب کفار قریش کی توقعات کے خلاف اسلام مکے سے باہر مدینے میں بھی تیزی سے پھیلنے لگا تو انھوں نے مختلف قبائل کے تعاون سے سازش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات سوتے میں شہید کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع فرما دیا اور ساتھ ہی ہدایت کی آپ مکے کو چھوڑ کر مدینے جا کر سکونت اختیار فرمائیں۔

ہجرت نبوی کے بعد اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا اور قبائل مدینہ کی اکثریت آغوش اسلام میں آگئی۔ یہ صورت احوال قریش مکہ کے لیے اور بھی باعث تشویش و اضطراب بن گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کر جنگوں اور لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے اہم معرکہ میدان بدر میں ہوا جو غزوۂ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ کفار قریش نے بڑا زور مارا لیکن انھیں بُری طرح ہزیمت اٹھانی پڑی۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بعض نامور سردار بھی تھے۔ مقتول قریشیوں میں حنظلہ بن ابی سفیان، عبیدہ بن سعید بن العاص، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن عبد شمس، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، زمعہ بن الاسود بن المطلب ابن اسد، ابوالبختری العاص بن ہشام، نوفل بن خویلد بن اسد، النضر بن الحارث بن کلدہ اور ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف ایسے نامور سردار شامل تھے۔ اس کے بعد قریش مکہ کا جوش انتقام اور بھڑکا اور انھوں نے اُحد اور خندق کے معرکوں میں مسلمانوں کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار فتح مکہ (۸ھ) کے بعد کفار قریش کا زور ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا اور قریش کیا تقریباً سارے عرب قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

بعد میں اسلامی حکومت کی توسیع اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں قریش نے بھرپور حصہ لیا۔ خلفاء اربعہ، خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس سب قریشی تھے۔ راویان حدیث میں نامور قریشی صحابہ کی کثرت ہے، مثلاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔

قریش کی فصاحت و بلاغت مسلمہ تھی اور قریش کی زبان کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیاسی وسماجی اثر ورسوخ اور اسلام لانے کے بعد دینی فہم وفراست اور اصابت رائے کا اعتراف واعلان فرمایا۔ (دیکھئے ابو داؤد الطیالسی: مسند، (تبویب جدید: منحۃ المعبود، طبع احمد عبدالرحمن البنّاء الساعاتی، ۲: ۱۹۹، قاہرہ ۱۳۷۲ھ)۔ نیز قریش کی سیاسی فہم وفراست اور حسن تدبر کے پیش نظر ہی آپ نے خبر دی تھی کہ: "اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" یعنی سیاسی امامت کی اہلیت قریش ہی موجود ہے اور جب تک یہ ان میں رہے گی وہ سیاسی راہنمائی اور رہبری کرتے رہیں گے۔ قریش نے ایک عرصے تک اپنی طبعی ذہانت اور سیاسی بصیرت کا لوہا منوایا۔

عصر حاضر میں قریش کا اطلاق ان اشراف قریش پر ہوتا ہے جو قریشی نسل سے ہیں، حجاز میں ان کی سکونت زیادہ تر منیٰ، عرفات اور اس کے قرب وجوار میں ہے۔ پاک وہند میں بھی قریشی خاندان موجود ہیں۔ حجاز میں قبیلۂ ثقیف کی ایک شاخ کو بھی قریش کے نام سے پکارتے ہیں اور یہ لوگ علاقہ طائف میں آباد ہیں۔ ان میں حضری بھی ہیں اور بدوی بھی۔

قریش جہاں جہاں گئے اپنا نام ساتھ لے گئے اور ان کی یادگار کئی جگہ اب تک موجود ہے۔ شہر واسط میں ایک نہر کا نام قریشی ہے اور ایک بستی ابو قریش کے نام سے موسوم ہے۔ اعمال حمص میں ایک گاؤں (قریہ) القریشیہ کہلاتا ہے۔ اعمال زبید (یمن) میں ایک بستی کا نام القرشیہ ہے۔ مصر کے ایک گاؤں کو بھی القرشیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ قریش کی طرف نسبت قرشی بھی ہے اور قریشی بھی۔ [1]

خرق عادت کے اقسام

حدیث نمبر ۵۸۱۹ میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

پتھر کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا خرق عادت ہے اور اعلان نبوت سے پہلے خرق عادت کے ظہور کو ارہاص کہتے ہیں۔ علماء نے خرق عادت کے ظہور کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱)۔ اہانت:۔ کافر پر خرق عادت کا ظہور ہو اور اس کے دعوے کے خلاف ہو، مثلاً مسیلمہ کذاب نے ایک کانے شخص کی بینائی کے لیے دعا کی تو اس کی ایک آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی، یا غلام احمد قادیانی اور محمدی بیگم کا واقعہ۔

(۲)۔ استدراج:۔ کافر کے دعوے کے موافق خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۳)۔ معونت:۔ عام مسلمان کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۴)۔ کرامت:۔ مومن کامل (ولی اللہ) کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہو۔

(۵)۔ ارہاص:۔ اعلان نبوت سے پہلے نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔ جیسے زیر بحث حدیث کا واقعہ۔

(۶)۔ معجزہ:۔ اعلان نبوت کے بعد نبی کے لیے خرق عادت کا ظہور ہو۔

بَابُ تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ!

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کا بیان

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۶/۲ ص ۱۰۸۔ ۹۹، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٨٢٢ - حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا هِقْلٌ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کے بیان میں روز قیامت کی قید کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ہے: میں قیامت کے دن (تمام) اولاد آدم کا سردار ہوں گا، آپ نے اپنی سیادت کے لیے روز قیامت کی قید لگائی ہے، حالانکہ آپ دنیا اور آخرت کے ہر دور میں اولاد آدم کے سردار ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کی سیادت ہر شخص پر بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے ظاہر ہو جائے گی، اس کے برخلاف دنیا میں کفار اور مشرکین اپنی اپنی بادشاہتیں قائم کیے ہوتے ہیں، اس کی نظیر یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا لمن الملك اليوم لله الواحد القهار (غافر: ١٦) "آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا) اللہ واحد قہار کی بادشاہت ہے" حالانکہ دنیا میں بھی اس کی بادشاہت تھی، لیکن چونکہ دنیا میں ظاہراً اور مجازاً مخلوق کی بادشاہتیں قائم تھیں، اس لیے آخرت میں یہ فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی سیادت بیان کرنے کا سبب

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "میں اولاد آدم کا سردار ہوں" فخر پر مبنی نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں یہ تصریح ہے کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے آپ کے اس ارشاد کی دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واما بنعمة ربك فحدث (والضحیٰ) "اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے" دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ پر واجب تھا کہ آپ امت کو اپنے منصب کی تبلیغ کریں تاکہ وہ آپ کے منصب کو پہچانیں، اس پر اعتقاد رکھیں اس کے تقاضے پر عمل کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے مطابق آپ کی تعظیم اور توقیر کریں۔ [1]

اب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے چند دلائل پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق:۔

آپ کی امت میں تمام انبیاء کے تقدیراً اور حکماً دخول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٢٤٥، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین۔ فمن تولی بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون۔

(آل عمران: ۸۲/۸۱)

اور (اے محبوب! یاد کیجئے) جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دے دوں پھر تمہارے پاس ایک عظیم رسول آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہو، تو تم اس پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا، اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ انھوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا تم اس عہد پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، پھر جو شخص اس کے بعد عہد سے پھر گیا سو وہ لوگ فاسق ہوں گے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے نبی ہیں، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیقاً امت ہیں اور تمام انبیاء آپ کی تقدیراً امت ہیں کیونکہ اگر آپ بالفرض کسی نبی یا رسول کے زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے تو اس نبی اور رسول پر اس آیت کے بموجب آپ پر ایمان لانا واجب ہوتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: علامہ ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم یا ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا تو اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو وہ ان پر ایمان لائے گا، ان کی نصرت کرے گا اور اپنی امت کو آپ پر ایمان لانے کا حکم دے گا، نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر آج تمہارے سامنے حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لیے میری پیروی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اسی وجہ سے عرفاء نے یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی مطلق، رسول حقیقی اور مستقل شارع ہیں اور آپ کے سوا باقی انبیاء علیہم السلام آپ کے تابع ہیں۔ [1]

رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔

(انبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی تو بھیجا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنایا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام جہانوں سے افضل ہوں کیونکہ ہر شخص کو حصول رحمت میں آپ کی حاجت ہوگی۔

تمام اوصاف انبیاء کے جامع ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ انبیاء سابقین کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:

---

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۲۱۰-۲۰۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ۔ (انعام : ۹۰) یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں۔

اس آیت میں شریعت کے اصول اور فروع مراد نہیں ہیں کیونکہ آپ کی مستقل شریعت ہے لہٰذا اس سے مراد اخلاق فاضلہ اور صفات کاملہ ہیں یعنی جو محاسن اخلاق تمام انبیاء علیہم السلام میں متفرق ہیں آپ ان تمام اوصاف کو اپنی ذات میں جمع کر لیجئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں سو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں جو اوصاف اجتماعی طور پر پائے جاتے تھے وہ تمام اوصاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں گویا آپ کی صفات کو پھیلاؤ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو سمیٹو تو آپ کی ذات قدسی ہے۔

آپ کے ذکر کی رفعت کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ورفعنا لک ذکرک۔ (انشراح : ۴) اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر سورج غروب ہو رہا ہے اور غروب آفتاب کے وقت مغرب کی اذان ہو رہی ہے اسی طرح ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع فجر ہو رہی ہے اور جہاں طلوع فجر ہے وہاں فجر کی اذان ہو رہی ہے وعلیٰ ہذا القیاس، اور اذان میں جہاں اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر آپ کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور جس طرح کلمہ شہادت میں، اذان میں اور تشہد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے انبیاء سابقین میں سے کسی کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا، فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (نساء : ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ (فتح : ۱۰) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کو اپنی عزت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ وللہ العزۃ ولرسولہ (منافقون : ۸) اور آپ کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا۔ اللہ ورسولہ احق ان یرضوہ (توبہ : ۶۲) اور آپ کی اجابت کو اپنی اجابت کے ساتھ مقرون کیا اور فرمایا:

یا ایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول (انفال : ۲۴)۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عزت اور سربلندی کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے ساتھ ذکر کیا ہے، اور فرمایا:

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی۔ (احزاب : ۵۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ پڑھتے (رحمت بھیجتے) رہتے ہیں۔

گویا ازل سے لے کر ابد تک کوئی وقت نہیں گزرتا مگر اس وقت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پڑھتا رہتا ہے، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت میں صرف تین بار اللہ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر زمان ومکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا پھر وہاں سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے وہاں تین ایام کی قید ہے یہاں اعداد وشمار کا ذکر نہیں ہے نہ الوہیت کے عدم کا تصور ہے نہ آپ کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہے۔ ورفعنا لک ذکرک

آپ کی رسالت کے عموم اور شمول کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سباء: ۲۸)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے ہی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ (فرقان: ۱)

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندے پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی، تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہوں۔

قرآن مجید کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے بلکہ تمام جن وانس بلکہ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے گئے، اس کے برخلاف انبیاء سابقین میں سے ہر نبی ایک محدود زمانہ کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا، تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت جزوی تھی اور آپ کی دعوت کلی ہے۔

آپ کے دین کے ناسخ الادیان ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لائے ہوئے دین کو اپنی نعمت تامہ قرار دیا اور فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (مائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آپ کے دین کو ادیان سابقہ کے لیے ناسخ قرار دیا اور فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ (آل عمران: ۸۵)

جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو طلب کیا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء اور رسل پر عظیم فضیلت ہے کہ آفتاب محمدیت کے طلوع کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی شریعت کا چراغ نہیں جلے گا، حتیٰ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات سے زندہ ہوتے تو آپ کی پیروی کرتے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ بھی آپ کی شریعت کی پیروی کریں گے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فیکم واماکم منکم [1] مرتبہ ہوگا جب تم میں ابن مریم کا نزول ہوگا اور امام تم میں سے ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا دین تمام ادیان سے افضل ہے اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور رسل سے افضل ہوں۔

خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (احزاب: ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں، ہر نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی سے منسوخ ہوتی رہی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور قیامت تک کے نبی ہیں اس لیے آپ کی شریعت باقی اور غیر منسوخ ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔

مقام محمود پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (اسراء: ۷۹)

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے گا۔

تمام انبیاء اور رسل میں سے یہ مقام صرف آپ کو عطا ہوگا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ آپ تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل ہوں۔

اللہ کی رضا جوئی کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا۔ (البقرہ: ۱۴۴)

بے شک ہم آپ کے رخ (انور) کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم آپ کو ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

ومن اٰناءِ الیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی۔ (طٰہٰ: ۱۳۰)

اور رات کے کچھ اوقات (مغرب اور عشاء) میں اس کی تسبیح کیجیے اور دن کے درمیانی کناروں میں اس کی تسبیح کیجیے تاکہ آپ راضی ہوجائیں۔

ولسوف یعطیک ربک فترضی (ضحٰی: ۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو ضرور اتنا دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تمام انبیاء اور رسل میں یہ مرتبہ بھی صرف آپ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آپ کی رضا کا طالب ہے۔

کثرت معجزات کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کا جو معجزہ عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (حجر: ۹)
بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ (حٰم السجدۃ ۴۲)
اس قرآن میں سامنے سے باطل آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔

پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں سے کسی آیت بلکہ کسی حرف کی کمی نہیں ہو سکتی اور دوسری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی حرف کا اضافہ نہیں ہو سکتا، غرض قرآن مجید کے یہ دو دعوے ہیں اس میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ہو سکتی ہے، اور تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی سورت بلکہ کسی آیت کی بھی نظیر اور مثیل نہیں لا سکتا:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ (بقرہ: ۲۳)
ہم نے جو اپنے (مقدس) بندے پر کلام نازل کیا ہے اگر تم اس کے (منزل من اللہ ہونے) کے متعلق شک میں ہو تو اس (کلام) کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔

فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔ (طور: ۳۴)
اگر وہ سچے ہیں تو اس قرآن جیسی کوئی آیت لے آئیں۔

قرآن مجید کی چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں اور ہر آیت میں قرآن مجید کی حقانیت اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر تین دلیلیں ہیں، (۱) قرآن مجید میں زیادتی نہیں ہو سکتی (۲) قرآن مجید میں کمی نہیں ہو سکتی، (۳) اس کی کوئی مثل نہیں لا سکتا، اس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صدق پر اٹھارہ ہزار سے زائد دلائل ہو گئے۔

علوم و فنون میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور اسلام کے مخالفین اور آپ کی رسالت کے منکرین کی تعداد بھی دن بدن بڑھ رہی ہے، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال سے زیادہ گذر گئے اور اب تک کسی نے اس چیلنج کو نہیں توڑا، نہ کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت کی مثال لا سکا نہ اس میں کمی یا زیادتی کر سکا، اگر اس چیلنج کو توڑنا کسی کے بس کی بات ہوتی تو اب تک وہ اس چیلنج کو توڑ چکا ہوتا۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے معجزات مثلاً لاٹھی اور اونٹنی وغیرہ اعیان و جواہر کے قبیل سے تھے لیکن وہ باقی نہ رہے اور قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ہنوز باقی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ اس کے بعد تک باقی رہے گا، خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر کثیر اور قوی دلائل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر قائم کیے گئے، وہ کسی اور نبی اور رسول کی نبوت پر قائم نہیں کیے گئے، دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر دلیل فانی معجزات تھے۔ آپ کی نبوت پر دلیل باقی رہنے والا اللہ کا کلام اور قرآن مجید ہے۔

.....

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دنیا میں اعلان مغفرت ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

انا فتحنا لك فتحا مبينا ○ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما ○ وينصرك الله نصرا عزيزا۔ (فتح: ۳-۱)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی ہے تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور اللہ آپ کو غالب نصرت عطا فرمائے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس قال انزلت على النبي صلى الله عليه وسلم ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر مرجعه من الحديبية فقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد نزلت على اية احب الى مما على الارض ثم قرأها النبي صلى الله عليه وسلم عليهم فقالوا هنيئا مريئا يا رسول الله لقد بين لك الله ماذا يفعل بك فماذا يفعل بنا فنزلت عليه ليدخل المومنين والمومنات جنات تجري من تحتها الانهار حتى بلغ فوزا عظيما هذا حديث حسن صحيح۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے لوٹتے وقت یہ آیت نازل ہوئی: ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے اس آیت کو صحابہ کرام کے سامنے پڑھا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ قیامت کے دن کیا کیا جائے گا، لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان جنات میں داخل کرے گا جن کے نیچے دریا بہتے ہیں آپ نے یہ آیت فوزا عظیما تک تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری[2] اور امام مسلم[3] نے بھی روایت کیا ہے:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله الناس يوم القيامة فيقولون لو استشفعنا على ربنا حتى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا، لوگ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۴۶۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۷، ۷۰۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بريحنا من مكاننا فيأتون آدم فيقولون انت الذى خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملائكة نسجد والك فاشفع لنا عند ربنا فيقول لست هناكم ويذكر خطيئة ايتوا نوحًا (الى قوله) فيأتونه (اى عيسٰى) فيقول لست هناكم ايتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقد غفرله ما تقدم من ذنبه وما تاخر الحديث۔ [1]

حضور شفاعت طلب کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ ہم کو راحت عطا فرماتا، پھر وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی (پسندیدہ) روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور انھوں نے آپ کو سجدہ کیا! آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، حضرت آدم فرمائیں گے میں تمہارا کام نہیں کرسکتا اور اپنی (اجتہادی) خطاء یاد کریں گے تم نوح کے پاس جاؤ (اخیر حدیث تک) پھر لوگ حضرت عیسٰی کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں تمہارا کام نہیں کرسکتا، تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، ان کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسٰی کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے:-

اذهبوا الى غيرى اذهبوا الى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتونى فيقولون يا محمد انت رسول الله وخاتم الانبياء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر اشفع لنا الى ربك۔ [2]

میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے: [3]

علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں:

اخرج البزار بسند جيد عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: فضلت على الانبياء بست لم يعطهن

امام بزار نے سند جید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء (سابقین) پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے،

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۵۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

احد کان قبلی غفرلی ما تقدم من ذنبی وما تاخر و احلت لی الغنائم وجعلت امتی خیر الامم وجعلت لی الارض مسجدا و طهورا و اعطیت الکوثر و نصرت بالرعب والذی نفسی بیده ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ۔ [1]

مجھ سے پہلے کسی کو وہ فضیلتیں نہیں دی گئیں، میرے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی، میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا، میری امت کو سب سے بہتر امت قرار دیا گیا، تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کو جائز کر دیا گیا، مجھے کوثر عطا کی گئی اور میری رعب سے مدد کی گئی، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور آدم اور ان کے ماسوا سب قیامت کے دن اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کے محامل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

علامہ سبکی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ ہر چند کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف اور مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لیے یہ فرمایا ہم نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب بخش دیے کیونکہ بادشاہوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے خواص اور مقربین کو نوازنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے اور تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا حالانکہ بادشاہ کو علم ہوتا ہے کہ اس شخص نے کوئی گناہ نہیں کیا، نہ آئندہ کرے گا لیکن اس کلام سے اس شخص کی تعظیم اور تشریف کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کا معنی ہے لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک وفیما تاخر منہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی میں گناہوں سے بچائے رکھے گا اور آپ کو عصمت پر قائم رکھے گا، اس آیت میں مغفرت عصمت سے کنایہ ہے اور قرآن مجید میں بعض مقامات پر مغفرت سے عصمت کا کنایہ کیا گیا ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنی کتاب نہایۃ السؤل فیما سنح من تفضیل الرسول میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے، پھر انہوں نے فضیلت کی وہ وجوہات ذکر کی ہیں اور ان تفضیلت کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام ذنوب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کو بخش دیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ انبیاء سابقین میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی مغفرت کی خبر نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کی جائے گی تو سب نفسی نفسی کہیں گے اور ہیبت الٰہی سے شفاعت نہیں کریں گے اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگ شفاعت طلب کریں گے تو آپ فرمائیں گے یہ میرا کام ہے، اور اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے لیے فتح مبین کو ثابت کیا پھر مغفرت ذنب کا ذکر کیا پھر

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ٩١١ھ، خصائص کبریٰ ج ٢ ص ١٩٦، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اپنی نعمت پوری کرنے اور صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت رکھنے اور نصر عزیز کا ذکر کیا جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اس آیت سے مقصود گناہوں کا ثابت کرنا نہیں بلکہ گناہوں کی نفی کرنا ہے۔

ابن عطار رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے متعدد نعمتوں کو جمع کر دیا ہے فتح مبین عطا فرمائی جو اجابت کی علامت ہے، مغفرت عطا فرمائی جو محبت کی علامت ہے، اتمام نعمت سے سرفراز کیا جو آپ کے اختصاص کی نشانی ہے اور ہدایت عطا فرمائی جو ولایت کی علامت ہے، پس مغفرت سے مراد تمام عیوب اور نقائص سے آپ کی تنزیہہ ہے اور اتمام نعمت سے مراد آپ کو درجہ کاملہ پر پہنچانا ہے اور ہدایت سے مراد آپ کو مشاہدہ ذات وصفات کے اس مرتبہ پر پہنچانا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ [۱]

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں ہے، آپ کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے کسی حدیث صحیح میں یہ نہیں ہے کہ اس کی اگلی اور پچھلی (ظاہری خطاؤں) کی مغفرت کر دی گئی ہو اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم و تشریف ہے اور اطاعت، نیکی اور پارسائی میں اولین اور آخرین میں سے کسی نے آپ کے مقام کو نہیں پایا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں علی الاطلاق اکمل البشر اور سید البشر ہیں۔ [۲]

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا جو بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو حضور کا مرتبہ اور مقام ہے اس کا جو ذکر کیا ہے اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر حضور کے غلبہ اور آپ کی شریعت کی سربلندی کی خبر دینے سے کی ہے اور یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ مغفور ہیں اور ماضی اور مستقبل کی کسی چیز پہ آپ سے مواخذہ نہیں ہوگا، بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ سے کوئی چیز ہوئی ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ [۳]

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ تجانی نے کہا ہے کہ یہ آیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے جیسے کوئی شخص کسی سے اظہار محبت کے لیے کہے اگر تمہارا کوئی پہلا یا پچھلا گناہ ہو بھی تو ہم نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کلام سے اس شخص کا یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع کوئی گناہ کیا ہے اور وہ اس کو معاف کر رہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ذنب کا معنی ستر ہے جو نہ دکھائی دینے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کو لازم ہے عدم ذنب یعنی جب گناہ ہے ہی نہیں تو کیسے دکھائی دے گا! کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو دکھائی دیتا۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدم اور موخر دونوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ موخر کا وجود ہی نہیں ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کا گناہ مقدم ہے نہ موخر سو آپ سے

---

[۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۷۳-۷۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[۲] حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۹ (ملخصا) مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت

[۳] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۳۱، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مطلقاً گناہ سرزد نہیں ہوا۔ [1]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ ہرچند کہ بندہ اپنے مقسوم کے مطابق اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جائے پھر بھی وہ اللہ کی مغفرت سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ بندہ اپنے بشری عوارض کی بنا پر تقاضائے ربوبیت کے مطابق عبادت کا حق ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے یا امت کے اہم کاموں میں منہمک اور مستغرق ہونے کی وجہ سے جو حضرت الوہیت میں غفلت واقع ہوتی ہے حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے بلند مقام کے اعتبار سے اس کو بھی سیئہ اور گناہ خیال کرتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے نزدیک گناہ ہوتی ہیں۔ [2]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت عبادت کرنے کا جو حال مشہور تھا اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی بلندی پر جو دلالت ہے اس کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزے رکھے اور نفلی نمازیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے، اور سالخوردہ مشک کی طرح آپ کا جسم لاغر ہو گیا، آپ سے کہا گیا کہ آپ عبادت میں اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذنب (یعنی بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں! [3]

عطا خراسانی کے قول کا بطلان

علامہ قرطبی مالکی نے اس آیت کے متعدد صحیح محمل بیان کیے ہیں، اور ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے:

عطا خراسانی نے کہا ہے کہ ما تقدم من ذنبک سے مراد آپ کے والدین حضرت آدم اور حضرت حوا کے ذنوب ہیں اور ما تاخر سے مراد آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ [4]

اسی طرح علامہ اسمٰعیل حقی نے بھی اس آیت کے بہت سے محمل بیان کیے ہیں، جن میں سے بعض کو ہم نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ خفاجی کے حوالوں سے ذکر کر دیا ہے، علامہ اسماعیل حقی نے بھی عطا خراسانی کے اس قول کا ذکر کیا ہے۔ [5]

اہل علم سے یہ مخفی نہیں ہے کہ بعض اوقات مفسرین کسی آیت کی تفسیر میں تمام اقوال نقل کر دیتے ہیں، پھر

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۷۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۷۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۹۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[4] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۲۶۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[5] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۹ ص ۹، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

کبھی وہ اپنے مختار قول کا بیان کر دیتے ہیں اور باطل قول کا رد کر دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ صرف اقوال کا ذکر کر دیتے ہیں اور دلائل کی وضاحت کی بناء پر باطل قول کا رد نہیں کرتے۔

عطا خراسانی کا یہ قول بہ کثرت احادیث صحیحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، آپ نے اس کو اپنی خصوصیت قرار دیا ہے' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دی' علامہ سیوطی نے مستند کتب احادیث سے سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں آپ کی طرف مغفرت کا اسناد کیا گیا ہے اور اس کو آپ کے حق میں نعمت اور اس کو آپ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ لہ

بعض اوقات مفسرین بغیر کسی کلام اور جرح کے تفسیر میں ایسی روایات ذکر کر دیتے ہیں جو اہل سنت کے مسلم معتقدات کے خلاف ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر طبری بیان کرتے ہیں:

عن السدی فما استمتعتم به منهن الی اجل فاٰتوهن اجورهن۔ (تفسیر طبری جز ۵ ص ۱۲)

سدی سے یہ آیت اس طرح منقول ہے: تم نے عورتوں سے ایک مدت معینہ تک جو متعہ کیا ہے ان کو اس کی اجرت دو۔

علامہ سیوطی نے بغیر کسی کلام اور جرح کے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی سعید قال لما نزلت (وآت ذا القربی حقه) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاطمة فاعطاها فدك (تفسیر درمنثور ج ۴ ص)

ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جب وآت ذا القربٰی حقه نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان کو فدک عطا فرمایا۔

لیکن ان روایات کے نقل کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان روایات کو صحیح مانتے ہیں یا ان کا التزام کرتے ہیں، اسی طرح علامہ قرطبی، علامہ حقی یا بعض دوسرے مفسرین نے دیگر اقوال کے ساتھ اگر عطا خراسانی کا قول بھی نقل کر دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قول کو صحیح مانتے ہیں یا اس کا التزام کرتے ہیں اور اگر بالفرض وہ اس کو صحیح مانتے ہوں تو احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں ان کا قول مردود ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے برعکس ہمارے دور میں عطا خراسانی کے قول کے مطابق اس آیت کا ترجمہ مشہور کر دیا گیا ہے اور اس آیت کے ترجمہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلوں کے" یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کی گئی ہے جیسا کہ ہم پہلے باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور اس سلسلہ میں مزید احادیث یہ ہیں:

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیه

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

لہ۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج ۶ ص ۷۱۔ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم صلی حتی انتفخت قدماه فقیل له اتکلف هذا وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال افلا اکون عبدًا شکورا۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی لمبی) نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے، آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت (کیوں) اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں اور اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہے، نیز اس حدیث کو امام بخاری[2]، امام ترمذی[3]، امام نسائی[4]، امام ابن ماجہ[5]، اور امام احمد[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

اگر اس آیت میں مغفرت کا اسناد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہوتا، بلکہ اگلوں اور پچھلوں کی طرف ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تنبیہ فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کر رہے ہو؟ اس آیت کا تعلق تو اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت سے ہے! اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افلا اکون عبدا شکورًا فرما کر صحابہ کرام کی، کی ہوئی نسبت کی تائید اور توثیق فرمادی۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرھم من الاعمال ما تطیقون قالوا انا لسنا کھیئتك یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا۔[7]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو کسی عمل کا حکم دیتے تو ایسے عمل کا حکم دیتے جس کو وہ آسانی سے کر سکیں (یعنی مشکل اور دشوار عبادتوں کا حکم نہ دیتے) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے۔ (یعنی آپ کے لیے تو قلیل عبادات کافی ہیں ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا تم سب سے زیادہ متقی اور تم سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۸۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۰،
[5] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۲،
[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۵۵، ۲۵۱، ج ۶ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت
[7] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں ہوں۔ (لہٰذا مجھ سے زیادہ عبادت کی کوشش مت کرو)۔

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب (یعنی بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس قول کا رد نہ فرما کر ان کے قول کی تائید اور توثیق کر دی، اگر اس آیت کا یہ معنی ہوتا کہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں یا امت کی مغفرت کر دی گئی ہے تو صحابہ کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہوتا کہ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی اللہ نے مغفرت کر دی ہے، کیونکہ اس تقدیر پر مغفرت تو درحقیقت صحابہ کی ہو رہی تھی جو اگلوں اور پچھلوں یا امت میں شامل ہیں، پھر جب صحابہ کو بھی اس آیت سے مغفرت کی نوید حاصل ہو گئی تھی تو اس موقعہ پر اس اعتبار سے صحابہ کا مثلیت کی نفی کرنا کیسے صحیح ہوتا؟۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن ابی سلمة انه سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم ایقبل الصائم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم سل هذه لام سلمة فاخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصنع ذلك فقال یا رسول الله قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما والله انی لاتقاکم لله واخشاکم له[۵]

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسئلہ ام سلمہ سے پوچھو: حضرت ام سلمہ نے انھیں خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود اس طرح کرتے ہیں! انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: سنو خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنها ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم یستفتیه وهی تسمع من وراء الباب فقال یا رسول الله! تدرکنی الصلوٰة وانا جنب فاصوم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ مسئلہ دریافت کیا اور اس وقت میں بھی دروازے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نماز کے وقت اٹھتا ہوں درآں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں، کیا میں اس وقت روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا میں بھی (بعض

۵۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وانا تدرکنی الصلوٰۃ وانا جنب فاصوم فقال لست مثلنا یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقال واللہ انی لارجو ان اکون اخشاکم للہ واعلمکم بما اتقی[1]

اوقات) نماز کے وقت اٹھتا ہوں درآں حالیکہ میں جنبی ہوتا ہوں! میں روزہ رکھ لیتا ہوں، اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہماری مثل کب ہیں! لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

آخر الذکر دونوں حدیثوں کا مفاد یہ ہے کہ صحابہ روزے میں بوسہ لینے اور حالت جنابت میں روزے کی نیت کو گناہ سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے کہا اگر آپ یہ کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کا اعلان کر دیا ہے، ہمیں ان کاموں سے بچنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا یہ کام گناہ نہیں ہیں، اگر گناہ ہوتے تو میں تم سب سے زیادہ گناہوں کا جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان سے بچنے والا ہوں، اگر اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہوتا، تو حضور ان کو منع فرماتے کہ تم میری طرف مغفرت کی نسبت کیوں کرتے ہو؟ مغفرت تو دراصل تمہاری ہوئی ہے، اور جب تمہاری مغفرت ہو گئی تو تمہیں روزے کی حالت میں بوسہ لینے میں کیا پریشانی ہے؟ اور حالت جنابت میں روزہ رکھنے کے متعلق صحابہ نے کیوں کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے! اگلوں اور پچھلوں اور امت میں صحابہ بھی شامل ہیں، لہٰذا اس ترجمہ کے اعتبار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمانا چاہیے تھا نہیں، اس اعتبار سے تم بھی میری مثل ہو کیونکہ اس آیت میں اگلوں اور پچھلوں کے ضمن میں تمہاری مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے!

ان تمام احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مغفرت کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے: "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے اور پچھلوں کے"۔

نیز اس ترجمہ کے غلط ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس میں لیغفر لک اللہ کا ترجمہ ہے "اللہ تمہارے سبب سے بخشے" حالانکہ کتب لغت میں تصریح ہے کہ غفر حرف لام کے ذکر اور حذف دونوں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے غفرلہ ذنبہ کا معنی ہے اس کو معاف کر دیا (یہ معنی نہیں ہے اس کے سبب سے معاف کر دیا) اور غفر ذنبہ کا معنی ہے اس کے گناہ کی پردہ پوشی کی (لسان العرب ج ۵ ص ۲۶) خلاصہ یہ ہے کہ غفر کے بعد لام تعلیل کے لیے نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور تحقیق شرح صحیح مسلم جلد سابع میں بیان کر دی گئی ہے۔

ہم نے اس بحث میں یہ لکھا ہے کہ مغفرت کلی کا اعلان قطعی صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ کیا بعض صحابہ کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت کی بشارت اور چیز ہے اور مغفرت کلی کا اعلان قطعی اور چیز ہے، علامہ عز الدین، حافظ ابن کثیر، علامہ سیوطی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ دنیا میں مغفرت کا اعلان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی نبی کے لیے نہیں کیا گیا، جیسا کہ ہم نے پہلے باحوالہ بیان کیا ہے۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس ترجمہ پر دوسرا اشکال یہ ہے کہ یہ معنی سیاق و سباق کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں پہلے آپ کو فتح مبین عطا کرنے کا ذکر ہے، پھر آپ کی مغفرت کا ذکر ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا بیان ہے پھر آپ کو صراط مستقیم کی ہدایت پر ثابت قدم رکھنے کا ذکر ہے، اور پھر آپ کی غالب نصرت کا بیان ہے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو فتح مبین عطا کرنے کے ذکر کے بعد درمیان میں اگلے اور پچھلوں کی مغفرت کا بیان ہے، پھر آپ پر نعمت پوری کرنے کا ذکر ہے تو یہ کلام بے ربط ہوگا، ان تمام جملوں میں عطف کے ساتھ ربط بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام کو اس بے ربط محمل پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

رہا یہ کہ آپ کی طرف مغفرت کی نسبت کرنے سے یہ وہم ہوگا کہ آپ کی مغفرت کرنا (معاذ اللہ) آپ کے گناہ کرنے کو مستلزم ہے، تو اس وہم کے ازالہ کے لیے ہم شرح صحیح مسلم جلد ثالث، اور اس بحث کے شروع میں متعدد جواب ذکر کر چکے ہیں، بعض مزید جوابات یہ ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت کا اعلان اس لیے کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ جو بہ کثرت استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول کرلی ہیں اور ہر شخص کی مغفرت اس کے حسب حال ہوتی ہے، ہماری مغفرت عذاب سے امان کے معنی میں ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت رفع مراتب اور ترقی درجات کے معنی میں ہے نیز اس آیت میں ذنب کا لفظ مجازاً ترک اولیٰ اور کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسے "عصی آدم ربہ فغوی" میں معصیت اور غوایت مجاز پر محمول ہیں۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی اس آیت کا کیا جواب دیں گے جس میں آپ کو توبہ اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے؟

فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا ۔ (نصر : ۳)

تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار کریں، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے بھی اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے:

تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابو هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول والله انى لاستغفر الله واتوب اليه فى اليوم اكثر من سبعين مرة ۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف استغفار کی نسبت ہے، ہمارے نزدیک یہ حدیث اس

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پر محمول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا بطور عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہے نہ کہ العیاذ باللہ کسی گناہ کی بناء پر ہے نیز بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصالح امت میں یا کفار کے ساتھ جہاد میں یا عوارض بشریہ میں مبتلا رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بالکلیہ حضور اور استغراق نہیں کر سکتے تو ہر چند کہ آپ کا ان امور میں مشغول رہنا بھی انتہائی عظیم عبادات میں سے ہے لیکن آپ اپنے مقام عالی کے اعتبار سے اس کو بھی ذنب قرار دیتے اور اس پر اللہ سے استغفار کرتے، یا آپ کا یہ استغفار تبلیغی مصلحتوں کی وجہ سے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب کی وجہ سے تھا، یا آپ کا یہ استغفار ترقی درجات کے حصول کے لیے تھا۔ لیکن جو لوگ حضور کی طرف مغفرت کی نسبت کا انکار کرتے ہیں وہ اس نوع کی بے شمار احادیث کے متعلق کیا کہیں گے کہ یہ استغفار آپ نے نہیں کیا تھا بلکہ اگلوں اور پچھلوں نے کیا تھا یا امت نے کیا تھا یا آپ کے علاوہ کسی اور نے کیا تھا! یا ہر حدیث میں متعدد مضافات محذوف مانیں گے! اور عطا خراسانی کے قول یا اس مشہور ترجمے کو اصل قرار دیں گے اور قرآن مجید کی تمام صریح آیات اور صریح احادیث کو بغیر کسی ضرورت شرعی کے واجب التاویل قرار دیں گے!

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے متعلق ہم علماء اہل سنت کے چند مشہور تراجم پیش کر دیں۔ برصغیر میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا، وہ اس آیت کے تحت ترجمہ میں لکھتے ہیں:

عاقبت فتح آنست کہ بیامرزد ترا خدا آنچہ سابق گذشت از گناہ تو د آنچہ پس ماندہ۔

- اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ شاہ رفیع الدین نے کیا وہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

- ان کے بعد شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

- ہمارے زمانہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

(ہجرت سے پہلے آپ پر کاہن، شاعر، مجنون اور ساحر کا الزام لگایا گیا اور ہجرت کے بعد آپ پر اختلاف، انتشار اور بھائی کو بھائی سے جدا کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ضیاء القرآن ملخصاً ج ۴ ص ۵۳۳)

اور علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے اس آیت کے ترجمہ میں لکھا:

تاکہ اللہ آپ کے لیے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً گناہ ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔

ان تمام مترجمین نے مغفرت ذنوب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، امت یا اگلوں پچھلوں کی طرف نہیں کی، کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم خصوصیت ہے اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں، نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد سہواً یا عمداً، صغیرہ یا کبیرہ آپ سے کبھی کوئی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گناہ صادر نہیں ہوا، حقیقۃً نہ صورۃً ہم نے اس بحث میں ہر جگہ ذنب کا ترجمہ بہ ظاہر خلاف اولیٰ کاموں یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے کیا ہے اور بظاہر کی قید اس لیے لگائی ہے کہ حقیقت میں آپ کا کوئی کام خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی نہیں ہے۔ بعض اوقات آپ نے کسی کام سے منع فرمایا پھر خود اس کام کو کیا تاکہ امت کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا اس کام سے منع کرنا تحریم کے لیے نہیں تھا تنزیہہ کے لیے تھا مثلاً آپ نے فصد لگانے (رگ کاٹ کے خون چوس کر نکالنا) کی اجرت دینے سے منع فرمایا اور حضرت ابوطیبہ نے آپ کو فصد لگائی تو آپ نے ان کو دو صاع (آٹھ کلوگرام) طعام دینے کا حکم دیا۔ (جامع ترمذی ص ۲۰۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اگر آپ حضرت ابوطیبہ کو فصد لگانے کی اجرت نہ دیتے تو ہم کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ یہ اجرت دینا جائز ہے اور ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ فصد کی اجرت دینا ہمارے لیے مکروہ تنزیہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں مکروہ تنزیہی نہیں ہے، کیونکہ احکام کی حلت اور حرمت بیان کرنا، آپ کے فرائض نبوت سے ہے اور اس میں آپ کا اجر و ثواب فرض کا اجر و ثواب ہے، اس نکتہ کے پیش نظر ہم نے اس کو بہ ظاہر مکروہ تنزیہی لکھا ہے، اسی طرح بعض اوقات آپ نے کسی کام کا افضل اور اولیٰ طریقہ بتایا اور پھر اس کے خلاف کیا، یہ بھی اسی طرح بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہے حقیقت میں خلاف اولیٰ نہیں ہے، مثلاً آپ نے فرمایا سفیدی پھیلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے سے زیادہ اجر ہوتا ہے اور آپ نے خود منہ اندھیرے بھی فجر کی نماز پڑھی ہے۔ (جامع ترمذی، ص ۴۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)۔ اگر آپ کسی کام سے منع فرما کر یہ تبلا دیتے کہ اس کا خلاف بھی جائز ہے اور خود اس کام کو نہ کرتے، تب بھی مسئلہ تو معلوم ہو جاتا لیکن اس کام میں آپ کی اقتدار کا شرف حاصل نہ ہوتا، بہرحال قرآن مجید اور احادیث میں جہاں آپ کی طرف مغفرت ذنوب کی نسبت کی گئی ہے وہاں ذنوب سے مراد بہ ظاہر خلاف اولیٰ یا بہ ظاہر مکروہ تنزیہی کام ہیں اور مغفرت سے مراد آپ کے درجات کی بلندی اور آپ کو قرب خاص سے نوازنا ہے اور دنیا میں آپ کو یہ تبلا دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں کن انعامات سے نوازے گا، تاکہ آپ روز قیامت اطمینان اور تسلی کے ساتھ امت کی شفاعت کر سکیں اور یہ وہ عظیم نعمت ہے جو آپ کے علاوہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ میری اس تمام کاوش کا مقصد کسی بزرگ اور محترم مترجم کی تنقیص نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف شخصی اقوال کے مقابلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی حاکمیت اور ان کی بالادستی کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نیتوں کو جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے قول کے خلاف ہر قول کو مسترد کر دیا جائے خواہ وہ کسی کا قول ہو، جو شخص اس میزان پر پورا نہیں اترتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور صریح احادیث کے خلاف کسی بزرگ کے قول کو ترک نہیں کرتا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی حلاوت اور آپ کی محبت کی چاشنی سے محروم ہے۔!

مجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نے اپنی پہلی تصانیف میں اس ترجمہ کو قائم رکھا اور شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث میں اس سے اختلاف کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۲۴۸۴ کی تشریح کرتے ہوئے مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے خلاف ہے، پھر میں نے اس سلسلہ میں مزید احادیث کی تلاش کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تو مجھے یہ یقین واثق ہو گیا کہ یہ ترجیح صحیح نہیں ہے سو میں نے اس سے رجوع کر لیا، میں نے پہلے جو کچھ لکھا تھا وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا تھا اور اب جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے لکھا ہے، خواہ کوئی کچھ کہے میں یہی کہوں گا کہ میرا دین اور میرا کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو قول آپ کی احادیث اور آپ کے ارشادات کے مطابق ہو وہ میرے سر آنکھوں پر، اور جب کسی قول کی سمت آپ کی احادیث سے مختلف ہو جائے تو میرا قبلہ تو آپ کی احادیث ہیں!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین الذی انزل بعفو المغفرۃ فی کتاب مبین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المومنین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ من المجتہدین والمفسرین والمحدثین والمسلمات والمسلمین اجمعین الی یوم الدین۔

خالق اور خلق کے محبوب ہونے کی وجہ سے آپ کی افضلیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم وازواجکم وعشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۲۴)

آپ فرمائیے کہ تمہارے باپ دادا، اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے گھاٹے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ماں باپ اور بھائی بہنوں سے طبعی محبت ہوتی ہے، بیوی سے شہوانی محبت ہوتی ہے اور مال و دولت، تجارت اور مکانوں سے عقلی محبت ہوتی ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ محبت کی جو قسم بھی ہو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مغلوب کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر محبت پر غالب کر دو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ اپنی جان سے، ماں باپ اور اولاد سے، بیویوں سے اور مال و دولت سے اور ہر چیز سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی، جنگ بدر میں حضرت ابو بکر اپنے بیٹے کے خلاف صف آرا تھے، جنگ احد میں حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، حضرت مصعب بن عمیر نے جنگ احد میں اپنے بھائی کو قتل کر دیا، جنگ بدر میں حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر دیا اور حضرت علی نے اپنے کئی رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ [1]

قاضی عیاض لکھتے ہیں: ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں ایک عورت کا باپ، بھائی اور شوہر قتل کر دیا گیا، اس نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا الحمد للہ! وہ تمہاری تمنا کے مطابق خیریت سے ہیں، اس نے کہا مجھے دکھاؤ حتیٰ کہ میں آپ کو دیکھ لوں، جب اس نے آپ کو دیکھا تو کہا آپ (کی خیریت

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۵ ص ۳۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔ ؎۱

نیز قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ کفار مکہ حضرت زید بن دثنہ کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے۔ اس وقت ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا اے زید! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ بتاؤ کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تمہارے بدلہ ہم ان کی گردن اتار دیتے؟ حضرت زید نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میں اپنے گھر میں آرام سے ہوں اور آپ کے کانٹا چبھ جائے، ابوسفیان نے کہا میں نے اصحاب محمد کی طرح کسی شخص کو کسی سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ ؎۲

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت حنظلہ بن ابی عامر اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی ابن سلول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اپنے مشرک اور منافق باپ کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، حضرت حنظلہ بن ابی عامر جنگ احد میں شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے جاکر پوچھو، بیوی نے کہا جس وقت انہوں نے جہاد کی آواز سنی تو یہ غسل کیے بغیر حالت جنابت میں جہاد کے لیے نکل گئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لیے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔ ؎۳

یہ اپنی جان، اپنے ماں باپ، اولاد اور رشتہ داروں کی طبعی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کی مثالیں ہیں، اور حنظلہ بن ابی عامر کے واقعہ میں شہوانی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے اور جن صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مکہ میں اپنے مال و دولت، مکانات اور تجارت کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی اس میں ان کی عقلی محبت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا بیان ہے، ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر محبت پر غالب تھی، صرف انسان ہی نہیں شجر و حجر اور حیوان بھی آپ سے محبت کرتے تھے، آپ نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر روتا تھا، اور جب آپ قربانی کرتے تو ہر اونٹنی آگے بڑھ بڑھ کر آپ کی چھری کے قریب ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری و سنن ابوداؤد)۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتظرونہ قال نخرج حتی اذا دنا منھم سمعھم یتذاکرون فسمع حدیثھم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر رہے تھے، آپ (حجرے سے) نکل کر ان کے قریب ہو کر ان کی باتیں سننے لگے، ان میں سے بعض نے تعجب سے

؎۱ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۲ ص ۱۸، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

؎۲ 〃 〃 〃، شفاء ج ۲ ص ۱۹ 〃 〃 〃

؎۳ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، اصابہ ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فقال بعضهم عجبا ان الله اتخذ من خلقه خليلا اتخذ ابراهيم خليلا وقال اخرماذا باعجب من كلام موسى كلمه تكليما وقال اخر فعيسى كلمة الله وروحه وقال آخر آدم اصطفاه الله فخرج عليهم فسلم وقال قد سمعت كلامكم وعجبكم ان ابراهيم خليل الله وهو كذالك وموسى نجي الله وهو كذالك وعيسى روحه وكلمته وهو كذالك وآدم اصطفاه الله وهو كذالك الا وانا حبيب الله ولا فخر وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع يوم القيامة ولا فخر وانا اول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لى فيدخلنيها ومعى فقراء المومنين ولا فخر وانا اكرم الاولين والاخرين ولا فخر[1]

کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے ایک خلیل بنانے لگا تو حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ہم کلام ہونے کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا: حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، دوسرے نے کہا اور حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے صفی بنایا، آپ نے ان کے پاس آکر ان کو سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہارا کلام اور اس پر تعجب سنا کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ کے کلیم ہیں، وہ ایسے ہی ہیں، اور عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں وہ ایسے ہی ہیں اور آدم کو اللہ نے صفی بنایا اور وہ ایسے ہی ہیں، سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی، اور اس پر فخر نہیں، میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی کھٹکھٹاؤں گا، پھر اللہ میری خاطر جنت کو کھولے گا اور اس میں مجھ کو داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین ہوں گے اور اس پر فخر نہیں اور میں اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور اس پر فخر نہیں

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں، اور امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت ما أرى ربك الا يسارع فى هواك.[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا یہی گمان ہے کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔

خلیل اور حبیب میں فرق کا بیان

قاضی عیاض مالکی نے خلیل اور حبیب کا فرق بیان کرتے ہوئے امام ابوبکر بن فورک کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

[2] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلیل، اللہ تک بالواسطہ پہنچے:

وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض۔ (انعام: ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی ساری بادشاہی دکھائی۔

اور حبیب اللہ تک بلاواسطہ پہنچے:

فکان قاب قوسین او ادنٰی۔ (نجم: ۹)

پھر (اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) قریب ہوا، پھر زیادہ قریب ہوا، پھر دو کمانوں کی مقدار کے برابر اللہ کے قریب ہوئے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔

خلیل کی مغفرت کا بیان مرتبہ طمع میں ہے:

والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین (شعراء: ۸۲)

اور جس سے میری امید وابستہ ہے وہ قیامت کے دن میری خطائیں معاف فرمادے گا۔

اور حبیب کی مغفرت کا بیان مرتبہ یقین میں ہے:

انا فتحنا لک فتحا مبینا ○ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ (فتح: ۲-۱)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپ کے لیے آپ کے اگلے اور پچھلے (بہ ظاہر) خلاف اولیٰ سب کام معاف فرما دے۔

خلیل نے دعا کی کہ اللہ انہیں روز حشر شرمندہ نہ کرے۔

ولا تخزنی یوم یبعثون (شعراء: ۸۷)

اور مجھے روز حشر شرمندہ نہ فرمانا۔

اور حبیب کو بن مانگے یہ مقام عطا فرمایا:

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ (تحریم: ۸)

جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو شرمندہ کرے گا نہ ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو۔

امتحان کے موقع پر خلیل نے کہا:

حسبی اللہ۔

مجھے اللہ کافی ہے۔

اور حبیب کے لیے اللہ نے از خود فرمایا:

یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ، اور وہ ایمان لانے والے کافی ہیں جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔

خلیل نے دعا کی:

واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین۔ (شعراء: ۸۴)

اور بعد کے آنے والوں میں میرا ذکر جمیل جاری کر دے۔

اور حبیب کے لیے از خود فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک۔ (انشراح: ۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

سو قیامت تک کلمہ، اذان، نماز اور خطبہ میں مسلمانوں کی زبانوں سے آپ کا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلیل نے دعا کی:

واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام۔ (ابراھیم: ۳۵)
مجھے اور میرے (خاص) بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے اجتناب پر برقرار رکھ۔

اور حبیب کے لیے بلا طلب از خود فرمایا:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (احزاب: ۳۳)
اے اہل بیت رسول! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر کے تم کو خوب پاکیزہ کر دے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہم نے جو یہ چند آیات ذکر کی ہیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال اور آپ کے مقامات کی افضلیت کی ایک جھلک معلوم ہو جاتی ہے اور ان آیات سے ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق مفہوم اخذ کرتا ہے اور تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون احسن طریقہ پر ہے۔ [1]

کلیم اور حبیب میں فرق کا بیان

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب اشرح لی صدری (طٰہٰ: ۲۵)
اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔

حبیب کے لیے از خود فرمایا:

الم نشرح لک صدرک (انشراح: ۱)
کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا۔

کلیم دعا کرتے ہیں:

رب ارنی انظر الیک۔ (اعراف: ۱۴۳)
اے رب! مجھے اپنی ذات دکھا میں تجھے دیکھوں۔

حبیب سے فرمایا:

الم تر الی ربک۔ (فرقان: ۴۵)
کیا آپ نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا۔

کلیم سے فرمایا:

لن ترانی (اعراف: ۱۴۳)
تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔

حبیب سے فرمایا:

ما زاغ البصر وما طغی (نجم: ۱۷)
نظر ایک طرف مائل ہوئی اور حد سے نہ بڑھی۔

کلیم نے اپنے اور اپنی قوم کے لیے دعا کی:

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ (انفال: ۱۵۶)
ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں۔

حبیب کی امت کے متعلق فرمایا:

فسا کتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ
فرمایا میں عنقریب اس (بھلائی) کو ان لوگوں کے حق

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۱۴۲ - ۱۴۳، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والذین ھم بایاتنا یؤمنون ٥ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراة والانجیل ۔ (اعراف : ۱۵۷-۱۵۶)

میں لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جو اس رسول نبی امی (اللقب) کی پیروی کرتے ہیں جس کا نام ان کے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ہے۔

دیکھیے مانگا حضرت کلیم نے اور ملا آپ کے غلاموں کو معلوم ہوا کہ زمانہ کسی نبی کا ہو کسی رسول کا ہو سکہ چلتا تھا تو مصطفےٰ کا چلتا تھا اور ڈنکا بجتا تھا تو مصطفےٰ کا ڈنکا بجتا تھا۔!

انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی افضلیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی لینے کے لیے طور پر جانا پڑا اور آپ کو کلام الٰہی کے لیے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جہاں ہوتے کلام الٰہی وہیں نازل ہو جاتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ انھوں نے زمین پر لاٹھی ماری تو پانی نکل آیا، لیکن زمین میں عادۃً پانی ہوتا ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے اور جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا وہاں سے پانی نکل آیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے زرہ بن لیتے تھے لیکن لوہے کو بھی عادۃً آگ سے گرم کیا جا سکتا ہے آپ کے لیے تو پتھر نرم ہو گیا جو کبھی نرم نہیں ہوتا، حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غار میں گئے اور آپ نے اس میں سر مبارک داخل کیا تو وہ نرم ہوتا چلا گیا، اور صحیح بخاری میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد ایک پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، (ج ۲ ص ۵۸۵)۔ دیکھئے پتھر وہ جنس ہے جس میں محبت پیدا نہیں ہوتی حتیٰ کہ جس شخص کو کسی سے محبت نہ ہو اس کو سنگ دل کہتے ہیں لیکن یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے کہ جس چیز کی حقیقت میں محبت نہیں ہے، وہاں بھی اپنی محبت پیدا کر دی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہاڑ نے تسبیح کی اور آپ کے ہاتھ میں سنگ ریزوں نے تسبیح پڑھی، کہاں لوہے کا نرم ہونا اور کہاں پتھروں کا محبت کرنا اور سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا!

حضرت داؤد سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

ولا تتبع الھوی ۔ (ص : ۲۶)

اور آپ خواہش کی پیروی نہ کریں۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وما ینطق عن الھوی (نجم : ۳)

وہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔

سبحان اللہ! آپ وہ ہیں جن کی اللہ کی رضا کے مقابلہ میں اپنی کوئی خواہش نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں سے گفتگو کا ملکہ دیا اور جنات اور ہوا کو مسخر کیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکری کے گوشت کے ٹکڑے نے کلام کیا اور آپ سے کہا مجھ میں زہر ملا ہوا ہے، ہرن اور اونٹ نے آپ سے شکایت کی اور سنگ ریزوں نے آپ کے ہاتھ پر تسبیح پڑھی، پتھروں نے سلام عرض کیا اور درختوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آپ کی اطاعت کی آپ کے حکم سے درخت ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر آیا اور پھر واپس چلا گیا، یہ امور پرندوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی بہ نسبت زیادہ عجیب و غریب اور باکمال ہیں، اور ہوا کے مسخر کرنے کا قصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان اپنے تخت پر بیٹھ کر ہوا میں اڑتے تھے اور صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے اور شام کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتے۔

ولسلیمان الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر (سبا: ۱۲)

اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اس کی صبح کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی اور شام کی رفتار ایک مہینہ کی راہ تھی۔

ہوا مسخر سہی، لیکن حضرت سلیمان جس جگہ کا قصد کرتے انھیں وہاں جانا پڑتا تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں جانا نہیں پڑتا تھا آپ جس جگہ کا جہاں قصد کرتے وہ جگہ وہیں آجاتی تھی، معراج سے واپسی کے بعد جب کفار قریش نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے تو بیت المقدس کو آپ کے سامنے دار ارقم میں لا کر رکھ دیا گیا۔ [۱]

نیز آپ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا۔ [۲]

اللہ تعالےٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔

اور رہا حضرت سلیمان کے لیے جنات کا مسخر ہونا تو اس کے مقابلہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے جنات مسلمان ہو گئے اور جنات کا مسخر ہونا اور بات ہے اور ان کا مسلمان ہونا اور چیز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں اور کوڑھیوں کے تندرست کرنے اور مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کی نکلی ہوئی آنکھ لعاب دہن لگا کر دوبارہ لوٹا دی، حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑ دی، آپ کے بلانے سے درخت چل کر آئے، کھجور کا تنا آپ کے فراق میں چیخیں مار کر رو دیا اور یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کہیں بڑھ کر کمالات اور معجزات ہیں، کیونکہ مردے میں پہلے جان آچکی ہوتی ہے، آپ نے ان چیزوں میں حیات جاری کی جہاں عادۃً حیات نہیں ہوتی، آنکھ والے کو دکھانا اور کان والے کو سنانا اور بات ہے اور بغیر آنکھوں کے دکھانا اور بغیر کانوں کے سنانا اور چیز ہے۔ الغرض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو معجزات اور کمالات دیے گئے وہ تمام نبیوں کے معجزات اور کمالات سے فائق اور ان پر غالب تھے، آپ کے معجزات کی تعداد، ان کی کیفیات اور حیثیات ہر اعتبار سے سب پر بلند و بالا تھے، دوسرے نبیوں نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی معجزات پیش کیے اور آپ نے اعلان نبوت کے بعد کسی معجزہ کو پیش کرنے کی بجائے اپنی زندگی کو پیش کر دیا اور یوں ظاہر ہوا کہ آپ کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کسی خارجی معجزہ کی احتیاج نہیں تھی، آپ کی زندگی خود سراپا معجزہ تھی، یوں ہی تو نہیں فرمایا تھا لعمرک (حجر: ۷۲) "تمہاری زندگی کی قسم"۔

---

[۱] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ ص ۵۳۰، مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔

[۲] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سب سے پہلے قبر سے اٹھنے والی حدیث کا حضرت موسیٰ کے پہلے اٹھنے والی حدیث سے تعارض کا جواب

اس باب کی حدیث میں ہے: سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہوں گا، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اس وقت حضرت موسیٰ عرش کے ایک جانب پکڑے کھڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ رکھا تھا۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

ان حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ ہو کہ آپ مطلقاً سب سے پہلے قبر سے اٹھائے جائیں گے اور مسلم کی روایت میں جو ارشاد ہے وہ بعد کا واقعہ ہو۔ [2]

علامہ وشتانی ابی مالکی نے بھی اس تعارض کا یہی جواب دیا ہے۔ [3]

جس حدیث میں آپ نے دوسرے انبیاء پر فضیلت دینے سے منع کیا ہے اس کے جوابات

امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تخیروا بین الانبیاء [4] انبیاء میں (کسی کو) فضیلت نہ دو۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لا تخیرونی علی موسی [5] مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

صحیح بخاری کی ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا ممنوع ہے حالانکہ صحیح مسلم کی زیر بحث روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت بیان کی ہے، اس تعارض

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۹۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] ″ ″ ″ ″ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۲۵، ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے جواب میں علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ ابن التین نے کہا ہے کہ "انبیاء میں کسی کو فضیلت نہ دو" اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بغیر علم کے کسی نبی کو کسی پر فضیلت نہ دو، ورنہ انبیاء علیہم السلام کی ایک دوسرے پر فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے: تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (بقرہ: ۲۵۳) "یہ سب رسول، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے یہ فرمایا تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی تنقیص کو مستلزم ہو۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے جو دوسرے نبی کی دل آزاری کا موجب ہو۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس نبوت میں فرق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ قول تواضع پر محمول ہے۔ [۱]

بَابٌ ۸۰۸ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات!!

۵۸۲۴ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا، تو ایک پھیلا ہوا پیالہ لایا گیا، لوگ اس سے وضو کرنے لگے، میں نے اندازہ کیا وہ ساٹھ سے اسی تک لوگ تھے، میں اس پانی کی طرف دیکھ رہا تھا جو آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔

۵۸۲۵ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درآں حالیکہ عصر کا وقت آچکا تھا لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا اور انھیں پانی نہیں ملا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ پانی لایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھ دیا، اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۵۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهُ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ۔

نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا اور شروع سے آخر تک تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔

۵۸۲۶۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ) حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ بِالزَّوْرَاءِ (قَالَ وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فِيْمَا ثَمَّهْ) دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيْهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّاَ جَمِيْعُ اَصْحَابِهِ قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ كَانُوْا زُهَاءَ الثَّلٰثِمِائَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تھے، (راوی نے کہا کہ زوراء مدینہ کے بازار میں مسجد کے قریب ایک جگہ ہے) آپ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا، آپ نے اس میں اپنی ہتھیلی رکھ دی، پھر آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا، آپ کے تمام اصحاب نے وضو کر لیا، راوی نے کہا اے ابوحمزہ اس وقت لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ انھوں نے کہا اندازاً تین سو آدمی ہوں گے۔

۵۸۲۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالزَّوْرَاءِ فَاُتِيَ بِاِنَاءِ مَاءٍ لَا يَغْمُرُ اَصَابِعَهُ اَوْ قَدْرَ مَا يُوَارِيْ اَصَابِعَهُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ هِشَامٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زوراء میں تھے، آپ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا اس میں اتنا پانی تھا کہ اس میں آپ کی انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں یا آپ کی انگلیاں بھی نہیں چھپتی تھیں، بقیہ روایت حسب سابق ہے۔

۵۸۲۸۔ وَحَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام مالک رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک کپی میں گھی بھیجا کرتی تھیں، ان کے بیٹے آکر ان سے سالن مانگتے، ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، تو جس کپی میں وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے گھی بھیجتی تھیں اس میں ان کو کچھ گھی مل جاتا، ان کے گھر میں سالن کا مسئلہ اسی طرح حل ہوتا رہا، حتیٰ کہ انھوں نے ایک دن اس کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: تم نے کپی کو نچوڑ لیا؟ انھوں نے کہا جی! آپ نے فرمایا: اگر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَازَالَ قَائِمًا۔

تم اس کو اسی طرح رہنے دیتیں تو اس سے (گھی) اسی طرح ملتا رہتا۔

۵۸۲۹۔ وَحَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ فَاَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کچھ کھانا طلب کیا، آپ نے اسے نصف وسق (ایک سو بیس کلوگرام) جو دیے دیئے، وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کا مہمان وہ جو کھاتے رہے، حتیٰ کہ ایک دن انھوں نے ان کو ماپ لیا، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو نہ ماپتے تو تم وہ جو کھاتے رہتے اور وہ جو یونہی باقی رہتے۔

۵۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمًا اَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَاْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَاْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى اٰتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا قَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ تبوک والے سال ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے، آپ نمازوں کو جمع کرتے تھے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے، حتیٰ کہ ایک دن آپ نے نمازوں میں تاخیر کر دی، پھر آپ باہر نکلے اور ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھا، پھر آپ اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد پھر آپ باہر نکلے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا، پھر آپ نے فرمایا کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے، اور تم دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچو گے تم میں سے جو شخص بھی اس چشمہ کے پاس جائے وہ میرے پہنچنے سے پہلے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے اس چشمہ پر ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے، چشمہ میں پانی زیادہ سے زیادہ جوتی کے تسمہ جتنا تھا، اور وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں شخصوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ان کو فرماتے رہے، لوگوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے چلوؤں سے چشمہ کا پانی لیا اور اس کو کسی چیز میں جمع کر لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنے دست مبارک اور چہرہ انور دھویا اور وہ پانی اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ قَالَ وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَآءٍ مُنْهَمِرٍ اَوْ قَالَ غَزِيْرٍ شَكَّ اَبُوْ عَلِيٍّ اَيُّهُمَا قَالَ حَتَّى اسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔

چشمہ میں ڈال دیا، وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا، حتیٰ کہ لوگوں نے اس سے پانی (اپنے جانوروں اور ساتھیوں کو) پلایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم عنقریب دیکھو گے کہ یہ پانی باغات کو سیراب کرے گا۔

۵۸۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهٗ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّءٍ وَجَآءَ رَسُوْلُ ابْنِ الْعَلْمَآءِ صَاحِبِ اَيْلَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ وَاَهْدٰى لَهٗ بَغْلَةً بَيْضَآءَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْدٰى لَهٗ بُرْدًا ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِيَ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَمْكُثْ

ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے اور وادی القریٰ میں ایک عورت کے باغ میں پہنچے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اندازہ لگایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس وسق (ساٹھ من) کا اندازہ لگایا، آپ نے اس عورت سے فرمایا اس تعداد کو یاد رکھنا یہاں تک کہ ہم انشاء اللہ تمہارے پاس لوٹ آئیں، پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ تبوک پہنچ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات سخت آندھی آئے گی تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ رہے، جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اس کو رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دے، پھر سخت آندھی آئی، ایک شخص کھڑا ہوا تو ہوا اس کو اڑا کر لے گئی اور طے کے پہاڑوں کے درمیان اس کو گرا دیا پھر ایلہ کے حاکم ابن العلماء کا قاصد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط لے کر آیا، اور اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید خچر بھی ہدیہ دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب لکھا اور اسے ایک چادر ہدیہ میں پیش کی، پھر ہم واپس ہوئے اور وادی قریٰ میں پہنچے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کتنے ہوئے؟ اس عورت نے کہا دس وسق (ساٹھ من) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جلد روانہ ہوں گا جو جلد روانہ ہونا چاہتا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي عَبْدِ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ دَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلَنَا اٰخِرًا فَاَدْرَكَ سَعْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيَّرْتَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْتَنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ۔

جو ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے، ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے، آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے، یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ نے فرمایا انصار کے تمام گھروں میں بنو نجار کے گھر سب سے افضل ہیں، پھر بنو عبد الاشہل کے گھر ہیں، پھر بنو عبد الحارث بن خزرج کے گھر ہیں پھر بنو ساعدہ کے، اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے، پھر حضرت سعد بن عبادہ ہم سے ملے، ابو اُسید نے ان سے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور ہم کو آخر میں کر دیا۔ حضرت سعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تمام انصار کے گھروں کو بہتر قرار دیا اور آپ نے ہم کو آخر میں رکھا! آپ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم اخیار میں سے ہو!

۵۸۲۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ مِنْ قِصَّةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ فَكَتَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَحْرِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ فَكَتَبَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں ہے کہ انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے اور سعد بن عبادہ کا قصہ نہیں ہے، اور وہیب کی سند میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ان کا سمندر (یعنی ان کا ملک) لکھ دیا اور اس میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب لکھا۔

معجزہ کی تعریف

جو شخص نبوت کا مدعی ہو وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایسی دلیل پیش کرے جس کا معارضہ کرنے سے وہ پوری قوم عاجز ہو جائے جس کی طرف مبعوث ہونے کا اس شخص نے دعویٰ کیا ہو اور وہ دلیل اس کے دعویٰ کی مؤید اور مصداق ہو، یہ معجزہ ہے، یوں تو بعض شعبدہ باز، ہپناٹزم کے ماہر اور جادوگر بھی بہت محیر العقول کام کر دکھاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ تو وحی اور الہام کے مدعی ہوتے ہیں اور نہ ان کی زندگی صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے اور نہ یہ تقویٰ اور طہارت کے حامل ہوتے ہیں اور نہ یہ کسی روحانی انقلاب اور صالح نظام کے داعی ہوتے ہیں، اس کے برخلاف نبی اعلان نبوت سے پہلے لوگوں کے درمیان رہ کر بے داغ زندگی گزارتا ہے اور لوگوں میں اس کی پاکیزہ سیرت، راست بازی، صداقت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیانت، امانت اور سخاوت کی ایسی شہرت ہو جاتی ہے جس کی بناء پر لوگ اس کو سچائی کی علامت قرار دیتے ہیں اور اس موڑ پر آجاتے ہیں کہ اس کی ہر بات کی بلا دلیل تصدیق کرنے لگیں اور یوں معجزہ پیش کرنے سے پہلے نبی کی ذات خود بطور معجزہ تسلیم کر لی جاتی ہے پھر نبی کی دعوت و تبلیغ سے بدکار، نیک، بت پرست، بت شکن اور چور اور ڈاکو ہادی اور امین بن جاتے ہیں وہ ایک ایسے صالح نظام کا داعی ہوتا ہے جس پر عمل کر کے لوگ دین اور دنیا کی فلاح اور برکتیں حاصل کرتے ہیں اس کے برعکس ایک جادوگر اور ہپناٹائز کرنے والے کے ہاتھ میں سوائے کھیل اور تماشے کے کچھ نہیں ہوتا، اس کے ہاں صالح حیات کا کوئی تصور نہیں ہوتا وہ کسی کافر کو مومن بنا سکتا ہے نہ کسی بدکار کو پاکباز کر سکتا ہے، وہ لوہے کو سونا تو بنا سکتا ہے لیکن کسی زنگ آلود دل کو طور سینا نہیں بنا سکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے کم چیز زیادہ ہوئی معدوم چیز موجود کیوں نہیں ہوئی؟

حدیث نمبر ۵۸۲۳ میں ہے مقام

زوراء میں ایک برتن میں کچھ پانی لایا گیا اس میں اتنا کم پانی تھا کہ انگلیاں بھی نہیں ڈوبتی تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا مبارک ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹنے لگا، پھر اس پانی سے تین سو آدمیوں نے وضو کر لیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ باکمال ہے جس میں انھوں نے زمین پر لاٹھی مار کر پانی نکالا تھا کیونکہ زمین میں بہر حال پانی ہوتا ہے آپ نے وہاں سے پانی نکالا جہاں عادۃً پانی نہیں ہوتا، دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے خالی برتن میں ہاتھ نہیں رکھا بلکہ اس برتن میں ہاتھ رکھا جس میں پہلے سے کچھ پانی موجود تھا، کیونکہ اگر خالی برتن میں ہاتھ رکھتے اور پانی آجاتا تو یہ پانی عدم سے وجود میں آتا اور کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا صرف اللہ عزوجل کی شان ہے، اسی طرح حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں جب لوگوں کو بھوک لگی اور کھانا ان کے پاس ناکافی تھا تو آپ نے فرمایا سب اپنے اپنے زادِ راہ کو جمع کر لیں اور جب وہ جمع ہو گیا تو آپ نے برکت کی دعا کی تو وہ کھانا اتنا زیادہ ہو گیا کہ تمام لشکر نے کھا لیا اور سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے۔ [1]

اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے گندھے ہوئے آٹے اور سالن کی دیگچی میں لعاب دہن ڈال دیا تو اس تھوڑے سے کھانے سے غزوہ خندق کے ایک ہزار مجاہدین سیر ہو گئے [2] اسی طرح حضرت ابوطلحہ کی دعوت کا واقعہ ہے۔ [3] اور اس طرح کے اور بکثرت واقعات ہیں اور سب میں یہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی چیز میں دعا کی یا لعاب دہن ڈالا تو وہ زیادہ ہو گئی اور یہی آپ کا معجزہ ہے، یہ نہیں ہوا کہ کوئی چیز عدم سے وجود میں آگئی، کیونکہ کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا اس چیز کو خلق اور پیدا کرنا ہے اور یہ صرف اللہ عزوجل کا کام ہے! دنیا کے پانیوں میں سب سے افضل زمزم کا پانی ہے، اس سے بھی افضل وہ پانی ہے جو آپ کی انگلیوں سے جاری ہوا اور جو آپ کا لعاب دہن ہے وہ ہر پانی سے افضل ہے حتیٰ کہ جنت کی نہروں اور

---

[1] امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳-۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] 〃 〃 〃 صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۸، 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۹، 〃 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کوثر و تسنیم سے بھی افضل ہے!

جس چیز میں برکت ہو اس کا حساب کرنے سے اس کی برکت کیوں ختم ہو جاتی ہے؟

حدیث نمبر ۵۸۲۵ میں ہے کہ حضرت ام مالک نے جب کپی کو نچوڑ لیا تو اس کی برکت اور آپ کے معجزے کا اثر ختم ہو گیا، اور حدیث نمبر ۵۸۲۶ میں ہے کہ جب ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے غلہ کو ناپ لیا تو پھر اس کی برکت جاتی رہی!

علماء نے بیان کیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا کپی کو نچوڑنا اور غلہ کو ناپنا، تسلیم و رضا اور اللہ کے رزق پر توکل کے خلاف تھا اور اپنی تدبیر پر اعتماد کرنے کو متضمن تھا اس وجہ سے ان پر عتاب کیا گیا اور ان چیزوں کی برکت زائل کر دی گئی۔

حدیث نمبر ۵۸۲۷ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا ظہر اور عصر ایک وقت میں پڑھیں اور مغرب اور عشاء ایک وقت پڑھیں۔ ہمارے نزدیک یہ صورتاً جمع ہے یعنی ظہر کو آخری وقت میں اور عصر کو ابتدائی وقت میں پڑھا علیٰ ہذا القیاس مغرب کو آخری وقت میں اور عشاء کو ابتدائی وقت میں پڑھا، کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (نساء: ۱۰۳)

بے شک ایمان والوں پر نماز، اوقات مقررہ میں فرض ہے۔

اور جب ظاہر قرآن اور حدیث میں تعارض ہو تو حدیث کو قرآن کے تابع کرنا چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا

حدیث نمبر ۵۸۲۸ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات سخت آندھی آئے گی، سو اس رات سخت آندھی آئی،

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیب ہونے اور غیب کی خبر بل دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کے پھل دس وسق ہوں گے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ پھل دس وسق یعنی ساڑھے من ہی نکلے۔

اس حدیث میں یہ ذکر بھی ہے کہ ایلہ کے حاکم ابن العلماء نے آپ کے لیے سفید خچر ہدیہ میں بھیجی اس میں کفار سے ہدیہ قبول کرنے اور جواباً ان کو ہدیہ دینے کا ثبوت ہے، نیز اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھنے کا اسناد بھی ہے۔ شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور پڑھنے کے متعلق تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے اور پڑھنے کے اظہار کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے۔

بَابُ ۸۰۹ تَوَكُّلِهٖ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى!
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر توکل

۵۸۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ (يَعْنِيْ ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ ابْنِ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَاَدْرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهٗ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِيْ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا اَتَانِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِيْ فَلَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ لِيْ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایک جنگ میں گئے، تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی وادی میں دیکھا جس میں کانٹے دار درخت بہت تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اترے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ پر اپنی تلوار لٹکا دی، اور لوگ وادی کے دوسرے درختوں کے نیچے سائے کی طلب میں بکھر گئے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص میرے پاس آیا دراں حالیکہ میں سویا ہوا تھا، اس نے میری تلوار پکڑ لی میں اچانک بیدار ہوا تو وہ میرے سر پر کھڑا ہوا تھا اور مجھے صرف اس وقت احساس ہوا جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، اس نے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! اس نے پھر دوبارہ کہا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! آپ نے فرمایا پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی، اور وہ شخص یہ بیٹھا ہوا ہے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

۵۸۲۴۔ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سِنَانُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ وَمَعْمَرٍ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے واپس لوٹے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ ایک دن ان سب کو دوپہر کے قیلولہ نے آلیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۸۲۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے، حتیٰ کہ جب ہم ذات الرقاع پر پہنچے، باقی روایت زہری کی طرح ہے اس میں یہ نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

توکل کا لغوی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

لغت میں توکل کی حقیقت ہے اپنے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا، اور اہل حقیقت کے نزدیک توکل کی تعریف یہ ہے: جو چیز اللہ کے پاس ہو اس کی امید رکھنا اور جو لوگوں کے پاس ہو اس سے ناامید ہونا، اور جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کے رزق اور تمام معاملات کا اللہ تعالیٰ کفیل اور کارساز ہے اور وہ صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہو اور غیر سے امید نہ رکھتا ہو وہ شخص اللہ پر متوکل ہے۔[1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کسی شخص پر توکل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو کسی معاملہ پر وکیل بنا لیا جائے جو اس معاملہ کو قائم کرنے والا ہو اور اس کی اصلاح کا ضامن ہو، ابن الملک نے یہ کہا ہے کہ اللہ پر توکل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کو یہ یقین ہو کہ جو نفع یا ضرر اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے اس کے سوا اس کو کوئی چیز لاحق نہیں ہوگی، نہایہ میں ہے کسی شخص پر توکل کرنے کا معنی اس پر اعتماد کرنا اور اس کی پناہ میں جانا ہے، اور عرفاء میں سے سری سقطی نے کہا ہے کہ اپنی قوت سے بالکلیہ نکل آنا توکل ہے، ابن مسروق نے کہا ہے کہ تقدیر پر راضی بہ رضا ہونا توکل ہے اور جنید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسا ہو جائے جیسے وہ ہے ہی نہیں ـــــ یعنی احکام الٰہیہ کے سامنے اپنی خواہشات کو فنا کر دے بس اللہ ہی اللہ ہو اور کچھ نہ ہو یہ توکل ہے ـــــ[2]

کیا اسباب اور وسائل کا حصول توکل کے منافی ہے؟

امام غزالی فرماتے ہیں:

تمہارے سامنے کھانا رکھا ہوا ہو اور تم بھوکے اور ضرورت مند ہو لیکن تم کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ اور کہو کہ میں تو متوکل ہوں، یہ غلط ہے کیونکہ توکل کی شرط ہے کوشش کو ترک کرنا اور ہاتھ بڑھانا بھی کوشش ہے، اسی طرح دانتوں سے چبانا اور حلق سے نوالہ نیچے نگلنا بھی کوشش ہے تو یہ خیال محض جنون ہے اور یہ توکل کی کوئی قسم نہیں ہے، کیونکہ نوالہ خود بخود منہ میں نہیں پہنچتا، اور چبائے اور حلق سے اتارے بغیر نوالہ معدہ میں ہضم ہونے کے لیے نہیں جاتا، اسی طرح بیج بونے اور دیگر کاشتکاری کے کاموں کے کیے بغیر فصل نہیں اگتی یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔[3]

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت

اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کریں، پس

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۱۶۰ - ۱۵۹، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱۰ ص ۴۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[3] امام محمد بن محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔
(آل عمران: ۱۵۹)

جب آپ (کسی کام کا) عزم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں (اور اس کام کو کر گزریں) بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

دلت الاٰیة علی انه لیس التوکل ان یھمل الانسان نفسه کما یقوله بعض الجھال والا لکان الامر بالمشاورة منافیا للامر بالتوکل بل التوکل ھو ان یراعی الانسان الاسباب الظاھرة ولکن لا یعول بقلبه علیھا بل یعول علی عصمة الحق۔ [1]

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ توکل یہ نہیں ہے کہ انسان بالکل کوشش نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں کیونکہ اگر توکل کوشش ترک کرنے کا نام ہوتا تو پھر مشورہ کا حکم دینا توکل کے خلاف ہوتا، بلکہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ انسان اسباب ظاہرہ کی رعایت کرے لیکن اس کا اعتماد ان اسباب پر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

اور علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واصل التوکل اظھار العجز والاعتماد علی الغیر والاکتفاء به فی فعل ما یحتاج الیه وھو عندنا علی اللہ سبحانه لا ینافی مراعاة الاسباب بل یکون مراعاتھا مع تفویض الامر الیه تعالیٰ شانه واعقلھا وتوکل یرشد الی ذالک۔ [2]

لغت میں توکل کا معنی ہے عجز کا اظہار کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا اور حاجات میں اسی پر اکتفاء کرنا، ہمارے نزدیک یہ معنی اسباب کی رعایت کرنے کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ اسباب کی رعایت کرنے کے بعد معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اونٹنی کو باندھ کر توکل کرو" اسی معنی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك یقول قال رجل یا رسول اللہ اعقلھا واتوکل او اطلقھا واتوکل قال اعقلھا وتوکل۔ [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو باندھ کر توکل کرو۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو چار مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ [4]

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ
[2] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۴ ص ۱۰۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[3] امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[4] امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۰-۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال كان اهل اليمن يحجون ولا يتزودون ويقولون نحن المتوكلون فاذا قدموا مكة سألوا الناس فانزل الله عزوجل وتزودوا فان خير الزاد التقوى - ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل یمن حج کرتے تھے اور زادِ راہ نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، اور جب مکہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی زادِ راہ (سفر خرچ) لو، کیونکہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ (یعنی سوال نہ کرنا)

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۲

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں:

قال النبي صلى الله عليه وسلم اطلب حقك حتى تعجز فاذا اعجزت فقل حسبي الله ونعم الوكيل فانما يقضى بينكم على حججكم - ۳

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا حق طلب کرو حتیٰ کہ تم عاجز آجاؤ اور جب تم عاجز آجاؤ تو کہو "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے" کیونکہ تمہارے درمیان تمہارے دلائل کے اعتبار سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن علي قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم اي الاعمال ازكى قال كسب المرء بيده - ۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ انسان کا سب سے پاکیزہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا۔

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن معاوية بن قرة ان عمر بن الخطاب اتى على قوم فقال ما انتم؟ قالوا: نحن المتوكلون، قال بل انتم المتكلون، الا اخبركم بالمتوكلين؟ رجل القى حبة فى بطن الارض ثم توكل على ربه - ۵

معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کا چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، فرمایا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم لوگ توکل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگوں کے اموال پر بھروسہ کرتے ہو، کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ متوکل کون ہیں؟ جس شخص نے زمین میں بیج ڈالا پھر اللہ پر توکل کیا۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۴۲، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
۳۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۱ھ
۴۔ " " " شعب الایمان ج ۲ ص ۸۸، " " "
۵۔ " " " شعب الایمان ج ۲ ص ۸۱ " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن مجید احادیث اور آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ اسباب کو ترک کرنا توکل نہیں بلکہ کسی چیز کے اسباب کو حاصل کر کے اس کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا توکل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سید المتوکلین ہیں اس کے باوجود جب آپ کئی دن کے لیے غار حرا میں عبادت کے لیے جاتے تو اپنے ساتھ کئی دن کا کھانا لے جاتے تھے غزوۂ احد میں آپ دو زرہیں پہن کر میدان جنگ میں آئے، فتح مکہ کے دن مکہ میں خود پہن کر داخل ہوئے، آپ نے بیماروں کو دوا اور علاج کرنے کی تلقین کی، اپنا علاج کرایا، پچھنے لگوائے، آپ کے چہرے کے زخم میں راکھ بھری گئی، آپ نے بیمار کو پرہیز کرنے کا حکم دیا، اور یہ بھی فرمایا کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لاؤ اور کوڑھ کے مریض سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں، فتح خیبر کے بعد آپ ازواج مطہرات کو ایک سال کے خرچ کے لیے چھوارے اور غلہ کی دیگر اجناس دے دیا کرتے تھے۔ اس لیے مستقبل کی خاطر پس انداز کرنا اور اسباب اور وسائل کو حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ۸۱ بَيَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ

۵۸۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللهُ بِهٖ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَعَوْا وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ۔

جس علم اور ہدایت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اس کی مثال

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس بادل کی طرح ہے جو زمین پر برسا، زمین کا کچھ حصہ اچھا تھا جس نے اس پانی کو جذب کر لیا اور اس نے چارہ اور بہت سا سبزہ اگایا اور زمین کا بعض حصہ سخت تھا اس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا، انھوں نے وہ پانی خود پیا، جانوروں کو پلایا، اور ان کو چرایا، زمین کا بعض حصہ چٹیل میدان تھا، جس پر بارش ہوئی تو اس نے پانی کو روکا اور نہ کسی قسم کی گھاس اگائی۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس کا فیض پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا ہے اس کا علم حاصل کیا اور وہ علم آگے پہنچایا اور یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا اور جس ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو قبول نہیں کیا۔

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علامہ نووی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال بیان فرمائی ہے اس سے مقصود یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے کہ زمین کی تین قسمیں ہیں اسی طرح لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں، زمین کی پہلی قسم یہ ہے کہ زمین پہلے مردہ اور بنجر ہو پھر بارش ہونے سے اس میں سبزہ پیدا ہو جائے جس سے انسان اور مویشی دونوں فائدہ حاصل کریں۔ اسی طرح لوگوں کی پہلی قسم یہ ہے کہ ان کے پاس ہدایت اور علم پہنچے وہ اس کو یاد کر کے اپنے دل کو زندہ کریں اور اس کے تقاضوں پر عمل کریں اور دوسرے لوگوں کو تعلیم دیں۔ زمین کی دوسری قسم وہ ہے جو پانی سے خود تو فائدہ حاصل نہیں کرتی لیکن وہ پانی کو روک لیتی ہے اور اس سے انسان اور مویشی فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کی قوت حافظہ تو ہوتی ہے لیکن ان میں ذہانت اور ذکاوت نہیں ہوتی جس کی بناء پر وہ قرآن مجید اور احادیث کی نصوص سے مسائل مستنبط نہیں کر سکتے، یہ لوگ احادیث کو روایت کرتے ہیں اور مجتہدین ان کی روایات سے مسائل کا اجتہاد کرتے ہیں اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے، زمین کی تیسری قسم وہ ہے جو اگاتی ہے نہ پانی روکتی ہے، اور لوگوں کی تیسری قسم وہ ہے جن کے پاس نہ قوت حافظہ ہوتی ہے جس سے قرآن اور حدیث کی نصوص یاد رکھ سکیں نہ ان کی فہم ثاقب ہوتی ہے جس سے وہ مسائل مستنبط کر سکیں، پس جب یہ لوگ علم اور ہدایت کی کوئی بات سنتے ہیں تو یہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں نہ ان سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ [1]

علامہ نووی کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم علماء اور فقہاء کی، دوسری قسم راویان حدیث کی اور تیسری قسم عوام کی، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری قسم میں جن لوگوں کو بیان کیا ہے ان کی مذمت کی ہے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم اور ہدایت کو بالکل قبول نہیں حالانکہ عام مسلمان اس مثال میں داخل نہیں ہیں اس لیے صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم فقہاء مجتہدین کی ہے، دوسری قسم علماء غیر مجتہدین اور راویان حدیث کی اور تیسری قسم کفار اور منافقین کی ہے۔

بَابُ [511] شَفَقَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمَّتِهٖ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت پر شفقت

۵۸۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلٰى مُهْلَتِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور جس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس جا کر کہے: اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمن کا) ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں سو تم خود کو بچاؤ، اس قوم میں سے بعض لوگوں کی اطاعت کر لی، اور سر شام اس مہلت میں بھاگ گئے اور بعض لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور وہ صبح تک وہیں رہے، صبح ہوتے ہی لشکر ان پر حملہ آور

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ۔

ہو اور ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو میری پیروی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین کی اتباع کرتے ہیں اور ان لوگوں کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے لائے ہوئے دین حق کی تکذیب کرتے ہیں۔

۵۸۳۸- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ اُمَّتِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهِ فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی پھر حشرات الارض اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے سو میں تم کو کمر سے پکڑ کر روک رہا ہوں اور تم اس آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہو۔

۵۸۳۹- وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۸۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيْهَا قَالَ فَذٰلِكُمْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے ماحول کو روشن کر دیا تو اس میں پروانے اور حشرات الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دھڑا دھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تم کو جہنم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ، اور تم لوگ میری بات نہ مان کر جہنم میں گرے جا رہے ہو۔

۵۸۴۱- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيْمٌ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور تمہاری مثال

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدِيْ۔

اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی پھر حشرات الارض اور پروانے اس میں گرنے لگے درآں حالیکہ وہ ان کو اس سے روک رہا ہے اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جاتے ہو۔!

بَابُ ۸۱۲ ذِكْرِ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان

۵۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ فَجَعَلَ النَّاسُ يُطِيْفُوْنَ بِهٖ يَقُوْلُوْنَ مَا رَاَيْنَا بُنْيَانًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةَ فَكُنْتُ اَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی اچھا اور خوبصورت مکان بنایا لوگ اس مکان کے گرد گھوم کر کہنے لگے، ہم نے اس مکان سے اچھا کوئی مکان نہیں دیکھا مگر اس میں ایک اینٹ نہیں ہے سو میں وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنٰى بُيُوْتًا فَاَحْسَنَهَا وَاَجْمَلَهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَّا وَضَعْتَ هٰهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَنَا اللَّبِنَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کئی مکان بنائے اور کیا اچھے، خوبصورت اور مکمل مکان بنائے مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی، لوگ گھوم رہے تھے اور ان کو وہ مکان اچھا لگ رہا تھا، وہ کہنے لگے تم نے یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی تاکہ تمہاری تعمیر مکمل ہو جاتی، حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

۵۸۴۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ يَعْنُوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔

انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی حسین وجمیل مکان بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ تھی، لوگ اس کے گرد گھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۵۸۴۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّبِيِّيْنَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور نبیوں کی مثال، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۵۸۴۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو مکمل اور کامل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء کی آمد کو ختم کر دیا۔

۵۸۴۷۔ وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيْمٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ بَدَلَ اَتَمَّهَا اَحْسَنَهَا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے

خاتم کے معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ۔[1]

آپ خاتم النبیین اس لیے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپ نے آکر نبوت کو تام اور مکمل کر دیا۔

[1] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبہ مرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم: آخرهم عن اللحياني ومحمد صلى الله عليه وسلم خاتِم الانبياء عليه وعليهم الصلاة والسلام۔ التهذيب، و الخاتِم والخاتَم من اسماء النبي صلى الله عليه وسلم وفي التنزيل العزيز: ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين اى آخرهم وقد قرئ وخاتَم اما حمله على القراءة المشهورة فكسر، ومن اسمائه العاقب ايضا ومعناه آخر الانبياء[1]

ختام القوم، خاتِم القوم اور خاتَم القوم کا معنی ہے آخر القوم۔ لحیانی سے منقول ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں (تہذیب) خاتِم اور خاتَم دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسماء ہیں، قرآن مجید میں ہے: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، خاتِم اور خاتَم قرآن مجید کی دو قراتیں ہیں، اور خاتَم کی قرات خاتِم پر محمول ہے دونوں کا معنی ہے آخر النبیین، آپ کے اسماء میں سے عاقب بھی ہے اور اس کا معنی ہے آخر الانبیاء۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

فيه (آمين خاتم رب العالمين على عبادة المومنين) قيل معناه طابعه وعلامته التي تدفع عنهم الاعراض والعاهات، لان خاتم الكتاب يصونه ويمنع الناظرين عما في باطنه وتفتح تاؤه وتكسر، لغتان[2]

حدیث میں ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر خاتم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی مہر اور ایسی علامت ہے جو ان سے بیماریوں اور آفتوں کو دور کرتی ہے، کیونکہ جب مکتوب پر مہر لگادی جاتی ہے تو وہ مکتوب کو کسی اور چیز کے دخول سے محفوظ رکھتی ہے اور لوگوں کو اس مکتوب کے دیکھنے سے منع کرتی ہے۔ خاتَم اور خاتِم اس لفظ میں دو لغت ہیں۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

والخاتم من كل شئ عاقبته وآخرته كخاتمته والخاتم آخر القوم كالخاتِم ومنه قوله تعالى وخاتم النبيين اى آخرهم[3]

ہر چیز کا خاتم اس کے بعد آنے والا اور اس کا آخر ہے جیسا کہ خاتمہ آخر میں ہوتا ہے اور خاتَم خاتِم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اسی معنی میں ہے۔

ختم نبوت پر قرآن مجید سے دلائل

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ، قم ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۱۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳۶۴ھ،

[3] علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۸ ص ۲۶۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہ وخاتم النبیین ۔ (احزاب : ۴۰)

نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر ۔

۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام احمد نام کا ایک شخص گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، یہ شخص پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں یہ شخص فوت ہو گیا (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی)

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کی مہر ہیں جس شخص پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے، اور اس آیت کا یہی مطلب ہے سو ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی پر بھی آپ کی مہر لگی اور وہ نبی بن گیا، العیاذ باللہ ختم نبوت کا یہ معنی قرآن مجید کی خالص تحریف ہے، ہم نے مستند لغات کے حوالوں سے بیان کیا ہے کہ خاتم کا معنی آخر ہے نیز قرآن مجید کی دو قرأتیں ہیں خاتِم اور خاتَم اگر خاتَم کا معنی مہر مذکور کیا جائے تو ان دونوں قرأتوں میں کھلا تعارض ہو گا، اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ خاتِم اور خاتَم دونوں کا معنی عاقب اور آخر ہے اور اگر خاتَم کا معنی مہر بھی ہو تو اس مہر کا معنی وہ نہیں ہے جو قادیانیوں نے سمجھا ہے بلکہ مہر کا معنی یہ ہے کہ جس چیز پر مہر لگا دی جائے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اس میں دوسری شے داخل ہو سکتی ہے نہ اس کو کوئی شخص دیکھ سکتا ہے نیز قرآن مجید کی آیات کے معنی کے تعیین میں اصل حجت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں اور پھر آثار صحابہ ہیں لغت تو تیسرے درجہ کی چیز ہے اور بہ کثرت احادیث سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول مبعوث نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ہم ان شاء اللہ عنقریب متعدد حوالوں سے بیان کریں گے، سر دست ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی مزید آیات پیش کر رہے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ : ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ (سبا : ۲۸)

اور بے شک ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کا آنا ممکن ہو تو جن لوگوں کے لیے وہ نبی یا رسول ہو گا ان کے لیے آپ نبی یا رسول نہیں ہوں گے ۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہ ہوں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور نبی یا رسول ہے اور یہ مفروضہ اس آیت کریمہ کے خلاف ہے۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم

آپ کہیے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جمیعا۔ (اعراف : ۱۵۸) اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہو تو پھر آپ سب لوگوں کے رسول نہ ہوئے، کیونکہ بعض لوگوں کا رسول کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (فرقان : ۱) وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے عبد (مقدس) پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تاکہ وہ عبد تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے ہو جائیں۔

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد نبی آنا ممکن ہو تو پھر آپ تمام جہانوں کے لیے نذیر نہ رہے کیونکہ بعض لوگوں کا نذیر کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ (انبیاء : ۱۰۷) بے شک ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت سے بھی اسی طرح استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو اپنی امت کے لیے وہ رحمت ہوگا پھر آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت نہ ہوئے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ○ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ (جمعہ : ۲-۳) وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے (ایک عظمت والا) رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ لوگ (ایمان لانے سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان میں سے ان دوسروں کو بھی (علم و حکمت سکھاتا ہے اور پاک کرتا ہے) جو ابھی ان (پہلے لوگوں) سے نہیں ملے۔

اس آیت سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعد کے لوگوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں، اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو پھر بعد کے لوگوں کو وہ تعلیم دے گا اور وہ تزکیہ کرے گا اور آپ بعد کے تمام لوگوں کو تعلیم دینے والے نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (نساء : ۵۹) اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اولی الامر (صاحبان امر یعنی علماء یا حکام) کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو صاحبان امر سے پہلے اس نبی کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدٰی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت اور جو شخص سیدھا راستہ روشن ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو وہ جس طرف پھرے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مصیرا (نساء : ۱۱۵)
اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سبیل المؤمنین (اجماع امت) کی پیروی کو واجب قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو سبیل المؤمنین سے پہلے اس کی اتباع کا حکم دیا جاتا۔

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ هم یوقنون o اولئك علی هدی من ربهم واولئك هم المفلحون - (بقرہ : ۵-۴)

جو اس (وحی) پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو (وحی) آپ سے پہلے نازل کی گئی اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صرف انبیاء سابقین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی پر اخروی فلاح موقوف ہے، اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا بھی ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایمان لانے کا ذکر بھی کرتا۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا - (الحدید : ۱۰)

اے مسلمانو! تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا تم ان کے برابر نہیں ہو سکتے! ان لوگوں کا ان مسلمانوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنھوں نے بعد میں (راہِ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی مسلمان فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑھ نہیں سکتا اور نبی غیر نبی سے درجہ میں بڑا ہوتا ہے سو اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑا ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

قرآن مجید کی اور بھی آیات ہیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے، لیکن اختصار کی وجہ سے ہم نے ان چند آیات کے ذکر پر اکتفا کی ہے، اللہ تعالیٰ ان آیات کو اہل ایمان کے لیے استقامت اور طمانیت اور منکرین کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین۔

نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی۔ (الحدیث ۔ ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کو امام مسلم[1] اور امام احمد[2] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی غیر انہ لا نبی بعدی[3]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابیطالب کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

نیز اس حدیث کو امام ترمذی[5]، امام ابن ماجہ[6]، امام احمد[7] اور امام ابن حبان[8] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حدثنا اسماعیل قلت لابن ابی اوفٰی ارایت ابراھیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ[9]

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۶۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[5] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، ۵۳۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۲،

[7] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۷، ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۲، ج ۶ ص ۴۳۸، ۳۶۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[8] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

[9] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے، پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی۔

اس حدیث کو امام احمد[2]، امام حاکم[3] اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

علامہ ہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی الطفیل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نبوة بعدی الا المبشرات الحدیث رواه احمد والطبرانی ورجاله ثقات۔ [5]

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبوت نہیں ہے، البتہ سچے خواب دکھائے جائیں گے اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

عن حذیفة بن سید قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الحدیث۔ رواه الطبرانی والبزار ورجال الطبرانی ثقات۔ [6]

حضرت حذیفہ بن سید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نبوت نہیں ہے البتہ سچے خواب ہیں اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بزار نے روایت کیا ہے امام طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ [7]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میری امت کے

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۳۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[3] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۳۹۱، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ
[4] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۱ ص ۵۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
[5] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ
[6] 〃 〃 〃 〃، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳، 〃 〃
[7] علامہ امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۶۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی یعبدوا الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ھذا حدیث صحیح۔ [1]

قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوں اور جب تک بتوں کی عبادت نہ کی جائے اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد [2]، امام احمد [3] اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامة الباھلی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اکثر خطبته حدیثا حدثناہ عن الدجال وحذرناہ الی قوله صلی اللہ علیہ وسلم انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالة الی قوله صلی اللہ علیہ وسلم انه ساصفه لکم صفة لم یصفھا ایاہ نبی قبلی انه یبدأ فیقول انا نبی ولا نبی بعدی۔ [5]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طویل خطبہ دیا اور اس میں دجال کے متعلق حدیث بیان کی اور ہم کو دجال سے ڈرایا، آپ نے اس خطبہ کے اثناء میں فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور تم آخری امت ہو، دجال تم میں لامحالہ خروج کرے گا، میں عنقریب تم سے اس کی صفات کو بیان کروں گا مجھ سے پہلے کسی نبی نے اس کی صفات بیان نہیں کیں وہ ابتداء میں کہے گا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ [6]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن جبیر بن مطعم انه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لی خمسة اسماء انا محمد، وانا احمد وانا الماحی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفار کو

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ
[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۸۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[5] امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[6] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۴ ص ۵۳۶، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الذی یمحو اللہ بی الکفار وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب لیس بعدہ نبی۔[1]

مٹا دے گا، میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

امام احمد روایت کرتے ہیں :

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقول خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی قالہ ثلاث مرات ولا نبی بعدی الحدیث[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوداع ہونے والے شخص کی طرح تشریف لائے اور آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ہم نے مستند امہات کتب حدیث سے ایسی احادیث پیش کر دی ہیں جن میں یہ تصریح کر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ کوئی نبی۔ اور یہ احادیث اس قدر زیادہ طرق اور اسانید سے مروی ہیں کہ یہ حکماً متواتر ہیں ورنہ ان کے تواتر معنوی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اور ان احادیث کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص کے لیے ختم نبوت اور آپ کے بعد سلسلۂ نبوت کے منقطع ہونے کے سلسلہ میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں ہے الا یہ کہ کسی شخص کے دل ودماغ پر گمراہی کی مہر لگی ہوئی ہو تو اس کے لیے ہدایت کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

امتی اور ظلی نبی کی اختراع کا جواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ان احادیث میں یہ تاویل کی ہے کہ ان احادیث میں آپ کے بعد مستقل اور تشریعی نبی کی نفی ہے، امتی اور ظلی نبی کی نفی نہیں ہے اور وہ چونکہ بزعم فاسد امتی اور ظلی نبی ہیں اس لیے یہ احادیث ان کے خلاف نہیں ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کی یہ تقسیم صرف مرزائیوں کی اختراع ہے قرآن اور حدیث میں نبوت کی یہ تقسیم نہیں ہے قرآن اور حدیث کے مطابق نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور اس کو تبلیغ احکام پر مامور کرے اور معجزہ سے اس کی تائید کرے۔ قرآن مجید میں ہے :

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤ و بالبینات والزبر والکتاب المنیر (آل عمران : ۱۸۴)

اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی جو معجزات، آسمانی صحائف اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ۔ (نساء : ۱۶۳)

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی کی۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم (یوسف : ۱۰۹)

ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲، ۱۷۲، مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ (نساء: ۱۶۵)

ہم نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کی بعثت کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کوئی عذر پیش کرنے کا موقع نہ رہے۔

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ نبوت اور رسالت کا اس کے سوا اور کوئی تصور نہیں ہے کہ وہ مرد ہو اس پر وحی کی جائے وہ تبلیغی احکام پر مامور ہو (خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو) اور معجزات سے اس کی تائید کی جائے اور امتی اور ظلی نبی کا قرآن اور حدیث میں کوئی تصور نہیں ہے، اگر یہ شبہ ہو کہ بعض صوفیاء کی عبارات میں غیر تشریعی نبوت کا ذکر ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی واضح نصوص کے مقابلہ میں ان غیر معصوم لوگوں کی عبارات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، ہمارے نزدیک یہ عبارات الحاقی ہیں یا پھر مردود ہیں، عقائد کا ثبوت قرآن اور احادیث کی واضح نصوص سے ہوتا ہے غیر معصوم صوفیاء کی عبارات سے نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بھی صرف دفع الوقتی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبوت کا قائل تھا، اس نے اپنی عبارات میں مستقل شارع ہونے اور تشریعی نبوت کی تصریح کی ہے اس لیے نبوت کی یہ تقسیم مرزائیوں کو مفید نہیں ہے

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولی ٥ صحف ابراھیم و موسیٰ ــــ یعنی یہ قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۸۳/ ۷)

قرآن مجید سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس۔ (حج: ۷۵)

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ رسول بھیجتا رہتا ہے لہٰذا قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عبارت سے ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کا قاعدہ بیان فرمایا: خلق الانسان من نطفۃ (نحل: ۴) "انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا" لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا، حضرت حوا کی تخصیص کی ان کو حضرت آدم کے نفس سے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نبی اور رسول بھیجے پھر ختم نبوت کی آیت نازل فرما کر اس سلسلہ کو منقطع کر دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس عام عبارت کی ختم نبوت کی آیت نے تخصیص کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا (نساء: ۶۹)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، وہ (جنت میں) اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے، صدیق، شہید، صالح اور نبی بن جاتے ہیں لہٰذا جس طرح قیامت تک صدیق، شہید اور صالح بنتے رہیں گے، اسی طرح نبی بھی بنتے رہیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا معنی بننا ہو، اس آیت میں لفظ "مع" ہے اس کا معنی معیت اور ساتھ ہونا اور پھر اس کے بعد "حسن اولٰئک رفیقا" مذکور ہے جو اس معنی کو اور مؤکد کر دیتا ہے، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں ان کی جزا یہ ہو گی کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور ان کی رفاقت میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ (مومن: ۳۴)

اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو (دین) وہ تمہارے پاس لے کر آئے، تم اس میں ہمیشہ شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے، تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کے نہ آنے اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کفار کا عقیدہ بلا دلیل ہے اور ہمارا عقیدہ ختم نبوت اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولکل قوم ھاد (رعد: ۷)

ہر قوم کا ایک ہدایت دینے والا ہے۔

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ہندوستان کی قوم کے لیے بھی ایک ہادی ہونا چاہیے، اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو قومیت کی بنیاد علاقہ اور زبان پر نہیں ہے ثانیاً ہادی عام ہے کہ وہ رسول یا نبی ہو یا عالم دین، ثالثاً یہ کہاں سے لازم آ گیا کہ اگر ہندوستان والوں کے لیے کوئی ہادی ہونا چاہیے تو وہ غلام احمد قادیانی ہو رابعاً یہ استدلال سراسر قرآن مجید میں تحریف پر مبنی ہے اور سیاق و سباق سے الگ کر کے یہ معنی کیا گیا ہے، پوری آیت اس طرح ہے:

ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ (رعد: ۷)

اور کافر کہتے ہیں کہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ نازل ہوئی (یہ آپ کا کام نہیں) آپ تو صرف (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پوری آیت پڑھنے سے معلوم ہو گیا کہ ولکل قوم ھاد الگ منفصل جملہ نہیں ہے بلکہ انت کی خبر ثانی ہے۔

احادیث سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

مرزائیوں نے ختم نبوت پر جو اہم شبہات وارد کیے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ ہے کہ:

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

اخرج ابن شیبہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔[1]

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ سکتا ہے جبھی تو حضرت عائشہ نے لا نبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ علامہ سیوطی کے زمانہ میں نہیں چھپی تھی، ۱۴۰۶ھ میں پہلی بار مصنف ابن ابی شیبہ چھپی ہے اور اس میں یہ حدیث نہیں ہے، اس لیے اس حوالے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور اب مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے برخلاف لا نبی بعدی والی حدیث متعدد جگہ مذکور ہے، بعض حوالے ہم نے پہلے ذکر کیے ہیں اور ایک حوالہ یہ ہے:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم انبیاءھم کلما ذھب نبی خلفہ نبی وانہ لیس کائنا فیکم نبی بعدی۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بے شک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ تواتر معنوی سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا، اس لیے درمنثور کا یہ حوالہ ترک کر دیا جائے گا۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد الحدیث۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا درآں حالیکہ وہ نیک حاکم ہوں گے صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱۵ ص ۵۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مرزائی یہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت علیسی کا نزول کیسے ہوگا ؟
اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا، یا پیدا نہیں ہوگا، حضرت علیسی علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت پہلے ہو چکی ہے ان کا صرف نزول ہوگا۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں :

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔ ؎۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب حضور کی مسجد کے آخر المساجد ہونے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں تو آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دوسرے نبی کے آنے میں کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی مسجد آخری مسجد نبوی ہے، اس مسجد کے بعد اور مساجد تو بنیں گی لیکن مسجد نبوی کوئی نہیں ہوگی، آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد اس کی طرف منسوب ہوگی۔

اس جواب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے :

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد (الحدیث) ؎۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ حافظ الہیثمی نے ذکر کیا ہے کہ :

عن سھل بن سعد الساعدی قال استاذن العباس بن عبد المطلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الھجرۃ فقال لہ یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ عزوجل یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ۔
(رواہ ابو یعلی۔) ؎۳

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اے چچا! آپ جس جگہ ہیں وہیں ٹھہریں! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اس طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ہجرت ختم ہے حالانکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرت قیامت تک ہے تو جس طرح حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے کے باوجود ہجرت جاری رہ سکتی ہے تو اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے بعد نبوت کیوں

؎۱ ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ
؎۲ ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۵۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ
؎۳ ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جاری نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے آخری صحابی تھے اس کے بعد مکہ دار الاسلام ہو گیا اور اب مکہ سے مدینہ آنا ہجرت نہیں ہے اور یہ خاص ہجرت حضرت عباس پر ختم ہو گئی اگرچہ مطلقاً ہجرت اب تک مشروع ہے۔

پانچواں شبہ یہ ہے کہ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا۔ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہو گئے، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، اور فرمایا اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے" یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہونا ممکن ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں کا بیٹا اگر زندہ ہوتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔ مرزائیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ثبوت تالی سے ثبوت مقدم کو مستلزم کر رہے ہیں حالانکہ قیاس استثنائی میں ثبوت مقدم ثبوت تالی کو اور نفی تالی نفی مقدم کو مستلزم ہوتی ہے مثلاً اگر رحمان کے بیٹا ہوتا تو ______ اس کا پہلا عبادت گذار ہوتا" یعنی اگر رحمان کے بیٹا ہوگا تو اس کو لازم ہے کہ سب سے پہلے میں اس کی عبادت کروں، لیکن چونکہ میں اس کا پہلا عبادت گذار نہیں ہوں اس لیے رحمان کا بیٹا بھی ممکن نہیں ہے۔ اسی قیاس پر ابراہیم کا زندہ رہنا اس کے سچے نبی ہونے کو مستلزم ہے لیکن چونکہ آپ کے بعد سچا نبی ہونا محال ہے اس لیے ابراہیم کو (بڑی عمر تک) زندہ نہیں رکھا گیا۔

ختم نبوت کے موضوع پر میں نے مقالات سعیدی میں ایک مستقل مقالہ لکھا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو باطل کیا ہے اور مرزا کی تصانیف سے اس پر حجت قائم کی ہے، یہاں شرح صحیح مسلم میں میں نے قرآن اور حدیث سے ختم نبوت کے دلائل فراہم کیے اور قرآن اور حدیث میں جو منکرین کے شبہات تھے ان کا ازالہ کیا۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس تحریر کو مسلمانوں کے لیے نافع اور منکرین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ الہ العالمین اس کتاب کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے، مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ اور احباب کو دنیا اور آخرت میں ہر بلا سے اپنی پناہ میں رکھ اور دارین کی سعادتوں کو ہمارا مقدر کر دے! آمین یا رب العالمین! بجاہ سیدنا محمد خاتم النبیین صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہ وعلی الہ واصحابہ ازواجہ اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

باب ۸۱۳ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةَ اُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا!

جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے پہلے اس کے نبی کو اٹھا لیتا ہے!

۵۸۴۸- وَحُدِّثْتُ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ وَمِمَّنْ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَوٰی ذٰلِكَ عَنْهُ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدِ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِیَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِیُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِیْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس امت (کی ہلاکت) سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے، اور اس نبی کو امت کے لیے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس کی آنکھوں کے سامنے اس امت پر عذاب نازل فرماتا ہے اور اس امت کو ہلاک کر کے اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے، کیونکہ انھوں نے اس نبی کی تکذیب کی تھی اور اس کی نافرمانی کی تھی۔

بَابُ ۸۱۴ اِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض اور آپ کی صفات کا بیان

۵۸۴۹۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں"

۵۸۵۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِیْعًا عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مثل سابق روایت ہے۔

۵۸۵۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ یَعْنِیْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیَّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ وَّرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَاْ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں، جو اس حوض پر آئے گا وہ پیئے گا اور جو ایک بار پی لے وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا، اور میرے پاس (حوض پر) کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا، اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَبَدًا وَلَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ وَاَنَا اُحَدِّثُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا يَقُوْلُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهٗ يَزِيْدُ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ۔

وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی جائے گی۔ ابو حازم کہتے ہیں کہ جس وقت میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا اس وقت نعمان بن ابی عیاش بھی اس حدیث کو سن رہے تھے، انھوں نے کہا تم نے حضرت سہل سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے البتہ وہ یہ زیادہ کہتے تھے، آپ فرمائیں گے یہ میرے پیروکار ہیں تو کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے، میں کہوں گا: جن لوگوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ان سے دوری ہو، دوری ہو۔

۵۸۵۲ - وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَعْقُوْبَ۔

حضرت سہل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۵۸۵۳ - وَحَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ وَرِيْحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَآءِ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا قَالَ وَقَالَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى اَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ اُنَاسٌ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض (کی لمبائی اور چوڑائی) ایک ماہ کی مسافت ہے اور اس کے سب کونے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں جو شخص اس کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، راوی نے کہا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر رہوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، کچھ لوگ میرے سامنے پکڑے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے رب یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا بَعْدَكَ يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ قَالَ فَكَانَ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰى اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا۔

میرے پیروکار ہیں اور میری امت سے ہیں تو یہ کہا جائیگا "کیا آپ نے نہیں جانا" انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟ بخدا آپ کے بعد یہ لوگ فوراً اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے" راوی کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ یہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ! ہم اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جائیں اور اپنے دین میں کسی آزمائش سے دوچار ہوں۔"

۵۸۵۴- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ اَصْحَابِهٖ اِنِّىْ عَلَى الْحَوْضِ اَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَىَّ مِنْكُمْ فَوَاللّٰهِ لَيُقْتَطَعَنَّ دُوْنِىْ رِجَالٌ فَلَاَقُوْلَنَّ اَىْ رَبِّ مِنِّىْ وَمِنْ اُمَّتِىْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ مَا زَالُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں حوض پر انتظار کروں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے، بخدا کچھ لوگوں کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائیگا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے پیروکار اور میری امت سے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے؟ یہ ہمیشہ دین سے پھرتے رہے ہیں۔

۵۸۵۵- وَحَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الصَّدَفِىُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرٌو (وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ) اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُوْنَ الْحَوْضَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ تَمْشُطُنِىْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ اسْتَاْخِرِىْ عَنِّىْ قَالَتْ اِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ فَقُلْتُ اِنِّىْ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں لوگوں سے حوض کا ذکر سنتی تھی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا، ایک دن جبکہ ایک لڑکی میرے کنگھی کر رہی تھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو" میں نے اس لڑکی سے کہا ایک طرف ہٹ جاؤ، اس نے کہا آپ مردوں کو بلا رہے ہیں، عورتوں کو نہیں بلا رہے، میں نے کہا لوگوں میں میں بھی شامل ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے میں حوض پر تمہارا پیش رو اجر ہوں، تم اس سے ڈرنا کہ کہیں تم کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے. جیسے بھٹکے ہوئے اونٹ کو ہٹا دیا جاتا ہے، میں کہوں گا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو یہ کہا جائے گا آپ (اپنی عقل سے) نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَا بِی لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّي كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيرُ الضَّالُّ فَأَقُولُ فِيمَ هٰذَا فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا۔

جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں، میں کہوں گا دور ہی ہو۔

۵۸۵۶۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ (وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو) حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَالَتْ لِمَاشِطَتِهَا كُفِّي رَأْسِي بِنَحْوِ حَدِيثِ بُكَيْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت وہ کنگھی کرا رہی تھیں انھوں نے منبر پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی "اے لوگو" انھوں نے کنگھی کرنے والی سے کہا "اب میرے سر کو رہنے دو۔"

۵۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر گئے اور اہلِ احد کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر منبر پر پلٹ آئے اور فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو اجر ہوں گا، اور میں تمہاری گواہی دوں گا، اور بخدا لاریب میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں فرمایا اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کروگے۔

ف: یعنی آپ کو اس کا خدشہ نہیں تھا کہ پوری امت مشرک ہو جائے گی، سو بعض لوگوں کا مرتد ہو کر ہندو یا عیسائی ہو جانا اس حدیث کی پیش گوئی کے خلاف نہیں ہے۔

۵۸۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ) حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر اس طرح نصیحت فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو نصیحت کر رہا ہو اور فرمایا "میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، اور اس حوض کا عرض اتنا ہے جتنا مقام ایلہ سے لے کر جحفہ تک کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اِنِّی فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَاِنَّ عَرْضَہٗ کَمَا بَیْنَ اَیْلَۃَ اِلَی الْجُحْفَۃِ اِنِّی لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِکُوْا کَمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ قَالَ عُقْبَۃُ فَکَانَتْ اٰخِرَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ۔

فاصلہ ہے، مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ تو نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری بار منبر پر دیکھا تھا۔

ف: ان احادیث میں شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کی دلیل ہے اور یہی احناف کا مذہب ہے، نیز آپ کے علم غیب کا اظہار ہے۔

۵۸۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ وَابْنُ نُمَیْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَلَاُنَازِعَنَّ اَقْوَامًا ثُمَّ لَاُغْلَبَنَّ عَلَیْهِمْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور میں کچھ لوگوں سے جھگڑا کروں گا پھر میں ان سے مغلوب ہوں گا، میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر کہا جائے گا بے شک آپ (اپنی عقل سے) نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں۔

۵۸۶۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْکُرْ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس حدیث میں اصحابی، اصحابی نہیں ہے۔

۵۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ کِلَاهُمَا عَنْ جَرِیْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ جَمِیْعًا عَنْ مُغِیْرَۃَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ وَفِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ عَنْ مُغِیْرَۃَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۶۲۔ وَحَدَّثَنَاهُ سَعِیْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِیُّ اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ کِلَاهُمَا عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ وَمُغِیْرَۃَ۔

امام مسلم نے دو مزید سندیں ذکر کیں، اس میں بھی اسی طرح حدیث ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٨٦٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِي قَالَ لَا فَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرَى فِيهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں فاصلہ ہے، ان سے مستورد نے کہا کیا آپ نے حضور سے برتنوں کے متعلق نہیں سنا، انھوں نے کہا نہیں، تو مستورد نے کہا اس کے برتن ستاروں جتنے ہوں گے۔

٥٨٦٤ - وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَذَكَرَ الْحَوْضَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الْمُسْتَوْرِدِ وَقَوْلَهُ۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے حوض کا ذکر کیا، یہ حدیث مثل سابق ہے، البتہ اس میں مستورد کا قول مذکور نہیں ہے۔

٥٨٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے جس کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

٥٨٦٦ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى حَوْضِي۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے حوض ہے اس کا فاصلہ) جرباء اور اذرح کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔
ابن مثنیٰ کی روایت میں "میرا حوض ہے" کے الفاظ ہیں۔

٥٨٦٧ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، اس میں یہ اضافہ ہے، عبید اللہ نے کہا میں نے اس سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ شام کی دو بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے، اور ابن بشر کی روایت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَرْيَتَيْنِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

میں تین دن کا ذکر ہے۔

۵۸۶۸۔ وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.... مثل سابق ہے۔

۵۸۶۹۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ فِيهِ أَبَارِيقُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہے جتنا جرباء اور اذرح کا درمیانی فاصلہ ہے، اس میں آسمان کے ستاروں جتنے کوزے ہیں، جو اس سے پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

۵۸۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخَبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حوض کے برتن کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں اور سیاروں کے عدد سے زیادہ ہیں، اس رات کے ستارے جو اندھیری رات میں ہوں اور اس میں بادل نہ ہوں وہ جنت کے برتن ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا. اس کا عرض اس کے طول جتنا ہے اور ان میں عمان سے لے کر ایلہ تک کا فاصلہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

۵۸۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے حوض کے کناروں سے لوگوں کو ہٹاؤں گا، اہل یمن کو میں اپنی لکڑی سے ماروں گا حتیٰ کہ ان کے اوپر پانی بہنے لگے گا، پھر آپ سے حوض کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَبِعُقْرِ حَوْضِي أَذُودُ النَّاسَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ أَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتَّى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهِ فَقَالَ مِنْ مَقَامِي إِلَى عُمَانَ وَسُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ فَقَالَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمُدَّانِهِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْآخَرُ مِنْ وَرِقٍ ۔

عرض کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: میری اس جگہ سے لے کر عمان تک، اور آپ سے اس کے پانی کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس میں دو پرنالے گرتے ہیں جو جنت سے کھینچے گئے ہیں، ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

۵۸۷۲ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ هِشَامٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ ہے کہ میں قیامت کے دن حوض کے کنارے پر ہوں گا۔

۵۸۷۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَ الْحَوْضِ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ هٰذَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا مِنْ شُعْبَةَ فَقُلْتُ انْظُرْ لِي فِيهِ فَنَظَرَ لِي فِيهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حوض کی حدیث روایت کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے۔

۵۸۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَذُودَنَّ عَنْ حَوْضِي رِجَالًا كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں کو حوض سے ہٹاؤں گا جیسا کہ اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

۵۸۷۵ - وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث مثل سابق ہے۔

۵۸۷۶ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْرُ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنا ایلہ اور یمن کے صنعاء میں فاصلہ ہے اور اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔

۵۸۷۷- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَاحَبَنِيْ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتُهُمْ وَرُفِعُوْا اِلَيَّ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَلَاَقُوْلَنَّ اَيْ رَبِّ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَلَيُقَالَنَّ لِيْ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ میں سے چند آدمی میرے پاس حوض پر آئیں گے حتیٰ کہ جب میں ان کو دیکھوں گا اور وہ میرے سامنے کیے جائیں گے تو ان کو میرے پاس سے ہٹا دیا جائے گا، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، پھر مجھ سے یہ کہا جائے گا آپ (اپنے قیاس سے) نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی ہیں۔

۵۸۷۸- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيْعًا عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى وَزَادَ اٰنِيَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت بیان کی ہے اور اس میں ستاروں کے برابر برتنوں کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

۵۸۷۹- وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِعَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا صنعاء اور مدینہ میں ہے۔

۵۸۸۰- وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کیا ہے البتہ ایک سند میں ہے جتنا مدینہ اور عمان میں فاصلہ ہے اور دوسری سند میں مابین لابتی حوضی کے الفاظ ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا اَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَعَمَّانَ وَفِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَىْ حَوْضِىْ۔

۵۸۸۱۔ وَحَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ الْحَارِثِىُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّىُّ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس حوض پر آسمان کے ستاروں جتنے سونے اور چاندی کے کوزے دیکھو گے۔

۵۸۸۲۔ وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَهٗ وَزَادَ اَوْ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں یہ ہے کہ وہ آسمان کے ستاروں سے عدد میں زیادہ ہیں۔

۵۸۸۳۔ حَدَّثَنِىْ اَبُو الْوَلِيْدِ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ السَّكُوْنِىُّ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ (رَحِمَهُ اللّٰهُ) حَدَّثَنِىْ زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنِّىْ فَرَطٌ لَّكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَاِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ كَمَا بَيْنَ صَنْعَآءَ وَاَيْلَةَ كَاَنَّ الْاَبَارِيْقَ فِيْهِ النُّجُوْمُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں اور حوض کے دو کناروں کا فاصلہ صنعاء اور ایلہ جتنا ہے، اور اس کے کوزے ستاروں جتنے ہیں۔

۵۸۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ كَتَبْتُ اِلٰى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِىْ نَافِعٍ اَخْبِرْنِىْ بِشَىْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ اِلَىَّ اِنِّىْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں میں نے اپنے غلام نافع کے ہاتھ حضرت جابر بن سمرہ کو خط بھیجا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہو وہ مجھ کو بیان کیجئے انہوں نے مجھے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔

الٰہ العالمین! مصنف اور جملہ قارئین کو روز محشر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض سے مشروب عطا فرمانا اور آپ کی شفاعت سے شاد کام فرمانا اور اپنے فضل محض سے بے حساب و کتاب جنت الفردوس، اجر جزیل اور اپنا دیدار عطا فرمانا! آمین۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میدان حشر میں حوض کا محل وقوع اور حوض کو کوثر کہنے کی وجہ

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ ابو عبداللہ قرطبی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ صاحب القوت وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ حوض صراط کے بعد ہے اور دوسرے علماء کا مذہب اس کے برعکس ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک میدان حشر میں صراط سے پہلے ہے اور دوسرا جنت کے اندر ہے اور ان میں سے ہر ایک کو کوثر کہا جاتا ہے (حافظ عسقلانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ کوثر جنت کے اندر ایک دریا ہے، اور اس کا پانی حوض میں گرتا ہے اور اس حوض پر کوثر کا اطلاق اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس حوض میں کوثر سے پانی آتا ہے، علامہ قرطبی کے کلام سے جو بات زیادہ سے زیادہ حاصل کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ حوض صراط سے پہلے ہے، کیونکہ محشر میں لوگ پیاسے پھر رہے ہوں گے، مسلمان حوض پر آجائیں گے اور کفار کہیں گے اے رب! ہم پیاسے ہیں اور پھر جہنم میں گر جائیں گے، ان کو جہنم سراب کی طرح دکھایا جانے گا، اور ان سے کہا جائے گا کیا تم اس میں نہیں جاتے؟ وہ جہنم کو پانی سمجھ کر اس میں گر جائیں گے۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حوض میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں، یہ حدیث علامہ قرطبی کے خلاف حجت ہے، کیونکہ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ صراط جہنم کا پل ہے اور وہ جنت اور محشر کے درمیان ہے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے مسلمان اس پل کے اوپر سے گذریں گے، اگر حوض اس سے پہلے ہوتا تو جو پانی کوثر سے حوض میں آتا ہے اس پانی اور حوض کے درمیان جہنم حائل ہو جاتا اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حوض جنت کی ایک جانب ہے اور جنت کے اندر سے اس میں پانی آتا ہے، اور امام احمد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نہر کوثر حوض کی طرف کھلتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حوض کی وجہ اختصاص

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کے ساتھ اختصاص مشہور ہو گیا ہے، لیکن امام ترمذی نے حضرت سمرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہے وہ اپنے حوض پر ایک عصا لیے کھڑا ہو گا اور اپنی امت میں سے جس شخص کو پہچان لے گا اس کو بلائے گا اور انبیاء اس بات میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے کہ کس کے پیروکار زیادہ ہیں اور مجھے یہ امید ہے کہ میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے: ہر نبی اپنی امت کو پکارے گا، اور ہر نبی کا ایک حوض ہے، کسی نبی کے پاس ایک جماعت آئے گی اور کسی نبی کے پاس رشتہ دار آئیں گے، کسی نبی کے پاس ایک شخص آئے گا، کسی کے پاس دو شخص آئیں گے اور کسی نبی کے پاس ایک شخص بھی نہیں آئے گا اور قیامت کے دن میرے پیروکار تمام نبیوں سے زیادہ ہوں گے، اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہے، اور اگر یہ احادیث ثابت ہوں تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ حوض مختص ہے جس میں کوثر کا پانی گرتا ہے، کیونکہ دوسرے انبیاء کے حوضوں کے متعلق یہ وصف منقول نہیں ہے اور سورۂ کوثر میں اسی وصف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وجہ امتنان اور سبب احسان قرار دیا ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ ہر مکلف کے اوپر حوض کی تصدیق کرنا واجب ہے، کیونکہ تیس سے زیادہ صحابہ سے حوض کے متعلق احادیث مروی ہیں جن کے مجموعہ سے حوض کے بارے میں علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ [1]

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۶۷-۴۶۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حوض کے متعلق احادیث معنیً متواتر ہیں

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حوض کے متعلق احادیث صحیحہ وارد ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کی تصدیق کرنا ایمان کے اشعار میں سے ہے، اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں، ان میں کوئی تاویل اور اختلاف نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا کہ یہ احادیث تواتر سے منقول ہیں، امام مسلم نے ان کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید، حضرت سہل بن سعد، حضرت جندب، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ام المؤمنین عائشہ، حضرت ام المؤمنین ام سلمہ، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت حارثہ بن وہب، حضرت مستورد، حضرت ابوذر، حضرت ثوبان، حضرت انس، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں اور امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت زید بن ارقم، حضرت ابوامامہ، حضرت عبداللہ بن زید، حضرت ابوبرزہ، حضرت سوید بن جبلہ، حضرت عبداللہ بن صنابحی، حضرت براء بن عازب، حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہم کی احادیث ذکر کی ہیں (علامہ نووی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ اور دیگر محدثین نے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کی روایات ذکر کی ہیں، امام حافظ ابوبکر بیہقی نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب "البعث والنشور" میں متعدد طرق اور اسانید سے ذکر کیا ہے، جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں۔[1]

حوض کا پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں ہے: جو شخص اس حوض کا پانی پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حساب وکتاب اور جہنم سے نجات کے بعد اس حوض کا پانی پلایا جائے گا کیونکہ یہی وہ موقع ہے جس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی، ایک قول یہ ہے کہ جس کے لیے عذاب نار سے نجات مقدر کر دی گئی ہو گی صرف اس کو یہ پانی ملے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے جو شخص اس کو پیئے گا اور اس کے لیے عذاب نار بھی مقدر ہو گا اس کو پیاس کا عذاب نہیں ہو گا اور دیگر انواع کا عذاب ہو گا، (عافانا اللہ من ذالک) کیونکہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین کے علاوہ تمام امت اس حوض سے پانی پیئے گی۔[2]

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حوض سے پانی پینے کے بعد جب کبھی پیاس نہیں لگے گی تو جنت کی نہروں اور شراب طہور کو کون پیئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو پیاس کی وجہ سے نہیں لذت کی وجہ سے پیا جائے گا۔

جن لوگوں کو حضور نے حوض پر آنے سے روک دیا ان کے متعلق حضور کا علم اور حدیث عرض اعمال

حدیث نمبر ۵۸۵۱ میں ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے، وہ جب حوض پر آئیں گے تو آپ فرمائیں گے، یہ میرے صحابہ ہیں، پھر آپ سے کہا جائے گا آپ نہیں جانتے یہ لوگ آپ کے بعد مرتد

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، " ، "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو گئے تھے، تب آپ فرمائیں گے دوری ہو، دوری ہو، اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کون اسلام پر قائم رہا، اور کون بعد میں مرتد ہو گیا، اور یہ کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے اسلام اور کفر کا حال معلوم نہیں تھا ورنہ آپ ان مرتدین کو دیکھ کر اصیحابی اصیحابی نہ فرماتے اور آپ سے یہ نہ کہا جاتا کہ آپ نہیں جانتے، انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی تھیں، حالانکہ مسند بزار میں ہے کہ آپ پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

اس سوال کے چند جوابات ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث نمبر ۵۸۵۰ میں یہ عبارت ہے:

فیقال اما شعرت ما عملوا بعدك۔ [1] پس کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا ہے؟

یہ استفہام انکاری ہے، یعنی آپ کو معلوم ہے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ زیادہ تر احادیث میں یہ الفاظ ہیں:

انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔ آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعات نکالی ہیں!

اس حدیث میں درایت کی نفی ہے اور درایت علم سے خاص ہے کیونکہ درایت کے معنی ہیں کسی چیز کو اٹکل اور حیلہ سے جاننا، علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الدرایة المعرفة المدرکة بضرب من الحیل۔ [2] خاص حیلوں سے کسی چیز کے جاننے کو درایت کہتے ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الدرایة اخص من العلم (الی قوله) علمته بضرب من الحیلة ولذا لایطلق علی اللہ تعالی۔ [3] درایت علم سے خاص ہے، کسی چیز کو کسی حیلہ سے جاننا درایت ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے علم پر درایت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں درایت کی نفی کی ہے، اور درایت علم سے خاص ہے اور خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی اس لیے درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہو گی۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مرتدین کا علم وحی ربانی سے تھا، اٹکل اور حیلہ سے نہیں تھا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن آپ اپنی امت کو دوسری امتوں سے متمیز کریں گے، امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

---

[1] امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۶۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[3] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۱۰ ص ۱۲۶، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم ترد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنہ کما یذود الرجل ابل الرجل عن ابلہ قالوا یا نبی اللہ تعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لاحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی طائفۃ منکم فلا یصلون واقول یا رب ھؤلاء من اصحابی فیجیبنی ملک وھل تدری ما احدثوا بعدک [1]

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت حوض پر آئے گی، درآں حالیکہ میں لوگوں کو اس سے منع کر رہا ہوں گا، جیسا کہ کوئی شخص دوسرے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے الگ کرتا ہے، صحابہ نے پوچھا، یا نبی اللہ! آپ ہم کو پہچان لیں گے آپ نے فرمایا تمہاری ایک نشانی ہوگی جو تمہارے علاوہ اور کسی میں نہیں ہوگی تم میرے پاس آؤ گے درآں حالیکہ تمہارا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے چمک رہے ہوں گے اور تم میں سے ایک جماعت کو مجھ سے دور کیا جائے گا وہ مجھ تک نہیں آسکیں گے، میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے صحابہ ہیں! پھر فرشتہ مجھ سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں؟۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جن لوگوں کو حضور حوض سے دور کریں گے اس سے کون لوگ مراد ہیں اس میں کئی اقوال ہیں:

(۱)۔ اس سے مراد منافقین اور مرتدین ہیں اور یہ جائز ہے کہ ان کا حشر بھی چہرہ اور ہاتھ پیروں کی سفیدی کے ساتھ ہو اور اس علامت کی وجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو (اصحابی فرما کر) ندا کریں، پھر آپ کو یہ بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے آپ نے وعدہ کیا تھا، ان لوگوں نے آپ کے بعد دین بدل لیا اور ان کی موت اسلام پر نہیں ہوئی۔

(۲)۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے زمانہ میں مسلمان تھے اور پھر بعد میں مرتد ہو گئے، اگرچہ ان لوگوں پر آثار وضوء کی نشانی نہیں ہوگی، لیکن آپ ان کو دنیا کی واقفیت کی بناء پر پکاریں گے، کیونکہ آپ کی حیات میں یہ مسلمان تھے پھر آپ کو بتایا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

(۳)۔ اس سے مراد گناہ کبیرہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دین اسلام پر فوت ہو گئے، یا وہ بدعتی لوگ مراد ہیں جو اپنی بدعات کی بناء پر اسلام سے خارج نہیں ہوئے، اس تقدیر پر یہ قطعی طور پر نہیں کہا جائے گا کہ یہ لوگ عذاب نار کی بناء پر حوض سے دور کیے گئے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے زجر و توبیخ کی وجہ سے ان کو ہٹایا گیا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کا چہرہ اور ہاتھ پیر آثار وضوء سے سفید ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہوں یا بعد کے ہوں۔ اور آپ نے ان کو وضوء کی علامت سے پہچانا ہو،

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام حافظ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ جس شخص نے بھی دین میں کوئی بدعت نکالی وہ حوض سے دور کر دیا جائے گا، جیسے خوارج، روافض اور دیگر باطل فرقے اور ظالم، فاسق و فاجر اور علی الاعلان گناہ کبیرہ کرنے والے یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ خدشہ ہے کہ ان کو حوض سے دور کر دیا جائے گا۔[1] (نعوذ باللہ منہم)

شیخ عثمانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ان دور کیے جانے والوں میں تین احتمال ہیں (۱) مرتدین (۲) تارکین سنت، (۳) تارکین استقامت۔ اور ان تین میں سے پہلا قول مختار ہے، لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پس جو اچھا عمل ہوتا ہے میں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جو برا عمل ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، امام بزار نے اس حدیث کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (یعنی جب آپ کو امت کے احوال معلوم ہوتے ہیں تو پھر آپ ان مرتدین کو اصیحابی کیوں فرمائیں گے؟) اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ پر امت کے اعمال اجمالاً پیش کیے جاتے ہیں پس کہا جاتا ہے کہ آپ کی امت نے برا کام کیا، یا اچھا کام کیا، اور کام کرنے والوں کی تعیین کیے بغیر اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اس جواب کو علامہ دشتانی ابی مالکی نے ذکر کیا ہے لیکن یہ جواب مستبعد ہے، کیونکہ ابن مبارک نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ہر روز صبح اور شام نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ امت کو وضوء کے آثار اور ان کے اعمال سے پہچانیں گے اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی کہہ کر ندا کرنا ان میں زیادہ حسرت اور عذاب پیدا کرنے کے لیے ہے، کیونکہ جب آپ ان کو اصیحابی کہہ کر ندا فرمائیں گے تو ان کو نجات کی امید ہو جائے گی اور جب سحقاً سحقاً فرمائیں گے تو امید ٹوٹ جائے گی اور امید بندھ کر پھر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا باعث ہے، اور فرشتوں کا یہ کہنا کہ انھوں نے دین کو بدل دیا تھا یہ بھی ان کے عذاب میں زیادتی کا سبب ہے، علامہ زرقانی نے شرح المؤطا میں یہی جواب دیا ہے، (شیخ عثمانی لکھتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث بزار کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جس امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں وہ امت اجابت ہے کیونکہ اچھے اعمال پر اللہ کی حمد کرنا اور برے اعمال پر استغفار کرنا انھی کے حق میں متصور ہے۔[2]

شیخ عثمانی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حشر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرتدین کو نہیں پہچانا (یعنی ان کو مرتد نہیں جانا) تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کو ان کا پہلے علم بھی نہیں تھا، آپ کو تو صرف اپنی امت کا علم تھا جن کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے۔ رہے مرتد اور کافر تو ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے تھے، نہ آپ کو ان کا علم تھا، اب اگر اس حدیث سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ کو حشر کے دن ان کے کفر اور ارتداد کا علم نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور اس کا حدیث عرض اعمال سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

مصنف کے نزدیک شیخ عثمانی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

[2] شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ ھ، فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳-۴۱۲ مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شخص کو نور اور حیات کا علم ہو، وہ نور اور حیات کی نفی سے ظلمت اور موت کو جان لے گا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات کو جان لیا تو آپ کے لیے کفر اور فسق کی علامات متعین ہو گئیں، یعنی جن لوگوں میں ایمان اور اعمال صالحہ کی علامات نہیں ہوں گی وہ کافر اور فاسق ہوں گے خصوصاً جبکہ قرآن مجید میں کفر کی علامات بتا دی گئی ہیں کہ کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (آل عمران: ۱۰۶) "جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ" اور کفار بائیں طرف ہوں گے، واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة (واقعہ: ۹) اور بائیں طرف والے (بدبخت) کیا ہی برے ہیں، بائیں طرف والے مارے خوف کے کفار کی نیلی آنکھیں ہوں گی (نحشر المجرمین یومئذ زرقا (طٰہٰ: ۱۰۲) "اور اس دن ہم مجرموں کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں (خوف سے پتھرا کر) نیلگوں ہوں گی" کفار کے چہرے خاک آلود ہوں گے اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی ووجوہ یومئذ علیہا غبرة ○ ترهقها قترة ○ اولئک هم الکفرة الفجرة (عبس: ۴۰-۴۲) "کتنے منہ اس دن خاک آلود ہوں گے، ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی، یہی لوگ کافر بدکار ہیں، اس دن کفار زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد (ابراهیم: ۴۹) "اور اس دن آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) زنجیروں میں جکڑے ہوں گے" ان نشانیوں سے کفار، منافقین اور مرتدین کسی شخص پر میدان حشر میں مشتبہ نہیں ہوں گے اور ہر شخص کو ان کا علم ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعرف المجرمون بسیماهم (رحمان: ۴۱) "اس دن مجرم اپنی صورتوں سے پہچانے جائیں گے" اس لیے شیخ عثمانی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آپ کو صرف اپنی امت کا علم تھا اور کفار اور منافقین کا علم نہیں تھا اس لیے آپ نے ان کو نہیں جانا۔

علاوہ ازیں یہاں اشکال تو اس وجہ سے ہے کہ آپ نے ان مرتدین کو "اصیحابی" فرمایا اور جب آپ پر اپنی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ اپنی امت کو پہچانتے ہیں تو پھر آپ نے ان مرتدین کے متعلق "میرے صحابہ" کیسے فرمایا، نیز عرض اعمال کے علاوہ آپ کی امت کا چہرہ سفید ہوگا بلکہ وہ غر محجل (جن کے چہرے اور ہاتھ پیر سفید ہوں) ہوں گے، وہ دائیں جانب ہوں گے، ان کی عبادات کا نور ان کے آگے آگے ہوگا، ان کے چہرے خوش و خرم ہوں گے وہ اپنے رب کے دیدار میں محو ہوں گے[۱] ان علامات سے قیامت کے دن کسی شخص کو بھی مومن اور کافر میں اشتباہ نہیں ہوگا اور ہر شخص کے نزدیک وہ متمیز ہوں گے اس لیے یہ اشکال پیدا ہوگا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدین کو اصیحابی "میرے اصحاب" کیسے فرمایا؟

اس لیے اس سوال کا صحیح جواب وہی ہے جو علامہ زرقانی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلے ان کو اصیحابی فرمانا اس لیے تھا کہ ان کی امید قائم ہو اور بعد میں سحقاً سحقاً فرما کر ان کی امید کو توڑ دیا اور امید بندھ کر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور عذاب کا موجب ہوتا ہے، علامہ زرقانی نے دوسرا جواب یہ لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

---

[۱] یسعی نورهم بین ایدیهم (حدید: ۱۲) ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑتا ہوگا، وجوہ یومئذ مسفرة ○ ضاحکة مستبشرة (عبس: ۳۸) کئی چہرے اس دن چمکتے ہوں گے مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش، وجوہ یومئذ ناضرة ○ الی ربها ناظرة (قیامۃ: ۲۲ - ۲۳) کتنے ہی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے دنیا میں پہلے منافقین کو مسلمانوں کے حکم میں رکھا اور پھر ان کا نفاق ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا۔ اسی طرح ان منافقین کو پہلے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور یہ بھی غر محجل ہوں گے اور پھر ان کا نفاق اور ارتداد ظاہر کر کے ان کو رسوا کر دیا جائے گا، لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے غر محجل ہونے کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقا سحقا فرما کر ان کو اپنے حوض سے دور کر دینا ایسے ہی ہے جیسے دنیا میں آپ نے منافقین کو مسجد نبوی سے نکال دیا تھا اور مرتدین پر یہ توجیہ اس طرح منطبق ہوتی ہے کہ مرتدین پہلے اسلام لائے اور پھر دین اسلام سے منحرف ہو گئے تو آپ کا ان کو اصیحابی فرمانا ان کے پہلے حال اسلام کے اعتبار سے ہے اور بعد میں سحقا سحقا فرما کر

ان کو حوض سے دور کر دینا ان کے ارتداد کی سزا ہے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ یہ توجیہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ منافقین کو ایک نور دیا جائے گا اور ان کی ضرورت کے وقت اس نور کو بجھا دیا جائے گا پس جس طرح اللہ تعالے نے ان کے ظاہر ایمان کی وجہ سے ان کو نور عطا کیا تاکہ وہ اس سے دھوکا کھائیں اور ان کی ضرورت کے وقت پل صراط پر اس نور کو بجھا دیا اسی طرح یہ مستبعد نہیں ہے کہ پہلے ان کے چہرے اور ہاتھ پیروں کو سفید کر کے غرہ اور تحجیل کے ساتھ ان کا حشر کیا جائے اور آپ اس علامت کی وجہ سے ان کو اصیحابی فرمائیں اور جب ان کو حوض پہ پانی پینے کی ضرورت ہو تو آپ ان کو سحقا سحقا فرما کر حوض سے دور کر دیں، اور اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کو ان کے مکر کی یونہی جزا دیتا ہے۔[1]

شیخ زکریا اسی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

والظاھر عندی ان العرض لو صح لا یلزم منه علیه الصلوٰۃ والسلام یحفظھم فی کل وقت سیما وقت المحشر[2]

میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اگر عرض اعمال کی حدیث صحیح ہو تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وقت آپ کے ذہن میں وہ لوگ محفوظ رہیں خاص طور پر حشر کے وقت بھی۔

یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے ارتداد اور نفاق کا علم ہو لیکن محشر کی حشر سامانیوں کی بنا پر اس طرف توجہ نہ رہے، یہ جواب بھی صحیح اور درست ہے۔

شیخ تھانوی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کے بیان میں لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں ہے کہ بعض امتوں کی نسبت قیامت میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتے گا انك لا تدری ما احدثوا بعدك۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بعض ازمنہ تک بھی کہ آخر عمر سے بہت متاخر ہے آپ پر بعض کونیات ظاہر نہیں ہوئے نہ بالذات نہ بالعطاء۔[3]

تھانوی صاحب کی تصریح کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے کفر اور ارتداد کا علم نہیں تھا، حالانکہ قرآن مجید کے مطابق میدان حشر میں کافروں اور مرتدوں کی علامات ہر شخص پر عیاں اور بیاں ہوں گی، ان کے چہرے کالے

---

[1] علامہ محمد باقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح المؤطا ج ۱ ص ۷۰، مطبوعہ، المطبعۃ الخیریہ مصر۔
[2] شیخ محمد زکریا اوجز المسالک ج ۱ ص ۶۲ مطبوعہ المکتبۃ الیحیویہ، سہارنپور ہند۔
[3] شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، بسط البنان مع حفظ الایمان ص ۱۷، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور غبار آلود ہوں گے، آنکھیں پتھرائی ہوں نیلگوں ہوں گی اور وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہوں گے، اور ان کی علامات کی وجہ سے ان کی پہچان کا تعلق علم غیب کی بجائے علم شہادت سے ہوگا، اور میدان حشر میں موجود ہر شخص جان لے گا کہ کافر کون ہے اور مسلمان کون ہے، کس قدر حیرت کی بات ہے کہ علم رسالت کے انکار میں یہ لوگ اس قدر جری ہو گئے کہ علم غیب تو الگ رہا اب یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم شہادت کی بھی نفی کرنے لگے!

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے بھی اس حدیث کی روشنی میں علم رسالت پر گفتگو کی ہے جس کو میں یہاں من وعن تبرکاً نقل کر رہا ہوں۔

رہا قیامت کا واقعہ جس میں مذکور ہے کہ جماعت مرتدین کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اصیحابی اصیحابی فرما کر بلائیں گے اور اس وقت آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم، انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو قیامت کے دن بھی بعض باتوں کا علم نہ ہوگا۔ یہ عجیب قسم کا شبہ ہے جو حدیث مثبت علم ہو اس کو نفی میں پیش کیا جا رہا ہے۔ غور فرمائیے، یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کو پہلے بیان فرما رہے ہیں "علم نہ تھا تو بیان کیسے فرمایا"

رہی یہ بات کہ پھر حضور سے یہ کیوں کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف جلد ثانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۲۴۹ میں منکرین کی یہی پیش کردہ حدیث بایں الفاظ موجود ہے

فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کام کیے۔

"ما شعرت" جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا۔ نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث مبارک سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوا۔ چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے اس لیے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے۔ اور جس روایت میں وہ مذکور نہیں وہاں محذوف ماننا پڑے گا، مثلاً "انک لا تدری" والی حدیث میں ہمزہ مذکور نہیں تو یہاں محذوف مانیں گے اور اصل عبارت یوں ہوگی کہ "أانک لا تدری" "کیا آپ نہیں جانتے؟! ...... ورنہ حدیثوں میں تعارض ہو گا کیونکہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہونا تو صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں محذوف ہے، حضرت ابراہیم کا مقولہ "ھذا ربی" میں مفسرین نے "اھذا ربی" فرمایا ہے۔ یعنی کیا یہ میرا رب ہے لیکن اس کا زائد ہونا صحیح نہیں ہے۔

اگر "انک لا تدری" والی روایت میں ہمزہ استفہام محذوف نہ مانیں تو "اما شعرت" والی روایت میں ہمزہ کو زائد ماننا پڑے گا جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال علمی کی نفی ہوتی ہو۔

پھر یہ کہ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے اعمال کا علم ہے ترمذی شریف میں حدیث وارد ہے:

عرضت علی اعمال امتی حسنہا

میری امت کے تمام اچھے اور برے اعمال مجھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دتبیحها۔ بر پیش کیے گئے۔
اب غور فرمائیے کہ مرتدین بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل تھے، ان کا مرتد ہونا عمل قبیح ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔
جب امت کے تمام اعمال حسنہ اور قبیحہ حضور کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کا ارتداد جو عمل قبیح ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے عملوں کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کے یہی معنی صحیح ہیں کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے کیا عمل کیے؟ آپ کو معلوم تو ہے پھر بھی آپ غلبہ رحمت کے حال میں ان کو اپنی طرف لے جا رہے ہیں۔
"یہ حقیقت ہے کہ جب کریم کو سخاوت کرنے کے لیے بٹھا دیا جائے تو اس وقت اس کے دریائے سخا میں ایسا جوش ہوتا ہے کہ دشمن کی دشمنی کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی اور وہ بے اختیار اپنے کرم کا دامن اس کی طرف پھیلا دیتا ہے اور جب اسے توجہ دلائی جائے تو اس وقت متوجہ ہوتا ہے"
یہاں بالکل یہی معاملہ ہے۔
ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر رونق افروز ہیں۔ اپنے غلاموں کو چھلکتے ہوئے جام پلا رہے ہیں۔ مرتدین کی جماعت ادھر سے گزرتی ہے، حضور کو ان کے عملوں کا پورا پورا علم ہے۔ مگر اس وقت دریائے جود و سخا موجزن اور شانِ رحمت کا ظہور اتم ہے اس لیے ان کی بداعمالیوں کی طرف خیال مبارک جاتا ہی نہیں اور اپنے لطف عمیم اور کرم جسیم کے غلبہ حال میں بے اختیار فرما دیتے ہیں: "اصیحابی، اصیحابی"
لیکن جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ پیارے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا؟
پس فوراً توجہ مبارک ان کی بداعمالیوں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں:
"سحقا سحقا" انھیں دور لے جاؤ، دور لے جاؤ۔
طالب حق کے لیے اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے یہ بیان کافی ہے۔ [1]

بَابُ ۸۱۵ اِکْرَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِتَالِ الْمَلَآئِكَةِ مَعَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں فرشتوں کی جنگ کا اعزاز

۵۸۸۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید

---

[1] علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ، مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيَاضٌ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

لباس میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جنھیں میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا نہ بعد، یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام۔

۵۸۸۶۔ وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا سَعْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ يَوْمَ اُحُدٍ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَسَارِهٖ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا جو آپ کی طرف سے بہت شدت کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ان کو اس سے پہلے اور بعد کبھی نہیں دیکھا۔

غیر نبی کے لیے فرشتوں کو دیکھنے کی تحقیق

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز معلوم ہوا کہ فرشتوں نے آپ کی خاطر جنگ کی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کا نازل ہونا جنگ بدر کے ساتھ خاص نہیں تھا، اس حدیث سے سفید کپڑوں کے پہننے کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو دیکھنا نبیوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان کو صحابہ اور اولیاء اللہ بھی دیکھ لیتے ہیں، اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی بھی فضیلت ہے جنھوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ ۱

علامہ اُبّی مالکی لکھتے ہیں:

حضرت سعد نے جو یہ کہا کہ وہ فرشتے جبرائیل اور میکائیل تھے، یہ اس پر محمول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ جبرائیل اور میکائیل ہیں، اس کے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوگا، اور فرشتوں کو دیکھنا جائز ہے اور ان کے ساتھ وحی سے ہم کلام ہونا یہ عام انسانوں کے حق میں ممنوع ہے، یہاں فرشتوں کی جنگ کا جو ذکر ہے یہ عرف اور عادت کے مطابق جنگ پر محمول ہے ورنہ ایک فرشتے کی معمولی سی حرکت بھی تمام کفار کی ہلاکت کے لیے کافی تھی، جیسا کہ پچھلی امتوں کی ہلاکت سے معلوم ہو چکا ہے۔ ۲

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

امام غزالی اور دوسرے علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ اب بطور کرامت کے فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، اللہ تعالیٰ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اپنے اولیاء میں سے جس کو چاہتا ہے اس کرامت کے ساتھ مشرف فرماتا ہے، صحابہ کی ایک جماعت کے لیے یہ کرامت واقع ہوئی، جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا نبی کے علاوہ جو شخص بھی جبرائیل کو دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا۔ (اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت جبرائیل کو دیکھا، ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہ نے اس وقت حضرت جبرائیل کو دیکھا جب انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق سوال کیا اور ان میں سے کوئی بھی اندھا نہیں ہوا، کیونکہ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ جس شخص نے حضرت جبرائیل کو تنہائی میں بطور کرامت کے دیکھا وہ نابینا ہو جائے گا۔ [1]

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھنے والے کے لیے اندھا ہونے کی پیش گوئی اس شخص کے متعلق فرمائی ہو جس نے جبرائیل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہو۔

بَابُ ۸۱۶ فِي شَجَاعَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت

۵۸۸۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى) قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے، صحابہ اس آواز کی طرف گئے، راستہ میں ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ کی گردن مبارک میں تلوار تھی اور آپ فرما رہے تھے، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، تم کو خوفزدہ نہیں کیا گیا، آپ نے فرمایا ہم نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا۔ یا وہ سمندر تھا۔ حضرت انس نے کہا وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔

۵۸۸۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں دہشت پھیل گئی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ کا گھوڑا مستعار لیا، اس کا نام مندوب تھا،

---

[1] علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ، فتاوی حدیثیہ ص ۵۵، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ بمصر، ۱۳۵۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَۃَ یُقَالُ لَہٗ مَنْدُوْبٌ فَرَکِبَہٗ فَقَالَ مَا رَاَیْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّاِنْ وَجَدْنَاہُ لَبَحْرًا۔

آپ اس پر سوار ہوئے، آپ نے فرمایا ہم نے کوئی ڈر اور خوف نہیں دیکھا، اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

۵۸۸۹۔ وَحَدَّثَنَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْہِ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ) قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ فَرَسًا لَنَا وَلَمْ یَقُلْ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ وَفِیْ حَدِیْثِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَۃَ سَمِعْتُ اَنَسًا۔

ابن جعفر کی روایت میں ہمارے گھوڑے کا ذکر ہے اور ابو طلحہ کا ذکر نہیں ہے اور قتادہ کی روایت میں سمعت انسا ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا بیان ہے کیونکہ آپ دشمن کی طرف تمام لوگوں سے پہلے بہت جلد نکل کر گئے، اور حقیقت حال معلوم کر کے لوگوں کے پہنچنے سے پہلے واپس لوٹ آئے، نیز اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم برکت کا بیان ہے کہ آپ کے سوار ہونے کی وجہ سے سست رفتار گھوڑا انتہائی تیز رفتار ہو گیا، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایک انسان واقعہ کی تحقیق کرنے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے جا سکتا ہے، الا یہ کہ اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو، اس حدیث میں کسی چیز کے مستعار لینے کا بھی ثبوت ہے اور گلے میں تلوار لٹکانے کا ثبوت ہے اور گھوڑے کا نام رکھنے کی دلیل ہے، اس حدیث سے دیگر جانوروں کے نام رکھنے پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ ۸۱؎ جُوْدِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

۵۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ (یَعْنِی ابْنَ سَعْدٍ) عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِیَادٍ (وَاللَّفْظُ لَہٗ) اَخْبَرَنَا اِبْرَاھِیْمُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللہِ بْنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ فَیَعْرِضُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور آپ کی سخاوت کا سب سے زیادہ ظہور رمضان کے مہینہ میں ہوتا تھا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان کے مہینہ میں اخیر مہینہ تک آپ سے ملاقات کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے تھے، اور جب حضرت جبرائیل آپ سے ملاقات کرتے تو آپ بارش برسانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

۵۸۹۱ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کی ہیں۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم سخاوت کا ذکر ہے، اور یہ کہ رمضان کے مہینہ میں زیادہ سخاوت کرنی چاہیے، اور صالحین سے ملاقات کے وقت بھی زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور قرآن مجید کا دور کرنا چاہیے۔

بَابُ ۸۱۸ حُسْنِ خُلُقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق

۵۸۹۲ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُو الرَّبِيْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ اُفًّا قَطُّ وَلَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَهَلَّا فَعَلْتَ كَذَا زَادَ اَبُو الرَّبِيْعِ لَيْسَ مِمَّا يَصْنَعُهُ الْخَادِمُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ وَاللّٰهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم، آپ نے کبھی مجھ سے اُف نہیں کہا، اور نہ کبھی مجھ سے یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ یا فلاں کام کیوں کیا، ایک روایت میں ہے جو کام خادم نہیں کرتا، اور قسم کا ذکر نہیں ہے۔

۵۸۹۳ - وَحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِهٖ۔

ایک اور سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۵۸۹۴ - وَحَدَّثَنَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمَاعِيْلَ وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! انس ایک ذہین لڑکا ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا حضرت انس کہتے ہیں کہ پھر سفر اور حضر میں، میں آپ کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم اگر میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ اس طرح کیوں کیا؟ اور اگر

Ataunnabi.com

لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا أَوْ لَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا ۔

میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ (وَهُوَ ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ) عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ سِنِينَ فَمَا أَعْلَمُهُ قَالَ لِي قَطُّ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا وَلَا عَابَ عَلَيَّ شَيْئًا قَطُّ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہا، مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ نے یوں فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ آپ نے کبھی میری کسی چیز کی مذمت کی۔

۵۸۹۶ - حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) قَالَ قَالَ إِسْحٰقُ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أُنَيْسُ أَذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُهُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے میں اس کو کرنے ضرور جاؤں گا، میں چلا گیا، حتی کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گدی پکڑی ہوئی ہے، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا: اے انیس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے کہا تھا، میں نے کہا جی! میں جا رہا ہوں یا رسول اللہ! حضرت انس نے کہا خدا کی قسم میں نو سال آپ کی خدمت میں رہا، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپ نے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیا ہے؟ یا کوئی کام میں نے ترک کیا ہو تو آپ نے اس کے لیے یہ فرمایا ہو کہ تم نے اس، اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۵۸۹۷ - وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو الرَّبِيعِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ کے سلسلہ میں احادیث کے تعارض کا جواب

علامہ نووی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال اور کچھ مہینے رہے تھے، بعض روایات میں انھوں نے ان مہینوں کا اعتبار نہیں کیا اور نو سال ذکر کیے اور بعض روایات میں نو سال اور کچھ مہینوں کو تغلیباً دس سال سے تعبیر فرمایا۔ [۱]

خُلق کا لغوی معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

خَلق اور خُلق دونوں کی اصل ایک ہے لیکن خَلق کا لفظ ان ہیئات، اشکال اور صورتوں کے ساتھ مختص ہے جن کا آنکھ کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے اور خُلق کا لفظ ان قوتوں اور خصلتوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا بصیرت کے ساتھ ادراک کیا جاتا ہے، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: انك لعلى خلق عظيم (قلم: ۴) "اور بلا شبہ آپ ضرور بہت عظیم خُلق پر ہیں"۔ اور انسان اپنے کسب سے جس فضیلت کو حاصل کرے اس کو خلاق کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے: وماله فی الاخرة من خلاق (بقرہ: ۱۰۲) "آخرت میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں"۔ [۲]

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

خُلُق اور خُلق کا معنی ہے طبیعت اور خصلت اور اس کی حقیقت انسان کی باطنی صورت ہے، یہ انسان کے وہ اوصاف اور معانی ہیں جو اس کے ساتھ اس کی صورت ظاہرہ کی طرح مختص ہوں، یہ اوصاف حسن بھی ہوتے ہیں اور قبیح بھی اور انسان کی باطنی صورتوں کے اوصاف کے ساتھ ثواب اور عقاب کا تعلق اس کی ظاہری صورتوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث میں حسن خلق کی متعدد جگہ تعریف کی گئی ہے، حدیث میں ہے: حسن خلق سے زیادہ میزان میں کوئی چیز وزنی نہیں ہے، نیز آپ کا ارشاد ہے: جس چیز کی وجہ سے لوگوں کا جنت میں زیادہ دخول ہوگا وہ اللہ کا خوف ہے اور حسن خلق ہے، جس شخص کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے، اس کا ایمان زیادہ کامل ہوگا، نیز ارشاد ہے: انسان اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کے اجر کو پالیتا ہے اور فرمایا: مجھے مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، اس قسم کی اور بہت احادیث ہیں اسی طرح بُرے اخلاق کی مذمت میں بھی بہت احادیث ہیں۔ [۳]

خُلق کا اصطلاحی معنی

امام رازی لکھتے ہیں:

خُلق ایک ملکہ نفسانیہ ہے جو شخص اس سے متصف ہو اس کے لیے افعال محمودہ کا اکتساب سہل اور آسان ہو جاتا ہے، بخل، غضب، معاملات میں تشدد کرنا، قول اور فعل میں لوگوں کے ساتھ تکبر کرنا، ترک تعلق کرنا، خرید و فروخت میں تساہل کرنا، رشتہ داروں کے حقوق سے تغافل کرنا وغیرہ ان تمام چیزوں

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۵۸، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ۱۳۴۲ھ

[۳] علامہ محمد بن اثیر جذری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۷۰، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعات ایران، ۱۳۶۴ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے احتراز کرنا حسن خلق میں داخل ہے جب انسان کی روح قدسیہ ہو اور اس میں معارف الٰہیہ حقہ کی بہت زیادہ استعداد ہو اور عقائد باطلہ کو قبول کرنے کی بالکل استعداد نہ ہو تو پھر اس کی طبیعت میں ایسا ملکہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے افعال محمودہ کا کرنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ [1]

حسن اخلاق کی فضیلت

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

انسان میں از خود جو اوصاف ہوتے ہیں ان کو خُلق کہتے ہیں کیونکہ وہ اوصاف اس میں بمنزلہ خلقت ہوتے ہیں، صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کا خلق قرآن ہے، قتادہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے اوامر پر عمل کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نواہی سے مجتنب رہتے تھے، نیز جب حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت عائشہ نے قد افلح المؤمنون سے لے کر دس آیتیں پڑھیں، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا کسی کا خلق نہیں تھا، صحابہ یا اہل بیت میں سے جو شخص بھی آپ کو بلاتا تو آپ فوراً لبیک کہتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انک لعلی خلق عظیم" اور جب بھی کسی خلق محمود کا ذکر کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا، جنید نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ اللہ کے سوا آپ کی ہمت (کامل توجہ) اور کسی طرف نہیں ہوتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ آپ کے خلق کو اس لیے عظیم کہا گیا ہے کہ آپ میں مکارم اخلاق مجتمع تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا ہے، روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اچھا ادب سکھایا، جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين (اعراف: ۱۹۹) "معاف کرنا اختیار کیجئے، نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے" جب میں نے اس کو قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"انک لعلی خلق عظیم۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، گناہ کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز امام ترمذی نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں خلق حسن سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہو گی، اور بے شک اللہ تعالیٰ بے حیاء اور درشت کلام سے بغض رکھتا ہے، یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام ترمذی حضرت ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز میزان میں وزنی نہیں ہو گی، اور اچھے اخلاق والا روزہ دار اور قیام کرنے والے کے اجر کو پالے گا، یہ حدیث غریب ہے، اور امام ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جنت میں زیادہ داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ڈر اور اچھے اخلاق سے، اور پوچھا گیا کہ لوگ کس چیز کی وجہ سے جہنم میں زیادہ داخل ہوں گے؟ فرمایا منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے، یہ حدیث صحیح غریب ہے، عبداللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تعریف میں کہا: کشادہ روئی نیکی کو پھیلانا اور تکلیف

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۹ ص ۱۰۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چیز کو دور کرنا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ محبوب اور مجھ سے زیادہ قریب شخص وہ ہوگا جس کے اخلاق تم میں زیادہ اچھے ہوں گے، اور قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور شخص وہ ہوگا جو بد زبان، درشت کلام اور متکبر ہوگا امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ [1]

خُلق جبلی صفت ہے یا اختیاری؟

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ حسن خلق فطری اور طبعی صفت ہے یا اکتسابی اور اختیاری صفت ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ فطری صفت ہے کیونکہ امام بخاری نے روایت کیا ہے: جس طرح اللہ تعالےٰ نے تمہارے درمیان ارزاق تقسیم کیے ہیں اسی طرح اس نے تمہارے درمیان اخلاق تقسیم کیے ہیں (الادب المفرد ص ۸۹) اور ایک قول یہ ہے کہ حسن خلق اختیاری اور کسبی صفت ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اشج سے فرمایا: تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے حلم اور انات (بوجھ اٹھانا) انھوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ میں یہ خصلتیں قدیم ہیں یا حدیث ہیں؟ آپ نے فرمایا قدیم ہیں، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے دو ایسے خلق پر پیدا فرمایا جو اس کو محبوب ہیں، علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا سوال میں دو قسموں کو بیان کرنا اور آپ کا انھیں مقرر رکھنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بعض خلق جبلی ہوتے ہیں اور بعض خلق کسبی ہوتے ہیں (ملا علی قاری کہتے ہیں) زیادہ ظاہر یہ ہے کہ تمام اخلاق اپنی اصل کے اعتبار سے جبلی ہوتے ہیں جو کمیت اور کیفیت میں کمی اور زیادتی کی استعداد رکھتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ صالح اخلاق کو مکمل کر دوں، اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام حاکم، امام بیہقی اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے مکارم اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں (امام مالک نے مؤطا میں محاسن اخلاق کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ سعیدی غفرلہ) امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دعا افتتاح کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! جس طرح میری صورت اچھی بنائی ہے میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے، اور عارفین سے منقول ہے کہ اخلاق ربانیہ سے متخلق ہونا اور اوصاف الٰہیہ سے متصف ہونا حسن خلق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو فرمایا: آپ کا خلق قرآن ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کے معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ کے خلق عظیم کے مراتب غیر متناہی ہیں، آپ کے اخلاق بنو آدم کی تمام اقسام کے افراد کو شامل ہیں بلکہ تمام مخلوقات عالم کی اجناس اور انواع کو شامل ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عرب اور عجم اور انس و جن کی طرف مبعوث کیا بلکہ تمام ملائکہ، نباتات اور جمادات کی طرف مبعوث کیا، جیسا کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے: بعثت الی الخلق کافۃ "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں" [2]

---

[1] - علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۸ ص ۲۲۸-۲۲۷، مطبوعہ ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] - ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۵۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عائشة انها لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا في الاسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو و يصفح۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً بری باتیں کرتے تھے نہ تکلفاً، نہ بازار میں شور کرتے تھے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، لیکن معاف کرتے تھے اور درگزر کرتے تھے۔

عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده شيئا قط الا ان يجاهد في سبيل الله ولا ضرب خادما ولا امرأة۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے علاوہ کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا اور کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو مارا۔

عن عائشة قالت ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم منتصرا من مظلمة ظلمها قط ما لم ينتهك من محارم الله تعالى شئ فاذا انتهك من محارم الله تعالى شئ كان من اشدهم في ذالك غضبا وما خير بين امرين الا اختار ايسرهما ما لم يكن ماثما۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ظلم کا بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا، بہ شرطیکہ حدود اللہ کو نہ توڑا گیا ہو اور جب اللہ تعالیٰ کی حدود کی ذرا سی بھی خلاف ورزی ہوتی تو آپ کو اس پر سب سے زیادہ غصہ آتا، اور جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرما لیتے، بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال قال الحسين بن علي رضي الله عنهما سألت ابي عن سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم في جلسائه فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم البشر سهل الخلق لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب ولا فحاش

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے ہم نشینوں کے ساتھ سیرت کے متعلق سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش رو، نرم خو اور نرم مزاج رہتے تھے، آپ بد خلق تھے نہ درشت مزاج، شور مچانے والے تھے نہ بدگو، عیب جو تھے نہ بخیل،

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۵۹۶ ، 〃 〃

[3] 〃 〃 ، جامع ترمذی ص ۵۹۶ ، 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ولا عیاب ولا مشاح یتغافل عما لا یشتھی ولا یؤیس منه ولا یجیب فیه قد ترك نفسه من ثلاث المراء والاكبار وما لا یعنیه وترك الناس من ثلاث كان لا یذم احدا ولا یعیبه ولا یطلب عورته ولا یتكلم الا فیما رجا ثوابه واذا تكلم اطرق جلساؤه كانما علی رؤسهم الطیر واذا سكت تكلموا لا یتنازعون عنده الحدیث ومن تكلم عنده انصتوا له حتی یفرغ حدیثهم عنده حدیث اولهم یضحك مما یضحكون منه ویتعجب مما یتعجبون منه ویصبر للغریب علی الجفوة فی منطقه ومسئلته حتی ان كان اصحابه یستجلبونهم ویقول اذا رأیتم طالب حاجة یطلبها فارفدوه ولا یقبل الثناء الا من مكافئ ولا یقطع علی احد حدیثه حتی یجوز فیقطعه بنھی او قیام۔[1]

جس چیز کی آپ کو خواہش نہ ہوتی اس سے اعراض فرماتے اور دوسروں کو اس سے مایوس نہ کرتے، تین چیزوں کو آپ نے ترک کر دیا تھا، جھگڑا، تکبر اور بے مقصد کام، لوگوں کے معاملات میں بھی تین چیزوں کو ترک کر دیا تھا، کسی کی مذمت کرتے تھے نہ اس کو عیب لگاتے تھے، کسی کا عیب تلاش نہیں کرتے تھے، جس چیز میں ثواب کی امید ہو اس کے ماسوا میں بات نہیں کرتے تھے، جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے اصحاب اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ خاموش ہو جاتے تو پھر وہ بات شروع کرتے تھے، آپ کے سامنے وہ کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ سے بات کرتا تو سب خاموش ہو جاتے، حتیٰ کہ وہ شخص اپنی بات سے فارغ ہو جاتا، جس بات پر لوگ ہنستے آپ بھی ہنستے تھے اور جس پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی تعجب کرتے تھے، کسی اجنبی شخص کی بات اور سوال میں سختی پر صبر فرماتے، حتیٰ کہ آپ کے اصحاب (سوال کے لیے) اجنبیوں کو لے آتے، آپ فرماتے جب تم کسی ضرورت مند کو سوال کرتے دیکھو تو اس کی حاجت پوری کرو، آپ صرف اسی شخص کی تعریف قبول کرتے جو کسی احسان کے بدلے تعریف کرتا، کسی شخص کی بات نہیں کاٹتے تھے الّا یہ کہ وہ حد سے بڑھ جائے پھر اس کو منع فرماتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما یقول ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شیئا قط فقال لا۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوال کے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا۔

عن عائشة رضی اللہ عنھا ان النبی صلی اللہ علیه وسلم كان یقبل الھدیة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور جواباً ہدیہ

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، شمائل ترمذی جامع ترمذی ص ۵۹۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " " " " ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۹۶

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وشیب علیہا۔ ؎ | عنایت فرماتے۔

باب سخائه صلى الله عليه وسلم ٨١٩

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جود وسخا

۵۸۹۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے "نہیں" فرمایا ہو۔

۵۸۹۹ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْاَشْجَعِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مِثْلَهُ سَوَاءً۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے۔

۵۹۰۰ - وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ وہ عطا فرما دیتے، ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: اے لوگو مسلمان ہو جاؤ، کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خدشہ نہیں رہتا۔

۵۹۰۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهُ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ فَقَالَ اَنَسٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں، آپ نے اس کو وہ بکریاں عطا کر دیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اسلام لے آؤ کیونکہ خدا کی قسم! بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خدشہ نہیں رہتا، حضرت انس نے کہا کہ ایک آدمی صرف دنیا کی وجہ سے مسلمان ہوتا تھا،

؎ ۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، شمائل ترمذی مع جامع ترمذی ص ۵۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَمَا يُسْلِمُ حَتّٰى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔

۵۹۰۲- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاقْتَتَلُوا بِحُنَيْنٍ فَنَصَرَ اللهُ دِينَهُ وَالْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ مِائَةً مِنَ النَّعَمِ ثُمَّ مِائَةً ثُمَّ مِائَةً قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ صَفْوَانَ قَالَ وَاللهِ لَقَدْ أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَانِي وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ فَمَا بَرِحَ يُعْطِينِي حَتّٰى إِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ۔

۵۹۰۳- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ أَحَدُهُمَا يَزِيدُ عَلَى الْآخَرِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُفْيَانُ وَسَمِعْتُ أَيْضًا عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَزَادَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَالَ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ فَقَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ

پھر اسلام لانے کے بعد اس کو اسلام دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح میں، فتح مکہ کے لیے جہاد کیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، اور حنین میں جنگ کی، اللہ تعالٰے نے آپ کے دین کو اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، اس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے پھر سو اونٹ دیے، ______ پھر سو اونٹ دیے، ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے یہ بیان کیا کہ صفوان نے یہ کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، جو بھی عطا فرمایا، آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ مبغوض تھے، آپ مجھے مسلسل عطا فرماتے رہے، حتی کہ آپ میری نظر میں تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اتنا، اتنا، اتنا دوں گا آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، پھر بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مال آیا، پھر ایک منادی نے یہ ندا کی، کہ جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو، یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو وہ آکر لے لے میں گیا اور میں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا، پھر حضرت ابوبکر نے ایک بار مٹھی بھر دی اور فرمایا اس کو گنو، میں نے گنا تو وہ پانچ سو تھے، حضرت ابوبکر نے فرمایا اس کی دو مثل اور لے لو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَتْ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَحَثَى أَبُو بَكْرٍ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔

۵۹۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو حضرت ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے مال آیا، حضرت ابو بکر نے کہا جس شخص سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا جس کا آپ پر کوئی قرض ہو، وہ ہمارے پاس آئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

ف: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ مؤلفۃ الکفار کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی اور دیگر صدقات میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی نہیں دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اب اسلام کو غالب کر دیا ہے، جس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی، یہ اس وقت کا حکم تھا، اور مؤلفۃ المسلمین کو زکوٰۃ دینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان کو زکوٰۃ اور بیت المال سے رقم دینا جائز ہے۔

بَابُ ۸۲۰ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذٰلِكَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت اور آپ کی تواضع کا بیان

۵۹۰۵- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ (وَاللَّفْظُ لِشَيْبَانَ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے، پھر آپ نے اس صاحبزادے کو لوہار کی بیوی ام سیف کو دے دیا، اس لوہار کا نام ابو سیف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

أَتَى إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا أَبَا سَيْفٍ أَمْسِكْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ فَقَالَ أَنَسٌ لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَاللَّهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ ـ

تھا، ایک روز آپ اس کے پاس گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، جب ہم ابوسیف کے پاس گئے تو وہ بھٹی دھونک رہا تھا اور گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس جلدی جلدی گیا، اور اس سے کہا: اے ابوسیف! ذرا ٹھہر جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، وہ ٹھہر گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو منگوایا، اور اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ فرمایا، حضرت انس کہتے ہیں، میں اس بچہ کو دیکھ رہا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جان دے رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، آپ نے فرمایا آنکھیں رو رہی ہیں اور دل غمگین ہے، اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے، بہ خدا، اے ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غمزدہ ہیں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر بغیر اختیار کے طور پر آنسو گرنے اور غمزدہ ہونے پر مواخذہ نہیں ہوتا، البتہ نوحہ کرنا منع ہے۔

۵۹۰۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ) عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنی اولاد پر شفیق نہیں دیکھا، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں دودھ پیتے تھے، آپ وہاں تشریف لے جاتے تھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ وہاں تشریف لے جاتے درآں حالیکہ وہاں دھواں ہوتا کیونکہ اس دایہ کا خاوند لوہار تھا، آپ بچہ کو بوسہ دیتے اور پھر لوٹ آتے، جب حضرت ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کے ایام میں فوت ہو گیا، اور اس کے لیے دو دودھ پلانے والیاں ہیں جو جنت میں مدت رضاعت تک اس کو دودھ پلائیں گی۔

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تُكْمِلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ۔

۵۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالُوا لَكِنَّا وَاللَّهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیہاتی آئے، اور انھوں نے پوچھا، کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انھوں نے کہا لیکن بخدا ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے رحمت نکال لی ہے تو میں اس کا مالک تو نہیں ہوں! ابن نمیر کی روایت میں ہے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے۔

۵۹۰۸۔ وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ فَقَالَ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اقرع بن حابس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو بوسہ دے رہے تھے، اس نے کہا میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

۵۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۵۹۱۰۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ عزوجل رحم نہیں کرے گا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

۵۹۱۱- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ۔

حضرت جریر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ف: رحمت کے آثار سے یہ بھی ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دے، مصیبت زدہ کی داد رسی کرے، جنگی قیدیوں کو چھڑائے، مضطر کی مدد کرے، ڈوبنے والے کو بچائے۔

بَابُ[821] كَثْرَةِ حَيَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بکثرت حیاء کا بیان

۵۹۱۲- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ حیاء کرنے والے تھے، جب آپ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو ہم آپ کے چہرے سے جان لیتے۔

۵۹۱۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا، اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً بدگوئی کرتے تھے نہ

Ataunnabi.com

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ یَکُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحَاسِنَکُمْ اَخْلَاقًا قَالَ عُثْمَانُ حِیْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِیَةَ اِلَی الْکُوْفَةِ۔

تکلفاً اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں، عثمان نے کہا جب آپ حضرت معاویہ کے ساتھ کوفہ میں آئے۔

۵۹۱۴ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَوَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ یَعْنِی الْاَحْمَرَ کُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

حیاء کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ مناوی لکھتے ہیں

علامہ ابن دقیق العید نے کہا مذمت اور عتاب کے خوف سے انسان کے اوپر تغیر اور انکسار کی جو حالت طاری ہوتی ہے، اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو وصف انسان کو بُرے کاموں سے اجتناب اور اچھے کاموں کے اکتساب پر برانگیختہ کرے اس کو حیاء کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی نعمتیں اور اپنی تقصیرات کو دیکھنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیاء کہتے ہیں، حیاء کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) ۔ کریم کی حیاء: جیسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ولیمہ میں بعض لوگوں کے زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیاء کی اور ان سے یہ نہیں فرمایا کہ تم اٹھ کر چلے جاؤ۔

(۲)۔ محب کی محبوب سے حیاء: حتی کہ جب اس کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو حیاء جوش میں آ جائے۔

(۳)۔ حیاء العبودیۃ: بندہ اپنے نیک اعمال کی کمی یا بداعمالیوں کو دیکھ کر شرمندہ ہو۔

(۴)۔ انسان کا اپنے آپ سے حیاء کرنا: اپنے آپ کو کسی بلند منصب پر دیکھ کر اپنے نقائص کا خیال کر کے خود سے حیاء کرنا۔ [۱]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

حیاء، حیاۃ سے ماخوذ ہے، ایک سے زمین کی زندگی ہے اور دوسری سے دل کی زندگی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے "حیا ایمان سے ہے" ہو سکتا ہے اس سے یہی مراد ہو، مذمت کے خوف سے انسان پر جو تغیر اور انکسار کی حالت طاری ہوتی ہے اس کو لغت میں حیاء کہتے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حیاء اس وصف کو کہتے ہیں جو بُرے کاموں سے اجتناب اور حقدار کے حق میں تقصیر سے احتراز کرنے پر ابھارتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو حسن اور کمال سے ادا کرنا حیاء پر موقوف ہے۔ [۲]

---

[۱] ۔ علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲] ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

اگر حیاء کی وجہ سے ضعف، بزدلی، حق سے خروج اور حد قائم کرنے کو چھوڑنا پیدا نہ ہو تو حیاء محمود ہے ورنہ مذموم ہے، جنسی عمل کو گفتگو میں کنایہ سے تعبیر کرنا بھی حیاء کے آثار سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے غسل کرتے تھے اور کسی نے آپ کی شرمگاہ کو نہ دیکھا، حضرت ابن عمر نے کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی کو بہادر اور آپ سے زیادہ کسی کو عبادت گذار نہیں دیکھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار ہوتی تو آپ کے چہرہ سے معلوم ہوجاتا، کیونکہ آپ کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا، جب آپ کو کوئی چیز ناگوار لگتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے آفتاب پر ابر آگیا ہو۔ ؎۱

بَابُ تَبَسُّمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُسْنِ عِشْرَتِهٖ ۸۲۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم اور حسن معاشرت

۵۹۱۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں بہت مرتبہ، آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے، جب آفتاب طلوع ہوتا تو آپ وہاں سے اٹھتے، صحابہ کرام باتوں میں مشغول ہوتے اور زمانہ جاہلیت کے کاموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا دیتے تھے۔

تبسم، ہنسی اور قہقہہ کی تعریفات

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

مسکرانے کو ہنسی کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی اونگھ کو نیند کے ساتھ ہے، خوشی کی وجہ سے چہرہ پھیل جائے اور دانت ظاہر ہو جائیں پھر اگر دور تک آواز سنائی دے تو قہقہہ ہے اور اگر قریب تک آواز سنائی دے تو ہنسی ہے اور اگر بالکل آواز نہ ہو تو پھر تبسم ہے۔ ؎۲

تبسم اور ہنسی کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صبح کی نماز کے ______ بعد ذکر کرنے اور مصلاء نماز پر بیٹھنے کا استحباب ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا اور اہل علم کا بھی یہی معمول تھا، وہ طلوع شمس تک اس وقت میں ذکر اور دعا میں مشغول رہتے تھے، نیز اس حدیث میں پچھلی امتوں کا ذکر کرنے اور ہنسنے کا جواز ہے، اور افضل یہ ہے کہ تبسم کرنے پر اقتصار کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں تبسم پر اکتفاء

؎۱ ۔ علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۷، ۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

؎۲ ۔ علامہ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرتے تھے، زیادہ ہنسنا مکروہ ہے اور اہل مراتب اور اہل علم کا زیادہ ہنسنا قبیح ہے۔ [1]

علامہ ابی لکھتے ہیں:

زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور یہ برے لوگوں کا طریقہ ہے، اہل فضل اور اہل علم کے حال کے مناسب صرف تبسم ہے۔ [2]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تبسم اور ہنسی کے مواقع اور اسباب

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم امر آخرت کی باتوں پر ہنستے تھے اور دنیاوی باتوں پر صرف مسکرا دیتے تھے، حدیث میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنستے تو دیواریں روشن ہو جاتیں، یعنی دیواروں پر آپ کا نور چمکتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرتے ہوئے نہیں دیکھا (شمائل ترمذی)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے کی بہ نسبت مسکراتے زیادہ تھے، اس کے برخلاف عام لوگوں کی ہنسی تبسم سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث اس سے متعارض نہیں ہے کہ آپ مسلسل غمگین رہتے تھے، ایک توجیہ یہ ہے کہ آپ امور آخرت کی وجہ سے ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ ظاہری طور پر بہ کثرت تبسم کرتے تھے تاکہ ان کی تالیف قلب ہوتی رہے۔ [3]

بَابُ ۸۲۳ فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عورتوں پر رحمت

۵۹۱۶ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَغُلَامٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جا رہے تھے، اور آپ کے ساتھ انجشہ نام کا ایک حبشی لڑکا گا رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے انجشہ آہستہ آہستہ چلو! جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو۔

۵۹۱۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو كَامِلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۰ - ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهٖ۔

۵۹۱۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَسَوَّاقٌ يَسُوْقُ بِهِنَّ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ تَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے پاس گئے دراں حالیکہ انجشہ نام کا ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹ ہانک رہا تھا آپ نے فرمایا: اے انجشہ اپنے اونٹوں کو آہستہ ہانکو، جیسے شیشہ کو لے جا رہے ہو، ابو قلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی ایسا کلمہ کہتا تو تم اس پر عیب لگاتے۔

۵۹۱۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ مَعَ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ يَسُوْقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ اَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ حضرت ام سلیم بھی تھیں اور ایک اونٹ ہانکنے والا ان کے اونٹوں کو ہنکا رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انجشہ شیشوں کو آہستہ لے کر چلو۔

۵۹۲۰۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِیْ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدًا يَا اَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خوش الحان حدی خواں تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے انجشہ شیشوں کو نہ توڑنا، یعنی کمزور عورتوں کو تکلیف نہ دینا۔

۵۹۲۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت ذکر کی اور اس میں حدی خواں کی خوش الحانی کا ذکر نہیں ہے۔

علامہ اُبّی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں شیشہ سے مراد عورتیں ہیں، کیونکہ ان کے عزائم ضعیف ہوتے ہیں اور جس طرح شیشہ نازک ہوتا ہے اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورتیں بھی نازک اندام ہوتی ہیں اور ان کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی خطرہ ہوتا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے۔ آپ نے اس خوش الحان حدی خواں کو گانے سے اس لیے منع کیا کہ عورتیں اس کی آواز کے حسن سے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، یا اس لیے کہ گانے کی آواز سن کر اونٹ تیز چلتے ہیں اور ان کے تیز چلنے کی وجہ سے عورتوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔[1]

بَابُ ۸۲ قُرْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّاسِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِهِ وَتَوَاضُعِهِ لَهُمْ

لوگوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تبرک اور قرب حاصل کرنا اور آپ کا تواضع فرمانا

۵۹۲۲- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِي النَّضْرِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ يَعْنِيْ هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يُؤْتٰى بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَآءُوْهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے، آپ ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے، بسا اوقات سرد صبح میں یہ واقعہ ہوتا اور آپ اپنا ہاتھ ان میں ڈبو دیتے۔

۵۹۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام آپ کا سر مونڈ رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے گرد گھوم رہے تھے، وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال بھی زمین پر گرنے کی بجائے ان کے ہاتھ میں گرے۔

۵۹۲۴- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ انْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا، وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپ نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہو انتظار کرو، میں تمہاری حاجت پوری کر دوں گا، پھر آپ نے راستہ میں اس سے بات کی اور اس کی حاجت پوری کر دی

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ف : وہ عورت سب کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنا نہیں چاہتی تھی، اس لیے آپ نے اس سے تنہائی میں ملاقات کی۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۲ میں ہے کہ صحابہ کرام روزِ صبح پانی کے بھرے ہوئے برتن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ علامہ ابی مالکی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے برتنوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگواتے تھے، اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا بیان ہے آپ سب لوگوں سے مل جل کر رہتے تھے اور ہر چھوٹے اور بڑے کے بلانے پر چلے آتے تھے جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا انك لعلى خُلُق عظيم (قلم : ۴) "بے شک ضرور آپ بڑی شان والے خلق پر ہیں" لہ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے جب حجام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈتا تو صحابہ کرام آپ کے گرد گھومتے اور کسی بال کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے۔

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن سيرين قال قلت لعبيدة عندنا من شعر النبی صلى الله عليه وسلم اصبناه من قبل انس او من قبل اهل انس فقال لان تكون عندى شعرة منه احب الی من الدنيا وما فيها۔ کہ

ابن سیرین کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو مجھے حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملا تھا، ابن سیرین نے کہا اگر میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال بھی ہو تو وہ مجھے دنیا اور ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حلق راسه كان ابوطلحة اول من اخذ شعره۔ سہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سر منڈوایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے آپ کے بال لیے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بال اس کی پاکیزگی اور نظافت کی وجہ سے بطور

لہ۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

سہ۔ " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تبرک اپنی ٹوپی میں رکھا ہوا تھا۔ وہ جہاد میں اس ٹوپی کو پہن کر جاتے اور اس کی برکت سے مدد طلب کرتے تھے۔ جنگ یمامہ میں وہ ٹوپی گر گئی تو انھوں نے اس کو بہت شدید سمجھا (اور حالت جہاد میں ٹوپی اٹھائی) صحابہ کرام کو اس پر حیرت ہوئی تو حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ میں نے اس کو ناپسند کیا کہ یہ ٹوپی مشرکین کے ہاتھوں میں پڑ جائے حالانکہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بال ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث کی شرح میں علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ کرام بہ طور تبرک آپ کے بال کو ـــــ حاصل کرتے تھے اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ [2]

بَابُ ۸۲۵ تَرْكِ الْاِنْتِقَامِ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی!

۵۹۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ -

۵۹۲۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ فِيْ رِوَايَةِ فُضَيْلٍ ابْنِ شِهَابٍ وَفِيْ رِوَايَةِ جَرِيْرٍ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ

اپنی ذات کا انتقام نہ لینا اور حدود الٰہی میں سختی کرنا

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان چیز کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، الّا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

ابن شہاب بهذا الاسناد نحو حديث مالك ـ

۵۹۲۷ ـ حدثنا ابو كريب حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين امرين احدهما ايسر من الاخر الا اختار ايسرهما ما لم يكن اثما فان كان اثما كان ابعد الناس منه ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب بھی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہونے والے تھے۔

۵۹۲۸ ـ وحدثناه ابو كريب وابن نمير جميعا عن عبد الله بن نمير عن هشام بهذا الاسناد الى قوله ايسرهما ولم يذكرا ما بعده ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۲۹ ـ حدثناه ابو كريب حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده ولا امرأة ولا خادما الا ان يجاهد في سبيل الله وما نيل منه شيء قط فينتقم من صاحبه الا ان ينتهك شيء من محارم الله فينتقم لله عز وجل ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتال فرمایا، اور جب بھی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا گیا آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا، اِلّا یہ کہ اللہ تعالے کی حدود کی خلاف ورزی کی جائے، پھر آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے۔

۵۹۳۰ ـ وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة وابن نمير قالا حدثنا عبدة ووكيع ح وحدثنا ابو كريب حدثنا ابو معاوية كلهم عن هشام بهذا الاسناد يزيد بعضهم على بعض ـ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کو پیش نظر رکھیں

حدیث ۵۹۲۷ میں ہے:

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

آپ کا یہ طریقہ امت کی تعلیم کے لیے ہے کیونکہ دین یسر (آسانی) پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ـ "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے وہ تم کو مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں کرتا"، پس اگر اللہ تعالیٰ امت کو دو سزائیں دینے کے درمیان آپ کو اختیار دیتا

Ataunnabi.com

تو آپ آسان سزا کو اختیار فرماتے، یا قتال کفار اور جزیہ لینے کے درمیان اختیار دیتا تو آپ جزیہ لینے کو اختیار فرماتے،

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو امت کے لیے عبادت میں مجاہدہ یا درمیانہ روی کا اختیار دیتا تو آپ درمیانہ روی کو اختیار فرماتے، یا اگر کفار آپ کو معاہدہ صلح یا جنگ کا اختیار دیتے تو آپ معاہدہ صلح کو اختیار فرماتے (جیسے صلح حدیبیہ میں) ملا علی قاری فرماتے ہیں اللہ کی جانب سے امت کے معاملہ میں ایک اور تخییر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت پر کسی چیز کے وجوب یا استحباب میں اختیار دے یا کسی چیز کی تحریم یا اباحت میں اختیار دے تو آپ اس امر کو اختیار فرماتے جس میں امت کے لیے سہولت یا آسانی ہوتی ہے (مثلاً حج کو ہر سال فرض نہ کرنا، مسواک کرنے کو واجب نہ کرنا، تراویح کی فرضیت کے خدشہ سے باجماعت تراویح کو ترک کر دینا۔ سعیدی غفرلہ)

مفتیوں کو چاہیے کہ فتویٰ دیتے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پیش نظر رکھیں اور اگر کسی مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہو تو اس قول پر فتویٰ دیں جس میں امت مسلمہ کے لیے آسانی اور سہولت ہو، مثلاً ایلوپیتھک دواؤں سے علاج کرنا امام اعظم کے قول پر جائز ہے اور امام محمد کے قول پر ناجائز ہے تو اس مسئلہ میں امام اعظم کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح مزارعت امام اعظم کے قول پر ناجائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا چاہیئے، مفقود الخبر کے مسئلہ میں امام مالک اور امام احمد کے قول پر فتویٰ دینا چاہیے، اسی طرح جبر، ظلم یا کسی اور معقول وجہ کی بناء پر عدالت نے یک طرفہ فیصلہ کر کے تفریق کر دی ہو تو امام شافعی اور امام مالک کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کو نافذ کر دینا چاہیے، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو آباد کرے نہ طلاق دے تو ائمہ ثلاثہ کے قول پر فتویٰ دے کر تفریق کر دینی چاہیے، امامت، خطابت اور دینی کتب کی تدریس کی اجرت کا جواز بھی متاخرین فقہاء احناف کے فتویٰ پر مبنی ہے، اسی طرح تراویح پڑھانے والے حافظ کے نذرانے کے جواز کا فتویٰ دینا چاہیے کیونکہ فقہاء تابعین میں سے سعید بن جبیر نے یہ نذرانہ قبول کیا ہے، ہمارے زمانہ میں انتقال خون کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس میں بھی جواز کو اختیار کرنا چاہیے، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز، چلتی گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز اور جنازہ مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں بھی علماء کا اختلاف ہے، ان تمام صورتوں میں جواز کے قول پر فتویٰ دینے میں امت مسلمہ کے لیے سہولت ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین یسر (آسان) ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ آسانی اور سہولت کا ارادہ کرتا ہے۔ آپ مسلمانوں کے اعمال میں آسانی اور سہولت تلاش کریں، اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔ [2]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقام نہ لینے کے شواہد

حدیث نمبر ۵۹۲۵ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جب کفار نے آپ کے سر پر پتھر مار کر آپ کا خون بہایا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے، یا جب کسی نے سختی سے آپ کو آواز دی، یا جس نے آپ کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ آپ کی گردن میں نشان پڑ گیا، اور کہا آپ مجھے اپنے مال یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیتے تو آپ ہنسے اور اس کو مال دینے کا حکم دیا، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صبر، حلم، حق کو قائم کرنے اور دین پر تصلب کی دلیل ہے، اور یہی آپ کا خلق حسن ہے، کیونکہ اگر آپ حدود اللہ کو قائم نہ کرتے تو اس سے دین میں ضعف ہوتا، اور اگر آپ اپنے نفس کا انتقام لیتے تو یہ صبر اور حلم کے خلاف ہوتا، آپ نے دونوں مذموم طرفوں کو اختیار نہ کرکے خیر الامور اوسطہا کو اختیار کیا۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلام کفر ہے خواہ توہین کی نیت نہ ہو اور آپ کے خود معاف کرنے کی وجوہات

قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (احزاب: ۳۳)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرماتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں فقہاء اسلام نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنا اور آپ کو ایذاء دینا کفر ہے اور دنیا اور آخرت میں لعنت کا موجب ہے۔

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار الملحدین ص ۴۳)

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے، قصد، نیت اور قرائن حال پر نہیں ہے

نیز شیخ کشمیری لکھتے ہیں:

وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین ص ۸۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء کی شان میں جرأت اور دلیری کفر ہے خواہ توہین کا قصد نہ ہو۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود سب وشتم کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے، ایک شخص نے آپ کی تقسیم کے متعلق کہا اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، ہر چند کہ اس قول میں دین کی بے حرمتی ہے لیکن آپ نے اس شخص کو اس لیے معاف کر دیا کہ اس نے یہ قصد نہیں کیا تھا کہ آپ نے حق سے تجاوز کیا ہے بلکہ اس کے خیال میں یہ ایک دنیاوی معاملہ تھا جس میں صواب اور غیر صواب ہو سکتا تھا یا آپ نے اس کو تالیف قلب کے لیے معاف کر دیا، یا آپ نے اس کی قوم کی تالیف کے لیے اس کو معاف کر دیا، اور جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیا اس کے کفر پر اجماع ہے [1] علامہ آبی کی بیان کردہ پہلی وجہ صحیح نہیں ہے باقی دو وجہیں صحیح ہیں۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے اس لیے درگزر کرتے تھے کہ لوگ آپ سے دور نہ ہوں، اور یہ نہ کہیں کہ آپ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں اور کبھی آپ تالیف قلب کے لیے کافر معاہد سے درگزر کر لیتے اور کبھی کافر حربی سے اس لیے درگزر فرماتے کہ اس نے احکام اسلام کا التزام نہیں کیا تھا۔ [2]

بَابُ ۸۲۶ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ملائمت اور خوشبو

۵۹۳۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ (وَهُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ) عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا قَالَ وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ گیا، سامنے سے کچھ بچے آئے، آپ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ نے عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

۵۹۳۲- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا هَاشِمٌ (يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ أَنَسٌ مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی جیسی خوشبو تھی ایسی خوشبو مشک میں تھی نہ عنبر میں، نہ کسی اور چیز میں، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے زیادہ ملائم دیباج کو پایا نہ حریر کو، (یہ ریشم کی اقسام ہیں)

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۹۲ - وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَهٗ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ وَلَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَةً وَّلَا حَرِیْرَةً اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکَةً وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْیَبَ مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سفید چمکدار رنگ تھا، اور آپ کے پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے تھے، جب آپ چلتے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے اور میں نے کسی دیباج اور حریر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ ملائم نہیں پایا۔ اور نہ میں نے کسی مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے جسم کی خوشبو) سے زیادہ خوشبودار پایا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ آپ کی طبعی صفت تھی خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، اس کے باوجود نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات میں خوشبو لگاتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی تھی، آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ کی ہم نشینی میں مسلمان بیٹھتے تھے۔ [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم کی صفائی اور پاکیزگی اور آپ کی ریح اور پسینہ کی خوشبو اور آپ کا نجاستوں اور جسمانی فضلات سے پاکیزہ ہونا، آپ کی خصوصیات میں سے ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو دوسروں میں نہیں ہیں، پھر آپ کو شرعی پاکیزگی اور فطرت کی دس خصلتوں سے نوازا اور آپ نے فرمایا دین کی بنا صفائی پر ہے (اس کے بعد قاضی عیاض نے حضرت جابر کی وہ روایات ذکر کی ہیں جو صحیح مسلم میں مذکور ہیں یعنی حدیث نمبر ۵۹۲، ۵۹۳) دیگر صحابہ نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں جو شخص آپ سے معانقہ کرتا اس کو سارا دن خوشبو آتی رہتی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے وہ بچہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں الگ پہچانا جاتا، ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر سوئے اور آپ کو پسینہ آیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ آئیں اور انھوں نے ایک شیشی میں آپ کا پسینہ جمع کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا یہ سب سے اچھی خوشبو ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں رکھیں گے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی راستہ پر جاتے تھے تو آپ کے پیچھے چلنے والا آپ کو آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا، اور اسحاق بن راہویہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی یہ خوشبو کسی خارجی خوشبو کے لگائے بغیر ہوتی تھی، اور مزنی اور حربی نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے

[1] ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں کہ ایک بار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا، میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا، تو مشک کی خوشبو پھیل گئی، بعض روایات میں ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل لیتی، اور اس جگہ ایک پاکیزہ خوشبو پھیل جاتی اور امام محمد بن سعد کاتب واقدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو ہمیں وہاں آپ کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، ہر چند کہ یہ حدیث مشہور نہیں ہے، لیکن اہل علم کی ایک جماعت نے ان دو حدیثوں کی بناء پر یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بول و براز طاہر ہیں، بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی قول ہے، جیسا کہ امام ابو نصر بن صباغ نے "شامل" میں بیان کیا ہے، ابو بکر بن سابق مالکی نے اپنی کتاب بدیع میں اس مسئلہ کے متعلق علماء کے دو قول ذکر کیے ہیں، آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے کوئی ایسی چیز خارج نہیں ہوتی تھی جو غیر پسندیدہ اور غیر خوشبودار ہو، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا میں یہ دیکھنے لگا کہ آیا میت کے جسم سے جو چیز نکلتی ہے (وہ آپ سے نکلتی ہے یا نہیں) میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی، میں نے کہا آپ حیات اور موت میں پاکیزہ اور خوشبودار ہیں، حضرت علی نے کہا پھر آپ سے ایسی خوشبو نکل کر پھیلی جس کی مثل ہم نے اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انھوں نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

حضرت مالک بن سنان نے جنگ احد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے زخم سے نکلا ہوا) خون پیا اور اس کو چوسا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ان کے لیے جائز قرار دیا، اور ان سے فرمایا "تم کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی"، اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فصد کے بعد آپ کا خون پی لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں لوگوں سے افسوس ہوگا، اور لوگوں کو تم سے افسوس ہوگا" اور ان کے اس فعل پر انکار نہیں کیا۔ جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا اس سے آپ نے فرمایا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، اور ان میں سے کسی کو بھی آپ نے منہ دھونے کا حکم نہیں دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا جس عورت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا یہ حدیث صحیح ہے، امام دارقطنی نے امام مسلم اور امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں کیوں درج نہیں کیا جب کہ یہ حدیث ان کی شرائط کے مطابق ہے (امام مسلم اور امام بخاری نے اپنی شرائط کے مطابق احادیث کا ———— استیعاب نہیں کیا۔) اس عورت کا نام برکہ ہے اور اس کی نسبت میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ ام ایمن ہیں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس کو آپ تخت کے نیچے رکھتے تھے اور رات کو کسی وقت اس میں پیشاب کرتے تھے، ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ صبح آپ نے وہ پیالہ طلب کیا تو اس میں کچھ نہیں تھا، آپ نے برکہ سے اس کے متعلق پوچھا، انھوں نے کہا رات کو میں پیاس سے اٹھی اور میں نے اس سے پی لیا، مجھے علم نہیں تھا کہ اس میں آپ کا پیشاب ہے اس حدیث کو ابن جریج وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے، آپ کی والدہ آمنہ بیان کرتی ہیں آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے، آپ کے جسم کے ساتھ کوئی نجاست نہیں تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے سوا آپ کو اور کوئی غسل نہ دے، کیونکہ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا وہ اندھا ہو جائے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سو جاتے حتی کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آتی، پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے، عکرمہ نے کہا کیونکہ آپ محفوظ تھے[1]

فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کے اعتراضات کے جوابات

ملا علی قاری لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے جو یہ روایت ذکر کی ہے زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز نگل لیتی اور اس جگہ خوشبو پھیل جاتی، اس کو امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موضوع ہے (اس کا جواب جمع الوسائل کے حوالے سے خود ملا علی قاری کی عبارت میں آرہا ہے) قاضی عیاض نے دوسری روایت جو امام محمد بن سعد کے حوالے سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتیں کہ انبیاء علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے الحدیث، ابن دحیہ نے کہا کہ اس کی سند ثابت ہے اور یہ اس بات میں قوی ترین حدیث ہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث فضلات کی طہارت پر نہیں بلکہ اس کی ضد پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ زمین کے نگلنے سے معلوم ہوتا ہے، البتہ پاکیزہ خوشبو ان کی طہارت پر دلالت کرتی ہے۔ امام بغوی نے فضلات کی طہارت پر یہ دلیل قائم کی آپ کے پیشاب اور خون سے شفاء حاصل کی گئی ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ جس چیز سے شفاء حاصل کی جائے اس کا طاہر ہونا لازم نہیں ہے، کیونکہ اونٹوں کے پیشاب سے بھی شفا حاصل کی گئی ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹوں کا پیشاب نجس ہے۔[2]

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ملا علی قاری پر رحم فرمائے! کہاں حضور کا بول مبارک اور کہاں اونٹوں کا پیشاب! اونٹوں کا پیشاب سخت بدبودار ہوتا ہے اور جہاں آپ کا بول و براز گرتا تھا اس جگہ خوشبو پھیل جاتی تھی، اس حدیث کی قوت خود علی قاری کو بھی تسلیم ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک پر اونٹوں کے پیشاب سے معارضہ کرنا، سخت حیرت کا باعث ہے۔

علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

حضرت ابوطیبہ حجام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا اور آپ نے ان پر انکار نہیں فرمایا، حضرت ام ایمن نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا اور آپ نے ان پر انکار نہیں کیا، بلکہ فرمایا تمہارا پیٹ آگ میں داخل نہیں ہوگا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کا خون پیا۔ ان احادیث کو بہ طور دوا پینے پر محمول کیا گیا

---

[1] قاضی عیاض بن موسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ، شفاء ج ۱ ص ۴۲-۳۹، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

[2] علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ملخصاً ج ۱ ص ۳۵۲-۳۵۳، مطبوعہ دارالفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فصد لگانے والے سے فرمایا: دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے (واضح رہے کہ حرام ہونا نجس ہونے کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ انسان بھی حرام ہے لیکن اس کی حرمت کرامت کی بناء پر ہے نہ کہ نجاست کی بناء پر، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کا حرام ہونا بہ درجہ اولیٰ کرامت کی بناء پر ہے۔ ... سعیدی غفرلہ) علامہ نووی نے کہا کہ پیشاب پینے والی حدیث صحیح حسن ہے اور یہ طہارت پر استدلال کے لیے کافی ہے کیونکہ آپ نے اس فعل پر انکار نہیں کیا، منہ دھونے کا حکم دیا، اور نہ دوبارہ پینے سے منع کیا، قاضی حسین نے کہا کہ تمام فضلات کی طہارت کا قول زیادہ صحیح ہے اور یہی کثیر متاخرین کا مختار ہے اور بطور دوا پینے کا جواب یہ ہے کہ (یہ ملا علی قاری کے اعتراض کا بھی جواب ہے) یہ احتمال اس حدیث سے مردود ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی" اور اس کا نکتہ یہ ہے کہ فرشتوں نے آپ کے پیٹ کو دھو کر پاک کر دیا تھا، اس باب میں بہت زیادہ احادیث ہیں جیسے حضرت ابن الزبیر کا خون پینا، اور حضرت ام ایمن کا رات کو تخت کے نیچے رکھے ہوئے پیالے سے پیشاب پینا۔ [1]

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی چیز ناپسندیدہ اور ناپاک نہیں تھی، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھوتی تھیں، آپ پتھر اور ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تھے نیز اگر آپ سے خارج ہونے والی چیزیں پاک ہوتیں تو وہ چیزیں حدث ناقض (وضوء اور غسل کا سبب) نہ ہوتیں، جیسے پسینہ، آنسو، تھوک اور رینٹ وغیرہ ہیں، اور اس پر اجماع ہے کہ وضوء ٹوٹنے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم امت کی مثل ہیں سوا اس چیز کے جس کا استثناء ہے مثلاً نیند، کیونکہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا۔ [2]

اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم فرمائے، آپ کے فضلات کریمہ کے طاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ امت کے لیے طاہر ہیں، باقی آپ کے حق میں ان کا خروج موجب حدث ہے، اسی وجہ سے آپ استنجاء، وضوء اور غسل فرماتے تھے۔ امت کے لیے ان کے طاہر ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کئی صحابہ اور صحابیات نے آپ کا پیشاب اور خون پیا اور آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت مالک بن سنان نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوس کر پی لیا۔

ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی مثل کو حاکم، بزار، بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن قاضی عیاض نے اس حدیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خون کی طہارت پر جو استدلال کیا ہے اس پر ملا علی قاری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ضرورت سے ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] 〃 〃 شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۹، 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آسکا کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے خون چوسنے سے کون سی طبعی یا شرعی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے ان کے لیے خون چوسنا مباح ہو گیا تھا! حقیقت یہ ہے کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ غلبہ محبت کی بناء پر آپ کے زخم سے خون چوسا تھا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جن صحابہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خون یا پیشاب پیا، آپ نے ان میں سے کسی کو یہ نہیں کہا کہ اپنا منہ دھوؤ، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا خون اور پیشاب پاک ہے، ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے، علاوہ ازیں پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا اور اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا، تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو، یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ منہ دھولیں گے، ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت کیا اور اس کو برقرار رکھا تب طہارت ثابت ہو جائے گی۔ [1]

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ ان احادیث میں دھونے کے حکم پر دلالت ہے نہ عدم حکم پر دلالت ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ فضلات نجس ہوتے تو آپ پر لازم تھا کہ آپ انہیں دھونے کا حکم دیتے اور جب دھونے کا حکم نہیں دیا تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ فضلات طاہر ہیں جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

ملا علی قاری نے جو یہ کہا ہے کہ پیشاب لگنے سے منہ دھونا صحابہ کو بالبداہت معلوم تھا، سوال یہ ہے کہ کس کے پیشاب لگنے سے؟ عام آدمی کے؟ تو بے شک یہ انھیں معلوم تھا کہ عام آدمی کے پیشاب لگنے سے اس جگہ کو دھونا لازم ہے، لیکن یہ عام آدمی کا پیشاب تو نہیں تھا! اگر ان کے نزدیک اس پیشاب کا حکم بھی عام آدمی کے پیشاب کی طرح ہوتا تو وہ اس کو کیوں پیتے؟ ظاہر ہے کہ وہ آپ کے پیشاب کو طاہر سمجھتے تھے جبھی تو انھوں نے اس کو پیا تھا، اب اگر بالفرض یہ پیشاب ان کے گمان کے برخلاف ناپاک ہوتا تو آپ پر لازم تھا کہ آپ بتاتے کہ اپنا منہ دھولو۔

ملا علی قاری نے کہا اگر مان لیا جائے کہ آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تب بھی محض احتمال سے طہارت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو یا آپ کو اعتماد ہو کہ وہ خود دھولیں گے۔

اگر مان لیا جائے کا کیا مطلب ہے؟ فی الواقع آپ نے دھونے کا حکم نہیں دیا تھا، اور یہ صرف طہارت کا احتمال نہیں ہے بلکہ طہارت پر قوی دلیل ہے کیونکہ نبوت کے منصب کا یہ تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی شخص غلط کام کرے تو نبی اس کی اصلاح کرے، اس وجہ سے نبی کا کسی چیز پر خاموش رہنا اس کے جواز کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ نبی کسی غلط کام پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ جو کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ذہول ہو گیا ہو سو یہ بھی غلط ہے، کیوں کہ

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امور تبلیغیہ میں ذہول نہیں ہوتا، پھر یہ ایک دفعہ کا واقعہ تو نہیں ہے متعدد مرتبہ آپ کے سامنے خون پیا گیا اور آپ نے کسی مرتبہ منہ دھونے کا حکم نہیں دیا کیا ہر بار آپ کو ذہول ہو گیا تھا؟ اور یہ جو کہا ہے کہ آپ کو یہ اعتماد تھا کہ وہ خود دھو لیں گے، یہ بھی غلط ہے آپ کو یہ اعتماد تو تب ہوتا جب آپ یہ جانتے کہ صحابہ کے نزدیک آپ کے فضلات نجس ہیں، وہ تو آپ کے فضلات کو پاک سمجھتے تھے اور ان کو پیتے تھے تو پھر آپ کو ان کے دھونے پر اعتماد کیسے ہوتا! ملا علی قاری نے لکھا ہے ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ وہ منہ دھوئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور اس کو مقرر رکھا تو پھر طہارت ثابت ہو گی۔

یعنی اگر کوئی شخص مثلاً صبح سے ظہر تک، یا ظہر سے عصر تک اپنے منہ پر کوئی ناپاک چیز لگائے رکھے تو ملا علی قاری کے نزدیک حضور اس کو اس لیے منع نہیں کریں گے کہ یہ ابھی نماز نہیں پڑھ رہا، کیا نماز کے علاوہ باقی اوقات میں منہ پر ناپاک چیز لگائے رکھنا جائز ہے؟ اور نماز کے علاوہ کوئی شخص اپنے منہ پر خون یا پیشاب مل لے تو کوئی حرج نہیں ہے؟ اس لیے فضلات کریمہ کی طہارت پر ملا علی قاری کا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو پیشاب یا خون دوبارہ پینے سے منع نہیں فرمایا اور یہ ان کی طہارت کی دلیل ہے ملا علی قاری اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

منع کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی جب کسی شخص نے عمداً اور بلا ضرورت، یہ کام کیا ہوتا، اور معتبر روایت میں آ رہا ہے کہ حضرت برکہ نے لاعلمی میں پیشاب پیا تھا (یعنی ان کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ پیشاب ہے) اور ابن عبد البر نے روایت کیا ہے کہ سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے؟ اور ایک روایت میں ہے دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔[1]

صحابہ میں سے جس نے بھی آپ کا خون یا پیشاب پیا تھا وہ کسی ضرورت سے نہیں پیا تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے پیا تھا اور عمداً پیا تھا، خون اور پیشاب پینے کے متعدد واقعات ہیں، علامہ خفاجی لکھتے ہیں

حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ایک جانب رکھے ہوئے مٹی کے برتن میں پیشاب کیا، میں رات کو اٹھی میں پیاسی تھی میں نے اس کو پی لیا دراں حالیکہ مجھے پتا نہیں تھا، جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ام ایمن! اس برتن میں جو کچھ ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا اس میں جو کچھ تھا وہ میں نے پی لیا، آپ ہنسے اور فرمایا بخدا تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، اور امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک پیالے میں پیشاب کرتے تھے جس کو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، ایک دن آپ نے وہ پیالہ دیکھا تو اس میں کچھ نہیں تھا، ایک عورت جس کا نام برکہ تھا جو حضرت ام حبیبہ کی خادمہ تھی اور ان کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی آپ نے اس سے پوچھا، اس پیالہ میں جو پیشاب تھا وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اس کو میں نے پی لیا آپ نے فرمایا اے ام یوسف! تم صحت مند رہو گی۔ ابن دحیہ نے کہا یہ دو مختلف عورتوں کے دو مختلف واقعے ہیں

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلی عورت برکہ ام ایمن ہیں اور دوسری عورت برکہ ام یوسف ہیں۔ [1]

ملا علی قاری نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دو واقعے ہیں۔ [2]

جب یہ واضح ہوگیا کہ یہ دو واقعے ہیں، اور یہ قول کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا حضرت برکہ ام ایمن کا ہے اور حضرت برکہ ام یوسف کے واقعہ میں یہ قول نہیں ہے کہ میں نے لاعلمی میں پیا تھا۔ اس لیے ملا علی قاری کا مطلقاً یہ کہنا درست نہیں ہے کہ پینے والوں نے عمداً اور بلاضرورت نہیں پیا۔

اسی طرح حضور کا خون پینے کے بھی متعدد واقعات ہیں، علامہ عینی نے لکھا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا، ان میں ابو طیبہ نام کے فصد لگانے والے ہیں اور قریش کا ایک لڑکا ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خون پیا، یہ روایات بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم کی حلیہ میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انھوں نے آپ کے جسم سے نکلا ہوا خون پیا۔ [3]

ان احادیث میں سے کسی میں یہ مذکور نہیں ہے کہ انھوں نے لاعلمی میں خون پیا، صرف حضرت ام ایمن کی روایت سے "لا اشعر" کا لفظ دیکھ کر مطلقاً یہ کہنا کہ "حضور دوبارہ پینے سے اس وقت منع کرتے جب پینے والوں نے بلاضرورت اور عمداً پیا ہوتا" سخت مغالطہ آفرینی ہے۔

اس کے بعد ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ: سالم بن ابی الحجاج نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگائی اور خون پی لیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہر خون حرام ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے۔

ہر خون کا حرام ہونا اور اسی طرح آپ کے خون کا بھی حرام ہونا طہارت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ حرمت کرامت کی بناء پر ہے نجاست کی بناء پر نہیں ہے، دراصل اس عبارت سے ملا علی قاری قاضی عیاض پر یہ رد کرنا چاہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے یہ استدلال کیا تھا کہ اگر آپ کے فضلات نجس ہوتے تو آپ کسی کو دوبارہ پینے سے منع کرتے، سو ملا علی قاری نے ابن عبدالبر کے حوالے سے یہ لکھا کہ ایک روایت میں ہے: لا تعد فان الدم کلہ حرام۔

"دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہے"، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ابن عبدالبر کی کتاب کو دیکھا اس میں سالم کے تذکرہ میں فصد کا یہ واقعہ مذکور ہے لیکن "لا تعد فان الدم کلہ حرام" کا ذکر نہیں ہے اور ملا علی قاری کے استدلال کا مرکزی نقطہ یہی ہے، ابن عبدالبر کی اصل عبارت یہ ہے:

(سالم) رجل من الصحابۃ حجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشرب دم الحجم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان الدم کلہ

سالم ایک صحابی ہیں، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی اور فصد کا خون پی لیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے

---

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفا علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] ″ ″ ″ ″ ، شرح الشفا علی ہامش نسیم الریاض ج ۱ص ۳۶۱، ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرام۔ ۵۱

کہ ہر خون حرام ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے فی روایۃ لاتعد نہیں کہا، اور اگر ملا علی قاری کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نے لکھا ہے یا کسی اور روایت میں ہے تو ملا علی قاری نے اس کا حوالہ نہیں دیا اور جو چیز مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کا مختار ہو اور مستند احادیث سے ثابت ہو اس کو ایک بے سند اور مجہول روایت کی بنیاد پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ملا علی پر رحم فرمائے، ہو سکتا ہے کہ اس تمام بحث سے ان کا مقصود یہ ہو کہ فضلات کریمہ کی طہارت ایک ظنی مسئلہ ہے اس پر کوئی دلیل قطعی نہیں ہے، کیونکہ جن وجوہ سے استدلال کیا گیا ہے ان پر اعتراضات ہو سکتے ہیں، ملا علی قاری کی طرف سے اس توجیہ کی وجہ یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اپنی دوسری تصانیف میں اس کے برخلاف لکھا ہے۔

فضلات کریمہ سے متعلق بعض احادیث کی فنی حیثیت اور اس مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف!!!

ملا علی قاری حنفی شرح شمائل ترمذی میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے متعلق امام طبرانی نے سند حسن یا سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو بیت الخلاء میں جاتے ہوئے دیکھتی ہوں، پھر جو شخص آپ کے بعد بیت الخلاء میں جاتا ہے وہ آپ سے خارج ہونے والی کسی چیز کا کوئی اثر نہیں دیکھتا، آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو یہ حکم دیا ہے کہ انبیاء سے جو کچھ خارج ہو وہ اس کو نگل لے اس حدیث کو امام ابن سعد نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے مستدرک میں ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے، علامہ ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ امام بیہقی کا یہ کہنا کہ یہ حدیث حسن ابن علوان کی موضوعات میں سے ہے اور اس کا ذکر مناسب نہیں ہے، کیونکہ احادیث صحیحہ مشہورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر معجزات کا ذکر ہے جو حسن بن علوان کے کذب سے مستغنی کر دیتے ہیں (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۷۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)۔ امام بیہقی کی یہ عبارت بالخصوص ابن علوان کے روایت کردہ متن پر محمول ہے اور وہ یہ ہے: "کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے اجسام ارواح اہل جنت کے مطابق پیدا ہوتے ہیں اور جو کچھ ان سے نکلتا ہے اس کو زمین نگل لیتی ہے" یا اس حدیث پر موضوع کا حکم لگانا صرف ابن علوان کی سند کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری جن سندوں سے یہ حدیث مروی ہے ان پر موضوع کا حکم نہیں ہے، یا امام بیہقی ان اسانید پر مطلع نہیں ہوئے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے (یعنی امام طبرانی، امام ابن سعد، اور امام حاکم کی ذکر کردہ اسانید) اور یہ جواب زیادہ ظاہر ہے۔

امام بیہقی کا یہ تبصرہ براز کے متعلق تھا، اور پیشاب کا تو بہت صحابہ نے مشاہدہ کیا ہے، آپ کی خادمہ برکہ ام ایمن نے آپ کا پیشاب پیا، اور حضرت ام حبیبہ کی خادمہ برکہ ام یوسف نے آپ کا پیشاب پیا، آپ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ کے تخت کے نیچے رکھا جاتا تھا، آپ اس میں پیشاب کرتے تھے، اور دوسری برکہ نے اس کو پی لیا، تو آپ نے

۵۱۔ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۴، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان سے فرمایا: اے ام یوسف تم تندرست ہوگئیں، اور وہ مرض موت کے سوا پھر کبھی بیمار نہیں ہوئیں، اور پہلی برکہ سے یہ روایت ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی ایک جانب رکھے ہوئے مشکیزے میں پیشاب کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں رات کو پیاس سے اٹھی اور جو کچھ اس مشکیزے میں موجود تھا میں نے اس کو پی لیا اور مجھ کو پتا نہیں چلا کہ یہ پیشاب ہے، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن جو کچھ اس مشکیزے میں ہے اس کو پھینک دو، میں نے کہا بخدا! جو کچھ اس میں تھا میں نے پی لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں، پھر آپ نے فرمایا: سنو خدا کی قسم تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا، علامہ ابن حجر نے کہا ہمارے ائمہ متقدمین اور دوسرے ائمہ کی ایک جماعت نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طاہر ہیں، اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہی مختار ہے اور طہارت فضلات پر بکثرت دلائل ہیں اور ائمہ نے اس کو آپ کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے (فتح الباری ج ۱ ص ۲۷۲، مطبوعہ لاہور) ایک قول یہ ہے کہ اس کا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور آپ کے باطن کو دھونا ہے۔ ۱؎

بَابُ[۴۲۷] طِيْبِ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو اور اس سے تبرک حاصل کرنا

۵۹۳۴۔ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ (يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ) عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَتْ اُمِّيْ بِقَارُوْرَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيْهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا الَّذِيْ تَصْنَعِيْنَ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دن میں سو گئے، آپ کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں، اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

۵۹۳۵۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ) عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے بستر پر سو گئے وہ آئیں تو ان کو بتایا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں تمہارے بستر

۱؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۳-۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا هٰذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتِ۔

پر سوئے ہوئے ہیں، وہ آئیں دراں حالیکہ آپ کو پسینہ آ رہا تھا، اور چمڑے کے بستر پر آپ کا پسینہ اکٹھا ہو گیا تھا۔ حضرت ام سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنی شیشیوں میں بھرنے لگیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھ گئے اور فرمانے لگے: اے ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہاری امید درست ہے۔

٥٩٣٦ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے، اور وہاں قیلولہ فرماتے، وہ ان کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، وہ اس پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملاتیں اور شیشیوں میں بھر دیتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلیم! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

٥٩٣٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سخت سردی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی، پھر آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا۔

٥٩٣٨ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کبھی کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پہ زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وحی منقطع ہو جاتی ہے، دراں حالیکہ میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی کبھی فرشتہ آدمی کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُهُ وَأَحْيَانًا مَلَكٌ فِي مِثْلِ صُورَةِ الرَّجُلِ فَأَعِي مَا يَقُولُ۔

شکل میں آتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں یاد کرتا رہتا ہوں۔

۵۹۳۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر کرب کی کیفیت طاری ہوتی اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

۵۹۴۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی جاتی تو آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے، اور آپ کے اصحاب بھی سر جھکا لیتے اور جب وحی منقطع ہوتی تو آپ اپنا سر اقدس اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۵۹۲۳ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر قیلولہ کیا اور حضرت ام سلیم نے آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کیا۔

حضرت ام سلیم کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کی وجہ

حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام آپس میں بہنیں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ہاں سوتے تھے اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کے ہاں سونا جائز نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، علامہ خفاجی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبر وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں جا کر سو جاتے تھے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خوشبو پھیلنے کے متعلق احادیث

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی، خواہ آپ خارجی خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں، امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ

[1] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے کسی پھول، مشک یا عنبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ کوئی عطر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبودار نہیں تھا، امام ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنا پسینہ پونچھ کر ایک شیشی میں ڈال کر اس کو دے دیتے، اور اس شخص سے فرماتے اپنی لڑکی سے کہو اس خوشبو کو لگائے، جب وہ لڑکی اس پسینہ کو لگاتی تو اہل مدینہ اس خوشبو کو سونگھتے اور لوگ ان کے گھر کو خوشبو والا کہتے، امام دارمی، امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گذر جاتے تو بعد میں جو بھی اس راستہ سے گذرتا اس کو آپ کے پسینہ کی خوشبو آتی اور وہ آپ کو پہچان لیتا، اور آپ جس پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ آپ کو سجدہ کرتا تھا، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۶۹ طبع بیروت) اور امام ابو یعلیٰ اور امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے تھے وہاں سے بہت پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور (خوشبو کو سونگھ کر) لوگ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے گذرے ہیں۔ [۱]

امام بیہقی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے متعلق وہ تمام احادیث بیان کی ہیں جن کو امام مسلم نے بیان کیا ہے، ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ______ بیان کرتے ہیں میں منیٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنا ہاتھ (ملنے کے لیے) دیں، آپ نے ہاتھ دیا جب میں نے ہاتھ ملایا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ [۲]

حضرت وائل بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک ڈول لے کر آیا، آپ نے اس ڈول میں کلی کی (یا کہا آپ نے اس ڈول سے پانی پیا) پھر اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا (یا کنوئیں میں کلی کی) تو اس کنوئیں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ [۳]

وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور نزول وحی کی صورتیں

حدیث نمبر ۵۹۲۷ میں ہے کہ کبھی آپ پر وحی گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی تھی اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر ہمکلام ہوتا تھا۔

وحی کا لغوی معنی ہے، اشارہ، پیغام اور کلام خفی، اور اصطلاح میں اللہ تعالیٰ نبی پر جو کلام نازل فرمائے اس کو وحی کہتے ہیں، اگر اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے نازل ہوں تو یہ وحی جلی ہے اور اگر صرف معنی اللہ کی طرف سے نازل ہو تو یہ وحی خفی ہے۔

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے وحی خفی پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

---

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشمائل ج ۲ ص ۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۲] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۶ - ۲۵۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۳] " " " ، دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۵۷، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کے اعتبار سے وحی کی تین قسمیں ہیں (۱) کلام قدیم کو سننا جیسے قرآن مجید میں ہے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا، اور احادیث میں ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا۔ (۲) فرشتے کی وساطت سے وحی کا حاصل کرنا۔ (۳) دل میں کسی معنی کا القاء کرنا، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح القدس نے میرے دل میں پھونکا۔ علامہ سہیلی نے نزول وحی کی حسب ذیل سات صورتیں ذکر کی ہیں:

۱۔ خواب میں کسی چیز کو دکھانا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔

۲۔ گھنٹی کی آواز کی شکل میں وحی کا آنا۔

۳۔ دل میں کسی معنی کا پھونک دینا۔

۴۔ فرشتہ کسی انسان کی شکل میں آئے، جیسے حضرت جبرائیل دحیہ کی شکل میں آئے اور کبھی غیر معروف انسان کی شکل میں آئے۔

۵۔ حضرت جبرائیل اپنی اصلی شکل میں آئیں، جیسا کہ روایات میں ہے حضرت جبرائیل کے چھ سو پر ہیں جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بیداری میں پردے کی اوٹ سے ہم کلام ہو جس طرح معراج میں ہوا، یا نیند میں ہم کلام ہو جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو ہی خوب جانتا ہے۔

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت اسرافیل کی وحی، کیونکہ شعبی سے روایت ہے کہ پہلے تین سال آپ کے ساتھ حضرت اسرافیل رہے اس کے بعد حضرت جبرائیل نازل ہوتے۔[1]

نزول وحی کے وقت پسینہ آنے کی وجہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

نزول وحی کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوتی تھی اس کی وجہ وحی کا ثقل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ "بے شک ہم عنقریب آپ پر قول ثقیل (بھاری کام) نازل کریں گے" یہی وجہ ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی حالت بخار زدہ شخص کی سی ہو جاتی تھی، حدیث میں ہے نزول وحی کے وقت آپ کو پسینے آجاتے تھے، یہ آپ کی تادیب کا ایک مرحلہ تھا تاکہ آپ کو بار نبوت اٹھانے کی مشق ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سخت سردی میں بھی جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو وحی کے ثقل کی وجہ سے آپ کے ماتھے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔[2]

نزول وحی کی صرف دو صورتیں بیان کرنے کی وجہ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

جب سائل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[2] عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے صرف دو صورتیں بیان کیں، ایک یہ کہ وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی اور دوسری یہ کہ فرشتہ انسانی پیکر میں آجاتا تھا، اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ بات کرنے والے اور بات سننے والے کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے تاکہ ان میں تعلیم اور تعلم متحقق ہو سکے، اس مناسبت کی شکل یا تو یہ ہے کہ غلبہ روحانیت کی وجہ سے سننے والا قائل کے وصف کے ساتھ متصف ہو جائے اور یہ پہلی صورت ہے، یا قائل سننے والے کے وصف کے ساتھ متصف ہو جائے یہ دوسری صورت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زیادہ تر آپ پر ان دو طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی اور پہلا طریقہ دوسرے طریقہ سے زیادہ شدید تھا، کیونکہ اس طریقہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طبیعت بشری سے فرشتوں کی حالت کی طرف منقلب ہوتے تھے، پھر آپ پر اس طرح وحی نازل کی جاتی جس طرح فرشتوں کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور دوسری صورت میں فرشتہ بشری شکل میں منتقل ہوتا تھا، اور یہ آپ کے لیے آسان تھا۔

فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سننے کی کیفیت

اس فرشتہ سے مراد جبرائیل ہے کیونکہ عہد رسالت سے لے کر آج تک تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے والا جبرائیل ہے، باقی رہا یہ امر کہ فرشتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی کو کس طرح سنتے ہیں، کیونکہ جس طرح اللہ کا کلام، کلام بشر کی جنس سے نہیں ہے اس طرح اس کا سماع بھی الفاظ اور حروف کے بغیر ہوتا ہے، ہمارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی سننے کو سمجھنا اس طرح مشکل ہے جس طرح مادر زاد اندھے کے لیے رنگ کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو فرشتے سے سنتے تھے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آپ آواز سے ان حروف کو سنتے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے کلام کے معانی پر دلالت کرتے ہوں، قرانی نے کہا کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جبرائیل جو آپ پر وحی نازل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ جبرائیل میں اس کا علم ضروری پیدا کر دیتا تھا یا جبرائیل لوح محفوظ سے اس کو پڑھ لیتے تھے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین کیسے ہوا کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے؟

ایک یہ بحث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ وحی لاتا — تو آپ کو کس طرح یقین ہوتا — کہ یہ فرشتہ ہے اور وحی لایا ہے اور یہ شیطان نہیں ہے اور وسوسہ نہیں ڈال رہا، امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فرشتہ نبی کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے جس سے نبی کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے جس طرح نبی امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اور امام غزالی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا علم اور ملکہ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پر عالم شہادت منکشف ہوتا ہے اور ہمیں یہ علم ہو جاتا ہے کہ یہ انسان ہے اور یہ حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اور یہ فلاں حیوان ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا علم اور ملکہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے اوپر عالم غیب منکشف ہو جاتا ہے اور آپ کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے یہ جن ہے اور یہ شیطان ہے، اور یہ فلاں فرشتہ

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۵-۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے اور یہ فلاں فرشتہ ہے۔ [1]

بَابُ صِفَةِ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ وَحُلْيَتِهٖ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال، آپ کی صفات اور آپ کے حلیہ کا بیان

۵۹۴۱ - حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُوْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِيَانِ ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهٖ فَسَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکا کر چھوڑ دیتے تھے، اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے، پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

۵۹۴۲ - وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ قد تھا، آپ کے دو شانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا آپ کے بال لمبے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے، آپ نے دو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو حسین نہیں دیکھا۔

۵۹۴۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی دراز گیسوؤں والے شخص کو سرخ چادروں کا جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

[1] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۹۰، ملخصاً، مطبوعہ دار المعرفت بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ یَضْرِبُ مَنْكِبَیْهِ بَعِیْدُ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ قَالَ اَبُوْ كُرَیْبٍ لَهٗ شَعَرٌ۔

حسین نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں تک تھے اور دونوں کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا، بہت لمبا قد تھا اور نہ بہت چھوٹا، ابو کریب نے شعرہ کی بجائے لہ شعر روایت کیا ہے۔

۵۹۴۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّاَحْسَنَهُمْ خَلْقًا لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ حسین تھا، اور آپ کے اخلاق سب سے اچھے تھے آپ کا قد لمبا تھا نہ چھوٹا۔

۵۹۴۶ - حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَیْفَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ شَعْرًا رَجِلًا لَیْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبِطِ بَیْنَ اُذُنَیْهِ وَعَاتِقِهٖ۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟ انھوں نے کہا آپ کے بال درمیانی تھے، بہت گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے، وہ (بال) کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

۵۹۴۷ - حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَضْرِبُ شَعْرُهٗ مَنْكِبَیْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں تک تھے۔

۵۹۴۸ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک تھے۔

۵۹۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَلِیْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَیْنِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے، اور ________ بڑی آنکھوں والے تھے اور آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا، میں نے سماک سے پوچھا ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا بڑے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قَالَ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔

دہانے والا، میں نے پوچھا اشکل العین کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا آنکھوں کے بڑے شگاف والا، میں نے کہا منہوس العقب کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا جس کی ایڑیوں پر کم گوشت ہو،

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَرَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحَ الْوَجْهِ۔ قَالَ مُسْلِمُ ابْنُ الْحَجَّاجِ مَاتَ اَبُو الطُّفَيْلِ سَنَةَ مِائَةٍ وَكَانَ اٰخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جریری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الطفیل سے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، آپ کا چہرہ سفید ملیح تھا، امام مسلم بن حجاج کہتے ہیں کہ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ رَجُلٌ رَاٰهُ غَيْرِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ فَكَيْفَ رَاَيْتَهٗ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، اور اب میرے سوا روئے زمین پر کوئی شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا تم نے آپ کو کس حلیہ میں دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا آپ سفید ملیح اور میانہ قامت تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق روایات مختلف ہیں، حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ کے بال کانوں کے نصف تک تھے، حضرت براء کی روایت میں ہے آپ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آپ کے بال جُمّہ تھے (یعنی کندھوں سے نیچے لٹکے ہوئے تھے)۔

ملا علی قاری ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمرہ اور حج میں سر منڈایا ہے، جب سر منڈانے کا زمانہ قریب ہوتا تو آپ کے بال کانوں کے نصف تک ہوتے، پھر بال آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے حتیٰ کہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے (یعنی وفرہ) پھر کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچ جاتے، اور زیادہ طول یہ تھا کہ وہ کندھوں کے نیچے لٹکے ہوئے ہوتے، اس وجہ سے ہر دیکھنے والے نے اپنے دیکھنے کے مطابق روایت بیان کی ہے۔ لہ

لہ۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۱ میں ہے: جن چیزوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو، ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے۔ علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں افعال مشرکین پر اہل کتاب کی موافقت کو اس لیے پسند کرتے تھے کہ اہل کتاب رسولوں کی بقیہ شریعت پر عمل کرتے تھے اور مشرکین بت پرست تھے ان کے پاس سوائے اپنے باپ دادا کی تقلید کے اور کوئی سند نہیں تھی، اور یہ محبت اس وقت تک تھی جب تک اسلام کا غلبہ نہیں ہوا تھا اور جب اسلام کا غلبہ ہو گیا تو پھر آپ اہل کتاب کی مخالفت کو پسند کرتے تھے، علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ جب آپ ابتداءً مدینہ منورہ میں آئے تو آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے تاکہ وہ آپ کا پیغام بغور سنیں اور مسلمان ہو جائیں، اسی وجہ سے آپ نے ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی، لیکن جب انھوں نے اس موافقت سے فائدہ نہیں اٹھایا، ان پر ان کی شقاوت غالب رہی اور وہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوئے، تو پھر آپ نے بہت سی چیزوں میں ان کی مخالفت کا حکم دیا، جیسے آپ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ [1]

مانگ نکالنے کا حکم

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

مانگ نکالنا سنت ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رجوع کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے مانگ کی طرف رجوع کیا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے اہل کتاب اپنے بالوں کو پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے، اور جن چیزوں میں آپ کو کوئی خاص حکم نہ دیا گیا ہو ان میں آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے، پھر جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا، یہ بھی احتمال ہے کہ جب آپ نے اہل کتاب کی مخالفت شروع کی اس وقت آپ نے اپنے اجتہاد سے مانگ نکالنی شروع کر دی تھی، لہٰذا مانگ نکالنا مستحب ہو گا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب کے طریقہ سے عدول کرنے کی وجہ یہ ہو کہ مانگ نکالنا صفائی کے زیادہ قریب ہے اور دھونے میں اسراف اور عورتوں کے ساتھ مشابہت سے زیادہ بعید ہے، علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کا قصد نہ ہو تو پیشانی پر بال چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مشابہت مقصود ہو تو پھر یہ حرام ہے، بعض صحابہ پیشانی پر بال چھوڑتے تھے اور بعض مانگ نکالتے تھے اور کوئی شخص دوسرے کی مذمت نہیں کرتا تھا۔ [2]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق

حدیث نمبر ۵۹۴۴ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو سرخ چادریں پہنی ہوئی تھیں، علامہ مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

سفیان ثوری نے کہا ہے کہ میرے گمان میں وہ سرخ دھاری دار چادریں تھیں، سفیان ثوری نے یہ اس لیے

[1] علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہا ہے کہ ان کے مذہب میں خالص سرخ رنگ پہننا حرام ہے، ابن القیم نے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خالص سرخ چادریں پہنی تھیں اس کا گمان غلط ہے، کیونکہ خالص سرخ لباس پہننا ممنوع ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے خالص سرخ لباس پہنا تھا، آپ نے دو یمنی چادریں پہنی ہوئی تھیں جن پر سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (علامہ مناوی فرماتے ہیں) ابن القیم کا یہ قول لغو و غلط ہے کیونکہ حدیث میں سرخ حلہ کا ذکر ہے اس کو بغیر کسی سند کے سرخ اور سیاہ دھاریوں والی چادروں پر محمول کرنا محض دعویٰ ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے معصفر (یعنی زرد) رنگ سے عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے منع فرمایا ہے، سرخ رنگ کی خصوصیت کی وجہ سے منع نہیں فرمایا، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا منع کرنے کے باوجود سرخ رنگ کو پہننا بیان جواز کے لیے ہے اور آپ کا منع کرنا تنزیہہ کے لیے ہے، اسی توجیہ کے مطابق سنن ابو داؤد کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ورس (سرخ رنگ) اور زعفران سے اپنے کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ اپنے عمامہ کو بھی رنگتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ آپ عیدین اور جمعہ کے دن سرخ چادریں پہنتے تھے اور شاید آپ کبھی کبھی جمعہ کے دن بیان جواز کے لیے سرخ لباس پہنتے تھے۔ لے

سرخ اور زرد لباس کے متعلق مفصل گفتگو ہم اسی جلد کی کتاب اللباس میں کر چکے ہیں۔

۸۲۹ بَابُ شَيْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر

۵۹۵۲- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ رَاٰى مِنَ الشَّيْبِ اِلَّا قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ كَاَنَّهٗ يُقَلِّلُهٗ وَقَدْ خَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت کم بال سفید دیکھے تھے اور حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بال رنگے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ رنگنے

لے۔ علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَضَبَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَخْضِبُ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ ۔

کی عمر کو نہیں پہنچے، آپ کی ڈاڑھی میں صرف چند بال سفید تھے، میں نے کہا کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رنگتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں! وہ مہندی اور سیاہ رنگ ملا کر رنگتے تھے۔

۵۹۵۴۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا قَلِيلًا ۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے۔ انھوں نے کہا آپ کے سفید بال بہت کم دکھائی دیتے تھے۔

۵۹۵۵۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ وَقَالَ لَمْ يَخْتَضِبْ وَقَدِ اخْتَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بال رنگنے کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے سفید بال گننا چاہتا تو گن لیتا اور انھوں نے کہا آپ نے بالوں کو نہیں رنگا اور حضرت ابوبکر نے مہندی اور سیاہ رنگ کو ملا کر رنگا اور حضرت عمر نے خالص مہندی کے ساتھ رنگا۔

۵۹۵۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ يُكْرَهُ أَنْ يَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نَبْذٌ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سر اور داڑھی سے سفید بالوں کے نوچنے کو مکروہ سمجھتے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو نہیں رنگا، آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر میں چند بال سفید تھے۔

۵۹۵۷۔ وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے آپ کو سفید بالوں کے ساتھ متغیر نہیں کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خُلَیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ اَبَا اِیَاسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ شَیْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَیْضَاءَ۔

۵۹۵۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُو خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ مِنْهُ بَیْضَاءَ وَوَضَعَ زُهَیْرٌ بَعْضَ اَصَابِعِهِ عَلٰی عَنْفَقَتِهِ قِیلَ لَهُ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ یَوْمَئِذٍ فَقَالَ اَبْرِی النَّبْلَ وَاُرِیشُهَا۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اتنے سفید بال دیکھے، پھر راوی نے نچلے ہونٹ کے نیچے والے بالوں پر اپنی انگلی رکھ کر بتایا ان سے پوچھا گیا کہ تم ان دنوں میں کیسے تھے؟ انھوں نے کہا میں ان دنوں میں تیر میں پیکان اور پر لگاتا تھا۔

۵۹۶۰۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اِسْمٰعِیلَ بْنِ اَبِی خَالِدٍ عَنْ اَبِی جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْیَضَ قَدْ شَابَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یُشْبِهُهُ۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید تھا اور آپ کے (کچھ) بال سفید ہو گئے تھے، اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے۔

۵۹۶۱۔ وَحَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِیلَ عَنْ اَبِی جُحَیْفَةَ بِهٰذَا وَلَمْ یَقُولُوا اَبْیَضَ قَدْ شَابَ۔

ایک اور سند سے حضرت ابوجحیفہ کی یہ روایت منقول ہے، اس میں آپ کے سفید رنگ اور سفید بالوں کا ذکر نہیں ہے۔

۵۹۶۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَیْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ اِذَا دَهَنَ رَاْسَهُ لَمْ یُرَ مِنْهُ شَیْءٌ وَاِذَا لَمْ یَدْهُنْ رُئِیَ مِنْهُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا جب آپ سر میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو سفید بال نظر آتے تھے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آیا بالوں کو رنگا تھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یا نہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بناء پر اکثر علماء نے اس کی نفی کی ہے، اور یہی امام مالک کا مذہب ہے اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند بال نکال کر دکھائے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ کراچی) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ سے بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ لاہور، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۰) ان احادیث کی بناء پر بعض محدثین نے یہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ آپ کے ان بالوں کا رنگ خوشبو لگانے کی وجہ سے متغیر ہو گیا تھا جس کو حضرت ام سلمہ نے رنگنے سے تعبیر فرمایا —— یہ قاضی عیاض کی عبارت ہے، اور مختار مذہب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، سو ہر شخص نے اپنے مشاہدے کے مطابق بیان کیا اور صحیح کہا اور چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رنگنے سے متعلق روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے اس لیے اس محمل کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ [1]

علامہ مناوی شافعی لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں! اس حدیث کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کے ساتھ بالوں کو رنگتے ہوئے دیکھا، اس حدیث کو امام ابن سعد وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام احمد اور امام ابن ماجہ نے ابن اوہب سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت ام سلمہ کے پاس گئے، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکال کر دکھائے جو مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) سے رنگے ہوئے تھے اور عبدالرحمان شمالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک کو بیری کے پتوں کے پانی سے دھوتے تھے اور عجمیوں کی مخالفت میں بالوں کو متغیر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ فقہاء شافعیہ کے دلائل ہیں جو امام مالک کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ کالے رنگ کے علاوہ ڈاڑھی کو رنگنا سنت ہے، اس کے موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یہ روایت ہے کہ جب فتح مکہ کے دن حضرت ابو قحافہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے بچو" اس حدیث کے خلاف یہ روایت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے سفید بالوں کو متغیر نہیں کیا کیونکہ آپ نے بعض اوقات بالوں کو رنگا اور اکثر اوقات نہیں رنگا، علامہ مناوی کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے بالوں کو رنگا ہو تو اس سے زیادہ سے زیادہ رنگنے کا جواز ثابت ہوگا، رنگنے کی سنیت کہاں سے ثابت ہوگی؟ [2]

میں کہتا ہوں کہ سنیت ان بکثرت احادیث سے ثابت ہوگی جن میں آپ نے سفید بالوں کو رنگنے اور یہود

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ونصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ جن صحابہ نے یہ یقین سے کہا کہ آپ نے بالوں کو رنگا ہے جیسے حضرت ابن عمر تو انھوں نے اپنے مشاہدہ کو بیان کیا اور یہ بعض اوقات کا واقعہ ہے اور جنھوں نے رنگنے کی نفی کی ہے جیسے حضرت انس تو انھوں نے اکثر اور اغلب اوقات کا حال بیان کیا ہے۔ [۱]

خضاب لگانے یا نہ لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں میرک نے کہا ہے کہ شروع سے علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے کہ خضاب لگانا (یعنی بالوں کو رنگنا) مستحب ہے یا اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے، علماء کی ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ خضاب لگانا مستحب ہے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے، تم ان کی مخالفت کرو (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی وغیرہا) اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انصار کے بوڑھوں کے پاس گئے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں، آپ نے فرمایا: اے انصار! اپنے بالوں کو سرخ یا زرد رنگ میں رنگو، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو، اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، اسی وجہ سے حضرت حسن، حضرت حسین اور بڑے بڑے صحابہ خضاب لگاتے تھے، اور بہت سے علماء کا یہ موقف ہے کہ خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے، کیونکہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوگئے وہ اس کا نور ہیں الا یہ کہ وہ ان کو نوچ لے یا ان کو رنگ دے، اس کو طبری نے روایت کیا ہے، علامہ عسقلانی نے کہا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی کسی سند میں مَیں نے یہ استثناء نہیں دیکھا، اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت کعب بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اسلام میں بال سفید ہوگئے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کے متغیر کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، اسی وجہ سے حضرت علی، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابی بن کعب اور بڑے بڑے صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب نہیں لگایا، علامہ طبری نے خضاب لگانے اور نہ لگانے پر دلالت کرنے والی مختلف روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ جس شخص کے تمام بال سفید ہو جائیں اس کے لیے خضاب لگانا مستحب ہے اور جس شخص کے کم بال سفید ہوں اس کا خضاب نہ لگانا مستحب ہے، لیکن خضاب لگانا مطلقاً اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت کرنے کے حکم کی تعمیل ہے، ہاں اگر کسی شہر کے لوگوں کی عادت خضاب کو ترک کرنا ہو تو وہاں خضاب نہ لگانا اولیٰ ہے۔ اور یہ اچھی تطبیق ہے۔

---

[۱] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سیاہ خضاب لگانے کے متعلق علماء کے نظریات

جو لوگ خضاب لگانے کے قائل ہیں ان کا پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا سیاہ خضاب لگانا جائز ہے اور افضل سرخ یا زرد خضاب ہے یا نہیں، اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ سیاہ خضاب مکروہ ہے، علامہ نووی کا میلان یہ ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے، اور بعض علماء نے جہاد میں سیاہ خضاب کی رخصت دی ہے، اور جہاد کے علاوہ اجازت نہیں دی، اور سرخ یا زرد خضاب کو مستحب کہا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت ابو قحافہ کو پیش کیا گیا، درآں حالیکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھولوں کی طرح سفید تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو متغیر کرو، اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو، پھر صحابہ ان کو لے گئے اور ان کے بال سرخ رنگ میں رنگ دیئے، اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو متغیر کرنے والی سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) ہے، اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے، اور حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے سیاہ خضاب لگایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا، اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بھی ضعف ہے۔

بعض علماء نے مردوں اور عورتوں میں فرق کیا ہے، مردوں کو سیاہ خضاب سے منع کیا ہے اور عورتوں کو اجازت دی ہے، یہ حلیمی کا مختار ہے اور ہاتھوں اور پیروں کو رنگنا عورتوں کے لیے جائز ہے اور علاج کے سوا مردوں پر حرام ہے۔ سب سے پہلے فرعون نے سیاہ خضاب لگایا تھا، اور سفید بالوں کو نوچنا اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ سنن اربعہ میں یہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو مت نوچو یہ مسلمان کا نور ہیں، علامہ ابن عربی نے کہا خضاب سے منع نہیں کیا اور نوچنے سے منع کیا کیونکہ نوچنے میں اصل خلقت کی تغییر ہے۔ [1]

ف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کی تعداد بہت کم تھی، شمائل ترمذی میں چودہ، سترہ، اٹھارہ اور بیس سفید بالوں کا ہے، یہ اختلاف مختلف زمانوں کے اعتبار سے ہے یا گننے میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔

بَابٌ ۳۰ فِيْ اِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۲۵۔۱۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٥٩٦٣- وحدثنا ابو بكر بن ابي شيبة حدثنا عبيد الله عن اسرائيل عن سماك انه سمع جابر بن سمرة يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد شمط مقدم رأسه ولحيته وكان اذا ادهن لم يتبين واذا شعث رأسه تبين وكان كثير شعر اللحية فقال رجل وجهه مثل السيف قال لا بل كان مثل الشمس والقمر وكان مستديرا ورأيت الخاتم عند كتفه مثل بيضة الحمامة يشبه جسده۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اگلے بال اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے، جب آپ تیل لگاتے تو وہ سفیدی معلوم نہیں ہوتی تھی، اور جب آپ کے بال بکھرے ہوئے ہوتے تو سفیدی معلوم ہوتی، آپ کی ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی، ایک شخص نے کہا کہ آپ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، انھوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا اور آپ کا چہرہ گول تھا، اور میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

٥٩٦٤- حدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سماك قال سمعت جابر بن سمرة قال رأيت خاتما في ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم كأنه بيضة حمام۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر نبوت دیکھی، جیسے کبوتر کا انڈا ہو۔

٥٩٦٥- وحدثنا ابن نمير حدثنا عبيد الله بن موسى اخبرنا حسن بن صالح عن سماك بهذا الاسناد مثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

٥٩٦٦- وحدثنا قتيبة بن سعيد ومحمد بن عباد قالا حدثنا حاتم (وهو ابن اسماعيل) عن الجعد بن عبد الرحمن قال سمعت السائب بن يزيد يقول ذهبت بي خالتي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ان ابن اختي وجع فمسح رأسي ودعا لي بالبركة ثم توضأ فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظهره فنظرت الى خاتمه بين كتفيه مثل زر الحجلة۔

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بھانجے کے سر میں درد ہے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا، میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا، میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مسہری کی گھنڈی کی طرح مہر نبوت دیکھی۔

٥٩٦٧- حدثنا ابو كامل حدثنا حماد (يعني ابن زيد) ح وحدثني سويد بن سعيد حدثنا علي بن مسهر كلاهما عن عاصم الاحول ح و

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ أَسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ قَالَ ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ ـ

راوی کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے دعائے مغفرت کی تھی، انھوں نے کہا ہاں اور تمہارے لیے بھی پھر یہ آیت پڑھی "اپنے لیے استغفار کیجئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے" پھر میں آپ کے پیچھے گیا تو میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، وہ آپ کے بائیں کندھے کی چپنی ہڈی کے پاس مسوں کے تل کی طرح تھی۔

ف: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ تمام روایات متقارب ہیں اور اس میں متفق ہیں کہ مہر نبوت آپ کے جسم میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی تھی، یا مسہری کی گھنڈی کی طرح۔

بَابُ ۸۳۱ قَدْرِ عُمْرِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا بیان

۵۹۶۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے اور نہ پست قد تھے، نہ بالکل سفید رنگ تھا اور نہ بالکل گندمی، نہ سخت گھنگریالے بال تھے نہ بالکل سیدھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا، آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے، ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا اور آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

۵۹۶۹ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَبِيعَةَ (يَعْنِي ابْنَ

یہ حدیث ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس سے مروی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ کا سفید چمکدار رنگ تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا كَانَ اَزْهَرَ۔

۵۹۷۰۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الرَّازِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زَائِدَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ترسیٹھ سال کی عمر میں وصال کیا، حضرت ابوبکر نے بھی ترسیٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت عمر کا بھی ترسیٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۵۹۷۱۔ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترسیٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے

۵۹۷۲۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا مِثْلَ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۷۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ انھوں نے کہا دس سال، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ابن عباس تیرہ سال فرماتے تھے۔

۵۹۷۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قُلْتُ

عمرو کہتے ہیں میں نے عروہ سے پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں کتنے سال رہے؟ انھوں نے کہا دس سال، میں نے کہا حضرت ابن عباس تو دس اور کچھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بِضْعَ عَشْرَةَ قَالَ نَغْفِرُهُ وَقَالَ إِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ ۔

سال کہتے ہیں، عروہ نے کہا اللہ حضرت ابن عباس کی مغفرت کرے، انھوں نے یہ عمر شاعر کے قول سے اخذ کی ہے۔

۵۹۷۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

۵۹۷۶ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ میں دس سال رہے اور جس وقت آپ کا وصال ہوا، آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

۵۹۷۷ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ فَذَكَرُوا سِنِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَكْبَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَمَاتَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ ❊ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يُقَالُ لَهُ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَذَكَرُوْا سِنِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً وَمَاتَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آپس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے، عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور حضرت ابوبکر کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے، قوم میں سے ایک شخص جس کا نام عامر بن سعد تھا اس نے کہا جریر نے بیان کیا کہ ہم حضرت معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق بحث کر رہے تھے، حضرت معاویہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا اور حضرت ابوبکر کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور حضرت عمر تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ سِتِّيْنَ .

۵۹۷۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ فَقَالَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ .

جریر کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، اور اب میں بھی تریسٹھ سال کا ہوں۔

۵۹۷۹ - وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمْ اَتٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَحْسِبُ مِثْلَكَ مِنْ قَوْمِهٖ يَخْفٰى عَلَيْهِ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ قَدْ سَاَلْتُ النَّاسَ فَاخْتَلَفُوْا عَلَيَّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيْهِ قَالَ اَتَحْسُبُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمْسِكْ اَرْبَعِيْنَ بُعِثَ لَهَا خَمْسَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَاْمَنُ وَيَخَافُ وَعَشْرَ مِنْ مُهَاجَرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ .

عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی، انھوں نے فرمایا مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ آپ کی قوم سے ہونے کے باوجود تم جیسے شخص سے یہ چیز مخفی ہوگی، میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے یہ سوال کیا تھا، ان کا اس میں اختلاف تھا، تو میں نے یہ پسند کیا کہ میں اس مسئلہ میں آپ کا قول معلوم کر لوں، حضرت ابن عباس نے پوچھا تم کو حساب آتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا کہ یہ یاد رکھو کہ چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث ہوئے، پندرہ سال مکہ میں رہے اور دس سال ہجرت کے بعد مدینہ میں رہے۔

۵۹۸۰ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ .

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۵۹۸۱ - وَحَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس وقت وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

۵۹۸۲ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۹۸۳ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحٰى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ سال رہے، آپ سات سال تک آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی رہی اور آپ مدینہ میں دس سال رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے متعلق مختلف روایات میں تطبیق اور محاکمہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اور آپ کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق تین روایات ہیں: ایک یہ ہے کہ آپ کی عمر ساٹھ سال ہے، دوسری یہ ہے کہ آپ کی عمر پینسٹھ سال ہے اور تیسری یہ ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے اور یہی زیادہ صحیح اور مشہور روایت ہے، امام مسلم نے یہ روایات حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زیادہ صحیح تریسٹھ سال کی روایت ہے اور باقی روایات کی تاویل کی ہے، ساٹھ سال والی روایت میں دہائی کے ذکر پر اقتصار کیا گیا ہے اور کسر کو ترک کر دیا گیا ہے، اور پینسٹھ سال والی روایت میں بھی تاویل ہے اور اس میں اشتباہ ہے، عروہ نے حضرت ابن عباس کی اس روایت کا انکار کیا تھا، اور کہا تھا کہ پینسٹھ سال والا قول غلط ہے، حضرت ابن عباس نے نبوت کا ابتدائی زمانہ نہیں پایا اور نہ دوسروں کی بہ نسبت ان کو زیادہ صحبت میسر ہوئی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے اور اعلان نبوت سے پہلے مکہ میں چالیس سال رہے، البتہ اعلان نبوت کے بعد مکہ میں اقامت کرنے کے متعلق اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس دوران آپ مکہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کی عمر تریسٹھ سال ہے، ہم نے جو چالیس سال کے بعد اعلان نبوت کا ذکر کیا ہے، یہی صحیح قول ہے جس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ قاضی عیاض نے حضرت ابن عباس اور سعید بن مسیب کے حوالے سے ایک روایت شاذہ ذکر کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تینتالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کیا، اور صحیح چالیس سال کی روایت ہے، جیسا کہ گذر چکا ہے، صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال ہاتھیوں والا واقعہ ہوا تھا، ایک قول یہ ہے کہ اس کے تین سال بعد ولادت ہوئی اور ایک قول چالیس سال کا ہے، قاضی عیاض نے سال فیل میں ولادت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، اس پر اتفاق ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، البتہ تاریخ میں اختلاف ہے کہ دوسری تاریخ تھی، آٹھویں تاریخ تھی، دسویں تھی یا بارہویں تھی اور وفات کی تاریخ بارہ تھی اور وقت چاشت کا تھا۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آوازیں سننے اور روشنی دیکھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۹۸۳ میں ہے: آپ سات سال تک آوازیں سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے، اور آٹھ سال تک آپ پر وحی آتی رہی۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ میں سے ہاتف کی آواز سنتے تھے۔ اور فرشتوں کا نور اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ نے فرشتوں کو دیکھا اور وحی کو سنا۔ علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ آپ ملائکہ علیہم السلام اور جمادات کی آواز سنتے تھے جو آپ پر سلام پیش کرتے تھے، جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے بعض راستوں میں گیا، آپ جس پہاڑ یا درخت کے سامنے جاتے وہ کہتا السلام علیک یارسول اللہ، اور روشنی سے ملائکہ علیہم السلام کا نور بھی مراد ہو سکتا ہے اور اندھیروں میں جو انوار آپ پر ظاہر ہوتے تھے، وہ بھی مراد ہو سکتے ہیں، اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ رات کو بھی دن کی طرح دیکھتے تھے، یعنی یہ حالت آپ پر سات سال طاری رہی، پھر آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی۔

بَابُ ۸۲۲ فِي أَسْمَائِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ

۵۹۸۴ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا میرے قدموں پر حشر کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۵۹۸۵ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَؤُوفًا رَحِيمًا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۹۸۶ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ وَمَعْمَرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ وَمَا الْعَاقِبُ قَالَ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَعُقَيْلٍ الْكَفَرَةَ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ الْكُفْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں شعیب اور معمر کی روایت میں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، عقیل کی روایت میں ہے زہری نے بیان کیا عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، اور شعیب کی روایت میں کفر کا لفظ ہے۔

۵۹۸۷ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے اپنے کئی نام بیان کیے، آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں اور نبی التوبۃ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "محمد" کی تشریح

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابی مالکی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اتنے ہی اسماء ہیں، اور ساٹھ سے زیادہ اسماء کا انھوں نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

"محمد" حمد سے ماخوذ ہے اور مفعّل کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے بہت زیادہ حمد کیا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور کی نہیں کی اور آپ کو وہ محامد عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے اور قیامت کے دن آپ کو وہ چیزیں الہام کرے گا جو کسی اور کو الہام نہیں کرے گا، جس شخص میں خصال محمودہ کامل ہوں اس کو محمد کہا جاتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ باب تکثیر کے لیے ہے یعنی جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے وہ محمد ہے، ابن قتیبہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں رکھا گیا، جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔ [۱]

[۱] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۳-۱۴۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"محمد" تحمید کا اسم مفعول ہے، اس کو وصفیت سے اسمیت کی طرف مبالغۃً نقل کیا گیا ہے، بکثرت خصال محمودہ کی بناء پر آپ کا نام محمد رکھا گیا ہے یا اس لیے کہ آپ کی بار بار حمد کی جاتی ہے یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بہت حمد کرے گا، اسی طرح ملائکہ، انبیاء اور اولیاء آپ کی حمد کریں گے، یا نیک فال کے لیے آپ کا نام محمد رکھا گیا، یا اس لیے کہ اولین اور آخرین آپ کی حمد کریں گے، اور قیامت کے دن تمام اولین اور آخرین آپ کی حمد کے جھنڈے تلے ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کے دل میں یہ الہام کیا کہ وہ آپ کا نام "محمد" رکھیں۔

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں: احادیث میں آپ کے اسماء کے بیان میں "محمد" کو احمد پر مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ "محمد" "احمد" سے زیادہ ظاہر اور زیادہ مشہور ہے، بلکہ ابو نعیم نے روایت کیا کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ کا نام محمد رکھا گیا، اور کعب احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر، سات آسمانوں، جنت کے محلات اور بالاخانوں پر، حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں پر اور درختوں کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان "محمد" لکھا ہوا ہے، اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے، ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جو شخص تمہارا نام رکھے گا میں اس کو جہنم میں نہیں ڈالوں گا، اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو گا میں اس کو آگ میں نہیں ڈالوں گا، اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دسترخوان پر محمد یا احمد نام کا شخص ہو گا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا، ابن قتیبہ نے کہا کہ آپ کی نبوت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام "محمد" نہیں رکھا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا لم نجعل له من قبل سميا "ان سے پہلے ہم نے یہ نام نہیں رکھا" البتہ جب آپ کی ولادت کا زمانہ قریب آیا اور اہل کتاب نے آپ کی ولادت کے زمانہ کے قریب آنے کی بشارت دی تو بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھا کہ شاید ان میں سے کوئی وہ نبی ہو، لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کس کو رسول بنانا ہے زیادہ مشہور یہ ہے کہ پندرہ بچوں کا نام "محمد" رکھا گیا تھا۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد تھے اور اس کے بعد محمد ہوئے، کیونکہ پہلی کتابوں میں آپ کا نام احمد تھا اور قرآن مجید میں آپ کا نام محمد ہے اور آپ نے لوگوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اسی طرح آپ آخرت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، اور اس کے بعد شفاعت کریں گے اور آپ سے سن کر لوگ اللہ کی حمد کریں گے، آپ سورۃ الحمد، لواء حمد (حمد کے جھنڈے) اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں، کھانے، پینے، دعا اور سفر سے واپسی کے بعد آپ کے لیے حمد شروع کی گئی ہے، آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے، اور آپ کے لیے حمد کے تمام معانی اور اقسام جمع کیے گئے ہیں۔ [2]

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۲۷-۲۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۶ ص ۵۵۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حمد کسی حسن اور کمال پر کی جاتی ہے اور آپ علی الاطلاق محمد ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علی الاطلاق حسن اور کمال ہیں اگر آپ میں کسی وجہ یا کسی اعتبار سے کوئی نقص اور عیب ہوتا تو آپ علی الاطلاق محمد نہ ہوتے کیونکہ نقص اور عیب کی مذمت ہوتی ہے، حمد نہیں ہوتی اور آپ کو کسی زید یا بکر نے محمد نہیں کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے محمد کہا ہے، اگر آپ میں کسی وجہ سے کوئی نقص یا عیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا آپ کو مطلقاً محمد کہنا صحیح نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کا کلام غلط ہو سکتا ہے نہ آپ میں کوئی نقص اور عیب ہو سکتا ہے، یہ بات مشرکین عرب کو بھی معلوم تھی وہ آپ میں عیب نکالتے پھر آپ کو محمد کہتے انہیں خیال آیا کہ محمد کہہ دینے سے تو آپ سے ہر عیب کی نفی ہو جاتی ہے اس لیے وہ آپ کو مذمم (مذمت کیا ہوا) کہنے لگے کہ مذمم میں یہ عیب ہے اور مذمم ایسا ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا وہ مجھ میں عیب نہیں نکالتے کسی مذمم میں عیب نکالتے ہیں، میں مذمم نہیں محمد ہوں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عَنْ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش و لعنھم یشتمون مذمما و یلعنون مذمما وانا محمد۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کے سب و شتم کو کس طرح دور کر دیا۔ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔

ایک دفعہ میں نے تقریر میں آپ کے مطلقاً حسن اور کمال ہونے میں آپ کے محمد ہونے سے استدلال کیا اور کہا کہ آپ کا محمد ہونا اس کو مستلزم ہے کہ آپ میں کسی وجہ سے نقص اور عیب نہ ہو، اس پر ایک شخص نے یہ اعتراض کیا کہ بتلاؤ غیر کا محتاج ہونا حسن ہے یا عیب اگر یہ حسن ہو تو تمام محاسن اور کمالات کا جامع اللہ تعالیٰ ہے پھر اللہ تعالیٰ کو بھی غیر کا محتاج ہونا چاہیے اور اگر یہ عیب ہو تو آپ میں یہ عیب ثابت ہو گیا کہ آپ اپنے غیر کے محتاج ہیں کیونکہ آپ بہرحال اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، میں نے کہا یہ آپ کے لیے کمال ہے اور اللہ کے لیے نقص ہے جیسے عبادت کمال ہے مگر یہ مخلوق کے لیے کمال ہے اللہ کے لیے عبادت کرنا نقص اور عیب ہے، بعض چیزیں حسن لذاتہ اور قبیح لغیرہ ہوتی اور بعض چیزیں قبیح لذاتہ اور حسن لغیرہ ہوتی ہیں، غیر کا محتاج ہونا قبیح لذاتہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے اور حسن لغیرہ ہے کیونکہ بندہ کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا محتاج ہو اس لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے مولیٰ کا محتاج ہونا آپ کا حسن اور کمال ہے، خلاصہ یہ ہے کہ آپ ازلاً ابداً محمد ہیں سراہے ہوئے اور تعریف کیے ہوئے ہیں اور تعریف ہمیشہ حسن اور کمال پر ہوتی ہے اس لیے آپ ہمیشہ سے حسن اور کمال ہیں بلکہ تمام محاسن اور کمالات کی اصل ہیں، حسن اور کمال وہی ہے جو آپ میں ہے اور جو چیز آپ میں نہیں ہے وہ حسن ہے نہ کمال۔ باقی انبیاء اور رسل اپنی عظمت میں کسی خیر اور نیکی کے حصول کے تابع تھے یہاں معاملہ الٹ ہے، یہاں خیر اور نیکی اپنے خیر اور نیکی ہونے میں آپ کی طرف نسبت کے تابع ہے جس کو آپ نے کر لیا وہ خوب ہے اور

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جس سے آپ نے منع کر دیا وہ ناخوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "احمد" کی تشریح

علامہ مناوی لکھتے ہیں: "احمد" اسم تفضیل کا صیغہ ہے، جس کا معنی اس انتہا پر پہنچا ہے جس کے بعد کوئی انتہیٰ نہ ہو، اس کا معنی ہے تمام حمد کرنے والوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں ہوگا اور میدان حشر میں آپ ہی کی حمد مشہور ہوگی، اور مقام محمود پر آپ ہی ہوں گے۔ ؎١

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قیامت کے دن آپ کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ایسے کلمات عطا ہوں گے جو آپ سے پہلے کسی کو نہ ملے ہونگے آپ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور آپ کو حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا، جب تک آپ اپنے رب کی حمد کر کے احمد نہیں ہوئے، اس وقت تک محمد نہیں ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: "اے اللہ مجھے امت احمد میں کر دے" حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے بعد میں آنے والے کو رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا، کیونکہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے اللہ کی حمد کی تھی۔ ؎٢

بَابُ ٨٢٢ عِلْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَشِدَّةِ خَشْيَتِهِ

اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے

٥٩٨٨ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهِ فَكَاَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّيْ اَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيْهِ فَكَرِهُوْهُ وَتَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اس کو جائز قرار دیا، آپ کے اصحاب میں سے بعض کو یہ خبر پہنچی، انھوں نے گویا کہ اس کام کو ناپسند کیا، اور اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو یہ خبر ملی کہ میں نے ایک کام کو جائز قرار دیا ہے، انھوں نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس کام سے پرہیز کیا، بہ خدا! میں ان سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور ان سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔

٥٩٨٩ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

؎١ - علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی ١٠٠٣ھ، شرح الشمائل علی ہامش جمع الوسائل، ج ٢ ص ٢٢٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

؎٢ - ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ١٠١٤ھ، جمع الوسائل ج ٢ ص ٢٢٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَفْصٌ (يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ) ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ۔

۵۹۹۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى بَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْغَبُونَ عَمَّا رُخِّصَ لِي فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کی رخصت دی، بعض لوگوں نے اس کام سے پرہیز کیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار ظاہر ہوگئے، پھر آپ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ان چیزوں سے اعراض کرتے ہیں جن میں مجھے رخصت دی گئی ہے، بہ خدا! مجھے ان سب سے زیادہ اللہ کا علم ہے اور میں ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

دین میں سہولت اور رخصت کے پسندیدہ ہونے کا بیان

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ کا اشارہ ان بعض صحابہ کی طرف ہو جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم سمجھا تھا، ان میں سے ایک نے کہا میں نماز پڑھوں گا اور نیند نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا، اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے اجتناب کروں گا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقہ (کاملہ) پر نہیں ہے۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے! اور کہنے والوں کا نام نہیں لیا اور ان کی تعیین نہیں کی، اس قول سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت اور امت پر آپ کی شفقت ظاہر ہوتی ہے، آپ کسی کو عیب کے ساتھ نشان زد نہیں کرتے تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رخصت پر عمل کرنا پسندیدہ تھا، اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح عزیمت پر عمل کرنا پسند ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو رخصت پر عمل کرنا پسند ہے، اس حدیث میں دین میں شدت اور سختی کی ممانعت ہے کیونکہ شریعت سہل اور آسان ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صغائر اور مکروہات سے مجتنب ہونے کا بیان

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم اور خدا خوفی کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت انسان اپنی تعریف کر سکتا ہے، بہ شرطیکہ اس میں تکبر اور فخر نہ ہو اور اس تعریف سے کسی کو فائدہ پہنچے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین اور علماء کے دلوں میں عام لوگوں اور گنہ گاروں سے زیادہ خدا کا ڈر اور خوف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء اس سے ڈرتے ہیں اور رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرت عبادت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں! اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام صغائر اور مکروہات کا ارتکاب نہیں کرتے اور کسی غلط کام پر برقرار نہیں رہتے، اور جب وہ کسی کام کو دیکھ کر اس کام کو برقرار رکھیں تو وہ اس کی اباحت کی دلیل ہوتا ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کی اقتدار کرتے تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتدار کا حکم

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتدار کے حکم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ عام طبعی اور جبلی افعال میں آپ کی اقتداء مباح ہے مثلاً کھڑے ہونے، بیٹھنے کھانے اور پینے میں، جو افعال آپ کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں اتباع کرنا ممنوع ہے مثلاً وصال کے روزے، حالت جنابت میں مسجد میں جانا، نیند سے اٹھ کر وضو کیے بغیر نماز پڑھنا، بیک وقت چار سے زیادہ شادیاں کرنا وغیرہ، جن افعال کے ذریعہ آپ نے کسی مطلق حکم کا بیان کیا ہو ان میں آپ کی اقتداء کرنا واجب ہے، جیسے آپ نے فرمایا جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو اس طرح نماز پڑھو یا جیسے آپ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پہنچے سے اس کا ہاتھ کاٹا، اور جن افعال سے آپ نے کسی کام کے وجوب، استحباب یا اباحت کو بتایا ہو ان افعال کو اسی تفصیل سے کیا جائے گا، آپ کے جن افعال کی صفت معلوم نہ ہو ان میں اختلاف ہے، امام مالک نے کہا اگر وہ بطور عبادت نہ ہوں تو مباح ہیں، امام شافعی نے کہا اگر وہ عبادت کے قبیل سے ہوں تو مستحب ہیں، امام ابوحنیفہ نے کہا وہ واجب ہیں اور بعض علماء نے ان میں توقف کیا۔ [1]

بَابُ ۸۲۲ وُجُوبِ اِتِّبَاعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب

۵۹۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَآءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِمْ فَاخْتَصَمُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک انصاری اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حرۂ مدینہ کے پانی میں جھگڑا ہوا جہاں سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تاکہ وہ بہتا رہے، حضرت زبیر نے انکار کیا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے زبیر تم زمین کو پانی دو، پھر پانی اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو، انصاری غضب ناک ہوا، اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں! اس لیے ان

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۴۲، ۱۴۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا۔

کی طرف داری کی ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، آپ نے فرمایا: اے زبیر! تم پانی دو، پھر پانی کو روک لو، حتیٰ کہ وہ منڈیر سے پھر واپس ہو جائے، حضرت زبیر نے کہا بخدا میرا گمان ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے: (ترجمہ) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے خلاف اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔

حجیت حدیث

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ داؤدی نے کہا ہے کہ وہ شخص نسباً انصاری تھا، دیناً انصاری نہیں تھا بلکہ منافق تھا، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جو پانی حرہ مدینہ میں آتا تھا وہ پہلے حضرت زبیر کی طرف آتا تھا وہ بہ قدر ضرورت پانی لے کر اس انصاری کی طرف پانی چھوڑ دیتے تھے، انصاری نے یہ کہا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اس کی طرف پانی چھوڑ دیں، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا تم اپنی ضرورت پوری کر کے اس کی طرف جلدی پانی چھوڑ دو، انصاری اس پر غضب ناک ہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حضرت زبیر پانی کو روکے بغیر اس کو پانی دیں، تب اس نے یہ کہا کہ آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ حضرت زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر اب کوئی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم پر اعتراض کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو قتل کرنے کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا کہ کہیں کفار یہ نہ کہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں اور اس سے تبلیغ اسلام میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔[۱]

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظاہراً اور باطناً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کے فیصلہ کے خلاف دل میں بھی ناگواری نہ آئے، نیز اس آیت میں حجیت حدیث پر بھی دلیل ہے کیونکہ اس آیت کے اعتبار سے آپ کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے، صحابہ کرام کے لیے آپ کے احکام کا مرجع آپ کی ذات مقدسہ تھی، اور بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام کا ماخذ اور مرجع کتب احادیث ہیں، اگر یہ کتب احادیث حجت نہ ہوں تو پھر بعد کے مسلمانوں کے لیے آپ کے احکام پر عمل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حجت تام نہیں ہو گی۔

بَابُ ٨٣٥ کَرَاھَۃِ اِکْثَارِ السُّؤَالِ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ

بلا ضرورت زیادہ سوال کرنے کی کراہت

[۱] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ٨٢٨ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ١٢٠-١٢۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۹۹۲- حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیَی التُّجِیْبِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ قَالَا کَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا نَهَیْتُکُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا اَمَرْتُکُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا اَهْلَکَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰی اَنْبِیَآئِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کام سے میں تم کو روکوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا تم کو حکم دوں اس کو اپنی استطاعت کے مطابق کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ بکثرت سوال کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

۵۹۹۳- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِیْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ وَهُوَ مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِیُّ اَخْبَرَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ سَوَآءً۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۵۹۹۴- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ کِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِیْرَةُ (یَعْنِی الْحِزَامِیَّ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ کِلَاهُمَا عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ کُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ وَفِیْ حَدِیْثِ هَمَّامٍ مَا تُرِکْتُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ ثُمَّ ذَکَرُوْا نَحْوَ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کو میں چھوڑ دوں تم بھی اس کو چھوڑ دو (یعنی جس چیز کو میں بیان نہ کروں تم بھی اس کے متعلق سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے، اس کے بعد مثل سابق ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۵۹۹۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَحُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ -

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۶ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَحْفَظُهُ كَمَا أَحْفَظُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ -

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے زیادہ جرم اس مسلمان کا ہے جس نے اس چیز کے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہیں تھی، پھر اس کے سوال کی وجہ سے وہ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

۵۹۹۷ - وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ رَجُلٌ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدًا -

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۵۹۹۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ السُّلَمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ اللُّؤْلُؤِيُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَصْحَابِهِ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے کوئی ناگوار خبر پہنچی، آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئی، میں نے آج کی طرح خیر اور شر کبھی نہیں دیکھی اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اس سے زیادہ کوئی سخت دن نہیں تھا وہ سب سر جھکا کر بیٹھ گئے اور ان پر گریہ طاری ہو گیا، پھر حضرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ قَالَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا قَالَ فَقَامَ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

عمر کھڑے ہو کر کہنے لگے، ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو نبی مان کر راضی ہو گئے، پھر وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ) اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق مت سوال کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۵۹۹۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ تَمَامَ الْاٰيَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! ان اشیاء کے متعلق سوال مت کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہو گا۔

۶۰۰۰ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى لَهُمْ صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ قَبْلَهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَنِيْ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْنِيْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنَنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورج ڈھلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ اس سے پہلے بہت بڑے بڑے امور ظاہر ہوں گے، پھر فرمایا جو شخص ان کے متعلق مجھ سے سوال کرنا چاہتا ہو وہ سوال کرے بخدا میں جب تک اس جگہ کھڑا ہوں تم جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تم کو اس کی خبر دوں گا، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تو انہوں نے بہت رونا شروع کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ کہتے تھے کہ مجھ سے سوال کرو، حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ بَرَكَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ اَعَقَّ مِنْكَ اَاَمِنْتَ اَنْ تَكُوْنَ اُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ وَاللّٰهِ لَوْ اَلْحَقَنِيْ بِعَبْدٍ اَسْوَدَ لَلَحِقْتُهٗ

ہی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ کہا کہ مجھ سے سوال کرو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم اللہ کو رب، اسلام کو دین، اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے، مجھ پر ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں پیش کی گئی تھیں، میں نے آج کی طرح خیر اور شر نہیں دیکھی، ابن شہاب کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہا کہ عبد اللہ بن حذافہ کی والدہ نے ان سے کہا: تم جیسا نافرمان بیٹا میں نے کبھی نہیں سنا، کیا تم اس بات سے مامون تھے کہ تمہاری ماں نے بھی وہ کام کیا ہو گا جو زمانہ جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں، اور پھر تم اپنی ماں کو رسوا کرتے! حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے کہا: بخدا اگر حضور میرا نسب کسی حبشی غلام سے بھی بیان کرتے تو میں اس سے منسوب ہو جاتا۔

۶۰۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مَعَهٗ غَيْرَ اَنَّ شُعَيْبًا قَالَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ قَالَتْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

۶۰۰۲- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّاسَ سَاَلُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْاَلَةِ فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَعِدَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے حتیٰ کہ آپ ان کے سوالات سے تنگ آگئے، پھر ایک دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا اب مجھ سے سوال

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْمِنْبَرِ فَقَالَ سَلُوْنِي لَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْقَوْمُ أَرَمُّوْا وَرَهِبُوْا أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْ أَمْرٍ قَدْ حَضَرَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِيْ فَأَنْشَأَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ كَانَ يُلَاحَى فَيُدْعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِنِّيْ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَرَأَيْتُهُمَا دُوْنَ هٰذَا الْحَائِطِ۔

کرو، تم مجھ سے جس چیز کا بھی سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دوں گا، جب لوگوں نے یہ سنا تو خاموش ہو گئے اور اس سے خوفزدہ ہوئے کہ کہیں کچھ ہو نہ گیا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر شخص کپڑے میں منہ لپیٹ کر رو رہا تھا پھر مسجد سے وہ شخص اٹھا جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا (یعنی نسب کا طعنہ دیا جاتا تھا) اس نے کہا یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں، دراں حالیکہ ہم برے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج کی طرح کبھی خیر اور شر کو نہیں دیکھا، میرے سامنے اس دیوار کے قریب جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی۔

۶۰۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں۔

۶۰۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِيْ عَمَّ شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیے گئے، جو آپ کو ناگوار ہوئے، جب زیادہ سوال کیے گئے تو آپ غصہ میں آگئے، پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے سوال کرو، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہی ہے، دوسرے شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا آزاد کردہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَا فِی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ قَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ ۔

غلام سالم ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصے کے آثار کو پہچانا تو کہا یا رسول اللہ! ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں! ابوکریب کی روایت میں ہے: اس نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ شیبہ کا غلام سالم ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال کرنے کی ممانعت کی وجوہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے مقصود یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو زیادہ سوال کرنے اور جو چیز در پیش نہ ہو اس میں ابتداءً سوال کرنے سے منع فرمایا، اس ممانعت کے کئی اسباب ہیں:

۱۔ بعض اوقات سوال کرنے سے کوئی چیز مسلمانوں پر حرام ہو جاتی ہے، اس وجہ سے مسلمانوں کو مشقت ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے اس شخص کا جرم سب سے زیادہ ہے جس کے سوال کی وجہ سے کوئی ایسی چیز مسلمانوں پر حرام کر دی گئی جو پہلے حرام نہیں تھی۔

۲۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوال کے جواب میں کوئی ایسی چیز بیان کی جائے جو سائل کو ناپسند ہو یا اس کو تکلیف ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

۳۔ بعض اوقات زیادہ سوالات سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تنگ آجاتے تھے اور آپ کو اذیت ہوتی تھی، اور قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ (احزاب: ۵۷)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا کہ سوال سے ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو بلا ضرورت یا ضد اور ہٹ دھرمی سے سوال کرے، لیکن جس شخص کو کوئی مسئلہ در پیش ہو اس کا سوال کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون "اگر تم کو علم نہ ہو تو علم والوں سے سوال کرو" صاحب تحریر نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچے تو وہ گنہگار ہوگا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "مجھ سے جو چاہو سوال کرو" کی تشریح

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا: جس چیز کے متعلق چاہو مجھ سے اس جگہ سوال کرو"، اس کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی کی گئی تھی، ورنہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں کو نہیں جانتے تھے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بظاہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں کہا تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ کثرت سوالات سے ناراض ہوئے، آپ نے صحابہ سے فرمایا مجھ سے سوال کرو،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حالانکہ آپ کو پسند یہ تھا کہ وہ آپ سے سوالات نہ کرتے، لیکن جب آپ نے سوال کرنے میں ان کی حرص دیکھی تو آپ نے فرمایا مجھ سے سوال کرو۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے جو فرمایا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے غلام کے ساتھ لاحق کرتے تو میں لحق ہو جاتا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا پھر انھوں نے یہ کیوں کہا، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ ہو، دوسرا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہۃ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے ان کی یہی مراد ہو۔ [1]

آپ کو جنت اور دوزخ حقیقۃً دکھانے اور ان کی تصویر دکھانے کے الگ الگ محمل

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں: علامہ خطابی نے کہا کہ احادیث کسوف کی ظاہر عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کو حقیقۃً دیکھا تھا کیونکہ آپ نے انگور کا خوشہ توڑنے کا قصد کیا اور جہنم کو دیکھ کر پیچھے ہٹے، تاکہ آپ کو اس سے کوئی ضرر نہ ہو اور اس موقع کی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اس دیوار میں جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی تھی۔ [2]

بَابُ ۸۲۶ وُجُوْبِ امْتِثَالِ مَا قَالَهٗ شَرْعًا دُوْنَ مَا ذَكَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيْلِ الرَّاْيِ

احکام شرعیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا وجوب اور احکام دینویہ میں عمل کا اختیار

۶۰۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ الثَّقَفِيُّ وَاَبُوْ كَامِلِ الْجَحْدَرِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْمٍ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ فَقَالُوْا يُلَقِّحُوْنَهٗ يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِي الْاُنْثٰى فَتَلْقَحُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

موسیٰ بن طلحہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا کھجوروں کے پاس کچھ لوگوں پر گزر ہوا، آپ نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ لوگ کھجوروں میں قلم لگا رہے ہیں، یعنی نر کھجور کو مادہ کھجور کے ساتھ ملاتے ہیں جس سے وہ پھلدار ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گمان میں یہ عمل ان کو کسی چیز سے مستغنی نہیں کرے گا، جب ان صحابہ کو آپ کے اس ارشاد کی خبر ہوئی تو انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی کہ آپ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۳ - ۲۶۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۱۵۲ - ۱۵۱، دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَ إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِي بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوْا بِهٖ فَإِنِّي لَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نے فرمایا اگر ان کو اس میں فائدہ ہے تو کرتے رہیں، میں نے گمان کیا تھا تم اس گمان پر عمل مت کرو، البتہ جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو، کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

۶۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّوْمِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ حَدَّثَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ يَقُوْلُوْنَ يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِيْ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمَعْقِرِيُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُكَّ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ کھجوروں میں قلم لگاتے تھے، آپ نے فرمایا یہ تم کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں، آپ نے فرمایا شاید تم نہ کرو تو اس میں زیادہ بہتری ہو انھوں نے اس کو ترک کر دیا تو کھجوریں جھڑ گئیں یا کم ہو گئیں، انھوں نے آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا میں صرف بشر ہوں، جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر عمل کرو، اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں صرف بشر ہوں، عکرمہ کی روایت اسی طرح ہے اور معقری نے بغیر شک کے کہا کھجوریں جھڑ گئیں۔

۶۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُوْنَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا لَصَلَحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيْصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوْا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جو کھجوروں میں پیوند لگا رہے تھے، آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہ کرو تو اچھا ہوگا! اس کے بعد ردی کھجوریں پیدا ہوئیں پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کا ان کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا اب تمہاری کھجوروں کی کیا کیفیت ہے؟ انھوں نے کہا آپ نے اس اس طرح فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تم اپنی دنیا کے معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیوند کاری کے متعلق صحابہ سے فرمانا: دنیاوی معاملات کو تم زیادہ جانتے ہو!

تلقیح اور تابیر کا معنی ہے نر کھجور کے شگوفے کو مادہ کھجور میں داخل کرنا، یا نر کی قلم کو مادہ میں پیوند کرنا، جس درخت پر پہلے پھل لگے وہ نر ہے اور جس پر بعد میں پھل لگے وہ مادہ ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور معاش سے متعلق بغیر تشریع کے جو بات کہیں اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے، لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے بہ حیثیت تشریع کے جو کچھ فرمائیں اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور آپ نے کھجور میں پیوند لگانے کے ترک کرنے کا جو حکم دیا تھا، وہ بہ حیثیت تشریع کے نہیں تھا، بطور مشورہ تھا، پیوند لگانے کو ترک کرنے سے کھجوروں کی پیداوار کم ہوئی اس پر آپ نے فرمایا "انتم اعلم بامور دنیاکم" اپنے دنیاوی امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو"، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور فکر آخرت اور معارف الٰہیہ کی طرف مبذول رہتی تھی اور دنیا کی طرف زیادہ توجہ نہ کرنا کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ ۱؎

ملا علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ تر دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ ۲؎

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

یہاں پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کھجور کے درختوں میں پیوند لگاتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا کاش تم یہ طریقہ ترک کر دو۔ انصار نے اس کو ترک کر دیا، پھر کوئی پیداوار نہیں ہوئی یا ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، تب آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ اپنے گمان سے کہا تھا وحی سے نہیں کہا تھا، اور شیخ سیدی محمد سنوسی نے کہا ہے کہ آپ صحابہ کو توکل کرنے پر برانگیختہ کرنا چاہتے تھے، جب انہوں نے آپ کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے دنیاوی معاملات کو خود ہی زیادہ جانتے ہو، اور اگر وہ آپ کے کہنے پر عمل کرتے اور ایک یا دو سال تک نقصان برداشت کرتے تو وہ اس مشقت سے بچ جاتے، یہ جواب انتہائی لطیف ہے۔ ۳؎ سیدی غوث عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ کے جواب کا بھی یہی خلاصہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے بغیر محض اپنے اجتہاد سے لوگوں کو اس بناء پر پیوند لگانے سے منع فرمایا کہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اور اس کی پھلوں کے کم یا زیادہ ہونے میں کوئی تاثیر اور معقول وجہ نہیں ہے اور آپ نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ وہ اس عمل سے پھل زیادہ

۱؎ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

۲؎ - ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، مرقاۃ ج ۱ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ ھ

۳؎ - " " " " ، شرح الشفاء ج ۳ ص ۲۲۴ علی ہامش نسیم الریاض مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کر دیتا ہے، آپ نے ان کو منع تو کیا تھا مگر سختی سے منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اگر تم پیوند نہ کرو تو بہتر ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح کے دنیاوی معاملات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ کوئی اخروی سعادت متعلق نہیں تھی، لیکن جب آپ نے اس طرف توجہ کی کہ اللہ تعالےٰ کی عادت جاریہ کے مطابق اس عمل کی تاثیر ہوتی ہے تو پھر آپ نے اس پر سکوت فرمایا اور بعض روایات میں جو ہے کہ "دنیاوی امور کو تم ہی زیادہ جانتے ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان دنیاوی امور کی طرف توجہ نہیں کرتا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پیوند کرنے والے انصار مدینہ سے آپ کا علم معاذ اللہ کم تھا، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ لہ

بَابُ ۸۴۷ فَضْلِ النَّظَرِ اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَنِّيْهِ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کی تمنا کرنے کی فضیلت

۶۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِيْ يَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِيْ ثُمَّ لَاَنْ يَرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْمَعْنٰى فِيْهِ عِنْدِيْ لَاَنْ يَرَانِيْ مَعَهُمْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَهُوَ عِنْدِيْ مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے، اور میری زیارت کرنا، تم لوگوں کے نزدیک اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا، ابواسحاق نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے کسی کا اہل اور مال کے ساتھ میری زیارت کرنا اپنے اہل اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا، میرے نزدیک اس حدیث کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہے۔

ف: علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے مقصود سفر اور حضر میں صحابہ کرام کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے پر ابھارنا ہے تاکہ وہ شریعت کو حاصل کریں اور بعد والوں تک پہنچائیں اور یہ خبر دینا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک آنے میں انھوں نے جو تقصیر کی ہے عنقریب ان کو اس پر ندامت ہوگی، علامہ خطابی نے کہا اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں گے تو صحابہ کا حال متغیر ہو جائے گا، ان میں اختلاف ہوگا اور فتنے ہوں گے وہ کہیں گے کاش ان کے اہل وعیال اور سارا متاع ان سے لے لیا جائے اور ایک لحظہ کے لیے آپ کی زیارت ہو جائے اور آپ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا، صحابہ کی آراء مختلف ہو گئیں اور لوگوں کی خواہشات ٹوٹ پڑیں اور اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تدارک

لہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات (مترجم) ج ۱ ص ۴۳۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہ کرتے تو قریب تھا کہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا، حتیٰ کہ بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد ہم خود اپنے آپ کو اجنبی لگتے تھے۔

بَابٌ ۸۲۸ فَضَائِلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

۶۰۰۹۔ حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ الْاَنْبِيَآءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ نَبِیٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں (یعنی ان کے عقائد ایک ہیں) اور میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۰۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسٰى الْاَنْبِيَآءُ اَبْنَآءُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عِيْسٰى نَبِیٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسروں کی بہ نسبت حضرت عیسیٰ کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں اور میرے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِی الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ قَالُوْا كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِیٌّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کس طرح؟ آپ نے فرمایا: انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں (فروعی احکام) الگ الگ ہیں اور ان کا دین واحد ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۰۱۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا نَخَسَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اس کے کچوکا لگاتا ہے، ماسوا حضرت ابن مریم اور ان کی ماں کے، حضرت ابوہریرہ نے کہا اگر تم چاہو تو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الشَّيْطَانُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّيْطَانِ إِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

یہ آیت پڑھو! (ترجمہ:) میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

٦٠١٣۔ وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ۔

امام مسلم کہتے ہیں کہ زہری کی سند میں ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے بچوکا لگانے سے وہ چیخ مار کر روتا ہے، اور شعیب کی روایت میں ہے: شیطان کے چھونے سے۔

٦٠١٤۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ سُلَيْمًا مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے دن شیطان چھوتا ہے ماسوا حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے۔

٦٠١٥۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولادت کے وقت بچہ کا رونا شیطان کے کچوکے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

٦٠١٦۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا: تو چوری کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت عیسیٰ نے کہا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ۸۳۹ مِنْ فَضَائِلِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

۶۰۱۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا خیر البریۃ! آپ نے فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، (یعنی یہ ان کا لقب ہے)۔

۶۰۱۸ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ مُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ، اس کے بعد اس کی مثل ہے۔

۶۰۱۹ - وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمُخْتَارِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۲۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ) عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں قدوم میں ختنہ کیا۔

۶۰۲۱ - وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم کی بہ نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار تھے جب انھوں نے یہ کہا تھا کہ "اے میرے رب مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے، انھوں نے کہا کیوں نہیں! لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔

فرمائے وہ ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہتے تھے، اور اگر میں حضرت یوسف جتنی لمبی قید کاٹتا تو بلانے والے کے ساتھ فوراً چلا جاتا۔

۶۰۲۲- وَحَدَّثَنَاهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی۔

۶۰۲۳- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لِلُوطٍ إِنَّهُ أَوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر رحم فرمائے انھوں نے مضبوط قلعہ کی پناہ طلب کی۔

۶۰۲۴- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَوَاحِدَةً فِي شَأْنِ سَارَةَ فَإِنَّهُ قَدِمَ أَرْضَ جَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ وَكَانَتْ أَحْسَنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهَا إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ إِنْ يَعْلَمْ أَنَّكِ امْرَأَتِي يَغْلِبْنِي عَلَيْكِ فَإِنْ سَأَلَكِ فَأَخْبِرِيهِ أَنَّكِ أُخْتِي فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمًا غَيْرِي وَغَيْرَكِ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْضَهُ رَآهَا بَعْضُ أَهْلِ الْجَبَّارِ أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ قَدِمَ أَرْضَكَ امْرَأَةٌ لَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَكُونَ إِلَّا لَكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأُتِيَ بِهَا فَقَامَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقُبِضَتْ يَدُهُ قَبْضَةً شَدِيدَةً فَقَالَ لَهَا ادْعِي اللَّهَ أَنْ يُطْلِقَ يَدِي وَلَا أَضُرُّكِ فَفَعَلَتْ فَعَادَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا، دو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھے ان کا قول "میں بیمار ہوں" اور ان کا قول "بلکہ اسی نے کیا ہے ان کا بڑا یہ ہے" اور ایک حضرت سارہ کے بارے میں، کیونکہ وہ حضرت سارہ کے ساتھ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں گئے وہ بہت خوبصورت تھیں، حضرت ابراہیم نے ان سے کہا اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تم کو مجھ سے چھین لے گا، تم اس کو یہ بتانا کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم دین اسلام کے لحاظ سے میری بہن ہو، کیونکہ اب میرے علم کے مطابق روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی مسلمان نہیں ہے، جب حضرت ابراہیم اس ملک میں داخل ہوئے تو اس بادشاہ کے بعض کارندوں نے حضرت سارہ کو دیکھ لیا، انھوں نے اس بادشاہ سے کہا تمہاری زمین پر ایک ایسی عورت آئی ہے جو تمہارے سوا کسی اور کے لائق نہیں ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَةِ الْاُوْلٰى فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ اَنْ يُطْلِقَ يَدِيْ فَلَكِ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَضُرَّكِ فَفَعَلَتْ وَاُطْلِقَتْ يَدُهٗ وَدَعَا الَّذِيْ جَآءَ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ وَلَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ فَاَخْرِجْهَا مِنْ اَرْضِيْ وَاَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ فَاَقْبَلَتْ تَمْشِيْ فَلَمَّا رَاٰهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهَا مَهْيَمْ قَالَتْ خَيْرًا كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْفَاجِرِ وَاَخْدَمَ خَادِمًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ۔

بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوا لیا، جب ان کو لے جایا گیا تو حضرت ابراہیم نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، جب حضرت سارہ اس کے پاس پہنچیں تو وہ ان کی طرف ہاتھ بڑھائے بغیر نہ رہ سکا، سو اس کے ہاتھ کو سختی سے جکڑ دیا گیا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے دعا کی، اس نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا، دوبارہ پہلے سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے پھر دعا کی درخواست کی، حضرت سارہ نے دعا کی اس نے پھر ہاتھ بڑھایا، اس بار پہلی دو بار سے زیادہ سختی سے اس کا ہاتھ جکڑ لیا گیا، اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ چھوڑ دے، بخدا میں پھر کبھی تم کو ضرر نہیں دوں گا' حضرت سارہ نے دعا کی، اس کا ہاتھ کھول دیا گیا۔ اس نے حضرت سارہ کو لانے والے کو بلایا اور کہا تم میرے پاس اس جنی کو لائے ہو کسی انسان کو نہیں لائے' اس کو میرے ملک سے نکال دو، اور ہاجرہ بھی ان کو دے دو، پھر حضرت سارہ لوٹ آئیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہوئے اور پوچھا کیا ہوا؟ حضرت سارہ نے کہا خیر ہے، اللہ تعالیٰ نے فاجر کے ہاتھ کو روک لیا، اور ایک خادمہ عطا کی، حضرت ابوہریرہ نے کہا اے بارش کی اولاد یہ تمہاری ماں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خیر البریہ ہونے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۱۷ میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خیر البریہ کہا تو آپ نے فرمایا خیر البریہ (افضل المخلوقات) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود خیر البریہ ہیں جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں"، پھر آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ خیر البریہ حضرت ابراہیم ہیں، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے اپنے افضل الخلق ہونے کے علم سے پہلے فرمایا، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت ابراہیم اپنے زمانہ کی مخلوقات سے افضل تھے، تیسرا جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ کلمہ تواضعاً فرمایا۔

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین (ظاہری) جھوٹ بولنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۰۴۲ میں ہے حضرت ابراہیم نے تین (ظاہری) جھوٹ کے سوا جھوٹ نہیں بولا۔

یہ تینوں باتیں بظاہر جھوٹ تھیں، حقیقت میں جھوٹ نہیں تھیں، کیونکہ "انی سقیم" سے آپ کی مراد یہ تھی کہ میں عنقریب بیمار ہوں گا، اور جب آپ نے تمام چھوٹے بت توڑ کر بت توڑنے کا اسناد بڑے بت کی طرف کیا اور فرمایا کبیرھم ھذا! "ان کا بڑا یہ ہے" تو یہ اسناد مجاز عقلی ہے کیونکہ ان بتوں کو توڑنے کا سبب اس بڑے بت کو رسوا کرنا اور اس کی بے چارگی ظاہر کرنا تھا کہ اس کے سامنے یہ بت ٹوٹتے رہے اور وہ کچھ نہ کر سکا، ... "بل فعله" کی ضمیر فاعل حقیقت میں حضرت ابراہیم کی طرف راجع ہے یعنی "اسی نے کیا ہے" اور ابہام یہ تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہے اس وجہ سے یہ جملہ بظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔ اور حضرت سارہ کے متعلق جو یہ فرمایا کہ میری بہن ہے تو آپ نے خود وضاحت فرما دی تھی اس سے مراد دینی بہن ہے لہٰذا یہ جملہ بھی بظاہر جھوٹ ہے حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ علامہ مازری نے کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان میں ان سے کذب متصور نہیں ہے اور امور تبلیغیہ کے غیر میں ان سے کذب کے وقوع کے امکان اور عصمت میں سلف اور خلف کے دو قول مشہور ہیں، قاضی عیاض نے بھی کہا ہے کہ امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام سے کذب غیر متصور ہے۔

گناہوں پر قدرت انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے منافی نہیں ہے

امور تبلیغیہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کذب محال بالذات ہے اور عام گفتگو میں کذب اور جملہ معاصی ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہیں کیونکہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کذب کا صدور ممتنع بالذات ہو تو پھر آپ کے مکلف ہونے کا کوئی معنی نہیں ہوگا، کیونکہ کسی شخص کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب وہ اس فعل کے کرنے اور نہ کرنے پر قادر ہو اور جب اس کو فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر قدرت نہ ہو بلکہ اس سے طاعات کا صدور واجب بالذات ہو اور گناہوں کا صدور محال بالذات ہو تو پھر اس کو مکلف کرنے کا کوئی معنی نہیں ہے اور عصمت کی تعریف یہ ہے کہ بندے کی قدرت اور اختیار کے باوجود اللہ تعالےٰ اس میں گناہ پیدا نہ کرے، اسی کے قریب یہ تعریف ہے کہ عصمت اللہ تعالےٰ کا لطف ہے جو اختیار کے باوجود بندے کو فعل خیر پر ابھارتا ہے اور شر سے روکتا ہے تاکہ تکلیف اور ابتلاء کا معنی باقی رہے۔ اسی وجہ سے شیخ ابومنصور ماتریدی نے کہا ہے کہ عصمت سے تکلیف زائل نہیں ہوتی اور جس شخص نے یہ کہا کہ عصمت کی بناء پر بندے سے گناہ کا صدور ممتنع ہوتا ہے اس کا قول فاسد ہے کیونکہ اگر گناہ ممتنع ہو تو پھر اس کو گناہ کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح ہوگا اور نہ وہ اس پر ثواب کا مستحق ہوگا (شرح عقائد نسفی ص ۱۵۰ ملخصاً)

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا صدور ممتنع بالذات ہے اور جب ان پر یہ اعتراض کیا گیا کہ پھر انبیاء علیہم السلام کو گناہوں کے ترک کرنے کا مکلف کرنا صحیح نہیں رہے گا تو انھوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں کے ترک کرنے کے مکلف نہیں ہیں وہ صرف امر کے مکلف ہوتے ہیں نہی کے

Ataunnabi.com

مکلف نہیں ہوتے، چنانچہ ان لوگوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

انبیاء کرام گناہ کبیرہ وصغیرہ پر ہرگز قادر نہیں، وہ ہستیاں گناہ کر سکتی ہی نہیں، گناہ کے معاملے میں انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالکل بے اختیار و بے قدرت ہیں، اسی لیے انبیاء کرام صرف امر میں مکلف ہوتے ہیں نہی میں مکلف نہیں ہوتے، قرآن پاک میں جتنی بھی نواہی اور ممانعتیں وارد ہوئی ہیں ان میں بعض اگرچہ ظاہرًا انبیاء سے خطاب ہیں مگر حقیقۃً وہ تمام ممانعتیں عوام امت کو ہیں، ہاں امر میں انبیاء پاک مکلف ہوتے ہیں اور ان کو عبادات بلکہ ہر فعل پہ یہاں تک کہ سوئے جاگنے کھانے پینے پر ثواب ملتا ہے۔ (العطایا الاحمدیہ ج ۲ ص ۳۴۷، مطبوعہ گجرات ۱۳۹۶ھ)

اس عبارت میں ان صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام امر کے مکلف ہوتے ہیں اور امر کا مکلف ہونا تب ہی صحیح ہوگا جب انھیں عبادت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو اور ان کے لیے مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا ممکن ہو، تب ہی نماز پڑھنا باعث اجر و ثواب ہوگا، اور نماز نہ پڑھنا گناہ ہے اور نماز نہ پڑھنے پر قدرت گناہ پر قدرت ہے، لہٰذا ان صاحب نے جس اعتراض سے جان چھڑانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے نہی کے مکلف ہونے کا انکار کیا تھا وہ اعتراض بدستور ان کی گردن پر سوار ہے۔ اس لیے صحیح اور حق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں پر قدرت اور اختیار رکھنے کے باوجود خشیت الٰہی کی بناء پر گناہوں سے باز رہتے ہیں اور عبادات کو ترک کرنے کے اختیار کے باوجود اپنے اختیار سے عبادات کو انجام دیتے ہیں اور وہ امر اور نہی دونوں کے مکلف ہیں۔

واللہ یھدی الی الحق والصواب۔

عصمت انبیاء کی مکمل باحوالہ بحث کے لیے شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰ - ۲۰۷، ملاحظہ فرمائیں۔

بَابُ ۸۴: مِنْ فَضَائِلِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ

۶۰۲۵- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى سَوْاَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ قَالَ فَجَمَعَ مُوْسٰى بِاَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى سَوْاَةِ مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو اسرائیل ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں غسل کرتے تھے، بنو اسرائیل کہنے لگے بخدا حضرت موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے میں اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ ان کو فتق کی بیماری ہے (یعنی ان کے خصیے سوجے ہوئے ہیں) ایک دن حضرت موسیٰ غسل کر رہے تھے اور انھوں نے ایک پتھر پر کپڑے رکھے ہوئے تھے، اچانک پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا، حضرت موسیٰ اس پتھر کے پیچھے بھاگے اور کہتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے، حتیٰ کہ بنو اسرائیل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَا بِمُوسٰى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ بَعْدُ حَتّٰى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْحَجَرِ۔

٦٠٢٦۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا قَالَ فَكَانَ لَا يُرٰى مُتَجَرِّدًا قَالَ فَقَالَ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِنَّهُ آدَرُ قَالَ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعٰى وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا۔

٦٠٢٧۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً

نے حضرت موسیٰ کی شرمگاہ دیکھ لی، پس وہ کہنے لگے بخدا حضرت موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے، جب لوگ دیکھ چکے تو پتھر ٹھہر گیا حضرت موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنا شروع کیا، حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا حضرت موسیٰ کے مارنے سے اس پتھر پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باحیا مرد تھے، وہ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے، بنو اسرائیل نے کہا ان کو فتق کی بیماری ہے، ایک دن انہوں نے کسی پانی پر غسل کیا، اور ایک پتھر پر کپڑے رکھے، وہ پتھر دوڑتا ہوا نکل گیا، حضرت موسیٰ نے لاٹھی مارتے ہوئے اس کا پیچھا کیا، اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے، (یہ کہتے ہوئے)، بنو اسرائیل کی ایک جماعت سے گزرے، اور یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ:) اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ کو اذیت دی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان کی تہمت سے بری کر دیا، اور اللہ کے نزدیک وہ بہت عزت والے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس ملک الموت بھیجا گیا، جب ان کے پاس ملک الموت آیا تو انہوں نے ملک الموت کے ایک تھپڑ مارا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل گئی، ملک الموت نے اپنے رب کے پاس جا کر کہا: اے میرے رب تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیں، آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے رب پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر موت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِحَجَرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ تَحْتَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ۔

ہے، کہا تو ابھی، اور اللہ سے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو کثیب احمر کے نزدیک راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

۶۰۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَّكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَمِتْنِيْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا اور کہنے لگا اپنے رب کے پاس چلیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی، ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا اور اس نے میری آنکھ نکال دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کے پاس جاؤ اور کہو: آپ حیات کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر آپ کا زندگی کا ارادہ ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا؟ کہا پھر آپ کو موت آئے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر اب قریب ہی، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر میری روح قبض کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر کے پاس راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔

۶۰۲۹- قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی۔

۶۰۳۰- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان بیچ رہا تھا، اس کو اس کا کچھ معاوضہ دیا گیا جس کو اس نے ناپسند کیا، یا وہ اس پر راضی نہیں ہوا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا یَهُوْدِیٌّ یَعْرِضُ سِلْعَةً لَهٗ اُعْطِیَ بِهَا شَیْئًا كَرِهَهٗ اَوْ لَمْ یَرْضَهٗ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِیْزِ قَالَ لَا وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِیْ ذِمَّةً وَعَهْدًا وَقَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی الْبَشَرِ وَاَنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَآءِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَیَصْعَقُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ اُخْرٰی فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ اَوْ فِیْ اَوَّلِ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

(راوی کو شک ہے) اس یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، ایک انصاری نے یہ کلام سنا اور اس یہودی کے ایک تھپڑ مارا، اور کہا تو کہتا ہے، قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں، وہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے، اور فلاں شخص نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟ اس انصاری نے کہا اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، حالانکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے، آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو، کیونکہ جب صور پھونکا جائیگا تو تمام آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے ماسوا ان کے جن کو اللہ تعالیٰ مستثنیٰ کرے گا، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ یا فرمایا میں سب سے پہلے اٹھنے والوں میں ہوں گا، (تو میں دیکھوں گا کہ) حضرت موسیٰ عرش کو پکڑے کھڑے ہیں، مجھے پتا نہیں کہ آیا یوم طور کی بے ہوشی میں ان کا حساب کر لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص بھی حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہے۔

٦٠٢١ - وَحَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هٰرُوْنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَآءً۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٠٢٢ - حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَرَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِينَ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

دو شخص لڑ پڑے، ایک یہودی تھا اور ایک مسلمان، مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا، وہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو جا کر اس واقعہ کی خبر دی، جو اس کے اور مسلمان کے درمیان پیش آیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت مت دو، کیونکہ لوگ بے ہوش کیے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا، (میں دیکھوں گا کہ) حضرت موسیٰ عرش کے ایک کونے کو پکڑے کھڑے ہیں، میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا۔

۶۰۲۳ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں جھگڑا ہوا، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۶۰۲۴ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ يَهُودِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوِ اكْتَفٰى بِصَعْقَةِ الطُّورِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے پتا نہیں کہ آیا وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے، یا طور کی بے ہوشی سے ان پر اکتفاء کر لی گئی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۰۳۵- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبِي۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت مت دو۔

۶۰۳۶- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَيْتُ وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، ایک روایت میں ہے میرا کثیب احمر کے پاس سے گذر ہوا درآں حالیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

۶۰۳۷- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ عِيسَى مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا درآں حالیکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک روایت میں ہے معراج کی شب میرا گذر ہوا۔

۶۰۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَعْنِي اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ لِي وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى لِعَبْدِي أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ابْنُ أَبِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے کسی بندے کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ یوں کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شَيْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ۔

۶۰۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ ۔

ابو العالیہ نے کہا کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد (یعنی حضرت ابن عباس) نے مجھ سے فرمایا: کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ کہنا نہیں چاہیے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور آپ نے انھیں ان کے والد کی طرف منسوب کیا۔

پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑوں کو لے کر بھاگنا

حدیث نمبر ۶۰۲۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علیحدگی میں غسل کرنے اور اس وجہ سے بنو اسرائیل کا ان پر جسمانی عیب کی تہمت لگانے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بری کرنے کا ذکر ہے علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو عظیم معجزوں کا ذکر ہے، ایک یہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر بنو اسرائیل کی جماعت کی طرف گیا، دوسرا یہ کہ ان کی ضرب سے اس پتھر پر نشان پڑ گئے، اور یہ کہ جمادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمیز پیدا کی ہے، جیسا کہ ایک پتھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا اور درخت کا تنا آپ کے فراق میں چیخ مار کر رو دیا، اس حدیث سے تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کرنے کے جواز کا مسئلہ بھی مستنبط کیا گیا ہے۔ اگرچہ شرمگاہ ڈھانپ کر غسل کرنا افضل ہے، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے، ابن ابی لیلیٰ نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے اور ایک حدیث ضعیف سے استدلال کیا ہے، اس حدیث میں یہ بیان بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین، جاہلوں کی اذیت ناک باتوں پر صبر کرتے ہیں، اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ انبیا علیہم السلام صورت اور سیرت میں نقائص اور عیوب سے منزہ ہوتے ہیں اور جن غیر محقق لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف جسمانی عیوب منسوب کیے ہیں ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۲۶ میں ملک الموت کے حضرت موسیٰ کے پاس جانے اور ان کے تھپڑ مارنے کا ذکر ہے۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ کیسے جائز تھا کہ وہ ملک الموت کے تھپڑ مارتے، علماء نے اس کے کئی جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو تھپڑ ماریں اور اس میں ملک الموت کا امتحان ہو،

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷ - ۲۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت مجاز پر محمول ہے اور تھپڑ مارنے اور آنکھ نکالنے سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو حجت اور مناظرہ میں ساکت کر دیا، لیکن اس جواب میں یہ ضعف ہے کہ بعد میں حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ لوٹا دی، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتا نہیں چل سکا کہ یہ ملک الموت ہے، انھوں نے خیال فرمایا کہ یہ کوئی آدمی ہے جو ان کو قتل کرنے آیا ہے تو حضرت موسیٰ نے مدافعت کی اور مدافعت میں اس کے تھپڑ مار دیا، جس کے نتیجہ میں اس کی آنکھ نکل گئی، حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ نکالنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، یہ جواب ابوبکر بن خزیمہ نے دیا ہے اور اس کو علامہ مازری اور قاضی عیاض وغیرہ نے اختیار کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس کی آنکھ عمداً نکالی تھی، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب ملک الموت دوسری بار آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے وہ دوسری بار کسی ایسی علامت کے ساتھ آئے ہوں جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا ہو اور پہچاننے کے بعد ان کی اطاعت کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہی۔ [1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنا، اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر پکڑنے سے زیادہ بڑی بات نہیں کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام بہر حال ایک نبی مکرم ہیں، جیسا کہ ملک الموت ایک ملک معظم ہیں اور محققین کے نزدیک نبی فرشتے سے افضل ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس فعل پر استغفار کیا اور نہ اس پر کسی قسم کی ندامت کا اظہار کیا ہے اور نہ اللہ عزوجل نے اس فعل پر کوئی عتاب کیا، بلکہ حضرت ہارون کے واقعہ میں حضرت ہارون نے ان سے معذرت کی تھی، یہ تمام کام حضرت موسیٰ نے اپنے اجتہاد سے کیے تھے، اور ملک الموت کے معاملہ میں ان کا قصد آنکھ نکالنے کا نہیں تھا، قضاءً ملک الموت کی آنکھ نکل گئی۔ [2]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان کی صرف آنکھ نکلی کیونکہ وہ ملک الموت تھے ورنہ حضرت موسیٰ کے غضب کے تھپڑ سے ساتوں آسمان ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ (اللہ اللہ! یہ بازوئے کلیم کی طاقت تھی سوچیے پھر بازوئے حبیب کی قوت کا کیا عالم ہو گا۔ سعیدی غفرلہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام غضب میں اس لیے آئے کہ ملک الموت کا طریقہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جا کر انھیں یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ زندگی اور موت میں سے جسے چاہیں اختیار کر لیں، اور جب ملک الموت نے اس طریقہ کو ترک کیا اور حضرت موسیٰ کے سامنے صرف موت کو پیش کیا تو حضرت موسیٰ غضب میں آئے اور ملک الموت کے ایک تھپڑ مار دیا۔ [3]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۷۶، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صالحین کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب

حدیث نمبر ۶۰۲۸ میں ہے ملک الموت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا آپ ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی، حضرت موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا کہا پھر موت ہے، حضرت موسیٰ نے فرمایا پھر ابھی، اور یہ دعا کی کہ جب میں بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر ہوں تو پھر میری روح قبض کر لینا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جس وقت اور جس جگہ چاہتے ہیں وہاں ان کی روح قبض کی جاتی ہے اور حیات اور موت ان کے اختیار میں کر دی جاتی ہے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کے قریب دفن ہونے کی تمنا اس لیے کی کہ وہاں انبیاء اور صالحین کی قبریں ہیں۔ [۱]

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے اور متبرک مقامات اور صالحین کے قرب میں دفن کرنے کے استحباب کا بیان ہے۔ [۲]

علامہ اُبّی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مقامات اور صالحین کے مدافن میں دفن ہونے کی رغبت کا ذکر ہے۔ [۳]

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں فضیلت والے مواضع اور صالحین کے مدافن کے قرب میں دفن کرنے کا استحباب ہے۔ [۴]

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

اس حدیث میں صالحین کے قرب کی تمنا کرنے کا جواز ہے۔ [۵]

بَابُ ۸۴۱ مِنْ فَضَائِلِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل

۶۰۴۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ کریم کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو، صحابہ نے کہا ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھ رہے؟ آپ نے فرمایا: تو پھر سب سے کریم اللہ

---

[۱] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۴۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۳] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۱۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[۴] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۵۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۵] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۴۷۶، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا۔

کے نبی حضرت یوسف ہیں، جو اللہ کے نبی کے بیٹے اور اللہ کے خلیل کے پوتے ہیں، صحابہ نے کہا ہم اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہے، آپ نے فرمایا پھر تم قبائل عرب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ جو لوگ جاہلیت میں افضل تھے وہ لوگ دین میں فقاہت حاصل کرنے کے بعد اسلام میں بھی افضل ہیں۔

بَابُ ۸۴۲ مِنْ فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت زکریا علیہ السلام کی فضیلت

۶۰۴۱- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا بڑھئی تھے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کسب کر کے کمانے میں فضیلت ہے۔

بَابُ ۸۴۳ مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت خضر علیہ السلام کی فضیلت

۶۰۴۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ قَالَ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى أَيْ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ گمان ہے کہ بنو اسرائیل کے حضرت موسیٰ اور تھے اور حضرت خضر کے موسیٰ اور تھے، حضرت ابن عباس نے کہا اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں زیادہ عالم ہوں، آپ نے فرمایا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہیں لوٹایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے اور وہ تم سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَبِّ كَيْفَ لِيْ بِهٖ فَقِيْلَ لَهُ احْمِلْ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ
فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ
مَعَهٗ فَتَاهُ وَهُوَ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ فَحَمَلَ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ وَّانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ
يَمْشِيَانِ حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ
حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ قَالَ وَ
اَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَآءِ حَتّٰى كَانَ مِثْلَ
الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَّكَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ
عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا وَنَسِيَ
صَاحِبُ مُوْسٰى اَنْ يُّخْبِرَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا
مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتّٰى جَاوَزَ
الْمَكَانَ الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى
الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ
اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ
عَجَبًا قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى
اٰثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا
الصَّخْرَةَ فَرَاٰى رَجُلًا مُّسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ
عَلَيْهِ مُوْسٰى فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ اَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ
قَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ
اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ
وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ
قَالَ لَهٗ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى
اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَّكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ
تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا
وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ
فَلَا تَسْاَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا

اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو گی وہیں خضر ہوں گے، حضرت موسیٰ اپنے ساتھ حضرت یوشع بن نون کو لے کر گئے، حضرت موسیٰ نے اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع چلتے چلتے ایک چٹان کے پاس پہنچے، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع دونوں سو گئے، مچھلی تڑپ کر تھیلی سے نکلی اور سمندر میں جا گری، اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے لیے پانی کے بہنے کو روک دیا، حتیٰ کہ مچھلی کے لیے پانی میں مخروطی شکل کی ایک سرنگ بن گئی، حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے لیے یہ ایک تعجب خیز منظر تھا، بقیہ دن اور رات وہ دونوں چلتے رہے، اور حضرت موسیٰ کے ساتھی ان کو یہ واقعہ بتلانا بھول گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا ناشتہ نکالو، اس سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے، حضور نے فرمایا مچھلی کے گم ہونے کی جگہ سے ہی انھیں تھکاوٹ لاحق ہوئی تھی، حضرت یوشع نے کہا آپ کو یاد ہے جب ہم چٹان کے پاس تھے! میں اس وقت آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا اور شیطان نے ہی مجھ کو اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، تعجب ہے کہ وہ مچھلی سمندر میں راستہ بنا کر چل دی، حضرت موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹے، وہ اپنے نشانوں پر چلتے رہے حتیٰ کہ ایک چٹان پر آئے، وہاں ایک شخص کو کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا، حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: تمہارے ہاں سلامتی کہاں ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں! حضرت خضر نے کہا بنو اسرائیل کے موسیٰ، کہا ہاں! حضرت خضر نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا علم عطا فرمایا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوسٰی یَمْشِیَانِ عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِینَةٌ فَکَلَّمَاهُمْ أَنْ یَحْمِلُوهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمَا بِغَیْرِ نَوْلٍ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰی لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِینَةِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسٰی قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَیْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰی سَفِینَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیعَ مَعِیَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِی بِمَا نَسِیتُ وَلَا تُرْهِقْنِی مِنْ أَمْرِی عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِینَةِ فَبَیْنَمَا هُمَا یَمْشِیَانِ عَلَی السَّاحِلِ إِذَا غُلَامٌ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِیَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ مُوسٰی أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُکْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیعَ مَعِیَ صَبْرًا

قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰی قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِی قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّی عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰی إِذَا أَتَیَا أَهْلَ قَرْیَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ یُضَیِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِیهَا جِدَارًا یُرِیدُ أَنْ یَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ یَقُولُ مَائِلٌ قَالَ الْخَضِرُ بِیَدِهِ هٰکَذَا فَأَقَامَهُ قَالَ لَهُ مُوسٰی قَوْمٌ أَتَیْنَاهُمْ فَلَمْ یُضَیِّفُونَا وَلَمْ یُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَتَخِذْتَ عَلَیْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِی وَبَیْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِیلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَیْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰی لَوَدِدْتُ أَنَّهُ کَانَ صَبَرَ حَتّٰی یُقَصَّ عَلَیْنَا مِنْ أَخْبَارِهِمَا

حضرت خضر نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ حضرت موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں (تو شرط یہ ہے کہ) جب تک کسی چیز کے بارے میں، میں ازخود نہ بتلاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، حضرت موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے، ان کے پاس سے ایک کشتی گذری، انھوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ان کو سوار کر لیں، انھوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بغیر کرائے کے سوار کر لیا، حضرت خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کو اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اس قوم نے بغیر کرائے کے ہم کو سوار کیا تھا اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی تاکہ ان کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا، حضرت خضر نے کہا، کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، حضرت موسیٰ نے کہا جو بات میں بھول گیا ہوں، آپ اس پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ میں سختی نہ کریں، پھر وہ دونوں کشتی سے اترے، جس وقت ساحل سمندر پر جا رہے تھے، انھوں نے ایک لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، حضرت خضر نے اس کو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ لڑکے کو بغیر کسی قصاص (بدلہ) کے قتل کر دیا؟ آپ نے ایک بڑا کام کیا ہے! حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، حضور نے فرمایا یہ پہلی بار سے زیادہ شدید انکار تھا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے پھر کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں،

Ataunnabi.com

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَقْرَأُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا -

میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ چکے ہیں، وہ دونوں پھر روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے، ان دونوں نے ان بستی والوں سے کھانا طلب کیا، انھوں نے ان کو کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہاں انھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، ان دونوں نے اس کو درست کر دیا، وہ دیوار جھکنے لگی تھی حضرت خضر نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، حضرت موسیٰ نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جن کے پاس ہم گئے اور انھوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اور ہم کو کھانا نہیں کھلایا، اگر آپ چاہیں تو ان سے اجرت لے لیں! حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق ہے، میں عنقریب آپ کو ان چیزوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے میری خواہش تھی کہ کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے مزید واقعات سناتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت موسیٰ کا پہلی بار سوال کرنا نسیان تھا، حضور نے فرمایا ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی، پھر اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈالی، حضرت خضر نے کہا میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں فقط اتنی کمی کی ہے جتنی اس چڑیا (کی چونچ کے پانی) نے سمندر میں کی ہے، سعید بن جبیر نے کہا حضرت ابن عباس تلاوت کرتے تھے" ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا اور تلاوت کرتے تھے کہ وہ لڑکا کافر تھا۔

۶۰۴۳ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسَى الَّذِيْ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ الْعِلْمَ لَيْسَ بِمُوْسٰى

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا گیا کہ نوف کا کہنا یہ ہے کہ جو موسیٰ علم کو تلاش کرنے گئے تھے وہ بنو اسرائیل کے موسیٰ نہیں تھے، حضرت ابن عباس نے کہا: اے سعید، کیا تم نے یہ خود سنا ہے؟ میں نے کہا جی! حضرت ابن عباس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ أَسَمِعْتَهُ يَا سَعِيدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَذَبَ نَوْفٌ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ بَيْنَمَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْمِهِ يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَأَيَّامُ اللّٰهِ نَعْمَاؤُهُ وَبَلَاؤُهُ إِذْ قَالَ مَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا خَيْرًا أَوْ أَعْلَمَ مِنِّي قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنِّي أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ مِنْهُ أَوْ عِنْدَ مَنْ هُوَ إِنَّ فِي الْأَرْضِ رَجُلًا هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ فَدُلَّنِي عَلَيْهِ قَالَ فَقِيلَ لَهُ تَزَوَّدْ حُوتًا مَالِحًا فَإِنَّهُ حَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوتَ قَالَ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَعُمِّيَ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ وَتَرَكَ فَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمَاءِ فَجَعَلَ لَا يَلْتَئِمُ عَلَيْهِ صَارَ مِثْلَ الْكُوَّةِ قَالَ فَقَالَ فَتَاهُ أَلَا أَلْحَقُ نَبِيَّ اللّٰهِ فَأُخْبِرَهُ قَالَ فَنُسِّيَ فَلَمَّا تَجَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يُصِبْهُمْ نَصَبٌ حَتَّى تَجَاوَزَا قَالَ فَتَذَكَّرَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَأَرَاهُ مَكَانَ الْحُوتِ قَالَ هَا هُنَا وُصِفَ لِي قَالَ فَذَهَبَ يَلْتَمِسُ فَإِذَا هُوَ بِالْخَضِرِ مُسَجًّى ثَوْبًا مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا أَوْ قَالَ عَلَى حَلَاوَةِ الْقَفَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ قَالَ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ وَمَنْ مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ مَجِيءٌ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا شَيْءٌ أُمِرْتُ بِهِ أَنْ أَفْعَلَهُ إِذَا

نے کہا نوف نے جھوٹ بولا، حضرت ابی بن کعب نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ایام اللہ کی نصیحت فرما رہے تھے، ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی آزمائشیں ہیں، اس وقت انھوں نے کہا میرے علم میں اس وقت روئے زمین پر مجھ سے زیادہ بہتر یا مجھ سے زیادہ عالم اور کوئی نہیں ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی میں اس شخص کو جانتا ہوں جو تم سے بہتر ہے یا جو روئے زمین پر تم سے زیادہ عالم ہے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب اس کی طرف میری راہنمائی فرما، حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ آپ زادِ راہ میں ایک نمکین مچھلی رکھیے، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے گی وہیں پر وہ شخص ہوگا، پھر حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی گئے، حتیٰ کہ ایک چٹان پر پہنچے، اس نگران کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا، حضرت موسیٰ اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلے گئے، وہ مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی، پانی نے اس پر بہنا چھوڑ دیا اور ایک طاق (سرنگ) کی طرح ہو گیا، حضرت موسیٰ کے ساتھی نے کہا میں اللہ کے نبی سے ملوں اور ان کو اس واقعہ کی خبر دوں، حضور نے فرمایا پھر وہ بھول گئے، جب وہ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ، اس سفر نے ہم کو تھکا دیا ہے، حضور نے فرمایا (اس چٹان سے) آگے بڑھنے سے پہلے ان کو تھکاوٹ نہیں ہوئی تھی، پھر اس ساتھی کو یاد آیا اس نے کہا یاد کیجئے جب ہم اس چٹان پر پہنچے تھے، میں آپ کو مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گیا، اور مجھ کو شیطان نے اس کا بیان کرنا بھلایا تھا، اس مچھلی نے تعجب خیز طریقے سے سمندر میں راستہ بنایا، حضرت موسیٰ نے کہا ہم اس چیز کو تو ڈھونڈ رہے تھے وہ دونوں پھر اپنے نشانات پر واپس لوٹے، ان کے ساتھی نے ان کو مچھلی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَأَيْتَهُ لَمْ تَصْبِرْ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ انْتَحَى عَلَيْهَا قَالَ لَهُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلَى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الرَّأْيِ فَقَتَلَهُ فَذُعِرَ عِنْدَهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَعْرَةً مُنْكَرَةً قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هَذَا الْمَكَانِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَأَى الْعَجَبَ وَلَكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا وَلَوْ صَبَرَ لَرَأَى الْعَجَبَ قَالَ وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى أَخِي كَذَا رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا فَانْطَلَقَا حَتَّى

کی جگہ دکھائی، حضرت موسیٰ نے کہا مجھے یہی جگہ بتائی گئی تھی پھر وہ ڈھونڈنے لگے، اچانک انھوں نے حضرت خضر کو دیکھا جو کپڑا لپیٹ کر پیٹھ کے بل لیٹے ہوئے تھے، یا چت لیٹے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا السلام علیکم، انھوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا وعلیکم السلام، آپ کون ہیں؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا کون موسیٰ؟ کہا بنو اسرائیل کا موسیٰ، کہا آپ کے آنے کا سبب کیا ہے؟ کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم دیا گیا ہے آپ اس میں سے مجھ کو تعلیم دیں، کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے، اور جس چیز کا آپ کو پتا نہ ہو، آپ اس پر صبر کیسے کر سکتے ہیں؟ مجھے جس کام کے کرنے کا حکم کیا جائیگا جب آپ مجھے وہ کام کرتے دیکھیں گے تو اس پر صبر نہیں کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ انشاءاللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں کسی چیز میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو شرط یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں میں از خود نہ بتاؤں آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، اور وہ دونوں ایک کشتی میں بیٹھ گئے، حضرت خضر نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے کہا آپ نے اس کشتی کو توڑ ڈالا تاکہ اس میں بیٹھنے والوں کو ڈبو دیں، آپ نے یہ بہت عجیب کام کیا ہے، حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے؟ حضرت موسیٰ نے کہا آپ میری بھول پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ کو دشوار نہ کریں، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے، حتیٰ کہ انھوں نے کچھ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا، حضور نے فرمایا حضرت خضر ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کے پاس گئے اور بغیر غور و فکر کے اس کو قتل کر دیا، حضرت موسیٰ یہ دیکھ کر بہت گھبرائے اور کہا آپ نے بغیر کسی گناہ کے ایک بے قصور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ لِئَامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ وَأَخَذَ بِثَوْبِهِ قَالَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا أَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَإِذَا جَاءَ الَّذِيْ يُسَخِّرُهَا وَجَدَهَا مُنْخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوْهَا بِخَشَبَةٍ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ قَدْ عَطَفَا عَلَيْهِ فَلَوْ أَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

شخص کو مار ڈالا! آپ نے یہ بہت غلط کام کیا ہے، اس موقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم پر اور حضرت موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو، اگر وہ جلدی نہ کرتے تو بہت حیران کن چیزیں دیکھتے! لیکن انھیں حضرت خضر سے حیاء آئی اور کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی چیز پوچھوں تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، بے شک اب آپ میرے معاملہ میں معذور ہیں، کاش حضرت موسیٰ صبر کرتے تو بہت عجیب و غریب چیزیں دیکھتے! اور جب حضور انبیاء میں سے کسی نبی کا ذکر فرماتے تو ابتداءً فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو اور ہمارے بھائی پر رحمت ہو، اسی طرح فرماتے اللہ کی ہم پر رحمت ہو، پھر وہ دونوں روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے جہاں کے لوگ بہت خسیس تھے، وہ اس گاؤں کی سب مجلسوں میں گئے اور گاؤں والوں سے کھانا مانگا، لیکن انھوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، حضرت خضر اور حضرت موسیٰ نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی، انھوں نے اس دیوار کو بنا دیا، حضرت موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس پر کچھ اجرت لے لیں، حضرت خضر نے کہا اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق آگیا، اور حضرت موسیٰ کا کپڑا پکڑ کر کہا اب میں تم کو ان چیزوں کی تاویل بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے تھے، رہی کشتی تو وہ سمندر میں کام کرنے والے مسکین لوگوں کی تھی، (ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ تھا) جب وہ اس کو چھیننے کے لیے آتا تو اس کو ٹوٹی ہوئی پاتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتا اور وہ بعد میں ایک تختہ لگا کر اس کو ٹھیک کر لیتے، اور رہا وہ لڑکا تو اس کی قسمت میں کافر ہونا لکھ دیا گیا تھا اور اس کے ماں باپ اس سے بہت محبت کرتے تھے، اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو بھی کفر اور سرکشی میں مبتلا کر دیتا، تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ان کو ایک پاکیزہ اور صلہ رحمی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنے والا لڑکا دے دے، اور رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی، اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔

٦٠٤٤ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى كِلَاهُمَا عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِإِسْنَادِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ نَحْوَ حَدِيثِهٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

٦٠٤٥ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: لتخذت علیہ اجرا۔

٦٠٤٦ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْخَضِرُ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ هَلُمَّ إِلَيْنَا فَإِنِّي قَدْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسٰى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ فَقَالَ أُبَيٌّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسٰى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسٰى لَا فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مُوسٰى بَلْ عَبْدُنَا الْخَضِرُ قَالَ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهٗ إِذَا افْتَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَسَارَ مُوسٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا اور حر بن قیس بن حصن فزاری کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کون صاحب تھا، حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ خضر تھے، پھر حضرت ابی بن کعب انصاری کا ان کے پاس سے گذر ہوا، حضرت ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا اے ابوالطفیل یہاں آئیے، میرا اور میرے اس ساتھی کا اس بات میں مباحثہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا وہ صاحب کون تھا جس سے حضرت موسیٰ نے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا تھا، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ میں کچھ سنا ہے حضرت ابی نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ ایک شخص نے آکر پوچھا کیا آپ کو علم ہے کہ آپ سے بڑھ کر بھی کوئی عالم ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف یہ وحی کی کہ بلکہ ہمارا بندہ خضر ہے، پھر حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی سبیل کا سوال کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ان کے لیے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَنْ يَّسِيْرَ ثُمَّ قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى حِيْنَ سَأَلَهُ الْغَدَآءَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ إِلَّا أَنَّ يُوْنُسَ قَالَ فَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ۔

نشانی بنا دیا، اور ان سے کہا گیا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو لوٹ جانا، بے شک تم ان سے ملاقات کرو گے، پھر موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور جب تک اللہ نے چاہا چلتے رہے پھر اپنے ساتھی سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ، جب حضرت موسیٰ نے ساتھی سے ناشتہ کا سوال کیا تو انہوں نے کہا میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور مجھے اس کے ذکر کرنے سے شیطان ہی نے بھلایا تھا۔ حضرت موسیٰ نے کہا ہم اسی چیز کو چاہتے تھے، پھر وہ دونوں اپنے قدموں پر لوٹے، پھر ان دونوں نے خضر کو دیکھا، پھر ان کا واقعہ ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے البتہ یونس کی روایت میں ہے وہ سمندر میں مچھلی کے نشان پر چل رہے تھے۔

حضرت موسیٰ کا نام و نسب اور عمر کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے: موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام، جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو ان کے والد عمران کی عمر ستر سال تھی اور وہ ایک سو سینتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، فربری کا قول ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی، آپ کی وفات میدان تیہ میں ہوئی، جب بنو اسرائیل مصر سے نکلے اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر اسی سال تھی، جب ریان بن ولید فوت ہو گیا تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں کا والی مقرر کیا تھا وہ حضرت یوسف کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا، اس کے بعد قابوس بن مصعب بادشاہ ہوا، حضرت یوسف نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کر دیا، حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے، آپ کے کافی عرصہ بعد وہ مر گیا، اور اس کا بھائی ولید بن مصعب بن ریان بادشاہ ہوا، اس کی حکومت کافی عرصہ رہی، اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا زمانہ آیا اس سے زیادہ لمبی عمر کا کوئی فرعون نہیں گذرا، اس کی عمر چار سو سال تھی۔

حضرت خضر کا نام، لقب اور کنیت

ابن قتیبہ نے معارف میں وہب بن منبہ کی روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر کا نام بلیا ہے، ابو حاتم سجستانی نے کہا ہے کہ ان کا نام خضرون ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام ارمیاہ ہے، مقاتل نے کہا ان کا نام الیسع ہے کیونکہ حضرت خضر کا علم سات آسمانوں اور سات زمینوں کو محیط ہے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔ یہ لفظ خضر اور خِضر دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے، ان کو جو خضر کا لقب دیا گیا ہے اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ جب یہ زمین پر بیٹھتے تو اس زمین پر سبزہ اگ جاتا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ان کے بیٹھنے سے خشک گھاس ہری ہو جاتی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب یہ نماز پڑھتے تھے تو ارد گرد سبز ہو جاتا تھا، ان کی کنیت ابو العباس ہے۔

حضرت خضر کا نسب یہ ہے: بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت خضر کے نبی ہونے کی تحقیق

حضرت خضر کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ وہ ولی ہیں یا نبی، قشیری کا قول یہ ہے کہ وہ ولی ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ خضر نبی ہیں، یہ ایک جماعت کا معتقد ہے، ثعلبی اور ابن جوزی وغیرہ کا بھی یہی مختار ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور فرمایا وَمَا فعلته عن امری "میں نے اپنی رائے سے یہ کام نہیں کیا" اس میں یہ دلیل ہے کہ انہوں نے وحی سے اس کو قتل کیا ہے اور وحی کا تعلق نبوت سے ہے، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا حرام ہے، اور یہ حرمت صرف دلیل قطعی سے اٹھ سکتی ہے، اگر حضرت خضر ولی ہوتے اور الہام کی بناء پر اس کو قتل کرتے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ الہام دلیل ظنی ہے، اور دلیل ظنی کی بناء پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، نیز تکوینی امور میں حضرت خضر کا علم حضرت موسیٰ سے زیادہ تھا اور یہ جائز نہیں ہے کہ ولی کا علم نبی سے زیادہ ہو۔

حضرت خضر کی حیات کے متعلق علماء امت کی آراء

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کی یہ رائے ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نے ان کی لمبی زندگی کے لیے دعا کی تھی، ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے آب حیات پی لیا تھا، علامہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جمہور علماء اور صالحین اور عام لوگوں کے نزدیک حضرت خضر زندہ ہیں، اور بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا اور یہ قول شاذ ہے، صحیح مسلم میں حدیث دجال میں ہے کہ وہ ایک شخص کو قتل کر کے پھر اس کو زندہ کرے گا اور مسلم کے راوی ابراہیم بن سفیان نے کہا اس شخص کو خضر کہا جائے گا، اسی طرح معمر نے بھی اس حدیث کی سند میں بیان کیا ہے، امام بخاری، ابراہیم حربی ابن مناوی، ابن الجوزی وغیرہ نے حضرت خضر کی حیات کا انکار کیا ہے۔[1]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور ہمارے ہاں موجود ہیں، یہ امر صوفیاء اور عرفاء کے درمیان متفق علیہ ہے اور صوفیاء کی حضرت خضر کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے، ان سے علم حاصل کرنے اور ان سے سوال و جواب کے متعلق حکایات مشہور ہیں اور مقدس مقامات اور مواضع خیر میں ان کے موجود ہونے کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔[2]

علامہ آبی مالکی لکھتے ہیں:

لمبی زندگی ممکن ہے اور حضرت خضر کی حیات کے متعلق بکثرت حکایات ہیں، جیسا کہ عنقریب حضرت ام سلمہ کی حدیث میں آئے گا کہ حضرت خضر حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ حضرت خضر ہیں، اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ اور وہ رات اور دن ہیں، میرے شیخ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی میں نے اس سے کہا حضرت خضر سے ان کی زوجہ کے

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

متعلق سوال کرنا، انھوں نے سوال کیا تو حضرت خضر نے کہا ان کی دو بیویاں ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ، اور اس میں رات اور دن کا ذکر نہیں ہے۔ ۱؎

حیات خضر کی نفی پر دلائل

علامہ سیدآلوسی لکھتے ہیں:

حضرت خضر کی حیات میں اختلاف ہے ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر اب زندہ نہیں ہیں، امام بخاری سے حضرت خضر اور حضرت الیاس کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے کہا وہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تھوڑا عرصہ پہلے فرمایا: جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا (صحیح بخاری ج ا ص ۲۲) اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت سے پہلے فرمایا جو لوگ اب زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا" (اس حدیث میں چونکہ روئے زمین کی قید نہیں ہے اس لیے اس حدیث میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی کہ جب حضور نے یہ فرمایا اس وقت حضرت خضر پانی یا ہوا پر تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) اور یہ حدیث تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی، امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ سے حضرت خضر کی حیات کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ " ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے دوام نہیں کیا"۔ شیخ ابن تیمیہ سے حیات خضر کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کے ساتھ جہاد کرتے اور آپ سے علم حاصل کرتے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن یہ فرمایا تھا کہ اے اللہ! اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہو گی، وہ جماعت تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی جن کے اسماء اور ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے اسماء معروف تھے اس وقت حضرت خضر کہاں تھے؟ ابراہیم حربی سے حضرت خضر کی بقاء کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا حضرت خضر کی حیات کا شوشہ شیطان نے لوگوں میں چھوڑ دیا ہے، "البحر" میں شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی الفضل مرسی کا قول بھی حضرت خضر کی موت کے متعلق نقل کیا گیا ہے اور علامہ ابن الجوزی نے علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہما کا حضرت خضر کی موت کے متعلق قول نقل کیا ہے اور ابوالحسین ابن المنادی اس شخص کی مذمت کرتے تھے جو حضرت خضر کو زندہ کہتا تھا۔

قاضی ابویعلیٰ نے بعض اصحاب محمد سے حضرت خضر کی موت کو نقل کیا ہے، اور حضرت خضر کی زندگی کس طرح معقول ہو گی، جب کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی جمعہ پڑھا، نہ کسی جماعت میں شریک ہوئے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں گئے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد

۱؎ ۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲، ۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

من کتٰب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا و انا معکم من الشٰہدین۔ (آل عمران: ۸۱)

لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دے دوں، پھر تمہارے پاس ایک (عظیم) رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہو، تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا؟ اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا، فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نزول ہوگا تو وہ اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے وہ یہ کیسے بھول جاتا ہے کہ ان کو زندہ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ انہوں نے اس شریعت سے اعراض کر کے قرآن اور حدیث کی ان نصوص کی مخالفت کی ہے۔ ہمارے نزدیک معقول بات یہ ہے کہ اب خضر علیہ السلام زندہ نہیں ہیں کیونکہ جو لوگ ان کی حیات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہیں اور یہ قول دو وجہ سے فاسد ہے:
اول اس لیے کہ اس بناء پر اب ان کی عمر چھ ہزار سال یا اس سے زیادہ ہوگی اور انسانوں کی اتنی لمبی عمر عادۃً بعید ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر وہ حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہوں یا چوتھے درجے کے بیٹے ہوں (جیسا کہ بعض دوسروں کا قول ہے) تو ان کی خلقت عجیب و غریب ہوگی اور ان کا طول و عرض غیر معمولی ہوگا، کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا طول ساٹھ ذراع (تیس گز) تھا پھر مخلوق کا قد بہ تدریج کم ہوتا گیا اور جو لوگ حضرت خضر کی حیات کے قائلین ہیں اور ان سے ملاقات کے مدعی ہیں ان میں سے کسی نے ان کی غیر معمولی قامت کا ذکر نہیں کیا، دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوتے اور یہ کسی نے نقل نہیں کیا۔ (اس دلیل میں ضعف ہے)

تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی سے نکلے تو ان کے ساتھ والے سب فوت ہو گئے، اور حضرت نوح کی نسل کے سوا کوئی باقی نہیں بچا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بشر کا حضرت آدم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک زندہ رہنا صحیح ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک عظیم آیت تھی اور قرآن مجید میں اس کا متعدد جگہ ذکر کیا جاتا کہ یہ آیات ربوبیت میں سے ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے جس کو ساڑھے نو سو سال زندہ رکھا اس کا ذکر کیا ہے تو جو اس سے کئی گنا زیادہ زندہ ہے اس کا بہ درجہ اولیٰ ذکر کرنا چاہیے تھا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کا قول کرنا، بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک قول کرنا ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس پر قرآن مجید، سنت یا اجماع امت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی دلالت ہوتی۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ خضر علیہ السلام کی حیات پر زیادہ سے زیادہ جو دلیل دی جاتی ہے وہ چند حکایات منقولہ ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت خضر کو دیکھا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے والے نے کس علامت سے یہ پہچان لیا کہ یہ خضر ہیں اور بہت سے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں، لیکن دیکھنے والے نے کس دلیل شرعی سے اس کے قول کی تصدیق کی؟۔

ساتویں دلیل یہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ مصاحبت نہیں کی اور کہا هذا فراق بيني و بينك ۔ تو جب وہ حضرت موسیٰ ایسے اولوالعزم نبی کے ساتھ مصاحبت پر راضی نہیں تھے تو عوام کے ساتھ ملاقات اور ان کے ساتھ مصاحبت پر کیسے راضی ہوں گے جن میں سے اکثر لوگ غیر متشرع ہوتے ہیں اور طریقت اور معرفت کے دعویٰ دار ہوتے ہیں۔

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی آدمی کہے کہ میں خضر ہوں، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تو اس کے اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور وہ حدیث شریعت میں حجت نہیں ہوگی، اور جو شخص حیات خضر کا قائل ہے وہ اس حدیث کو یا تو اس وجہ سے نہیں مانے گا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گیا اور نہ آپ سے بیعت کی یا یہ کہے گا کہ آپ اس کی طرف مبعوث نہیں ہیں اور یہ کفر ہے۔

نویں دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان کا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور اسلام کی سرحدوں پر پہرہ دینا، با جماعت نماز پڑھنا اور جمعہ پڑھنا اور امت کے ان پڑھ لوگوں کو وعظ کرنا، جنگلوں، صحراؤں اور میدانوں کی سیر و سیاحت سے کئی درجہ افضل ہوتا۔

حیات خضر کے ثبوت پر دلائل

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور صحابہ کرام جمع ہوئے اس وقت ایک شخص داخل ہوا جس کی رنگ دار ڈاڑھی تھی، وہ گورے رنگ کا ایک جسیم آدمی تھا، وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا اور رونے لگا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، ہر مصیبت سے اللہ تعالیٰ کی تعزیت ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا عوض ہے اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا خلیفہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو آزمائش میں دیکھتا ہے اور دیکھو مصیبت زدہ شخص وہ ہے جس پر جبر کیا جائے، حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس ہر ماہ رمضان میں بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں، اور ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے اتنا پانی پی لیتے ہیں جو انھیں آنے والے سال تک کے لیے کافی ہوتا ہے۔

ابن عساکر، عقیلی اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے فرمایا: خضر اور الیاس کی ہر سال موسم (حج) میں ملاقات ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے پھر وہ یہ کلمات کہہ کر جدا ہو جاتے ہیں: ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب ایک جنازہ کی نماز پڑھا رہے تھے، اچانک ایک ہاتف نے پیچھے سے آواز دی اللہ تم پر رحم کرے ہم سے پہلے نماز نہ پڑھنا حضرت عمر نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ شخص صف اوّل میں آکر کھڑا ہو گیا حضرت عمر نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ ہاتف نے کہا "اگر تو اس کو عذاب دے تو بہت لوگوں نے تیری نافرمانی کی ہے، اور اگر تو اس کو بخش دے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے، حضرت عمر اور ان کے اصحاب نے اس شخص کی طرف دیکھا، جب میت کو دفن کر کے قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو اس نے کہا اے قبر والے! اگر تو راستہ میں گری ہوئی چیز کا اعلان کرنے والا یا ٹیکس وصول کرنے والا یا خازن یا کاتب یا سپاہی نہیں تھا تو تیرے لیے خوشی ہو، حضرت عمر نے کہا اس شخص کو بلاؤ ہم اس کی نماز اور اس کے اس کلام کے متعلق اس سے سوال کریں، اچانک وہ شخص غائب ہو گیا انھوں نے اس کے قدموں کے نشانات دیکھے تو وہ ایک ایک ہاتھ کے تھے، حضرت عمر نے کہا بخدا یہ شخص وہ تھا جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا، اور یہ استدلال اس پر مبنی ہے کہ جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا وہ حضرت خضر تھے۔

اس قسم کی روایات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خضر اب بھی زندہ ہیں اگرچہ ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھے اور اس وقت زندہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اب بھی زندہ ہوں، البتہ خصم کا رد کرنے کے لیے یہ روایات کافی ہیں کیونکہ وہ جس طرح اب زندہ نہیں مانتا، اس وقت بھی زندہ نہیں مانتا، ہاں اگر کوئی شخص اس وقت حضرت خضر کو زندہ مانتا ہو اور اب زندہ نہ مانتا ہو تو اس کے لیے یہ روایات کافی نہیں ہیں، لیکن اس قسم کا نظریہ رکھنے والے لوگ نہیں ہیں (یا وہ لوگ ہیں جو مطلقاً زندہ نہیں مانتے یا وہ ہیں جو مطلقاً زندہ مانتے ہیں۔) تابعین اور صوفیاء کی حضرت خضر سے ملاقات اور ان سے فیض حاصل کرنے کے متعلق ہر دور میں اس قدر زیادہ حکایات ہیں جو بیان اور شمار سے باہر ہیں، ہاں جو محدثین حضرت خضر کی حیات کے قائل ہیں ان کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت خضر کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں ہے، جیسا کہ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج میں تصریح کی ہے اور یہ چیز صوفیہ کے نظریہ کے خلاف ہے کیونکہ شیخ علاؤ الدین نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے حضرت خضر سے بلاواسطہ احادیث حاصل کی ہیں۔

حیات خضر کے حق میں اور اس کے خلاف دلائل پر بحث ونظر

سہروردی نے "السر المکتوم" میں ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے ہم کو تین سو احادیث بیان کیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ سنا تھا، حیات خضر کے بعض قائلین نے استصحاب سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت خضر کی حیات پہلے دلیل سے ثابت ہے اس لیے جب تک دلیل سے اس کا خلاف ثابت نہ ہو حیات ثابت رہے گی اور امام بخاری کی حدیث ("جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا") کا یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اس وقت حضرت خضر زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے، نیز یہ حدیث ان لوگوں کے متعلق ہے جن کا عام مشاہدہ ہوتا تھا کیونکہ ملائکہ اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیطان اس حدیث کے عموم سے خارج ہیں، اور اس کا خلاصہ قرن اول کا ختم ہونا ہے، ہاں یہ حدیث ان لوگوں کے رد میں نص ہے جنہوں نے لمبی عمر کا دعویٰ کیا جیسا کہ رتن بن عبد اللہ ہندی تبریزی جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوا اور اس نے صحابیت کا دعویٰ کیا۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ "روئے زمین پر" سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ عرفاً زمین پر رہنے والے ہوں، اور یہ معنی ان کو بھی شامل ہے جو اس وقت پانی پر تھے، اور اگر یہ معنی مراد نہ لیا جائے تو پھر اس حدیث سے رتن ہندی پر بھی رد نہیں ہو گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اس وقت پانی پر ہو، اور دوسرے جواب پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو ان کا مشاہدہ ہوتا جیسا کہ دوسرے انسانوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ اگر حضرت خضر ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور جہاد کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی جو خیر التابعین ہیں وہ بھی اس زمانہ میں تھے لیکن وہ حضور کے ساتھ نماز اور جہاد میں شریک نہیں ہوئے، اسی طرح نجاشی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کی خدمت میں آنا میسر نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر آپ کے پاس آتے تھے اور آپ سے پوشیدہ طور پر علم حاصل کرتے تھے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کی وجہ سے ظاہر ہونے کا حکم نہیں تھا، اور حضرت عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جہاد میں تھا میرا گھوڑا گر کر مر گیا، پھر میں نے ایک حسین و جمیل شخص کو دیکھا جس سے خوشبو آرہی تھی اس نے کہا کیا تم اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے گھوڑے پر ہاتھ پھیرا اور کچھ دعائیہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ گھوڑا اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس شخص نے میری رکاب پکڑ کر کہا اب سوار ہو جاؤ، میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے مل گیا، دوسرے دن ہم نے دشمن پر فتح حاصل کر لی تو میں نے اس شخص کو اپنے سامنے دیکھا، میں نے پوچھا کیا تم کل والے شخص نہیں ہو؟ اس نے کہا کیوں! میں نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں بتاؤ تم کون ہو؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے نیچے جو زمین تھی اس پر سبزہ پیدا ہو گیا، اس نے کہا میں خضر ہوں، اس روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر جہاد کے معرکوں میں شریک ہوتے تھے۔

شیخ ابن تیمیہ نے جو یہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن دعا کی تھی "اے اللہ اگر آج یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں ہو گی" اس کا جواب یہ ہے کہ ظہور، غلبہ اور قوت کے ساتھ تیری عبادت نہیں ہو گی، ورنہ مدینہ منورہ وغیرہا میں کئی مسلمان تھے جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

یہ بات واضح رہے کہ حضرت خضر کو اویس قرنی اور نجاشی وغیرہ کی سلک میں منسلک کرنا انصاف سے بعید ہے، اگرچہ حضرت خضر پر آپ کے پاس آنا واجب نہیں تھا، لیکن جو شخص شب معراج کو تمام انبیاء کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا مانتا ہے اس کے لیے حضرت خضر کا باوجود کسی ظاہری مانع کے نہ ہونے کے آپ کے پاس نہ آنا بعید از فہم ہے، اور یہ دعویٰ کرنا کہ وہ کسی حکمت کی بناء پر خفیہ طریقہ سے آتے تھے بلا دلیل ہے، اور اگر کوئی حکمت ہوتی تو حضور بتا دیتے، جب حضرت جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل میں حضور کے پاس آ سکتے تھے تو حضرت خضر کے آنے میں کیا اشکال تھا؟ جب وہ عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ جہاد میں شریک ہو سکتے تھے اور ان پر اپنے آپ کو ظاہر کر سکتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے جہاد میں شریک ہونے اور ظاہر نہ ہونے میں کیا اشکال تھا؟۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

جنگ بدر میں فرشتے شریک ہوئے اور حضور نے ان کی خبر دی تو اگر حضرت خضر شریک ہوتے تو حضور ان کی خبر بھی بیان کرتے۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد سے جو حیات خضر کی نفی پر استدلال کیا گیا ہے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ خلد کا معنی دوام ابدی ہے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ خلد کا معنی حقیقت میں مکث طویل ہے، اور اس اعتراض کا یہ جواب ہے کہ حضرت نوح کے لیے مکث طویل ثابت ہے، بہر حال حیات خضر کی نفی پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حیات خضر کے سلسلہ میں حرف آخر

تمام بحث و تمحیص کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ سے ان علماء کے نظریہ کی تائید اور تقویت ہوتی ہے جو حضرت خضر کی وفات کے قائل ہیں اور ان احادیث کے ظاہر سے عدول کرنے کا کوئی مقتضی نہیں ہے، ماسوا ان حکایات کے جو بعض صالحین سے منقول ہیں جن کی صحت کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی حیات خضر پر طویل بحث کی ہے، اور جن روایات سے حیات خضر پر بحث کی جاتی ہے ان کی اسانید پر جرح کی ہے، اور یہ ذکر کیا ہے کہ جمہور علماء حیات کے قائل ہیں اور ان کے دلائل کو رد کیا ہے لیکن اپنا مختار ذکر نہیں کیا۔ [2]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خضر نے آب حیات پی لیا تھا اس لیے وہ عرصہ دراز سے زندہ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ سب اسرائیلی روایات ہیں اور علامہ ابو جعفر منادی نے ایک کتاب لکھ کر یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی نقول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ [3]

حدیث خضر سے استنباط شدہ مسائل

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا علمی مسائل پر بحث کرنا جائز ہے، بشرطیکہ بحث کرنے سے ہر فریق کا مقصد حق کو طلب کرنا ہو، اور ضد اور ہٹ دھرمی اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا مقصود نہ ہو۔

جب دو فریق کسی مسئلہ پر بحث کریں تو کسی تیسرے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

علم میں زیادتی کی طلب کرنا اور حصول علم کی حرص کرنا عالم پر واجب ہے، اور وہ اپنی معلومات پر قناعت نہ کرے، جیسا کہ حضرت موسیٰ نے طلب علم کے لیے سفر کیا۔

تواضع کرنا واجب ہے، کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "سب سے بڑا عالم میں ہوں" تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔

---

[1] علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۲۸۔ ۳۲۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۶۔ ۴۳۴، ملخصاً مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[3] " " " " فتح الباری ج ۸ ص ۴۱۵

Ataunnabi.com

سفر میں زادِ راہ لینا چاہیے جیسا کہ حضرت موسیٰ کھانا وغیرہ ساتھ لے کر گئے۔

عالم کا اپنی خدمت کے لیے سفر میں کسی ساتھی یا شاگرد کو لے کر جانا جائز ہے اور یہ تعلیم کا عوض نہیں ہے بلکہ اصحاب کی مروت اور حسن معاشرت میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے صاحب سے کہا "ہمارا کھانا لاؤ اس سفر نے ہمیں تھکا دیا ہے۔"

علم کی طلب میں بری اور بحری سفر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث میں ایک سچے آدمی کی خبر کو قبول کرنے کا ثبوت ہے۔

حضرت موسیٰ نے جو کہا تھا کہ "میں زیادہ عالم ہوں" یعنی منصب نبوت کے تقاضوں کو امور شرعیہ اور سیاسی معاملات کو میں زیادہ جاننے والا ہوں اور حضرت خضر دیگر علوم غیبیہ کے جاننے والے تھے اور انبیاء علیہم السلام ان غیوبات میں سے صرف انہی امور کو جانتے ہیں جن کا انہیں علم دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے کہا "آپ اس علم کو جانتے ہیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اس کو میں نہیں جانتا اور میں اس علم کو جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور اس کو آپ نہیں جانتے" کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو اس وقت تک نہیں جانا جب تک کہ حضرت موسیٰ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔[1]

---

[1] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۶۵-۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم

صحابی کی تعریف جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی صحبت اختیار کی بایں طور کہ آپ کو دیکھا یا آپ کی گفتگو سنی یا آپ کے ساتھ سفر یا حضر کی کسی مجلس میں رہا خواہ یہ صحبت ایک لحظہ کی ہو اور وہ شخص ایمان پر ہی تادم مرگ قائم رہا حتی کہ حالت ایمان میں اس کو موت آئی ہو، وہ شخص صحابی ہے۔

تعداد صحابہ کے متعلق رافضیوں کا عقیدہ کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد (حضرت علی اور دیگر اہل بیت کے سوا) صرف تین صحابہ مومن رہے تھے باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے (العیاذ باللہ)۔ شیخ ابو عمرو کشی لکھتے ہیں:

عن ابی جعفر "ع" قال کان الناس اهل الردة بعد النبی الا ثلثة فقلت ومن الثلاثة؟ فقال المقداد بن الاسود ابوذر الغفاری، سلمان الفارسی[1]

ابو جعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے، میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحیم القصیر قال: قلت لابی جعفر علیه السلام ان الناس یفزعون اذا قلنا: ان الناس ارتدوا فقال یا عبد الرحیم ان الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل جاهلیة۔[2]

عبد الرحیم قصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انھوں نے کہا اے عبد الرحیم! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے۔

تعداد صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہ کثرت صحابہ تھے جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، ابتداء

---

[1] شیخ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی (من علماء القرن الرابع) رجال کشی ص ۱۲ مطبوعہ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات کربلا ایران۔

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الروضۃ من الکافی (فروع کافی) ج ۸، ص ۲۹۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران طبع ثالث

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عہد رسالت سے لے آخر تک تمام صحابہ ایمان اور اسلام پر قائم رہے اور انھوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں، آج دنیا میں قرآن اور حدیث جو موجود ہے تو یہ انھی کی تبلیغی کاوشوں کا ثمرہ ہے، ہم صحابہ کرام کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے اور ان کی تعداد کی کثرت پر پہلے عقلی دلائل قائم کریں گے اور پھر قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اس مسئلہ کو بیان کریں گے۔

صحابہ کرام کے اخلاص سے ان کے دین میں استقلال اور ثابت قدمی پر استدلال

یہ حقیقت سب کے نزدیک مسلم ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تو آپ کے تمام عزیز و اقارب اور تمام اہل مکہ آپ کے مخالف ہو گئے اور مسلسل تبلیغ اور اظہار معجزات کے باوجود چھ سال میں چالیس سے بھی کم آدمی مسلمان ہوئے۔ چھ سال کے بعد مسلمانوں کی جمعیت میں قدرے اضافہ ہوا اور علی الاعلان اسلام کی دعوت دی جانے لگی جس کی وجہ سے مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کیں، بالآخر نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے، وہاں کچھ عرصہ میں اسلام نے اس قدر ترقی کی کہ چند سال میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہو گئی اور فوج در فوج لوگ اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، اس جگہ غور طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابتداء میں دعوت اسلام کو قبول کیا اور قبول اسلام کی پاداش میں ان گنت تکلیفوں اور اذیتوں کا سامنا کیا ان کے اس قبول اسلام کا کیا سبب تھا۔ آیا رضائے الٰہی کا حصول اس کا موجب تھا یا دنیاوی مال و متاع کا حصول اس کا سبب تھا۔ دنیاوی مال و متاع کا حصول تو بداہۃً باطل ہے کیونکہ ابتداء میں یہ کس کو معلوم تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ دعوت آگے چل کر اتنی عظیم الشان کامیابی حاصل کرے گی کہ قیصر و کسریٰ کے تاج اس کے قدموں تلے ہوں گے، اس لیے لازماً ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام کا اسلام قبول کرنا محض رضائے الٰہی کی وجہ سے تھا اور جنھوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر دین اسلام کو قبول کیا ہو اور اس کی خاطر بے شمار اذیتیں اٹھائی ہوں ان کا اس دین سے پھر جانا قطعاً غیر متصور اور صراحۃً باطل ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تبلیغ سے کثرت صحابہ پر استدلال

خلفاء راشدین اور مہاجرین و انصار کی زندگیوں کو دیکھیے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین اسلام کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا، مال و متاع سے دست بردار ہوئے، اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں کی دشمنی مول لی، دشمنان اسلام سے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں، انصار مدینہ نے اسلام کی محبت میں مہاجرین کے لیے اپنا دیدہ و دل فرش راہ کیا۔ ان کی یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس درجہ قبول ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طمانیت کے لیے بدر و احد میں فرشتے نازل کیے، والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار کی آیت ان کے حق میں نازل کی اور لقد رضی اللہ عنہم نازل کر کے انھیں سند مقبولیت عطا کر دی۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ تعلیم پائی، ہزار ہا صحابہ برسوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت اور آپ کی صحبت اور رفاقت میں رہے، ہمیشہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے اور آپ کی معیت میں جہاد کرتے، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے، شب و روز آپ سے وعظ و نصیحت سنتے، ان کی آنکھوں کے سامنے جبرائیل وحی لاتا، دن رات طرح طرح کے معجزات دیکھتے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب و روز ان کے لیے دعائیں کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر بھی شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کفر و نفاق پر ڈٹے رہے یا آپ کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے، اب بتلائیے کہ یہ اصل خامی اور نقص کس کا بیان کر رہے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تربیت ایسی ہی بے اثر اور بے فیض تھی کہ آپ تین چار کے سوا کسی کو مسلمان نہ کر سکے! حضرت نوح علیہ السلام جو تشریعی نبی تھے وہ اسّی پیروکار چھوڑ کر گئے اور آپ جو خاتم الانبیاء والرسل ہیں وہ صرف چار پیروکار چھوڑ کر گئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور اللہ کے محبوب ہیں اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صرف تین یا چار مسلمان بنا کر گئے وہ صحابہ کی تنقیص کر رہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو داغ دار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کی تعریف اور تحسین کی ہے:

یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ تو اگر آپ کی تئیس سالہ کاوش اور جد و جہد سے صرف تین چار نفوس مسلمان ہوئے تھے تو کیا ایسی تعلیم و تربیت اور فیض تحسین و ستائش کے لائق ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور افضل المرسلین ہونے سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ تعالیٰ نے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کو ختم کر دیا اور اب آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا ممکن نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل، کمالات اور معجزات جو انبیاء سابقین علیہم السلام کو متفرق طور پر الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتماعاً عطا کیے، اور تعلیم، تبلیغ اور رشد و ہدایت کے جو طریقے انبیاء سابقین کو الگ الگ عطا فرمائے تھے وہ سب آپ میں جمع کر دیے تاکہ کوئی فرقہ اور کوئی گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور جس طرح بعض سابقین انبیاء کی تعلیم اور تربیت سے ان کی امتیں بے فیض رہی تھیں اسی طرح آپ کی امت آپ کی تعلیم اور تربیت سے بے بہرہ نہ رہے، اور آپ پر ایمان لانے میں کسی شخص کا کوئی عذر نہ رہے، آپ کو جامع، کامل اور اکمل بنا کر بھیجا تاکہ جو لوگ فصاحت لسانی میں مشہور تھے وہ آپ پر نازل کردہ کتاب کے اعجاز کو دیکھ کر مسلمان ہوں، جو لوگ علم و حکمت کے مدعی تھے وہ آپ کی حکیمانہ تعلیمات سے مسحور ہو کر ایمان لے آئیں، اور جو لوگ شجاعت اور مردانگی میں یگانہ تھے وہ میدان جنگ میں آپ سے مغلوب ہو کر آپ کے تابع ہوں، غرض منشاء الٰہی یہ تھا کہ آپ کی پُراثر تبلیغ سے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہو، کیونکہ آپ ہی آخری پیغمبر ہیں اور ان کے بعد کوئی اور اللہ کا پیغام لانے والا نہیں ہے اس لیے ہر اعتبار سے آپ کی تعلیم اور تبلیغ کو پُراثر بنانا تھا، اب سوچئے جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے صرف چار شخص مسلمان ہوئے اور باقی لوگ جو زندگی بھر آپ کے ساتھ رہے وہ آپ کی زندگی میں منافق تھے اور وصال کے بعد مرتد ہو گئے، ان کے اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنانے کا مقصد کیسے پورا ہوا؟ اور دین اسلام باقی ادیان پر کیسے غالب ہوا؟ جس دین کے بانی سے صرف چار آدمی مسلمان ہوئے ہوں تو بعد کے مبلغین سے کوئی کیا مسلمان ہوگا! اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور آپ کی رسولوں پر افضلیت جہت رسالت سے ہے اور جہت رسالت سے رسولوں پر آپ کی افضلیت اسی وقت متحقق ہوگی جب آپ کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے تمام رسولوں پر ایمان لانے والوں سے زیادہ ہوں، اگر بزعم شیعہ تیئس سال میں آپ کی تبلیغ سے ایمان لانے والے صرف چار آدمی تھے تو جہت رسالت سے تمام رسولوں پر آپ کی افضلیت کیسے متحقق ہوگی، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے، دین اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے اور آپ کے افضل الرسل ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کی تعداد سب نبیوں اور رسولوں کے صحابہ سے زائد ہو اور ان کا ایمان اور اسلام سب نبیوں کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ قوی اور مضبوط ہو!

قرآن مجید کی آیات سے کثرت صحابہ پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم۔ (توبہ: ۷۳، تحریم: ۹)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر شیعہ کے قول کے مطابق صحابہ کرام کافر یا منافق تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ان سے جہاد کرتے اور ان پر سختی کرتے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد نہیں کیا اور ان پر سختی نہیں کی تو شیعہ کے عقیدہ پر لازم آئے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی (العیاذ باللہ) کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر صحابہ کرام سے الفت اور محبت کے تعلقات قائم رکھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ جلائے گی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالموں سے میل جول رکھنے کی ممانعت کی ہے اور اس پر جہنم کی وعید سنائی ہے، اگر صحابہ کرام بقول شیعہ ظالم تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم تھا کہ آپ ان سے میل جول نہ رکھتے اس کے برخلاف آپ نے ان سے زندگی بھر میل جول رکھا، رشتہ داریاں قائم کیں اور محبت اور الفت کے تعلقات رکھے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی صاحبزادیوں ________ اور حضرت امیر معاویہ کی بہن سے نکاح کیا اور یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کے نکاح میں دیں، حضرت معاویہ کو کاتب وحی بنایا، حضرت ابوبکر کو امیر حج مقرر کیا اور مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو اپنے مصلائے امامت پر فائز کیا، ہجرت کے وقت میں جو انتہائی راز داری کا موقع تھا اس میں حضرت ابوبکر کو بطور رفیق سفر اپنے ساتھ رکھا، حضرت عمر کے متعلق فرمایا کہ یہ وحی ربانی کے موافق کلام کرتے ہیں، حضرت عثمان کے متعلق فرمایا، فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں اور زندگی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اذا جاء نصر اللہ والفتح ۰ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۰ (النصر: ۱-۲)

جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح آجائے، اور آپ لوگوں کو دیکھ لیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

کہ دین میں فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ بغیر قتال کے جماعت کثیرہ اسلام میں داخل ہوں گی، اور یہ واقعہ فتح مکہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے درمیانی عرصہ میں متحقق ہوا، کیونکہ فتح مکہ سے پہلے لوگ ایک ایک دو، دو کر کے اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ امام بخاری حضرت عمرو بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں جب مکہ فتح ہوا تو ہر قبیلہ بڑھ چڑھ کر اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کیونکہ اس سے پہلے تمام قبائل فتح مکہ کے منتظر تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اس آیت اور اس کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال تک بکثرت قبائل اور لوگوں کی جماعتیں اسلام قبول کر چکی تھیں اور صحابہ کی تعداد بہ کثرت نفوس پر مشتمل ہو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)

(اے لوگو!) اللہ ایمان والوں کو تمہارے اس حال پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے، اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے ہاں (غیب کی اطلاع کے لیے) اللہ چن لیتا ہے جسے چاہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمادیا ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں زبان رسالت سے مومنین صحابہ کو منافقین سے متمیز کر دے گا کیونکہ ایمان اور نفاق کا تعلق دل کی کیفیات سے ہے اور دل کی کیفیات امور غیب سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبیوں کے سوا اور کسی کو (براہ راست) غیب پر مطلع نہیں کرتا اور نہ نبیوں کے سوا کسی اور کا علم دوسرے پر حجت ہوتا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق سوائے وحی ربانی کے ممکن، اور دوسروں پر حجت نہیں ہے اور وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر چھتیس منافقوں کو مسجد نبوی سے نکال دیا، اب اگر بقول شیعہ صرف چار صحابہ تھے باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صرف چار مؤمن تھے باقی سب منافق تھے تو علم الٰہی میں صرف چار طیب ہوئے اور باقی سب خبیث ہوئے (العیاذ باللہ) اور اس آیت کے موجب اللہ تعالیٰ پر لازم تھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کر کے ان چار کو باقیوں سے متمیز کر دیتا! اور جب کہ فی الواقع ایسا نہیں ہوا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد چھتیس لوگ جو واقعی منافق تھے مسجد سے نکال دیا اور تمام صحابہ کو ان سے متمیز کر دیا تو معلوم ہو گیا کہ شیعہ جھوٹے ہیں اور تمام صحابہ طیب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفہاء الا انھم ھم السفہاء ولکن لا یعلمون۔ (بقرہ: ۱۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جیسے (اور) لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے، سنو! یقیناً یہ (منافقین) ہی بے وقوف ہیں اور ان کو علم نہیں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے، نہ اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوگ" کون ہیں؟ یہ اور لوگ صحابہ کرام ہیں! سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا آئیڈیل اور معیار صحابہ کرام کو بنایا ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک ایمان کا معیار صحابہ کرام کا ایمان ہے، لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ جن لوگوں کا ایمان آئیڈیل اور معیار ہو وہ لوگ نبی کے پردہ کرتے ہی مرتد ہو جائیں، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو جاہل یا بیوقوف کہنا بے دینوں کا شعار ہے اور اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام کے متعلق جاہل یا بے وقوف کا کلمہ سننا گوارا نہیں ہے اور اس نے کئی تاکیدوں کے ساتھ فرمایا کہ صحابہ کرام کو جاہل کہنے والے خود جاہل ہیں بلکہ اپنی جہالت سے بھی لاعلم ہیں یعنی جاہل مرکب ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (بقرہ: ۱۴۳) اور ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور یہ رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

اس آیت میں ان لوگوں سے خطاب ہے جن کے سامنے یہ آیت نازل ہوئی انہی کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط یعنی بہترین امت فرمایا، یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تبلیغ کرنے کے متعلق سنا اور یہی لوگ قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دیں گے اور انہی کی گواہی کی صداقت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سننے والے یہی لوگ تھے، بعد کے لوگوں نے قرآن کے واسطے سے سنا ہے، اور یہی لوگ اس آیت کے پہلے مصداق اور مخاطب اول ہیں، اب سوچیے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت فرمایا ہو، جن کو اللہ نے انبیاء کے مقدمہ میں ان کی تبلیغ پر گواہ بنایا ہو جن کی صداقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گواہی دیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفاق کے ساتھ رہیں اور آپ کے پردہ فرماتے ہی علی الاعلان مرتد ہو جائیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم (آل عمران: ۱۱۸) اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیروں کو رازدار بنانے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر مہاجرین اور انصار صحابہ کو اپنے رازوں میں شریک رکھا حتیٰ کہ ہجرت کا راز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا، معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر اور تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے تھے غیر نہیں تھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذالک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بڑے سخت ہیں ______ آپس میں بڑے نرم دل ہیں (اے مخاطب!) تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما ۝ (فتح: ۲۹)

پر نشانی ہے، ان کا یہ وصف تورات میں ہے اور ان کا بیان انجیل میں یہ ہے: جیسے ایک کھیتی نے باریک کونپل نکالی سو اس کو قوت دی اور وہ موٹی ہو گئی پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی جس سے وہ کاشتکاروں کو بہت بھلی لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جل جائیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا تورات سے حوالہ دیا ہے اس کا تورات میں اس طرح بیان ہے:-

اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے:

اور اس نے کہا:-
خداوند سینا سے آیا
اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا
وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا
اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔
اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔
وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔
اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔
اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے
ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔ [۱]
(تورات، استثناء باب ۳۳ آیت ۳-۱)

"لاکھوں قدسیوں میں آیا" اس سے صحابہ کرام کی تعداد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ بتائی گئی ہے۔

"اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشیں شریعت تھی" اس سے اشداء علی الکفار کی طرف اشارہ ہے۔

"وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے" اس سے رحماء بینھم کی طرف اشارہ ہے۔

"اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے" اس سے والذین معہ کی طرف اشارہ ہے۔

قرآن مجید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے جس وصف کا انجیل سے حوالہ دیا ہے اس کا انجیل

[۱] عہد نامہ قدیم ص ۲۰۱، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اس طرح بیان ہے:

اور اس نے کہا خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے ۔ اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اس طرح اگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے ۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے پہلے پتی پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے ۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آ پہنچا ۔ پھر اس نے کہا ہم خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دیں اور کس تمثیل میں اسے بیان کریں، وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے تو زمین کے سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے ۔ مگر جب بو دیا گیا تو اُگ کر سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیرا کر سکیں ۔ [1]

(مرقس، باب: ۴، آیت: ۳۳ - ۲۶)

اسی نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانہ کی مانند ہے ۔ جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا ۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں ۔ [2]

(متی، باب: ۱۳، آیت: ۳۲ - ۳۱)

قرآن مجید اور انجیل میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی یہ مثال بیان کی گئی ہے، جیسے کوئی کاشتکار زمین میں بیج اُگائے تو ابتداء میں اس کی ایک باریک کونپل نکلتی ہے، پھر وہ بتدریج بڑھتے بڑھتے ایک مضبوط تن آور درخت بن جاتا ہے جس کی ہیبت سے مخالفین کے دل جل جاتے ہیں اور فی الواقع اسی طرح ہے کیونکہ شروع میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہت کم تھے، صرف حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ اسلام لائے تھے پھر رفتہ رفتہ صحابہ کی تعداد بڑھتی رہی حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی، جیسا کہ تورات میں ہے "اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا" اور قرآن مجید میں ہے: ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (نصر: ۲) "آپ دیکھیں گے کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں" اور سورۂ فتح میں فرمایا اس تن آور درخت کی قوت اور مضبوطی سے کفار کے دل جل جائیں گے" اب بتلائیے کہ اگر صرف چار صحابہ تھے اور باقی سب منافق اور مرتد تھے تو کیا ان چار شخصوں پر فوج در فوج کا اطلاق ہو سکتا ہے، کیا صرف ان چار مسلمانوں کو دیکھ کر کفار کے دل غیظ سے جل سکتے تھے اور کیا قرآن اور انجیل کی یہ مثال صرف چار مسلمانوں پر صادق آ سکتی ہے!

چھٹی صدی کے اکابر علماء شیعہ میں سے شیخ طبرسی سورۂ فتح کی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[1] ۔ عہد نامہ جدید ص ۳۸، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، پاکستان
[2] ۔ عہد نامہ جدید ص ۱۷ " " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قال الواحدی ھذا مثل ضربه الله تعالٰی بمحمد واصحابه فالزرع محمد صلی الله علیه وسلم والشطأ اصحابه والمؤمنون حوله وکانوا فی ضعف وقلة کما یکون اول الزرع رقیقا ثم غلظ وقوی وتلاحق فکذا لک المومنون قوی بعضھم بعضا حتی استغلظوا واستووا علی امرھم (لیغیظ بھم الکفار) ای انما کثرھم الله وقواھم لیکونوا غیظا للکافرین بتوازرھم وتظاھرھم واتفاقھم علی الطاعة [1]

واحدی نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے متعلق یہ مثال بیان کی ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کھیت ہیں، اور آپ کے اصحاب اور آپ کے گرد مسلمان کونپل ہیں اور وہ پہلے ضعف اور قلت میں تھے، جیسا کہ ابتداء میں درخت ایک باریک کونپل ہوتا ہے، پھر وہ سخت، موٹا اور قوی ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے مل جاتا ہے، اسی طرح بعض مسلمان بعض سے قوت پاتے ہیں، حتٰی کہ وہ مضبوط ہوئے اور اپنے دین پر قائم ہو گئے، "تاکہ ان سے کفار کے دل جل جائیں" یعنی اللہ تعالٰی نے اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو زیادہ اور قوی کیا تاکہ ان کی کثرت اور ان کا اتفاق اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور عبادت پر متفق ہونا کفار کے غیظ وغضب کا سبب بن جائے۔

شیخ طبرسی کی یہ تفسیر ہماری بیان کردہ تقریر کی واضح تائید ہے۔
ایک اور شیعہ مفسر شیخ طباطبائی لکھتے ہیں:

خاتمة السورة تصف النبی صلی الله علیه وسلم وتصف الذین معه بما وصفهم به فی التوراة والانجیل (الی قوله) وفیه اشارة الی اخذ المؤمنین فی الزیادة والعدة والقوة یوما فیوما ولذالك عقبه بقوله (لیغیظ بھم الکفار) [2]

اس سورت کے اخیر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ان اوصاف کا بیان ہے جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں، اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان دن بدن عدد اور قوت میں بڑھتے جائیں گے، اسی لیے اس کے بعد یہ فرمایا: لیغیظ بھم الکفار۔ تاکہ مسلمانوں سے کفار کے دل جل جائیں۔

شیعہ مفسرین کی ان دونوں تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ سورۂ فتح کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اور قوت دن بدن بڑھتی رہی حتٰی کہ ان کی کثرت اور قوت سے کفار کے دل جل گئے اس لیے شیعہ کا یہ کہنا قطعاً باطل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے اور صرف چار صحابہ رہ گئے تھے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۹۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ ھ
[2] سید محمد حسین طباطبائی، متوفی ۱۲۹۳ ھ، المیزان ج ۱۸ ص ۳۲۸ - ۳۲۶، ملخصاً، دار الکتب الاسلامیہ ایران، ۱۳۶۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ہ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما۔

(فتح: ۱۹-۱۸)

درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، تو اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا لہٰذا اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرمایا اور انھیں بہت قریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جنھیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ تھے[۱]

مشہور شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبیۃ فی بضع عشرۃ مائۃ من اصحابہ[۲]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قصاص عثمان کی وجہ سے قریش کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ان چودہ سو صحابہ سے بیعت لی تھی چونکہ اس بیعت سے صحابہ کرام کی اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص ظاہر ہو گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیات نازل فرمائی "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں (اخلاص) تھا، لہٰذا اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرما دیا"

اب بتلائیے کہ جن صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا وہ کیسے مرتد ہو سکتے تھے، مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا قرآن مجید میں ہے:

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ و اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون۔

(مائدہ: ۲۱۷)

اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ حالت کفر میں مر جائے تو ان لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

لہٰذا جس شخص کی موت کفر اور ارتداد پر ہو اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے وہ اسی شخص کی نیکی قبول کرتا ہے اور اسی سے راضی ہوتا ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو، یہ تو ہمارا حال ہے کہ ہم آج کسی کے اچھے کام سے خوش ہو جاتے ہیں اور کل اس کے بُرے کام سے ناراض ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ حال اور مآل کا جاننے والا ہے وہ اسی شخص سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان پر ہو لہٰذا جن صحابہ کی زندگی میں اللہ نے ان سے راضی ہونے کا اعلان کر دیا درحقیقت یہ اس بات کا اعلان ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا، ان چودہ

---

[۱] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹۔ مطبوعہ کراچی، ۱۳۷۵ھ

[۲] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے اور حضرت عثمان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بیعت کی تھی، سو خلفاء ثلاثہ سے اللہ تعالےٰ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا اور باقی تمام صحابہ خلفاء ثلاثہ کی فرع اور ان کے متبعین ہیں اور ان کے طریقہ پر ہیں اور ان کے حکم میں ہیں، سو جب خلفاء ثلاثہ سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ان کا اسلام اور ایمان پر قائم رہنا ثابت ہو گیا تو تمام صحابہ سے اللہ تعالےٰ کا راضی ہونا اور ان کا ایمان اور اسلام ثابت ہو گیا۔

شیخ طبرسی نے صلح حدیبیہ کا مفصل واقعہ بیان کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے گئے تھے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے صرف کعبہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے، قریش نے (حضرت) عثمان کو اپنے پاس روک لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی کہ (حضرت) عثمان کو قتل کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک کہ اس قوم سے جنگ نہ کریں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے اس پر بیعت کی کہ وہ مشرکین سے جنگ کریں گے اور بھاگیں گے نہیں۔ اس کے بعد شیخ طبرسی نے وہ مکمل واقعہ بیان کیا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے، عروہ بن مسعود ثقفی کفار قریش کے نمائندہ تھے وہ جب مسلمانوں سے لوٹ کر کفار کے پاس گئے تو انھوں نے کفار سے بیان کیا کہ صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کتنی عقیدت ہے اس کو شیعہ مفسر شیخ طبرسی کے الفاظ میں پڑھیے:

فرجع عروة الى اصحابه وقال ای قوم والله لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قیصر وکسرای والنجاشی والله ان رایت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد اذا امرهم ابتدروا امره واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئه واذا تکلموا خفضوا اصواتهم عنده وما یحدون النظر تعظیما له۔ [1]	عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور کہا اے میری قوم! بخدا میں کئی بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اس کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد، (صلے اللہ علیہ وسلم) محمد کی تعظیم کرتے ہیں، جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو اس پر عمل کرنے کے لیے سب دوڑتے ہیں، اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضوء سے بچا ہوا پانی لینے کے لیے وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، جب وہ ان کے سامنے بات کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں

[1] ۔ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۱۱۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور ان کی تعظیم کی وجہ سے ان سے آنکھیں نہیں ملاتے۔

انھی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے" اور جن کا خاتمہ کفر اور ارتداد پر ہو ان سے اللہ کبھی راضی نہیں ہو سکتا، شیخ طبرسی کے مطابق ایک ہزار اور چند سو صحابہ نے اس موقع پر بیعت کی اور ان سب سے اللہ راضی ہو گیا، شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے سو ان سے اللہ راضی ہو گیا اور یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے اللہ کے راضی ہونے پر صریح نص ہے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے طریقہ پر ان کے متبع اور ان کے حکم میں ہیں لہٰذا تمام صحابہ سے اللہ راضی ہو گیا اور اللہ اسی سے راضی ہو گا جس کا خاتمہ ایمان اور اسلام پر ہو سو واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کا ایمان اور اسلام پر خاتمہ ہوا اور شیعہ کے اس قول کا بطلان واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنّٰت تجرى تحتها الانهر خالدين فيها ابدا ذالك الفوز العظيم (توبہ: ۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے اور جنھوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے دریا جاری ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ عظیم کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے، اور یہ آیت تمام صحابہ کے ایمان اور اسلام پر قائم رہنے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی نے اسلام کے لیے ہجرت اور اسلام کی نصرت میں سبقت کی اور بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور باقی تمام صحابہ نے حسن و خوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اور مہاجرین و انصار دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جنت کی بشارت اسی کے لیے متصور ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

دوسری تقریر یہ ہے کہ صحابہ کے دو گروہ ہیں مہاجرین اور انصار اور دونوں گروہوں میں سے سابقین اولین اور ان کے پیروکاروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت دی ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر سابقین اولین میں سے ہیں، ہر چند کہ شیعہ علماء حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی کے ایمان لانے کے قائل ہیں لیکن وہ اس حقیقت کا انکار نہ کر سکے کہ حضرت ابوبکر بھی سابقین اولین میں سے ایک ہیں۔

شیعہ مورخ شیخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں:

نخستین کسے کہ اسلام آورد، از زنان خدیجہ دختر خویلد بود و از مردان علی بن ابی طالب سپس زید بن

جو لوگ سب سے پہلے اسلام لائے، ان میں سے عورتوں میں حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں، مردوں میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

بن حارثہ وبعد از ابوذر وبقولے ابوبکر وپس ابوذر پس بترتیب عمرو بن عبسہ سلمی، خالد بن سعید بن عاص، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان، خباب بن ارت و مصعب بن عمیر۔ [1]

حضرت علی بن ابی طالب تھے، ان کے بعد حضرت زید بن حارثہ، ان کے بعد حضرت ابوذر اور ایک قول ہے ان کے بعد حضرت ابوبکر ایمان لاتے تھے پھر ابوذر، حضرت ابوذر کے بعد بالترتیب حضرت عمرو بن عبسہ سلمی، ان کے بعد حضرت خالد بن سعید بن عاص، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت خباب بن ارت اور حضرت مصعب بن عمیر ایمان لائے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجۃ ابوبکر [2]

ایک قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، اور سابقین اولین کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور ان کے لیے جنت اور فوز عظیم ہے اور یہ بشارت اسی وقت صحیح ہوگی جب حضرت ابوبکر کا خاتمہ ایمان پر ہو اور جب حضرت ابوبکر کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہوگیا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہوگیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو حضرت ابوبکر کے عقائد اور نظریات تھے اور شیعہ کا یہ قول باطل ہوگیا کہ حضور کے پردہ کرتے ہی تین کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے۔

تیسری تقریر یہ ہے کہ شیخ طبرسی نے سابقین اولین کا مصداق بیان کرتے ہوئے لکھا:

قیل نزلت ھذہ الاٰیۃ فیمن صلی الی القبلتین عن سعید بن المسیب والحسن وابن سیرین وقتادہ وقیل نزلت فیمن بایع بیعۃ الرضوان وھی بیعۃ للحدیبیۃ عن الشعبی ومن اسلم بعد ذلک وھاجر فلیس من المھاجرین الاولین وقیل ھم اھل بدر عن عطاء بن ابی رباح وقیل ھم الذین اسلموا قبل الھجرۃ عن الجبائی۔ [3]

سعید بن مسیب، حسن، ابن سیرین اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی (مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ) شعبی کا قول یہ ہے کہ یہ آیت ان کے متعلق ہے جنھوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی اور جو حدیبیہ کے بعد اسلام لایا یا ہجرت کی وہ مہاجرین اولین میں سے نہیں ہے، عطاء بن ابی رباح کا قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہل بدر ہیں، جبائی کا قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔

میں کہتا ہوں کہ سابقین اولین کے متعلق یہ جس قدر اقوال ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ان تمام اقوال کے مطابق سابقین اولین میں سے ہیں اور سابقین اولین کے لیے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت ہے اور یہ

١۔ شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ٢٦٠ھ، تاریخ یعقوبی ج ١ ص ٣٧٩، مطبوعہ مرکز انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ١٣٦٢ھ

٢۔ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ٥٤٨ھ، مجمع البیان ج ٥ ص ٩٨، مطبوعہ ناصر خسرو ایران، ١٤٠٦ھ

٣۔ ″ ″ ″ ″، مجمع البیان ج ٥ ص ٩٧، ″ ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بشارت اسی وقت صحیح ہوگی، جب ان کا خاتمہ ایمان پر ہو، اور جب خلفاء ثلاثہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہوا تو تمام صحابہ کا ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا کیونکہ تمام صحابہ کے عقائد اور نظریات وہی تھے جو خلفاء ثلاثہ کے عقائد اور نظریات تھے۔

چوتھی تقریر یہ ہے کہ شیعہ مفسر نے سابقین اولین کے لیے اس بشارت کی فضیلت کی یہ وجوہ بیان کی ہیں:

وفی هذه الآیة دلالة علی فضل السابقین ومزیتهم علی غیرهم لما لحقهم من انواع المشقة فی نصرة الدین فمنها مفارقة العشائر والاقربین ومنها مباینة المألوف من الدین ومنها نصرة الاسلام وقلة العدد وکثرة العدو ومنها السبق الی الایمان والدعاء الیه۔[۱]

اس آیت میں سابقین کی فضیلت اور دوسروں پر برتری کی دلیل ہے کیونکہ دین کی نصرت کرنے میں انہوں نے مختلف قسم کی مشقتیں اٹھائیں، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑا، اپنے آبائی دین کو ترک کیا، اور افرادی قوت کی کمی اور دشمن کی زیادتی کے باوجود اسلام کی مدد کی، پہلے ایمان لائے اور پھر دوسروں کو اسلام کی دعوت دی۔

یہ تمام وجوہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور جب وہ ان وجوہات کی وجہ سے اللہ کی رضا، جنت اور فوز عظیم کی بشارت کے مستحق ہوئے تو ان کی ایمان اور اسلام پر بقا ثابت ہو گئی اور باقی تمام صحابہ ان کی فرع ہیں، لہٰذا شیعہ نے تین کے سوا باقی تمام صحابہ کے مرتد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس کا بطلان واضح ہو گیا ہے خیال رہے کہ حضرت علی بھی ہمارے نزدیک سابقین اولین میں سے ہیں، ہم ہر جگہ خلفاء ثلاثہ کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ نزاع اور اختلاف صرف ان تین کی شخصیات مبارکہ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت غیر نزاعی ہے

جن آیات سے ہم نے صحابہ کرام کے ایمان پر ثابت قدم رہنے پر استدلال کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے صحابہ کرام کا ایمان پر ثابت قدم رہنا ثابت ہے، لیکن ہمارا مقصد ان تمام آیات کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں صحابہ کرام کی ایمان پر ثابت قدمی کو ظاہر کرنا ہے۔

فضیلت صحابہ پر کتب شیعہ سے استدلال

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لقد رأیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ فما اری احدا یشبههم. لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا، وقد باتوا سجدا وقیاما یراوحون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادهم

میں نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پایا، وہ پریشان بال صبح کرتے تھے، رات سجدہ اور قیام میں گزارتے تھے، وہ اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو خاک پر رکھتے تھے، آخرت کی یاد سے یوں لگتا تھا جیسے

[۱] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۹۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

كان بين اعينهم ركب المعزى من طول سجودهم اذا ذكر الله هملت اعينهم حتى تبل جيوبهم ومادوا كما يميد الشجر يوم الريح العاصف خوفاً من العقاب ورجاء الثواب۔ ۱؎

(خطبہ: ۹۵)

ایک اور خطبہ میں حضرت علی کا ارشاد ہے:-

این القوم الذین دعوا الی الاسلام فقبلوه، وقرأوا القرآن فاحکموه وهیجوا الی القتال فولهوا وله اللقاح الی اولادها وسلبوا السیوف اغمادها واخذوا باطراف الارض زحفاً زحفاً وصفاً صفاً بعض هلك وبعض نجا، لا یبشرون بالاحیاء ولا یعزون عن الموتی مره العیون من البکاء خمص البطون من الصیام ذبل الشفاه من الدعاء صفر الالوان من السهر علی وجوههم غبرة الخاشعین اولئك اخوانی الذاهبون فحق لنا ان نظمأ الیهم ونعض الایدی علی فراقهم۔ ۲؎

(خطبہ: ۱۱۹)

ایک اور خطبہ میں حضرت علی ارشاد فرماتے ہیں:

این اخوانی الذین رکبوا الطریق ومضوا علی الحق این عمار؟ واین ابن التیهان واین ذوالشهادتین؟ واین نظراؤهم

انگاروں پر کھڑے ہوں، ان کی آنکھوں کے درمیان بکریوں کے زانو کے گٹے کی طرح نشان پڑ گئے تھے، جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے وہ اس طرح لرزتے تھے جس طرح سخت آندھیوں سے درخت ڈولنے لگتے ہیں۔

وہ لوگ کہاں ہیں جنھیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انھوں نے اس کو قبول کر لیا۔ انھوں نے قرآن پڑھا تو اس پر محکم ہو گئے، انھیں جہاد پر برانگیختہ کیا گیا تو جہاد کے ایسے شیدا ہو گئے جیسے اونٹنی اپنے بچہ پر فریفتہ ہوتی ہے، انھوں نے تلواریں میانوں سے باہر نکالیں اور اطراف زمین میں فوج در فوج اور صف در صف حملے شروع کر دیے، بعض شہید ہونے اور بعض سلامتی سے واپس آئے یہ لوگ زندہ رہنے پر خوش تھے نہ شہید ہونے والوں کی تعزیت کرتے تھے، ان کی آنکھیں کثرت گریہ سے سفید تھیں، روزوں کی کثرت سے پیٹ دبلے، کثرت دعا سے ہونٹ خشک، شب بیداری کی زیادتی سے چہرے زرد تھے اور ان پر عاجزی کا گرد وغبار تھا، یہ لوگ میرے بھائی تھے جو اب رخصت ہو چکے ہیں، سو حق یہ ہے کہ ہم ان کی ملاقات کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق پر کف افسوس ملیں!

میرے وہ بھائی کہاں ہیں جو سفر آخرت پر روانہ ہوئے اور حق کے پاس پہنچ گئے عمار کہاں ہیں؟ ابن التیہان کہاں ہیں؟ دو گواہیوں والے (حضرت خزیمہ

۱؎ نہج البلاغہ ص ۲۹۰، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

۲؎ نہج البلاغہ ص ۲۹۹-۲۹۸، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

من اخوانهم الذین تعاقدوا علی المنیة وابرد برؤوسهم الی الفجرة قال ثم ضرب بیده علی لحیته الشریفة الکریمة فاطال البکاء ثم قال علیه السلام اوه علی اخوانی الذین تلوا القرآن فاحکموه و تدبروا الفرض فاقاموه احیوا السنة واماتوا البدعة دعوا للجهاد فاجابوا ووثقوا بالقائد فاتبعوه۔ لہ

(خطبہ ، ۱۸۰)

بن ثابت انصاری) کہاں ہیں؟ ان کے وہ بھائی کہاں ہیں جو ان کی مانند تھے، جنھوں نے شہادت کا عہد کیا اور ان کے سر کاٹ کر فاجروں کے پاس بھیج دیے گئے، راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ سے پکڑا اور دیر تک روتے رہے، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: آہ! میرے وہ بھائی جنھوں نے قرآن کو پڑھا اور اس کو محکم رکھا، جنھوں نے فرائض کو سمجھ کر قائم کیا، جنھوں نے سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مٹایا، جن کو جہاد کے لیے بلایا گیا تو انھوں نے لبیک کہا، اپنے قائد پر اعتماد کیا اور اس کی پیروی کی۔

غور کیجئے کیا یہ منافقین اور مرتدین کی صفات ہیں؟ کیا حضرت علی منافقوں اور مرتدوں کو یاد کر کے روتے تھے؟

بَابُ ۴۴ مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۴۷- حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ حَدَّثَهٗ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْهِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْهِ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

۶۰۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهٗ زَهْرَةَ الدُّنْیَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں لے لے یا اللہ کے پاس رہے، اس بندے نے اللہ کے پاس رہنا اختیار کر لیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر

لہ۔ نہج البلاغہ ص ۴۴۸، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُوْبَكْرٍ وَبَكَى فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مَالِهِ وَصُحْبَتِهِ أَبُوْبَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ۔

روئے اور خوب روئے، اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت ابوسعید نے کہا جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے اور ابوبکر کی (مسجد کی طرف کھلنے والی) کھڑکی کے علاوہ سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

۶۰۴۹ - **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَبُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ۔

ابوسعید خدری نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۵۰ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے (دینی) بھائی اور صاحب ہیں، اور اللہ عزوجل نے تمہارے صاحب کو خلیل بنایا ہے۔

۶۰۵۱ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي أَحَدًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

۶۰۵۲ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِیْ سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَیْسٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلًا۔

ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔

۶۰۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَیَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْهُذَیْلِ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ صَاحِبُکُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا، لیکن تمہارے صاحب (یعنی حضور) اللہ کے خلیل ہیں۔

۶۰۵۴- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَوَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ کُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ (وَاللَّفْظُ لَهُمَا) قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلٰی کُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهٖ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! میں ہر خلیل کی خلت سے بری ہوتا ہوں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، تمہارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں۔

۶۰۵۵- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں لشکر ذات السلاسل میں سالار بنا کر بھیجا، میں آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا۔

عائشہ! میں نے کہا اور مردوں میں! آپ نے فرمایا ان کے والد، میں نے کہا پھر کون ہے، آپ نے فرمایا عمر، پھر انھوں نے کئی نام لیے۔

۶۰۵۶ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ فَقِيلَ لَهَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ ثُمَّ قِيلَ لَهَا مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هَذَا۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا، حضرت ابوبکر کو، حضرت عائشہ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ انھوں نے کہا حضرت عمر کو، کہا گیا کہ حضرت عمر کے بعد حضور کس کو خلیفہ بناتے؟ حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو، اس کے بعد حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں۔

۶۰۵۷ - حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ أَبِي كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: پھر آنا، اس نے کہا یا رسول اللہ یہ بتلائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، حضرت جبیر بن مطعم نے کہا اس کی مراد موت تھی، آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر کے پاس آنا۔

۶۰۵۸ - وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ مُوسَى۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے آپ سے کسی مسئلہ میں گفتگو کی آپ نے اس کو (پھر آنے کا) حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۵۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا: اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ان کے متعلق ایک مکتوب لکھ دوں، کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولَ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ۔

والا کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان ابوبکر کے سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

۶۰۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے آج کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا تم میں سے آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص میں یہ اوصاف جمع نہیں ہوں گے مگر وہ شخص جنتی ہوگا۔

۶۰۶۱ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَجُّبًا وَفَزَعًا أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص گائے پر بوجھ لاد کر ہانک رہا تھا، گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا میں اس لیے پیدا نہیں کی گئی، البتہ مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! اور خوف زدہ ہو کر کہا کیا گائے نے کلام کیا؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا اس پر ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری اٹھا کر لے گیا، چرواہے نے اس کو ڈھونڈا اور اس سے بکری کو چھڑا لیا، بھیڑیے نے مڑ کر کہا درندوں کے دن جب میرے سوا اور کوئی چرواہا نہیں ہوگا اس دن اس کو کون چھڑائے گا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٦٠٦٢ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قِصَّةَ الشَّاةِ وَالذِّئْبِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْبَقَرَةِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں بکری اور بھیڑیے کا ذکر ہے اور گائے کا ذکر نہیں ہے۔

٦٠٦٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی، یہ روایت بھی حسب سابق ہے، اور اس میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس جگہ موجود نہیں تھے۔

٦٠٦٤ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت ذکر کی۔

صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر افضلیت کے متعلق علماء کے مسالک اور نظریات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابوعبداللہ مازری نے کہا بعض صحابہ کی بعض صحابہ پر افضلیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت نے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی، اور اس مسئلہ میں توقف کیا اور جمہور تفضیل کے قائل ہیں، پھر افضلیت میں اختلاف ہے، اہلسنت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، خطابیہ نے کہا حضرت عمر بن الخطاب سب سے افضل ہیں، راوندیہ نے کہا حضرت عباس افضل ہیں، شیعہ نے کہا حضرت علی افضل ہیں، اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر ہیں، پھر جمہور اہلسنت کے نزدیک حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان افضل ہیں اور پھر حضرت علی ہیں اور کوفہ کے بعض اہل سنت حضرت علی کو حضرت عثمان پر مقدم کرتے ہیں (امام عبدالرزاق بن ہمام، امام احمد بن شیبہ، نسائی، اور علامہ تفتازانی وغیرہم کا یہی مسلک ہے) اور صحیح اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی پر مقدم ہیں، ابومنصور بغدادی نے کہا تمام صحابہ میں افضل خلفاء اربعہ ہیں، پھر تمام عشرہ مبشرہ ہیں، پھر اہل بدر ہیں پھر اہل احد ہیں پھر اصحاب بیعت رضوان ہیں اور اصحاب بیعت عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کی فضیلت ہے، اسی طرح سابقین اولین کی فضیلت ہے۔ سابقین اولین کی تعیین کے متعلق ابن مسیب نے کہا یہ وہ صحابہ ہیں جنھوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، شعبی نے کہا وہ اصحاب بیعت رضوان ہیں، عطاء اور محمد بن کعب نے کہا وہ اہل بدر ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علامہ ابن عبدالبر اور ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو صحابہ فوت ہو گئے وہ بعد میں زندہ رہنے والے صحابہ سے افضل ہیں، لیکن علی الاطلاق یہ قول ناپسندیدہ اور مردود ہے، نیز علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ افضلیت کی یہ ترتیب قطعی ہے یا نہیں، اور آیا یہ ترتیب ظاہر اور باطن کے اعتبار سے ہے یا صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے، اسی طرح حضرت عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے، وہ مظلوماً شہید کیے گئے اور ان کے قاتل فساق ہیں، کیونکہ قتل کرنے کے اسباب معلوم اور منضبط ہیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں قتل کا کوئی سبب نہیں تھا، حضرت عثمان کے قتل میں کوئی صحابی شریک نہیں تھا۔ چند آدمیوں نے اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا وہ اس وقت خلیفہ برحق تھے۔

صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہل سنت کا نظریہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نیک، بلند مرتبہ اور فاضل صحابی ہیں، صحابہ کرام میں جو جنگیں ہوئیں ان میں ہر فریق کو کوئی شبہ لاحق تھا اور ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ صحت اور صواب پر ہے اور تمام صحابہ نیک اور عادل ہیں، جنگ اور دوسرے نزاعی معاملات میں ہر فریق کی ایک تاویل تھی، اور اس اختلاف کی وجہ سے کوئی صحابی عدالت اور نیکی سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب مجتہد تھے اور ان کا مسائل میں اجتہادی اختلاف تھا، جس طرح ان کے بعد کے مجتہدین کا قصاص اور دیت کے مسائل میں اجتہادی اختلاف ہے اس سے کسی فریق کی تنقیص لازم نہیں آتی، ان جنگوں کا سبب یہ تھا کہ بعض معاملات ان پر مشتبہ ہو گئے تھے، اور شدت اشتباہ کی وجہ سے ان کا اجتہاد مختلف ہو گیا تھا، اس لحاظ سے صحابہ کی تین قسمیں ہیں، (۱) بعض صحابہ پر اجتہاد سے یہ منکشف ہوا کہ وہ حق پر ہیں اور ان کا مخالف باغی ہے، اس لیے ان پر اپنی جماعت کی نصرت اور اپنے مخالف سے جنگ کرنا واجب تھا، سو انھوں نے ایسا ہی کیا، (۲) بعض صحابہ پر اجتہاد سے اس کے برعکس ظاہر ہوا، یعنی حق دوسری جانب ہے، اس لیے ان پر اس جماعت کی موافقت کرنا اور باغیوں سے قتال کرنا واجب تھا، (۳) بعض صحابہ پر یہ معاملات مشتبہ ہو گئے اور وہ حیران رہے اور کسی جانب کو ترجیح نہ دے سکے اس لیے وہ دونوں فریقوں سے الگ رہے اور ان کے حق میں الگ رہنا واجب تھا، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ کسی دلیل سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہے، اگر کسی فریق کی ترجیح ان پر ظاہر ہو جاتی تو ان پر اس کی حمایت میں ان کے مخالفین سے قتال کرنا واجب تھا، سو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معذور ہیں، اسی وجہ سے اہل حق اور قابل ذکر لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدالت میں کامل ہیں، اور ان کی شہادت اور روایت کو قبول کرنا واجب ہے۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:
عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی۔ حضرت ابوبکر کے والد عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے، حضرت ابوبکر کی والدہ کا نام ہے ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غار اور ہجرت کے ساتھی ہیں، اور آپ کے بعد خلیفہ اوّل ہیں حضرت ابوبکر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابوبکر سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابوبکر کا لقب عتیق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: انت عتیق من النار۔ "تم جہنم سے آزاد ہو" اس دن سے حضرت ابوبکر کا لقب عتیق پڑ گیا، حضرت ابوبکر کا لقب صدیق بھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو رات میں مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا، کئی مسلمان یہ خبر سن کر مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ) اور فتنہ میں مبتلاء ہو گئے، حضرت ابوبکر نے یہ خبر سن کر کہا میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر کی بناء پر اس سے بھی زیادہ مستبعد چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں، اس بناء پر حضرت ابوبکر کا لقب صدیق پڑ گیا۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق کا شمار قریش کے رؤسا میں ہوتا تھا اور قریش حضرت ابوبکر سے بہت الفت اور محبت رکھتے تھے، حضرت حسان بن ثابت، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عنبسہ، ابراہیم نخعی اور علماء کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، حضرت عبداللہ بن حصین تمیمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جس شخص پر بھی اسلام پیش کیا اس نے اس میں شک، تردد اور غور و فکر کیا، البتہ ابوبکر پر جب اسلام پیش کیا تو انھوں نے اس میں تردد نہیں کیا" حضرت ابوبکر صدیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مبعوث ہونے والے نبی کے متعلق سنتا رہتا تھا، میں نے ورقہ بن نوفل سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا وہ نبی عرب کے متوسط نسب سے مبعوث ہو گا اور مجھے متوسط نسب کا علم تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے حضرت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابو بکر یمن گئے، وہاں ایک بوڑھے عالم سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے (حضرت ابو بکر کو) دیکھ کر کہا میرا گمان ہے تم حرم کے رہنے والے ہو، حضرت ابو بکر نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں، اس نے کہا میرا گمان ہے تم قریش سے ہو، میں نے کہا ہاں میں قریش سے ہوں، انھوں نے کہا میرا گمان ہے تم تیمی ہو، میں نے کہا ہاں میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں، اس نے کہا مجھے تمہاری ایک علامت کا علم ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا تم اپنا پیٹ کھولو، میں نے کہا نہیں تم مجھے اس کا سبب بتاؤ، اس نے کہا میں اپنے صحیح اور صادق علم کے ذریعہ جانتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور ایک ادھیڑ عمر کا اور ایک جوان شخص اس نبی کی مدد کو پہنچیں گے، جوان شخص مہمات کو سر کرنے والا اور مشکلات کو حل کرنے والا ہوگا۔ اور ادھیڑ عمر شخص سفید رنگ کا نحیف و لاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر تل ہوگا، اس کی الٹی ران پر ایک علامت ہوگی، تم مجھے وہ علامت کیوں نہیں دکھاتے جو میں نے بتائی ہے؟ میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو اس نے میری ناف کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل دیکھا، اس نے کہا رب کعبہ کی قسم تم وہی ہو، میں تمہارے پاس خود آنے والا تھا، میں نے کہا کس لیے؟ اس نے کہا یہ بتلانے کے لیے کہ تم راہ ہدایت سے نہ ہٹنا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو جو نعمت عطا کی ہے، اس میں ڈرتے رہنا، جب میں اس سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا مجھ سے کچھ شعر سنتے جاؤ، حضرت ابو بکر کہتے ہیں جب میں واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے، مجھ سے عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابوجہل، ابو البختری اور دیگر صنادید قریش ملے، انھوں نے کہا اے ابو بکر ایک عظیم واقعہ ہو گیا ہے! ابو طالب کے یتیم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں، اگر تم نہ ہوتے تو ہم اس معاملہ میں انتظار نہ کرتے اب تم آگئے ہو تو اس کا فیصلہ کرنا تم پر موقوف ہے، حضرت ابو بکر نے کہا میں نے ان کو احسن طریقہ سے واپس کیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حضرت خدیجہ کے گھر ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ باہر آئے، میں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین ترک کر دیا؟ آپ نے فرمایا اے ابو بکر! میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تم اللہ پر ایمان لے آؤ! میں نے کہا آپ کے اس دعویٰ پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بوڑھا شخص جو تم سے یمن میں ملا تھا، میں نے کہا میں تو وہاں پر کئی بوڑھوں سے ملا ہوں، آپ نے فرمایا وہ بوڑھا جس نے تمہیں شعر سنائے تھے، میں نے کہا آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا ہے، میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت ابو بکر نے کہا میں واپس ہو گیا اور میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا۔ [1]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور مونس و غمخوار رہے، بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت ابو بکر کے سوا باقی تمام صحابہ کی صحابیت

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۰۸ - ۲۰۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا انکار کر دے تو وہ کافر نہیں ہوگا، اور اگر حضرت ابو بکر کی صحابیت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن مجید نے حضرت ابو بکر کے صاحب رسول ہونے کو (اذ یقول لصاحبہ توبہ: ۴۰) بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تم کو میرا صاحب بنائے گا، جب ہجرت کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کے پاس گئے، درآں حالیکہ حضرت ابو بکر سوئے ہوئے تھے، آپ نے ان کو بیدار کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہاں سے جانے کی اجازت مل گئی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے دیکھا کر فرط مسرت سے حضرت ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، پھر وہ دونوں گئے اور غار میں داخل ہو گئے اور تین دن غار میں ٹھہرے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم رات کے اندھیرے میں روانہ ہوئے اور ایک رات اور ایک دن چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہو گیا میں نظر اٹھا کر کوئی سائے کی جگہ دیکھنے لگا، اچانک میں نے ایک چٹان کو دیکھا اس پر کچھ سایہ تھا، میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صاف کیا اور اس پر ایک پوستین بچھا دی پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس پر لیٹ جائیے، پھر میں نے نکل کر دیکھا کہ کوئی ہمیں ڈھونڈ تو نہیں رہا، میں نے ایک بکریاں چرانے والا دیکھا، میں نے اس سے پوچھا تم کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام بتایا جس کو میں نے پہچان لیا، میں نے اس سے پوچھا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے اس سے پوچھا تم مجھ کو دودھ دو گے اس نے کہا ہاں، میں نے اس سے کہا بکری کے تھن کو گرد و غبار سے صاف کرو۔ اس نے دودھ نکالا، میں نے اس کو ایک پیالے میں ڈال کر پانی ملا کر ٹھنڈا کیا، پھر میں دودھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس وقت آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! دودھ پیجئے، آپ نے اتنا دودھ پیا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا، میں نے کہا اب ہمیں چلنا چاہیے، پھر ہم چل پڑے اور لوگ ہمارے پیچھے آ رہے تھے اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا جو گھوڑی پر سوار تھا کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکا، میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے تو ہمیں آ لیا، آپ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، جب وہ دو یا تین نیزے کی مقدار رہ گیا تو میں رونے لگا، آپ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی وجہ سے نہیں آپ کی وجہ سے رو رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا کی تو اس کی گھوڑی پیٹ تک اس سخت زمین میں دھنس گئی، وہ کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے، آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے اس سے نجات دے، میں آپ کے پیچھے آنے والوں کو اندھا کر دوں گا، آپ میرے یہ تیر اور کمان لے لیں عنقریب آپ کا میرے اونٹوں اور بکریوں سے گذر ہوگا، ان میں سے آپ اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ زمین سے نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے [۱]

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۱ - ۲۰۹، ملخصا مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا، تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہیں، اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں، یہ عظیم فرشتے جنگ میں حاضر ہیں۔

امام محمد بن سعد نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر، بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکر کو دیا، اس جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا، جنگ خیبر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سو وسق طعام دیا، جنگ احد اور جنگ حنین میں جب بعض صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان دونوں جنگوں میں حضرت ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، تمام اہل سیرت اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو سب سے بڑی زیادتی کی وہ کیا تھی؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن میں کپڑا لپیٹا اور زور سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اچانک حضرت ابوبکر آگئے انھوں نے عقبہ بن ابی معیط کا کندھا پکڑ کر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پرے دھکیلا۔ پھر حضرت ابوبکر نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلائل اور معجزات لے کر آیا ہے!۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔

حمید بن انس بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آتے اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ پر سلام پڑھتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ عتیق بن ابی قحافہ کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، ابن عیینہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے سوا تمام مسلمانوں پر عتاب فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۲ - ۲۱۱ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں نے رسول کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں، آسمان والوں سے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں سے دو وزیر ابو بکر اور عمر ہیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا: اہل علیین کو جنت کے نچلے درجہ والے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ستاروں کو آسمان میں دیکھتے ہیں اور ابو بکر اور عمر اہل علیین میں سے ہیں۔

حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت طلحہ یہ سب حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اور حضرت ابو بکر نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا، ان سات میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ ہیں۔ (باقی غلاموں اور باندیوں کا ذکر عنقریب آرہا ہے)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور عمر کو دیکھ کر فرمایا انبیاء اور مرسلین کے سوا اہل جنت کے تمام اولین اور آخرین کے ادھیڑ عمر لوگوں کے یہ دونوں سردار ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو وہ کنکریاں حضرت عمر کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابو بکر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں پھر آپ نے وہ کنکریاں حضرت عثمان کو دیں تو وہ ان کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کرنے لگیں جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ہاتھ میں تسبیح کر رہی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) پوچھا آج صبح تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں! آپ نے فرمایا (آج) تم میں سے کسی نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا آج کوئی جنازہ میں گیا تھا؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں، آپ نے فرمایا آج کسی شخص نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا، میں نے، آپ نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں یہ اوصاف جمع کر لیے اس کے لیے (جنت) واجب ہو گی یا فرمایا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۶-۲۱۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم

عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کون فتویٰ دیتا تھا ؟۔ انھوں نے کہا ابوبکر اور عمر، ان کے سوا میں اور کسی کو نہیں جانتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اپنے پاس رہنے کا اختیار دیا تو اس شخص نے اللہ کے پاس رہنے کو اختیار کر لیا، حضرت ابوبکر یہ سن کر رونے لگے، ہم کو تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اختیار دینے کی خبر دی ہے، اس میں رونے کی کیا بات ہے ؟ دراصل جس شخص کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روؤ، لوگوں میں سے جس شخص نے اپنی صحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیا ہے وہ ابوبکر ہیں مسجد میں ابوبکر کے سوا اور کسی شخص کا دروازہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔ [1]

حضرت ابوبکر کا زہد، تواضع اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کی مدح کی جاتی تو آپ کہتے اے اللہ تو مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اور میں لوگوں کی بہ نسبت خود کو زیادہ جانتا ہوں، اے اللہ! مجھے ان کے گمان سے بہتر کر دے، اور میرے ان کاموں کو بخش دے جنھیں یہ نہیں جانتے اور ان کے قول سے میرا مواخذہ نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے، حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہا: یارسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے!

شعبی بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: ان تبدوا الصدقات فنعما ھی و ان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم (بقرہ: ۲۷۱) "اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھا ہے اور اگر تم اسے چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے" تو حضرت عمر لوگوں کے سامنے اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر سب سے چھپا کر اپنا سارا مال لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ کہا اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ! حضرت عمر نے کہا اے ابوبکر تم پر میں اور میرے گھر والے فدا ہوں تم نیکی کے ہر باب میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہو!

زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس کافی مال تھا میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں حضرت ابوبکر پر سبقت کر سکتا ہوں تو آج سبقت کر جاؤں گا، میں آدھا مال لے کر آگیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۶-۲۱۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پوچھا اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا اتنا ہی! حضرت ابوبکر اپنا سارا مال لے کر آگئے، آپ نے پوچھا اے ابوبکر اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے! پھر میں نے سوچا میں حضرت ابوبکر سے کبھی نہیں بڑھ سکتا!

عروہ بیان کرتے ہیں جب حضرت ابوبکر اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (درہم یا دینار) تھے انھوں نے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی پاداش میں عذاب دیا جاتا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، نہدیہ، اس کی بیٹی، بنو مومل کی باندی اور ام عبیس۔

حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک نابینا بڑھیا کا کام کاج کرتے اور اس کے گھر میں پانی بھرتے تھے ایک دن گئے تو کوئی اور پہلے یہ کام کر چکا تھا، پھر کئی دن ایسا ہوتا رہا! آخر ایک دن وہ اس شخص کی گھات میں رہے دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ خلیفہ تھے۔! لہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حافظ ابن عبدالبر مالکی لکھتے ہیں:

جس روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اسی روز سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، پھر اس کے ایک دن بعد (منگل کے روز) عام بیعت کی گئی، حضرت سعد بن عبادہ، قبیلہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کی ایک جماعت نے بیعت نہیں کی، پھر حضرت سعد کے علاوہ باقی سب نے بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ اس دن تمام قریش نے بیعت کر لی تھی، ایک قول یہ ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم نے ابتداً بیعت نہیں کی تھی بعد میں بیعت کر لی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی نے حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بیعت نہیں کی اور پھر بیعت کر لی، پھر ہمیشہ ان کے احکام کو سنا اور اطاعت کی، ان کی تعریف کرتے رہے اور ان کے فضائل بیان کرتے رہے ابوعبیدہ بن حکم بن حجل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دے گا میں اس کو وہ سزا دوں گا جو مفتری (جھوٹے) کو سزا دی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر پیر کے دن بائیس جمادی الثانیہ تیرہ ہجری کو فوت ہو گئے، حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ انھیں ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس غسل دیں، سو انھوں نے غسل دیا، حضرت عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے، انھیں رات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن کیا گیا اس پر اتفاق ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی اور خلافت کا عرصہ گزار کر ان کی عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے مساوی ہو گئی ان کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ" نقش تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے تاحیات

لہ۔ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۹-۲۱۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کوئی شعر نہیں کہا، انھوں نے اور حضرت عثمان نے زمانۂ جاہلیت میں ہی اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم کارنامے

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو اہم اُمور واقع ہوئے وہ یہ ہیں: لشکرِ اسامہ کو روانہ کرنا، مرتدین، مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے قتال کرنا اور قرآن مجید کو جمع کرنا۔

اسماعیلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض عرب کے لوگ مرتد ہو گئے، انھوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا اور کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ! لوگ وحشی جانوروں کی طرح ہیں ان کے ساتھ نرمی کیجئے، حضرت ابوبکر نے کہا میں تم سے مدد کی توقع رکھتا تھا اور تم مجھے رسوا کرنے آئے ہو، تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں کمزور پڑ گئے ہو، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور وحی منقطع ہو گئی، اگر انھوں نے مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے قتال کروں گا۔

بعض علماء نے کہا صحابہ میں سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، بعض نے کہا ہم آپ کو مکہ میں دفن کریں گے، بعض نے کہا ہم آپ کو مسجد نبوی میں دفن کریں گے — بعض نے کہا بقیع میں، بعض نے کہا بلکہ بیت المقدس میں جو مدفن انبیاء ہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے "نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ وہ فوت ہوتا ہے، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث میں اختلاف ہوا تو آپ نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ ترک کیا وہ صدقہ ہے۔"

امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ نے کہا بخدا اگر حضرت ابوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ ہوتی، اور یہ جملہ تین بار دہرایا، ان سے پوچھا گیا اے ابوہریرہ یہ بات تم کیسے کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں سات سو افراد کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا، جب یہ لشکر ذی خشب میں پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو گئے، تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا اس لشکر کو واپس بلاؤ، یہ لوگ روم کی طرف جا رہے ہیں اور مدینہ کے گرد اعراب مرتد ہو چکے ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر درندے لوگوں کی ٹانگیں بھی کھینچتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روانہ کر چکے ہیں، تب لوگ ارتداد کا ارادہ رکھتے تھے انھوں نے یہ کہا کہ اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو ایسے میں لشکر روانہ نہ کرتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس جنگ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اور جب مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دے دی اور فتح و کامرانی کے ساتھ لوٹ آئے تو وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔

اسی سال کے آخر میں حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب سے قتال کے لیے یمامہ

[1] حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ، استیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۲۵۰۔۲۵۶، ملخصاً مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بھیجا اس جنگ میں ستر صحابہ شہید ہو گئے، بالآخر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا، بارہ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجا اور مرتدین سے جنگ کی، اور مسلمان فتحیاب ہوئے، اور عکرمہ بن ابی جہل کو عمان کے مرتدین سے قتال کے لیے بھیجا اور مہاجر بن ابی امیہ کو اہل نجیر کے مرتدین سے جنگ کے لیے بھیجا۔

مرتدین کے قتال سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت خالد کو بصرہ بھیجا اور ابلہ کو فتح کیا اور عراق میں مدائن کسریٰ کو فتح کیا اسی سال حضرت ابوبکر نے حج کیا پھر حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا اور جمادی الاولیٰ تیرہ ہجری میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اس فتح کی بشارت حضرت ابوبکر کو اس وقت پہنچائی گئی جب ان کی حیات میں آخری رمق رہ گئی تھی۔ لـه

سفر ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کی افضلیت کی وجوہ

حدیث نمبر ۶۰۴۷ میں ہے: حضرت ابوبکر نے کہا جس وقت ہم غار میں تھے تو میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه۔

(توبہ: ۴۰)

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا، وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اس پر اپنی تسکین نازل فرمائی۔

امام رازی نے اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی حسب ذیل وجوہ مستنبط کی ہیں:

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم غار میں اس لیے گئے تھے کہ کفار آپ کو قتل کرنے کے درپے تھے، تو اگر آپ کو حضرت ابوبکر کے باطن پر مکمل اعتماد نہ ہوتا کہ یہ مومن برحق اور صادق اور صدیق ہیں تو ان کے ساتھ اس غار میں کبھی نہ جاتے، کیونکہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ حضرت ابوبکر کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف تھا تو آپ کو یہ خدشہ ہوتا کہ یہ کافروں

لـه ۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تاریخ الخلفاء ص ۷۶ - ۷۲، ملخصاً، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو آپ کے چھپنے کی جگہ بتا دیں گے لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں حضرت ابوبکر کو صادق اور مخلص قرار دیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوبکر کا باطن ظاہر کے موافق تھا۔

(۲) یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھی، اور رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مخلصین کی ایک جماعت تھی، اور اس جماعت میں ایسے لوگ تھے جو شجرہ نسب میں حضرت ابوبکر سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے، تو اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو حضور اس خطرناک موقعہ پر اپنی معیت کے لیے حضرت ابوبکر کو مخصوص نہ کرتے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضور کی رفاقت کے لیے حضرت ابوبکر کو منتخب کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک حضرت ابوبکر کا دین میں بہت بلند مرتبہ ہے۔

(۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو ثانی اثنین فرمایا اور حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا، اور دین کے اکثر مراتب میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی ہیں کیونکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور آپ نے تبلیغ کی تو حضرت ابوبکر ایمان لائے، پھر امت میں دوسرے درجہ پر حضرت ابوبکر نے تبلیغ کی اور ان کی تبلیغ سے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ میں اول حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اسی طرح ہر جہاد میں حضرت ابوبکر حضور کے ثانی تھے کیونکہ حضرت علی نے اسلام کی مدافعت میں بہت بعد میں تلوار اٹھائی ہے۔ ابتداء میں کفار کی ایذار رسانیوں کا حضرت ابوبکر دفاع کرتے تھے، اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، سو امامت میں بھی حضور اول ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں، اور جس جگہ حضور دفن ہوئے بعد میں وہیں ابوبکر دفن ہوئے سو تبلیغ، جہاد، امامت اور روضہ میں مدفین، ہر معاملہ میں اول حضور ہیں اور ثانی ابوبکر ہیں۔

(۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہیں اور یہ حضرت ابوبکر کی انتہائی فضیلت پر دلیل ہے، حسین بن فضیل بجلی نے کہا جس نے حضرت ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوگا کیونکہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور یہ اجماع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو وصف صحابیت کے ساتھ متصف کیا ہے، اس استدلال پر یہ اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو بھی اس صفت کے ساتھ متصف کیا ہے کہ وہ مومن کا صاحب ہے قال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب "اس کے صاحب نے اس کی بحث کا جواب دیتے ہوئے اس سے کہا کیا تو اس ذات کا کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا؟" (کہف: ۳۷) اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہاں پر اس کافر کا وصف صاحب ذکر کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں جو اس کی اہانت اور تذلیل پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے "اکفرت" "کیا تو کفر کرتا ہے"، اس کے برخلاف یہاں پر حضرت ابوبکر کا وصف "صاحب نبی" ذکر کیا اور بعد میں وہ الفاظ ذکر کیے جو حضرت ابوبکر کی تعظیم اور اجلال پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہیں "لاتحزن ان اللہ معنا" سو اگر فرط عداوت نہ ہو تو ان دونوں وصفوں میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیا مناسبت ہے؟

ایک مرتبہ مصنف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ حضرت ابوبکر کا صحابی ہونا قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اس استدلال پر ایک عالم نے یہ معارضہ کیا کہ احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر اپنے اصحاب کا اطلاق کیا ہے، مثلاً امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وقال عبد اللہ بن ابی بن سلول اقد تداعوا علینا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل فقال عمر الا نقتل ھذا الخبیث یعنی عبد اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتحدث الناس انہ کان یقتل اصحابہ۔ لہ

عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا انھوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بلا لیا ہے، جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، حضرت عمر نے کہا کیا ہم اس خبیث یعنی عبداللہ کو قتل نہ کر دیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

اس کا جواب بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں ہر چند کہ عبداللہ بن ابی پر اصحاب رسول کا اطلاق ہے لیکن ساتھ ہی اس کی اہانت اور تذلیل کا بھی ذکر ہے، کیونکہ اس کو خبیث کہا ہے اور واجب القتل قرار دیا ہے اس کے برخلاف اس آیت میں حضرت ابوبکر پر رسول اللہ کے صاحب کا اطلاق ہے اور اس کے ساتھ ان کی تنظیم اور اجلال کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: رسول اللہ نے اپنے صاحب سے فرمایا " لا تحزن ان اللہ معنا۔ اور یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شریک رکھا ہے، اگر شیعہ اس معیت کو کسی فاسد معنی پر محمول کریں تو العیاذ باللہ رسول اللہ کا بھی اس معیت میں ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اس لیے معنی یہ ہوگا کہ اللہ ہمارا محافظ اور مددگار ہے اور جس کا اللہ محافظ اور مددگار ہو اس کے عقائد میں نفاق اور ارتداد داخل نہیں ہو سکتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت پر حرف آئے گا، دوسری تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یعنی متقی اور محسن ہیں۔

۱ نحل: ۱۲۸

سورۂ توبہ کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر کے ساتھ ہے اور سورۂ نحل کی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی اور نیکوکار ہو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر متقی اور نیکوکار ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تحزن " غم نہ کرو " یہ غم کرنے سے نہی اور ممانعت ہے اور نہی دوام

لہ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو واجب کرتی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر مطلقاً رنج و غم نہیں کریں گے، زندگی میں نہ موت سے پہلے نہ موت کے بعد اور یہ اسی کا وصف ہو سکتا ہے جو دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

(۷) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فانزل اللہ سکینتہ علیہ "پھر اللہ نے ابو بکر پر اپنی تسکین نازل فرمائی" شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر تسکین نازل فرمائی، یہ اس لیے غلط ہے کہ خوف اور حزن تو حضرت ابو بکر کو لاحق تھا اس لیے تسکین کا تعلق بھی حضرت ابو بکر سے ہونا چاہیے، نیز اگر تسکین کا تعلق حضور سے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور پہلے خائف تھے اور جب حضور پہلے خود خائف تھے تو آپ کا حضرت ابو بکر کو تسلی دینا "غم نہ کرو" غیر معقول ہوگا، اس لیے صحیح یہ ہے کہ حضور تو پہلے ہی پر سکون تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں کے خلاف آپ کی مدد فرمائے گا، ان دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کے قلب پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور جس پر اللہ کی تسکین نازل ہوئی ہو، وہ نفاق، ارتداد اور دین و دنیا کے ہر قسم کے خطرات سے مامون اور محفوظ رہے گا۔

(۸) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سواری خریدی، اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا غار میں کھانا لے کر آتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میرا صاحب غار میں دس اور چند روز ٹھہرے اور سوائے کھجوروں کے ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، جب حضور اور حضرت ابو بکر مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ابو بکر کو یہ خدشہ ہوا کہ لوگ حضور کو نہیں پہچانیں گے، تو انھوں نے حضور کے اوپر ایک چادر سے سایہ کیا تاکہ لوگ پہچان لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں، پھر اہل مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر آپ کی تعظیم کی۔

(۹) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ صرف حضرت ابو بکر تھے اور انصار مدینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرت ابو بکر کو دیکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر اور حضر میں اپنی رفاقت کے لیے تمام صحابہ میں سے صرف حضرت ابو بکر کو منتخب کیا تھا۔

(۱۰) چونکہ اس سفر میں حضور کے ساتھ صرف حضرت ابو بکر تھے اس لیے اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جاتے تو حضور کے تمام معاملات کے کفیل صرف حضرت ابو بکر ہوتے، اور امت کے متعلق آپ کے وصی بھی حضرت ابو بکر ہوتے اور اس سفر میں جو قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں ان کی تبلیغ بھی صرف حضرت ابو بکر کرتے، اور یہ تمام امور حضرت ابو بکر کے فضائل عالیہ اور درجات رفیعہ پر دلالت کرتے ہیں۔[1]

اس آیت میں بعض حقائق ایسے ہیں جن کا شیعہ مفسرین بھی انکار نہیں کر سکے چنانچہ شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

[1] - امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۳۰-۴۳۴ ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(ثانی اثنین) یعنی انہ کان ھو وابوبکر (اذ ھما فی الغار) لیس معھما ثالث وھو احد اثنین ومعناہ فقد نصرہ اللہ منفردا من کل شیء الا من ابی بکر۔ [1]

ثانی اثنین کا مطلب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر، کیونکہ غار میں کوئی تیسرا نہیں تھا اور ابوبکر دو میں سے ایک تھے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ماسوا ابوبکر کے ہر ایک سے الگ کر کے رسول اللہ کی مدد کی، یہ فقد نصرہ اللہ کا معنی ہے۔

ان اللہ معنا کی تفسیر میں شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

یرید انہ مطلع علینا عالم بحالنا فھو یحفظنا وینصرنا۔ [2]

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے احوال پر مطلع ہے سو وہ ہماری حفاظت کرے گا اور ہماری مدد کرے گا۔

یعنی یہ معیت حفاظت اور نصرت کی معیت ہے جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے۔

فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ کی تفسیر میں ہر چند کہ شیعہ مفسرین کا مختار یہ ہے کہ علیہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے کیونکہ اس آیت کی باقی ضمیریں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہیں (حالانکہ صاحبہ کا نسبتہً قریب ہونا اس کا مرجع ہے کہ یہ ضمیر حضرت ابوبکر کی طرف لوٹے) تاہم وہ اس کا انکار نہیں کر سکے کہ اس ضمیر کو حضرت ابوبکر کی طرف لوٹانا بھی جائز ہے، شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

وقال بعضھم یجوز ان تکون الھاء التی فی علیہ راجعۃ الی ابی بکر۔ [3]

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ علیہ کی ضمیر کا حضرت ابوبکر کی طرف لوٹانا جائز ہے۔

حضرت ابوبکر کی طرف اس ضمیر کے لوٹانے کے دلائل ہم ابھی امام رازی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں؛

خلّت اور محبت کا معنی

حدیث نمبر ۶۰۴۸ میں ہے اپنے مال اور صحبت کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں، اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت قائم ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اپنی جان اور مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقع میں ان کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان تھا کیونکہ واقع میں اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان پر احسان تھا کہ ان کی خدمات کو اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شرف قبول بخشا۔

قاضی عیاض نے کہا کہ احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا وانا حبیب اللہ " سنو میں اللہ

---

[1] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ
[2] ، ، ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۸، ، ، ،
[3] ، ، ، مجمع البیان ج ۵ ص ۴۹، ، ، ،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا محبوب ہوں، متکلمین کا اس میں اختلاف ہے کہ محبت کا زیادہ مرتبہ ہے یا خلت کا، یا دونوں مساوی ہیں، ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ یہ دونوں مساوی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حبیب کا زیادہ مرتبہ ہے کیونکہ حبیب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے، اور آپ خلیل اللہ سے افضل ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث سے آپ کا اللہ کا خلیل ہونا ثابت ہے اور آپ نے کسی اور کا خلیل ہونے کی نفی کی ہے، حالانکہ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت اسامہ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی محبت ثابت ہے، یعنی آپ کی خلت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جبکہ آپ کی محبت اور بہت سوں کے لیے ہے کیونکہ خلت کا معنی ہے "سب سے منقطع ہو کر کسی کی طرف متوجہ ہونا، اور اللہ کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ بندہ کو اطاعت اور عبادت کی توفیق دے اور اس کو گناہوں سے باز رکھے، یہ محبت کے ابتدائی آثار ہیں اور اس کی انتہاء یہ ہے کہ اس کے قلب سے حجابات اٹھا دے حتیٰ کہ وہ اللہ کی صفت بصیرت سے دیکھے، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے: جب میں بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ نے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل کہا وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ صحابہ کے حق میں یہی کمال ہے کہ وہ سب سے منقطع ہو کر آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ [1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی کو شخصی طور پر معین کر کے خلیفہ نامزد نہ کرنا

حدیث نمبر ۵۶۰۷ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا حضرت ابوبکر کو۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اہل سنت کے اس موقف پر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص صریح نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی، اگر حضرت ابوبکر یا کسی اور شخص کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص ہوتی تو مہاجرین اور انصار کا خلافت کے متعلق کوئی نزاع نہ ہوتا، کیونکہ جس شخص کے متعلق خلیفہ بنانے کی نص صریح ہوتی اس کو مقدم کر دیا جاتا۔

شیعہ علماء نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی کی خلافت پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نص تھی اور آپ نے حضرت علی کی خلافت کے لیے وصیت فرمائی تھی یہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے، ——— حضرت علی کے زمانے سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کے لیے وصیت خلافت کا دعویٰ باطل ہے اور سب سے پہلے حضرت علی نے اس دعویٰ کی تکذیب کی جب انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے پاس اس صحیفہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور اس میں دیت، اور غلاموں کو آزاد کرنے کے متعلق احکام ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱) اور اگر حضرت علی کے پاس خلافت سے متعلق کوئی نص یا وصیت ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتے، حالانکہ حضرت علی نے کسی دن بھی کسی نص یا وصیت کو پیش نہیں کیا، نہ ان کے علاوہ کسی اور نے ذکر کیا۔ [2]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوبکر کی خلافت پر دلیل

حدیث نمبر ۶۰۵۶ میں ہے اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کی سوا ہر ایک کی خلافت کا انکار کر دیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر واضح دلیل ہے اور مستقبل کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے اور اس میں یہ پیش گوئی ہے کہ خلافت کے معاملے میں مسلمانوں میں نزاع ہوگا اور حضرت ابوبکر کے علاوہ مسلمان کسی کی خلافت پر متفق نہیں ہوں گے، حضرت عائشہ کے بھائی کو اس لیے بلایا تھا کہ وہ مکتوب لکھ دیں گے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جانا دشوار اور مشکل تھا کیونکہ آپ جماعت سے نماز پڑھنے بھی نہیں جا رہے تھے آپ نے نمازوں میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ [۱]

یہ حدیث، حدیث قرطاس کا بھی جواب ہے، کیونکہ شیعہ علماء کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کاغذ اور قلم منگوایا تھا تو آپ حضرت علی کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے، ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے متعلق لکھوانا چاہتے تھے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر قرآن مجید سے استدلال

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت کے ثبوت پر یہ آیت واضح اور روشن دلیل ہے:

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔

(نور: ۵۵)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور بہ ضرور خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی، اور ان کے جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے اس کو مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکوکاروں سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور یہ کہ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کر دے گا اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن سے بدل دے گا اور یہ بات

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲-۲۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بداہۃً معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پورا ہوگا، کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہی ہوسکتا ہے اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے معلوم ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہاں خلیفہ بنانے سے مراد امام بنانا ہے اور یہ بات تاریخ سے معلوم ہے کہ ان اوصاف کے ساتھ (یعنی جن کے دورِ خلافت میں دین مضبوط ہو اور خوف کے بعد امن حاصل ہو) خلیفہ بنانے کا عمل حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام میں واقع ہوا، کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات حاصل ہوئیں، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور دین کو غلبہ حاصل ہوا، اور دشمنان اسلام سے عظیم امن حاصل ہوا، اور یہ دو وصف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حاصل نہیں ہوئے، کیونکہ ان کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کی فرصت نہیں ملی، ان کا تمام وقت اپنی خلافت کے مخالف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں گذرا، اس سے واضح ہوگیا کہ یہ آیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔

استدلال مذکور پر شیعہ علماء کے اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایمان والے نیکو کار کو خلافت حاصل ہو حالانکہ ہر مومن کو خلافت حاصل نہیں ہوئی، اس کا جواب یہ ہے کہ الذین امنوا منکم میں من تبعیض کے لیے ہے اور یہ خطاب بعض صالح مسلمانوں سے ہے، کل مسلمانوں سے نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ لیستخلفنہم ۔ "اللہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا" سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ان کو زمین پر آباد کرے گا اور ان کو زمین پر کار حیات کرنے کی قدرت دے گا، اور اس سے اللہ تعالیٰ کی خلافت مراد نہ ہو جیسا کہ اس سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آباد کیا اور ان کو زمین پر کام کاج کرنے کی قدرت دی۔ ان کو زمین پر خلیفہ بنانا بہ طور امامت نہ تھا اس لیے واجب ہے کہ صالح مومنین کو خلیفہ بنانے سے بھی یہی مراد ہو نہ کہ ان کو امام اور نائب رسول بنانا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں صالح مومنین کو زمین پر خلیفہ بنانے کی خبر بہ طور بشارت دی گئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہ بشارت زمین پر آباد کرنے کے معنی کے مغائر ہو کیونکہ اس معنی میں خلافت تو تمام مسلمانوں بلکہ تمام کافروں کو بھی حاصل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تو جن صالحین مومنین کو پہلے خلیفہ بنایا تھا یہ کبھی نبی ہوتے تھے اور کبھی امام اور ہر دو صورت میں ان کو خلافت بمعنی حکومت حاصل تھی۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس آیت میں خلافت کو خلیفہ رسول پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ تمہارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تم کو اس طرح چھوڑتا ہوں جس طرح تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو تخفی طور خلیفہ نامزد نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کے اوصاف بیان کیے ہیں اس لیے ان خلفاء اربعہ کے متعلق یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے اور ان اوصاف کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا خلیفہ بنائیں، یہی وجہ ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ صحابہ نے حضرت ابو بکر سے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ! اس لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ کے اوصاف اور شرائط بیان فرمائے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنھم میں ھم کی ضمیر سے حضرت علی مراد ہوں اور بعض اوقات تعظیماً واحد کو جمع سے تعبیر کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون "وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واحد کو جمع سے تعبیر کرنا خلاف اصل ہے، علاوہ ازیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس آیت میں جن کو خلیفہ بنانے کی بشارت دی ہے ان سے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں اللہ تعالیٰ ان کے پسندیدہ دین کو مضبوط کرے گا اور ان کی حالت خوف کو امن سے بدل دے گا اور یہ وعدہ صرف خلفاء ثلاثہ کے عہد میں پورا ہوا اور انہی کے دور میں اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی فتوحات ہوئیں، حضرت علی کا دور تو باہمی خانہ جنگی کا دور تھا۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لیستخلفنھم میں ھم ضمیر سے بارہ امام مراد ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن سے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان سے دنیا میں مسلمانوں کی قوت اور اسلام کے نفاذ کا وعدہ کیا ہے اور عملاً ان بارہ اماموں کی خلافت منعقد ہوئی نہ ان کے ہاتھوں اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوئی، ثانیاً یہ وعدہ ان مسلمانوں سے کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھے اور بارہ امام آپ کے عہد میں موجود نہیں تھے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں ص ۴۴۵ سے ۴۶۲ تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے اور اس سلسلہ میں علماء شیعہ کے اہم اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، جو حضرات اس مسئلہ کا گہرائی اور گیرائی سے جائزہ لینا چاہتے ہیں، وہ اس بحث کو ضرور پڑھیں۔

قرآن مجید کی آیات سے شیعہ تفسیر کے مطابق حضرت ابو بکر کے فضائل

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ (النور: ۲۲)

اور تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگذر کریں، (اے ایمان والو) کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

الآیۃ نزلت فی ابی بکر ومسطح بن اثاثۃ

یہ آیت (حضرت) ابو بکر اور مسطح بن اثاثہ کے متعلق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وكان ابن خالة ابی بكر وكان من المهاجرين و
من جملة البدريين وكان فقيرا وكان ابوبكر
يجری عليه ويقوم بنفقته فلما خاض فی
الافك قطعها وحلف ان لا ينفعه بنفع فلما
نزلت الاية عاد ابوبكر الى ما كان وقال
والله انی لاحب ان يغفر الله لی والله لا
انزعها ابدا۔ [1]

نازل ہوئی، مسطح (حضرت) ابوبکر کے خالہ زاد بھائی تھے، وہ بدری صحابہ میں سے تھے اور مہاجر اور فقیر تھے، اور (حضرت) ابوبکر ان کا خرچ اٹھاتے تھے، جب مسطح، حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل ہو گئے، تو (حضرت) ابوبکر نے وہ خرچ دینا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ وہ آئندہ اس کو کبھی خرچ نہیں دیں گے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو (حضرت) ابوبکر نے پھر خرچ دینا شروع کر دیا اور قسم کھا کر کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور بخدا میں اس کا خرچ کبھی بند نہیں کروں گا۔

شیخ طبرسی کی تفسیر کے مطابق اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے صاحب فضل فرمایا، حضرت ابوبکر ناداروں پر خرچ کرتے تھے، جب حضرت ابوبکر نے بشری تقاضے سے مسطح کا خرچ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کی اور فرمایا کیا وہ اللہ کی مغفرت نہیں چاہتے؟ حضرت ابوبکر نے اپنے نفسانی تقاضے کے خلاف، اللہ تعالیٰ کی اصلاح قبول کی اور کہا میں اللہ کی مغفرت چاہتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر میں نفسانیت بالکل نہیں تھی بلکہ سرتاپا للہیت تھی۔

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك
هم المتقون ۰ لهم ما يشاءون عند ربهم
ذلك جزاء المحسنين۔
(زمر: ۳۳-۳۴)

اور جو (پیغام) صدق لے کر آئے اور جس نے ان کی تصدیق کی، وہی کامل متقی ہیں، ان کے لیے وہ سب کچھ ہے جس کو وہ اپنے رب کے پاس چاہیں، اور نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقيل الذی جاء بالصدق رسول الله صلی
الله عليه وسلم وصدق به ابوبكر۔ [2]

ایک قول یہ ہے کہ پیغام صدق لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے (حضرت) ابوبکر ہیں۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق، کامل متقی، محسن (نیکوکار) اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس حسب خواہش جزا پانے والا قرار دیا۔

فاما من اعطى واتقى ۰ وصدق بالحسنى ۰

تو جس نے راہ حق میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا، اور

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج، ص ۲۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ
[2] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۸ ص ۷۷۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فسنیسرہ للیسری o الی قولہ تعالٰی وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی o وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی o الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی o ولسوف یرضی۔

(واللیل: ۲۱-۵)

حق کی تصدیق کی، ہم اس کے لیے آسانی کا راستہ آسان کر دیں گے جو سب سے زیادہ متقی ہے جو اپنا مال (راہ حق) میں دیتا ہے، تاکہ پاکیزگی حاصل کرے اس کو جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا، اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جائے (اس کا راہ حق میں مال خرچ کرنا) محض اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہے اور ضرور عنقریب وہ راضی ہوگا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن ابی الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرۃ وغیرہما واعتقہم۔[1]

ابو الزبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت (حضرت) ابوبکر کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ انھوں نے ایسے متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے مثلاً بلال اور عامر بن فہیرہ وغیرہ۔

شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق ان آیات میں اللہ تعالٰی نے حضرت ابوبکر کو حق کا مصدق، راہ حق میں خرچ کرنے والا اور سب سے زیادہ متقی قرار دیا جو اپنے مال کو صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں، انھیں جہنم سے نجات کی نوید سنائی اور آخرت میں راضی ہونے کی بشارت دی اور یہ اعلان کر دیا کہ کسی شخص کا ان پر کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے!

ہر چند کہ شیخ طبرسی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس آیت کو عموم پر محمول کرنا اولیٰ ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جس پر کسی کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے، حاصل جب حضرت ابوبکر نے بھاری قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ضرور بلال نے ابوبکر پر پہلے کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ اتارنے کے لیے ابوبکر نے بلال کو اتنی بھاری قیمت پر خرید کر آزاد کیا ہے، حضرت ابوبکر کی اس نیکی پر مشرکین کا یہ طعن اللہ تعالٰی کو ناگوار ہوا اور ان کے رد میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم بلال کی بات کرتے ہو ابوبکر پر کسی کا بھی کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اتارا جا سکے۔ سورہ واللیل میں حضرت ابوبکر پر طعن کا ازالہ اور ان کے فضائل کا بیان ہے اس کے بعد متصل سورہ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کا ازالہ اور آپ کے فضائل کا بیان ہے، حضرت ابوبکر کے بارے میں ولسوف یرضی فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ولسوف یعطیک ربک فترضی فرمایا پہلی سورت کو رات کی قسم سے اور دوسری سورت کو دن کی قسم سے شروع کیا اور اس طرح حضرت ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان انتہائی قرب اور اتصال اور کامل اتحاد کو ظاہر فرمایا!

---

[1] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۷۶۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ و لا یخافون لومۃ لائم۔ (مائدۃ ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔

وہ کون ایمان والے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے، جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں اور جنھوں نے مرتدین سے جہاد کیا، شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واختلف فیمن وصف بھذہ الاوصاف منھم فقیل ھم ابوبکر و اصحابہ الذین قاتلوا اھل الردۃ۔[1]

جو ایمان والے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان کے تعین میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ (حضرت) ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں جنھوں نے مرتدین سے قتال کیا تھا۔

شیخ طبرسی کے قول کے مطابق ہر چند کہ اس آیت میں کئی اقوال ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مرتدین سے جہاد نہیں کیا اور امت میں جس شخص نے سب سے پہلے مرتدین کے خلاف جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت علی کے بیعت کرنے کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابوجعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۴۵۴۔ عن ابی جعفر علیہ السلام: ان الناس لما صنعوا ما صنعوا اذ بایعوا ابا بکر لم یمنع امیر المؤمنین علیہ السلام من ان یدعو الی نفسہ الا نظرا للناس وتخوفا علیھم ان یرتدوا عن الاسلام فیعبدوا الاوثان ولا یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الاحب الیہ ان یقرھم علی ما صنعوا من ان یرتدوا

ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے (حضرت) ابوبکر کی بیعت کر لی جو کیا سو کیا۔ تو امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دینے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ وہ لوگوں پر شفیق تھے اور ان کو یہ خوف تھا کہ لوگ اسلام سے مرتد ہو جائیں گے بتوں کی عبادت کریں گے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیں گے، اور حضرت امیر المومنین علی کے نزدیک لوگوں کو (حضرت) ابوبکر کی بیعت پر

[1] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۳ ص ۳۲۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن جمیع الاسلام و انما هلك الذین ركبوا ما ركبوا فاما من لم یصنع ذلك و دخل فیه الناس علی غیر علم و لا عداوة لامیر المؤمنین علیه السلام فان ذلك لا یكفره و لا یخرجه من الاسلام و لذلك كتم علی علیه السلام امره و بایع مكرها حیث لم یجد اعوانا۔ [1]

برقرار رکھنا اس سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ وہ تمام لوگ اسلام ہی سے مرتد ہو جائیں، البتہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے حضرت امیر المومنین کے بغض کی وجہ سے (حضرت) ابوبکر سے بیعت کی۔ اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور وہ بغیر علم کے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے عداوت کے بغیر (حضرت) ابوبکر کی بیعت میں داخل ہو گئے تو ان کا یہ فعل ان کو کافر کرتا ہے اور نہ اسلام سے خارج کرتا ہے، اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے معاملہ کو مخفی رکھا اور چونکہ ان کو مددگار نہیں ملے اس لیے انھوں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

شیخ ابوجعفر کلینی کی اس روایت سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگ اسلام پر قائم تھے اور شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ آپ کے پردہ کرنے کے بعد سب مرتد ہو گئے تھے کیونکہ حضرت علی کو اپنی بیعت کی دعوت دینے سے یہ چیز مانع تھی کہ کہیں سب لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔

۲۔ حضرت علی کے بغض کی وجہ حضرت ابوبکر کی بیعت کرنا ہلاکت ہے، ورنہ نہیں۔

۳۔ جن لوگوں نے حضرت علی سے عداوت کے بغیر حضرت ابوبکر سے بیعت کی ان کا یہ فعل کفر ہے نہ اسلام سے خروج۔

۴۔ حضرت علی کے استحقاق خلافت کے دعویٰ پر ان کا کوئی مددگار نہیں تھا اس وجہ سے انھوں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

حضرت علی کے بیعت کرنے کی ایک اور تصویر جو شیعہ مورخین نے کھینچی ہے وہ یہ ہے، شیخ احمد بن ابو یعقوب بیان کرتے ہیں:

ابوبکر و عمر خبر یافتند کہ گروہ مہاجران و انصار با علی بن ابی طالب در خانہ فاطمہ دختر پیامبر خدا فراہم گشتہ اند پس با گروہے آمدند و بخانہ ہجوم آوردند و علی بیرون آمد و زبیر شمشیرے حمایل داشت پس عمر با او برخورد و با او کشتی گرفت و او را بر زمین زد و شمشیرش را

ابوبکر اور عمر کو خبر پہنچی کہ مہاجرین اور انصار کا ایک گروہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہے اور پیغمبر خدا کی صاحبزادی کے گھر وہ سب جمع ہو گئے ہیں پس ابوبکر اور عمر ایک گروہ کے ساتھ آئے اور ان کے گھر پر جمع ہو گئے، علی باہر آئے اور زبیر نے تلوار

[1] شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ۸ ص ۲۹۶-۲۹۵، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران، ۱۳۶۴ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شکست و بخانہ ریختند، پس فاطمہ بیروں آمد و گفت واللہ لتخرجن او لاکشفن شعری و لا عجن الی اللہ، بخدا قسم باید بیرون روید اگر نہ، مویم را برہنہ سازم و نزد خدا نالہ و زاری کنم۔ پس بیرون رفتند و ہر کہ درخانہ بود برفت و چند روزے بماند ہر سپس یکے پس از دیگرے بیعت مے کردند لیکن علی جز پس از شش ماہ و بقولے چہل روز بیعت نہ کرد۔ لہ

حمائل میں لکھوں، عمر نے زبیر کے ساتھ کشتی کی اور زبیر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ان کی تلوار کو توڑ کر زمین پر پھینک دیا، بعد میں فاطمہ باہر آئیں اور کہنے لگیں، "بخدا تم لوگ چلے جاؤ ورنہ میں بال کھول لوں گی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کروں گی" پھر وہ لوگ چلے گئے اور جو لوگ گھر میں تھے وہ بھی چلے گئے اور چند روز بعد ان سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی لیکن علی نے چھ ماہ کے بعد بیعت کی، اور ایک قول یہ ہے کہ چالیس روز تک بیعت نہیں کی۔

فروع کافی اور تاریخ یعقوبی دونوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کے دعوے استحقاق خلافت میں ان کا کسی نے ساتھ نہیں دیا، تمام مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تھی، فروع کافی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے ابتداءً بیعت کر لی تھی، اور تاریخ یعقوبی سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے چالیس روز بعد بیعت کی تھی یا چھ ماہ کے بعد، اس مسئلہ پر ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بھی بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی عنقی لغیری۔ ۲ے
(خطبہ ۳۷)

میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا، میرے بیعت لینے سے پہلے واجب ہو چکا ہے اور میری گردن میں دوسرے (کی بیعت کرنے) کا عہد ہے۔

شیعہ مترجم سید نبی الدین اولیائی اس عبارت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

پس نظر کردم کہ آیا مردم را بہ بیعت خود و اطاعت خدا بخوانیم یا اینکہ خود اطاعت خدا کنم پس دیدیم اطاعت کردنم بر بیعت گرفتنم پیشی دارد و پیمان دیگرے در گردنم میباشد۔ ۳ے

پھر میں نے غور کیا کہ لوگوں کو اپنی بیعت اور اطاعت خدا کے لیے بلاؤں یا خود خدا کی اطاعت کروں تو میں نے دیکھا کہ میرا اطاعت کرنا میرے بیعت لینے پر سبقت کرتا ہے اور دوسرے کا عہد میری گردن میں ہے۔

لہ۔ شیخ احمد بن ابی یعقوب متوفی ۲۹۲ھ، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۲۷، مطبوعہ انتشارات علمی و فرہنگی ایران، ۱۳۶۲ھ
۲ے۔ نہج البلاغہ ص ۱۱۱، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران۔
۳ے۔ سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغہ (فارسی) ص ۱۱۲، انتشارات زرین ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہج البلاغہ کے شیعہ شارح ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذه كلمات مقطوعة من كلام يذكر فيه حاله بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم واله وانه كان معهودًا اليه الا ينازع فى الامر ولا يثير فتنة بل يطلبه بالرفق فان حصل له والا امسك.[1]

یہ کلام، کلام سابق سے منفصل ہے اس میں آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا حال بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ خلافت کے حصول میں جھگڑا نہ کریں اور فتنہ کو نہ بھڑکائیں اور یہ کہ خلافت کو ملائمت سے طلب کریں، اگر مل جائے تو فبہا ورنہ اس کے مطالبہ سے باز رہیں۔

نیز ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

قد سبقت بيعتى للقوم) اى وجوب طاعة رسول الله صلى الله عليه واله على وجوب امتثالى امره سابق على بيعتى للقوم فلا سبيل لى الى الامتناع من البيعة لانه صلى الله عليه واله امرنى بها۔

(میرے قوم سے بیعت لینے پر سابق ہے)۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مجھ پر واجب ہے، اور آپ کے حکم کی اطاعت کرنا میرے قوم سے بیعت لینے پر مقدم ہے، لہٰذا میرے بیعت نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

واذا الميثاق فى عنقى لغيرى) اى رسول الله صلى الله عليه واله اخذ على الميثاق بترك الشقاق والمنازعة فلم يحل لى ان اتعدى امره او اخالف نهيه۔[2]

(میری گردن میں میرے غیر کا عہد ہے) اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ میں بحث اور جھگڑا نہ کروں، اس لیے آپ کے حکم سے تجاوز کرنا، یا آپ کی ممانعت کی مخالفت کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

انه بايعنى القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنھوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی لہٰذا اب حاضر کے لیے بیعت کرنے میں کوئی اختیار ہے نہ غائب کو بیعت مسترد کرنے کا حق ہے، مشورہ دینے کا

1۔ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶ - ۲۹۵، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان قم، ایران

2۔ " " ، شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۹۶، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماماً کان ذلک للہ رضی۔ لہ

(مکتوب ۶،)

منصب صرف مہاجرین اور انصار کا ہے، اور جب وہ کسی شخص کے انتخاب پر متفق ہو جائیں اور اس کو امام قرار دے دیں تو یہ اللہ کی طرف سے رضا ہے۔

اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی حقانیت پر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کی حقانیت سے استدلال کیا ہے، کیونکہ حضرت علی کی بیعت انہی مہاجرین اور انصار نے کی تھی جنھوں نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی تھی اور جس کی بیعت پر یہ مہاجرین اور انصار متفق ہو جائیں وہ اللہ کے راضی ہونے کی علامت ہے، سو اس مکتوب میں حضرت علی نے اپنی خلافت کی صحت کے لیے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو دلیل بنایا ہے، پھر اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ہی باطل کہا جائے تو حضرت علی کی خلافت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

ابن ابی الحدید اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

احتج علی معاویۃ ببیعۃ اهل الحل و العقد له، ولم یراع فی ذلک اجماع المسلمین کلهم و قیاسه علی بیعۃ اهل الحل والعقد لابی بکر فانه ما روعی فیه اجماع المسلمین لان سعد بن عبادۃ لم یبایع ولا احد من اهل بیته وولده ولان علیا وبنی هاشم ومن انضوی الیهم لم یبایعوا فی مبدا الامر وامتنعوا ولم یتوقف المسلمون فی تصحیح امامۃ ابی بکر و تنفیذ احکامه علی بیعتهم وهذا دلیل علی صحۃ الاختیار و کونه طریقا الی الامامۃ وانه لا یقدح فی امامته علیه السلام امتناع معاویۃ من البیعۃ و اهل الشام۔ ۲

اور ارباب حل وعقد نے جو حضرت علی کی بیعت کی تھی اس سے حضرت علی نے حضرت معاویہ پر حجت قائم کی اور صحت بیعت کے لیے تمام مسلمانوں کے اجماع کی رعایت نہیں کی، اس کو حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت پر قیاس کیا کیونکہ حضرت ابوبکر کی بیعت بھی ارباب حل وعقد نے کی تھی تمام مسلمانوں نے نہیں کی تھی، کیونکہ حضرت سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور نہ ابتداء میں حضرت علی ان کے اہل بیت، اولاد بنو ہاشم اور دیگر ان کے متعلقین نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی تھی۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت کی صحت میں کوئی توقف نہیں کیا اور نہ حضرت ابوبکر کے احکام کے نفاذ کو ان حضرات کی بیعت پر موقوف کیا، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ امامت کے صحیح ہونے کا ایک طریقہ ہے، اور حضرت معاویہ اور اہل شام کا بیعت نہ کرنا حضرت علی علیہ السلام کی امامت میں کوئی حرج واقع نہیں کرتا۔

لہ۔ نہج البلاغہ ص ۴۲۶، مطبوعات انتشارات زرین، ایران

۲۔ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۴ ص ۳۶، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، قم ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۸۴۵ بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

٦٠٦٥ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَ أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ) قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو وَلَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا۔

٦٠٦٦ - وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ۔

٦٠٦٧ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لَهُمْ) قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ ...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، وہ ان کے حق میں دعا کرتے، تحسین آمیز کلمات کہتے اور میت اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی تھے، انھوں نے حضرت عمر کے لیے دعا رحمت کی اور کہا (اے عمر) آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو، بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت یہ سنتا تھا: "میں، ابوبکر اور عمر آئے" "میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے" "میں، ابوبکر اور عمر نکلے" اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ رکھے گا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ پیش کیے جا رہے ہیں درآں حالیکہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں، بعضوں کی قمیصیں پستانوں تک تھیں اور بعض لوگوں کی اس سے کم، حضرت عمر بن الخطاب کا گذر ہوا، ان کی قمیص گھسٹ ...

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا مَاذَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

نے اس کی کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا دین!

٦٠٦٨ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ رَاَيْتُ قَدَحًا اُتِيْتُ بِهٖ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پی لیا، حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ اس سے سیری میرے ناخنوں سے جاری ہونے لگی، پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمر بن الخطاب کو دیا، صحابہ نے کہا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی ہے، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: علم!

٦٠٦٩ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٠٧٠ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفٌ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں کے پاس دیکھا جس پر ڈول رکھا ہوا تھا، میں نے جتنا چاہا اس سے پانی نکالا، پھر ابن ابی قحافہ نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے، اللہ اس کی مغفرت کرے اس کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور پھر عمر بن الخطاب نے اس سے پانی نکالا اور میں نے لوگوں میں عمر جیسا عبقری (غیر معمولی صلاحیت والا) کوئی نہیں دیکھا جو عمر بن الخطاب کی طرح پانی کھینچتا ہو، حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے بٹھا دیا۔

٦٠٧١ - وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ نَحْوَ حَدِيثِهِ.

۶۰۷۲- حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ قَالَ الْأَعْرَجُ وَغَيْرُهُ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ يَنْزِعُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ابن ابی قحافہ کو ڈول کھینچتے دیکھا۔ پھر حسب سابق ہے۔

۶۰۷۳- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلَى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَى مِنْهُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلْآنُ يَتَفَجَّرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا مجھے یہ دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا، انھوں نے دو ڈول پانی نکالا، اللہ ان کی مغفرت کرے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا پھر ابن الخطاب آئے، انھوں نے ان سے ڈول لے لیا، میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ لوگ چلے گئے اور حوض بھرپور ہو رہا تھا۔

۶۰۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ گویا کہ میں صبح کے وقت ایک کنویں سے ڈول کے ذریعہ پانی نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا، پھر عمر آئے اور انھوں نے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا، میں نے عمر جیسا عبقری کسی شخص کو نہیں دیکھا، انھوں نے متحیر کر دیا، حتیٰ کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا الْعَطَنَ -

سب لوگ سیراب ہو گئے، اور انہوں نے اونٹوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا۔

٦٠٧٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ -

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بیان کیا۔

٦٠٧٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَا جَابِرًا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ فِيْهَا دَارًا أَوْ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ يُغَارُ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں ایک گھر یا محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

٦٠٧٧ - وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا ح وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَّزُهَيْرٍ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

٦٠٧٨ - حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ وَنَحْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا میں نے دیکھا ایک محل میں ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی ہے، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن الخطاب کا محل ہے، پھر مجھے عمر کی غیرت یاد آئی اور میں پیٹھ موڑ کر چل دیا، حضرت ابوہریرہ نے کہا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

جَمِيعًا فِي ذَٰلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ۔

پھر حضرت عمر رونے لگے، اس وقت ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو کیا میں آپ سے غیرت کروں گا!

٦٠٧٩ - وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٠٨٠ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدًا قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هَٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَغْلَظُ وَأَفَظُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کر رہی تھیں دراں حالیکہ ان کی آواز اونچی ہو رہی تھی، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی جب حضرت عمر نے اجازت طلب کی تو وہ سب خواتین اٹھ کر جلدی سے حجاب میں چلی گئیں آپ نے حضرت عمر کو اجازت دی اور آپ ہنس رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جو خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، مجھے ان پر تعجب ہوا جب انھوں نے تمہاری آواز سنی تو دوڑ کر حجاب میں چلی گئیں، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، حضرت عمر نے کہا اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ انھوں نے کہا ہاں! تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ سخت اور درشت ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، شیطان جب بھی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

۶۰۸۱ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، درآں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خواتین بیٹھی ہوئی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آواز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند تھی، جب حضرت عمر نے اجازت لی تو وہ خواتین جلدی سے حجاب میں چلی گئیں، اس کے بعد زہری کی روایت کی مثل ہے۔

۶۰۸۲ - حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِي الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُنْ فِي اُمَّتِي مِنْهُمْ اَحَدٌ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيرُ مُحَدَّثُوْنَ مُلْهَمُوْنَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سے پہلے پچھلی امتوں میں محدَّث تھے اگر اس امت میں کوئی محدَّث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، ابن وہب نے کہا محدَّث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔

۶۰۸۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

۶۰۸۴ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ اَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي اُسَارٰى بَدْرٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی، مقام ابراہیم میں، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں (تین کا ذکر شہرت کے اعتبار سے ہے ورنہ ان آیات کی تعداد زیادہ ہے)

۶۰۸۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ جَاءَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اِبْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ اَنْ يُّكَفِّنَ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُ عَلَى سَبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

حاضر ہوئے اور حضور سے یہ سوال کیا کہ وہ ان کو اپنی قمیص عطا فرمائیں جس میں ان کے باپ کو کفن دیا جائے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قمیص عطا کر دی، پھر آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، حضرت عمر نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور کہا؟ یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز پڑھنے سے آپ کو منع کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، اور فرمایا ہے: آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا خواہ آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں، اور میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر نے کہا وہ منافق ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی" ان (منافقین) میں سے جو بھی مر جائے آپ اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں"

۶۰۸۶- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى (وَهُوَ الْقَطَّانُ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَزَادَ فَقَالَ فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ۔

ابو اسامہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے، اس میں ہے کہ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھنی چھوڑ دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی، حضرت عمر کی کنیت ابو حفص ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جنگ فجار اعظم کے چار سال بعد پیدا ہوئے، حضرت عمر کا قریش کے معززین میں شمار ہوتا تھا، زمانہ جاہلیت میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سفارت کا منصب انہی کے سپرد تھا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا (یعنی منصب رسالت پر فائز کیا اور آپ نے اعلان نبوت کیا) تو حضرت عمر آپ کے اور مسلمانوں کے شدید مخالف تھے، پھر چند لوگوں کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر بھی اسلام لے آئے، ہلال بن یساف نے کہا حضرت عمر چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے، ایک قول ہے انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے، اور حضرت عمر کے اسلام کے بعد چالیس مرد پورے ہوگئے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انتالیس مردوں اور ایک عورت کے اسلام کے بعد حضرت عمر اسلام لائے اور چالیس مردوں کا عدد پورا ہوگیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین۔ (انفال: ۶۴)

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور مومنین میں سے آپ کے پیروکار (کافی ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی " اے اللہ! ان دو مردوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو غلبہ عطا فرما " عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل، شریح بن عبید نے کہا کہ حضرت عمر نے بیان کیا کہ اسلام لانے سے قبل ایک دن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے، میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع کی، مجھے قرآن مجید کی نظم اور ترتیب سے بہت تعجب ہوا میں نے کہا: واللہ! جیسے قریش کہتے ہیں یہ شاعر ہیں " تب حضور نے یہ آیت پڑھی انہ لقول رسول کریم وماھو بقول شاعر۔ " بیشک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے " پھر میں نے کہا یہ کاہن ہیں تب آپ نے پڑھا:

ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ۰ تنزیل من رب العٰلمین۔ (الحاقۃ: ۴۱-۴۳)

اور نہ یہ (قرآن) کسی کاہن کا قول ہے، تم بہت ہی کم سمجھتے ہو، یہ قرآن رب العٰلمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ الحاقہ ختم کی اور یہ سورۃ سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں گھر کر گیا۔

حضرت اسامہ بن زید ــــــ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب نے ہم سے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کس طرح اسلام لایا تھا، ہم نے کہا ہاں! انہوں نے کہا میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف تھا، ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی، مجھے مکہ کے ایک راستہ میں قریش کا ایک شخص ملا، اس نے کہا اے ابن الخطاب! کہاں جارہے ہو؟ تم کس خیال میں ہو، یہ دین تو تمہارے گھر میں داخل ہوچکا ہے، حضرت عمر نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا تمہاری بہن دین

---

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۲-۵۳ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بدل چکی ہے، حضرت عمر نے کہا میں غضب ناک ہو کر گھر لوٹا، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تو ان کو یکجا کر دیتے تاکہ ان کو قوت حاصل ہو، وہ ایک ساتھ رہتے، کھاتے، پیتے اور نمازیں پڑھتے، میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو مردوں کو لاحق کر دیا گیا تھا، میں نے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ابن الخطاب، اس وقت وہ لوگ بیٹھے ہوئے ایک صحیفہ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے، جب انھوں نے میری آواز سنی تو جلدی سے چھپ گئے اور اس صحیفہ کو چھپانا بھول گئے، میری بہن نے دروازہ کھولا، میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن تو دین بدل چکی ہے پھر میں نے اس کو مارنا شروع کر دیا حتی کہ اس کا خون بہنے لگا، جب میری بہن نے خون دیکھا تو وہ رونے لگی، پھر میری بہن نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ کرو میں مسلمان ہو چکی ہوں! میں غصہ میں بھرا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا، اچانک میری نظر پڑی گھر کے ایک کونے میں ایک کتاب رکھی ہوئی تھی، میں نے کہا یہ کیسی کتاب ہے؟ مجھے دو، میری بہن نے کہا، نہیں تم اس کتاب کو اٹھانے کے اہل نہیں ہو، تم غسل جنابت نہیں کرتے، تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں، حضرت عمر نے کہا میں اس سے کتاب کے لیے مسلسل اصرار کرتا رہا حتی کہ اس نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا، میں نے دیکھا اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی، جب میں نے رحمن اور رحیم کو پڑھا تو مجھ پر دہشت چھا گئی اور صحیفہ میرے ہاتھ سے گر گیا، میں نے پھر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا، سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔ میں جب بھی اللہ عزوجل کے اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو مجھ پر دہشت چھا جاتی، اور میں اس پر غور و فکر کرتا، حتی کہ میں اس آیت پر پہنچا:

امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو، جس میں اللہ نے تمہیں پہلے لوگوں کا قائم مقام کر دیا ہے۔
(الحدید: ۷)	

حتی کہ جب میں ان کنتم مومنین پر پہنچا تو میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پھر لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے نکل آئے، اور انھوں نے مجھ سے جو کلمہ شہادت سنا تھا اس پر خوشی کا اظہار کیا اور مجھے مبارک باد دی، اور اللہ عزوجل کی حمد کی اور مجھ سے کہا: اے ابن الخطاب مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی دو مردوں میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما! عمرو بن ہشام سے یا عمر بن الخطاب سے، اور ہم کو امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں مقبول ہو گئی، جب ان کو میرے اسلام لانے کے صدق کا یقین ہو گیا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں! وہ صفا کے نیچے ایک مکان میں ہیں میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اس کو ہدایت عطا فرمائے گا، پھر دروازہ کھولا اور دو شخص مجھے بازو سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا اسلام قبول کر لو، میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک لرسول اللہ ؎

؎ شیخ ابن الطاہر محمد [illegible] (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ سن کر تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے تھے، ایوب بن موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب سے حق اور باطل میں فرق کر دیا ہے، حضرت زبیر بن عوام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، قاسم بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ حضرت عمر کا اسلام لانا فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت تھی اور ان کی امارت رحمت تھی، ہم نے وہ وقت دیکھا جب ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، حتیٰ کہ حضرت عمر اسلام لے آئے، پھر حضرت عمر نے مشرکوں سے جنگ کی حتیٰ کہ انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز ادا کی۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میرے علم کے مطابق مہاجرین میں سے حضرت عمر کے سوا ہر شخص نے چھپ کر ہجرت کی ہے، حضرت عمر نے جب ہجرت کا قصد کیا تو انھوں نے تلوار لٹکائی، تیر اور کمان اپنے ہاتھ میں لیے اور نیزہ سنبھال کر کعبہ کی طرف گئے، اس وقت قریش کی ایک جماعت صحن کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی، حضرت عمر نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی، پھر قریش کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس پر اس کی ماں روئے، اس کے بچے یتیم ہوں اور اس کی بیوی بیوہ ہو وہ اس وادی کے باہر آکر مجھ سے مقابلہ کرے، حضرت علی نے کہا، کسی شخص نے حضرت عمر کا پیچھا نہیں کیا اور بعض معمر لوگوں نے قریش کو سمجھایا اور نصیحت کی حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مہاجرین میں سے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر آئے، پھر حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) آئے پھر بیس سواروں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب آئے، پھر حضرت ابو بکر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

حضرت عمر بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان، خیبر، فتح مکہ، حنین اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار پر سب سے زیادہ سخت تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی بدر کے تمام مشرکین کو قتل کرنے کا مشورہ تھا، یہ قصہ بہت مشہور ہے، حضرت عمر جنگ احد میں آخر وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(حاشیہ صفحۂ گذشتہ) اسلام لانے کا یہ واقعہ اسی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا ذکر ہے:

"اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ھشام۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۰۔ ۵۳، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

[2] اسد الغابہ ج ۴ ص ۵۹۔ ۵۸، " " " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

زہری اور عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ جنگ احد میں جب ابوسفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے پہاڑ کے اوپر سے جھانک کر بلند آواز سے کہا، جنگ ایک ڈول ہے آج کا دن بدر کا بدلہ ہے، ھبل (بت کا نام) کا نام بلند ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کھڑے ہوکر اس کو جواب دو، حضرت عمر نے کہا اللہ اعلیٰ واجل، تمہاری ہم سے کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول نار میں ہیں، ابوسفیان نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا، حضرت عمر نے کہا نہیں! بے شک وہ تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ ۱ے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی تمام لوگوں کا علم ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر کا علم راجح ہوگا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دودھ پیش کیا گیا میں نے وہ دودھ پی لیا اور اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دیا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ نے اس سے کیا تعبیر لی ہے؟ آپ نے فرمایا علم! حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر سے بڑھ کر کسی کو رعیت کے حق میں بہتر اور مہربان نہیں دیکھا، اور حضرت عمر سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا عالم، دین میں فقیہ، حدود اللہ کا نافذ کرنے والا اور رعب اور دبدبہ والا نہیں دیکھا، اور حضرت عثمان سے زیادہ کسی کو حیادار نہیں دیکھا۔ ۲ے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد اور تواضع

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب اسلام اور ہجرت میں تو ہم پر مقدم نہیں تھے لیکن وہ ہم سب سے زیادہ دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب تھے، ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے پانی مانگا تو انھیں ایک برتن میں شہد پیش کیا گیا، حضرت عمر اس برتن کو ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگے، میں اس کو پی لوں گا تو (پینے کے بعد) اس کی حلاوت تو ختم ہو جائے گی اور اس کا مواخذہ باقی رہ جائے گا یہ کہہ کر وہ شہد کسی اور شخص کو دے دیا، ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا، غلام نے آکر کہا کہ عتبہ ابی فرقد ملاقات کے لیے آئے ہیں، حضرت عمر نے کہا عتبہ کس کام سے آئے ہیں ان کو بلاؤ، عتبہ آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل رکھا ہوا تھا، حضرت عمر نے کہا آؤ عتبہ کھانا کھاؤ، وہ کھانے لگے تو وہ سخت روٹی تھی جو ان کے حلق سے نہیں اترتی تھی، انھوں نے کہا امیر المومنین کیا آپ کے ہاں میدے کی نرم روٹیاں نہیں ہیں؟ حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، کیا تمام مسلمان اس قسم کا کھانا کھا سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں! حضرت عمر نے کہا تم پر افسوس ہے، اے عتبہ کیا میں اچھی اور لذیذ چیزیں دنیا میں ہی خرچ کر دوں؟ ابوعثمان نے کہا میں نے دیکھا حضرت عمر منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے، ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا لباس تھا جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ ۳ے

ا ے۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰-۵۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

۲ے۔ 〃　〃　〃　〃　〃، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۰ 〃　〃　〃　〃

۳ے۔ 〃　〃　〃　〃　〃، اسد الغابہ ج ۴ ص ۶۲-۶۰ 〃　〃　〃　〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بلند درجے والے نچلے درجے والوں کو اس طرح دکھائی دیں گے جس طرح آسمان کے افق پر کوئی روشن ستارہ نظر آتا ہے اور ابو بکر اور عمر بلند درجے میں ہوں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حرا پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساکن ہو جا تم پر ایک نبی ہے، صدیق ہے اور شہید ہیں، اس پہاڑ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمان، حضرت سعد اور حضرت سعید تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں ابو بکر اور عمر۔ حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، سامنے سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر آرہے تھے، مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں انبیاء اور مرسلین کے سوا اولین اور آخرین میں سے جنت کے تمام ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں، پھر مجھ سے کہا اے علی ان کو خبر نہ کرنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھ دیا ہے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی واقعہ یا حادثہ ہوا، اس کے متعلق ایک رائے لوگوں کی ہوتی اور ایک رائے حضرت عمر کی ہوتی تو حضرت عمر کی رائے کے مطابق قرآن مجید نازل ہو جاتا، اس کی مثال میں انھوں نے لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم (انفال: ۶۸) حجاب کے حکم اور شراب سے ممانعت کے متعلق آیات پیش کیں، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا: اے وہ شخص جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں، حضرت ابو بکر نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ عمر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتوں میں محدث (جس پر الہام کیا جاتے) ہوتے تھے، اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں، حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ میں قریش کے ایک خاندان کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت عمر کا پیغام مسترد کر دیا، پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کا پیغام دیا تو ان کو رشتہ دے دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ایسے شخص کا پیغام مسترد کیا ہے کہ روئے زمین پر اس سے بہتر شخص نہیں ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت عمر نے خطبہ سے اعراض کر کے کہا: اے ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں ہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، جو شخص بھیڑیے کو پالتا ہے وہ ظلم کرتا ہے، ایک ماہ بعد ایک شخص فتح کی خوش خبری لے کر آیا، اس نے بتایا اس دن جب وہ پہاڑ سے ہٹے تراکسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشابہ آواز آئی" اے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ساریہ بن حصن! پہاڑ کی اوٹ میں ہو، پہاڑ کی اوٹ میں ہو، ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اس نے میرے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی اور مجھے دار ہجرت میں لے گئے، اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا، اور اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے وہ حق کہتے ہیں خواہ کڑوا ہو، وہ حق کو ترک نہیں کرتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن عام مسلمانوں پر بالعموم فخر کرتا ہے اور عمر پر بالخصوص فخر کرتا ہے، حضرت سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں شیعہ کی ایک جماعت کے پاس سے گذرا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو برا بھلا کہہ رہے تھے، حضرت سوید بن غفلہ نے حضرت علی سے اس کا ذکر کیا اور کہا اگر ان لوگوں اس کا یقین نہ ہوتا کہ آپ کے دل میں ان کی برائی ہے تو وہ حضرت ابوبکر اور عمر کو برا کہنے کی کبھی جرأت نہ کرتے، حضرت علی نے کہا معاذ اللہ! میرے دل میں ان کی اچھائیوں کے سوا کوئی چیز نہیں، سنو اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے دل میں ان کے متعلق اچھائی کے سوا اور کوئی چیز رکھتا ہو، پھر وہ نماز کے بعد منبر پر بیٹھے، درآں حالیکہ ان کی سفید ڈاڑھی پر آنسو بہہ رہے تھے، پھر انہوں نے کھڑے ہو کر بہت بلیغ خطبہ دیا، اور کہا یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے ہم بری ہیں، اس ذات کی قسم جس نے سبزہ اگایا اور روح کو پیدا کیا، ابوبکر اور عمر سے اسی شخص کو محبت ہوگی جو مومن متقی ہوگا اور ان سے وہی شخص بغض رکھے گا جو فاجر غوی ہوگا، یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے (دینی) بھائی اور آپ کے صحابی ہیں اور آپ کے وزیر ہیں زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر بن الخطاب مدینہ میں گشت کر رہے تھے، ایک جگہ دیکھا ایک عورت گھر میں بیٹھی ہے اور اس کے گرد بچے بیٹھے رو رہے ہیں اور پانی سے بھری ہوئی دیگچی آگ پر رکھی ہے، حضرت عمر نے پوچھا یہ دیگچی آگ پر کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا بچوں کو بہلانے کے لیے تاکہ یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں، حضرت عمر رونے لگے اور جا کر بیت المال سے آٹا، گھی، کھجوریں، چربی، کپڑے اور درہم وغیرہ لے کر ایک بوری میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا: اسلم! یہ بوری مجھ پر لاد دو، اسلم نے کہا امیر المومنین اس بوری کو میں اٹھا لیتا ہوں، آپ نے فرمایا: آخرت میں اس معاملہ کے متعلق مجھ سے سوال ہوگا اس لیے یہ بوری مجھ کو ہی اٹھانے دو [2] حضرت عمر ان کے گھر گئے اور خود کھانا پکا کر ان کو کھلایا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صبح کے وقت ایک کنوئیں سے ڈول نکال رہا ہوں، پھر ابوبکر آئے انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے، ان کے ڈول نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کی مغفرت کرے، پھر عمر بن الخطاب آئے اور انہوں نے ڈول نکالے اور میں نے

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۶-۶۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران،

[2] یہ واقعہ شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۲۹-۲۸ میں بھی بیان کیا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کی طرح غیر معمولی صلاحیت والا کسی کو نہیں دیکھا، حتٰی کہ تمام لوگ سیراب ہوگئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلا کر بٹھا دیا، (الحدیث) اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں بہت زیادہ شہر فتح ہوئے، اور بہت مال و دولت اکٹھا ہوا، اور کفار سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا، ایک اور حدیث میں ہے اگر تم ان کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو دنیا اور دین الٰہی کے احکام کے نفاذ میں قوی پاؤ گے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو قیامت تک بعد میں آنے والے حکمرانوں پر حجت بنا دیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلا کر حضرت عمر کے متعلق ان کی رائے پوچھی، حضرت عبدالرحمٰن نے کہا حضرت عمر کے متعلق آپ کی جو رائے ہے وہ اس سے زیادہ افضل ہیں، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان کو بلایا، اور ان سے حضرت عمر کے متعلق رائے پوچھی، حضرت عثمان نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے، اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں ہے، پھر حضرت ابوبکر نے سعید بن زید، ابوالاعور، اُسید بن حضیر اور دیگر مہاجرین اور انصار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے پوچھی، حضرت اُسید نے کہا کہ وہ آپ کے بعد سب سے بہتر ہیں، ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور اس خلافت کے لیے ان سے زیادہ قوی اور کوئی شخص نہیں ہے، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت عمر بہت سخت ہیں، حضرت ابوبکر نے کہا مجھے بٹھاؤ پھر کہا کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو! جو تمہارے لیے ظلم کا زادِ راہ مہیا کرے گا وہ ناکام ہوگا، اے اللہ ان کے لیے بہتر شخص کو خلیفہ بنا دے، پھر حضرت ابوبکر لیٹ گئے، پھر حضرت عثمان کو بلا کر کہا لکھو:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ نصیحت ہے جو ابوبکر نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اور آخرت میں داخل ہوتے وقت کی ہے جس وقت کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر یقین کر لیتا ہے اور کاذب تصدیق کر دیتا ہے، میں اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بناتا ہوں، تم اس کے احکام سننا اور اس کی اطاعت کرنا، میں نے اللہ، اس کے رسول، اس کے دین اور اپنے اور تمہارے لیے کسی خیر کو ترک نہیں کیا، اگر انھوں نے عدل کیا تو ان کے متعلق میرا یہی گمان اور یقین ہے اور اگر انھوں نے اس کے خلاف کیا تو ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے، میں نے خیر کا ارادہ کیا ہے اور میں غیب کو نہیں جانتا، اور ظالموں کو عنقریب پتا چل جائے گا کہ وہ کیسی پلٹنے کی جگہ پلٹ کر جاتے ہیں، .... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پھر حضرت ابوبکر نے اس خط پر مہر لگانے کا حکم دیا، پھر حضرت عثمان اس مہر شدہ مکتوب کو حضرت عمر اور حضرت اسید بن سعید کے پاس لے کر گئے اور لوگوں سے کہا کیا تم اس مکتوب پر بیعت کرتے ہو؟ سب لوگوں نے اس پر بیعت کر لی، پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بلا کر کچھ وصیتیں کیں، اور یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت منعقد ہوگئی۔ ؎

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انفرادی اور اجتماعی (بہ حیثیت خلیفہ) سیرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

؎ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۱-۶۷ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہ کثرت فتوحات ہوئیں، اور متعدد علاقے اور شہر اسلامی سلطنت میں داخل ہوئے، عراق، شام، مصر، جزیرہ، دیار بکر، ارمینیہ آذربائیجان، ارانیہ، بلاد جبال، بلاد فارس اور خوزستان وغیرہ، حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئے، خراسان میں اختلاف ہے، بعض مؤرخین نے کہا وہ حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا اور بعض نے کہا وہ حضرت عثمان کے زمانہ میں فتح ہوا۔

حضرت عمر نے بیت المال سے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے اور اپنے لیے ایک عام مزدور کا وظیفہ مقرر کیا، حضرت عمر نے دیوان تیار کرائے اور اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے لحاظ سے نام لکھوائے، پہلے بنو ہاشم کے، پھر جو ان کے قریب تھے اور پھر جو ان کے قریب تھے، اسی طرح جو لوگ اسلام لانے میں سابق تھے ان کا زیادہ اعزاز اور اکرام کرتے تھے اور ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فوقیت دی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں ایک دن سخت گرمی کا دن تھا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا تھا، ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص سخت دھوپ میں دو اونٹوں کو لیے چلا آرہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ہم نے پہچانا وہ حضرت عمر تھے، حضرت عثمان نے کہا اتنی سخت لو اور گرمی میں آپ کیوں باہر پھر رہے ہیں، حضرت عمر نے کہا یہ صدقہ کے دو اونٹ نکل بھاگے تھے، میں نے سوچا اگر یہ ضائع ہو گئے تو آخرت میں مجھ سے ان کے متعلق مواخذہ ہوگا، اس لیے میں ان کو واپس چراگاہ میں لا رہا ہوں، حضرت عثمان نے کہا آپ یہاں آئیں پانی سے غسل کریں اور سایہ میں آرام کرلیں، حضرت عمر نے کہا اپنے پانی اور سایہ کو اپنے پاس رکھو اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا جو شخص کسی قوی اور امین شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے!

اسماعیل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت علی مسجدوں کے پاس سے گذرے تو ان کو قندیلوں سے روشن دیکھا، حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو اسی طرح منور کر دے جس طرح اس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے، مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے جانے میں اسّی درہم خرچ کیے، بعد میں ہاتھ مل مل کر افسوس کر رہے تھے کہ ہم نے یہ اسراف کیا ہے، ابن مغول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخرت کے حساب سے پہلے دنیا میں اپنا حساب کرلو، اور میزان میں اپنے اعمال کے وزن سے پہلے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کرلو! رضی اللہ عنہ وارضاہ بمنہ وکرمہ۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے ساتھ اس وقت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، اس پہاڑ میں زلزلہ کی طرح جھٹکے آئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پیر مارا اور فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر منیٰ سے لوٹے تو انھوں نے زمین پر اپنی اونٹنی بٹھائی اور اپنی چادر کا ایک پلو اونٹنی پر ڈال کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی "اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری قوت کم ہو گئی

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۲-۷۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور میری رعیت بہت پھیل گئی، اب میری روح قبض کرلے دراں حالیکہ مجھے ضائع کرنا اور نہ مجھ میں افراط کرنا" اس دعا کے بعد ابھی ذوالحجۃ کا ماہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر زخمی کر دیے گئے اور اس کے بعد شہید ہو گئے۔

سرابورافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو چکیاں بناتا تھا، اور حضرت مغیرہ اس سے ہر روز چار درہم بطور خراج لیتے تھے۔ ابولؤلؤ کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اے امیر المومنین! مغیرہ مجھ سے زیادہ خراج لیتے ہیں ان سے کہیں اس میں کچھ تخفیف کریں، حضرت عمر نے کہا اللہ سے ڈرو! اور اپنے مالک سے اچھا سلوک کرو، اور حضرت عمر کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ سے تخفیف کے لیے کہیں گے، وہ غلام غضب ناک ہوا اور اس نے (دل میں) کہا ساری دنیا میں عدل کرتے ہو اور میرے ساتھ عدل نہیں کرتے! اور اپنے دل میں ان کے قتل کا منصوبہ بنایا، پھر ایک دو دھاری زہر آلود خنجر تیار کیا اور جب حضرت عمر صبح کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو یہ آپ کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا، حضرت عمر نے کہا اقیموا صفوفکم۔ "اپنی صفیں درست کرو" اور ابھی اللہ اکبر کہا ہی تھا کہ ابولؤلؤ نے خنجر کا ایک وار کندھے پر اور دوسرا وار کوکھ پر کیا ایک قول یہ ہے کہ چھ وار کیے، حضرت عمر گر پڑے، وہ خنجر چلاتا ہوا بھاگا اس کے خنجر سے تیرہ آدمی زخمی ہوئے جن میں سات موقع پر شہید ہو گئے، حضرت عمر کو اٹھا کر لے جایا گیا۔

محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھبیس ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کے دن زخمی کیا گیا اور اتوار کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کا وصال ہو گیا، اسی دن آپ کو دفن کیا گیا، دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن آپ کی خلافت رہی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

جب لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آتے تو وہ آپ کی مدح اور تعریف کرتے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی، اسلام لانے میں آپ نے سبقت کی پھر خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے عدل کیا اور اب شہادت کا مرتبہ پایا، حضرت عمر نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب برابر سرابر ہو جائے، مجھے اجر ملے اور نہ مجھ سے مواخذہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ عمر سلام عرض کرتا ہے دیکھو امیر المومنین نہ کہنا، کیونکہ اب میں مومنین کا امیر نہیں ہوں ان سے کہنا کہ عمر بن الخطاب اپنے صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، جب حضرت ابن عمر حضرت ام المومنین کے پاس گئے تو وہ رو رہی تھیں، یہ پیغام سن کر فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لیے رکھا تھا لیکن آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں، حضرت عمر نے یہ پیغام سن کر فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کو لے جانا اور حضرت ام المومنین کو سلام عرض کرکے دوبارہ اجازت طلب کرنا اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔[۱]

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج۴ ص ۷۷-۷۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عمر کے لیے حضرت علی کی دعاء خیر

حدیث نمبر ۶۰۴۲ میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ دیکھ کر حضرت عمر کے محاسن بیان کیے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی، علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے اور حضرت علی کی ان کی فضیلت پر شہادت کا بیان ہے اور ان کی ثناء جمیل کرنے کا ذکر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ان کے متعلق حضرت علی کے گمان کی صحت کا بیان ہے۔ [1]

علامہ دشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

شیعہ حضرت علی کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں، کہ حضرت علی، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض رکھتے تھے اور ان کو خلافت میں غاصب اور ظالم کہتے تھے، اس حدیث میں ان کا رد اور ان کی تکذیب ہے، بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی شیخین سے محبت رکھتے تھے ان کی اپنے اوپر فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی تعریف و توصیف کرتے تھے۔ [2]

حضرت عمر کی دینداری میں سابقیت

حدیث نمبر ۶۰۴۳ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لمبی قمیص پہنے ہوئے دیکھا، آپ سے قمیص کی تعبیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا دین۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء تعبیر نے بیان کیا ہے کہ نیند میں قمیص کو دیکھنے کی تعبیر دین ہے اور قمیص کو گھسیٹنا اس شخص کے آثار جمیلہ اور مسلمانوں میں اس کی عمدہ سنتوں کا بیان ہے، تاکہ اس کی وفات کے بعد مسلمانوں میں اس کی پیروی کی جائے حدیث نمبر ۶۰۴۵ میں ہے کہ دودھ کی تعبیر علم ہے، دودھ کی تفسیر علم کے ساتھ اس لیے کی ہے کہ دونوں نفع پہنچانے میں مشترک ہیں، دودھ بدن کی غذا اور قوت کا سبب ہے اور علم دنیا اور آخرت کی صلاح کا سبب ہے۔ [3]

علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قمیص کی تعبیر دین سے اس لیے کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے "ولباس التقوی ذلك خير" "سب سے بہتر تقویٰ کا لباس ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کم مقدار کی قمیص پہنے ہوئے جو لوگ پیش کیے گئے وہ سب حضرت عمر سے کم مرتبہ کے تھے، اگر ان میں حضرت ابوبکر بھی ہوتے تو ان کی قمیص سب سے لمبی اور سب سے کامل ہوتی، کیونکہ حضرت ابوبکر سب سے کامل اور سب سے افضل تھے۔ [4]

حدیث نمبر ۶۰۴۷ میں ہے حضرت ابوبکر کے ڈول کھینچنے میں کچھ ضعف تھا، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ دشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[4] علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ دشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ حضرت ابوبکر کا مرتبہ حضرت عمر سے کم تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی مدت خلافت حضرت عمر سے کم ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا اللہ ابوبکر کی مغفرت کرے، یہ ایک محبت اور ترحیم کا کلمہ ہے۔

حدیث نمبر ۶۰۸۰ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا جب بھی شیطان تم کو دیکھتا ہے راستہ تبدیل کر لیتا ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان جب حضرت عمر فاروق کو دیکھتا تو ان کی ہیبت سے اپنا راستہ تبدیل کر لیتا ہے، قاضی عیاض نے کہا اس میں یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیطان کے اغواء اور اس کے بہکانے سے محفوظ ہیں وہ ہر معاملہ اور ہر باب میں صحیح روش پر ہوتے ہیں اور ان کا ہر کام شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔

حضرت عمر کا محدَّث (صاحب الہام) ہونا

حدیث نمبر ۶۰۸۲ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدَّث ہیں یعنی ان پر الہام کیا جاتا ہے اور حدیث نمبر ۶۰۸۳ میں ہے حضرت عمر نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی ان دونوں مسئلوں کی پوری تفصیل اور تحقیق ہم نے اپنے ایک مضمون "محدَّث خیرامم" میں کی ہے۔ یہ مضمون مقالات سعیدی میں درج ہے، علامہ نووی نے لکھا ہے یہ حدیث حضرت عمر کے عظیم مناقب میں سے ہے، بعض روایات میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے حضرت زینب کے ان پر زیادہ مہر نے پر رقابت کی تو حضرت عمر نے کہا: عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن۔ تو یہ آیت نازل ہوگئی، حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا تو یہ آیت نازل ہوئی: ولا تصل علی احد منھم مات ابدا۔ اس طرح شراب کی حرمت کے متعلق بھی حضرت عمر کی رائے کے موافق آیت نازل ہوئی، اس طرح یہ چھ آیات ہو جاتی ہیں۔

عبداللہ بن اُبی کے کفن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص دینے کی وجہ

حدیث نمبر ۶۰۸۵ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لیے اس کے بیٹے کی درخواست پر اپنی قمیص عطا فرمائی۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کی تعظیم اور تالیف کے لیے اس کو قمیص عطا فرمائی کیونکہ وہ ایک صالح صحابی تھے، ایک قول یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی نے جنگ بدر میں حضور کے چچا حضرت عباس کو اپنی قمیص پہنائی تھی اس کا بدلہ اتارنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وہ قمیص عطا فرمائی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مکارم اخلاق کا بیان ہے کیونکہ اس منافق کی پہنچائی ہوئی اذیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھیں اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی برائیوں کا بدلہ نیکی سے دیا اس کی تکفین کے لیے اپنی قمیص دی، اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لیے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا انک لعلی خلق عظیم۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لیے استغفار کرنا ممنوع اور حرام ہے۔[1]

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس حدیث کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم شرح صحیح مسلم جلد سابع "کتاب صفۃ المنافقین" میں کریں گے۔

حضرت عمر کی رائے کے مطابق بعض آیات کے نازل ہونے پر شیعہ علماء کی تائید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ (انفال: ۶۸)

اگر (اجتہادی خطا پر معافی کا حکم) پہلے سے اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (بدر کے کافروں سے اجر (فدیہ کا مال) تم نے لیا تھا، اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔

شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرہ اخذ الفداء حتی رای سعد بن معاذ کراھیۃ ذلک فی وجھہ فقال یا رسول اللہ! ھذا اول حرب لقینا فیہ المشرکین والاثخان فی القتل احب الی من استبقاء الرجال وقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ! کذبوک و اخرجوک فقدمھم واضرب اعناقھم ومکن علیا من عقیل فیضرب عنقہ ومکنی من فلان اضرب عنقہ فان ھؤلاء ائمۃ الکفر وقال ابو بکر اھلک وقومک استبقھم واستبقھم وخذ منھم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار وقال ابن زید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر و سعد بن معاذ۔[1]

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے کو ناپسند کیا تھا حتیٰ کہ سعد بن معاذ نے آپ کے چہرے میں ناپسندیدگی دیکھی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ پہلی جنگ ہے جس میں ہم نے مشرکین سے مقابلہ کیا ہے اور میرے نزدیک مشرکین کو قتل کر کے خون بہانا زیادہ پسندیدہ ہے، (حضرت) عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کو بے وطن کیا، آپ آگے بڑھ کر ان کی گردنیں اتار لیجئے (حضرت) علی کو فلاں کی گردن اتارنے دیں اور مجھے فلاں کی گردن اتارنے دیں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے امام ہیں (حضرت) ابوبکر نے کہا یہ آپ کے اہل اور آپ کی قوم ہیں ان کے ساتھ نرمی کریں اور ان کو زندہ رہنے دیں، آپ ان سے فدیہ لے لیں، اس سے ہمیں کفار کے خلاف قوت حاصل ہوگی ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو عمر اور سعد بن معاذ کے علاوہ تم میں سے کوئی نجات نہ پاتا۔

---

[1] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۴ ص ۵۵۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد یہ آیت نازل ہوگئی:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدًا۔ (توبہ: ۸۴) اور آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۵، ملخصا، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان (ایران)۔

نیز شیخ ابن ابی الحدید شیعہ لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کو لوگوں پر چار وجہ سے فضیلت ہے، بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کی رائے کے موافق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض۔ (انفال: ۶۷) جب تک کہ نبی زمین پر کافروں کا خون نہ بہائے، اس کے لیے ان کو قیدی بنانا مناسب نہیں۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجاب کے متعلق ان کی رائے کے مطابق یہ آیت نازل ہوئی:

واذا سالتموھن متاعًا فسئلوھن من وراء حجاب۔ (احزاب: ۵۳) اور جب تم نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔

اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے اسلام کی دعا کی: اللھم ایدالاسلام باحد الرجلین۔ "اے اللہ! ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے اسلام کی تائید کر۔"

(شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۵۸-۵۷، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران)۔

کتب شیعہ سے حضرت عمر کے فضائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر۔ (تحریم: ۳)

اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کو ایک راز کی بات بتائی، پھر جب اس زوجہ نے وہ راز کسی کو بتا دیا، اور اللہ نے نبی پر اس کا اظہار کر دیا، تو نبی نے اس زوجہ کو کچھ بات بتائی اور کچھ سے اعراض کیا، پھر جب نبی نے انہیں اس کی خبر دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتایا؟ نبی نے کہا مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کو کون سی راز کی بات بتلائی تھی جس کو انھوں نے افشاء کر دیا تھا؛ شیعہ مفسر شیخ طبرسی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

عن الزجاج قال ولما حرم ماریۃ زجاج بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

القبطية اخبر حفصة انه يملك من بعده ابو بكر ثم عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض ان ابا بكر وعمر يملكان بعدی۔ لہ

نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو انھوں نے حضرت حفصہ کو یہ خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور عمر حکمران ہوں گے پھر جب حضرت حفصہ نے اس راز کو افشاء کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی افشاء کی ہوئی خبر میں سے بعض کو انھیں بتایا اور بعض سے اعراض کیا اور جو بتایا وہ یہ تھا کہ ابو بکر اور عمر میرے بعد حکمران ہوں گے۔

نہج البلاغہ کے شارح شیعہ مصنف ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

لما اسر الهرمزان حمل الى عمر من تستر الى المدينة ومعه رجال من المسلمين منهم الاحنف بن قيس وانس بن مالك فادخلوه المدينة فى هيئته وتاجه وكسوته فوجدوا عمر نائما فى جانب المسجد فجلسوا عنده ينتظرون انتباهه فقال الهرمزان واين عمر؟ قالوا: هاهوذا، قال اين حرسه؟ قالوا لا حاجب له ولا حارس قال فينبغى ان يكون هذا نبيا قالوا: انه يعمل بعمل الانبياء۔ لہ

جب ہرمزان (بادشاہ) کو قید کیا گیا تو اس کو حضرت عمر کے پاس تستر سے مدینہ لایا گیا، اس وقت اس کے ساتھ مسلمان بھی تھے جن میں حضرت احنف بن قیس اور حضرت انس بن مالک بھی تھے جس وقت ہرمزان کو مدینہ لایا گیا تو وہ اس وقت اپنی پوشاک اور تاج پہنے ہوئے تھا، اس وقت انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر مسجد کی ایک جانب سوئے ہوئے تھے، وہ لوگ حضرت عمر کے پاس ان کے جاگنے کے انتظار میں بیٹھ گئے، ہرمزان نے پوچھا عمر کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا یہ لیٹے ہوئے ہیں! ہرمزان نے پوچھا ان کے محافظ کہاں ہیں؟ حاضرین نے کہا ان کا کوئی دربان اور محافظ نہیں ہے، ہرمزان نے کہا پھر تو اس شخص کو نبی ہونا چاہیے! حاضرین نے کہا یہ انبیاء کی سیرت پر عمل کرتے ہیں۔

نہج البلاغہ کے حوالے سے حضرت علی کے بیان کردہ حضرت عمر کے فضائل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لله بلاد فلان فقد قوم الاود وداوى العمد خلف الفتنة واقام السنة

اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس نے کجی کو سیدھا کیا، اور بیماری کا علاج کیا۔

لہ۔ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۴۷۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

لہ۔ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۱۸۰، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ[1]

(خطبہ: ۲۲۶)

سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو ختم کر دیا، دنیا سے پاک و صاف لباس اور کم عیب میں رخصت ہوا، خلافت کی نیکی کو حاصل کیا اور اس کے شر سے اجتناب کیا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجا لایا اور اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرا جو ڈرنے کا حق تھا۔

حضرت علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ "فلاں" کے شہروں کو برکت دے، اس جملہ میں "فلاں" سے کون مراد ہے؟ شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

فلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغۃ وتحت فلان عمر[2]

لفظ "فلاں" حضرت عمر بن الخطاب سے کنایہ ہے، میں نے نہج البلاغۃ کا وہ نسخہ دیکھا جو اس کتاب کے جامع رضی ابوالحسن کا لکھا ہوا ہے اس میں فلان کے نیچے عمر لکھا ہوا تھا۔

نہج البلاغۃ کے اردو اور فارسی شیعہ مترجمین نے بھی اس خطبہ سے پہلے "درباره عمر" کا عنوان لکھا ہے۔

سید نبی الدین اولیائی نہج البلاغۃ کے فارسی ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

درباره عمر بن الخطاب۔[3]

رئیس احمد جعفری نہج البلاغۃ کے اردو ترجمہ میں اس خطبہ کا عنوان لکھتے ہیں:

درباره عمر[4]

شیخ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ کی بارھویں جلد پوری کی پوری اس خطبہ کی شرح میں حضرت عمر بن الخطاب کی شخصیت پر لکھی ہے، اس جلد کے ۲۸۹ صفحات ہیں، اس جلد کے چند عنوانات یہ ہیں: حضرت عمر کی سیرت اور اخلاق، حضرت عمر کے طویل خطبات، حضرت عمر کے ملفوظات، حضرت عمر کی فضیلت میں وارد شدہ احادیث، حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ، حضرت عمر کی شہادت، حضرت عمر کی شخصیت پر اعتراضات کے جوابات،

۱۔ نہج البلاغۃ ص ۸۸۰، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

۲۔ شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۳، مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران

۳۔ سید نبی الدین اولیائی، ترجمہ نہج البلاغۃ (فارسی) ص ۸۸۰، مطبوعہ انتشارات زرین ایران

۴۔ رئیس احمد جعفری، ترجمہ نہج البلاغۃ (اردو) ص ۵۴۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس سلسلے میں شیخ ابن ابی الحدید نے دس اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، ظاہر ہے ہم یہاں اس پوری جلد کو پیش نہیں کر سکتے، اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں، اہل علم اس پوری جلد کا مطالعہ کریں گے تو بہت محظوظ ہوں گے۔

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے فضائل میں احادیث

حضرت عمر کی فضیلت میں مسانید صحیحہ اور دوسری مسانید میں احادیث مذکورہ ہیں، صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے:

کان فی الامم محدثون فان یك فی امتی عمر۔[1] پچھلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اس امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

مسانید صحیحہ کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں یہ روایات ہیں:

ان السکینۃ لتنطق علی لسان عمر۔ عمر کی زبان پر وقار اور رحمت کلام کرتی ہے۔

ان اللہ ضرب بالحق علی لسان عمر و قلبہ۔ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

ان بین عینی عمر ملکا یسددہ و یوفقہ عمر کی دو آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو اس کو سیدھے راستہ پر قائم رکھتا ہے۔

لولم ابعث فیکم لبعث عمر۔ اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

لوکان بعدی نبی لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

سراج اھل الجنۃ عمر۔ عمر اہل جنت کا چراغ ہیں۔

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں حضرت عمر کی فضیلت میں بہت زیادہ احادیث وارد ہیں، ہم نے صرف احادیث مشہورہ کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔[2]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر پر اعتراضات کے جوابات

حضرت عمر کے مخالفین اور اعداء نے ان پر کئی اعتراضات کیے ہیں، ازاں جملہ یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت عمر کی زبان پر حق جاری تھا اور سکینہ نطق کرتی تھی تو صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ مضطرب کیوں تھے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متفق کیوں نہیں تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز میں ان پر الہام نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے اکثر افعال، ظنون اور آراء میں ان پر الہام ہوتا تھا، اور اکثر اوقات حضرت عمر کی رائے صائب ہوتی تھی اور جو شخص ان کی سیرت پر غور و فکر کرے گا

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۸، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران
[2] ″ ″ ″ ، شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۷۹-۱۷۸، ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس پر اس قول کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ [1]

حضرت عمر پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ انھوں نے متعہ کو حرام کر دیا، شیخ ابن ابی الحدید اس کے جواب میں لکھتے ہیں:
حضرت عمر کے حال سے یہ معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نسخ کرنے کے مدعی نہیں تھے، وہ دین اسلام کے پیروکار اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تابع تھے، اس لیے ان کے کلام کا محمل یہ ہے کہ پہلے متعہ جائز تھا پھر اس کو حرام کر دیا گیا۔ اور جس شخص نے اب متعہ کیا میں اس کو سزا دوں گا کیونکہ ان کو یہ خبر پہنچی تھی کہ کچھ لوگ متعہ کی تحریم کا علم ہونے کے باوجود متعہ کر رہے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد طاہرین سے جو متعہ کی تحلیل منقول ہے تو ہم اس جگہ اس سے بحث نہیں کر رہے، یہ مسئلہ فقہی ہے اور شریعت کی فروع میں سے ہے، یہاں ہم اس کی حلت اور حرمت سے بحث نہیں کر رہے، اس جگہ ہمارا موضوع صرف حضرت عمر سے اعتراض کو دور کرنا ہے۔ [2]

ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر نے کئی بدعات کو جاری کیا۔ مثلاً تراویح کا بدعت ہونا انھوں نے خود تسلیم کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کے دو معنی ہیں ایک وہ کام جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔ جیسے کوئی شخص عید اور ایام تشریق میں روزے رکھے، بدعت کا یہ معنی مذموم ہے، دوسرا معنی یہ ہے کہ جس کام کے لیے خصوصیت سے نص وارد نہ ہو، بلکہ نص کا سکوت ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمان اس کام کو کریں، بدعت کا یہ معنی مذموم نہیں ہے اور حضرت عمر نے تراویح کو اس معنی کے اعتبار سے بدعت کہا ہے۔ [3]

ابن ابی الحدید شیعہ کے حوالے سے حضرت عمر کے خاتمہ بالخیر پر حضرت ابن عباس اور حضرت علی کی گواہی

شیخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

روی المسور بن مخرمۃ لما طعن عمر جعل یالم و یجزع فقال ابن عباس ولا کل ذلک یا امیر المؤمنین! لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ وھو عنک راض و صحبت ابابکر واحسنت صحبتہ و فارقتہ

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو ان کو درد ہو رہا تھا اور وہ بیقراری کا اظہار کر رہے تھے، حضرت ابن عباس نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ کے لیے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے حضور کی صحبت اچھی طرح نبھائی، پھر رسول اللہ صلے

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۱۸۰-۱۷۹، ملخصاً مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران
[2] " " " ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۵۵-۲۵۴، ملخصاً
[3] " " " ، شرح نہج البلاغہ ج ۱۲ ص ۲۸۵-۲۸۴، ملخصاً

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وهو عنك راض ثم صحبت المسلمين فاحسنت اليهم وفارقتهم وهم عنك راضون قال: اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه و آله و ابی بکر فذلك مما من الله علی، و اما ما تری من جزعی فو الله لو ان لی بما فی الارض ذهبا لافتديت به من عذاب الله قبل ان اراه و فی رواية لا فتديت به من هول المطلع ۔[1]

اللہ علیہ وسلم آپ سے رخصت ہوئے درآں حالیکہ وہ آپ سے راضی ہوئے، پھر آپ حضرت ابوبکر کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کی صحبت بھی اچھی طرح نبھائی اور وہ بھی آپ سے راضی ہو کر رخصت ہوئے، پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے اور آپ نے ان کا اچھا ساتھ نبھایا اور اب آپ ان سے اس حال میں رخصت ہو رہے ہیں کہ وہ آپ سے راضی ہیں، حضرت عمر نے فرمایا تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی صحبت کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالے کا مجھ پر احسان ہے، اور جو تم میری بے قراری کو دیکھ رہے ہو تو بخدا اگر میرے پاس تمام روئے زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں اس کو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا، ایک روایت میں ہے محشر کے عذاب سے بچنے کے لیے دے دیتا۔ (جنت کی بشارت کے باوجود یہ انتہائی خدا خوفی ہے)

وفی رواية لم تجزع يا امير المؤمنين؟ فو الله لقد كان اسلامك عزا و امارتك فتحا و لقد ملات الارض عدلا فقال اتشهد لی يا ابن عباس قال فكانه كره الشهادة فتوقف فقال له علیه السلام قل نعم، و انا معك فقال نعم۔[2]

ایک روایت میں حضرت ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین آپ کیوں گھبراتے ہیں؟ بخدا آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کا غلبہ تھا، آپ کی حکومت مسلمانوں کی فتح تھی اور آپ نے تمام روئے زمین کو عدل سے بھر دیا، حضرت عمر نے کہا: اے ابن عباس کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو؟ حضرت ابن عباس نے شہادت دینے میں توقف کیا، تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہو ہاں! اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں، پھر انھوں نے کہا ہاں!

[1] شیخ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۶ھ شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۱۹۲-۱۹۱ ملخصاً مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی
[2] " " " شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲، ص ۱۹۲ " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۸۴ باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَيْ يَسَارٍ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّى ثِيَابَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، دراں حالیکہ آپ کی دونوں رانیں یا دونوں پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، دراں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے پھر آپ باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، دراں حالیکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے اور باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عثمان نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے، (راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے،) حضرت عثمان آکر باتیں کرتے رہے، جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا حضرت ابوبکر آئے تو آپ نے ان کا کچھ خیال نہیں کیا، اور نہ ان کی کوئی پرواہ کی، حضرت عمر آئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی، اور جب حضرت عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے فرمایا میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

۶۰۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی دراں حالیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے، آپ نے حضرت ابوبکر کو اسی حالت میں آنے کی اجازت دے دی، حضرت ابوبکر اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے، پھر حضرت عمر نے اجازت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

هُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ عُثْمَانُ ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ۔

طلب کی، آپ نے ان کو اسی حالت میں اجازت دی، وہ بھی اپنی حاجت پوری کر کے چلے گئے، حضرت عثمان نے کہا پھر میں نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ بیٹھ گئے، اور حضرت عائشہ سے فرمایا، اپنے کپڑے درست کر لو، پھر میں اپنی حاجت پوری کر کے چلا گیا، حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے لیے اس قدر نہیں گھبرائے جس قدر حضرت عثمان سے گھبرا گئے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان ایک حیادار مرد ہیں اور مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں نے اسی حال میں ان کو اجازت دے دی تو وہ مجھ سے اپنی حاجت نہیں بیان کریں گے۔

٦٠٨٩ - حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ وَعَائِشَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٦٠٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حَائِطِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُودٍ مَعَهُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ إِذَا اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لکڑی سے کیچڑ کھرچ رہے تھے، ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا آنے والے حضرت ابوبکر تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، آپ نے فرمایا دروازہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِالْجَنَّةِ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ قَالَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تَكُوْنُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ وَقُلْتُ الَّذِيْ قَالَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَبْرًا اَوِ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔

کھول کر اس کو جنت کی بشارت دے دو، حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں گیا تو وہ حضرت عمر تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو مصیبتوں کے ساتھ جنت کی بشارت دے دو، میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو جنت کی بشارت دی، اور جو کچھ حضور نے فرمایا تھا وہ کہہ دیا، حضرت عثمان نے کہا اے اللہ صبر عطا فرما، یا اللہ تجھ ہی سے مدد طلب کی گئی ہے۔

۶۰۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَحْفَظَ الْبَابَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باغ میں گئے اور مجھے دروازے کی حفاظت کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۰۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ اَنَّهُ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَجَّهَ هٰهُنَا قَالَ فَخَرَجْتُ عَلٰى اِثْرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ وَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا قَدْ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر باہر آئے اور کہا میں ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا اور آج سارا دن آپ کے ساتھ گزاروں گا۔ وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا، حاضرین نے بتایا کہ آپ فلاں جانب گئے ہیں، حضرت ابوموسیٰ نے کہا، میں آپ کے پیچھے پوچھتے پوچھتے گیا حتیٰ کہ حضور اریس کنوئیں میں داخل ہو گئے، میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا، اس کا دروازہ لکڑی کا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے بعد وضو کیا، میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اریس کنوئیں کے وسط میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر جا کر دروازے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ
هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ قَالَ ثُمَّ ذَهَبْتُ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ
ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ
لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ
يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي
الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ
فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي
فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا
يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ
مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى
رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ
يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ
فَجِئْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ أَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ قَالَ
فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلّٰى
رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ
إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِي أَخَاهُ يَأْتِ
بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ
هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلَى
رِسْلِكَ قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيبُهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ
ادْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے پاس بیٹھ گیا، میں نے دل میں کہا آج میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا، پھر حضرت ابوبکر آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ انھوں نے کہا ابوبکر، میں نے کہا ٹھیرو، پھر میں گیا اور میں نے کہا یہ ابوبکر ہیں اور آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو، اور جنت کی بشارت دے دو، پھر میں آیا اور میں نے حضرت ابوبکر سے کہا جائیں آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دے رہے ہیں، حضرت ابوبکر آئے اور کنویں کی منڈیر پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے، جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اور انھوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا، میں پھر واپس جاکر دروازے پر بیٹھ گیا، میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا، میں نے دل میں سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھی بھیج دے گا، اچانک کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن الخطاب! میں نے کہا ٹھہریے، پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا، اور کہا اب حضرت عمر اجازت طلب کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو، پھر میں حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا اب آپ جائیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں، پھر حضرت عمر گئے اور کنویں کی منڈیر پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنی دونوں ٹانگیں کنویں میں لٹکالیں، پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا اور

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوَى تُصِيبُكَ قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكٌ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

میں نے دل میں کہا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے ساتھ (میری مراد میرا بھائی تھا) خیر کا ارادہ کیا تو اس کو بھیج دے گا، پھر ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان بن عفان، میں نے کہا ٹھہریے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر خبر دی، آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو اور جو مصائب اس کو لاحق ہوں گے ان کے ساتھ اس کو جنت کی بشارت دو، میں نے کہا جائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان مصائب کے ساتھ جنت کی بشارت دے رہے ہیں جو آپ کو لاحق ہوں گے، وہ آئے انھوں نے دیکھا کہ منڈیر بھر چکی ہے۔ وہ ان کے سامنے کی جانب بیٹھ گئے، سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔

۶۰۹۲ - حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ هٰهُنَا وَأَشَارَ لِي سُلَيْمَانُ إِلَى مَجْلِسِ سَعِيدٍ نَاحِيَةَ الْمَقْصُورَةِ قَالَ أَبُو مُوسَى خَرَجْتُ أُرِيدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَلَكَ فِي الْأَمْوَالِ فَتَبِعْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ دَخَلَ مَالًا فَجَلَسَ فِي الْقُفِّ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ سَعِيدٍ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کر کے گھر سے نکلا، میں نے دیکھا کہ آپ باغات کی طرف تشریف لے گئے ہیں، میں آپ کے پیچھے گیا میں نے دیکھا کہ آپ باغ میں کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نے اپنی پنڈلیاں کھولی ہوئی ہیں اور ان کو کنویں میں لٹکایا ہوا ہے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، اس میں سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ میں نے اس سے ان کی قبور کی تعبیر لی۔

۶۰۹۳ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے مدینہ کے ایک باغ میں گئے، میں بھی آپ کے پیچھے گیا۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، سعید

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا اِلٰی حَائِطٍ بِالْمَدِیْنَةِ لِحَاجَتِهٖ فَخَرَجْتُ فِیْ اٰثَرِهٖ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَعْنِیْ حَدِیْثَ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَذَكَرَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَتَاَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ۔

بن مسیب کہتے ہیں کہ اس حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت ابوبکر اور عمر کی قبریں حضور کے ساتھ ہوں گے اور حضرت عثمان کی قبر الگ ہوگی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور ایک قول ہے ان کی کنیت ابوعمر ہے۔ ان کا لقب ذوالنورین اور امیر المؤمنین ہے۔

حضرت عثمان اسلام کی ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، حضرت ابوبکر نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے، حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص تھا، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس قریش کے لوگ آتے رہتے تھے، اور حضرت ابوبکر کے علم، ان کی تجارت اور ان کی حسن مجالست کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے، ان لوگوں میں سے جن پر حضرت ابوبکر کو زیادہ وثوق اور اعتماد تھا ان کو وہ اسلام کی دعوت دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا اور ان کو اسلام کے احکام بیان کیے، سو یہ سب مسلمان ہو گئے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، پھر حضرت عثمان اور حضرت رقیہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ واپس آگئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب مدینہ پہنچے تو حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ہاں قیام کیا، حضرت رقیہ کے وصال کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان کے حبالہ عقد میں دیا، جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی تو میں اس کو بھی تمہارے نکاح میں دے دیتا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمان کی زوجیت میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہتی۔

حضرت رقیہ کے بطن سے حضرت عثمان کا ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ کر ۴ھ میں راہی فردوس ہوئے، حضرت عثمان بنفسہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان کی زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان کے پاس ٹھیرنے کا حکم دیا اور جس دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح حاصل ہوئی اس دن سیدہ رقیہ کا وصال ہو گیا، لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کا بدر کے مجاہدین میں شمار کیا، اور ان کو مال غنیمت سے حصے اور اجر میں شریک کیا۔ [۱]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، حضرت حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے اور پچھلے کام بخش دیئے اور وہ کام جو تم نے پوشیدہ کیے اور جو ظاہر کیے اور وہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم احد پر چڑھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی تھے، وہ پہاڑ متزلزل ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں، نزال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی سے کہا اے امیر المومنین! حضرت عثمان بن عفان کے متعلق ہمیں کچھ بتائیے! حضرت علی نے فرمایا: وہ ایسے شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ ذو النورین کہہ کر بلاتے ہیں ان کے حبالہ عقد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے لیے جنت میں گھر کے ضامن ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق عثمان ہیں، یعنی جنت میں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ میں گئے ہوئے تھے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عثمان اللہ اور اس کے رسول کی حاجت میں ہے، پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور حضرت عثمان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ دوسرے صحابہ کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا، حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کیا، اس وقت ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے گزرا، آپ نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا، میں نے جا کر اس شخص کو دیکھا وہ شخص حضرت عثمان تھے، حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہتے تھے، ابوبکر، عمر، عثمان۔ ایک قول ہے کہ یہ افضلیت میں ترتیب ہے اور ایک قول ہے کہ یہ خلافت میں ترتیب ہے۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایام محاصرہ میں حضرت عثمان نے اپنے مکان سے جھانک کر کہا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں جب کوہ حرا متزلزل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر پیر مارا، کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا اے حرا تھم جا تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور ایک شہید ہے

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۷۷-۳۷۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی اس کی گواہی دیتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرکین مکہ کے پاس بھیجا پھر فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میرے لیے بیعت کی؟ لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا کوئی شخص اس پر گواہی دیگا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گھر کے بدلہ میں اس مسجد کو کون وسیع کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے اس مسجد کو وسیع کیا تھا، لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ غزوہ تبوک کے دن تنگ دست لشکر کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آج کے دن مقبول خرچ کرے گا؟ تو میں نے اپنے مال سے تنگدست لشکر کو تیار کیا تھا، لوگوں نے قسم کھا کر کہا ہاں! پھر کہا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کوئی شخص اس پر گواہی دے گا کہ جب چاہ رومہ کا پانی بک رہا تھا تو میں نے اس کنویں کو اپنے مال سے خریدا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا لوگوں نے کہا ہاں! (محاصرہ کرنے والے ظالموں نے اس کنویں کا پانی حضرت عثمان پر بند کر دیا تھا اور جس مسجد کی حضرت عثمان نے اپنے مال سے توسیع کی تھی اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے انہیں جانے نہیں دیتے تھے۔ سعیدی غفرلہٗ) [1]

حضرت عثمان کے فضائل کا کتب شیعہ سے ثبوت

شیخ ابوجعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

جلس عثمان في عسكر المشركين و بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم وضرب باحدى يديه على الاخرى لعثمان وقال المسلمون طوبى لعثمان قد طاف بالبيت وسعى بين الصفا والمروة واحل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما كان يفعل فلما جاء عثمان قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اطفت بالبيت؟ فقال ما كنت لاطوف بالبيت ورسول الله صلى الله عليه وسلم لم يطف به [2]

(عمرہ حدیبیہ میں) (حضرت) عثمان مشرکین کے لشکر میں تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر (حضرت) عثمان کے لیے بیعت کی، مسلمانوں نے کہا: عثمان کے لیے خوشی ہو، انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا، مروہ میں سعی کی اور حلال ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (میرے بغیر عمرہ) نہیں کریں گے، جب (حضرت) عثمان آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے؟ (حضرت) عثمان نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کیسے کر سکتا تھا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا طواف نہیں کیا تھا!

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ٦٣٠ھ، اسد الغابہ ج ٣ ص ٣٨١-٣٧٧ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران
[2] شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ٣٢٨ھ، کتاب الروضۃ (فروع کافی) ج ٨ ص ٣٢٦-٣٢٥ ملخصاً مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ١٣٦٣ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان سے اس قدر محبت تھی کہ بیعت رضوان کے وقت حضرت عثمان موجود نہیں تھے تو حضور نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت کی اور حضرت عثمان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ بیت اللہ کے طواف پر قدرت کے باوجود رسول اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیت اللہ کا طواف کرنا گوارا نہیں کیا مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان نے طواف کر لیا ہوگا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عثمان کی محبت پہ اعتماد تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر عثمان کعبہ کا طواف نہیں کریں گے!

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

۴۸۴ - عن محمد بن علی الحلبی قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول: اختلاف بنی العباس من المحتوم والنداء من المحتوم وخروج القائم من المحتوم قلت وکیف النداء؟ قال ینادی مناد من السماء اول النہار الا ان علیا وشیعتہ ہم الفائزون قال: وینادی مناد [فی] آخر النہار: الا ان عثمان وشیعتہ ہم الفائزون۔[1]

حلبی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بنو عباس کا اختلاف حتمی ہے، ندا حتمی ہے اور مہدی کا ظہور بھی حتمی ہے، میں نے پوچھا ندا کیا ہوگی؟ کہا صبح کے وقت آسمان سے ایک منادی ندا کریگا: سنو! علی اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے، اور شام کے وقت دوسرا منادی ندا کرے گا: سنو! عثمان اور ان کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

نہج البلاغہ کے حوالے سے حضرت عثمان کے متعلق حضرت علی کے ستائشی کلمات!!!

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما اجتمع الناس علیہ وشکوا ما نقموہ علی عثمان وسالوہ مخاطبتہ عنہم واستعتابہ لہم فدخل علیہ فقال: ان الناس ورائی وقد استفسرونی بینک وبینہم وواللہ ما ادری ما اقول لک وما اعرف شیئا تجہلہ، ولا ادلک علی امر لا تعرفہ انک لتعلم ما نعلم ما سبقناک الی شیٔ فنخبرک عنہ ولا خلونا بشیٔ فنبلغک وقد رایت کما راینا وسمعت کما سمعنا، وصحبت رسول اللہ صلی اللہ والہ کما صحبنا وما ابن ابی

جب حضرت عثمان کی شکایات لے کر ایک وفد حضرت علی کے پاس آیا، اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ان سے بات کرکے ان کو سمجھائیں تو حضرت علی نے حضرت عثمان کے پاس جاکر کہا: ایک وفد میرے پیچھے آرہا ہے، انھوں نے مجھے اپنے اور آپ کے درمیان سفیر بنایا ہے، بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں؟ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں، نہ کسی ایسی چیز کی طرف راہنمائی کر سکتا ہوں جس کو آپ نہ جانتے ہوں، جو آپ جانتے ہیں وہی ہم جانتے ہیں،

[1] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ کتاب الروضۃ از فروع کافی ج ۸ ص ۳۱۰ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قحافة ولا ابن الخطاب اولی بعمل الحق منك و انت اقرب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وشیجة رحم منهما قد نلت من صهره مالم ینالا۔ ؎۱
(خطبہ: ۱۶۲)

ایسی کوئی بات نہیں جس کو ہم نے پہلے جان لیا ہو اور اس کی آپ کو خبر دیں، نہ کسی معاملہ میں آپ ہم سے جدا ہوئے جس کی ہم آپ کو تبلیغ کر دیں، جس طرح آپ نے دیکھا ہے اسی طرح ہم نے دیکھا ہے، جس طرح آپ نے سنا ہے اسی طرح ہم نے سنا ہے جس طرح ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اسی طرح آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ نہیں تھے، ان دونوں کی بہ نسبت آپ کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرابت ہے اور بلاشبہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے۔

تقیہ کا جواب ہم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ستائشی کلمات پیش کیے ہیں، ان کے متعلق شیعہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام تقیہ پر محمول ہے، یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت علی نے یہ خطبات، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے وصال کے بعد بیان کیے اور حضرت عثمان کے متعلق یہ خطبہ اس وقت کا ہے جب حضرت عثمان فتنوں میں مبتلا ہو چکے تھے، اس وقت تقیہ کا کیا موقع تھا؛ نیز حضرت ابوبکر اور عمر کے متعلق جو فرمایا وہ اپنے دورِ حکومت میں فرمایا پھر تقیہ کی کیا وجہ تھی!
نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایها المؤمنون! انه من رای عدوانا یعمل به ومنکرا یدعی الیه فانکره بقلبه فقد سلم و بریٔ ومن انکره بلسانه فقد اجر وهو افضل من صاحبه ومن انکره بالسیف لتکون کلمة الله هی العلیا وکلمة الظالمین هی السفلی فذالك الذی اصاب سبیل الهدی، وقام علی الطریق، ونور فی قلبه الیقین۔ ؎۲
(ملفوظ: ۳۵۶)

اے مومنو! جس شخص نے کسی کو گناہ اور برائی کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے اس کو دل سے برا جانا وہ سلامت رہا اور بری ہو گیا، اور جس نے زبان سے اس برائی کا انکار کیا اس کو اجر ملے گا اور وہ پہلے سے افضل ہے، اور جس نے اس برائی کا تلوار سے انکار کیا، تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو اور ظالموں کی روش سرنگوں ہو، سو یہ وہ شخص ہے جس نے ہدایت کا راستہ پا لیا اور صحیح راستہ پر مستقیم ہے اور اس نے اپنے دل میں یقین کو روشن کر لیا۔

؎۱۔ نہج البلاغۃ ص ۵۶۶، مطبوعہ انتشارات زرین ایران
؎۲۔ نہج البلاغۃ ص ۱۲۸۱ " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نیز حضرت علی فرماتے ہیں:

فمنهم المنكر للمنكر بيده ولسانه وقلبه فذلك المستكمل لخصال الخير، ومنهم المنكر بلسانه وقلبه والتارك بيده فذلك متمسك بخصلتين من خصال الخير ومضيع خصلة ومنهم المنكر بقلبه والتارك بيده ولسانه فذلك الذى ضيع اشرف الخصلتين من الثلاث وتمسك بواحدة [1]

(ملفوظ: ۳۵۸)

جس شخص اپنے ہاتھ زبان اور دل سے برائی کا انکار کیا وہ تمام اچھی خصلتوں کو جمع کرنے والا ہے اور جس نے زبان اور دل سے انکار کیا اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا اس میں نیکی کی صرف دو خصلتیں ہیں اور ایک نیک خصلت اس نے ترک کر دی، اور جس نے برائی کو صرف دل سے برا جانا اور زبان اور ہاتھ سے انکار نہیں کیا، اس شخص نے صرف ایک نیک خصلت کو اختیار کیا اور دو نیک خصلتیں ترک کر دیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ نہیں کیا اور انھوں نے خیبر کی تمام خصال کو حاصل کر لیا اور ان کا ایمان پہلے درجہ کا ہے۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ انھوں نے تقیہ کیا یعنی انھوں نے خیر کی دو خصلتوں کو ضائع کر دیا اور ان کا ایمان تیسرے درجہ کا ہے، اب غور کیجئے کہ حضرت علی کے محب ہم ہیں یا شیعہ؟

شیعہ کہتے ہیں: ولا دین لمن لا تقیۃ له۔ [2] "جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے" تو یہ لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے حامیوں کے متعلق کیا کہیں گے جنھوں نے جان دے دی اور تقیہ نہیں کیا!

شیعہ فرقوں کا حکم

شیعہ کے متعدد فرقے ہیں، اور ان سب کا حکم ایک نہیں ہے، جو حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہیں، جو قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھتے ہیں، جو حضرت ابوبکر کی صحابیت کے منکر ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں اور جن کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے اور جاہلیت کی طرف لوٹ گئے تھے، یہ تمام فرقے کافر ہیں۔

شیعہ کے جو فرقے مذکور الصدر عقائد نہیں رکھتے لیکن خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں یا صحابہ کو مسلمان ماننے کے باوجود ان پر سب وشتم کرتے ہیں یہ بدترین فاسق ہیں لیکن کافر نہیں ہیں جو شیعہ خلفاء ثلثہ پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور کسی صحابی پر سب وشتم نہیں کرتے، ان کا عقیدہ جمہور مسلمین سے الگ ہے لیکن یہ کافر یا فاسق نہیں ہیں اور جو فرقے صرف حضرت عثمان پر حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور باقی تمام عقائد اور نظریات میں اہل سنت کے موافق ہیں وہ شیعی ہیں ان کو متشیع بھی کہتے ہیں جیسے امام عبدالرزاق، امام نسائی اور علامہ تفتازانی وغیرہ۔

---

[1] نہج البلاغۃ ص ۱۲۸۱، مطبوعہ انتشارات زرین، ایران

[2] ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ، الاصول من الکافی ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں فتوحات

۲۴ سنہ کی ابتداء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجلس شوریٰ کے انتخاب سے خلیفہ اور امیر المؤمنین منتخب ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی سنت کے مطابق کارِ خلافت انجام دیتے تھے، آپ کے بارہ سالہ دورِ حکومت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوگیا تھا۔ ۲۴ سنہ میں آپ نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر فوج کشی کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا، ۲۵ سنہ میں طرابلس کو فتح کیا، ۲۶ سنہ میں الجزائر اور مراکش کے علاقے فتح کیے، ۲۸ سنہ میں بحیرہ روم میں شام کے قریب قبرص کو بحری جنگ سے فتح کیا، ۳۰ سنہ میں طبرستان کو فتح کیا، ۳۳ سنہ میں قسطنطنیہ سے متصل علاقوں میں مرو رُوذ، طالستان اور جوزجان کو فتح کیا، اسلامی فتوحات کا یہ سیلاب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد رک گیا اور حضرت علی کی خلافت کے چھ سال تک معطل رہا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحاتِ اسلامیہ کو ایک بار پھر نشاۃِ ثانیہ حاصل ہوئی۔

فتنہ اور اس کے اسباب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے اخیر میں ان کے خلاف بعض لوگوں نے شورش پیدا کردی اور فتنہ وفساد کا ایک سیلاب اُمڈ آیا۔ اس شورش کے اسباب یہ تھے۔

۱۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک تمام علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھا جس میں سینکڑوں قومیں آباد تھیں، ان محکوم قوموں میں فطرۃً مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام موجود تھا لیکن مسلمانوں کی قوت اور سطوت کے مقابلہ میں وہ بے دست و پا تھے اس لیے انھوں نے سازشوں کا جال پھیلایا جن میں یہودی اور مجوسی سب سے آگے تھے۔

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند مناصب پر اموی خاندان کے افراد کو مقرر کیا تھا، ان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے شام کے گورنر تھے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری (صحابی) عامل مصر اور عبداللہ بن عامر بن کریز اموی (صحابی) عامل بصرہ تھے۔ اور مروان بن الحکم اموی کاتب تھے۔ ان چار کے علاوہ دو اموی عاملوں کو مقرر کر کے آپ نے انھیں معزول کر دیا۔ جن میں سے ایک ولید بن عقبہ اور دوسرے سعید بن العاص تھے۔ یہ تھے کل اموی افراد جن کے بارے میں مخالفین نے تہلکہ مچا دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کنبہ پروری اور اقربا پروری کر کے اپنے خاندان کے افراد کو حکومت کے عہدے سونپ دیے اور یہ کسی نے نہ دیکھا کہ ان کے علاوہ تقریباً بیس جگہ بلادِ اسلامیہ میں گورنری اور دیگر اہم عہدوں پر سب غیر اموی افراد مقرر تھے نہ یہ کسی نے سوچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں اَسّی فی صد عامل اموی خاندان سے لیے تھے۔ چنانچہ اٹھارہ علاقوں میں آپ نے اموی افراد کو مقرر کیا (طبری)، پھر اگر پانچ عہدے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امویوں کو تفویض فرمائے تو اس پہ شورش اور ہنگامہ کھڑا کرنے کی کوئی اخلاقی اور شرعی وجہ نہ تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۳۔ مجوسی چاہتے تھے کہ ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں ان کی مدد سے ——— حکومت ایسے عام خاندان کی طرف منتقل ہو جس سے وہ زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کر سکیں۔

۴۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں ایسا افتراق پیدا کر دیا جائے جس سے ان کی قوت پاش پاش ہو جائے ان اغراض کے تحت ہر شخص اپنی کوشش میں مصروف تھا۔ اشتر نخعی، جندب اور صعصعہ نے کوفہ کو اپنی شرارتوں کا مرکز بنایا۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک شخص ایک یہودی النسل نو مسلم عبداللہ بن سبا تھا جس نے اپنی حیرت انگیز سازشانہ قوت سے مختلف الخیال مفسدوں کو ایک مرکز پر متحد کر دیا۔

عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں کا طریقہ کار یہ تھا۔

۱۔ بظاہر متقی اور پرہیزگار بننا اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش کرنا۔

۲۔ عمال کو تنگ کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ ہر جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقرباء پروری اور ناانصافی کی داستانیں مشہور کرنا مفسدین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کنبہ پروری کا اتہام بالکل بے بنیاد ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی امیر و کبیر شخص تھے۔ عہد رسالت میں آپ کی فیاضی کی مثالیں یادگار ہیں۔ آپ نے بیس ہزار درہم دے کر ایک یہودی سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ بیش بہا رقم خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے زمین خریدی اور بہت سے مواقع پر مسلمانوں کی اپنے مال سے خدمت کی۔ مفسدین کے اعتراض کے جواب میں آپ نے خود وضاحت فرمائی کہ میں اپنے اقرباء کو جو کچھ دیتا ہوں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں اور بیت المال کا مال نہ اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں۔ نہ کسی دوسرے شخص کے لیے۔ [1]

ایک مشہور اعتراض یہ تھا کہ حکم بن العاص کو حضور نے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں وہ جلاوطن رہا لیکن حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ بلا لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے حکم کی سفارش کر کے اسے مدینہ بلانے کی منظوری لے لی تھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے سامنے چونکہ یہ منظوری نہیں لی گئی تھی اور حضرت عثمان کے سوا اس پر اور کوئی گواہ نہ تھا اس لیے انھوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں اس کو مدینہ نہیں بلایا۔ حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں جو حکم کو مدینہ بلایا وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ حضور کی مرضی سے بلایا تھا۔

ایک اور مشہور اعتراض یہ تھا کہ آپ نے طرابلس کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ مروان کو بلا عوض دے دیا تھا۔ یہ سراسر بہتان ہے۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

ابن الزبیر نے فتح کی بشارت اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت روانہ کیا اس مال کو پانچ لاکھ دینار کے عوض مروان نے خرید لیا اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مال مروان کو مفت دے دیا گیا تھا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ [2]

---

[1] تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶

[2] علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۹

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اصلاح کی کوشش

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل حالات کی اصلاح کی کوشش کر رہے تھے۔ حضرت طلحہ نے مشورہ دیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں حالات کی تحقیق کے لیے وفود روانہ کیے جائیں، چنانچہ ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہ کوفہ، اسامہ بن زید بصرہ، عمار بن یاسر مصر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شام اور بعض اور دیگر صوبہ جات کی طرف روانہ ہوگئے۔ نیز تمام ملک میں گشتی اعلان جاری کر دیا گیا کہ میں عموماً حج کے موقع پر تمام حکام کو جمع کرتا ہوں اور جس حاکم کے خلاف کوئی شکایت پیش کی جاتی ہے فوراً تحقیق کر کے اس کا ازالہ کر دیتا ہوں اس کے باوجود اگر کسی شخص کو کسی حاکم کے خلاف شکایت ہو تو مجھ سے بیان کرے۔ میں تحقیق کر کے مظلوم کا حق ظالم سے دلاؤں گا۔

نوٹ: ابن خلدون اور امام طبری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان نے تحقیق کے لیے جس قدر صحابہ بھیجے تھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سوا سب واپس آگئے۔ مصر میں عبداللہ بن سباء، خالد بن ملجم، اور کنانہ بن بشر وغیرہ شرپسند موجود تھے اور ان لوگوں نے عمار بن یاسر کو واپس نہیں آنے دیا حتیٰ کہ یہ گمان کیا گیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ ؎۱

انقلاب کی کوشش

ابن سبا کے تربیت یافتہ لوگوں نے آپس میں مل کر ایک سازش تیار کی اور بصرہ، مصر، اور کوفہ سے تقریباً دو ہزار فتنہ پرداز اپنے اپنے شہروں سے حاجیوں کی وضع میں مدینہ کی طرف چل پڑے تاکہ اپنے مطالبات حضرت عثمان سے بزور تسلیم کرائیں۔ جن میں سے ایک اہم مطالبہ یہ تھا کہ حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ محمد بن ابو بکر (یہ حضرت علی کے پروردہ تھے) کو حاکم مقرر کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کر کے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور ابن سرح کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی تقرری کا پروانہ لکھ کر انھیں دے دیا۔ پھر یہ لوگ واپس چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد دفعتاً گھوڑوں کی ٹاپوں اور انتقام انتقام کی صداؤں سے مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ کبار صحابہ گھبرا کر اپنے گھروں سے نکلے دیکھا کہ مفسدوں اور باغیوں کی جماعت واپس آگئی ہے ان کا کہنا یہ تھا کہ ہمیں راستہ میں دربار خلافت کا ایک قاصد ملا جس کے پاس والیٔ مصر کے نام یہ ہدایت تھی کہ ان لوگوں کی گردن مار دی جائے حضرت عثمان نے اس واقعہ سے مکمل لاعلمی اور حیرت کا اظہار کیا۔ باغیوں نے کہا جس خلیفہ کو اتنی سی بات کی بھی خبر نہ ہو وہ خلافت کا اہل نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ ؎۲ اس وقت حضرت عثمان نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے گا لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں گے تم اس قمیص کو مت اتارنا اور میں سمجھتا ہوں کہ قمیص سے مراد یہی خلافت کی قمیص ہے۔ ؎۳

؎۱ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الطبری ج ۳ ص ۹۹

؎۲ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۳۲

؎۳ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۴۲، ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۲۶۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باغیوں کی شورش

حضرت عثمان کے انکار پر تقریباً دو ہزار باغیوں نے کاشانہ خلافت کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا جو مسلسل چالیس دن تک قائم رہا۔ باغیوں نے حضرت عثمان تک پانی پہنچانے کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر حضرت عثمان تک پہنچانے کی کوشش کی مگر باغیوں نے ام المومنین اور حضور کے حرم محترم کا بھی لحاظ نہیں کیا اور بے ادبی سے مزاحمت کر کے انھیں واپس کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پُرآشوب وقت میں اپنے دونوں صاحبزادے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی ان جانثاروں کے ساتھ حضرت عثمان کے گھر میں موجود تھے۔

باغیوں کو سمجھانے کے لیے متعدد اکابر صحابہ نے مؤثر تقریریں کیں لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے باغیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف فرما ہوئے تو یہ مسجد تنگ تھی۔ آپ نے فرمایا جنت کے عوض کون اس زمین کو خرید کر مسجد کے لیے وقف کرے گا، اس وقت میں نے وہ زمین مسجد کے لیے وقف کی تھی۔ آج تم اس زمین پر مجھے سجدہ نہیں کرنے دیتے۔ پھر آپ نے فرمایا قسم بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سوائے چاہ رومہ کے اور کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے عوض کون اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہے اس وقت بھی صرف میں نے حضور کے فرمان پر لبیک کہی اور آج تم مجھے اس کنویں سے پانی نہیں پینے دیتے! لیکن باغیوں پر آپ کی اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ [1]

جانثار صحابہ کے مشورے

حضرت امیر معاویہ کی بصیرت افروز آنکھوں نے اس فتنہ کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ آپ میرے ساتھ شام چلیے، تاکہ آپ کسی ناگہانی خطرہ سے دوچار نہ ہو جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں دیار رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ کر اور کہیں نہیں جانا چاہتا۔ (حضرت امیر معاویہ نے عرض کیا میں حفظ ماتقدم کی خاطر شام سے آپ کی حفاظت کے لیے فوج بھجوا دوں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ کے پڑوسیوں (اہل مدینہ) کو اس لشکر کی وجہ سے کوئی پریشانی ہو۔

محاصرہ کے دوران حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لیجئے۔ آپ کے حامیوں کی عظیم جماعت یہاں موجود ہے اس کو لے کر نکلیے اور ان باغیوں کا مقابلہ کر کے ان کو نکال دیجئے، دوسری صورت یہ ہے کہ پچھلی طرف سے نکل کر مکہ معظمہ چلے جائیے۔ مکہ حرم ہے وہاں یہ آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ شام میں آپ حضرت امیر معاویہ کی پناہ میں چلے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی صورت کا یہ جواب دیا کہ اگر میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو

[1] علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، تاریخ ابن خلدون، ج ۲ ص ۱۴۴

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اس امت کا وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو اپنی حکومت کی بقا کے لیے مسلمانوں کا خون بہائے، دوسری صورت (یعنی مکہ — چلے جائے) کا جواب یہ دیا کہ مجھے ان لوگوں سے یہ توقع نہیں ہے کہ یہ حرم مکہ کی حرمت کا کوئی لحاظ رکھیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس مقدس شہر کی حرمتیں پامال ہوں، اور تیسری صورت (یعنی شام چلے جانے) کا جواب یہ تھا کہ دار الہجرت اور دیار رسول کو چھوڑ کر میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتا۔ لہ

حضرت عثمان کا گھر بہت وسیع تھا حضرت عثمان کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام و تابعین سمیت سات سو افراد موجود تھے۔ جن کی قیادت حضرت عبداللہ بن زبیر کر رہے تھے۔ انھوں نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی تو فرمایا اگر ایک شخص بھی میری خاطر لڑنا چاہے تو میں اس سے خدا کے لیے کہتا ہوں کہ وہ میری خاطر خون نہ بہائے۔ ؎ آپ کے گھر میں اس وقت بیس غلام تھے ان کو بھی بلا کر آخری وقت میں آزاد کر دیا۔

حضرت زید بن ثابت نے آکر عرض کیا: امیر المؤمنین انصار دروازے پر کھڑے اجازت کے منتظر ہیں۔ فرمایا اگر وہ جنگ کی اجازت چاہتے ہیں تو انھیں بالکل اجازت نہیں ہے۔ ؎

حضرت ابو ہریرہ نے جنگ کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ مجھ سمیت تمام دنیا کو قتل کر دو۔ عرض کیا نہیں۔ آپ کے اس فرمان میں اس آیت کی طرف اشارہ تھا من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا "جس شخص نے بغیر قصاص یا فساد کے کسی شخص کو قتل کیا گویا اس نے تمام دنیا کے انسانوں کو قتل کر دیا"۔ ؎ اس آیت سے استدلال اس وجہ سے تھا کہ باغیوں نے نہ ابھی تک کسی کو قتل کیا تھا نہ زمین میں لوٹ مار کر کے فساد کیا تھا، صرف حضرت عثمان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

شہادت حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص کا گزر ہوا جو کپڑا اوڑھے جا رہا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے وقت یہ شخص ہدایت پر ہوگا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے ؎۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کا بیان کرتے ہوئے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص ان فتنوں میں مظلوم شہید کیا جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو ان فتنوں سے مطلع کیا تھا اور صبر و استقامت کی تاکید فرمائی تھی (ترمذی ص ۵۳۳) ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لحہ بہ لحہ اس وقت کے منتظر تھے

لہ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۶۷۔
؎۔ " " " ، مسند احمد ج ۱ ص ۶۲
؎۔ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۸
؎۔ " " " ، طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۴۸
؎۔ علامہ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ (ترمذی) ص ۶۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جوان کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔

سترہ ذوالحجہ ۳۵ھ کو جمعہ کا دن تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں عثمان جلدی کرو ہم تمہارے انتظار کے منتظر ہیں، ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عثمان آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا۔[1] حضرت عثمان بیدار ہوئے اور اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا اب وقت قریب آ پہنچا ہے پھر لباس تبدیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسن مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر (پروردہ حضرت علی) نے آپ کی ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: کہ بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے۔ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی پر زور سے لوہے کی سلاخ ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے: بسم اللہ وتوکلت علی اللہ۔ سودان بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ شروع ہو گیا۔ عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر نیزوں کے پیہم نو وار کیے۔ ایک ازلی شقی نے بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے ذوالنورین کی شمع حیات بجھ گئی[2] انا للہ وانا الیہ راجعون شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور اس خونِ ناحق سے جو آیت رنگین ہوئی وہ یہ تھی: فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (بقرہ ۱۳۷) "تمہارے لیے اللہ تعالٰی کافی ہے اور اللہ تعالٰی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔" اس جانکاہ حادثہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔ تین دن تک آپ کا جسدِ مبارک تدفین سے محروم رہا اور قتل کرنے کے بعد ظالموں نے آپ کا گھر بھی لوٹ لیا۔

عظمتِ عثمان

تمام دنیا کی تاریخ اٹھا کر ایک نظر ڈالیے، تاریخ عالم میں آپ کو کہیں ایسی مثال نہیں ملے گی کہ کسی حکمران کے خلاف کچھ لوگ باغی ہو جائیں اور اس حکمران کو اپنی ذات اور اپنی حکومت کے تحفظ کے متعدد وسائل حاصل ہوں نہ صرف یہ بلکہ جانثار، رفقاء، ارکان دولت اور تمام افواج سب اس کے حامی ہوں باغیوں کے قلع قمع کرنے کے لیے بے تاب ہوں اور بار بار اس حکمران سے باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ کر رہے ہوں لیکن وہ حکمران محض اس سبب سے ان لوگوں کو باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ کہیں ایک جان کی بقاء کے لیے سینکڑوں جانیں تلف نہ ہو جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے دو ہزار سے بھی کم افراد تھے اور مکان کے اندر اور باہر ان کے جانثار اس سے کہیں زیادہ تھے۔ آخری وقت تک آپ کے جانثار اور رفقاء آپ سے باغیوں کے مقابلہ اور ان کے محاصرہ توڑنے کی اجازت طلب کرتے رہے لیکن آپ کا صرف ایک ہی جواب تھا کہ "میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔"

---

[1] محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳۔

[2] حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۸۵، مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہمارے محترم ہیں ان سے عقیدت اور محبت ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے وہ دونوں ـــــ مجتہد تھے اور اپنے اپنے نزدیک ہر ایک کا موقف اخلاص اور للٰہیت پر مبنی تھا وہ دونوں صحابی ہیں ہم ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی ایک لفظ سننا نہیں چاہتے۔ ان کی عظمتیں ہمارے دین کا سرمایہ ہیں۔ اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں تقریباً پانچ سال تک محض خلافت کے تحفظ کے لیے دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہتا رہا اور شہداء کا انبار لگتا رہا۔ اس کے برعکس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھیے جنھوں نے چالیس روز تک محاصرہ میں رہنا۔ ضروریات زندگی سے محروم ہونا اور خندہ پیشانی سے بھوک و پیاس برداشت کرنا گوارہ کیا لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی خاطر کسی ایک مسلمان کے خون کا قطرہ بھی گرانا گوارہ نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد یہ سعادت کسی کے حصہ میں نہیں آئی کہ اس نے دیارِ رسول کو اپنی خلافت کا مستقر بنایا ہو۔ اسلامی حکمرانوں میں وہ دیارِ رسول کے آخری خلیفہ تھے انھوں نے اس وقت بھی مدینہ چھوڑنا گوارا نہیں کیا جب ذک خنجر ان کی شہ رگ کے بہت قریب نظر آرہی تھی۔ تاریخ میں ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ کسی عظیم شخصیت کے جانثار اس پر قربان ہونے کی اجازت چاہتے ہوں۔ بار بار بے تابی سے تقاضا کرتے ہوں مگر وہ کسی کو اس کی اجازت نہ دیتا ہو اس کو اپنی جان بچانے کے لیے خطرہ کی جگہ سے نکل جانے کا موقع ملا ہو مگر وہ عزم و استقلال کا کوہ گراں اپنی جگہ پر قائم رہا ہو۔ اے عثمان! تمہاری عظمتوں کا کیا کہنا تم نے مکہ کی حرمتوں کو خطرہ میں پڑنے دیا نہ مدینہ کو میدان جنگ بننے دیا۔ اپنی جان کے تحفظ کے لیے دیارِ رسول چھوڑا نہ اپنے جانثاروں اور رفقاء میں سے کسی کی زندگی کو خطرہ میں پڑنے دیا۔ حتیٰ کہ آخری وقت میں اپنے بیس غلاموں کو بھی آزاد کر کے نکل جانے دیا اور ظلم و ستم کے تمام وار تنہا اپنی جان پر جھیل گئے۔

یوں تو اسلام کے ہر دور میں لوگ شہید ہوتے رہے ان شہداء میں سے کسی کا خون اُحد کی گھاٹیوں میں گرا، کسی کا خون کربلا کی سرزمین پر گرا مگر سلام ہو تمہارے خون پر اے عثمان جو قرآن کریم کی آیات پر گرا۔ جس شہید کا خون جس جگہ گرتا ہے وہ جگہ اس کی شہادت کی گواہی دیتی ہے۔ کسی کی شہادت کی گواہی بدر اور اُحد کی سرزمین دے گی۔ کسی کی شہادت کی گواہی میدانِ کربلا دے گا اور اے عثمان تمہاری شہادت کی گواہی قرآن کریم کے اوراق دیں گے۔ حشر کے دن ہر شخص جس حال میں شہید ہوا اسی حال میں اُٹھے گا کوئی شہید احرام باندھے ہوئے اٹھے گا کوئی سجدہ کرتے ہوئے اٹھے گا۔ اور سلام ہو تمہاری عظمتوں پر اے عثمان کہ تم میدانِ حشر میں اللہ کا کلام پڑھتے ہوئے اٹھو گے۔ [1]

---

[1] حضرت عثمان کے متعلق یہ تمام بحث ہم نے مقالات سعیدی سے نقل کر دی ہے، حضرت عثمان کی سیرت اور مزید محامد و محاسن پڑھنے کے لیے مقالات سعیدی کو پڑھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۴۷ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۰۹۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَاَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيرِيُّ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ يُوسُفَ الْمَاجِشُونِ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ) حَدَّثَنَا يُوسُفُ اَبُو سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ سَعِيدٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا فَلَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ فَقَالَ اَنَا سَمِعْتُهُ فَقُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهُ فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ عَلَى اُذُنَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ وَاِلَّا فَاسْتَكَّتَا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ سنو بلا شبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ میں حضرت سعد سے یہ حدیث بالمشافہ سن لوں۔ میری حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو عامر بن سعد کی یہ روایت سنائی انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو خود سنا ہے، میں نے کہا آپ نے خود سنا ہے؟ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں پر رکھیں اور کہا اگر میں نے خود نہ سنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

۶۰۹۶ - وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضَى اَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا، حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے! البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۶۰۹۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۰۹۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ) قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ اِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد کو امیر بنایا تو ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ابو تراب کو برا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَمَرَ مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ فَقَالَ اَمَّا مَاذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ اَسُبَّهٗ لَاَنْ تَكُوْنَ لِیْ وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَهٗ خَلَّفَهٗ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِیْ مَعَ النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ رَجُلًا یُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوْا لِیْ عَلِیًّا فَاُتِیَ بِهٖ اَرْمَدَ فَبَصَقَ فِیْ عَیْنِهٖ وَدَفَعَ الرَّایَةَ اِلَیْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلِیْ۔

کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ حضرت سعد نے کہا مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھیں، اس لیے میں ان کو کبھی بُرا نہیں کہہ سکتا، اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی میرے لیے فرمائی ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی میں حضرت علی کو چھوڑ دیا اور حضرت علی نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ دیا، تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے کہ موسیٰ کے لیے ہارون تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا! اور غزوہ خیبر کے دن میں نے آپ سے یہ سنا کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے، حضرت سعد نے کہا پھر ہم سب اس کے انتظار میں تھے، آپ نے فرمایا علی کو میرے پاس لاؤ، حضرت علی کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب آیت نازل ہوئی (ترجمہ) آپ کہیے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور کہا اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔

۶۰۹۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔

٦١٠٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَقَالَ امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ قَالَ قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، پھر میں اس دن آپ کے سامنے اس امید سے آیا کہ آپ مجھے اس کے لیے بلائیں، حضرت ابوہریرہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ابی طالب کو بلایا، اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اور فرمایا جاؤ ادھر ادھر التفات نہ کرنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے حضرت علی کچھ دور گئے پھر ٹھہر گئے، اور ادھر ادھر التفات نہیں کیا، پھر انھوں نے زور سے آواز دی، یا رسول اللہ! میں لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کروں، آپ نے فرمایا تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت نہ دیں، اور جب وہ یہ گواہی دے دیں تو پھر انھوں نے تم سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا الا یہ کہ ان پر کسی کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

٦١٠١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ (وَاللَّفْظُ هٰذَا) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا قَالَ فَلَمَّا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، حضرت سہل نے کہا پھر صحابہ نے اس حال میں رات گذاری کہ دیکھئے حضور کس کو جھنڈا عطا فرماتے ہیں، جب صبح کو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ہر شخص کو یہ توقع تھی کہ حضور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيْهِ فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

اس کو جھنڈا عطا کریں گے، آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ، حضرت علی کو بلایا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اور ان کے حق میں دعا کی، ان کی آنکھیں اس طرح ٹھیک ہوگئیں گویا کبھی دکھی ہی نہ تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میں ان سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں، آپ نے فرمایا نرمی سے روانہ ہو، جب تم ان کے میدان میں اتر جاؤ تو ان کو اسلام کی دعوت دینا، اور ان کو یہ بتانا کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں، بخدا اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص ہدایت پا جائے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۶۱۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيْلَ) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ بِالرَّايَةِ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، پھر انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا، پھر حضرت علی نکلے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملے، جب وہ شب آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کل جھنڈا وہ شخص لیگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول کو اس سے محبت ہوگی، پھر اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں اس کی توقع نہیں تھی، صحابہ نے کہا یہ حضرت علی ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا کر دیا، اور اللہ نے ان کو فتح دیدی۔

۶۱۰۳ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا

زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے،

Ataunnabi.com

اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي اَبُوْ حَيَّانَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ اِلَى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِي وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَقَدُمَ عَهْدِي وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ اَعِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّي فَاُجِيبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي اَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ اَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنْ اَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ قَالَ وَمَنْ هُمْ قَالَ هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ قَالَ نَعَمْ۔

حصین نے کہا اے زید! آپ کو بہت خیر کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، ان کی حدیث سنی، ان کے ہمراہ جہاد کیا اور ان کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں، اے زید! آپ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنائیے، حضرت زید نے کہا اے بھتیجے! بخدا اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور ایک مدت گذر گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث مجھے یاد تھیں ان میں سے بعض کو میں بھول گیا، سو جو حدیث میں تم کو بیان کروں، اس کو قبول کرلو، اور جس کو میں نہ بیان کروں اس کا تم مجھے مکلف نہ کرو، پھر انہوں نے کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے مدینہ اور مکہ کے درمیان اس تالاب پر کھڑے ہوئے جس کو خم کہتے ہیں، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا، اے لوگو! سنو میں ایک بشر ہوں عنقریب میرے رب کا پیغام لانے والا (یعنی فرشتہ اجل) میرے پاس آئے گا اور میں اس کو لبیک کہوں گا، میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، اللہ کی کتاب پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو، پھر آپ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا اور (دوسرے) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا آپ کی ازواج بھی اہل بیت سے ہیں، لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا، کہا وہ کون ہیں؟ کہا وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہا ہاں۔

۶۱۰۴ - وحدثنا محمد بن بكار بن الريان حدثنا حسان (يعني ابن إبراهيم) عن سعيد بن مسروق عن يزيد بن حيان عن زيد بن أرقم عن النبي صلى الله عليه وسلم وساق الحديث بنحوه بمعنى حديث زهير.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مثل مروی ہے۔

۶۱۰۵ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا محمد بن فضيل ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا جرير كلاهما عن أبي حيان بهذا الإسناد نحو حديث إسماعيل وزاد في حديث جرير كتاب الله فيه الهدى والنور من استمسك به وأخذ به كان على الهدى ومن أخطأه ضل.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے، جس نے اس کتاب کو تھام لیا اور اس کے ساتھ تمسک کیا وہ ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔

۶۱۰۶ - حدثنا محمد بن بكار بن الريان حدثنا حسان (يعني ابن إبراهيم) عن سعيد (وهو ابن مسروق) عن يزيد بن حيان عن زيد بن أرقم قال دخلنا عليه فقلنا له لقد رأيت خيرا لقد صاحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم وصليت خلفه وساق الحديث بنحو حديث أبي حيان غير أنه قال ألا وإني تارك فيكم ثقلين أحدهما كتاب الله عز وجل هو حبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على ضلالة وفيه فقلنا من أهل بيته نساؤه قال لا وايم الله إن المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع إلى أبيها وقومها أهل بيته أصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده.

زید بن حیان کہتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، ہم نے ان سے کہا آپ نے بہت اچھا زمانہ دیکھا ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے: البتہ اس میں یہ ہے سنو! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے، جو اللہ کی رسی ہے جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو ترک کرے گا وہ گمراہی پر ہوگا اور اس روایت میں یہ بھی ہے ہم نے کہا آپ کے اہل بیت آپ کی ازواج ہیں کہا نہیں اللہ کی قسم! ایک عورت مرد کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو جاتی ہے اہل بیت سے مراد آپ کے والد گرامی اور آپ کے عصبات ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

۶۱۰۷ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا عبد العزيز (يعني ابن أبي حازم) عن أبي حازم عن سهل بن سعد قال استعمل على المدينة

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا اس نے حضرت سہل بن سعد کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت علی کو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ مَرْوَانَ قَالَ فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ فَاَبٰى سَهْلٌ فَقَالَ لَهٗ اَمَّا اِذْ اَبَيْتَ فَقُلْ لَعَنَ اللّٰهُ اَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اِسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَبِي التُّرَابِ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اِذَا دُعِيَ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهٖ لِمَ سُمِّيَ اَبَا تُرَابٍ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَآءُهٗ عَنْ شِقِّهٖ فَاَصَابَهٗ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهٗ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ اَبَا التُّرَابِ قُمْ اَبَا التُّرَابِ۔

برا کہے حضرت سہل نے انکار کیا، اس نے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو یوں کہو اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے، حضرت سہل نے کہا حضرت علی کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے، راوی نے ان سے کہا ہمیں ان کا وہ قصہ بتاؤ کہ ان کا نام ابوتراب کیسے رکھا گیا؟ انھوں نے کہا ——— ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر آئے تو حضرت علی گھر میں نہیں تھے، فرمایا تمہارا عم زاد کہاں ہے؟ کہا میرے اور ان کے درمیان کوئی شکر رنجی ہو گئی جس سے غضب ناک ہو کر وہ گھر سے چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے کہا جاؤ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے آکر کہا وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے پاس گئے درآں حالیکہ وہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک جانب سے ان کی چادر ڈھلکی ہوئی تھی اور ان پر مٹی لگی ہوئی تھی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے ابوتراب اٹھو، اے ابوتراب اٹھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الہاشمی۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ ان کے والد کا نام عبد مناف ہے، ایک قول یہ ہے کہ آپ کی کنیت ہی ان کا نام ہے، ہاشم کا نام عمرو ہے، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے، آپ کی کنیت ابوالحسن ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی اور داماد ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا وسیدۃ نساء العلمین ان کے نکاح میں تھیں، حضرت علی پہلے ہاشمی تھے جو دو ہاشمیوں کے درمیان پیدا ہوئے، اور یہ بنو ہاشم کے پہلے خلیفہ تھے، حضرت علی جعفر، عقیل اور طالب سے چھوٹے تھے، کثیر علماء کے نزدیک حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے، جس کی تفصیل عنقریب آئے گی، حضرت علی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، اور بدر، احد، خندق، بیعۃ رضوان اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، البتہ تبوک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل کی حفاظت کے لیے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، یوم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بدر میں جھنڈا عطا کرنے میں اختلاف ہے، جنگ اُحد میں جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا جب وہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک بار مہاجرین کا اور ایک بار مہاجرین اور انصار کا بھائی بنایا اور ہر بار حضرت علی سے یہ کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ لہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے اسلام قبول کرنے اور نماز پڑھنے کے ایک دن بعد حضرت علی آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت علی نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کر لیا اور جس دین کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث کیا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے اور لات اور عزیٰ کے ساتھ کفر کرنے کی دعوت دیتا ہوں، حضرت علی نے کہا اس چیز کو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنا، میں اس وقت تک اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ ابو طالب سے اس کے بارے میں گفتگو نہ کر لوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان کرنے سے پہلے اپنے راز کے فاش ہونے کو ناپسند کیا، آپ نے فرمایا اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے تو اس امر کو مخفی رکھو، پھر حضرت علی نے ایک رات توقف کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے دل میں اسلام ڈال دیا پھر صبح کو حضرت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھ پر کیا چیز پیش کی تھی؟ آپ نے فرمایا تم گواہی دو کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ اور لات، عزیٰ اور انداد کے ہر شریک سے برأت اور بیزاری کا اظہار کرو۔ حضرت علی نے اسی طرح کیا اور اسلام قبول کر لیا، ابو طالب کے ڈر سے حضرت علی کئی دن تک حضور کے پاس مخفی طریقہ سے آتے رہے اور اپنے اسلام کو مخفی رکھا، حضرت علی پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام تھا کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی تھی، مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت علی دس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے تھے (یعنی بچوں میں) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی نے منگل کے دن اسلام قبول کیا، حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی نے اسلام قبول کیا، جب ابراہیم نخعی نے یہ روایت سنی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا سب سے پہلے حضرت ابو بکر اسلام لائے تھے، حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ اس امت میں مجھ سے پہلے کسی نے اللہ کی عبادت نہیں کی، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، پھر حضرت علی ایمان لائے، حضرت ابو ذر، حضرت مقداد، حضرت خباب اور حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے، ان صحابہ نے حضرت علی کو

لہ۔ علامہ ابو الحسن علی بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسرے تمام صحابہ پر فضیلت دی ہے، حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد پندرہ سال کی عمر میں حضرت علی نے اسلام قبول کیا، محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ پہلے حضرت علی اسلام لائے یا حضرت ابوبکر؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ! سب سے پہلے حضرت علی اسلام لائے تھے، لوگوں پر یہ امر اس لیے مشتبہ ہو گیا کہ حضرت علی نے ابو طالب سے اپنا اسلام مخفی رکھا تھا، اور حضرت ابوبکر اسلام لائے اور انھوں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ [۱]

مصنف کہتا ہے کہ علامہ ابن اثیر جزری نے حضرت علی کے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں یہ تمام روایات اپنی اسانید کے ساتھ ذکر کی ہیں، لیکن جمہور مورخین محدثین اور فقہاء کا یہ موقف ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے ہیں اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہما اور صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صحابہ کے ہجرت کرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہرے رہے، آپ مکہ سے ہجرت کرنے کے معاملہ میں حکم الٰہی کے منتظر تھے، حتیٰ کہ جب قریش مکہ میں جمع ہوئے اور انھوں نے مل کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف تدبیر کی، تو جبرئیل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے یہ کہا کہ جس مکان میں آپ رات کو رہتے ہیں آج رات اس مکان میں نہ رہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر لیٹیں اور آپ کی سبز چادر کو اوڑھ لیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر کے دروازے سے نکل گئے درآں حالیکہ کفار آپ کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، پھر مسلمان لگاتار ہجرت کرکے جانے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کے بعد مدینہ آئے اور ان کو کسی ابتلاء کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ میں مؤخر کیا تھا۔ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ آپ کے بستر پر لیٹیں اور تین دن گھر میں رہیں اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دیں، حضرت علی اس حکم کی تعمیل کے بعد رسول اللہ سے جا ملے۔

ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے گھر چھوڑا اور یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کی وصیتیں اور امانتیں ادا کر دیں، حضرت علی نے تمام امانتیں ادا کر دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ رات آپ کے بستر پر لیٹیں قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھ رہے تھے، انھوں نے حضرت علی کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں، حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو انھوں نے حضرت علی کو دیکھا انھوں نے کہا، اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جاتے تو علی کو اپنے ساتھ لے جاتے، اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش سے روک لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ آنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی حضور کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے، حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: علی کو بلاؤ، آپ کو بتایا گیا کہ اب حضرت علی میں چلنے کی سکت نہیں رہی، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، حضرت علی کو گلے لگایا اور ان کے پاؤں کے ورم کو دیکھ کر حضور کی آنکھوں میں آنسو آگئے، حضرت علی کے پیروں سے خون رس رہا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاؤں پر دست شفقت پھیرا، لعاب دہن لگایا اور صحت کی دعا کی، پھر وہ پیر بالکل ٹھیک ہو گئے اور حضرت علی کی شہادت

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تک پھر ان پیروں میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت

ابو اسحاق نے بیان کیا ہے کہ تمام اہل تاریخ اور اہل سند کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بدر اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں حاضر رہے، البتہ صرف غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہو سکے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے مدینہ چھوڑ دیا تھا، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں سولہ زخم لگے، ہر بار زخم لگنے سے وہ زمین پر گر پڑتے اور جبرائیل امین آکر ان کو اٹھاتے تھے، ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ تمام جنگوں میں جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور قتال کے وقت حضرت علی ان سے جھنڈا لے لیتے تھے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن حضرت ابو بکر نے جھنڈا لیا، دوسرے دن حضرت عمر نے جھنڈا لیا، ایک قول ہے محمد بن مسلمہ نے جھنڈا لیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو خیبر کو فتح کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جھنڈا منگوایا، پھر حضرت علی کو بلوایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، پھر ان کی آنکھوں میں دست شفا پھیرا اور ان کو جھنڈا دیا۔ جنگوں کے سلسلے میں حضرت علی کی داستان بہت طویل ہے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بہ کثرت احادیث روایت کی ہیں، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محمد، حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عبد اللہ بن جعفر، حضرت عبد اللہ بن الزبیر، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو رافع، حضرت صہیب، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبد اللہ۔ حضرت ابو امامہ، حضرت ابو سریحہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سفینہ، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت ابو لیلیٰ، حضرت براء بن عازب، حضرت عمارہ بن رویبہ، حضرت بشر بن سحیم، حضرت ابو الطفیل حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ، حضرت جریر بن عبد اللہ، حضرت عبد الرحمن بن ابی اشیم، اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابو البختری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے یمن کی طرف بھیج رہے ہیں لوگ مجھ سے قضاء کے متعلق سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء کا کوئی علم نہیں ہے، آپ نے فرمایا قریب آؤ، میں قریب ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا، پھر دعا کی: اے اللہ! اس کی زبان کو ثابت اور دل کو ہدایت پر رکھ، اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور روح کو پیدا کیا، اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ قضا کو جاننے والے حضرت علی ہیں، سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر کسی ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس کے حل

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] 〃　〃　〃　، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۱　〃　〃　〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے لیے حضرت علی نہ ہوں۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد

عبد اللہ بن منیف نے بیان کیا کہ حضرت علی نے فرمایا دنیا مردار ہے جو شخص دنیا سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہو وہ کتوں کے ساتھ اختلاط پر صبر کرے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی زینت کے ساتھ مزین کیا ہے جس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک بندوں کے لیے اور کوئی زینت نہیں ہے، وہ زینت دنیا میں زہد (بے رغبتی) ہے، اللہ نے تم کو ایسا بنایا ہے کہ تم کو دنیا میں کچھ نہیں ملے گا اور دنیا کو تم سے کچھ نہیں ملے گا، اللہ تعالیٰ نے تم کو مسکینوں کی محبت دی ہے اور وہ تمہاری امامت پر راضی ہوں گے۔ اور تم ان کی اتباع پر راضی ہوگے۔ اس شخص کے لیے خوشی ہو جو تم سے محبت رکھے اور تمہاری تصدیق کرے، اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جو تم سے بغض رکھے اور تمہاری تکذیب کرے، اور جو لوگ تم سے محبت کریں گے اور تمہاری تصدیق کریں گے وہ تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے محل کے رفیق ہوں گے، اور جو لوگ تم سے بغض رکھیں گے اور تمہاری تکذیب کریں گے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ قیامت کے دن ان کو کذابین کی صف میں اٹھائے۔ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا ایک وقت وہ تھا جب میں بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ میں ایک دن میں چار ہزار دینار صدقہ کرتا ہوں۔ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ "جو لوگ اپنے مالوں کو رات اور دن میں، پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، حضرت علی کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم انھوں نے رات میں خرچ کیا ایک دن میں، ایک پوشیدہ طریقہ سے اور ایک ظاہراً۔ زر بن حبیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تم سے محبت صرف مومن کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق رکھے گا، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! علی کا چہرہ دکھانے سے پہلے مجھ پر موت طاری نہ کرنا" حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طائف کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور کافی دیر تک سرگوشی میں ان سے بات کی، بعض صحابہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد سے بہت طویل کلام کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے علی سے سرگوشی میں کلام نہیں کیا، یہ کلام اللہ نے کیا تھا، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۳ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

[2] ؍ ؍ ؍ ؍ ؍ ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۴-۲۳،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے (یعنی علی میرے خاندان سے ہے اور میرے انوار ولایت کا ظہور علی سے ہوگا) اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی (محبوب) ہے، عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ نے روایت کیا اور بارہ بدری صحابہ نے اس روایت کی گواہی دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خم کے تالاب کے پاس فرمایا: کیا میں مومنوں کی روحوں سے زیادہ اولیٰ (بالتصرف) نہیں ہوں؟ اور کیا میری ازواج مومنوں کی مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ (محبوب) ہیں، اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اس سے بغض رکھ جو علی سے بغض رکھے، حضرت ابن الخطاب نے کہا: اے علی! تم اس حال میں صبح کو اٹھتے ہو کہ ہر مومن کے تم محبوب ہوتے ہو، ابن ظالم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا میں جتنی محبت علی سے کرتا ہوں کسی اور سے اتنی محبت نہیں کرتا، انہوں نے کہا تم ایک جنتی شخص سے محبت کرتے ہو، پھر یہ حدیث بیان کی کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کا نام لے کر جنت کی بشارت دی، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود (علامہ ابن اثیر نے صرف نو صحابہ کا ذکر کیا ہے، دوسری روایات میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا ذکر ہے)، اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور سعد بن مالک کا ذکر نہیں ہے۔) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا، حضرت علی نے آکر حضور سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے گا، آپ نے فرمایا اگر تم نے ابوبکر کو امیر بنایا تو تم اس کو امین پاؤ گے، دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب، اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرنے والے نہیں ہیں، اور اگر تم نے علی کو امیر بنایا تو تم اس کو ہادی و مہدی پاؤ گے جو تم کو صراط مستقیم پر لے کر چلے گا اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو امیر نہیں بناؤ گے۔ عمرو مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اور میرا گمان یہ تھا کہ اس خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں، لیکن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کر لیا پس میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور میرا گمان یہ

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۰۔۲۷ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تھا کہ حضرت ابو بکر میرے علاوہ کسی اور کو جانشین نہیں بنائیں گے، لیکن انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین نامزد کیا۔ سو میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر جب حضرت عمر شہید ہوئے تو میرا خیال تھا وہ مجھ سے اعراض نہیں کریں گے لیکن انھوں نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے مع میت چھ آدمیوں کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی، اور اس شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا، پھر میں نے ان کے احکام سنے اور ان کی اطاعت کی، پھر حضرت عثمان شہید کر دیے گئے اور لوگوں نے بغیر کسی جبر کے خوشی خوشی مجھ سے بیعت کر لی، پھر لوگوں نے بیعت توڑ دی اب میرے سامنے دو صورتیں تھیں یا تو ان کے خلاف تلوار اٹھاتا یا پھر رسول اللہ پر اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے تھے ان کا انکار کر دیتا۔ اسماعیل خطبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی کو خلیفہ بنایا گیا، ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو صحابہ اور دوسرے تمام مسلمان دوڑتے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور وہ سب کہتے تھے کہ امیر المومنین علی ہیں، حتیٰ کہ حضرت علی کے گھر گئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت علی نے یہ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ منصب اہل بدر کا ہے، جس کی خلافت پر اہل بدر راضی ہو جائیں گے، خلیفہ وہی ہوگا، پھر ہر شخص حضرت علی کے پاس آیا اور کہا ہم آپ سے زیادہ کسی اور شخص کو خلافت کا حقدار نہیں پاتے، آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے، حضرت علی نے کہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کہاں ہیں کیونکہ سب سے پہلے حضرت عثمان کی بیعت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کی تھی، پھر حضرت علی مسجد نبوی میں جا کر منبر پر بیٹھے، پھر سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت طلحہ نے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت زبیر نے بیعت کی، پھر باقی صحابہ نے آپ کی بیعت کی۔

جب لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کر لی تو بعض صحابہ نے بیعت نہیں کی، ان میں حضرت ابن عمر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ تھے۔ حضرت علی نے ان پر بیعت لازم نہیں کی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیعت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ لوگ امر خلافت میں غیر جانب دار رہے۔ ——— اور حضرت معاویہ سمیت اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے جنگ کی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں، حق سے تجاوز کرنے والوں اور حق سے خروج کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہم کس کے ساتھ ان کے خلاف لڑیں۔ آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہوں گے عبداللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا میں صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے صادق مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تم کو اس وقت تک موت نہیں

[۱] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۳-۳۰، ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آئے گی جب تک کہ تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ (خون سے) رنگین نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا قوم کا سب سے بدبخت شخص تم کو قتل کریگا، جیسے قوم ثمود کے بدبخت آدمی نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔

امام محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ خوارج کے تین شخص مکہ میں جمع ہوئے، عبدالرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن بکیر تیمی انھوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ یہ تین شخصوں کو قتل کریں گے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کو اور ان کو قتل کرکے مسلمانوں کو ان سے نجات دلائیں گے، ابن ملجم نے کہا میں علی کو قتل کروں گا، برک نے کہا میں معاویہ کو قتل کروں گا اور عمرو بن بکیر نے کہا میں عمرو بن العاص کو قتل کروں گا، وہ سب ایک دوسرے سے عہد اور میثاق کرکے اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے، ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ اشجعی کو اپنا ہم راز بنایا اور اس کو ساتھ لیا، جب فجر کی نماز کے وقت حضرت علی مسجد میں آئے یہ دونوں اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور زور سے نعرہ مارا "اے علی حکومت اللہ کی ہے تمہاری نہیں ہے" ابن ملجم نے تلوار ماری جو پیشانی کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچی اور شبیب کی تلوار طاق میں لگی پھر لوگ ان کو پکڑنے کے لیے دوڑے، شبیب نکل گیا اور ابن ملجم پکڑا گیا، جب ابن ملجم کو حضرت علی کے پاس لایا گیا تو حضرت علی نے فرمایا اس کو آرام سے رکھو، اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو میرے ساتھ لاحق کر دینا، حضرت علی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات تک زندہ رہے اور انیس رمضان ۴۰ھ کو فوت ہو گئے، حضرت حسن، حضرت حسین اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، حضرت علی کی تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹے گئے، اس کی آنکھیں نکال دی گئیں، زبان کاٹی گئی اور پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔ [1]

حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دینا ان کے استحقاق خلافت کو مستلزم نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶۰۹۶ میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ اس حدیث سے روافض، امامیہ اور شیعہ کے تمام فرقوں نے اس پر استدلال کیا ہے کہ خلافت حضرت علی کا حق تھی اور حضور نے حضرت علی کے لیے وصیت کی تھی پھر ان میں اختلاف ہے، روافض نے تمام صحابہ کی تکفیر کی کیونکہ انھوں نے حضرت علی کے غیر کو خلافت میں مقدم کیا (جیسا کہ ہم شروع میں رجال کشی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں) قاضی عیاض نے کہا جو لوگ تمام صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ جنھوں نے تمام امت اور صدر اول کو کافر قرار دیا انھوں نے نقل شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کو منہدم کر دیا، اور جو لوگ ان غالیوں کے مسلک پر نہیں چلتے ان کا یہ حکم نہیں ہے، کیونکہ امامیہ اور بعض معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ غیر علی کو

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸-۳۴، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مقدم کرنے میں صحابہ نے غلطی کی لیکن وہ کافر نہیں ہیں۔ اس حدیث میں روافض اور امامیہ کی کوئی دلیل نہیں ہے، البتہ اس میں حضرت علی کی ایک فضیلت کا بیان ہے اور خلفاء ثلاثہ کے ان سے افضل ہونے کی نفی نہیں ہے، اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت علی کے خلیفہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت ان کو مدینہ میں خلیفہ بنایا تھا، نہ کہ وصال کے وقت تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کا خلیفہ بنایا تھا، نیز اس حدیث میں حضرت علی کو —— حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے اور حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس سال پہلے میدان تیہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ [۱]

مصنف کے نزدیک یہ حدیث شیعہ کے موقف کے برعکس نتیجہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نہیں تھے، اس لیے حضرت علی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ نہیں ہوں گے، جس طرح حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون عارضی خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت علی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ کے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لیے عارضی اور جزوی خلیفہ تھے۔

حضرت معاویہ کا حضرت سعد سے حضرت علی کو بُرا نہ کہنے کی وجہ دریافت کرنا

حدیث نمبر ۶۰۹۸ میں ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تمہیں ابوتراب کو بُرا کہنے سے کیا چیز مانع ہے؟ علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تاویل کرنا واجب ہے، حضرت معاویہ کے اس قول میں یہ تصریح نہیں ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کو بُرا کہنے کا حکم دیا تھا، بلکہ ان سے بُرا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا، کہ آیا تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے یا اس کا کوئی اور سبب ہے، اگر تم ان کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے بُرا نہیں کہتے تو تم حق پر ہو اور تمہارا نظریہ درست ہے اور اگر اس کا کوئی اور سبب ہے تو اس کو بیان کرو، غالباً حضرت سعد کا تعلق اس جماعت سے تھا جو حضرت علی کو بُرا کہتی تھی اس کے باوجود وہ حضرت علی کو بُرا نہیں کہتے تھے، اس وجہ سے حضرت معاویہ نے یہ سوال کیا، اس حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت سعد سے یہ دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت علی کی رائے کو خطاء نہیں کہتے اور لوگوں سے نہیں کہتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور حضرت علی کی رائے اور اجتہاد غلط تھا۔ [۲]

اہل بیت کی اقسام

حدیث نمبر ۶۱۰۳ میں ہے: حصین نے کہا: اے زید! کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا آپ کی ازواج بھی اہل بیت ہیں لیکن آپ کے اہل بیت

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[۲] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کر دیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر بھی ہوتا ہے اور اہل بیت کا اطلاق آپ کے دیگر خاندان والوں پر بھی ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے مثلاً آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس

بَابٌ ۸۴۸ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَرِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی، آپ نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح شخص آج میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

ف: یہ واقعہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

۶۱۰۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ وَفِي رِوَايَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے، آپ نے فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری حفاظت کرتا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے ہتھیاروں کی آہٹ سنی، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اندیشہ ہوا تو میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی پھر سو گئے، ابن رمح کی روایت میں ہے ہم نے کہا: یہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنُ رُمْحٍ فَقُلْنَا مَنْ هٰذَا؟

کون ہے؟

۶۱۱۰- حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۱۱۱- حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنَّهُ جَعَلَ يَقُولُ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) کے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا، آپ جنگ اُحد کے دن ان سے فرما رہے تھے: "تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو"

۶۱۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی چار اور سندیں بیان کیں۔

۶۱۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ) عَنْ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔

۶۱۱۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٦١١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا، مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلا ڈالا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد سے کہا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں تیر مارو۔ حضرت سعد کہتے ہیں میں نے بغیر پر کا تیر لے کر اس کے پہلو پر مارا جس سے وہ گر پڑا، اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کے گرنے سے) ہنسے حتیٰ کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔

٦١١٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِّنَ الْقُرْآنِ قَالَ حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لَا تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ زَعَمْتَ أَنَّ اللهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ وَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَا آمُرُكَ بِهٰذَا قَالَ مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هٰذِهِ الْآيَةَ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي وَفِيهَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا قَالَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيمَةً عَظِيمَةً فَإِذَا فِيهَا سَيْفٌ فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَفِّلْنِي هٰذَا السَّيْفَ فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ فَقَالَ رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لَامَتْنِي نَفْسِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں، ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک ان سے بات نہیں کریں گی اور کھانا پینا بھی ترک کر دیں گی جب تک کہ وہ دین اسلام کو ترک نہ کر دیں، ان کی والدہ نے کہا اللہ تعالےٰ نے تمہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے، میں تمہاری ماں ہوں اور میں تمہیں حکم دیتی ہوں، وہ تین دن تک اسی حال میں رہیں کھایا نہ پیا اور بے ہوش ہو گئیں، ان کے ایک بیٹے نے جس کا نام عمارہ تھا ان کو پانی پلایا، وہ حضرت سعد کو بددعا دینے لگیں، تب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی، (ترجمہ) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، اگر وہ اس بات کی کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ شریک کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے تو تم ان کی اطاعت مت کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی کرو، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سا مال غنیمت آیا، اس میں ایک تلوار بھی تھی میں وہ تلوار لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَعْطِنِيهِ قَالَ فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قَالَ وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانِي فَقُلْتُ دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ فَأَبَى قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ فَسَكَتَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا قَالَ وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ فَقَالُوا تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِيكَ خَمْرًا وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَإِذَا رَأْسُ جَزُورٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِينَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ يَعْنِي نَفْسَهُ شَأْنَ الْخَمْرِ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۔

کیونکہ میں وہ ہوں جس کا حال آپ کو معلوم ہے، آپ نے فرمایا اس تلوار کو جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دو، میں اس کو گودام میں ڈالنے کے لیے گیا، میرے نفس نے ملامت کی اور میں پھر آپ کے پاس واپس آگیا، میں نے کہا مجھے یہ تلوار عطا فرما دیجیے، آپ نے زیادہ سختی کے ساتھ فرمایا، اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں واپس رکھ دو، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ——— یسئلونك عن الانفال "لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں" حضرت سعد نے کہا میں بیمار ہو گیا، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا، آپ میرے پاس تشریف لائے، میں نے کہا مجھے اپنی مرضی کے مطابق مال تقسیم کرنے کی اجازت دیجیے، آپ نے انکار کیا، میں نے اچھا نصف مال تقسیم کرنے دیں، آپ نے انکار کیا، میں نے کہا اچھا تہائی مال تقسیم کرنے دیں، آپ خاموش رہے، پھر بعد میں تہائی مال کی تقسیم جائز ہو گئی، میں انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس گیا، انھوں نے کہا آؤ ہم تمہیں کھانا کھلائیں اور شراب پلائیں، یہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا، وہاں ان کے پاس اونٹ کا ایک بھنا ہوا سر تھا اور شراب کا ایک مشکا تھا، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب پی، پھر وہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر چھڑ گیا، میں نے کہا مہاجرین انصار سے بہتر ہیں، ایک شخص نے سر کی ایک ہڈی لے کر مجھے ماری، میری ناک زخمی ہو گئی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کی شکایت کی، تب اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

(ترجمہ:) شراب، جوا، بت، فال کے تیر، محض ناپاک ہیں شیطان کے کام ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ أُنْزِلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَنْ سِمَاكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَالَ فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُطْعِمُوهَا شَجَرُوا فَاهَا بِعَصًا ثُمَّ أَوْجَرُوهَا وَفِي حَدِيثِهِ أَيْضًا فَضَرَبَ بِهِ أَنْفَ سَعْدٍ فَفَزَرَهُ وَكَانَ أَنْفُ سَعْدٍ مَفْزُورًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں: اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، شعبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ لوگ جب میری ماں کو کھانا کھلانا چاہتے تو لکڑی سے اس کا منہ کھول کر اس میں کھانا ڈال لیتے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت سعد کی ناک پر لکڑی ماری جس سے ان کی ناک پھٹ گئی اور ہمیشہ پھٹی رہی۔

۶۱۱۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَانِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ فِيَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ قَالَ نَزَلَتْ فِي سِتَّةٍ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ قَالُوا لَهُ تُدْنِي هَؤُلَاءِ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی (ترجمہ:) "اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کریں جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں" (انعام: ۵۲)۔ یہ آیت چھ مسکینوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور ابن مسعود بھی ان میں سے تھے، مشرکین آپ سے کہتے تھے کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔

۶۱۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْرُدْ هَؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ان لوگوں کو بھگا دیجئے یہ ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہ کریں" حضرت سعد نے کہا میں، حضرت ابن مسعود، ہذیل کا ایک شخص، حضرت بلال اور دو اور شخص جن کے نام میں نے نہیں لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو آیا سو آیا، آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: اور ان (مساکین مومنین) کو دور نہ کیجئے جو صبح، شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام ونسب یہ ہے:
سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف، بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری، ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ ہے۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں آپ چھ افراد کے بعد مسلمان ہوئے، ایک قول ہے کہ چار کے بعد مسلمان ہوئے، جس وقت انھوں نے اسلام قبول کیا ان کی عمر سترہ سال تھی، یہ ان عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی اور ان چھ صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی حضرت عمر نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی، جن کے متعلق حضرت عمر نے یہ شہادت دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت ان سے راضی تھے، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے، یہ وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں خون بہایا اور وہ صحابی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تیر چلایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے راہ خدا میں تیر چلایا، بخدا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتے تھے اور درختوں کے پتوں کے سوا ہمارے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز پڑھنے کے بعد پہاڑ کی گھاٹیوں میں اپنی قوم کے خوف سے چھپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک گھاٹی میں حضرت سعد چند صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک کچھ مشرکین آگئے انھوں نے مسلمانوں کو برا کہا اور ان کے دین کی مذمت کی پھر ان سے لڑائی چھڑ گئی، حضرت سعد نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ایک مشرک کے مار کر اس کا سر پھاڑ دیا۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون بہایا گیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایران کے خلاف جو فوج بھیجی اس کا امیر حضرت سعد کو بنایا تھا۔ حضرت سعد نے ایرانیوں کو قادسیہ کے مقام پر شکست دی، حضرت سعد نے ہی مدائن کسریٰ کو عراق میں فتح کیا، کوفہ کی بنیاد رکھی حضرت سعد کو عراق کا گورنر بنایا گیا پھر معزول کر دیا گیا، جب حضرت عمر نے ان کو شوریٰ میں رکھا تھا تو کہا اگر یہ خلیفہ بنا دیے جائیں تو فبہا ورنہ میرے بعد جو شخص بھی خلیفہ بنے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ سعد کو گورنر بنائے، کیونکہ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا پھر ان کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا حاکم بنا دیا۔

قیس بن حازم، حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! سعد کی دعاؤں کو قبول کر، حضرت سعد جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی، لوگوں کو اس کا علم تھا اور وہ حضرت سعد کی بد دعا سے ڈرتے تھے، جب حضرت عثمان شہید کر دیے گئے اور مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ ہوئی تو یہ فتنہ سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے رہے، ان کے بیٹے اور بھتیجے نے یہ چاہا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت سعد لوگوں کو اپنی خلافت کی دعوت دیں لیکن انھوں نے یہ بات نہیں مانی اور سلامتی کو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طلب کیا، حضرت معاویہ نے انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن حضرت سعد نے انکار کیا۔
حضرت سعد نے ۵۵ھ میں وفات پائی، ایک قول ۵۰ھ کا ہے اور ایک قول ۵۴ھ کا ہے۔
مروان نے نماز جنازہ پڑھائی، مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے۔ ۵

بَابٌ ۸۴۹ مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ (وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ) قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جن ایام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کر رہے تھے تو بعض اوقات آپ کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت سعد کے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا۔

۶۱۲۱ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ نَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، آپ نے پھر ترغیب دی تو حضرت زبیر نے کہا میں حاضر ہوں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری (خصوصی مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

۶۱۲۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

حضرت جابر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

---

۵ - علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۳ - ۲۹۰ ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱۲۳ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِي أُطُمِ حَسَّانٍ فَكَانَ يُطَأْطِئُ لِي مَرَّةً فَأَنْظُرُ وَأُطَاطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ فَكُنْتُ أَعْرِفُ أَبِي إِذَا مَرَّ عَلَى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ وَرَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ عورتوں کے ساتھ حضرت حسان کے قلعہ میں تھے کبھی وہ میرے لیے جھک جاتے تو میں دیکھ لیتا، اور کبھی میں ان کے لیے جھک جاتا تو وہ دیکھ لیتے، جب میرے والد ہتھیار باندھے ہوئے گھوڑے پر سوار بنو قریظہ کی طرف نکلے تو میں نے ان کو پہچان لیا، میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد سے کیا تو انھوں نے کہا اے بیٹے تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا ہاں! انھوں نے کہا خدا کی قسم! اس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا تھا اور کہا تھا تم پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں!!

۶۱۲۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ كُنْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي الْأُطُمِ الَّذِي فِيهِ النِّسْوَةُ يَعْنِي نِسْوَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُرْوَةَ فِي الْحَدِيثِ وَلٰكِنْ أَدْرَجَ الْقِصَّةَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جنگ خندق کے دن میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ اس قلعہ میں تھے جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۱۲۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی حرا پر تھے، ایک پتھر ہلنے لگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱۲۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر تھے، وہ ہلنے لگا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حرا ٹھیر جا! تجھ پر صرف نبی ہے، یا صدیق ہے، یا شہید ہے، اس پہاڑ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔

۶۱۲۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَعَبْدَةُ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ لِيْ عَائِشَةُ اَبَوَاكَ وَاللّٰهِ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: بخدا! تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے: "وہ لوگ جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا۔"

۶۱۲۸ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ تَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ وَّالزُّبَيْرَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۲۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ لِيْ عَائِشَةُ كَانَ اَبَوَاكَ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے والدین ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخمی ہونے کے باوجود بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت طلحہ کا نام و نسب یہ ہے، طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمر بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ابو محمد القرشی التیمی، ان کی والدہ کا نام ہے الصعبہ بنت عبد اللہ بن مالک الحضرمیہ۔

حضرت طلحہ، طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض کے نام سے معروف تھے، یہ سابقین اولین میں سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت طلحہ اور زبیر دونوں اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ان دونوں کو بھائی بنا دیا اور ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کو بھائی بنا دیا، حضرت طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ایک ہیں، غزوہ بدر کے وقت شام گئے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے بھی ان کا حصہ رکھا اور ان کو اجر کا مستحق بھی قرار دیا۔

حضرت طلحہ اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ بیعت رضوان میں بھی موجود تھے، غزوہ احد میں ان کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ڈھال بنا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکتے رہے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ بے کار ہو گیا، ان کے سر پر ضرب لگی، اس کے باوجود وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر ایک چٹان پر لے گئے، حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلحۃ الخیر فرمایا اور غزوہ تبوک کے دن مجھے طلحۃ الفیاض فرمایا اور جنگ حنین کے دن مجھے طلحۃ الجود فرمایا۔ جب جنگ احد کے دن حضرت طلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چٹان پر لے گئے تو آپ نے فرمایا طلحہ نے (جنت کو) واجب کر لیا، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے!۔

حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فمنھم من قضٰی نحبہ (احزاب: ۲۳) "ان میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے (شہید ہو کر) اپنی نذر کو پورا کیا" کے مصداق کے متعلق سوال کیا، آپ نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا، اتنے میں، میں سبز کپڑے پہنے ہوئے مسجد کے دروازہ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا من قضٰی نحبہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو من قضٰی نحبہ کا مصداق ہے۔ حضرت طلحہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت زبیر کو یہ یاد دلایا کہ حضور نے فرمایا تھا تم علی سے ناحق لڑو گے تو حضرت زبیر جنگ سے کنارہ کش ہو گئے، حضرت زبیر الگ ہوئے تو حضرت طلحہ بھی الگ ہو گئے، پھر مروان نے حضرت طلحہ کے ایک تیر مارا جو آپ کے پیر پر یا گردن میں لگا اور اس سے حضرت طلحہ شہید ہو گئے، جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کا واقعہ ہوا، اس وقت حضرت طلحہ کی عمر باسٹھ سال تھی۔ ایک قول اکسٹھ سال کا بھی ہے اور ایک قول چونسٹھ سال کا بھی ہے۔

علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہہ رہے ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میری قبر منتقل کر دو، کیونکہ مجھے پانی اذیت پہنچا رہا ہے، اس نے مسلسل تین راتیں یہ خواب دیکھا پھر وہ حضرت ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے اپنا خواب بیان کیا، انھوں نے قبر کو کھدوا تو وہاں پانی پہنچنے سے زمین پر کائی جم گئی تھی، انھوں نے حضرت طلحہ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، دیکھا تو آپ کا جسم صحیح و سالم تھا، اور آنکھوں کے درمیان کا نور اسی طرح رکھا تھا۔ لہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے،

زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الاسدی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت عبد المطلب ہے، یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے آپ پندرہ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے چند دن بعد یہ مسلمان ہو گئے تھے، یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان تھے۔ انھوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کو مکہ میں بھائی بنایا تھا، اور جب انھوں نے مدینہ ہجرت کی تو ان کو اور سلمہ بن سلامہ کو بھائی بنایا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے جنگ جمل کی صبح یہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں میرا ہر عضو زخمی ہوا ہے، حتیٰ کہ شرمگاہ بھی زخمی ہوئی، حضرت زبیر بن العوام وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار میان سے نکالی، اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن ان کو یہ خبر ملی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے پکڑ لیا، حضرت زبیر تلوار نکال کر لوگوں کو چیرتے ہوئے پہنچے، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی وادی میں تھے، آپ نے فرمایا: اے زبیر کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا میں نے یہ سنا تھا کہ آپ کو پکڑ لیا گیا ہے، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی تلوار کے لیے دعا کی۔

حضرت زبیر، بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور دیگر تمام مشاہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، فتح مصر میں بھی موجود تھے، یہ ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی گئی، حضرت عمر نے ان کو شوریٰ کے لیے منتخب کیا، اور کہا یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت راضی تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں حضرت علی کے خلاف صف آراء ہوئے، حضرت علی نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا تم کو وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا کہ تم ایک

لہ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۶۱-۵۹ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دن اس (علی) سے ناحق لڑ رہے ہو، حضرت زبیر کو یہ واقعہ یاد آگیا وہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ وادی سباع میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے آپ کو حالت نماز میں قتل کر دیا۔ وہ حضرت زبیر کی تلوار لے کر حضرت علی کے پاس آیا، حضرت علی نے کہا یہ وہ تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کی ہے، پھر کہا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو، دس جمادی الاولی ۳۶ ھ کو آپ کی شہادت ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ستسٹھ سال تھی۔ [1]

بَابُ ۸۵ فَضَائِلِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۱۳۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنًا وَاِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُھَا الْاُمَّۃُ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

۶۱۳۱ - حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَھُوَ ابْنُ سَلَمَۃَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَھْلَ الْیَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا یُعَلِّمُنَا السُّنَّۃَ وَالْاِسْلَامَ قَالَ فَاَخَذَ بِیَدِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ فَقَالَ ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجیے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے، حضرت انس کہتے ہیں حضور نے حضرت ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

۶۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ یُحَدِّثُ عَنْ صِلَۃَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ جَآءَ اَھْلُ نَجْرَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ ابْعَثْ اِلَیْنَا رَجُلًا اَمِیْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْکُمْ رَجُلًا اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ حَقَّ اَمِیْنٍ قَالَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل نجران آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک امین شخص بھیجیے، آپ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو امین ہے وہ یقیناً امین ہے وہ یقیناً امین ہے، لوگ اس شخص کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، پھر حضور نے ابو عبیدہ بن جراح

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۹۹-۱۹۶ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ۔

کو بھیجا۔

۶۱۲۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا نام و نسب یہ ہے:

عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ۔ یہ اپنی کنیت ابوعبیدہ اور اپنے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے مشہور ہوگئے، اور ان کو ابوعبیدہ بن جراح کہا جانے لگا۔

حضرت ابوعبیدہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، یہ سابقین اسلام میں سے ہیں، انھوں نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، بدر، اُحد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

غزوۂ بدر میں کفار کی طرف سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے والد مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے تھے، حضرت ابوعبیدہ کی محبت توحید، نسبی محبت پر غالب آئی اور ایک ہی وار میں کافر باپ کا کام تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جذبہ اسلام کی داد دی اور یہ آیت نازل ہوئی:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔

(مجادلہ ۲۲)

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، آپ انھیں اللہ اور اس کے رسول سے عداوت کرنے والوں کے ساتھ محبت کرنے والا نہ پائیں گے، خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور دیگر قریبی عزیز کیوں نہ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو مستحکم کر دیا اور اپنی (پسندیدہ) روح سے ان کی مدد فرمائی۔

غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا، خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرے میں چبھ گئی تھیں، حضرت ابوعبیدہ نے دانتوں سے پکڑ کر وہ کڑیاں کھینچیں جس سے ان کے دو دانت نکل گئے لیکن ان کا چہرہ اور حسین ہوگیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوی امین کا لقب دیا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکر نے کہا میں تمہارے لیے عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک کی خلافت پر راضی ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ نے دمشق کو فتح کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی خلافت میں حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا۔

ایک مرتبہ شام میں حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ سے ملنے آئے، دیکھا ان کے گھر میں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال رکھی تھی، حضرت عمر نے فرمایا۔ آپ کم از کم ضروری سامان تو رکھ لیتے! کہا ہماری ضرورت یہی ہے، قتادہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ کہتے تھے کاش میں ایک مینڈھا ہوتا جس کو ذبح کر کے میرے گھر والے کھا لیتے، حضرت عمران بن حصین نے کہا کاش میں ایک راکھ ہوتا جس کو آندھی اڑا کر لے جاتی، جب طاعون عمواس پھیلا تو سب مسلمان وہاں سے چلے گئے، حضرت ابوعبیدہ دوستوں کے شدید اصرار کے باوجود تقدیر پر صابر و شاکر رہ کر وہیں رہے، ان کی انگلی میں ایک چھنسی نکلی، ۱۸ھ میں مقام فحل سے نماز پڑھنے کے لیے بیت المقدس جا رہے تھے کہ اجل نے آ لیا، آپ کی عمر اٹھاون سال تھی، سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں عنابی رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ آپ کی قبر بیسان میں ہے۔ [1]

بَابُ ۸۵۱ فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۲۴ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِحَسَنٍ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا! اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ۔

۶۱۲۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتَّى جَاءَ سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ثُمَّ انْصَرَفَ حَتَّى أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا، آپ نے مجھ سے کوئی بات کی نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی، حتیٰ کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر واپس مڑے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور فرمایا: کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن، ہم نے یہی گمان کیا کہ ان کی والدہ نے ان کو غسل کرانے اور ان کو ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، کچھ ہی دیر گذری تھی کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور ہر ایک نے دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال دیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس سے محبت کر اور جو اس

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۸۶ - ۸۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے محبت کرے اس سے محبت کر۔

٦١٣٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا، درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

٦١٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا درآں حالیکہ آپ فرما رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

٦١٣٨ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ.

ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں اس سفید خچر کی لگام کو پکڑ کر چلا ہوں جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، حتی کہ میں نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل کیا، یہ آگے تھے اور وہ پیچھے تھے۔

٦١٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت گئے درآں حالیکہ آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے، حضرت حسن بن علی آئے۔ آپ نے ان کو اس چادر میں لے لیا پھر حسین آئے، اور آپ کی چادر میں داخل ہو گئے، پھر حضرت سیدہ فاطمہ آئیں اور آپ نے ان کو اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت علی آئے آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا، پھر یہ آیت پڑھی: اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے نجاست دور کرنے کا اور تم کو پورا پورا پاک کرنے کا ہی ارادہ فرماتا ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، آپ کی ماں حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں جو سیدۃ نساء العٰلمین ہیں، حضرت حسن اہل جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول اور آپ کے ہم شکل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا، ساتویں دن عقیقہ کیا اور بال مونڈے، اور یہ حکم دیا کہ ان کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کر دی جائے، جن کو آپ نے اپنی چادر میں لیا ان میں یہ پانچویں ہیں۔ ابو احمد عسکری نے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد خود حضور نے رکھی تھی۔ حضرت حسن اور حسین سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں رکھے گئے، حضرت حسن نصف رمضان، ۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۹ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ [1]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

مخارق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام فضل نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے اعضا میں سے ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، عنقریب فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کو دودھ پلاؤ گی، پھر حضرت حسن پیدا ہوئے، اور حضرت ام الفضل نے ان کو دودھ پلایا۔

ابوالحوراء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کون سی احادیث یاد ہیں؟ حضرت حسن نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے منہ سے نکال کر پھر صدقہ کی کھجوروں میں ڈال دیا، آپ سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ! ان کھجوروں میں کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر حضرت حسن کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اچانک حضرت حسن اور حضرت حسین آئے وہ دونوں دو سرخ قمیصیں پہنے لڑکھڑا کر چل رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور اپنے پاس بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہی ہیں، میں نے ان دو بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰-۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے اپنا خطبہ منقطع کیا اور ان کو اٹھا لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی مشابہ نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے، ایک شخص نے کہا اے صاحبزادے! آپ کی سواری بہت اچھی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی کیا خوب ہے!

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کے ساتھ تم نے تمسک کیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک چیز دوسری سے عظیم ہے، کتاب اللہ، جو آسمان سے زمین تک اللہ کی رسی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت! یہ دونوں چیزیں ہرگز الگ نہیں ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر آئیں گی، پس غور کرو تم میرے بعد ان کے لیے کیسے جانشین ہوگے!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی نعمتوں کے ساتھ جو صبح کرتے ہو اس وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے اہل بیت کے ساتھ محبت کرو۔

حضرت حسن بن علی نے متعدد بار پیدل حج کیا وہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے حیاء آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور اس تک پیدل چل کر نہ جاؤں، انھوں نے تین بار اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، دو بار اپنا تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ وہ حلیم، کریم اور متقی تھے، ان کا تقویٰ انہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور دنیا سے بے رغبتی پر ابھارتا تھا، انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مدد میں سبقت کی، سنہ رمضان ۴۰ھ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت کی، عراق، خراسان، حجاز اور یمن وغیرہ پر سات ماہ حکومت کی، پھر حضرت معاویہ نے شام سے ان پر فوج کشی کی، اور حضرت حسن نے بھی فوجیں اتار دیں۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضرت حسن نے سوچا کہ کوئی فریق دوسرے پر اس وقت تک غالب نہیں ہوگا جب تک طرفین سے بکثرت مسلمانوں کا خون نہ بہے، پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شرط پر حکومت ان کے سپرد کر دیتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے بعد خلافت ان کے پاس رہے اور یہ کہ ان کے والد کے ایام میں مدینہ، حجاز اور عراق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا اس کا حضرت معاویہ مطالبہ نہیں کریں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور جس شخص کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سید فرمایا ہو اس کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہوگا! [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳-۱۱ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ۴۹ھ میں وفات ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ ۵۰ھ میں وفات ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۵۱ھ میں وفات ہوئی، حضرت حسن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس نے ان کو زہر پلا دیا تھا۔ وہ اس زہر کے اثر سے چالیس دن بیمار رہے اور پھر فوت ہو گئے، جب ان کا مرض زیادہ ہو گیا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اے بھائی مجھے تین بار زہر پلا یا گیا لیکن اس بار سب سے زیادہ شدید زہر تھا جس سے میرا جگر کٹ رہا ہے، حضرت حسین نے کہا آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ کہا تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ کیا تم ان سے قتال کرو گے؟ میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وفات کے وقت حضرت عائشہ کو پیغام بھیجا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے اجازت دے دی، وفات کے بعد حضرت عائشہ سے دوبارہ اجازت طلب کی گئی۔ حضرت عائشہ نے دوبارہ خوشی سے اجازت دے دی لیکن بنو امیہ کے امراء نے مزاحمت کی اس لیے حضرت حسن کو دوسری وصیت کے مطابق آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔ [1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبودار پھول تھے اور سینہ سے نیچے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، آپ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سیدۃ نساء العلمین ہیں۔ [2]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا: نہیں وہ حسن ہے، پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا: نہیں وہ حسین ہے پھر جب میرا تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ ہم نے کہا حرب، آپ نے فرمایا نہیں وہ محسن ہے، پھر فرمایا میں نے حضرت ہارون کی اولاد پر ان کے نام رکھے ہیں شبر وشبیر

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۔۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران
[2] " " " " " " ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۸، ملخصاً ، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دمبشر۔

عمران بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں، زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین شعبان کی آخری تاریخوں میں ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت حسین، حضرت حسن کی ولادت کے ایک سال دس ماہ بعد پیدا ہوئے۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھتا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین بن علی کا سر لایا گیا وہ اس کو طشت میں رکھ کر کریدنے لگا، اور ان کے حسن کے متعلق کوئی تنقیدی کلمہ کہا، حضرت انس نے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، آپ کے سر میں وسمہ (نیل کے پتوں) سے خضاب لگا ہوا تھا۔ [1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما صاحب فضیلت تھے، بکثرت نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے، حج کرتے، صدقہ کرتے، اور تمام نیک کام کرتے، جمعہ کے دن یوم عاشور ار ۶۱ھ میں سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر آپ کو شہید کیا گیا۔ اس جگہ آپ کی قبر مشہور ہے اور زیارت گاہ عوام ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے تو بکثرت اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی، جب حضرت معاویہ نے یزید کے ولی عہد ہونے کی بیعت لی تھی تو حضرت حسین، حضرت ابن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ جب حضرت معاویہ فوت ہو گئے تب بھی حضرت حسین نے یزید کی بیعت نہیں کی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے، مکہ میں آپ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط پہنچے، آپ نے کوفہ روانہ ہونے کی تیاری کی تو ایک جماعت نے آپ کو منع کیا، ان میں آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس وغیرہ شامل تھے۔ حضرت حسین نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے مجھے ایک چیز کا حکم دیا ہے، میں وہی کروں گا جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ عراق گئے تو اس وقت یزید عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا چکا تھا، اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا سپہ سالار عمر بن سعد بن ابی وقاص کو بنا دیا اور اس سے رے (طہران) کی گورنری کا وعدہ کیا، اس لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کی اطاعت کر لیں، حضرت حسین نے اس سے انکار کیا اور ان کا مقابلہ کیا حتیٰ کہ حضرت حسین اور ان کے اہل بیت سے انیس افراد شہید ہو گئے، حضرت حسین کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا، ایک قول ہے شمر بن ذوالجوشن

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰-۱۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے قتل کیا، خولی بن یزید اصبحی نے زخمی کیا، ایک قول یہ ہے کہ عمر بن سعد نے کیا، لیکن صحیح یہ ہے کہ سنان بن انس صبحی نے قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اور شمر قتل پر برانگیختہ کرنے والے تھے اور خولی بن زیاد آپ کا سر کاٹ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے کر گیا تھا۔

جب حضرت حسین کو شہید کر دیا گیا تو عمر بن سعد نے اپنی فوج کو ان کے گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے حضرت حسین کی مبارک لاش کو گھوڑوں سے روندا، کل افراد جو آپ کے ساتھ شہید کیے گئے ان کی تعداد بہتر تھی، جب حضرت حسین کا سر اقدس عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو وہ ایک چھڑی سے آپ کے ہونٹوں کو کرید رہا تھا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی چھڑی ہٹاؤ، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوم رہے تھے، پھر رونے لگے، عبیداللہ بن زیاد نے کہا: اللہ تجھے رُلائے، اگر تو سٹھیا یا ہوا بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑوا دیتا!

سلمٰی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا دراں حالیکہ وہ رو رہی تھیں، میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے، آپ کے سر اور ڈاڑھی پر گرد و غبار تھا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہوا؟ فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا نصف النہار کا وقت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود ہیں، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے، میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یا رسول اللہ! یہ کیا خون ہے؟ آپ نے فرمایا آج حسین شہید کیا گیا ہے اور میں اس کا خون جمع کر رہا ہوں۔

عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد کا سر لا کر اس کو مسجد میں رکھا گیا تو ایک سانپ لوگوں کے سر پھلانگتا ہوا آیا اور عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد نکلا اور غائب ہو گیا اور دوبارہ تین بار اسی طرح اس کے نتھنوں میں گھسا، امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے[۵]۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا محمل

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جب تک امام اور خلیفہ کا کفر بواح ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کی خلافت کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس حدیث کی بناء پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی مخالفت کی، حالانکہ تمام صحابہ اس کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی خلافت منعقد ہو چکی تھی اور اس کا کفر بواح ثابت نہیں ہوا تھا، پھر ان حضرات کی مخالفت کا کیا جواز تھا۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے اس سوال کے حسب ذیل جوابات بیان کیے ہیں:

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لیے اس شقی کی اطاعت کرنا غیر معقول تھا، کیونکہ آپ فرزند رسول تھے،

۵؎ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳-۲۰ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیکن یہ جواب قواعد شرع کے مطابق نہیں ہے کیونکہ ارباب حل وعقد میں سے ایک شخص بھی بیعت کرے تو امامت منعقد ہو جاتی ہے اور امام خواہ فاسق ہو اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

۲- حضرت حسین رضی اللہ عنہ خلافت کے حصول کے لیے نہیں گئے تھے بلکہ کوفہ میں رہائش اختیار کرنے گئے تھے۔ لیکن یہ جواب روایات صحیحہ کے خلاف ہے۔

۳- حضرت حسین رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور آپ کا اجتہاد یہ تھا کہ اس کی خلافت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ کو اس شرط پر خلافت کی تفویض کی تھی کہ ان کے بعد یہ خلافت ان کی اولاد میں منتقل نہیں ہوگی بلکہ اس کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیا جائے گا، اگر یہ سوال ہو کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ شرط ختم ہو گئی اگر یہ کہا جائے کہ ہر چند کہ حضرت معاویہ کا یزید کو ولی عہد بنانا صحیح نہ تھا لیکن جب بشمول صحابہ سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس کی خلافت منعقد ہو گی، اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ سے جبراً بیعت لی گئی تھی اور اگر انھوں نے اختیاراً بیعت کی تھی تب بھی اس کی خلافت ولی عہد بنانے کی صحت پر موقوف ہے، جب ولی عہد بنانا صحیح نہیں تھا تو پھر خلافت کی بیعت بھی صحیح نہیں تھی، اسی وجہ سے (۶۳ھ میں) اہل مدینہ کا یزید کی بیعت توڑنا صحیح تھا اور ان میں صحابہ اور فقہاء تابعین بھی تھے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑنے سے منع کیا اور یہ فرمایا جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا (بخاری و مسلم) اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مجتہد کا حکم دوسرے مجتہد پر لازم نہیں ہے، اگر یہ سوال ہو کہ اگر یزید کے خلاف خروج کرنا اجتہادی امر تھا تو حضرت حسین کے قاتلین کی اس قدر مذمت کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے کسی اجتہادی امر کی بنا پر حضرت حسین کو شہید نہیں کیا تھا بلکہ محض ہوائے نفسانیہ کی بنا پر آپ کو شہید کیا اور آپ کی عزت مجروح کی اور آپ کی ذریت کو نہایت بے حرمتی سے شام کی طرف لے گئے، نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو تاکہ میں اس سے بیعت کر لوں (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ثابت نہیں ہے جیسا کہ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں اس کی تحقیق کی ہے۔ سعیدی غفرلہ) لیکن وہ شقی نہیں مانے اور آپ کو قتل کر دیا۔

۴- ہو سکتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا کفر ثابت ہو اس وجہ سے آپ نے اس کے خلاف خروج کیا ہو۔

۵- ہو سکتا ہے جس وقت حضرت معاویہ نے یزید کو خلیفہ بنایا تھا اس وقت وہ فاسق ہو اس وجہ سے اس کی خلافت اصلاً منعقد نہیں ہوئی جیسا کہ بعض ائمہ کا مذہب ہے (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔) اور حضرت معاویہ نے اس امید سے اس کو ولی عہد بنایا تھا کہ شاید اس کی اصلاح ہو جائے، کیونکہ روایت ہے انھوں نے یہ دعا کی "اے اللہ! اگر یزید میرے گمان کے مطابق ہے تو نبھا ورنہ تو اس کو جلد ہلاک کر دینا۔" حضرت معاویہ کی دعا قبول ہوئی اور اس کی خلافت زیادہ دیر نہ رہی (حاشیہ صفحہ آئندہ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابوعبداللہ وشتانی ابی مالکی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں کفر سے مراد معاصی ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب تک خلفاء اور حکام سے ایسی برائی صادر نہ ہو جس کا معصیت ہونا دلائل شرعیہ سے تم کو معلوم اور محقق ہو اس وقت تک تم ان کی مخالفت نہ کرو اور جب کفر کو معاصی پر محمول کر دیا گیا تو حضرت حسین، حضرت ابن الزبیر اور اہل مدینہ کا یزید کی مخالفت کرنا اس کے فسوق کی وجہ سے تھا، کفر کی وجہ سے نہیں تھا۔ [۱]

مصنف کے نزدیک علامہ وشتانی مالکی کا جواب زیادہ قوی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جمہور صحابہ اور فقہاء تابعین نے یزید کے خلاف خروج میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ ان کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنی یعنی کفر پر ہی محمول تھی، بہرحال دونوں جانب مجتہد تھے اور ہر فریق نے حسن نیت کے ساتھ اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور چونکہ ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی اتباع لازم نہیں ہے اس لیے کسی فریق کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔

یزید کی بیعت توڑنے اور اپنی بیعت لینے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خطبات اور ان کی توجیہ

علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے لکھا ہے کہ روایات صحیحہ کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں اپنی خلافت کی بیعت لینے گئے تھے۔ ہم یہاں پر ان روایات صحیحہ کو بیان کر رہے ہیں:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

وقدم الحر بن يزيد بين يديه في هذه الالف من القادسية فيستقبل حسينا قال فلم يزل مواقفا حسينا حتى حضرت الصلاة صلوة الظهر فامر الحسين الحجاج بن مسروق الجعفي ان يؤذن فاذن فلما حضرت الاقامة خرج الحسين في ازار ورداء ونعلين فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس انها معذرة الى الله عز وجل واليكم اني لم اتكم حتى اتتني كتبكم وقدمت الى رسلكم ان اقدم علينا فانه ليس لنا امام لعل الله يجمعنا

حر بن یزید نے قادسیہ سے آکر ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامنا کیا۔ وہ مستقل حضرت حسین کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا، حضرت حسین نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذان دینے کا حکم دیا۔ جب جماعت کھڑی ہونے کا وقت آیا تو حضرت حسین لباس اور جوتی پہن کر آئے، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! میں اللہ عزوجل اور تمہارے سامنے یہ عذر بیان کر رہا ہوں کہ جب تک تمہارے خطوط اور پیغام بر میرے پاس نہیں آئے، میں اس وقت تک تمہارے

(۱۔ حاشیہ صفحہ سابقہ) مولانا عبدالعزیز پرہاروی ملتانی، نبراس، ص ۵۴۱۔ ۵۴۰، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[۱]۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۱۸۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

بك على الهدى فان كنتم على ذلك فقد جئتكم فان تعطوني ما اطمئن اليه من عهودكم ومواثيقكم اقدم مصركم وان لم تفعلوا وكنتم لمقدمي كارهين انصرفت عنكم الى المكان الذي اقبلت منه اليكم قال فسكتوا عنه وقالوا للموذن اقم فاقام الصلوٰة فقال الحسين عليه السلام للحر تريد ان تصلي باصحابك قال لا بل تصلي انت ونصلي بصلاتك قال فصلى بهم الحسين ثم انه دخل واجتمع اليه اصحابه وانصرف الحر الى مكانه الذي كان به فدخل خيمة قد ضربت له فاجتمع اليه جماعة من اصحابه وعاد اصحابه الى صفهم الذي كانوا فيه فاعادوه ثم اخذ كل رجل منهم بعنان دابته وجلس في ظلها فلما كان وقت العصر امر الحسين ان يتهيؤا للرحيل ثم انه خرج فامر مناديه فنادى بالعصر واقام فاستقدم الحسين فصلى بالقوم ثم سلم وانصرف الى القوم بوجهه فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس فانكم ان تتقوا وتعرفوا الحق لاهله يكن ارضى لله ونحن اهل البيت اولى بولاية هذا الامر عليكم من هؤلاء المدعين ما ليس لهم والسائرين فيكم بالجور والعدوان وان انتم كرهتمونا وجهلتم حقنا وكان رايكم غير ما اتتني كتبكم وقدمت

پاس نہیں آیا تم لوگوں نے یہ کہا کر ہمارے پاس آئیے، ہمارا کوئی امام نہیں ہے، شاید اللہ تعالیٰ آپ کے سبب ہم کو ہدایت عطا فرمائے، اگر تم اسی عہد و پیمان پر قائم ہو تو میں تمہارے پاس آگیا ہوں، اگر تم نے اپنے وعدوں کو پورا کیا تو میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر میں چلا جاؤں گا، اور اگر تم ایسا نہ کرو اور تم کو میرا آنا ناپسند ہو، تو میں جہاں سے آیا ہوں، وہیں واپس چلا جاتا ہوں، لوگ خاموش رہے اور آپ نے مؤذن سے کہا اقامت کہو، مؤذن نے اقامت کہی، حضرت حسین نے حُر سے کہا کیا اپنے اصحاب کو تم نماز پڑھاؤ گے، حُر نے کہا نہیں بلکہ آپ نماز پڑھائیں، ہم آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے، پھر حضرت حسین نے نماز پڑھائی، پھر آپ چلے گئے اور حُر اپنے خیمے میں چلا گیا، حُر کے کچھ اصحاب اس کے پاس جمع ہو گئے اور باقی اپنی صفوں میں واپس آ گئے اور صفیں باندھ لیں۔ پھر ان میں سے ہر شخص نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو حضرت حسین نے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری کریں، پھر وہ باہر نکلے اور مؤذن کو عصر کی نماز کا حکم دیا، مؤذن نے اقامت کہی اور حضرت حسین نے آگے بڑھ کر قوم کو نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد لوگوں سے کہا اے لوگو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور حقدار کا حق پہچانو تو یہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ خوشنودی کا سبب ہے اور ہم اہل بیت اس حکومت کے ان مدعیوں سے زیادہ حقدار ہیں جس کا انھیں حق نہیں ہے اور جو تم پر ظلم و ستم کرتے ہیں، اگر تم اب ہم کو ناپسند کرتے ہو اور تمہارے لکھے ہوئے خطوط کے مطابق اب تمہاری رائے نہیں ہے تو میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں،

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہ علی رسلکم انصرفت عنکم فقال له الحر بن یزید انا واللہ ماندری ماهذه الکتب التی تذکر فقال الحسین یا عقبة بن سمعان اخرج الخرجین اللذین فیهما کتبهم الی فاخرج خرجین مملوءین صحفا فنثرها بین ایدیهم فقال الحر فانا لسنا من هؤلاء الذین کتبوا الیک وقد امرنا اذا نحن لقیناک الا نفارقک حتی نقدمک علی عبید اللہ ابن زیاد فقال له الحسین الموت ادنی الیک من ذلک ۱؎

حُر بن یزید نے کہا بخدا ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کس قسم کے مطوط کا ذکر کر رہے ہیں، حضرت حسین نے فرمایا اے عقبہ بن سمعان وہ دو تھیلے نکالو جس میں ان کے خطوط ہیں اور ان خطوں کو ان کے سامنے بکھیر دیا حُر نے کہا ہم نے آپ کو یہ خط نہیں لکھے تھے اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ ہم کو ملیں تو آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑیں، حضرت حسین نے کہا اس مطلب کے حصول سے تمہارا مر جانا بہتر ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس کے بعد مقام بیضہ میں حضرت حسین کا خطبہ نقل کیا ہے اس میں ارشاد فرماتے ہیں:

وانا احق من غیر وقد اتتنی کتبکم وقدمت علی رسلکم ببیعتکم انکم لا تسلمونی ولا تخذلونی فان تممتم علی بیعتکم تصیبوا رشدکم فانا الحسین بن علی وابن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسی مع انفسکم واھلی مع اھلیکم فلکم فی اسوة وان لم تفعلوا ونقضتم عھدکم وخلعتم بیعتی من اعناقکم فلعمری ما ھی لکم بنکر لقد فعلتموھا بابی واخی وابن عمی مسلم بن عقیل ۔ ۲؎

میں اس شخص کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہوں جس نے احکام شریعت کو متغیر کیا، میرے پاس تمہارے خطوط اور تمہاری بیعت کرنے کے پیغام بر آئے کہ تم مجھ سے غداری نہیں کرو گے اور مجھ کو ناکام نہیں کرو گے اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہے تو تم ہدایت پا لو گے، میں حسین بن علی ہوں اور فاطمہ بنت رسول اللہ کا بیٹا ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں، میں تمہارا مقتدا ہوں، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد و پیمان توڑ ڈالا اور تم نے میری بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو مجھے اپنی جان کی قسم میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تم میرے باپ، میرے بھائی اور میرے عم زاد مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی کچھ کر چکے ہو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ان خطبات کو بعینہ علامہ ابن اثیر نے بھی نقل کیا ہے۔ ۳؎

۱؎۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۳، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

۲؎۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۳۰۵-۳۰۴، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

۳؎۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ، الکامل فی التاریخ ج ۴ ص ۴۸، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حافظ ابن کثیر نے عصر کے بعد والے خطبہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

فخطبهم وحثهم على السمع والطاعة له وخلع من عاداهم من الادعياء الساثرين فيكم بالجور۔ لـه

حضرت حسین نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اپنے احکام سننے اور اطاعت کرنے پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ جو ان کے دشمن ہیں اور خلافت کے دعویٰ دار ہیں جو تم پر ظلم کرتے ہیں ان کی بیعت توڑ دو۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

قد تبين لك غلط الحسين الا انه فى امر دنيوى لا يضره الغلط فيه واما الحكم الشرعى فلم يغلط فيه لانه منوط بظنه وكان ظنه القدرة على ذلك ولقد عذله ابن عباس وابن الزبير وابن عمر وابن الحنفية اخوه وغيره فى مسيره الى الكوفة وعلموا غلطه فى ذلك ولم يرجع عما هو بسبيله لما اراده الله واما غير الحسين من الصحابة الذين كانوا بالحجاز ومع يزيد بالشام والعراق ومن التابعين لهم فرأوا ان الخروج على يزيد وان كان فاسقا لا يجوز لما ينشأ عنه من الهرج والدماء فاقصروا على ذلك ولم يتابعوا الحسين ولا انكروا عليه ولا اثموه لانه مجتهد وهو اسوة المجتهدين ولا يذهب بك الغلط ان تقول بتاثيم هؤلاء بمخالفة الحسين وقعودهم عن نصره فانهم اكثر الصحابة وكانوا مع يزيد ولم يروا الخروج عليه وكان الحسين يستشهد بهم وهو بكربلاء على فضله وحقه ويقول سلوا جابر بن عبد الله وابا سعيد الخدرى وانس بن

پس تم پر واضح ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے غلطی کی تھی، لیکن ان کی یہ غلطی دنیاوی معاملہ میں تھی جس میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ حکم شرعی کے اعتبار سے انھوں نے کوئی غلطی نہیں کی، کیونکہ یہ معاملہ ان کے ظن پر موقوف تھا۔ اور ان کا یہ ظن تھا کہ ان کو اس اقدام پر قدرت ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابن الزبیر، حضرت ابن عمر اور ان کے بھائی ابن الحنفیہ نے ان کو کوفہ جانے کے سلسلے میں ملامت کی تھی، اور اس معاملے میں ان کی غلطی پر متنبہ کیا تھا، لیکن ان کے ہاں جو کچھ مقدر ہو چکا تھا، حضرت حسین نے اس سے رجوع نہیں کیا، حضرت حسین کے علاوہ دیگر صحابہ جو حجاز میں تھے اور جو صحابہ اور تابعین یزید کے ساتھ شام اور عراق میں تھے، ان کی رائے یہ تھی کہ ہر چند کہ یزید فاسق ہے لیکن اس کے خلاف خروج جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے قتل اور غارت گری میں اضافہ ہو گا، لہٰذا وہ اس اقدام سے باز رہے، اور انھوں نے حضرت حسین کی اتباع نہیں کی، اور نہ ان پر انکار کیا اور نہ ان کو گناہ گار قرار دیا کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور یہ صحابہ اور تابعین حضرت حسین کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوئے کیونکہ یہ بھی مجتہد تھے، ان میں بکثرت صحابہ یزید کے ساتھ تھے جو یزید کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں اپنی فضیلت

لـه حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۳ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مالك وسهل بن سعيد وزيد بن ارقم وامثالهم ولم ينكر عليهم قعودهم عن نصره ولا تعرض لذلك لعلمه انه عن اجتهاد وان كان هو على اجتهاد —— ويكون ذلك كما يحد الشافعي والمالكي والحنفي على شرب النبيذ واعلم ان الامر ليس كذلك وقتاله لم يكن عن اجتهاد هؤلاء وان كان خلافه عن اجتهادهم وانما انفرد بقتاله يزيد واصحابه ولا تقولن ان يزيد وان كان فاسقا ولم يجز هؤلاء الخروج عليه فافعاله عندهم صحيحة واعلم انه انما ينفذ من اعمال الفاسق ما كان مشروعا وقتال البغاة عندهم من شرطه ان يكون مع الامام العادل وهو مفقود في مسئلتنا فلا يجوز قتال الحسين مع يزيد ولا ليزيد بل هي من فعلاته المؤكدة لفسقه والحسين فيها شهيد مثاب وهو على حق واجتهاد والصحابة الذين كانوا مع يزيد على حق ايضا واجتهاد [1]

اور کمال پر صحابہ سے شہادت طلب کرتے تھے کہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک حضرت سہل بن سعید، حضرت زید بن ارقم اور ان جیسے صحابہ سے میرے متعلق پوچھو، اور حضرت حسین نے ان صحابہ پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ انھوں نے ان کا ساتھ کیوں نہیں دیا، اور نہ اس کے درپے ہوئے، کیونکہ ان کو علم تھا کہ دونوں طرف اجتہاد ہے، اور یہ ایسا ہی اختلاف تھا، جیسے شافعی، مالکی اور حنفی فقہاء میں نبیذ پینے پر حد میں اختلاف ہے، یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس طرح صحابہ نے اپنے اجتہاد سے حضرت حسین کا ساتھ نہیں دیا اسی طرح حضرت حسین کی شہادت اجتہاد سے نہیں ہوئی، ان کی شہادت کے ذمہ دار یزید اور اس کے ساتھی تھے، یہ اعتراض بھی نہ کیا جائے کہ اگر صحابہ کے نزدیک یزید کے خلاف خروج جائز نہیں تھا تو اس کے افعال صحیح تھے اور حضرت حسین کی اس کے خلاف جنگ صحیح نہ تھی، بلکہ حضرت حسین کا خروج اس کے فسق کی وجہ سے تھا اور صحابہ نے یزید کا ساتھ اس لیے نہیں دیا کہ وہ امام عادل نہیں تھا حضرت حسین کی شہادت حق ہے وہ حق اور اجتہاد پر تھے اور ان کو ثواب ہوگا اور جن صحابہ نے یزید کی حکومت کو تسلیم کیا تھا وہ بھی حق اور صواب پر تھے، کیونکہ وہ بھی مجتہد تھے۔

بَابُ ۸۵۲ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

٦١٤٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: "ان کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے پکارو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اچھا ہے۔"

[1] علامہ عبدالرحمان ابن خلدون متوفی ۸۰۸ ھ، مقدمہ ابن خلدون ص ۲۱۷، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱۴۱- حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَۃَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِمِثْلِہٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۲- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَیَحْیَی ابْنُ اَیُّوْبَ وَقُتَیْبَۃُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ (یَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِیْ اِمْرَتِہٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمْرَتِہٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمْرَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمْرَۃِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا، کچھ لوگوں نے اس کی امارت پر طعن کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو (کون سی نئی بات ہے) تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، بخدا! بے شک ان کا باپ امارت کے لائق تھا، اور بے شک وہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور ان کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

۶۱۴۳- حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ عُمَرَ (یَعْنِی ابْنَ حَمْزَۃَ) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ یُرِیْدُ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلِہٖ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لَھَا وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَاَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا لَھَا لَخَلِیْقٌ یُرِیْدُ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَاَحَبَّھُمْ اِلَیَّ مِنْ بَعْدِہٖ فَاُوْصِیْکُمْ بِہٖ فَاِنَّہٗ مِنْ صَالِحِیْکُمْ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو، آپ کی مراد حضرت اُسامہ بن زید تھے، تو (کون سی نئی بات ہے!) تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو اور بخدا وہ اس امارت کے بہت لائق تھے، بخدا وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور بخدا یہ امارت اسامہ بن زید کے زیادہ لائق ہے اور بخدا ان کے بعد مجھے لوگوں میں یہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا میں تمہیں اس کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے صالح لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:

زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد وُدّ۔ ان کی والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر ہے، ان کی کنیت ابو اسامہ ہے، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت زید کے والد حارثہ بن قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک نہایت معزز قبیلہ تھا، ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بنو معن سے تھیں، وہ حضرت زید کو بچپن میں اپنے ساتھ لے کر میکے گئیں، اسی دوران بنو قین کے کچھ سوار، جو لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے، حضرت زید کو خیمے سے اٹھا لائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کیا، حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کیا، حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔

حضرت زید کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں باپ اور چچا کو چھوڑ دینا

امام محمد بن سعد لکھتے ہیں:

حضرت زید کے والد، حارثہ کو اپنے بیٹے کی جدائی کا بڑا غم تھا وہ ان کی یاد میں روتے رہتے تھے اور سوز و گداز سے بھرپور شعر کہتے تھے، ایک سال بنو کلب کے چند آدمی حج کے خیال سے مکہ آئے تو انھوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا، اور حضرت زید کو ان کے والد کے رنج و الم کا حال سنایا اس پر حضرت زید نے بھی کچھ اشعار سنائے جن کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے، میں بھی اپنی قوم کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں، میں مشعر حرام کے قریب رہتا ہوں تم غم نہ کرو، میں الحمد للہ ایک معزز اور اچھے خاندان میں رہتا ہوں۔ بنو کلب کے زائرین نے جب حضرت زید کے والد کو خبر دی تو وہ بہت حیران اور خوش ہوئے وہ اسی وقت اپنے بھائی کعب کو لے کر مکہ روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے ابن عبد اللہ! تم اہل حرم اور اس کے مجاور ہو، مصیبت زدہ لوگوں کی دست گیری کرتے ہو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، ہم تمہارے پاس اس غرض سے آئے ہو کہ تم ہم پر احسان کر کے ہمارے لڑکے کو آزاد کر دو، اس کے معاوضہ میں ہم سے جس قدر فدیہ لینا چاہتے ہو لے لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید کو بلا کر اس کو اختیار دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو لے جاؤ اور اگر میرے ساتھ رہنے کو ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں جو اپنے ترجیح دینے والے پر کسی کو ترجیح دوں، حارثہ اور کعب نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور اس شرط کو منظور کر لیا۔ حضرت زید بلائے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو، عرض کیا: ہاں یہ میرے باپ اور چچا ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے بھی پہچانتے ہو اب میں تم کو اختیار دیتا ہوں خواہ مجھے پسند کرو خواہ ان دونوں کو حضرت زید نے کہا میں ایسا نہیں ہوں جو آپ پر کسی کو ترجیح دوں، آپ ہی میرے ماں باپ ہیں، حضرت زید کے اس فیصلہ سے اس کے والد اور چچا حیران رہ گئے انھوں نے کہا زید! افسوس ہے کہ تم آزادی، باپ اور چچا پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو! حضرت زید نے کہا ہاں مجھے اس ذات میں ایسی خوبیاں نظر آئی ہیں کہ میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا! حضرت زید کے اس ایثار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر خانہ کعبہ میں مقام حجر کے پاس ان کو ساتھ لے جا کر اعلان کیا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آج سے زید میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہوگا، حضور کے اس اعلان سے حضرت زید کے باپ اور چچا بھی خوش ہوگئے، اور مطمئن ہو کر یمن واپس چلے گئے، اس اعلان کے بعد حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ادعوھم لآبائھم "لوگوں کو ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلاؤ"۔ ؎۱

حضرت زید کے دیگر فضائل ومناقب

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

زہری نے متعدد وجوہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ اسلام لائیں، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد حضرت علی اسلام لائے، اور دوسرے ائمہ نے کہا حضرت خدیجہ کے بعد حضرت ابوبکر اسلام لائے، پھر حضرت علی اسلام لائے، پھر حضرت زید رضی اللہ عنہم اسلام لائے، حضرت زید بن حارثہ بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی ام ایمن کے ساتھ ان کا نکاح کیا۔ ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ حضرت زید کا نکاح کر دیا تھا، پھر حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے خود نکاح کر لیا، اس پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (احزاب: ۴۰)	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس لشکر میں بھی حضرت زید کو بھیجتے اس کا امیر حضرت زید کو بناتے، اور اگر حضرت زید زندہ رہتے تو آپ اپنے بعد ان کو خلیفہ بناتے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف لشکر روانہ کیا تو حضرت زید کو اس کا امیر بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنانا، حضرت زید شام کے علاقہ مؤتہ میں جمادی ۸ ھ میں شہید ہوگئے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر اور حضرت زید کی شہادت کی خبر آئی تو حضور رونے لگے اور فرمایا یہ میرے بھائی اور مونس تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحابہ میں سے حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا۔ ؎۲

؎۱۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ ھ طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۴۳-۴۰، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ ھ

؎۲۔ امام محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر الجزری متوفی ۶۳۰ ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۲۶-۲۲۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے:
اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن زید بن امراء القیس بن عامر بن نعمان۔ ان کی والدہ کا نام ام ایمن ہے، ان کی کنیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں: ابو محمد، ابوزید، ابو یزید اور ابو خارجہ۔ ان کو حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اسامہ بن زید مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو اٹھارہ سال کی عمر میں عامل مقرر کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ چوکھٹ پر گر پڑے جس سے سر میں چوٹ آگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا اس کا خون صاف کردو، حضرت عائشہ کو اس سے کراہت ہوئی تو آپ نے خود اٹھ کر خون صاف کیا اور لعاب دہن لگایا، بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے فرماتے اگر اسامہ لڑکی ہوتے تو میں ان کو خوب صاف ستھرا کر کے زیورات پہناتا۔

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظیفے مقرر کیے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پانچ ہزار مقرر کیے اور اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو ہزار مقرر کیے۔ حضرت ابن عمر نے حضرت عمر سے کہا آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت دی ہے حالانکہ جن معرکوں میں میں پہنچا ہوں وہاں اسامہ نہیں پہنچے، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسامہ تم سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ کا باپ تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔

حضرت اسامہ نے حضرت علی سے بیعت کی نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شامل ہوئے، وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی لڑائیوں سے بالکل کنارہ کش رہے، انھوں نے حضرت علی سے کہا اگر آپ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالتے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ڈال دیتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ ایک جنگ میں میں نے اور ایک انصاری نے ایک کافر پر حملہ کیا اس نے فوراً کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ، ہم نے اس کو قتل کر دیا، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا، اس وقت مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے یہ تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوا ہوتا اور میرا یہ عمل زمانہ جاہلیت کے اعمال میں شمار ہوتا، اس وقت میں نے یہ عہد کیا تھا کہ میں کسی کلمہ گو پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا، اس وجہ سے میں آپ کی معیت میں رہ کر کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا حضرت اسامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں مروان کو ایک جنازہ پر نماز پڑھانے کے لیے بلایا گیا جب مروان نمازِ جنازہ پڑھا کر واپس آیا تو حضرت اسامہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے۔ مروان نے یہ دیکھ کر سخت کلمات کہے پھر واپس چلا گیا، حضرت اسامہ نے کہا اے مروان! تم نے مجھے ایذاء پہنچائی ہے، تم نہایت بے حیاء اور بدگو ہو، اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیاء اور بدگو شخص سے نفرت کرتا ہے، حضرت اُسامہ بعثت کے ساتویں سال پیدا ہوئے تھے اور حضرت معاویہ کے آخری ایام میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہو گئے' ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جرف میں فوت ہوئے تھے پھر آپ کو مدینہ لایا گیا۔ [1]

بَابُ ۸۵۳ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۴۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَيْرِ اَتَذْكُرُ اِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: تمہیں یاد ہے جب میں، تم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی! انھوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور تم کو چھوڑ دیا تھا۔

۶۱۴۵ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاِسْنَادِهٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ قَالَ وَاِنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْءَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے آتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک بار آپ ایک سفر سے آئے، میں آپ سے ملنے کے لیے پہنچا، آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا، پھر حضرت فاطمہ کے ایک صاحبزادے آئے، آپ نے انھیں پیچھے بٹھا لیا، پھر ہم تینوں ایک سواری پر بیٹھے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۶۶-۶۴ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَآبَّةٍ .

۶۱۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ حَدَّثَنِيْ مُوَرِّقٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّيَ بِيْ وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو ہم سے ملاقات کرتے تھے ، ایک بار مجھ سے اور حضرت حسن یا حضرت حسین سے ملے ، آپ نے ہم میں سے ایک کو آگے بٹھایا اور دوسرے کو پیچھے بٹھایا حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے ۔

۶۱۴۸ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا پھر چپکے سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی شخص کو نہیں بتاؤں گا ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی سوانح

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا نام و نسب یہ ہے : عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی ، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہے ان کے والدین نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ، یہ وہیں پیدا ہوئے ، سرزمین حبشہ میں یہ اسلام کے پہلے مولود تھے ، اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ آئے ، یہ محمد بن ابی بکر الصدیق اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب کے اخیافی بھائی تھے ، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں ، اپنی والدہ اسماء اور اپنے عم محترم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کی ہیں ۔

حبشہ کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت جعفر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے ، حضرت عبداللہ کی صغرسنی کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر بہت شفقت فرماتے تھے ۔ ایک مرتبہ فرمایا عبداللہ خَلقاً اور خُلقاً مجھ سے مشابہ ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی ۔

آپ نے ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ، اموی گورنر ابان بن عثمان نے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن پہنایا اور جنازے کو کندھا دیا ۔ [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۳۵ - ۱۳۳ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ٨٥٣ فَضَائِلِ خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

٦١٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ (وَاللَّفْظُ حَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ) ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا بِالْكُوفَةِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ وَأَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (اپنے زمانہ کی) تمام عورتوں میں سب سے افضل مریم بنت عمران ہیں اور تمام عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں، وکیع نے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

٦١٥٠ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا اور عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

٦١٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جبرائیل نے کہا: یارسول اللہ یہ خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لے کر آرہی ہیں، اس میں سالن ہے یا کھانا، یا کوئی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْكَ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِيَ اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْحَدِيْثِ وَمِنِّيْ ۔

مشروب، جب یہ آپ کے پاس آئیں، تو آپ رب عزوجل کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہیں، اور ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیں جو خولدار موتیوں کا بنا ہوا ہے، اس میں شور و شغب ہے نہ کوئی تکلیف ہے۔ دوسری روایت میں "میری طرف سے" کا لفظ نہیں ہے۔

۶۱۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ ۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو جنت میں گھر کی بشارت دی تھی؟ انھوں نے کہا ہاں! آپ نے حضرت خدیجہ کو ایسے گھر کی بشارت دی تھی جو خولدار موتیوں سے بنا ہوگا اس میں شور و شغب ہوگا نہ تکلیف۔

۶۱۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَجَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ۔

حضرت ابن ابی اوفی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۵۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَشَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی۔

۶۱۵۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَاَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهٗ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَبُّهٗ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے کسی زوجہ پر ایسا رشک نہیں تھا جیسا حضرت خدیجہ پر تھا، مجھ سے نکاح کرنے سے تین سال قبل وہ فوت ہوگئی تھیں، کیونکہ میں آپ سے ان کا اکثر ذکر سنتی رہتی تھی، آپ کے رب عزوجل نے آپ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيهَا إِلَى خَلَائِلِهَا.

کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ان کو جنت میں خولدار موتیوں کے گھر کی بشارت دیں، جب آپ بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت ان کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے۔

۶۱۵۶ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى خَدِيجَةَ وَإِنِّي لَمْ أُدْرِكْهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُولُ أَرْسِلُوا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيجَةَ قَالَتْ فَأَغْضَبْتُهُ يَوْمًا فَقُلْتُ خَدِيجَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھ کو کسی پر ایسا رشک نہیں آیا، جیسا حضرت خدیجہ پر رشک آتا تھا، میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجو، حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے غصہ سے کہا بس خدیجہ ہی ہے! آپ نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔

۶۱۵۷ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِلَى قِصَّةِ الشَّاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ بَعْدَهَا.

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث روایت کی اس میں بکری کا ذکر ہے، بعد کا واقعہ نہیں ہے۔

۶۱۵۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ إِيَّاهَا وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھے جو رشک حضرت خدیجہ پر تھا وہ کسی پر نہیں تھا کیونکہ آپ ان کا بکثرت ذکر کرتے تھے، میں نے انھیں نہیں دیکھا تھا۔

۶۱۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَدِيجَةَ حَتَّى مَاتَتْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات تک دوسری شادی نہیں کی۔

۶۱۶۰ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت طلب کی، آپ کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آگیا، آپ نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اِسْتِئْذَانَ خَدِیْجَۃَ فَارْتَاحَ لِذٰلِکَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھَالَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ فَغِرْتُ فَقُلْتُ وَمَا تَذْکُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَیْشٍ حَمْرَآءِ الشِّدْقَیْنِ ھَلَکَتْ فِی الدَّھْرِ فَاَبْدَلَکَ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھَا۔

فرمایا: یا اللہ یہ تو ہالہ بنت خویلد ہے، مجھے ان پر رشک آیا، میں نے کہا آپ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک پوپلی بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جس کی پنڈلیاں پتلی تھیں جو مدت ہوئی فوت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بدل عطا فرما دیا ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام و نسب یہ ہے:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی القرشیہ الاسدیہ۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہے، آپ ام المومنین ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ہیں، تمام مسلمانوں کا اسی پر اجماع ہے کہ آپ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں، اسلام لانے میں آپ پر کسی مرد نے سبقت کی ہے نہ کسی عورت نے، حضرت زبیر نے کہا زمانہ جاہلیت میں آپ کو طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش کے عقد میں تھیں۔ قتادہ نے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عائذ کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد ابو ہالہ ہند بن زرارہ کے نکاح میں آئیں ———— عتیق بن عائذ بن عبد اللہ ———— سے ہند بن عتیق پیدا ہوئے، اس کے بعد وہ ابو ہالہ مالک بن نباش بن زرارہ تمیمی اسدی کے نکاح میں آئیں، اس سے ہند بنت ابی ہالہ اور ہالہ بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ پس ہند بنت عتیق، ہند اور ہالہ ابن ابی ہالہ، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے اخیافی بھائی بہن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے پہلے شادی کی، اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی، اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی، وہ حضور کے ساتھ چوبیس سال رہیں، وحی نازل ہونے سے پہلے حضور کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی۔ حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ، حضرت رقیہ، حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر، تینوں صاحبزادے ظہور اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت قاسم کی وجہ سے حضور کی کنیت ابو القاسم تھی، آپ کی صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی، ایک قول یہ ہے کہ طیب اور طاہر اسلام میں پیدا ہوئے۔ قتادہ نے کہا حضرت خدیجہ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، ایک صاحبزادے قاسم تھے، دوسرے صاحبزادے حضرت عبد اللہ تھے انھیں کا لقب طیب اور طاہر تھا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ ابو طالب کے بعد فوت ہوئیں دونوں ایک سال میں فوت ہوئے، حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کی یلغار ہو گئی، حضرت خدیجہ کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک قول ہے ہجرت سے پانچ سال پہلے وفات ہوئیں، ایک قول ہے ہجرت سے چار سال پہلے وفات ہوئی اور ایک قول ہے ہجرت سے تین سال پہلے وفات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوئی اور یہی قول صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رمضان میں فوت ہوئیں اور ان کو حجون میں دفن کیا گیا، اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔[1]

بَابٌ ۸۵۵ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۶۱ - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ) حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تین راتوں تک مجھے خواب میں دکھائی گئیں، ایک فرشتہ تمہیں (تمہاری تصویر کو) ریشم کے ایک ٹکڑے میں لے کر آیا، وہ کہتا تھا کہ یہ تمہاری زوجہ ہیں، ان کا چہرہ کھولیے، پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں، میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کر دیگا۔

۶۱۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں

۶۱۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ جان لیتا ہوں کہ تم مجھ سے کس وقت خوش ہوتی ہو اور کس وقت ناراض ہوتی ہو، میں نے پوچھا آپ کو اس کا کیسے پتا چلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب محمد کی قسم! اور جب ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب ابراہیم کی قسم! حضرت عائشہ نے کہا ہاں! یا رسول اللہ! میں صرف آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔!

۶۱۶۴ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ لَا

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے، اس میں رب ابراہیم کی قسم کے بعد والا جملہ نہیں ہے۔

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۹ ـ ۴۴۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ۔

۶۱۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي صَوَاحِبِي فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ میری سہیلیاں آتی تھیں وہ حضور کو دیکھ کر غائب ہو جاتی تھیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے تھے۔

۶۱۶۶ - حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فِي بَيْتِهِ وَهُنَّ اللُّعَبُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔ ایک روایت میں ہے میں حضور کے گھر میں گڑیوں سے کھیلتی تھی اور کھیلنے والی سہیلیاں ہوتی تھیں۔

۶۱۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی کے لیے لوگ اس دن تحفے بھیجتے تھے جس دن حضرت عائشہ کی باری ہوتی تھی۔

۶۱۶۸ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِي فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَأَنَا سَاكِتَةٌ قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انھوں نے اجازت طلب کی، درآں حالیکہ آپ میرے ساتھ چادر میں لیٹے ہوئے تھے، آپ نے ان کو اجازت دی انھوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں آپ سے عدل چاہتی ہیں، میں اس وقت خاموش رہی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا پھر ان سے محبت کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَحِبِّي هَذِهِ قَالَتْ فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَبِالَّذِي قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولِي لَهُ إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاللَّهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقَى لِلَّهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْئَةَ قَالَتْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ قَالَتْ ثُمَّ وَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ عَلَيَّ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي فِيهَا قَالَتْ فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتَّى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ قَالَتْ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا حَتَّى أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

کہ جب حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب سنا تو اٹھ کر کھڑی ہوگئیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس واپس گئیں اور جو کچھ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا اور جو کچھ آپ نے جواب میں فرمایا تھا وہ ان سے بیان کیا، انھوں نے کہا آپ نے ہمارا کوئی کام نہیں کیا دوبارہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے کہیں کہ آپ کی ازواج آپ کو ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کرنے کے لیے اللہ کی قسم دیتی ہیں، حضرت فاطمہ نے کہا بہ خدا، میں آپ سے اس مسئلہ میں کبھی بات نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا اور وہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر تھیں اور میں نے حضرت زینب سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحم کرنے والی، صدقہ وخیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی، اور ان سے زیادہ تواضع کرنے والی اور اپنے اعمال کو کم سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی، البتہ وہ زبان کی تیز تھیں لیکن اس سے بھی وہ بہت جلد رجوع کر لیتی تھیں، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ اسی حالت میں ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے جس حالت میں حضرت فاطمہ آئی تھیں آپ نے ان کو اجازت دی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے ابو قحافہ کی بیٹی کے معاملہ میں عدل کا سوال کرتی ہیں، پھر وہ میری طرف متوجہ ہوگئیں اور بہت کچھ کہا، اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہی تھی، اور آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ آیا آپ مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے

Ataunnabi.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَسَّمَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ۔

ہیں، ادھر حضرت زینب کے کلام کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا، حتیٰ کہ میں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جوابی کارروائی کو ناپسند نہیں کریں گے، پھر میں نے جواب دینے شروع کیے اور تھوڑی ہی دیر میں ان کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

٦١٦٩ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الْمَعْنٰى غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا اَنْ اَثْخَنْتُهَا غَلَبَةً۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس میں یہ ہے کہ جب میں ان کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکیں۔

٦١٧٠ - وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُّ فِيْ كِتَابِيْ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَفَقَّدُ يَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض الموت) میں حضرت عائشہ کی باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے تھے: میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ کا سر میرے سینہ اور حلق کے درمیان تھا کہ اللہ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا۔

٦١٧١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ اِلٰى صَدْرِهَا وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے کان لگا کر سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، اے اللہ! مجھ پر رحم فرما! اے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ لاحق کر۔

٦١٧٢ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین اور سندیں بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٦١٧٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا قَالَتْ فَظَنَنْتُهُ خُيِّرَ حِينَئِذٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے یہ سنا تھا کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دے دیا جائے اور میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں یہ فرماتے ہوئے سنا، ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالے نے انعام فرمایا جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، وہی اچھے رفیق ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے گمان کیا اب آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

٦١٧٤ - حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

٦١٧٥ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَرَفْتُ الْحَدِيثَ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تندرستی کے زمانہ میں فرمایا: کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے، پھر اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت آ گیا اس وقت آپ کا سر میرے زانو پر تھا، آپ پر کچھ دیر بے ہوشی طاری رہی، پھر آپ ہوش میں آئے، آپ نے چھت کی طرف نگاہیں اٹھائیں پھر فرمایا اے اللہ! رفیق اعلیٰ!، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سمجھا اب حضور ہم کو اختیار نہیں کریں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھے وہ حدیث یاد آئی جو حضور نے صحت کے زمانہ میں فرمائی تھی، کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہ دیا جائے، پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلے اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم کا آخری کلمہ یہ تھا: "اللھم الرفیق الاعلیٰ"

٦١٧٦ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ عَلٰى عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَخَرَجَتَا مَعَهُ جَمِيْعًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ مَعَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ قَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ عَائِشَةُ عَلٰى بَعِيْرِ حَفْصَةَ وَرَكِبَتْ حَفْصَةُ عَلٰى بَعِيْرِ عَائِشَةَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ ثُمَّ سَارَ مَعَهَا حَتّٰى نَزَلُوْا فَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَغَارَتْ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ تَجْعَلُ رِجْلَهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ رَسُوْلُكَ وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے نام قرعہ نکلا، وہ دونوں آپ کے ساتھ گئیں، جب رات کا وقت ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ سفر کرتے، اور ان کے ساتھ باتیں کرتے، حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا آج کی رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں، تم دیکھنا میں بھی دیکھوں گی، حضرت عائشہ نے کہا ٹھیک ہے، پھر حضرت عائشہ، حضرت حفصہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، اور حضرت حفصہ، حضرت عائشہ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے اونٹ پر آئے تو اس پر حضرت حفصہ سوار تھیں، آپ نے سلام کیا اور ان کے ساتھ چلتے رہے، حتی کہ منزل پر اترے، حضرت عائشہ نے حضور کو اپنے پاس نہیں پایا تو انھیں رشک آیا، جب لوگ اترے تو انھوں نے اپنے پیر اذخر (گھاس) پر مارے اور کہتیں یا رب مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے، وہ تیرے رسول ہیں انھیں کچھ کہنے کی مجھے مجال نہیں۔

٦١٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے! عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانوں پر ہے۔

٦١٧٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ (يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ) ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِهِمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيْثِ إِسْمٰعِيْلَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ۔

وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

۶۱۷۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

۶۱۸۰۔ حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کی مثل فرمایا۔

۶۱۸۱۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا أَرٰى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائش، یہ جبرائیل ہیں جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت عائشہ نے کہا آپ ان چیزوں کو دیکھتے تھے جنہیں میں نہیں دیکھتی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۱۸۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى (وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا (قَالَتِ الْأُولٰى) زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلَ (قَالَتِ الثَّانِيَةُ) زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ (قَالَتِ الثَّالِثَةُ) زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ (قَالَتِ الرَّابِعَةُ) زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ (قَالَتِ الْخَامِسَةُ) زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ (قَالَتِ السَّادِسَةُ) زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ (قَالَتِ السَّابِعَةُ) زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ (قَالَتِ الثَّامِنَةُ) زَوْجِيَ الرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ (قَالَتِ التَّاسِعَةُ) زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ (قَالَتِ الْعَاشِرَةُ) زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكِ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ (قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ) زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں آپس میں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ وہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں اور سب کچھ بیان کر دیں، پہلی نے کہا میرا خاوند ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے جو ایک ایسے دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہے جس پر چڑھنا آسان نہیں، نہ وہ کوئی فربہ گوشت ہے جس کو منتقل کرنے کی کوشش کی جائے، دوسری نے کہا میں اپنے خاوند کی خبر کو منتشر نہیں کر سکتی، مجھے خوف ہے کہ میں اپنے حالات کی کوئی بات نہ چھوڑوں گی پھر میں اس کا ظاہر اور باطن سب بیان کروں گی، تیسری نے کہا میرا خاوند لمڈھینگ ہے اگر میں بات کروں تو طلاق پاؤں، اور اگر چپ رہوں تو معلق رہوں، چوتھی نے کہا میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے، گرم ہے نہ ٹھنڈا، اس سے خوف ہے نہ ملال، پانچویں نے کہا میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتے کی طرح اور جب باہر جائے تو شیر کی طرح ہے اور گھر میں جو کچھ ہو اس کے متعلق سوال نہیں کرتا، چھٹی نے کہا میرا خاوند جب کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب ڈکار جاتا ہے، اور جب لیٹتا ہے تو کپڑا لپیٹ لیتا ہے، ہاتھ نہیں بڑھاتا تاکہ میری پراگندگی معلوم ہو، ساتویں نے کہا میرا خاوند صحبت سے عاجز اور نامرد ہے، احمق ہے بول نہیں سکتا۔ دنیا کی ہر بیماری اس میں ہے، وہ تیرا سر پھوڑ دے، یا تجھے زخمی کر دے یا دونوں، آٹھویں بولی میرا خاوند خرگوش کی طرح ملائم ہے، اور ہوا کی طرح خوشبودار ہے، نویں نے کہا میرا خاوند دراز قد، مہمان نواز اور بہت کھلانے والا ہے، دسویں نے کہا میرا خاوند مالک ہے، میں مالک کا کیا حال بیان کروں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

مُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ ، أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ ، بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا ، جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ ۔

اس کے بکثرت اونٹ ہیں جو مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں، وہ چراگاہ میں کم چرتے ہیں، وہ اونٹ جب باجوں کی آواز سنتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ ان کی ہلاکت کا وقت آ گیا، گیارھویں نے کہا میرا خاوند ابو زرع ہے، ابو زرع کیا ہی خوب ہے، اس نے زیورات سے میرے کان جھکا دیے، اور چربی سے میرے بازو بھر دیے، مجھے اس طرح خوش رکھا کہ میں خوشی میں یہ بھول گئی کہ مجھے اس نے ایک غریب گھرانے میں دیکھا تھا، جو تنگ دستی کی وجہ سے بکریوں پہ گذارہ کرتے اور وہ مجھے ایک ایسے خوشحال خاندان میں لے آیا جہاں گھوڑے، اونٹ، ہل چلانے والے بیل اور کسان موجود تھے، مجھے کسی بات پر کوئی بُرا نہیں کہتا تھا، میں دن چڑھے تک سوتی تھی اور مجھے کوئی جگا نہیں سکتا تھا، کھانے پینے میں ایسی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی، ابو زرع کی ماں، کیا ہی خوب ہے ابو زرع کی ماں، اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے ہیں اور اس کا مکان بہت وسیع ہے، ابو زرع کا بیٹا کیا ہی خوب ہے ابو زرع کا بیٹا۔ اس کے لیٹنے کی جگہ نرم و نازک شاخ یا باریک تلوار، بکری کے بچے کا ایک دست اس کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہے، ابو زرع کی بیٹی! کیا ہی خوب ہے ابو زرع کی بیٹی! ماں کی تابع فرمان، باپ کی اطاعت گذار، فربہ بدن اور سوکن کا غیظ، ابو زرع کی باندی، کیا ہی خوب ہے ابو زرع کی باندی، ہماری باتیں گھر کے باہر بیان نہیں کرتی تھی، کھانے کی کوئی چیز ہماری اجازت کے بغیر نہیں کھاتی تھی، ہمارے گھر کو کوڑے کرکٹ سے نہیں بھرتی تھی، ایک دن جب برتنوں میں دودھ دوہا جا رہا تھا، ابو زرع گھر سے نکلا، اسے راستہ میں ایک عورت ملی جس کے چیتے کی مانند دو بچے اس کی کوکھ کے نیچے سے اس

Ataunnabi.com

۶۱۸۴۔ وَحَدَّثَنِيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ وَلَمْ يَشُكَّ وَقَالَ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَقَالَ وَصِفْرُ رِدَائِهَا وَخَيْرُ نِسَائِهَا وَعَقْرُ جَارَتِهَا وَقَالَ وَلَا تَنْقُثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَقَالَ وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ ذَابِحَةٍ زَوْجًا۔

کے دو اناروں سے کھیل رہے تھے، پھر اس نے مجھ کو طلاق دے دی، اور اس عورت سے نکاح کر لیا، پھر میں نے بھی اس کے بعد ایک سردار سے شادی کر لی وہ شہسوار اور سپہ گر تھا، اس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانوروں سے مجھے ایک جوڑا دیا، اس نے کہا اے ام زرع تم خود بھی کھاؤ اور اپنے میکے بھی بھیج دو، لیکن اگر میں اس کی ساری نوازشوں کو بھی جمع کروں پھر بھی ابوزرع کی ایک چھوٹی سی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی، حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی تمہارے لیے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لیے ابوزرع تھا۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں الفاظ کا معمولی سا فرق ہے اس میں عیایا یا طباقاء ہے۔ قلیلات المسارح ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جذری لکھتے ہیں:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، آپ کی ازواج میں سب سے مشہور اور محبوب ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے دو سال پہلے ان سے نکاح کیا، ایک قول تین سال پہلے کا ہے، یہ آپ کے عقد میں واحد کنواری خاتون تھیں، حضرت زبیر نے کہا حضرت خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا اور حضرت خدیجہ کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی تھی، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے عقد کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، ایک قول سات سال ہے، حضرت عائشہ کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی، اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عثمان کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا کس سے؟ خولہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور آپ چاہیں تو بیوہ سے کرلیں، آپ نے پوچھا: کنواری کون ہے؟ خولہ نے کہا آپ کے محبوب حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت عائشہ، آپ نے پوچھا بیوہ کون ہے؟ انھوں نے کہا حضرت سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لا چکی ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ ان دونوں سے میرا ذکر کرو۔ حضرت خولہ، حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور حضرت ام رومان سے کہا اے ام رومان! اللہ نے آپ کے گھر میں کیسی خیر اور برکت نازل کی ہے انھوں نے کہا وہ کیسے؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت عائشہ کے لیے پیغام دے کر بھیجا ہے! انھوں نے کہا اس کا حضور سے کیسے نکاح ہو سکتا ہے وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے؟ تم ٹھہرو حضرت ابوبکر آنے والے ہیں میں ان سے مشورہ کرلوں، حضرت ابوبکر نے بھی یہ پیغام سن کر کہا وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے، پھر حضرت خولہ نے جا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا جاؤ جا کر ابوبکر سے کہو کہ وہ میرے دین اسلام میں بھائی ہیں اور ان کی بیٹی کا مجھ سے نکاح جائز ہے۔ وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئیں، انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ، حضور تشریف لائے، پھر حضرت ابوبکر نے حضور سے حضرت عائشہ کا نکاح کر دیا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ اپنے ہدیے اور تحفے اس دن پیش کرتے تھے جس دن حضور حضرت عائشہ کے گھر ہوتے تھے، حضرت عائشہ نے کہا پھر میری سوکنیں حضرت ام سلمہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہا اے ام سلمہ! صحابہ اپنے ہدیے حضرت عائشہ کی باری کے دن پیش کرتے ہیں، اور ہم بھی حضرت عائشہ کی طرح خیر چاہتے ہیں، آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمائیں کہ میں جس گھر میں بھی ہوں وہ اپنے ہدیے پیش کر دیا کریں، حضرت ام سلمہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا، حضرت ام سلمہ کہتی ہیں حضور نے مجھ سے منہ پھیر لیا، میں نے دوبارہ ذکر کیا، آپ نے دوبارہ اعراض فرمایا، جب میں نے تیسری بار ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ مجھے عائشہ کے معاملہ میں اذیت مت دو، کیونکہ بخدا عائشہ کے سوا تم میں سے کسی زوجہ کے بستر میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنایا، میں نے واپسی میں حضور کے پاس جا کر کہا یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، میں نے پوچھا مردوں میں، آپ نے فرمایا: عائشہ کا باپ!

اکابر صحابہ حضرت عائشہ سے فرائض کے متعلق سوال کرتے تھے، عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں، اور عام مسائل میں آپ کی رائے سب سے زیادہ درست ہوتی تھی، عروہ نے کہا میں نے فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا، اگر حضرت عائشہ کے فضائل میں صرف قصہ افک ہی ہوتا تو وہی کافی تھا، کیونکہ حضرت عائشہ کے متعلق قرآن مجید میں آیات نازل ہوئیں جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔

سترہ رمضان، ۵۷ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، ایک قول ۵۸ھ کا بھی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عائشہ نے فرمایا تھا ان کو رات کے وقت بقیع میں دفن کر دیا جائے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے پانچ بھانجوں اور بھتیجوں نے آپ کو قبر میں اتارا، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ۱؎

بَابُ ۸۵۶ فَضَائِلِ فَاطِمَۃَ بِنْتِ النَّبِیِّ عَلَیْھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل!

۶۱۸۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ وَ قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ کِلَاھُمَا عَنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ الْقُرَشِیُّ التَّیْمِیُّ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَۃَ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ ھِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ اسْتَاْذَنُوْنِیْ اَنْ یُّنْکِحُوا ابْنَتَھُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ لَھُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَھُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَھُمْ اِلَّا اَنْ یُّحِبَّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَھُمْ فَاِنَّمَا ابْنَتِیْ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا رَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر یہ سنا ہے کہ بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے یہ اجازت لی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی علی بن ابی طالب سے شادی کر دیں، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے شادی کر لے، کیونکہ میری بیٹی میرے جسم کا جزء ہے، جو چیز اسے بے چین کرتی ہے وہ مجھے بے چین کرتی ہے، جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۶ - حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الْھُذَلِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے ہی گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

۶۱۸۷ - حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَۃَ الدُّؤَلِیُّ اَنَّ ابْنَ شِھَابٍ حَدَّثَہٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ حَدَّثَہٗ اَنَّھُمْ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ مِنْ عِنْدِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ مَقْتَلَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا لَقِیَہٗ

علی بن الحسین بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ آئے تو ان کی مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، حضرت مسور نے کہا آپ کو مجھ سے کچھ کام ہو تو بتائیے، حضرت علی بن حسین کہتے ہیں میں نے ان سے کہا، نہیں، حضرت مسور

۱؎ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۰۴ - ۵۰۱، ملخصاً، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

المسور بن مخرمة فقال له هل لك إلي من حاجة تأمرني بها قال فقلت له لا قال له هل أنت معطي سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم فإني أخاف أن يغلبك القوم عليه وايم الله لئن أعطيتنيه لا يخلص إليه أبدا حتى تبلغ نفسي إن علي بن أبي طالب خطب بنت أبي جهل على فاطمة فسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب الناس في ذلك على منبره هذا وأنا يومئذ محتلم فقال إن فاطمة مني وإني أتخوف أن تفتن في دينها قال ثم ذكر صهرا له من بني عبد شمس فأثنى عليه في مصاهرته إياه فأحسن قال حدثني فصدقني ووعدني فأوفى لي وإني لست أحرم حلالا ولا أحل حراما ولكن والله لا تجتمع بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنت عدو الله مكانا واحدا أبدا۔

نے کہا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار عطا کریں گے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگ آپ سے زبردستی یہ تلوار چھین لیں گے، بخدا اگر آپ نے مجھے یہ تلوار دیدی تو جب تک میرے جسم میں جان ہے اس کو مجھ سے کوئی نہیں لے سکے گا، بے شک جب حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت فاطمہ کے اوپر ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا، آپ اپنے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے فرما رہے تھے: بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس کے دین میں کوئی فتنہ ڈالا جائے گا، پھر آپ نے عبدالشمس کی اولاد میں سے اپنے ایک داماد (عاص بن الربیع) کا ذکر کیا اور ان کی دامادی کی تعریف کی حضور نے فرمایا اس نے مجھ سے جو کچھ کہا سچ کہا، جو وعدہ کیا وہ پورا کیا، میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بہ خدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔

۶۱۸۸ - حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي أخبرنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري أخبرني علي بن حسين أن المسور بن مخرمة أخبره أن علي بن أبي طالب خطب بنت أبي جهل وعنده فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما سمعت بذلك فاطمة أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت له إن قومك يتحدثون أنك لا تغضب لبناتك وهذا علي ناكحا ابنة أبي جهل قال المسور فقام النبي صلى الله عليه وسلم فسمعته حين تشهد ثم قال أما بعد فإني أنكحت أبا العاص بن الربيع فحدثني

حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا، حالانکہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ان کے نکاح میں تھیں، جب حضرت فاطمہ نے یہ سنا تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہا آپ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کے لیے غصہ نہیں آتا اور یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں، حضرت مسور کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، آپ نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا، حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ میں نے (اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا) ابوالعاص بن الربیع سے نکاح کیا اس نے مجھ

Ataunnabi.com

فَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ۔

سے جو کچھ کہا سچ کہا، اور بے شک فاطمہ بنت محمد میرے جسم کا جز ہے، اور میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ اس کو کسی آزمائش میں مبتلا کریں، اور بے شک خدا کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے ہاں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، حضرت مسور کہتے ہیں پھر حضرت علی نے نکاح کا پیغام ترک کر دیا۔

٦١٨٩ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبٌ (يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ) عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ (يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ) يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦١٩٠ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ قَالَتْ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اور ان کو سرگوشی میں کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، آپ نے پھر سرگوشی میں کوئی بات کہی تو ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں کیا کہا تھا؟ جو آپ روئیں اور دوبارہ سرگوشی میں کیا فرمایا تھا جو آپ ہنسیں، حضرت فاطمہ نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار سرگوشی میں اپنی وفات کی خبر دی تو میں روئی، اور دوسری بار سرگوشی میں یہ خبر دی کہ آپ کے اہل میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ میں لاحق ہوں گی، تو میں ہنسی۔

٦١٩١ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم سب ازواج آپ کے پاس موجود تھیں، ان میں سے کوئی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کا چلنا ہو بہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مطابق تھا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مرحبا کہا، اور فرمایا اے میری بیٹی مرحبا! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى فَأَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَإِنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ وَإِنِّي لَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ۔

پھر ان سے سرگوشی میں کوئی بات فرمائی جس کو سن کر وہ سخت روئیں، جب آپ نے ان کی بیقراری دیکھی تو آپ نے دوبارہ سرگوشی کی جس سے وہ ہنسیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو راز کی بات بتائی جس سے آپ رو رہی تھیں، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو میں نے کہا میرا آپ پر جو حق ہے میں آپ کو اس حق کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں۔ مجھے بتلائیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا؟ حضرت فاطمہ نے کہا: ہاں اب میں بتا دیتی ہوں، پہلی بار جب آپ نے مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے یہ خبر دی کہ ہر سال جبرائیل مجھ سے ایک بار (یا دو بار فرمایا) قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس مرتبہ انھوں نے دو بار دور کیا ہے اور اب میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت قریب آگیا ہے، تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، کیونکہ بے شک میں تمہارا اچھا پیش رو ہوں' حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھ پر گریہ طاری ہوا جو آپ نے دیکھا تھا، جب حضور نے میری بے قراری دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مؤمن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، حضرت فاطمہ نے کہا پھر مجھے وہ ہنسی آئی جس کو آپ نے دیکھا تھا۔

٦١٩٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی

Ataunnabi.com

حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ فَأَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِيْنَ بَكَتْ أَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثِهِ دُوْنَنَا ثُمَّ تَبْكِيْنَ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ حَدَّثَنِيْ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَانِيْ إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِيْ وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ لِذٰلِكَ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِيْ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ۔

بھی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ آئیں جن کی چال رسول اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ نے فرمایا: مرحبا! میری بیٹی! پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا، پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کہی، حضرت فاطمہ رونے لگیں، پھر چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: آپ کس وجہ سے روئیں؟، حضرت فاطمہ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، میں نے کہا میں نے آج کی طرح کوئی خوشی، غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی، میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بغیر خصوصیت کے ساتھ آپ سے کوئی بات کی ہے پھر بھی آپ رو رہی ہیں، اور میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا تھا تو انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی، حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا، حضرت فاطمہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (پہلی بار) یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انھوں نے مجھ سے دو بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت آگیا ہے، اور میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم میرے ساتھ لاحق ہو گی، اور میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں، تب میں رونے لگی پھر آپ نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو، یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، میں اس وجہ سے ہنسی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور مریم بنت عمران کے علاوہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں، آپ کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادیاں ہیں، اس میں اختلاف ہے کہ ان میں زیادہ کم عمر کون ہے، حضرت فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ جنگ احد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی، جس وقت حضرت فاطمہ کی شادی کی اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کا سلسلہ صرف حضرت فاطمہ سے جاری ہے، کیونکہ آپ کے صاحبزادے صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں میں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے لیکن وہ صغر سنی میں فوت ہو گئے، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی پیدا ہوئے لیکن وہ بھی صغر سنی میں فوت ہو گئے اور امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں، ان سے حضرت علی نے شادی کی، پھر مغیرہ بن نوفل نے شادی کی، حضرت زبیر نے کہا حضرت زینب کی نسل ختم ہو گئی۔

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیغام کو مسترد کر دیا، پھر حضرت عمر نے حضرت علی کو مشورہ دیا، حضرت علی نے کہا میرے پاس اس زرہ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دیا، حضرت فاطمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! کیوں روتی ہو؟ بخدا میں نے تمہارا اس شخص سے نکاح کیا ہے، جس کا علم سب سے زیادہ ہے جو علم میں سب سے افضل ہے، جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت (احزاب: ۳۳) "اے رسول کے گھر والو! اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور کر دے"، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں، حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ فرمایا کیوں نہیں! ان شاء اللہ عزوجل۔

جمیع بن عمیر تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: فاطمہ! پوچھا گیا مردوں میں؟ فرمایا ان کا خاوند، تم کو معلوم ہے کہ وہ بے شک بکثرت روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غضب سے غضب ناک ہوتا ہے اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے اور میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا۔ اے اہل محشر اپنی نگاہیں جھکا لو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد گذر جائیں۔

جب حضرت فاطمہ پر موت کا وقت آیا تو انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس سے کہا کہ میں جنازہ کھلا لے جانے کو ناپسند کرتی ہوں (اس سے پہلے جنازہ کو چارپائی پر رکھ کر ایک چادر ڈال دیتے تھے اور کھلا جنازہ جاتا تھا) حضرت اسماء نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی! میں نے سرزمین حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں، حضرت فاطمہ نے اس طریقہ کو پسند کیا اور فرمایا جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرت علی مل کر مجھے غسل دینا، اس کے علاوہ اور کوئی شخص داخل نہ ہو، سو ایسا ہی ہوا، حضرت فاطمہ اسلام میں وہ پہلی شخص تھیں جن کے جنازہ کو اوپر سے ڈھانپ کر لے جایا گیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات میں دفن کیا جائے، سو ایسا ہی کیا گیا، آپ کو قبر میں حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس نے اتارا تھا، تین رمضان، ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی عمر تیس سال تھی۔ [1]

بَابٌ ۸۵ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ قَالَ وَأُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ

سلمان نے کہا اگر تم سے ممکن ہو تو سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ، اور نہ سب کے بعد وہاں سے نکلو، کیونکہ بازار شیطان کا معرکہ ہے، وہاں پر اسی کا جھنڈا نصب ہوتا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، حضور، حضرت جبرائیل سے باتیں کرتے رہے، پھر وہ کھڑے ہو گئے، نبی

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۴ - ۵۱۹، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سَلَمَةَ قَالَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ قَالَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ اَيْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ اِلَّا اِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَنَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے کہا یہ کون تھے؟ حضرت ام سلمہ نے کہا یہ دحیہ تھے، حضرت ام سلمہ نے کہا بہ خدا میں نے تو ان کو دحیہ ہی گمان کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا، آپ ان کو ہماری خبریں بیان کر رہے تھے، (یا ہمیں جبرائیل کے متعلق خبر دے رہے تھے) راوی کہتے ہیں میں نے ابو عثمان سے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا حضرت اسامہ بن زید سے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام و نسب یہ ہے: ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشیہ المخزومیہ۔ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اور ام المومنین ہیں، آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح سے پہلے ابو سلمہ بن عبدالاسد بن مخزومی کے نکاح میں تھیں، حضرت ام سلمہ اور ان کے خاوند نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، حضرت ام سلمہ وہ پہلی صحابیہ ہیں جنھوں نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۴ھ میں غزوہ بدر کے بعد ام سلمہ سے نکاح کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یزید بن معاویہ کی حکومت کے ابتدائی ایام میں فوت ہوئیں، (یعنی ۶۱ھ ہجری میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو عشرہ مبشرہ سے ہیں) نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ام سلمہ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔[1]

بَابُ۱۵۹ مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے فضائل

۶۱۹۴ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى السِّيْنَانِيُّ اَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ مجھ سے وہ زوجہ لاحق ہوگی، جس کے تم سب میں سے زیادہ لمبے ہاتھ ہوں گے، حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں، لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۰، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تَعْمَلُ بِیَدِهَا وَتَصَدَّقُ۔ زینب کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو لمبے ہاتھ کا ذکر کیا اس سے ازواج مطہرات نے ہاتھوں کی جسامت کا طول مراد لیا، سو وہ سرکنڈے سے ہاتھوں کو ناپنے لگیں اور جسمانی طور سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے حقیقۃً لمبے ہاتھ تھے اور صدقہ وخیرات کرنے میں مجازاً حضرت زینب کے لمبے ہاتھ تھے اور جب ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا تب ان کو یہ علم ہوا کہ ہاتھوں کے لمبا ہونے سے صدقہ وخیرات زیادہ کرنا مراد تھا، عرف میں کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لمبے ہاتھ ہیں یعنی وہ صدقہ وخیرات زیادہ کرتا ہے، اس حدیث میں حضرت زینب کی عظیم منقبت ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے (اور آپ کے علم غیب پر مطلع ہونے کا بیان ہے) امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الزکوٰۃ میں ایسے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے جن سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ کا پہلے انتقال ہوا تھا، یہ وہم بالاجماع باطل ہے۔ لہ

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج میں حضرت عائشہ کے درجہ کی تھیں، حضرت عائشہ ان کی بہت تعریف کرتی تھیں، حضرت زینب بنت جحش ازواج میں دیگر ازواج پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ باقی ازواج کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عقد ان کے سرپرستوں نے کیا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میری شادی سات آسمانوں کے اوپر ہوئی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: زوجنکھا "ہم نے آپ کا اس سے نکاح کر دیا" (احزاب: ۳۷) ۲۰ھ میں حضرت عمر کی خلافت کے دوران حضرت زینب کا وصال ہوا، اسی سال مصر فتح ہوا تھا، ایک قول یہ ہے کہ ۲۱ھ میں آپ کا وصال ہوا، حضور کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب ہی کا انتقال ہوا تھا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور زوجہ کا نام بھی زینب تھا، جو بنو عامر کے قبیلہ سے تھیں، ان کا انتقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی ہو گیا تھا۔ ٢ہ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، یہ اسد بن خزیمہ کی اولاد سے اسدیہ ہیں، ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، یہ پہلے اسلام لانے والیوں میں سے اور مہاجرات

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
٢ہ۔ علامہ ابوعبد اللہ محمد بن خلفہ مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں سے ہیں، پہلے ان کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد شدہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا تھا، ——— تاکہ وہ ان کو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعلیم دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور یہ آیات نازل ہوئیں:

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ فلما قضٰی زید منھا وطرا زوجنٰکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطرا و کان امر اللہ مفعولا۔

اور یاد کیجئے جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور آپ نے (بھی) اس پر انعام کیا، کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو، اور اللہ سے ڈرو، اور آپ اپنے دل میں اس چیز کو چھپاتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا، اور آپ کو لوگوں (کے طعنوں) کا اندیشہ تھا، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس کا خوف رکھیں، اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے (عدت کے بعد) اس سے آپ کا نکاح کر دیا تاکہ اس کے بعد ایمان والوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق (نکاح میں) کوئی حرج نہ رہے، جب وہ (انھیں طلاق دے کر) ان سے بے غرض ہو جائیں، اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔

———

ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں حضرت زینب سے نکاح کیا، قتادہ نے کہا ۵ھ میں ان سے نکاح کیا، ابن اسحاق نے کہا آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کے بعد ان سے نکاح کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ زینب سے میرا ذکر کرو، حضرت زید کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا: تو میری نگاہوں میں حضرت زینب کا رتبہ بہت بڑھ گیا، میں ان کے پاس گیا اور میں نے اپنی پشت دروازہ کی طرف رکھی، میں نے کہا اے زینب مجھے تمہارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، وہ تمہارا ذکر کرتے ہیں، حضرت زینب نے کہا میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر وہ اپنے مصلے کی طرف چلی گئیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا "اور جب زید نے اس سے (تعلق منقطع کر کے) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا" پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلا اجازت ان کے پاس چلے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج کے سامنے فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر میرا نکاح کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روٹیاں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور گوشت پکا کر حضرت زینب کا ولیمہ کیا، حضرت زینب بہت خیرات وصدقات کرتی تھیں، حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے توان کا نام برّہ تھا، آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں حضرت زینب کے سوا کوئی بھی میری ٹکر کی نہیں تھی، وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے سامنے اس پر فخر کرتی تھیں کہ تمہارا حضور سے نکاح تمہارے آباء نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، ان کی وجہ سے حجاب کا حکم نازل ہوا، وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرتی تھیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے وہ (زوجہ) سب سے پہلے مجھ سے آملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے، حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم اپنے ہاتھ ناپنے لگیں، لیکن درحقیقت لمبے ہاتھ حضرت زینب کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضرت زینب سے زیادہ کسی عورت کو نیکوکار، اللہ سے ڈرنے والی، صادق القول، صلہ رحمی کرنے والی اور امانت دار نہیں دیکھا۔

حضرت زینب بنت جحش ۲۰ھ میں حضرت عمر کے دورِ خلافت میں فوت ہوگئیں، ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔[1]

امام محمد بن سعد روایت کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وکانت زینب بنت جحش ممن ھاجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینہ وکانت امراۃ جمیلۃ فخطبھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زید بن حارثۃ فقالت یا رسول اللہ لا ارضاہ لنفسی وانا ایم قریش قال: فانی قد رضیتہ لک فتزوجھا زید بن حارثۃ[2]

حضرت عثمان جحشی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش کی بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو تغلیباً قرشی کہا ہے، دراصل حضرت زینب بنت جحش بنو اسد سے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد خاتون کا نکاح اس شخص سے کر دیا جو پہلے غلام تھا، اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ غلام آزاد

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی المعروف بابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۵-۴۶۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبری ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا کفو نہیں ہے ہم نے شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث اور اس کے ضمیمہ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے تاہم بعض نکات کی مزید وضاحت کے لیے ہم اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور جامعیت کے ساتھ دوبارہ لکھ رہے ہیں۔

کفو کا لغوی معنی

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: کفئ کا معنی ہے "نظیر" کفاء، کفو اور کفاءت کا بھی یہی معنی ہے، لا کفاء لہ کا معنی ہے لا نظیر لہ، کفاء کا معنی ہے نظیر اور مساوی، کفاء تو فی النکاح کا معنی ہے زوج کا عورت کے دین، نسب اور گھرانے وغیرہ میں مساوی ہوتا۔[1]

سید محمد مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کفوء کا معنی ہے مثل۔ ہر چیز کی مثال کو کفو کہتے ہیں۔[2]

کفو کا اصطلاحی معنی

کفو کا معنی ہے صفات مخصوصہ ممتازہ میں مساوی اور نظیر ہونا، نکاح میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا لڑکی کے معیار سے کم اور نیچا تو نہیں ہے کیونکہ جو لڑکی صفات مخصوصہ ممتازہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہو وہ اس لڑکے کا فراش بننے کو ناپسند کرے گی، جو اس سے صفات میں ادنیٰ ہو اور لڑکی کے وارث اور والی بھی اس بات کو اپنے لیے موجب عار سمجھتے ہیں کہ ان کی لڑکی ایسے گھرانے میں بیاہی جائے جن کا گھرانا حسب و نسب، مال و دولت، دینداری اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے ان کے ہم پلہ نہ ہو یا ان سے بہت کم ہو۔ کفو میں چھ چیزوں کا لحاظ کیا جاتا ہے (۱) اسلام (۲) نسب یعنی کسی شخص کے جد اعلیٰ کا سید، شیخ، مرزا یا مغل ہونا یا جیسے کوئی حضرت ابوبکر کی اولاد ہے، کوئی حضرت عمر کی، کوئی حضرت عثمان کی اور کوئی حضرت علی کی۔ (۳) تقویٰ اور دینداری۔ (۴) حریت یعنی آزاد ہو غلام نہ ہو (۵) مال و دولت (۶) صنعت و حرفت، یعنی پیشہ۔[3]

کفو کی تحقیق

علامہ سرخسی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ کفو میں نسب کا اعتبار کرتے ہیں اور سفیان ثوری کفو میں نسب کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے، سفیان ثوری کی پہلی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔[4] دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ ابو طیبہ نے بنو بیاضہ کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے اس کو یہ رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو طیبہ سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ اور فساد ہوگا، انہوں نے کہا ہاں ہم بخوشی کریں گے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرب کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو یہ حکم دیتے ہیں کہ میرا نکاح کر دو، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا، انہوں نے یہ پیغام منظور کر لیا تھا، بعد میں کسی اور وجہ سے یہ نکاح نہیں ہوا۔

---

[1] علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ

[2] السید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی نزیل مصر، تاج العروس شرح القاموس ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

[3] السید محمد امین ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] علامہ سرخسی نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں صرف تقویٰ سے فضیلت ہوگی، یہ جواب صحیح نہیں ہے ان احادیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو آخرت کی تخصیص پر دلالت کرے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ دنیا میں بھی فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے اور ان احادیث سے آپ کا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نسب، مال و دولت یا صنعت و حرفت کی بناء پر دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔ منہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ سرخسی ایک طویل بحث کے بعد سفیان ثوری کی دوسری دلیل میں پیش کردہ احادیث کے جواب میں لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الاخر الندب الی التواضع وترک طلب الکفاءۃ لا الالزام وبہ نقول لا عند الرضا یجوز العقد[1]

دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت (غیر کفو میں) نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ سرخسی کی اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک کفو کو طلب کرنا لازم نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کیا جائے۔ وللہ الحمد۔

علامہ سرخسی نے جو کچھ بیان کیا ہے یہی اسلامی تعلیمات کی روح ہے، اصل چیز اسلام اور اعمال صالحہ ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ علم اور تقویٰ کی فضیلت عارضی ہے اور سادات کی نسبی فضیلت ذاتی ہے، عارضی فضیلت زائل ہو سکتی ہے اور ذاتی فضیلت کا زوال نہیں ہو سکتا، لیکن ان بزرگوں نے یہ غور نہیں کیا کہ سادات کی نسبی فضیلت اسلام اور اعمال صالحہ کے بغیر غیر معتبر اور کالعدم ہے العیاذ باللہ اگر کوئی سید مرتد ہو جائے تو کیا اس کی نسبی فضیلت زائل نہیں ہو جائے گی! حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جب ایمان نہیں لایا تو کیا اسے یہ نہیں فرمایا گیا: انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح (ھود: ۴۶) "یہ تمہارا اہل نہیں ہے کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں ہیں"۔

آج دنیا میں کالے اور گورے کی تفریق پر نسلی امتیاز برتے جا رہے ہیں اور سفید فام اقوام سیاہ فاموں کو اپنے برابر کے حقوق دینے پر تیار نہیں ہیں۔ بھارت میں برہمن اونچی ذات کا سپوت ہے اور شودر نیچ ذات کا سمجھا جاتا ہے، اسی طرح ایک زمانہ میں غلاموں کو آزاد لوگوں کا درجہ نہیں دیا جاتا تھا، آج بھی امیروں اور غریبوں میں تفریق رکھی جاتی ہے آج بھی جولاہوں، حجاموں اور موچیوں کو ہیچ سمجھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جولاہے نہ ہوں تو ہم سر عام برہنہ نظر آئیں موچی نہ ہوں تو ہم اپنے پیروں کو گندگی اور گرمی سے بچا نہ سکیں، حجام نہ ہوں تو ہم اپنے بالوں کی درستگی نہ کرا سکیں۔ سلام ہو اس نبی اُمّی پر جس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جوتیوں کی مرمت کر لی کہ کہیں تم جوتی گانٹھنے والوں کو حقیر نہ سمجھ لو، جس نے عرب کے معزز گھرانے میں ایک غلام کا رشتہ کرا کے انسانیت اور مساوات کا جھنڈا بلند کیا، جس نے خود اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگرے ایک غیر ہاشمی، اموی نوجوان کے نکاح میں دیں اور یہ کوئی ضرورت اور اضطرار کا مسئلہ نہ تھا کیونکہ آپ کے سامنے ہاشمی خاندان کے بھی رشتے تھے لیکن وہ انسان کامل اور محسن انسانیت خود اپنی صاحبزادیوں کا رشتہ غیر کفو میں کر کے یہ مثال اور نمونہ قائم کرنا چاہتا تھا کہ جب میں افضل خلق علی الاطلاق ہو کر رشتہ کے معاملہ میں نسب کے مقابلہ میں اسلام اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہوں تو تم بھی نسبی خصوصیات کی بجائے اسلام اور تقویٰ کو ترجیح دینا اور نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی بناء پر کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا۔

غیر کفو میں نکاح کی بحث

قرآن مجید کی بکثرت نصوص صریحہ، متعدد احادیث صحیحہ اور آثار ثابتہ کے مطابق مسلمانوں میں صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، عمر بن عبدالعزیز، ابن سیرین

[1] علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳ (ملخصاً) مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سفیان ثوری، امام مالک اور فقہاء احناف میں سے علامہ ابو بکر جصاص اور علامہ کرخی کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کے نزدیک ولی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح جائز اور صحیح ہے اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہو تو ولی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے اور اگر وہ اجازت دیدے تو پھر یہ نکاح بالاجماع صحیح ہے، ہمارے زمانہ میں بعض لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً حرام کہتے ہیں اور اس نکاح سے اولاد کو اولاد الزنا قرار دیتے ہیں اور اس مسئلہ میں بہت تشدد کرتے ہیں حالانکہ یہ قول اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنے کے مترادف ہے، ہم اس قول سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، ہمارے نزدیک مسلمانوں میں نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے، ہم اپنے موقف کی وضاحت کے لیے قرآن مجید اور احادیث سے دلائل پیش کریں گے، اور اس کے ضمن میں مخالفین کے شبہات کا ازالہ کریں گے اور جن آثار سے مخالفین نے تمسک کیا ہے ان کی حقیقت واضح کریں گے اور آخر میں یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس قسم کے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا بیان

(۱)- واحل لکم ما وراء ذلکم۔ (نساء: ۲۴)

اور ان (محرمات مذکورہ) کے سوا سب عورتوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ لفظ "ما" کی وضع عموم کے لیے ہے، اس لیے اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو لڑکی غیر کفو میں ہو اس سے نکاح کرنا بھی حلال ہے کیونکہ وہ ان محرمات کے علاوہ ہے، اس استدلال پر یہ مناقشہ کیا گیا ہے کہ اس آیت میں صرف دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے، خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا لہٰذا اس استدلال کی رُو سے ان کو نکاح میں جمع کرنا بھی جائز ہونا چاہیے، حالانکہ احادیث میں ان کو نکاح میں جمع کرنے کی بھی ممانعت ہے، اسی طرح اس آیت میں صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کو حرام فرمایا ہے، حالانکہ رضاعی خالہ، رضاعی بھتیجی، رضاعی پھوپھی اور رضاعی بھانجی سے بھی احادیث میں نکاح کرنے کی ممانعت ہے اور جب اس عام سے اتنی چیزوں کی تخصیص کر لی گئی تو پھر یہ عام نہ رہا اور اس سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال صحیح نہ ہوا۔

امام رازی نے اس اشکال کے دو جواب دیے ہیں، ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کی حرمت بیان کی گئی ہے جن کی حرمت دائمی اور ابدی ہے اور جن عورتوں کی حرمت کسی امر عارض کی وجہ سے لاحق ہوتی ان کو بیان نہیں کیا، مثلاً کسی لڑکی اور اس کی خالہ سے الگ الگ نکاح کرنا جائز تھا حرمت اس اجتماع کی وجہ سے عارض ہوئی، اسی طرح جو عورت عدت میں ہے یا جو مطلقہ ثلاثہ ہے یا چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرنا یا آزاد عورت کے اوپر لونڈی سے نکاح کرنا، ان سب سے ایک امر عارض کی بناء پر نکاح حرام ہوا فی نفسہ ان سب سے نکاح جائز تھا، اور ان سب کی حرمت کی وجوہ قرآن اور سنت میں بیان کر دی گئی ہیں، اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے دائماً نکاح حرام ہے، اس لیے اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ خالہ اور بھانجی وغیرہ کو جمع کرنے کی ممانعت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں داخل ہے کیونکہ جمع کرنے کی ممانعت کی علت دونوں میں مشترک ہے کیونکہ بہنوں میں فطرۃً قرابت اور محبت ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی سوکن ہونا اس قرابت کے منافی ہے، اسی طرح خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کی قرابت بھی سوکناپے کے منافی ہے۔ [1]

امام رازی نے رضاعت کا اشکال نہیں وارد کیا کیونکہ اس کے بھی یہی دو جواب ہیں رضاعت کے رشتوں میں دائمی اور ابدی حرمت نہیں ہوتی بلکہ رضاعت عارض ہونے کی وجہ سے حرمت لاحق ہوتی ہے مثلاً ایک شخص اگر کسی عورت کا دودھ نہ پیتا تو فی نفسہٖ وہ عورت اس پر حرام نہیں تھی، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں سے نکاح کی حرمت بیان کی ہے، اور باقی رضاعی محرمات بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ حرمت کی علت یعنی رضاعت ان سب میں مشترک ہے لہٰذا اس آیت کے عموم پر کوئی اشکال نہ رہا۔

امام رازی نے پہلا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں ان رشتہ دار عورتوں کو بیان کیا ہے جن سے نکاح کرنا ابدًا حرام ہے، اس جواب میں یہ خامی ہے کہ اس آیت میں رضاعی رشتہ دار عورتوں اور دو بہنوں کے اجتماع کی حرمت کو بھی بیان کیا ہے جن میں رضاعت اور اجتماع کی وجہ سے حرمت عارض ہوتی ہے، اس وجہ سے دوسرے مفسرین نے صرف دوسرے جواب کو اختیار کیا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ماوراء ذالکم میں اسم اشارہ کو اس لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ حرمت کے حکم کی علت کے اشتراک پر دلالت کرے، اس لیے اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ پھوپھی اور بھتیجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اسی طرح ہر ان دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو جیسا کہ کتب فقہ میں بیان کیا گیا ہے (حرمت کی علت دو قرابت داروں کا اجتماع ہے، اور وہ جمع بین الاختین سے مستفاد ہے اسی طرح رضاعی خالہ اور بھانجی وغیرہ کا اعتراض بھی نہیں ہوگا کیونکہ ان کی حرمت کی علت رضاعت ہے اور وہ رضاعی ماں اور رضاعی بہنوں کی حرمت سے مستفاد ہے۔ سعیدی غفرلہٗ) کیونکہ ان کی تحریم اس آیت میں بطریق دلالت داخل ہے، جیسا کہ بعض محققین نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس عام کی کتاب اور سنت سے تخصیص مشہور ہے۔ [2]

علامہ نیشاپوری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی ان مذکورہ عورتوں کے سوا باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، عام ازیں کہ ان مذکورہ عورتوں سے نکاح کی ممانعت قول صریح کے ساتھ مذکور ہو، یا ظاہر دلالت کے ساتھ یا خفی دلالت کے ساتھ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے ساتھ، جیسا کہ ہم نے دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت میں کہا ہے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کو بھی نکاح میں جمع کرنا منع ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن میں قرابت یا رضاعت ہو ان میں سے ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت فرض کر لیا جائے اور ان میں نکاح

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۹۳-۱۹۲ ملخصاً، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرام ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔)

اس قاعدہ سے اس آیت میں حسب ذیل تخصیصات داخل ہیں:

(۱)۔ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ بھی حلال نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔

(۲)۔ حربیہ اور مرتدہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن الآیۃ۔

(۳)۔ معتدہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: والمطلقات یتربصن الآیۃ۔

(۴)۔ جس شخص کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ اس کے اوپر باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ بالاتفاق ہے۔

(۵)۔ جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ باندی سے نکاح نہیں کر سکتا، یہ امام شافعی کے نزدیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن لم یستطع منکم طولا الآیۃ۔

(۶)۔ چار بیویوں کے ہوتے ہوتے پانچویں عورت سے نکاح کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مثنی وثلاث وربع الآیۃ۔

(۷)۔ جس عورت سے لعان کیا ہو، اس سے نکاح کرنا ممنوع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المتلاعنان لا یجتمعان ابدا۔ "آپس میں لعان کرنے والے کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ [۱]

احادیث میں جن رضاعی رشتوں کی تحریم بیان کی گئی ہے اور جن دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کی تحریم بھی ان منوعہ صورتوں میں داخل ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک عام مخصوص البعض کا حجت ہونا

اب یہ بات بحث طلب ہے کہ جب اس عام سے ان معلوم، محدود اور متعین افراد کی تخصیص کر لی گئی تو اب یہ آیت عام کے باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہے یا نہیں؟ اور اب اس آیت کے عموم سے استدلال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہرچند کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن جمہور فقہاء احناف کے نزدیک جس عام سے معلوم اور متعین افراد خاص کیے گئے ہوں وہ اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک یہ حجت قطعی ہے اور اس کے عموم سے استدلال کرنا قطعاً جائز اور احناف کے اں معمول بہ ہے۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

والصحیح عندی ان المذہب عند علمائنا رحمہم اللہ فی العام اذا لحقہ خصوص یبقی حجۃ فیما وراء المخصوص سواء کان المخصوص مجہولا او معلوما الا ان فیہ شبہۃ حتی لا یکون موجبا قطعا

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ہمارے فقہاء رحہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب عام کو خصوص لاحق ہو جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں اپنے عموم کے اعتبار سے حجت ہوتا ہے خواہ وہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول، البتہ اس استدلال میں (یہ) شبہ ہے (کہ ہو سکتا ہے اس سے کوئی اور بھی

[۱]۔ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد حسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ، غرائب القرآن ج ۵ ص ۱۴، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ بمصر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

و یقیناً۔[1]

خاص کیا گیا ہو) اس لیے اس سے ثابت ہونے والا حکم قطعی اور یقینی نہیں ہوگا (کہ اس کا انکار کفر ہو) بلکہ ظنی حکم ہوگا)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے اس قسم کے عموم کی متعدد مثالیں دی ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ نے تخصیص کے بعد عموم سے استدلال کیا ہے، یہ خیال رہے کہ جس عموم میں ہماری بحث ہے اس میں مخصوص مجہول نہیں ہے بلکہ معلوم اور متعین ہے کیونکہ ان محرمات کا قرآن اور سنت میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

جن عورتوں کا سورۂ نساء کی اس آیت میں صراحۃً ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ قرآن اور سنت میں جن کی تحریم آئی ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں اور وہ یہ ہیں: وہ رضاعی رشتہ دار عورتیں جن سے نسباً نکاح حرام ہے خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کا اجتماع، مطلقہ ثلاثہ، معتدہ، چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچویں بیوی، آزاد منکوحہ کے اوپر باندی سے نکاح کرنا اور جس عورت سے لعان کیا گیا ہو، مشرکہ اور مرتدہ، قرآن اور سنت میں ان معلوم اور متعین عورتوں سے نکاح کو حرام کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ اور کسی سے نکاح حرام نہیں ہے اور جب عام کے عموم سے معلوم اور متعین افراد کا استثناء کیا گیا ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک اس کے عموم سے استدلال کرنا حجت قطعی ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وان خص منه شیء معلوم فانه یبقی موجبا للحکم فیما وراء المخصوص قطعاً۔[2]

اگر عام سے معلوم افراد کو خاص کیا جائے تو وہ باقی ماندہ افراد میں حکم قطعی کا موجب ہوتا ہے۔

علامہ فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں:

وقال بعضهم ان کان المخصوص معلوما بقی العام فیما وراءه علی ما کان (الی قوله) والصحیح من مذهبه ان العام یبقی حجة بعد الخصوص معلوما کان المخصوص او مجهولا الا ان فیه ضرب شبهة۔[3]

بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر مخصوص معلوم ہو تو عام باقی افراد میں حسب سابق حجت ہوتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ مخصوص معلوم ہو یا مجہول عام باقی افراد میں حجت ہوتا ہے لیکن یہ حجت ظنی ہوتی ہے۔

صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود لکھتے ہیں:

وهو ای العام حجة بلا شبهة فیه ای فی الباقی وهذا اذا کان الاستثناء معلوما اما اذا کان مجهولا فلا۔[4]

عام باقی افراد میں حجت قطعی ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مستثنیٰ معلوم ہو اور اگر مستثنیٰ مجہول ہو تو پھر حجت قطعی نہیں ہوتا۔

---

[1] علامہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی متوفی ۴۹۰ھ، اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ

[2] " " " " " " اصول السرخسی ج ۱ ص ۱۴۴، " " " "

[3] علامہ فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ، اصول البزدوی ص ۶۳، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۷ھ، توضیح علی ہامش التلویح ج ۱ ص ۴۳، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ تفتازانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

جب عام سے متعین افراد کو خاص کیا جائے تو اس کے باقی افراد متعین ہو جاتے ہیں اس کی نظیر یہ ہے کہ جب سو سے دس نکالے گئے تو نوے متعین ہو گئے اور جب سو سے بیس نکالے گئے تو اسی متعین ہو گئے اسی طرح جب مشرکین سے اہل ذمہ نکالے گئے تو ان کے غیر متعین ہو گئے۔ ¹

بحر العلوم مولانا عبد العلی مسلم الثبوت کی شرح میں مزج کر کے لکھتے ہیں:

جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ وہ عام جو کسی مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو حجۃ ظنیہ ہوتا ہے، البتہ اکثر احناف کے نزدیک اگر وہ عام غیر مستقل مبین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہو تو پھر وہ حجۃ قطعیہ ہوتا ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس عام سے استدلال کیا ہے جن کی مبین کے ساتھ تخصیص کی گئی تھی۔ جیسا کہ صحابہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (نساء: ۱۱) "اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے (حصوں کے) متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکیوں کے دو حصوں کے برابر ہے"۔

اس آیت کا عموم حجت قطعیہ ہے حالانکہ یہ عموم قاتل، غلام اور کافر سے مخصوص ہے اور اگر مورث کافر ہو تو مسلمان سے مخصوص ہے، اسی طرح او ما ملکت ایمانکم (مؤمنون: ۶) اس آیت میں ہر باندی سے وطی کی اجازت ہے، لیکن اگر وہ باندی اس کی رضاعی بہن ہو تو پھر اجازت نہیں، نیز وقاتلوا المشرکین کافۃ۔ (توبہ: ۳۶) "اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو" یہ آیت بھی اپنے عموم کے اعتبار سے حجت قطعیہ ہے، حالانکہ یہ آیت بھی مستامن اور اہل ذمہ وغیرہ سے مخصوص ہے، ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے حالانکہ ان آیات میں بھی تخصیص کی گئی ہے۔ ²

ہم نے اصولیین کی تصریحات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ تخصیص کے بعد بھی عام حجت ہوتا ہے اور جب اس عام کا مخصص معلوم ہو تو محققین کے نزدیک وہ حجت قطعی ہے اور جمہور کے نزدیک حجت ظنی ہے، اب ہم پہلے اس پر تصریح پیش کریں گے کہ یہ آیت عام ہے اور پھر اس آیت کے عموم سے استدلال کی مثال پیش کریں گے۔

احل لکم ما وراء ذالکم میں ما کا عموم

علامہ ابو بکر جصاص رازی حنفی احل لکم ما وراء ذالکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال ابو بکر ھو عام فیما عدا المحرمات فی الآیۃ وفی سنۃ النبی ³

ابو بکر رازی یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور سنت میں مذکور محرمات کے ماسوا میں یہ آیت عام ہے۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

---

¹ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ، تلویح ج ۱ ص ۴۵، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر

² بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت ج ۱ ص ۳۰۸، مطبع امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۲۴ھ

³ علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۹، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واحل لکم ما وراء ذلکم ورد بلفظ العموم لکن العموم دخلہ التخصیص ؎۱

"احل لکم ما وراء ذالکم" میں لفظ عموم ہے لیکن اس عموم میں (قرآن اور سنت سے) تخصیص داخل ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی "احل لکم ما وراء ذلکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ھذا عموم متفق علیہ ؎۲

یہ عموم سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے فقہاء کا استدلال

ہمارے فقہاء نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح جائز ہے، کیونکہ محرمات مذکورہ کے ماسوا عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور زنا سے حاملہ عورت بھی محرمات مذکورہ کے ماسوا ہے لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنا حلال ہے،

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:

فان تزوج حبلی من الزنا جاز النکاح ولا یطئوھا حتی تضع حملھا وھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف رحمہ اللہ النکاح فاسد (الی قولہ) ولھما انھا من المحللات بالنص ؎۳.

اگر کسی شخص نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہے مگر اس سے وضع حمل تک مباشرت نہ کرے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ یہ عورت نص قرآن سے حلال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے اس کی شرح میں اس نص قرآن کو بیان فرمایا ہے:

واستدل المصنف بعموم واحل لکم ما وراء ذالکم ؎۴

مصنف (علامہ المرغینانی) نے "واحل لکم ما وراء ذالکم" کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی محللات بالنص کی شرح میں لکھتے ہیں:

وھو قولہ تعالٰی واحل لکم ما وراء ذالکم وکل من کانت کذالک جاز نکاحھا ؎۵

اور وہ نص اللہ تعالٰی کا یہ قول ہے واحل لکم ما وراء ذالکم ———— اور جو عورت بھی ان محرمات کے ماسوا ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے

؎۱۔ علامہ علی بن محمد خازن متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۶۵، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

؎۲۔ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

؎۳۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۲۸۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

؎۴۔ علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۴۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

؎۵۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۲ ص ۶۲، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسی طرح علامہ ابن نجیم حنفی نے بھی اس آیت سے زانیہ حاملہ اور وطی شدہ باندی کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

ولهما انهما من المحللات بالنص [۱] امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ زنا سے حاملہ اور وطی شدہ باندی نص قرآن سے حلال ہیں اور وہ نص یہ ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کے عموم سے حاملہ زانیہ کے ساتھ زانی کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں

فاما تحريمها على الاطلاق فلا يصح لقول الله تعالى واحل لكم ما وراء ذالكم [۲] زانیہ حاملہ کا علی الاطلاق حرام ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: احل لکم ما وراء ذالکم۔

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی نے بھی اس آیت کے عموم سے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، لکھتے ہیں:

وان زنى بامراة لم يحرم عليه نكاحها لقوله تعالى و احل لكم ما وراء ذالكم [۳] اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس عورت کے ساتھ اس کا نکاح حرام نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واحل لکم ما وراء ذالکم۔

فقہاء احناف میں سے علامہ المرغینانی (صاحب ہدایہ) علامہ ابن ہمام، علامہ عینی اور علامہ ابن نجیم ان سب نے زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم کے عموم سے استدلال کیا ہے، اور فقہاء حنابلہ میں سے علامہ ابن قدامہ حنبلی اور فقہاء شافعیہ میں سے علامہ ابو اسحاق شیرازی نے مزنیہ کے ساتھ نکاح کے جواز پر احل لکم ما وراء ذالکم۔ کے عموم سے استدلال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہایت قوی استدلال ہے جس سے حنفی، شافعی اور حنبلی سب ہی فقہاء استدلال کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا استدلال بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے کیونکہ قرآن اور سنت میں جن محرمات کا بیان کیا گیا ہے غیر کفو ان کے ماسوا ہے اور ان محرمات کے ماسوا سے نکاح حلال ہے لہٰذا غیر کفو سے بھی نکاح حلال ہے، فتفکر وتشکر۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء میں ما کے عموم سے فقہاء کا استدلال

قرآن کریم کی دوسری جس آیت سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

(۲) فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى و جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو،

۱۔ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۶، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

۲۔ علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۱۰۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ علامہ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع شرح المہذب ج ۱۶ ص ۲۱۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ثلاث وربٰع (نساء: ۳) دو، دو سے، تین، تین سے اور چار، چار سے۔

علامہ ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن عائشۃ والحسن وابی مالک ما احل لکم۔ ؎۱

حضرت عائشہ، حسن بصری اور ابو مالک سے مروی ہے کہ جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو۔

ہمارے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ یہاں بھی ما عموم کے لیے ہے یعنی قرآن اور سنت میں جن محرمات کو بیان کیا گیا ہے ان کے ماسوا ہر پسندیدہ عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، اور غیر کفو بھی قرآن اور سنت کے محرمات کے ماسوا میں ہے، لہٰذا اس سے بھی نکاح کرنے کی اس آیت میں اجازت ہے، ہمارے فقہاء نے اس آیت میں بھی لفظ ما کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

واما قولہ تعالٰی والزانیۃ لاینکحھا الا زان فمنسوخ بایۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ ؎۲

اللہ تعالٰی کا قول والزانیۃ لاینکحھا الا زان قرآن مجید کی آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ سے منسوخ ہے۔

اور یہ آیت اسی وقت منسوخ قرار پائے گی جب ما طاب لکم میں ما عموم کے لیے ہو۔

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی نے بھی یہی لکھا ہے۔ ؎۳

(۳) قرآن مجید کی تیسری وانکحوا الایامٰی منکم الاٰیۃ۔ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم۔ (نور: ۳۲)

اور تم نکاح کر دو اپنے (آزاد) مردوں اور عورتوں میں سے ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے غلاموں اور باندیوں میں سے صلاحیت والوں کا (نکاح کر دو)

اس آیت میں بھی ہمارا استدلال عموم سے ہے، کیونکہ اگر غیر کفو میں نکاح حرام ہوتا تو اللہ تعالٰی عموم اور اطلاق کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم نہ دیتا بلکہ اس کو کفو کے ساتھ مقید فرما دیتا۔ اس آیت کے عموم اور اطلاق کو واضح کرتے ہوئے علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

فان قیل ھٰذا یدل علی ان عقد النکاح انما یلیہ الاولیاء دون النساء وان عقودھن

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عقد نکاح صرف عورت کا ولی کر سکتا ہے

؎۱ علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۲ ص ۵۴، مطبوعہ سہیل اکیڈمی ملتان، ۱۴۰۰ھ

؎۲ علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎۳ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علی انفسھن غیر جائز؟ قیل لہ لیس کذالک لان الآیۃ لم تخص الاولیاء بھذا الامر دون غیرھم وعمومہ یقتضی ترغیب سائر الناس فی العقد علی الایامٰی الا تری ان اسم الایامٰی ینتظم الرجال والنساء وھو فی الرجل لم یرد بہ الاولیاء دون غیرھم کذالک فی النساء۔[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامٰی (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہو گا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیوں کہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا!

انی لست احرم حلالا[3] — میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] ” ” ” ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً ” ” ، ”

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غیر کفو میں نکاح کا جواز سادات کرام کی تعظیم و تکریم کے منافی نہیں ہے

ہم العیاذ باللہ! سادات کرام کے نسبی شرف اور فضیلت کے منکر نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا جزو اور حصہ ہے، ہم ہر نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھتے ہیں اور ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہ روایات نقل کی ہیں:

من مات علی حب آل محمد مات شہیدا۔ — جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہادت کی موت مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا۔ — سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ بخشا ہوا مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبا۔ — سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ توبہ پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد مات مؤمنا مستکمل الایمان۔ — سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ کامل ایمان پر مرا۔

الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر و نکیر۔ — سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کو ملک الموت اور منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ۔ — سنو! جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کی قبر میں جنت کی طرف دو کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔

الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔[1] — سنو! جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ کفر پر مرا (العیاذ باللہ!)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث کو ثعلبی نے از عبداللہ بن محمد بلخی یعقوب بن یوسف از محمد بن اسلم بطور روایت کیا ہے اور اس کے موضوع ہونے کے آثار واضح ہیں، ثعلبی اور محمد کے درمیان جو راوی ہیں آفت انہی کی وجہ سے ہے (الکافی الشاف فی تخریج الکشاف ج ۴ ص ۲۰۲، مطبوعہ ایران) تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قرابت داروں اور آپ کے اہلبیت کی محبت و عقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طبقہ کی خصوصیت کی بنا پر جو حکم فرمایا وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہے آپ نے فرمایا: الائمۃ من قریش[2] "خلیفہ اسلام (تمام روئے زمین پر مسلمانوں کا حکمران) قریش سے ہو گا، ہم نے کہا آمنا و صدقنا، آپ نے فرمایا: انما الصدقۃ لا تنبغی لآل محمد[3] "آل محمد پر زکوٰۃ حلال نہیں" ہم نے کہا علی الراس والعین، اسی طرح اگر آپ فرماتے کہ آل محمد سے غیر آل محمد کا نکاح حرام ہے تو ہم اس کو حرام کہتے، لیکن جب آپ نے اس مناکحت کو حرام نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برخلاف آپ نے خود آل محمد کا نکاح غیر کفو میں کیا اور اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے نکاح کیا کیونکہ آل رسول کا کفو کوئی قرشی ہو سکتا ہے نہ کوئی اور[4]۔ اور خود غیر کفو میں کئی لوگوں کے رشتے کیے اور غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو جائز قرار

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۷، ص ۴۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، لیکن امام محمد سے یہ روایت ہے (بقیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

دیا تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم غیر کفو میں کیے ہوئے رشتوں کو ناجائز اور حرام کہیں اور شریعت مصطفوی میں دخل اندازی کریں اور اللہ کے حلال کو حرام کہنے کے مرتکب ہوں، العیاذ باللہ! یاد رکھیے نسبت کا احترام الگ چیز ہے اور مسائل شرعیہ کی الگ نوعیت ہے۔

ولاجناح علیکم ان تنکحوھن الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال!!!

(۴)۔ قرآن مجید کی چوتھی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

ولاجناح علیکم ان تنکحوھن اذا اتیتموھن اجورھن۔ (الممتحنۃ: ۱۰)

اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم ان کے مہر ادا کر دو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے لیے صرف ادائیگی مہر کو شرط قرار دیا ہے، اگر نکاح کے لیے کفو بھی شرط ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی بیان فرما دیتا، کیونکہ یہ شرط بیان کرنے کی جگہ ہے اور اس جگہ کفو کی شرط کو بیان نہ کرنا اس بات کا بیان ہے کہ نکاح کے لیے کفو کا ہونا شرط نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو عورت دار الحرب میں کسی حربی کے نکاح میں ہو جب وہ ہجرت کر کے دار الاسلام میں آ جائے تو مسلمان شخص اس عورت سے اس کی عدت گذرے بغیر نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں عدت گذر جائے کی قید کا ذکر نہیں فرمایا صرف ادائیگی مہر کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عدت گذرنے کے بغیر بھی اس سے نکاح جائز ہے اور اگر عدت کا گذرنا ضروری ہوتا تو بغیر عدت گذارے نکاح کرنا گناہ ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وانما قال ابوحنیفۃ فی المھاجرۃ انہ لا عدۃ علیھا من الزوج لقولہ تعالیٰ (ولاجناح علیکم ان تنکحوھن) فاباح نکاحھا من غیر ذکر عدۃ۔[۱]

امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہجرت کرنے والی عورت پر خاوند کی کوئی عدت نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں" سو اللہ تعالیٰ نے بغیر عدت کے ذکر کے ان سے نکاح مباح کر دیا۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نعم قد یحتج بھا علی عدم العدۃ فی الفرقۃ

ہاں اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ بسبب

---

[۱]۔ علامہ ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۴۳۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ

[۲] (حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ جن قرشیوں کا نسب مشہور ہو وہ دوسرے قرشیوں کے کفو نہیں ہیں مثلاً خلیفہ کی اولاد کے دوسرے قرشی کفو نہیں ہیں۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۴ مصر) غور فرمائیے جب خلیفہ کی بیٹی کا دوسرا قرشی کفو نہیں ہو سکتا تو سید الانبیاء والمرسلین کی صلبی بیٹی کا دوسرا قرشی کس طرح کفو ہو سکتا ہے!

Ataunnabi.com

بخروج المرأة الينا من دار الحرب مسلمة، ووجهه بانه سبحانه نفى الجناح من كل وجه فى نكاح المهاجرات بعد ايتاء المهر ولم يقيد جل شانه بمضى العدة فلولا ان الفرقة بمجرد الوصول الى دار الاسلام لكان الجناح ثابتا۔ [1]

عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے ہمارے پاس آئے تو اس کی سابق خاوند سے علیحدگی کی کوئی عدت نہیں ہے اس دلیل کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والی عورتوں کے ساتھ نکاح سے ہر قسم کے گناہ کی نفی کر دی ہے بشرطیکہ ان کا مہر ادا کر دیا جائے اور گناہ نہ ہونے کو اللہ تعالیٰ نے عدت گذرنے کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اگر محض دار الاسلام میں پہنچنے سے علیحدگی متحقق نہ ہوتی تو اس کے ساتھ نکاح کرنے میں گناہ ہوتا۔

امام ابوحنیفہ کے اس استدلال کی نہج پر ہم کہتے ہیں کہ اگر ان سے نکاح کرنے میں کفو ہونا بھی مشروط ہوتا تو اللہ سبحانہٗ اس کا بھی ذکر فرما دیتا اور جب یہاں اس کا ذکر نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ نکاح میں کفو شرط نہیں ہے۔ غور فرمائیے منکوحۂ غیر سے فرقت کے بعد دوسرے نکاح کے لیے عدت کا گزرنا شرط ہے اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دوسرے مقامات پر اس شرط کا صراحۃً ذکر ہے، لیکن اس آیت میں چونکہ مہاجرات سے نکاح کے بیان میں اس شرط کا ذکر نہیں ہے اس لیے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مہاجرہ سے عقد کے لیے عدت کی شرط نہیں ہے اسی طرح نکاح کے کفو کا بھی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بطور شرط کہیں ذکر نہیں کیا گیا، اس لیے اس آیت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز بطریق اولیٰ ثابت ہوگا، یہ نہایت قوی استدلال ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اس فقیر کے دل میں القاء کیا۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

آیت تحلیل سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۵) قرآن مجید کی پانچویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره - (بقرہ: ۲۳۰)

پھر اگر اسے تیسری طلاق دے دی تو وہ (عورت) اس (تیسری طلاق) کے بعد اس پر حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ (عورت) کسی اور خاوند سے نکاح کر لے۔

اس آیت میں زوجاً کی تنکیر عموم کا تقاضا کرتی ہے یعنی وہ عورت کسی بھی مسلمان شخص سے نکاح کرے خواہ وہ شخص اس کا کفو ہو یا غیر کفو تو اس نکاح اور مکمل زوجیت کے بعد وہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی، اسی نہج پر علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی شرط نہیں ہے، علامہ جصاص لکھتے ہیں:

وفيه الدلالة ايضا على جواز النكاح بغير ولى لانه اضاف التراجع اليهما من غير ذكر الولى۔ [2]

اس آیت میں بغیر ولی کے نکاح کے جواز پر بھی دلالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کے ذکر کے بغیر نکاح کی اضافت عورت اور اس کے شوہر کی طرف کی ہے۔

---

[1] علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۸ ص ۸۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۹۱، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطا فی النکاح لانہ اضاف العقد الیھا۔ ؎ | اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم ان شاء اللہ فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے ملالہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم دو آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (حجرات: ۱۳) | اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابو ہند سے نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الآیۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

؎ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ آلوسی اس بحث میں مزید لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے باپ دادا کی وجہ سے جاہلیت کی نخوت اور تکبر کو دور کر دیا ہے، تم سب آدم اور حوا کی اولاد ہو جس طرح دو صاع برابر برابر ہوتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو پس تمہارے پاس جو بھی ایسا شخص آئے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو اس سے (اپنی لڑکیوں کا) نکاح کر دو، اس حدیث کو امام احمد اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے لیکن امام احمد کی روایت میں "تمہارے پاس جو بھی آئے" یہ الفاظ نہیں ہیں، (شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸ طبع بیروت) [1]

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کر دو" انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی [2]

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حدیث صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (یہ بدری صحابی تھے) نے سالم کو اپنا بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی (ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ قرشیہ) کا نکاح کر دیا، حالانکہ سالم انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت ضباعہ بنت الزبیر (یہ ہاشمی خاتون تھیں) حضرت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔ (یہ غیر قرشی تھے)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۲)

میں کہتا ہوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (قرشی) کی بہن حضرت بلال کے عقد میں تھیں، اور حضرت زینب بنت جحش، حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں، ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ آزاد شدہ غلاموں سے عرب عورتوں کا نکاح جائز ہے۔ اور کفاءۃ کا اعتبار صرف دین میں ہے۔ (الی قولہ) حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابو بکر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو انھوں نے منظور کر لیا، اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا تو ان پر یہ امر دشوار ہوا، پھر حضرت عمر نے خود حضرت سلمان سے نکاح کی درخواست کی لیکن حضرت سلمان نے نکاح نہیں کیا، حضرت بلال نے بکیر کی بیٹی کا رشتہ مانگا، اس کے بھائیوں نے انکار کیا، حضرت بلال نے کہا یا رسول اللہ! مجھے بنو بکیر سے کیا سانحہ پیش آیا! میں نے ان کی بہن کا رشتہ مانگا، انھوں نے مجھے انکار کر دیا اور مجھ کو اذیت دی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کی وجہ سے غضب ناک ہوئے، یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور کہا تمہاری وجہ سے ہمیں کیسی پریشانی ہوئی ہے، ان کی بہن نے کہا میرا معاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے، پھر انھوں نے اس کا نکاح کر دیا، اور جب ابو ہند نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی تو آپ نے اس کے متعلق فرمایا: "ابو ہند سے نکاح کر دو اور اس کی طرف رشتہ کرو" حالانکہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا، اور امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۴ - ۱۶۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابو محمد بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۸۷ - ۸۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابو ہند بنو بیاضہ کا آزاد شدہ غلام تھا جو فصد لگاتا تھا، اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فصد لگائی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنے سے خوش ہو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تصویر بنائی ہو وہ ابو ہند کو دیکھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بنو بیاضہ سے) فرمایا اس کے ساتھ نکاح کردو۔ لہ

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اخرج ابن المنذر عن ابن جریج وابن مردویۃ والبیھقی فی سننہ عن الزھری قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی بیاضۃ ان یزوجوا اباھند امرأۃ منھم فقالوا یا رسول اللہ انزوج بناتنا موالینا فانزل اللہ یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی الآیۃ قال الزھری نزلت فی ابی ھند خاصۃ قال وابو ھند کان حجام النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج ابن مردویۃ من طریق الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکحوا اباھند وانکحوا الیہ قالت ونزلت یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی الآیۃ۔

امام ابن منذر از ابن جریج از ابن مردویہ اور امام بیہقی اپنی سنن میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند کے ساتھ اپنی ایک عورت کا نکاح کردیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی الآیۃ زہری کہتے ہیں کہ یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا اور امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہند سے نکاح کردو اور ان کے ہاں نکاح کرو، حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔ سہ

استدلال مذکور پر ایک اعتراض کا جواب

بعض اہل علم لکھتے ہیں:

"مذکورہ آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے پر طعن کریں، نام بگاڑیں، ایک دوسرے کے نسب پر چوٹیں کریں اور ایک دوسرے کو برے القاب واوصاف سے ایذاء پہنچائیں، یا تمسخر اڑائیں۔ ان سب خرابیوں کے ازالہ کے لیے آیت میں ارشاد ہوا کہ خدا کے نزدیک تمہارے کام آنے والی اصل چیز تقویٰ لعنہ ایمان ہیں جن کا ظہور مکمل طور پر دار آخرت میں ہوگا۔"

لہ ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

لہ ۔ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ ھ، در منثور ج ۶ ص ۹۸، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۴ھ

سہ ۔ علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کلام کی متانت سے ہمیں انکار نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ اس آیت کا نزول ابوہند کے بارے میں ہوا جب بنو بیاضہ نے اس کے غلام ہونے کی وجہ سے اس کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں حالانکہ وہ ایک فصد لگانے والا غلام تھا اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ علامہ آلوسی حنفی، علامہ عینی حنفی، علامہ قرطبی مالکی، علامہ سیوطی شافعی اور علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے شانِ نزول سے بھی یہ ثابت ہوا کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہے۔

(۷) وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الآیۃ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

ساتویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ (احزاب: ۳۶)

جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم دے دیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو اس حکم پر عمل نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں جا گرے گا۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کے شانِ نزول میں لکھتے ہیں:

روی قتادۃ وابن عباس ومجاھد فی سبب نزول ھذہ الآیۃ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب زینب بنت جحش وکانت بنت عمتہ فظنت ان الخطبۃ لنفسہ فلما تبین انہ یریدھا لزید، کرھت وابت وامتنعت فنزلت الآیۃ فاذعنت زینب حینئذ وتزوجتہ فی روایۃ فامتنعت وامتنع اخوھا عبد اللہ لنسبھا من قریش، وان زیدا کان بالامس عبدا الی ان نزلت ھذہ الآیۃ فقال لہ اخوھا: مرنی بما شئت فزوجھا من زید وقیل: انھا نزلت فی ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط وکانت وھبت نفسھا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فزوجھا من زید بن حارثۃ فکرھت ذلک ھی واخوھا وقالا انما اردنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزوجنا غیرہ، فنزلت الآیۃ بسبب ذلک

قتادہ، حضرت ابن عباس، اور مجاہد نے اس آیت کے شانِ نزول میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کو نکاح کا پیغام دیا، وہ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں، انھوں نے یہ سمجھا کہ حضور نے اپنے لیے نکاح کا پیغام دیا ہے، جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے زید کے لیے رشتہ مانگا ہے تو انھوں نے اس پیغام کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت زینب نے اس نکاح کو قبول کر کے نکاح کر لیا، ایک روایت ہے کہ حضرت زینب اور ان کے بھائی حضرت عبد اللہ نے حضرت زینب کے نسب قریش (یہ علامہ قرطبی کا تسامح ہے، حضرت زینب بنو اسد سے تھیں) کی وجہ سے انکار کیا کیونکہ حضرت زید کل تک غلام تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی، ان کے بھائی نے کہا، آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں! پھر انھوں نے حضرت زینب کا حضرت زید سے نکاح کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فاجابا الی تزویجہ زید لہ

معیط کے متعلق نازل ہوئی انھوں نے اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا، آپ نے ان کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کر دیا۔ انھوں نے اور ان کے بھائی نے ان کو ناپسند کیا اور کہا ہم نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا تھا، اور آپ نے کسی اور سے نکاح کر دیا، تب یہ آیت نازل ہوئی پھر انھوں نے حضرت زید کے ساتھ نکاح کو منظور کر لیا۔

علامہ آلوسی حنفی نے بھی اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ ؎۲

علامہ اسماعیل حقی حنفی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ؎۳

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ ؎۴

امام رازی شافعی اور علامہ خازن شافعی نے اس آیت کے شان نزول میں صرف حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ ؎۶

حافظ ابن کثیر حنبلی نے اس آیت کے شان نزول حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دونوں کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ ؎۷

مذکور الصدر حوالہ جات سے ظاہر ہو گیا کہ مالکی حنفی، شافعی اور حنبلی تمام مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہر تقدیر پر یہ غیر کفو میں نکاح کا ثبوت ہے کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنو اسد کی آزاد خاتون تھیں اور حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط آزاد اور قرشیہ خاتون تھیں اور یہ ایک غلام کے قرشیہ سے نکاح کا واضح ثبوت ہے۔

؎۱ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۴ ص ۱۸۷-۱۸۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

؎۲ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

؎۳ علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۷ ص ۱۰۰، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

؎۴ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۵ ص ۲۰۱ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ

؎۵ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۸۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

؎۶ علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۰۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

؎۷ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۶۳ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:
ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس القرشیہ الامویہ [۱]
علامہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (امام زین العابدین) نے اپنی والدہ سلامہ کا نکاح اپنے آزاد شدہ غلام سے کر دیا جب عبد الملک نے اس پر عار دلایا تو انھوں نے فرمایا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے نہیں کیا تھا؟ [۲]

ولعبد مؤمن خیر من مشرك سے استدلال (غیر کفو میں نکاح کے جواز پر قرآن مجید سے صریح جزئیہ)

۸۔ آٹھویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، وہ یہ ہے:

لا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم۔ (بقرہ: ۲۲۱)

اور شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں (ایمان والی عورتوں کو) نہ دو، یہاں تک کہ وہ (مشرک) ایمان لے آئیں، اور بے شک مومن غلام شرک کرنیوالے (آزاد) سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کو جائز فرمایا ہے، اور جس نکاح کو اللہ تعالیٰ خیر اور بہتر فرما رہا ہو اس نکاح کو ناجائز اور حرام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے!
علامہ قرطبی کی تفسیر سے یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے ہم اس تفسیر کو نقل کر کے اس کا جواب ذکر کریں گے فنقول وباللہ التوفیق۔
علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) ای مملوك (خير من مشرك) ای حسيب (ولو اعجبكم) ای حسبه وماله، حسب ما تقدم وقيل المعنى ولرجل مؤمن وكذا ولامة مؤمنة، ای ولامرأة مؤمنة كما بينا۔ قال صلى الله عليه وسلم كل رجالكم عبيد الله وكل نساءكم اماء الله وقال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله (الى ان قال) وهذا احسن ما حمل عليه القول فى هذه الآية۔ [۳]

عبد مومن یعنی غلام، ذو حسب مشرک سے بہتر ہے خواہ تمہیں اس کا حسب اور مال اچھا لگتا ہو، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، ایک قول یہ ہے کہ عبد مومن کی تفسیر مرد مومن ہے اسی طرح ولامة مؤمنة کی تفسیر مومنہ عورت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب مرد اللہ کے غلام ہیں اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں اور اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو، اس آیت میں اس قول کا یہ زیادہ اچھا محمل ہے۔

علامہ قرطبی کی یہ عقلی توجیہ اور تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تاویل اس آیت کے شان نزول کے خلاف ہے جس کو

۱۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۱۴، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران، ۱۳۸۷ھ
۲۔ علامہ عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۳۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۷۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ قرطبی سمیت تمام مستند مفسرین نے نقل کیا ہے اور جمہور مفسرین نے یہی کہا ہے کہ اس آیت میں عبد مومن سے مراد مسلمان غلام اور امۃ مومنہ سے مراد مسلمان باندی ہے۔

ولعبد مؤمن الآیۃ میں "عبد" سے غلام مراد ہونے پر جمہور مفسرین کی تصریحات!!

اس آیت کے شان نزول میں علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

قال السدی نزلت فی عبد اللہ بن رواحۃ کانت لہ امۃ سوداء فلطمھا فی غضب ثم ندم فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال ما ھی یا عبد اللہ قال تصوم وتصلی وتحسن الوضوء وتشھد الشھادتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ھذہ مومنۃ" فقال ابن رواحۃ لاعتقنھا ولا تزوجنھا ففعل فطعن علیہ ناس من المسلمین وقالوا: نکح امۃ وکانوا یرون ان ینکحوا الی المشرکین وکانوا ینکحونھم رغبۃ فی احسابھم فنزلت ھذہ الآیۃ[1]

سدی نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کی ایک سیاہ رنگ کی باندی تھی، انھوں نے ایک دن غصہ میں اس کو تھپڑ مارا، پھر نادم ہوئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے پوچھا: "اے عبد اللہ وہ کیسی باندی ہے؟ حضرت عبد اللہ نے کہا وہ روزے رکھتی ہے نماز پڑھتی ہے اچھی طرح وضو کرتی ہے اور کلمہ شہادت پڑھتی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ مومنہ ہے" حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا میں اس کو ضرور آزاد کروں گا اور اس سے ضرور شادی کروں گا، اور ایسا ہی کیا پھر بعض مسلمانوں نے ان کو طعنہ دیا اور کہا: انھوں نے ایک باندی سے نکاح کر لیا، اس وقت مسلمان مشرکوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے اور ان کے حسب ونسب کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے کو پسند کرتے تھے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علامہ ابن کثیر حنبلی[2]، علامہ خازن شافعی[3]، علامہ جلال الدین سیوطی[4]، علامہ سلیمان جمل شافعی[5] اور علامہ آلوسی حنفی[6]

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۶۷، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ
[2] حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ
[3] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور
[4] علامہ جلال الدین شافعی متوفی ۹۱۱ھ، تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۲۵۶-۲۵۷، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ
[5] علامہ سلیمان بن عمر الجمل شافعی متوفی ۱۲۰۴ھ الفتوحات الالٰہیہ ج ۱ ص ۱۹۱، مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ مصر، ۱۳۱۴ھ
[6] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے بھی اس آیت کا یہی شان نزول بیان کیا ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

(ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ) یدل علی جواز نکاح الامۃ مع وجود الطول الی الحرۃ۔[1]

(ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آزاد عورت کے ساتھ نکاح کی طاقت کے باوجود باندی سے نکاح کرنا جائز ہے

علامہ جصاص کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولامۃ میں امۃ سے مراد باندی ہے، لہٰذا ولعبد مومن میں لامحالہ عبد سے غلام مراد ہوگا، امام رازی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔[2]

حافظ ابن کثیر حنبلی ولعبد مومن کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای ولرجل مؤمن۔ ولو کان عبدا حبشیا خیر من مشرك وان کان رئیسا سریا۔[3]

یعنی مرد مومن اگرچہ حبشی غلام ہو تو وہ مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ شریف سردار ہو۔

علامہ خازن شافعی لکھتے ہیں:

ولعبد مؤمن خیر من مشرك یعنی حرا۔[4]

مسلمان غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے۔

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما فیہ من ذل المملوکیۃ (خیر من مشرك) مع ما ینسب الیہ من عز المالکیۃ۔[5]

مومن غلام باوجود غلامی کی ذلت کے مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ ابوسعود حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما بہ من ذل المملوکیۃ (خیر من مشرك) مع مالہ من عز المالکیۃ۔[6]

مومن غلام غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی لکھتے ہیں:

(ولعبد مؤمن) مع ما بہ من ذل المملوکیۃ (خیر من مشرك) مع ما بہ من عز المالکیۃ۔[7]

مومن غلام، غلامی کی ذلت کے باوجود مشرک سے بہتر ہے خواہ اس کو مالکیت کی عزت حاصل ہو۔

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۳۳۶، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] حافظ ابوالفداء عمادالدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۵۷، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[4] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور

[5] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[6] علامہ ابوسعود محمد بن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، تفسیر ابوسعود علی ہامش الکبیر ج ۲ ص ۱۱۸، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[7] علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ، روح البیان ج ۱ ص ۳۴۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیخ محمد عبدہ لکھتے ہیں:

وقد فسر الجمهور الامة والعبد فی الاٰیة بالرقیق ای ان الامة المملوکة المؤمنة خیر من الحرة المشرکة ولو اعجبکم جمالها وکذلک العبد المؤمن خیر من الحر المشرک وان کان معجبا۔ ؎

جمہور مفسرین نے اس آیت میں امۃ اور عبد کی تفسیر باندی اور غلام سے کی ہے یعنی جو مملوکہ باندی مومنہ ہو وہ آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ تم کو اس کا حسن اور جمال اچھا لگتا ہو، اسی طرح جو غلام مومن ہو وہ آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ تم کو وہ مشرک اچھا لگتا ہو

ہر چند کہ بعض مفسرین نے عبد مومن کی تفسیر مرد مومن کے ساتھ کی ہے لیکن یہ محض ان کی عقلی اپج ہے، اس کی تائید میں کوئی نقل نہیں ہے، علامہ خازن اور دیگر مستند مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنی اپنی باندیوں کو آزاد کر کے ان سے شادی کر لی، اس پر لوگوں نے ان کو لونڈی سے نکاح کرنے کا طعنہ دیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم (الی قولہ تعالٰی) ولعبد مؤمن خیر من مشرک۔ (بقرہ: ۲۲۱)

بے شک ایمان والی باندی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھی لگتی ہو ـــــــ اور بے شک مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تم کو اچھا لگتا ہو

جمہور مفسرین کی اس تصریح کے بعد کہ ولعبد مومن میں عبد سے مراد غلام ہے، آئیے دیکھیں کہ برصغیر کے مترجمین نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے:

اہل سنت مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن کا ترجمہ

شاہ رفیع الدین ولعبد مومن الاٰیة کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اور اگرچہ خوش لگے تم کو۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ مسلمان غلام بہتر ہے کسی شرک کرنے والے سے اگرچہ تم کو خوش آوے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔

علامہ سید احمد کاظمی قدس سرہ العزیز اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام شرک کرنے والے (آزاد) سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں۔

؎ ۔ علامہ محمد رشید رضا، تفسیر المنار ج ۲ ص ۳۵۱، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیگر مشہور مترجمین کے حوالوں سے ولعبد مؤمن الأیة کا ترجمہ

شیخ محمود الحسن دیوبندی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے۔

شیخ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اور مسلمان مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔

سید ابو الاعلی مودودی لکھتے ہیں:

ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔

شیخ فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں:

کیونکہ مشرک مرد سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔

شیعہ مترجم سید امداد حسین کاظمی مشہدی لکھتے ہیں:

البتہ ایک مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گر وہ (مشرک) تمہیں اچھا ہی لگے۔ (ترجمہ مقبول)۔

مذکور الصدر تراجم کے حوالہ جات سے یہ حقیقت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہو گئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت (خواہ آزاد ہو یا باندی) کے ساتھ مسلمان غلام کے نکاح کو (آزاد مشرک کے مقابلہ میں) بہتر قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر کفو میں نکاح کو جائز قرار دیا ہے ہو یہ آیت غیر کفو میں نکاح کے جواز کا قرآن مجید سے صریح جزئیہ ہے۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۹) نویں آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

افنجعل المسلمین کالمجرمین ○ مالکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵) کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

بعض سادات کرام یہ کہتے ہیں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے مطلقاً حرام ہے، میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ آپ عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتے ہیں، اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح ناجائز کہتے ہیں اس طرح آپ نے عام مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر دیا ہے جس طرح یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن یہود و نصاریٰ سے مسلمان لڑکیوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے سو اسی طرح آپ بھی عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کو جائز اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح کو ناجائز کہتے ہیں، اس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عظیم اکثریت اور تمام غیر سادات مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں کر ڈالا! خدارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کفار و مشرکین کے مساوی نہ کیجئے، اپنے نیاز مندوں کے ساتھ یہ سلوک نہ کیجئے!

افنجعل المسلمین کالمجرمین ○ مالکم کیف تحکمون۔ (قلم: ۳۶-۳۵) کیا ہم عام مسلمانوں کو مجرموں جیسا کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو!

فلا تزکوا انفسکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۱۰) قرآن مجید کی دسویں آیت جس سے ہم نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غیر کفو کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی (نجم: ۳۲)

خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای لا تمدحوھا ولا تثنوا علیہا۔ [1]

اپنی مدح وثناء نہ کرو۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولا تقولوا لاخوانکم انا خیر منک وانا ازکی منک واتقی۔ [2]

دوسرے شخص سے یہ نہ کہو کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اور تجھ سے زیادہ پاکباز اور متقی ہوں۔

علامہ ابو سعود حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فلا تثنوا علیہا بالطہارۃ عن المعاصی بالکلیۃ او بما یستلزمہا من زکاء العمل ونماء الخیر۔ [3]

اپنی یہ تعریف نہ کرو کہ میں بالکل گناہوں سے پاک ہوں یا میرے عمل پاکیزہ ہیں یا مجھے بہت خیر حاصل ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خود سرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمت الٰہی کے اعتراف اور اطاعت وعبادت پر مسرت اور اس کے ادائے شکر کے لیے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے خود ستائی اور خود سرائی وخود نمائی کی مذمت فرمائی ہے۔

الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا۔ (نساء: ۴۹)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکبازی بیان کرتے ہیں! بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور ان پر ایک سوت کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اور اللہ تعالیٰ کا قول "فلا تزکوا انفسکم" اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسان اپنی زبان سے اپنی تعریف اور اپنی بڑائی بیان نہ کرے، صحیح مسلم میں ہے حضرت زینب بنت ابی سلمہ کا نام پہلے برّہ (نیکو کار) تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام سے منع فرمایا اور کہا خود ستائی نہ کرو، اللہ ہی جانتا ہے تم میں سے نیک کون ہے پھر آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۸، مطبوعہ اصح المطابع کراچی) پس کتاب اور سنت میں خود ستائی اور خود سرائی وخود نمائی سے منع کیا گیا ہے۔ [4]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۷ ص ۱۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو، ایران، ۱۳۸۷ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، تفسیر ابو سعود علی ہامش الکبیر ج ۷ ص ۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[4] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۴۷، ملخصاً مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور اس سے بڑھ کر خود سرائی اور خود نمائی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان اپنے حسب و نسب کی برتری کی بنا پر دوسرے مسلمان کو حقیر اور ذلیل قرار دے اور اس سے رشتہ مناکحت قائم کرنے کو بغیر کسی شرعی دلیل کے حرام اور ناجائز کہے! العیاذ باللہ!!

(۱۱) قرآن مجید کی گیارہویں آیت — وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ (منافقون: ۸)

عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر کسی استثناد کے تمام مسلمان عزت دار ہیں اور حسب و نسب، مال و دولت اور صنعت و حرفت کے فرق کی وجہ سے کسی مسلمان کو حقیر سمجھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے اور اس کو ناراض کرنے اور غضب میں لانے کا موجب ہے، اس کی وضاحت ان آیات سے ہوتی ہے۔

وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون ۰ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظالمین ۰ وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین ۰ واذا جاءک الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءا بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم ۰ وکذلک نفصل الایت ولتستبین سبیل المجرمین۔

(انعام: ۵۵-۵۱)

اور آپ اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرایئے جو اپنے رب کی طرف اس حال میں جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارش کرنے والا۔ (ان کو ڈرایئے) تاکہ وہ متقی ہوجائیں۔ اور ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے صبح و شام اس کی عبادت کرتے ہیں، ان کا آپ سے کوئی حساب ہوگا نہ آپ کا ان سے کوئی حساب ہوگا، پھر بھی اگر (بالفرض) آپ نے ان کو اپنے پاس سے دور کردیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہوجائیں گے، اور اسی طرح ہم نے ان کے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا کہ بالآخر وہ (مالدار کفار، فقراء مومنین کو دیکھ کر حقارت سے) کہیں کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ (اے منکرو!) کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب جاننے والا نہیں ہے؟ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، تو آپ کہیں تم پر سلام ہو تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے، جو تم میں سے نادانی کی وجہ سے کوئی گناہ کرے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پھر اس کے بعد وہ توبہ اور اصلاح کرے تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے، ہم اسی طرح آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

علامہ آلوسی حنفی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام احمد، امام طبرانی اور دیگر محدثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوا درآں حالیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صہیب حضرت عمار، حضرت بلال، حضرت خباب اور دیگر غریب اور مسکین غلام بیٹھے ہوئے تھے، قریش نے کہا: اے محمد! تم اپنی قوم کے انہی لوگوں پر خوش ہو! کیا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں میں سے انہی پر احسان کیا ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کی پیروی کریں گے؟ ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دو اگر تم نے ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیا تو پھر ہم تمہاری پیروی کریں گے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولی ولا شفيع لعلهم يتقون۔ (انعام: ۵۱)

اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرایئے جو اپنے رب کی طرف جمع کیے جانے سے ڈرتے ہیں درآں حالیکہ اس دن اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ متقی ہو جائیں

امام ابن جریر، امام ابوالشیخ، امام بیہقی اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب اور دیگر غرباء اور مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، جب انہوں نے آپ کے گرد ان لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو حقیر گردانا، پھر دوبارہ تنہائی میں آپ کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے الگ نشست رکھیں، کیونکہ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے رہتے ہیں اور ہم کو اس سے عار محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں، لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں، اور جب ہم فارغ ہو کر چلے جائیں تو پھر آپ چاہیں تو پھر ان کو اپنے پاس بٹھا لیں، آپ نے فرمایا: اچھا! انہوں نے کہا آپ ہم کو یہ ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھنے کے لیے بلایا، حضرت خباب کہتے ہیں کہ ہم ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے:

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشی يريدون وجهه الاية۔

اور آپ ان (مساکین مومنین) کو اپنے پاس سے دور نہ کیجیے جو صرف اپنے رب کی رضاجوئی کے لیے صبح اور شام اس کی عبادت کرتے ہیں، آپ سے ان کا حساب ہوگا نہ ان سے آپ کا حساب ہوگا، پھر بھی اگر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(بالفرض) آپ نے ان کو (اپنے پاس سے) دُور کر دیا تو آپ ناانصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (آخر آیات تک پڑھیں)۔

حضرت خباب بیان کرتے ہیں کہ پھر حضور نے ہم کو بلایا دراں حالیکہ آپ فرما رہے تھے: سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ "تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے، پھر ہم حضور کے پاس بیٹھے رہتے تھے اور جب حضور جانا چاہتے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاتے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطا۔ (کہف: ۲۸)

آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح اور شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹیں دراں حالیکہ آپ حیات دنیا کی زینت چاہتے ہوں، اور آپ اس شخص کا کہا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے، جو شخص اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذر چکا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کا وقت آجاتا تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خود چھوڑ کر اٹھ جاتے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اٹھتے۔

امام ابن المنذر وغیرہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ، قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل، حارث بن عامر بن نوفل، مطعم بن عدی اور عبد مناف کے کافر سردار ابو طالب کے پاس گئے، اور کہا اگر آپ کا بھتیجا ان غلاموں اور حلیفوں کو اپنے پاس سے اٹھا دے تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تصدیق اور اتباع کا بہت قوی سبب ہو جائے گا، ابو طالب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے مشورہ دیا: یارسول اللہ! اگر آپ ایسا کرلیں تو بہت اچھا ہو، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ پھر کیا کرتے ہیں! کیا ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟) اس وقت اللہ تعالیٰ نے وانذر بہ سے لے کر الیس اللہ باعلم بالشاکرین تک آیات کو نازل فرمایا، جن لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھانے کے لیے کافر سرداروں نے کہا تھا وہ یہ تھے: حضرت بلال، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سالم (حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام)، حضرت صبیح (اسید کے آزاد کردہ غلام) اور حلفاء میں سے حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن عمرو، حضرت واقد بن عبداللہ حنظلی، حضرت عمرو بن عبد عمرو، حضرت مرثد بن ابی مرثد اور دیگر ضعفاء مسلمین تھے اور قریش کے کافر سرداروں موالی اور حلفاء کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وکذلك فتنا بعضهم ببعض - جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے مشورے سے معذرت چاہی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واذا جاءك الذين يؤمنون بأيتنا الأية.

ان آیات میں یہ دلالت نہیں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مساکین صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا تھا حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر کوئی حرف آئے، اور یہ جو روایات میں ہے کہ آپ نے اشراف کفار کے لیے الگ وقت مقرر کیا اور مساکین صحابہ کے لیے الگ وقت مقرر کر دیا تھا تو یہ ان اشراف کفار کی تالیف کے لیے تھا تاکہ وہ لوگ اس وجہ سے ایمان لے آئیں اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منشاء کا علم تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اقدام سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی دل آزاری اور سبکی نہیں ہوئی۔ [1]

علامہ قرطبی مالکی نے بھی ان آیات کی تفسیر میں ان تمام روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [2]

سورۂ کہف کی آیت نمبر ۲۸ کی تفسیر میں بھی علامہ قرطبی نے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [3]

حافظ ابن کثیر حنبلی نے بھی سورۂ انعام کی آیت نمبر ۵۲ کی تفسیر میں امام احمد کے حوالے سے ان روایات کو بیان فرمایا ہے۔ [4]

امام رازی شافعی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں ان روایات کو بیان کیا ہے۔ [5]

وہ غریب اور غلام مسلمان جن کو حسب و نسب کے اعتبار سے کفار کمتر سمجھتے تھے اور اپنا کفو نہیں گردانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے معزز تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائیں اور سورۂ کہف میں فرمایا جب تک یہ لوگ آپکی مجلس میں بیٹھے رہیں آپ خود بھی مجلس سے نہ اٹھیں، کفار نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر ان غرباء اور غلاموں کو حضور کی مجلس سے اٹھا دیا جاتے تو وہ ایمان لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا اور یہ ظاہر فرما دیا کہ جن لوگوں کے اسلام کی بنیاد مساکین مسلمین کی تحقیر پر ہو اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے اسلام کی کوئی ضرورت نہیں ہے!

اسی نہج پر قیاس کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص اپنے کفو کو برتر قرار دے اور دوسرے مسلمانوں سے رشتہ مناکحت کو حرام کہہ کر ان مسلمانوں کی تحقیر کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر غیظ و غضب کا موجب ہوگا! ظاہر ہے رشتہ مناکحت تو فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک فریق ضرور دوسرے فریق کو رشتہ دے، ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر دو مسلمانوں نے باہمی رضامندی سے رشتہ مناکحت قائم کر لیا تو اس رشتہ کو عدم تکافؤ کی بناء پر ناجائز اور حرام کہنے کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ کتاب و سنت کی متعدد نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرنا ہے، العیاذ باللہ!

یہ قرآن مجید کی گیارہ آیات ہیں جن سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ

---

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۷ ص ۱۶۰-۱۵۸، دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۳۳-۴۳۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[3] " " " " ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۹۲-۳۹۰، " "

[4] حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸-۲۶، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

[5] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید کے ان اسرار کو کھول دیا اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میری فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یا سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۶ کے شان نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا جو ایک قطرۂ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جہالت کی تاریکی سے نور سحر نکال لاتا ہے وہی قادر و قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

عہدِ رسالت میں غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں میں سے چند نکاحوں کا بیان

(۱) امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضباعۃ بنت الزبیر فقال لعلک اردت الحج قالت واللہ لااجدنی الا وجعۃ فقال لہا حجی واشترطی وقولی اللھم محلی حیث حبستنی وکانت تحت المقداد بن الاسود۔[۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ضباعۃ بنت الزبیر کے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا شاید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا بخدا میں اپنے آپ کو درد میں مبتلا پاتی ہوں، آپ نے فرمایا حج کرو اور اس کے ساتھ شرط کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور یہ کہو کہ اے اللہ! جس جگہ تو مجھے روک دے گا میں وہیں احرام کھول دوں گی، حضرت ضباعہ مقداد بنت اسود کے نکاح میں تھیں۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ضباعہ کا حضرت مقداد سے نکاح ہوا، حضرت ضباعہ کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب الہاشمیہ بنت عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت مقداد کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مقداد بن عمرو کندی ہیں یا اسود بن عبد یغوث الزہری کی طرف منسوب ہیں کیونکہ اس نے ان کو متبنیٰ کر لیا تھا۔[۲]

صحیح بخاری کی اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ ایک ہاشمی خاتون کا غیر ہاشمی شخص سے نکاح ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی واضح تصریح ہے۔

(۲) نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ ان ابا حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ بن عبد شمس وکان ممن شھد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، نبی صلی اللہ علیہ

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[۲] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بدرًا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبنّٰی سالما فانکحہ بنت اخیہ ھند بنت الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ وھو مولی لامرأۃ من الانصار[1]

وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے انھوں نے حضرت سالم کو بیٹا بنا لیا تھا، اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت سالم انصار کی ایک عورت کے آزاد شدہ غلام تھے۔

اس حدیث میں حضرت ہند بنت الولید بن عتبہ کے حضرت سالم سے نکاح کا بیان ہے، حضرت ہند کے نسب کے متعلق علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس القرشیہ[2]، یعنی حضرت ہند قرشیہ خاتون تھیں اور حضرت سالم آزاد شدہ غلام تھے، سو صحیح بخاری کی اس حدیث میں بھی یہ تصریح ہے کہ ایک قرشی خاتون کا ایک غلام سے عقد ہوا اور یہ غیر کفو میں نکاح کے جواز کی صاف تصریح ہے۔

(۳)۔ امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن فاطمۃ بنت قیس ان اباعمرو بن حفص طلقھا البتۃ وھو غائب فارسل الیھا وکیلہ بشعیر فسخطتہ فقال واللہ مالک علینا من شیء فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال لیس لک علیہ نفقۃ فامرھا ان تعتد فی بیت ام شریک ثم قال تلک امرأۃ یغشاھا اصحابی اعتدی عند ابن ام مکتوم فاذا حللت فآذنینی قالت فلما حللت ذکرت لہ ان معاویۃ بن ابی سفیان وابا جھم خطبانی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ابو جھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ واما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ انکحی اسامۃ بن زید فکرھتہ ثم قال انکحی اسامۃ فنکحتہ فجعل اللہ فیہ خیرًا و

حضرت فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ ابو عمرو بن حفص نے مجھے طلاق بائن دے دی، درآں حالیکہ وہ غائب تھا، اس کے وکیل نے حضرت فاطمہ کے پاس کچھ جو بھیجے، وہ اس پر ناراض ہوئیں، اس نے کہا بخدا! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔

وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا تمہارا اس پر کوئی نفقہ واجب نہیں ہے، پھر آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ (حضرت) ام شریک کے گھر عدت گزاریں، پھر فرمایا ان کے ہاں تو میرے اصحاب آتے رہتے ہیں تم (حضرت) ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، اور جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا، حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہو گئی، تو میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجہم تو اپنے کندھے سے

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۳ ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳ ، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اغتبطت ۔ [1]

لائق نہیں اتارتے اور رہے معاویہ تو وہ غریب آدمی ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو، میں نے حضرت اسامہ کو ناپسند کیا، آپ نے (مکرر) فرمایا اسامہ سے نکاح کر لو، سو میں نے ان سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں بہت برکت ڈالی اور مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حضرت فاطمہ بنت قیس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا، حضرت فاطمہ بنت قیس کا نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے:

فاطمۃ بنت قیس بن خالد الاکبر بن وھب بن ثعلبۃ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فھر القرشیۃ [2]

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما غلام زادے تھے، سو اس حدیث میں بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کا واضح بیان ہے۔

(۴) ۔ امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں:

عن عثمان الجحشی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وکانت زینب بنت جحش ممن ھاجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الی المدینۃ و کانت امرأۃ جمیلۃ فخطبھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زید بن حارثۃ فقالت یا رسول اللہ! لا ارضاہ لنفسی وانا ایم قریش قال: فانی رضیتہ لک فتزوجھا زید بن حارثۃ [3]

حضرت عثمان جحشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے ان کو پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، میں قریش (کی) بے نکاح عورت ہوں، آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے، پھر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اس حدیث میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا بیان ہے، حضرت زید بن حارثہ آزاد شدہ غلام تھے اور حضرت زینب آزاد عرب تھیں اور غلام آزاد کا کفو نہیں ہوتا، سو یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۵) ۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

---

[1] ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] ۔ علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

[3] ۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبری ج ۸ ص ۱۰۱، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عن الحکم بن عیینۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسل بلالا الی اھل بیت من الانصار یخطب الیھم فقالوا عبد حبشی قال بلال لولا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان اتیکم لما اتیتکم فقالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرک؟ قال نعم قالوا قد ملکت فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فادخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من ذھب فاعطاہ ایاہ فقال سق ھذا الی امراتک وقال لاصحابہ اجمعوا الی اخیکم فی ولیمتہ۔[1]

حکم بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے گھر بھیجا تاکہ وہ اپنے رشتہ کا پیغام دیں، اس انصاری کے گھر والوں نے کہا یہ تو حبشی غلام ہے، حضرت بلال نے کہا اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس آنے کے لیے نہ کہا ہوتا، تو میں کبھی نہ آتا، انھوں نے پوچھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا، حضرت بلال نے کہا ہاں! انھوں نے کہا تم اس رشتہ کے مالک ہو، حضرت بلال نے جا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا آیا، آپ نے حضرت بلال کو وہ ٹکڑا عطا فرمایا اور فرمایا یہ اپنی بیوی کے پاس لے جانا اور حضرت بلال کے دوستوں سے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ولیمہ کی تیاری کرو۔

اس حدیث میں بھی انصار کی ایک آزاد عورت سے حضرت بلال کے نکاح کا بیان ہے اور حضرت بلال آزاد شدہ غلام تھے اور یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

(۶) نیز امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن الزھری قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی بیاضۃ ان یزوجوا اباھند امراۃ منھم فقالوا یا رسول اللہ نزوج بناتنا موالینا فانزل اللہ عزوجل انا خلقناکم من ذکر وانثی قال الزھری نزلت فی ابی ھند خاصۃ۔[2]

زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ ابو ہند سے اپنی عورت کا نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں! تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی انا خلقنکم من ذکر وانثی زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ابو ہند، بنو بیاضہ کے آزاد شدہ غلام تھے اور فصد لگاتے تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کے ساتھ ان کا نکاح کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث بھی غیر کفو میں نکاح کے جواز کی دلیل ہے۔

ہم نے غیر کفو میں نکاح کے واقعات پر یہاں صرف چھ حدیثوں کے پیش کرنے پر اکتفاء کیا ہے، شرح صحیح مسلم

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲، ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جلد ثالث میں ہم نے اس عنوان کے تحت بہت زیادہ احادیث پیش کی ہیں، ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام احادیث کا استیعاب نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا عہد رسالت کا عام معمول تھا اور یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ عہد رسالت میں جس قدر نکاح کیے گئے ان سب کے واقعات کو احادیث میں قلمبند اور محفوظ نہیں کیا گیا، جن چند واقعات کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے ان پر باقی واقعات کو قیاس کیا جا سکتا ہے، مثلاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے صرف دو مرتبہ رفع یدین کو ترک کیا ہے بلکہ ان حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا عام معمول یہی تھا۔ احکام شرعیہ میں اس کی اور بہت مثالیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں ہوں گی۔

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک توجیہ کا جواب

احادیث صحیحہ میں جو غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کا ذکر ہے اس کے جواب میں بعض علماء نے لکھا ہے:

زمانہ نبوت یا اس کے متصل زمانہ میں بعض رشتوں کا قائم ہونا اس لیے مستثنیٰ ہے کہ ان کی تائید وحی الٰہی سے ہونے کا احتمال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بوحی الٰہی جلی یا خفی عام حکم سے خود یا کسی کو مستثنیٰ فرمانے کا اختیار ثابت ہے جیسے ایک صحابی کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت فرما کر آپ نے تخصیص فرما دی، کیونکہ اس نے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دی اور اپنے لیے وہ بکرا بچایا جو پورے ایک سال کا نہیں تھا اور اس کی قربانی شرعی لحاظ سے منع ہے مگر آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے یہ جائز ہے۔

یہ جواب متعدد وجوہ سے صحیح نہیں ہے۔

(۱)۔ زمانہ نبوت میں تو تائید وحی کا احتمال ہے لیکن زمانہ نبوت سے متصل یعنی زمانہ نبوت کے بعد تائید وحی کا احتمال کیسے ہو سکتا ہے؟

(۲)۔ جس صحابی کو آپ نے ایک سال سے کم عمر کے بکرے کی قربانی کی اجازت دی وہاں آپ نے یہ تصریح فرما دی تھی کہ تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے ایک سال سے کم عمر بکرے کی قربانی جائز نہیں ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء قال ذبح ابو بردۃ قبل الصلاۃ فقال له النبی صلی اللہ علیه وسلم ابدلها فقال لیس عندی الا جذعۃ قال شعبۃ واحسبه قال هی خیر من مسنۃ قال اجعلها مکانها ولن تجزی عن احد بعدک [1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو، انھوں نے کہا میرے پاس صرف چھ ماہ کا بکرا ہے، شعبہ کہتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ انھوں نے کہا وہ ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے، آپ نے فرمایا اس (شش ماہہ) کو اس (ایک سالہ) کی جگہ ذبح

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کر دو، اور تمہارے علاوہ کسی اور شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے[1]

عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کے بکثرت واقعات ہوئے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی نکاح کے موقع پر یہ نہیں فرمایا کہ صرف تمہارے لیے یہ نکاح جائز ہے اور کسی کے لیے یہ نکاح جائز نہیں ہے، اگر نکاح کے یہ واقعات استثنائی ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی موقع پر تو اس استثناء کو بیان فرماتے۔

(۳)۔ غیر کفو میں کیے گئے رشتوں کو استثناء پر محمول کرنا اس وقت صحیح ہوتا جب قرآن مجید کی کسی صریح آیت یا خبر متواتر یا کسی حدیث صحیح سے غیر کفو میں نکاح کرنے کی ممانعت ہوتی اور جب اس سلسلہ میں کوئی سند صحیح سے خبر واحد بھی مروی نہیں ہے تو اس استثناء کا دعویٰ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ولم یثبت فی اعتبار الکفاءة بالنسب حدیث[2]

کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کے سلسلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

بلکہ اس کے برعکس بکثرت احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کفو کی برتری پر گھمنڈ نہ کیا جائے اور کسی مسلمان کو کفو کی وجہ سے حقیر نہ گردانا جائے اور کسی مسلمان کے رشتہ کے پیغام کو کفو کی وجہ سے مسترد نہ کیا جائے، اب ہم اعلاء کلمۃ الحق کے لیے ان احادیث کا بیان کرتے ہیں، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہ کرنے پر احادیث سے دلائل

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انظر فانک لیس بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بالتقوی[3]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو تم کسی گورے یا کالے سے افضل نہیں ہو، البتہ تم اس پر تقویٰ سے فضیلت حاصل کروگے۔

عن ابی نضرۃ حدثنی من سمع خطبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وسط ایام التشریق فقال یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی اعجمی و لا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ابلغت قالوا

ابو نضرہ بیان کرتے ہیں کہ ایام تشریق کے وسط میں جس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث [1]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وسط ایام التشریق خطبة الوداع فقال: یا ایہا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم الا ھل بلغت قالوا بلی یا رسول اللہ! قال فلیبلغ الشاھد الغائب۔ [2]

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم واحد واباکم واحد فلا فضل لعربی علی اعجمی ولا احمر علی اسود الا بالتقوی رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار بنحوہ الا انہ قال اِنَّ اباکم واحد و دینکم واحد ابوکم اٰدم واٰدم خلق من تراب و رجال البزار رجال الصحیح [3]

ہے؛ فضیلت صرف تقویٰ کی ہے' کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ صحابہ نے کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایام تشریق کے وسط میں خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے، کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر تقویٰ سے' بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے' سنو کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں' یارسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر حاضر غائب کو تبلیغ کر دے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ ایک ہے، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، البتہ فضیلت تقویٰ کی ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں بیان کیا ہے، امام بزار نے بھی اس حدیث کو انہی الفاظ سے بیان کیا ہے، البتہ اس حدیث میں ہے: تمہارا دین ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تمہارے باپ آدم ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، امام بزار کی سند کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، المسند ج ۵ ص ۴۱۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ ھ

۳۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۴، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

اس حدیث کو امام بزار کی مکمل سند کے ساتھ بھی حافظ الہیثمی نے بیان کیا ہے۔ [۱]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله قد اذهب عنکم عبیة الجاهلية وفخرها بالاٰباء الناس بنو اٰدم واٰدم من تراب مؤمن تقی وفاجر شقی لینتهین اقوام یفخرون برجال انما هم فحم من فحم جهنم او لیکونن اهون علی الله من الجعلان التی ترقع [۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور باپ دادا پر فخر کرنے (کی خصلت) کو دور کر دیا ہے، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے، مومن متقی ہے اور فاجر درشت خو ہے، لوگ (اپنے) آدمیوں پر فخر کرنے سے باز آجائیں، یہ لوگ جہنم کے کوئلوں میں سے کوئلہ ہیں، ورنہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے متعدد اسانید سے روایت کیا ہے اور امام بزار نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ [۳]

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة فقال اما بعد ایها الناس فان الله عز وجل قد اذهب عنکم عبیة الجاهلية وتعاظمها باٰبائها فالناس رجلان مؤمن تقی کریم وفاجر شقی هین والناس کلهم بنو اٰدم وخلق الله اٰدم من تراب [۴]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کی عیب جوئی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے، لوگوں کی دو قسمیں ہیں، مومن متقی کریم، اور فاجر درشت خو ذلیل، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

نیز امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله عز وجل یقول یوم القیٰمة امرتکم فضیعتم ما عهدت الیکم فیه و

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: میں نے تم کو حکم دیا تھا تم نے مجھ

---

[۱] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۴ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ

[۲] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[۳] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۴۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ

[۴] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

Ataunnabi.com

رفعتم انسابکم فالیوم ارفع نسبی واضیع انسابکم این المتقون این المتقون ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔[1]

سے کیا ہوا عہد ضائع کر دیا، تم نے اپنے اپنے نسب بلند کیے آج میں اپنا (پسندیدہ) نسب بلند کروں گا، اور تمہارے نسبوں کو ضائع کر دوں گا متقی کہاں ہیں؟ متقی کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی مالک الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی امتی اربعا من امر الجاھلیۃ لیسوا بتارکین الفخر فی الانساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ علی المیت الحدیث۔[2]

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ ترک نہیں کریگی، (اپنے) نسب پر فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں:

اگر اس حدیث کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معارضہ کیا جائے جس میں آپ نے بنو ہاشم کی فضیلت بیان کی تو اس کے جواب میں علامہ حلیمی نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کی فضیلت سے فخر کا ارادہ نہیں کیا بلکہ آپ نے صرف ان کے مرتبہ اور مقام کو بیان کرنے کا ارادہ فرمایا جیسے کوئی شخص کہے میرا باپ فقیہ ہے اور اس سے اس کی غرض صرف اس کا تعارف کرانا ہو نہ کہ اس کی فقاہت پر فخر کرنا، نیز اس حدیث سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے آباء واجداد پر جو انعامات کیے آپ نے بطور شکر ان کا بیان فرمایا ہو۔[3]

اسلام اور اچھے اخلاق کی بنا پر رشتہ دینے کا حکم، عام ازیں کہ کفو ہو یا غیر کفو

یہاں تک ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ اسلام میں ذات پات کا امتیاز نہیں ہے اور عہد رسالت میں غیر کفو میں نکاح کرنے کا عام معمول تھا، ہر چند کہ زمانہ جاہلیت کے اثرات کی وجہ سے بعض لوگ اپنے آپ کو نسبی اعتبار سے برتر اور دوسروں کو نسبی اعتبار سے فروتر گردانتے تھے لیکن جیسے جیسے اسلام کی روشنی پھیل رہی تھی اور ایمان کی اقدار دلوں میں راسخ ہو رہی تھیں، نسب پر فخر کرنے کے جذبات مٹتے جا رہے تھے اور اس کے بجائے زہد و تقویٰ کو معیار فضیلت قرار دیا جانے لگا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم تھی کہ نام و نسب پر فخر کرنے کے بجائے اسلام اور تقویٰ کو اہمیت دی جائے اور جب بھی کوئی موزوں رشتہ مل جائے تو حسب و نسب کا لحاظ کیے بغیر اس سے نکاح کر دیا جائے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ
[2] ″ ″ ″، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱-۲۹۰، ″ ″ ″ ″
[3] ″ ″ ″، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۹۱ ″ ″ ″ ″

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض وفی الباب عن ابی حاتم المزنی وعائشۃ۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے، جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ اس باب میں حضرت ابوحاتم مزنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث مروی ہیں۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی حاتم المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد قالوا یا رسول اللہ! وان کان فیہ قال اذا جاءکم من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ ثلاث مرات ھذا حدیث حسن غریب[2]

حضرت ابوحاتم مزنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور خلق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا، صحابہ نے کہا ہر چند کہ وہ شخص (غریب یا غیر کفو) ہو؟ آپ نے تین بار فرمایا جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور اخلاق پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔[3]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا امامۃ انا وامرأۃ سفعاء الخدین شفعاء المعصمین آمنت بربہا وتحننت علی ولدھا الا کھاتین وفرق بین السبابۃ والوسطی واللہ اذھب نخوۃ الجاھلیۃ وتکبرھا بآبائہا کلکم لآدم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوامامہ! سیاہ رخساروں والی اور بھینگی آنکھوں والی لونڈی جو اپنے رب پر ایمان لائی اور اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہو، میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگی، پھر آپ نے انگشت شہادت اور انگشت وسطی کھولیں، اللہ تعالیٰ

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] ، جامع ترمذی ص ۱۷۵، " " "

[3] امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وحواء کطف الصاع بالصاع وان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فمن اتاکم ترضون دینہ وامانتہ فزوجوہ۔[1]

نے زمانہ جاہلیت کے فخر اور باپ دادا پر تکبر کو دور کر دیا ہے۔ تم سب آدم اور حواء کی اولاد ہو اور صاع کے دو پیمانوں کی طرح برابر سرابر ہو، اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقوی والا ہے، لہٰذا جب بھی تم کو کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو۔

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں

عن یحیی بن ابی کثیر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا جاءکم من ترضون امانتہ وخلقہ فانکحوہ کائنا من کان، فان لاتفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیرا وقال: عریض۔[2]

یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسے شخص کے نکاح کا پیغام آئے جس کی امانتداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں، تو اس شخص سے نکاح کر دو، خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتاکم من ترضون خلقہ ودینہ فانکحوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد پھیلے گا، امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کے ضمیمہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ جب امام حاکم نیشاپوری منفرد ہوں تو ان کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، لیکن جب دوسرے ائمہ حدیث نے اس حدیث کو سند صحیح یا حسن سے روایت کیا ہو تو پھر ان کی تصحیح پر کوئی اعتراض نہیں ہے، اور یہاں ایسا ہی ہے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے[4] اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کا متعدد حوالوں سے ذکر

---

[1]۔ امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹ - ۲۸۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ
[2]۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ
[3]۔ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۵-۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ
[4]۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

کیا ہے۔ [1]

بالخصوص غیر کفو میں رشتہ دینے کا حکم

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یا بنی بیاضۃ انکحوا ابا هند وانکحوا الیہ وکان حجاما۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ! ابو ہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو، ابو ہند فصد لگانے والا غلام تھا۔

امام حاکم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا بنی بیاضۃ انکحوا ابا هند وانکحوا الیہ قال وکان حجاما هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کرو اور ان کے ہاں نکاح کرو، حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ ابو ہند فصد لگانے والا تھا، امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا لیکن یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی اس حدیث کو تائیداً ذکر کیا ہے اور اس کی سند پر کوئی جرح نہیں کی۔ [4]

اس حدیث کو امام ابوداؤد [5] اور امام بیہقی نے بھی ـــــــــ روایت کیا ہے [6]، اور علامہ علی متقی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ [7]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے، آپ کا بالعموم اسلام اور اچھے اخلاق کی بنا پر رشتہ دینے کا حکم [8] اور بنو بیاضہ کے غلام سے ان کی آزاد عورت کے نکاح کا حکم دینا، ان تمام احادیث سے

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۰۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

[2] امیر علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۶ ص ۱۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ

[3] امام عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[4] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، " " "

[5] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، مراسیل ابوداؤد ص ۱۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[6] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۷ ص ۱۳۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[7] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۱۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[8] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس قرشیہ کو بھی حضرت اسامہ (غلام زادے) سے نکاح کرنے کا حکم دیا تھا، (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴)، یہ بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا حکم ہے اور آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ کو حضرت مغیث سے نکاح کا مشورہ دیا تھا جو غلام تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۵)

Ataunnabi.com

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ امر بصراحت واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں نکاح کے جواز اور عدم جواز کی بناء کفو پر نہیں رکھی گئی، بلکہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ حسب ونسب اور ذات پات کے تمام امتیازات کو مٹا کر صرف اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتوں کو استوار کیا جائے، ذات پات کا امتیاز ہندوؤں اور برہمنوں میں ہے جہاں ایک اچھوت اور شودر کا ہاتھ برہمن کے برتن کو لگ جائے تو برہمن کے برتن نجس ہو جاتے ہیں، اسلام میں گورے اور کالے کی تفریق ہے نہ عربی اور عجمی کا امتیاز ہے اور نہ ہاشمی اور غیر ہاشمی کا کوئی فرق ہے، حضرت ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا ہاشمی خاتون ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عم زاد بہن ہیں جن کی شادی حضرت مقداد بن عمرو کندی سے کی گئی، حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں، ان کی شادی حضرت زید بن حارثہ سے کی گئی جو ایک آزاد شدہ غلام تھے، حضرت ہند بنت عتبہ ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت سالم سے کی گئی یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، حضرت فاطمہ بنت قیس ایک قرشی خاتون ہیں، ان کی شادی حضرت اسامہ سے کی گئی، یہ بھی آزاد شدہ غلام تھے، اور بنو بیاضہ کے گھرانے کی ایک عورت کی شادی ابو ہند سے کی گئی، اور یہ فصد لگانے والے غلام تھے!

حسب ونسب کی بناء پر حرمت نکاح کے دعویدار یہ بتائیں کہ ان کا حسب ونسب ان نفوس قدسیہ سے زیادہ بڑا ہے کہ ان مسلم الثبوت ہاشمی اور قرشی خاندانوں کے رشتے تو غیر کفو میں ہو جائیں اور ان کے رشتے دوسرے مسلمانوں سے ناجائز اور حرام ہوں!

غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی ایک اور توجیہ کا جواب

بعض اہل علم نے لکھا ہے: جب حرام کا خدشہ ہو اور کفو میں رشتہ میسر نہ ہو تو غیر کفو میں رشتہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ عہد رسالت میں کیے ہوئے غیر کفو میں رشتے، اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتہ دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی حکم اور بنو بیاضہ کو اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دینا اس توجیہ کو قطعاً باطل کر دیتا ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں کوئی اضطرار نہیں تھا۔

بعض لوگ ایک جذباتی دلیل پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتے ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی خواتین سے اپنا نکاح جائز کہتے ہو! یہ بڑی عجیب بات ہے! آج کے سادات کرام کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو سال دور کی نسبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ صلبی صاحبزادیاں تھیں، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کیا ان کا نکاح حضرت عثمان سے نہیں ہوا؟ کیا حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نہیں تھے؟ ہر چند کہ حضرت عثمان قرشی تھے لیکن حضور کا کفو کون ہو سکتا ہے؟ حضرت ضباعہ بنت الزبیر ہاشمیہ جو حضور کی عم زاد بہن ہیں کیا ان کا نکاح حضرت مقداد بن عمرو کندی سے نہیں ہوا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے نہیں ہوا جو ایک آزاد شدہ غلام تھے! یہ ٹھوس حقائق ہیں اور محض جذباتی باتوں سے ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔

سیدات کا غیر فاطمیوں کے ساتھ نکاح کا بیان

بعض مؤلفین نے لکھا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید عجمی مرد کے ساتھ بنیادی طور پر نہیں ہوتا کیونکہ فقہاء کرام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (حسب ونسب ص ۳۱) نیز لکھا ہے: سیدہ کا نہ ہم کفو قریشی ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہاشمی اور نہ عباسی اور نہ ہی علوی، غیر فاطمی بلکہ سیدزادی کا ہم کفو صرف اور صرف سید زادہ ہی ہو گا۔ (حسب ونسب ص ۴۲)

اب ہم سطور ذیل میں یہ واضح کریں گے کہ تاریخی طور سے یہ ثابت اور محقق ہے کہ سب سے اعلیٰ اصل مسلم الثبوت اور بلا واسطہ سیدات کے نکاح غیر فاطمی مردوں سے کیے گئے ہیں۔

حضرت سیدہ ام کلثوم کے حضرت عمر سے نکاح کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ثعلبة بن ابی مالك ان عمر بن الخطاب قسم مروطاً بین نساء من نساء المدینة فبقی مرط جید فقال له بعض من عنده یا امیر المؤمنین اعط هذا بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم التی عندك یریدون ام کلثوم بنت علی۔[۱]

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں، ایک قیمتی چادر بچ گئی، بعض اہل مجلس نے کہا! اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں، ان کی مراد حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھیں۔

علامہ بدر الدین عینی نے اس حدیث کی شرح میں حضرت عمر کے ساتھ حضرت سیدہ ام کلثوم کے نکاح کی تفصیل بیان کی ہے۔[۲]

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

واما ام کلثوم الکبریٰ وهی بنت فاطمة فکانت عند عمر بن الخطاب وولدت له ولدا۔[۳]

حضرت سیدہ ام کلثوم جو حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور ان کی حضرت عمر سے اولاد بھی ہوئی۔

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وتزوج ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم عمر بن الخطاب فولدت له زیدا۔[۴]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت سیدہ ام کلثوم جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دختر تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب سے ہوا اور ان سے زید پیدا ہوئے۔

امام ابن سعد نے بھی حضرت سیدہ ام کلثوم کے حضرت عمر کے ساتھ نکاح کو بیان کیا ہے۔[۵]

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، ج ۲ ص ۵۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۲] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۱۶۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ

[۳] امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ، المعارف ص ۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[۴] ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ

[۵] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۶۲، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ام کلثوم را بنکاح آوردا میر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس پسرے زید نام برائے او بزاد۔[1]

ام کلثوم کو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں لائے ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اس نکاح کو بیان کیا ہے۔[2]

حدیث، تاریخ اور اکابر علماء اسلام کی تصریحات کے بعد اگر کوئی شخص اس نکاح کا انکار کرتا ہے تو اس کو کون سنتا ہے!

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کے غیر فاطمی جوانوں سے نکاح کا بیان

امام ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

فاما فاطمة فانها كانت عند الحسن بن الحسن بن علی ثم خلف عليها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان۔

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا حسن بن حسن بن علی سے نکاح ہوا پھر ان کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا۔

واما السكينة فتزوجها مصعب بن الزبير فهلك عنها فتزوجها عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن حكيم بن حزام فولدت له قرينا وله عقب ثم تزوجها الاصبغ بن عبد العزيز بن مروان وفارقها قبل ان يدخل بها ثم تزوجها زيد بن عمرو بن عثمان بن عفان فامره سليمان بن عبد الملك بطلاقها ففعل وماتت بالمدينة فى خلافة هشام هذا قول ابى اليقظان وقال الهيثم بن عدى حدثنى صالح بن حسان وغيره قال سكينة عند عمرو بن حكيم بن حزام ثم تزوجها بعده عمرو بن عثمان بن عفان ثم تزوجها بعده مصعب بن الزبير وقال ابن الكلبى اول ازواج سكينة الاصبغ بن عبد العزيز اخو عمر بن عبد العزيز ثم مات عنها بمصر ولم يرها ثم خلف عليها زيد بن عمرو بن عثمان

اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے قرین پیدا ہوئے اور ان کی نسل چلی۔ پھر حضرت سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبد العزیز بن مروان سے ہوا انہوں نے دخول سے پہلے آپ کو طلاق دے دی، پھر آپ کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، انہوں نے سلیمان بن عبد الملک کے حکم سے آپ کو طلاق دے دی، اور ہشام کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہو گئی، یہ ابو الیقظان کا قول ہے اور ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ سیدہ سکینہ کا نکاح عمرو بن حکیم بن حزام سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا، اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، اور ابن الکلبی نے کہا کہ سکینہ کے پہلے شوہر اصبغ بن عبد العزیز تھے جو عمر بن عبد العزیز کے بھائی تھے، وہ مصر میں آپ کو دیکھنے سے پہلے فوت ہو گئے، اس کے بعد آپ کا نکاح زید بن

---

[1] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (مترجم) ص ۱۵۲، مطبوعہ گولڑا شریف ۱۴۱۲ھ

[2] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۹، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بن عفان ثم خلف علیہا مصعب بن الزبیر ثم خلف علیہا عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام فولدت لہ عثمان الذی یقال لہ قرین وکانت قد ولدت من مصعب جاریۃ ثم خلف علیہا ابراھیم بن عبدالرحمٰن بن عوف جد ابراھیم بن سعد الفقیہ۔[1]

عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا پھر اس کے بعد آپ کا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا، پھر آپ کا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان پیدا ہوئے جن کو قرین کہتے ہیں، اور مصعب سے آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی، اس کے بعد آپ کا نکاح ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف سے ہوا جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا تھے۔

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجہا ابن عمہا حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت لہ عبداللہ وابراھیم وحسن وزینب ثم مات عنہا فخلف علیہا عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان زوجہا ابنہا عبداللہ بن حسن بامرھا فولدت لہ القاسم ومحمد۔[2]

حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا ان کے عم زاد حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے نکاح ہوا، ان سے عبداللہ ابراہیم حسن اور زینب پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہو گئے، تو حضرت فاطمہ بنت حسین کے حکم سے ان کے صاحبزادے عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے کر دیا اور ان سے قاسم اور محمد پیدا ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین کا دوسرا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا۔[3]

شیخ ولی الدین تبریزی نے بھی اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔[4]

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے متعلق امام ابن سعد لکھتے ہیں:

تزوجہا مصعب بن الزبیر بن العوام ابتکرھا فولدت لہ فاطمۃ ثم قتل عنہا فخلف علیہا عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام فولدت لہ عثمان الذی یقال لہ قرین وحکیما وربیحۃ فھلک عنہا فخلف علیہا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان فھلک عنہا

حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین سے سب سے پہلے حضرت مصعب بن زبیر نے عقد کیا، ان سے فاطمہ پیدا ہوئیں پھر وہ شہید ہو گئے، تو ان کا عقد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا، ان سے عثمان (قرین)، حکیم اور ربیحہ پیدا ہوئے ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا اور ان کی وفات کے بعد سیدہ سکینہ کا نکاح ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف زہری

---

[1] امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ ھ، المعارف ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۷۳، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ ھ

[4] شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ ھ، الاکمال فی اسماء الرجال مع المشکوٰۃ ص ۶۱۳ مطبوعہ اصح المطابع دہلی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فخلف علیھا ابراھیم بن عبد الرحمن بن عوف الزھری کانت ولتہ نفسھا فتزوجھا فاقامت معہ ثلاثۃ اشھر فکتب ھشام بن عبد الملک الی والیہ بالمدینۃ ان فرق بینھما ففرق بینھما وقال بعض اھل العلم ھلک عنھا زید بن عمرو بن عثمان و تزوجھا الاصبغ بن عبد العزیز بن مروان [1]

سے ہوا، یہ نکاح سیدہ سکینہ نے از خود کیا تھا وہ تین ماہ ان کے ساتھ رہیں پھر ہشام بن عبد الملک نے مدینہ کے والی کو حکم دیا کہ ان میں تفریق کر دی جائے، (کیونکہ بعض فقہاء کے نزدیک عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی) سو ان میں تفریق کر دی گئی. بعض علماء نے کہا ہے کہ زید بن عمرو بن عثمان کی وفات کے بعد سکینہ کا نکاح اصبغ بن عبد العزیز بن مروان سے ہوا.

علامہ ابن خلکان نے بھی سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کے نکاحوں کی مذکور الصدر تفصیل بیان کی ہے. اور اس میں اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے. [2]

نیز سیدہ سکینہ کے نکاحوں کا ذکر ان کتابوں میں بھی ہے: (نسب قریش: ۵۹، الاغانی ج ۱۶ ص ۹۳، ج ۱۷ ص ۲، انساب الاشراف ج ۵ (صفحات متفرقہ)

خلاصہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے ہوا، یہ غیر فاطمی جوان تھے اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کے یکے بعد دیگرے چار نکاح ہوئے اور چاروں نکاح غیر فاطمی مردوں سے ہوئے

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم کی صاحبزادیوں کے نکاحوں کا بیان

شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وکان للحسن بن الحسن من البنات، زینب شقیقۃ عبد اللہ وابراھیم وحسن، تزوجھا الولید بن عبد الملک بن مروان وام کلثوم شقیقتھم ایضا تزوجھا ابن عمھا محمد بن علی بن الحسین وفاطمۃ بنت الحسن بن الحسن، تزوجھا معاویۃ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب، فولدت لہ الحسن وصالحا ویزید وکانت فاطمۃ ھذہ لام ولد ثم خلف علی فاطمۃ ھذہ ایوب بن مسلمۃ بن عبد اللہ بن الولید بن مغیرۃ وملیکۃ بنت الحسن بن الحسن شقیقۃ جعفر وداؤد

حضرت حسن بن حسن کی صاحبزادیوں کی تفصیل: سیدہ زینب یہ عبد اللہ، ابراہیم اور حسن کی بہن ہیں، ان کا نکاح ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم یہ بھی ان کی بہن ہیں، ان کا نکاح اپنے عم زاد محمد بن علی بن الحسین سے ہوا، اور سیدہ فاطمہ بنت الحسن بن الحسن، ان کا نکاح معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اور ان سے حسن، صالح اور یزید پیدا ہوئے، یہ فاطمہ ام ولد کی لڑکی تھیں، اس کے بعد ان کا نکاح ایوب بن مسلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن مغیرہ سے ہوا، اور سیدہ ملیکہ بنت الحسن بن الحسن یہ جعفر اور داؤد کی بہن ہیں ان کا نکاح

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات کبریٰ ج ۸ ص ۴۷۵، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

[2] علامہ شمس الدین احمد بن محمد ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۲۶۸، مطبوعہ منشورات الشریف قم ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تزوجها جعفر بن المصعب بن الزبير فولدت له ابنة وام القاسم بنت الحسن بن الحسن شقيقة مليكة تزوجها مروان بن ابان بن عثمان فولدت له محمدا ثم خلف عليها ابن عمها علي بن الحسين ؎

جعفر بن المصعب بن الزبیر سے ہوا، ان سے ایک لڑکی ہوئی، اور سیدہ ام القاسم بنت الحسن بن الحسن ہیں یہ سیدہ ملیکہ کی بہن ہیں ان کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا اور ان سے محمد پیدا ہوئے، اس کے بعد ان کا نکاح ان کے عم زاد علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب کی پانچ صاحبزادیاں ہوئیں، ان میں سے صرف سیدہ ام کلثوم کا نکاح فاطمی صاحبزادے حضرت سید محمد بن علی بن الحسین (ابن زین العابدین) سے ہوا، باقی چار صاحبزادیوں کا نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی صاحبزادیوں کے نکاح کا بیان

شیخ ابن حزم حضرت زین العابدین کی صاحبزادیوں کے نکاح کے بیان میں لکھتے ہیں:

وهن خديجة تزوجها محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب وعبرة تزوجها محمد بن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب ثم خلف عليها بعده علي بن الحسن بن الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب ثم خلف عليها بعده نوح بن ابراهيم بن محمد بن طلحة بن عبيد الله وام كلثوم تزوجها داؤد بن الحسن بن الحسن وام الحسن تزوجها داؤد بن علي بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب فولدت له موسى وفاطمة تزوجها داؤد بن علي بن عبد الله ابي طالب ثم خلف عليها بعده عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر وام الحسين تزوجها ابراهيم الامام بن محمد بن علي بن عبد الله بن العباس ؎۲

سیدہ خدیجہ کا نکاح محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اور سیدہ عبرہ کا نکاح محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح علی بن الحسن بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سے ہوا، اور سیدہ ام کلثوم کا نکاح داؤد بن الحسن بن الحسن سے ہوا، اور سیدہ ام الحسن کا نکاح داؤد بن علی بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب سے ہوا، ان سے موسیٰ پیدا ہوئے اور سیدہ فاطمہ ہیں ان کا نکاح داؤد بن علی بن عبد اللہ ابی طالب سے ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے ہوا، اور سیدہ ام الحسین ہیں ان کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابیطالب (زین العابدین) کی چھ صاحبزادیاں ہوئیں ان میں سے صرف ایک صاحبزادی کا نکاح فاطمی جوان سے ہوا، باقی پانچ صاحبزادیوں کے نکاح غیر فاطمی جوانوں سے ہوئے، البتہ سیدہ عبرہ کا دوسرا نکاح فاطمی جوان سے ہوا۔

؎ شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ

؎۲ " " " " " " ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نیز شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

سیدہ زینب بنت الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب کا نکاح رشید سے ہوا۔ لہ

سیدہ فاطمہ بنت محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ ۲ہ

سیدات کے غیر کفو میں کیے ہوئے نکاحوں کی توجیہ کا بیان

جو لوگ سیدہ کا نکاح غیر سید سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ ان نکاحوں کے متعلق لکھتے ہیں:

جو نکاح کسی دینی مصلحت کی بناء پر غیر کفو میں ہوں وہ اصل کفاءت کی نفی نہیں کرتا۔ (حسب و نسب ص ۴۷)

ظاہر ہے کہ یہ توجیہ قطعاً باطل اور مردود ہے کیونکہ جس سے نکاح کرنا حرام ہو اس سے نکاح کرنا کسی صورت میں بھی جائز اور حلال نہیں ہو سکتا، کیا کسی مصلحت کی بناء پر کافر سے نکاح حلال ہو سکتا ہے؟ پھر ان لوگوں کے نزدیک یہ محض فقہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اور شیطان کے کفر سے بڑا کفر ہے، لکھتے ہیں:

یہ فتویٰ دینا کہ ایک عجمی مرد کے لیے جائز ہے وہ سید زادی سے نکاح کرے، اس فتویٰ سے فتویٰ دینے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی بے ادبی کرتا اور توہین کرنا یہ اس بے ادبی اور توہین سے زیادہ سنگین جرم ہے جو شیطان سے سرزد ہوئی تھی۔ (حسب و نسب ص ۴۸)

فی الواقع حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا، حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی چار صاحبزادیوں کا اور حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی پانچ صاحبزادیوں کا نکاح غیر سیدوں سے ہوا۔

بتائیے کیا ان سادات کرام اور محترم سیدزادیوں نے شیطان سے بڑا کفر کیا ہے؟ غور کیجئے کہ آیا ان محترم سیدزادیوں کے متعدد نکاحوں کو جائز کہنا بے ادبی ہے یا ان مکرم سیدزادیوں کے طیب نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہنا، ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھیرانا اور اس کام کو شیطان کے کفر سے بڑا کفر قرار دینا بے ادبی ہے!

ذرا سوچئے کہ آپ کی اس تحریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اذیت پہنچائی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ عترت اور قدسی ذریت کو آپ نے حرام کا مرتکب قرار دیا، ان کے پاکیزہ نکاحوں کو ناجائز اور حرام کہا بلکہ شیطان کے کفر سے بڑا کفر کہا! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسے لوگوں کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ لوگوں نے خاندان نبوت اور اہل بیت رسول کی جو توہین کی ہے اس سے آپ رجوع کر لیں! وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت سیدہ سکینہ کے امویوں اور غیر فاطمیوں کے ساتھ کیے ہوئے نکاحوں کے متعلق بعض علماء نے لکھا ہے:

لہ۔ شیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ

۲ہ۔ " " " " ، جمہرۃ انساب العرب ص ۵۹-۶۰، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابتداء میں چونکہ اولیاء کے اعتراض موثر کرنے ہی سے غیر کفو کا نکاح منسوخ ہوتا تھا اور حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ پر کسی کو یہ فرصت ہی نہ تھی، لہٰذا جو کچھ ہوا ہو گیا، مگر اب صورت شرعی یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔
(تحقیق الحق الطریف الجید فی عدم نکاح الشریفۃ السیدۃ بغیرہ الشریف السید ص ۴۲)

یعنی اب شریعت بدل گئی ہے، حضرت سیدہ فاطمہ بنت الحسین اور حضرت سیدہ سکینہ بنت الحسین نے جس شریعت پر عمل کیا اب وہ شریعت نافذ نہیں ہے۔ کاش ان لوگوں کو علم ہوتا کہ شریعت کا وہی مفہوم حجت ہے جس کو سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ نے سمجھا اور اس پر عمل کیا ——— نیز انھوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے اس لیے کیا تھا کہ اس سلسلہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی۔ (تحقیق الحق الطریف الجید ص ۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز وحی الٰہی سے ثابت ہے اور یہ ہماری تائید ہے!

سیدہ کے غیر سید سے نکاح کے متعلق اعلیٰ حضرت کا موقف

بعض مؤلفین نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارات سے بھی مغالطہ آفرینی کی ہے اور یہ تاثر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت غیر کفو میں کیے ہوئے نکاح کو مطلقاً غیر منعقد قرار دیتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت کا موقف اور تحقیق ان کے قطعاً غیر مفید ہے۔

جیسا کہ ہم ان شاء اللہ آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے کہ اکثر فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے کہ لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے اور بعض فقہاء احناف نے نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر ولی اقرب کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ نکاح اصلاً منعقد نہیں ہوتا اور اگر لڑکی اور ولی اقرب کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو وہ صحیح نکاح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے، سو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی نوادر کی اسی روایت پر فتویٰ دیا ہے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

مسئلہ از شہر کہنہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: سائل مظہر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں، باپ خود اس کے سامان میں ہے جب صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں کما نص علیہ فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

نیز اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

ما قولکم رحمکم اللہ فی ان العالم العجمی کفؤ للسید ۃ ام لا بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

سوال: اس مسئلہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے کہ آیا عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے یا نہیں؟ قرآن مجید سے اس کا جواب دیں اور اجر پائیں

الجواب: نعم اذا کان دینا متدینا لان فضل العلم فوق

ہاں: دیندار عالم سیدہ کا کفو ہے، کیونکہ علم کی فضیلت

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۸۰، مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فضل النسب قال اللہ تعالیٰ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات وقال تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فی وجیز الامام الکردری العجمی العالم کفؤ للعربی الجاھل لان شرف العلم اقوی و ارفع وکذا العالم الفقیر للغنی الجاھل وکذا العالم الذی لیس بقرشی کفو للجاھل القرشی والعلوی[1]

نسب کی فضیلت سے زائد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کو بلند کرتا ہے اور عالموں کو بہت درجات بلندیاں دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اور امام کردری نے وجیز میں لکھا ہے کہ عالم، جاہل عربی کا کفو ہے کیونکہ علم کا مرتبہ زیادہ بلند اور زیادہ قوی ہے، اسی طرح فقیر عالم، جاہل غنی کا کفو ہے اور غیر قرشی عالم، جاہل قرشی اور جاہل علوی کا کفو ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ پر فتح القدیر، نہر فائق، فتاوی قاضی خان، منح الغفار، بزازیہ، ردالمحتار، فتاوی خیریہ، مجمع الفتاویٰ محیط اور جامع الفتاوی کے حوالے دیے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ: مرسلہ حاجی موسیٰ عربی ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ مغل پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلے سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریش کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہوں تو اب ان کے کیے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پردادا ان کی اولاد ونسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار و ردالمحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاوی میں متعدد جگہ ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[2]

اور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

مسئلہ ۱ از سیرہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ ماہپورہ مسئولہ حافظ شاہ افضل خان صاحب ۲۴ محرم ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف وممتاز فرمائیں (۱)۔ ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا تو اس کو لوگ کافر

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۲۹۱، مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

[2] " " " " ، فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۲۹۲-۲۹۳، " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہتے ہیں تو کیا شخص مذکور کافر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو ایسے کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ (۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے باکرہ ہو یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔ (۳) مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) حاشا للہ اُسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہیے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المؤمنین عمر نسباً سادات سے نہیں۔ (۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کر لے گی ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل پٹھان سے مگر جب کہ وہ معزز عالم دین ہو۔ (۳) جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱؎

حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ غیر سید کا سیدہ سے نکاح جائز ہے (فتاویٰ نوریہ ج ۲ ص ۴۱۳-۴۱۲)

نکاح کی وجہ سے عورت کی تذلیل کی تحقیق

سفیان ثوری نکاح میں کفو کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے جبکہ اکثر فقہاء احناف کے نزدیک نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ علامہ سرخسی جمہور فقہاء احناف کی طرف سے دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورت کے مملوک ہونے میں ایک طرح کی ذلت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا: نکاح غلامی (ماتحتی) ہے، سو تم غور کرو کہ تم اپنی بیٹی کا رشتہ کہاں کر رہے ہو اور نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے" اور نکاح میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ بقدر ضرورت جائز کیا گیا ہے، اور غیر کفو میں عورت کا نکاح کرنے سے زیادہ ذلت ہے اور اس زیادہ ذلت کی ضرورت نہیں ہے اس لیے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے۔ ۲؎

بعض مؤلفین نے مبسوط کی اس عبارت کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ علامہ سرخسی نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے اس لیے وہ اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

اس سے ظاہر ہوا کہ کفو میں نکاح کرنے کی علت شرعی یہ ہے کہ انسان ذلت سے محفوظ رہے اور غیر کفو میں اس لیے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں تذلیل اور توہین ہے اب غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کی علت شرعی انسان کی تذلیل اور توہین ہوئی۔ (حسب و نسب ص ۴۹)

پہلی بات تو یہ ہے کہ علامہ سرخسی نے مذکور الصدر دلیل نکاح میں کفو کا اعتبار کرنے پر قائم کی ہے، غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل قائم نہیں کی، بلکہ ان کے نزدیک غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے کیونکہ سفیان ثوری نے یہ حدیث پیش کی کہ ابوطیبہ (فصد لگانے والا غلام) نے بنو بیاضہ کو رشتہ کا پیغام دیا۔ انھوں نے انکار کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

۱؎ امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۹۹، مطبوعہ سنی دار الاشاعت، فیصل آباد

۲؎ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے فرمایا: ابوطیبہ سے نکاح کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو بہت فتنہ اور فساد ہوگا، اور حضرت بلال کے لیے رشتہ دینے کا حکم دیا، ان حدیثوں کے جواب میں علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الآخر الندب الی التواضع وترک طلب الکفاءۃ لا الالزام وبہ نقول ان عند الرضا یجوز العقد۔[1]

اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مندوب ہے، کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب (لڑکی اور اس کے ولی اقرب کی) رضا ہو تو نکاح جائز ہے۔

علامہ سرخسی نے جو لکھا ہے کہ رضامندی سے غیر کفو میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے، یہی ظاہر الروایۃ ہے اور یہی نوادر کی روایت میں ہے اور اسی کے مطابق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ سرخسی کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ نکاح میں ایک طرح کی ذلت ہے، نکاح ذلت کا نہیں بلکہ عزت اور تکریم کا سبب ہے، اور یہ قول قطعاً باطل ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے دگنی ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ اکبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفو کون ہو سکتا ہے! آپ نے خود اپنی دو صاحبزادیوں کا حضرت عثمان سے نکاح کیا، حضرت علی نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح کیا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیوں کے نکاح غیر کفو میں ہوئے العیاذ باللہ! کیا ان نکاحوں سے ان محترم سیدات کی توہین اور تذلیل ہوئی تھی؟

اسلام نے شوہر اور بیوی کے حقوق اور فرائض اور ان کے وظائف متعین کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسان کے فروغ کے لیے نکاح کو سبب بنایا ہے، اور اس میں ہر فریق قدرت کے بنائے ہوئے نظام کے تحت اپنا اپنا رول ادا کر رہا ہے، یہ صحیح ہے کہ مرد کو عورت پر اور شوہر کو بیوی پر فوقیت حاصل ہے، اور بیوی شوہر کے ماتحت اور محکوم ہوتی ہے لیکن یہ ایک جزوی فضیلت ہے، اس سے عورت کے دیگر فضائل، محاسن اور حقوق کی نفی نہیں ہوتی اور نکاح کی وجہ سے عورت کو ذلیل وخوار قرار دینا خطاء فاحش ہے، اللہ تعالیٰ شوہر اور بیوی کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة۔
(بقرہ: ۲۲۸)

اور عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح دستور شرع کے مطابق حق ہے (جس طرح مردوں کا عورتوں پر دستور شرع کے مطابق) حق ہے اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو معزز اور مکرم بنایا ہے خواہ مرد ہو یا عورت! اور نکاح کی وجہ سے ہرگز عورت کی تذلیل اور تحقیر نہیں ہوتی، نکاح کے بعد ہی عورت ماں بنتی ہے، اور اسلام میں ماں کا درجہ باپ سے بہت زیادہ ہے، حضرت انس سے روایت ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے[2] حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جس نے ماں

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۱ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کو دوزخ کا عذاب نہیں ہوگا [۱] حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ماں کے قدموں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے [۲] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ! (چوتھی بار) اس نے پوچھا پھر کس کے ساتھ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ۔ [۳]

ان احادیث سے یہ واضح ہوگیا کہ نکاح عورت کی تذلیل اور توہین کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کی تعظیم اور تکریم کا سبب ہے۔

بعض مؤلفین نے لکھا ہے: "کہ اگر سیدزادی نے اپنی اور اپنے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو پھر بھی اس نسب پر زد پڑے گی، کیونکہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے اس سیدزادی کا اصل نسب سے رشتہ کٹ جائے گا، اس کی آگے جو اولاد ہوگی وہ سید نہیں رہے گی بلکہ وہ عجمی کی ہم کفو بن جائے گی۔ (حسب و نسب ص ۲۴)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے سیدہ کا نسب منقطع نہیں ہوتا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جن صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا، کیا ان کا حضور سے نسب منقطع ہوگیا؟ اسی طرح خاندان اہل بیت کی دیگر جن سیدات کا نکاح غیر کفو میں ہوا کیا ان کا نسب منقطع ہوگیا؟ باقی رہا اولاد کا نسب! تو وہ باپ سے چلتا ہے ماں سے نہیں چلتا، سادات کرام کا نسب مردوں سے چلے گا، ان کی خواتین سے نہیں چلے گا، خواہ ان کا عقد سید سے ہو یا غیر سید سے۔

اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کی اٹکل پچو باتوں اور ڈھکوسلوں سے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے نہ کفر ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کا حرام قطعی ہونا ثابت ہوتا ہے، اگر کسی کے نزدیک سیدہ کا غیر کفو میں نکاح حرام قطعی ہے تو وہ کوئی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ دلیل پیش کرے، قرآن مجید یا خبر متواتر سے سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر نص صریح لائے اچشم ماروشن و دل ما شاد ورنہ دونہ خرط القتاد۔ اور بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی چیز کو حرام قطعی قرار دینا گویا بطور خود شریعت بنانا ہے، اور اللہ کے حلال کو حرام کرنا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مشرکین نے سائبہ، بحیرہ اور وصیلہ وغیرہ حلال جانوروں کو از خود حرام کر لیا اور اس کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ اور پناہ میں رکھے اور حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے آیا روئے زمین کے تمام اولیاء کا راضی ہونا ضروری ہے یا صرف ولی اقرب کا راضی ہونا کافی ہے؟

بعض علماء نے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر یہ دلیل بھی قائم کی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے انعقاد کے لیے صرف یہ کافی

---

[۱] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۲ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[۲] کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۳، " " " " " "

[۳] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۹، دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں ہے کہ لڑکی اور اس کا ولی اقرب راضی ہو جائے بلکہ اس نکاح کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر اس لڑکی کے جتنے اولیاء ہیں وہ سب راضی ہو جائیں اور یہ عادۃً محال ہے اس لیے یہ نکاح بھی جائز نہیں۔ (دیکھئے تحقیق الحق الطریق الجدید ص ۵۵)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے صرف ولی اقرب کی رضا ضروری ہے، علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

واذا تزوجت المرأۃ غیر کفء فرضی بہ احد الاولیاء جاز ذلک ولا یکون لمن ھو مثلہ فی الولایۃ او ابعد منہ ان ینقضہ الا ان یکون اقرب منہ فحینئذ المطالبۃ بالتفریق۔ [1]

اور جب کوئی عورت غیر کفو میں نکاح کرے اور اس کے اولیاء میں سے ایک شخص بھی اس نکاح پر راضی ہو جائے تو یہ نکاح جائز ہے اور جو شخص اس ولی کے برابر ہو یا بعید ہو اس کو اعتراض کا حق نہیں ہے، ہاں اگر دوسرا ولی اجازت دینے والے سے زیادہ قریب ہو تو وہ نکاح کی تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

اس کے بعد علامہ سرخسی نے نوادر کی روایت میں امام ابو یوسف کا اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کیا ہے، ان کے دلائل ذکر کیے ہیں اور پھر تفصیل سے ان کا رد کیا ہے اور ظاہر الروایۃ کو ثابت کیا ہے سخت حیرت ہے کہ بعض بزرگوں نے نوادر کی روایت اور اس کے دلائل علامہ سرخسی کے حوالے سے بیان کیے ہیں، اور علامہ سرخسی نے اس کا جو رد کیا ہے اس کو ذکر نہیں کیا، اور نہ مذکور الصدر عبارت بیان کی اور نہ ہی یہ بیان کیا کہ امام ابو یوسف کا یہ قول نوادر ہشام میں ہے! اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کو اختیار کرنا باطل ہے۔

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی روایت ظاہر الروایت کے مخالف ہو اور تحقیقی علامات ترجیح سے خالی ہو تو ترجیح ظاہر الروایت کو ہوتی ہے کما فی الشامی وکذا لو کان احدھما ظاہر الروایۃ دبہ صرح فی کتاب الرضاع من البحر حیث قال الفتوی اذا اختلفت کان الترجیح بظاھر الروایۃ۔ [2]

نوٹ: تحقیقی علامات ترجیح سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی دلیل کی بناء پر تمام مشائخ حنفیہ نے ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کا کوئی قول اختیار کر لیا ہو اور اس کی تصریح تمام متون اور شروح میں ہو۔ یاد رہے کہ نکاح غیر کفو کے مسئلہ میں نوادر میں حسن بن زیاد کی روایت پر بعض مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اقرب ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح منعقد ہو جاتا ہے البتہ ولی اقرب کو اعتراض کا حق ہے۔ اس کے برخلاف زیر بحث مسئلہ میں یعنی "انعقاد نکاح کے لیے تمام اولیاء کی رضامندی ضروری ہے" اس روایت کو مشائخ حنفیہ میں سے کسی نے مفتیٰ بہ قرار

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ، فتاویٰ مہریہ ص ۱۳۲، مطبوعہ لاہور

[3] اس عبارت کے لیے رد المحتار ج ۱ ص ۶۷ اور ص ۶۹ ملاحظہ فرمائیں، سعیدی غفرلہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں دیا یہ بالاتفاق مردود روایت ہے۔

اعتبار کفو کی روایات کی فنی حیثیت

بعض لوگ چند ضعیف روایات سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال کرتے ہیں ہم ثقہ محدثین کے حوالوں سے ان روایات کی حیثیت واضح کرنا چاہتے ہیں۔ فنقول و باللہ التوفیق و بہ الاستعانۃ یلیق۔

حدیث والایم اذا وجدت لہا کفوا کی تحقیق

غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ کتاب الصلوٰۃ میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لہا کفوا قال ابو عیسٰی (الی قولہ) واضطربوا فی ھذا الحدیث۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی! تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے۔ امام ترمذی نے کہا اس حدیث میں راویوں کا اضطراب ہے۔

نیز امام ترمذی کتاب الجنائز میں روایت کرتے ہیں:

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا علی ثلاث لا تؤخرھا الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لہا کفوا قال ابو عیسٰی ھذا حدیث غریب وما اری اسنادہ متصلا۔[2]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور میرے علم میں اس کا اسناد متصل نہیں ہے۔

امام ترمذی نے اس کو دونوں بابوں میں سند واحد کے ساتھ روایت کیا ہے، کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کو مضطرب لکھا ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں اس کو منقطع قرار دیا ہے۔

اضطراب اور انقطاع کے علاوہ ہمارے نزدیک اس حدیث کے ضعف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے، سعید بن عبد اللہ جہنی، ہر چند کہ امام ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا ہے، لیکن امام ابو حاتم نے اس کو مجہول قرار دیا ہے اور فن حدیث اور جرح اور تعدیل میں امام ابو حاتم، امام ابن حبان پر مقدم ہیں۔

سعید بن عبد اللہ جہنی کے متعلق، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قال ابو حاتم مجہول[3]

ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔

---

[1] امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۵۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " " " ، جامع ترمذی ص ۱۴۳، " " "

[3] حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۵۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف ہند، ۱۳۲۵ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد وجوہ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔

اس حدیث سے غیر کفو میں نکاح کی حرمت پر استدلال دو وجہوں سے باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ اس حدیث میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جب کفو میں رشتہ مل جائے تو نکاح میں جلدی کرو، یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہ کرو، اور ان دونوں حکموں میں بہت فرق ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ یہ حدیث مضطرب اور منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے حرمت قطعیہ ثابت نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ حرام قطعی کے ثبوت کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ دلیل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث قطعی الثبوت ہے نہ قطعی الدلالۃ۔

امام حاکم نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے:

وھذا حدیث غریب صحیح ولم یخرجاہ۔ [1]　　یہ حدیث غریب صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں امام حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں ہے خصوصاً اس لیے کہ تصحیح حدیث میں امام حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

مساھلۃ الحاکم فی التصحیح مشھورۃ۔ [2]　　تصحیح حدیث میں حاکم کا تساہل مشہور ہے۔

علامہ سید پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے بھی حاکم کے تساہل کو بیان فرمایا ہے۔ [3]

(حاکم کے تساہل کی پوری تحقیق شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۷۰۳-۱۱۰۵ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

نیز یہ حدیث امام حاکم کے مذہب کے بھی خلاف ہے، کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز ہے، امام حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور ان کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ قرشیہ سے کر دیا۔ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے امام حاکم النیشاپوری لکھتے ہیں:

وفیہ ان الشریفۃ تزوج من کل مسلم۔ [4]　　اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدہ کا نکاح ہر مسلمان سے ہو سکتا ہے۔

امام حاکم کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری تک سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ بلا نکیر مروج تھا اور یہ کہ جن احادیث سے ہم نے سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، امام حاکم نے بھی ان احادیث سے استدلال کیا ہے، وللہ الحمد۔

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ۔

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۶۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی متوفی ۱۳۵۶ھ، تصفیہ ما بین السنی والشیعہ ص ۱۱، مطبوعہ گولڑہ شریف، ۱۹۷۹ء

[4] امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، مستدرک ج ۲ ص ۱۶۴، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث تخیروا لنطفکم کی تحقیق

اس سلسلہ میں ابن ماجہ کی اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے:

حدثنا عبد اللہ بن سعید ثنا الحارث بن عمران الجعفری عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیہم[1]

عبداللہ بن سعید از حارث بن عمران جعفری از ہشام بن عروہ از حضرت عائشہ روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، خود اپنا نکاح ہم کفو میں کرو، اور انھی سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کرو۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی حارث بن عمران جعفری ہے، اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

امام ابوزرعہ نے کہا یہ شخص ضعیف الحدیث اور واہی ہے، امام ابوحاتم نے کہا یہ قوی نہیں، اور اس نے ایک حدیث از ہشام از عروہ از عائشہ روایت کی ہے: تخیروا لنطفکم "اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو" اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، امام ابن عدی نے کہا اس کی احادیث کی ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے، اور اس کی روایات کا ضعف واضح ہے (حافظ ابن حجر کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ شخص حدیث وضع کرکے (یعنی خود بنا کر) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے، اس نے ہشام سے تخیروا لنطفکم کو روایت کیا اور عکرمہ بن ابراہیم نے اس کی متابعت کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں، امام دارقطنی نے کہا یہ حدیث متروک ہے[2]

امام ابن جوزی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت چار سندوں سے مروی ہے اور چاروں سندیں ضعیف ہیں، ہم یہاں پر چاروں اسانید اور راویوں کا ضعف مفصل بیان کر رہے ہیں:

پہلی سند:

انا ابو المنصور القزاز قال انا ابوبکر بن ثابت الخطیب قال انا القاضی ابوعمر القاسم بن جعفر الہاشمی قال نا العباس محمد بن احمد الاثرم قال نا علی بن حرب الطائی قال حدثنا الحارث بن عمران عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تخیروا لنطفکم ولا تضعوہا الا فی الاکفاء۔

ابوالمنصور قزاز از ابوبکر ابن ثابت الخطیب از قاضی ابوعمر القاسم بن جعفر الہاشمی از عباس محمد بن احمد اثرم از علی بن حرب الطائی از حارث بن عمران از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے رشتے پسند کرو اور ان کا نکاح صرف کفو میں کرو۔

اس سند میں حارث بن عمران کی ہشام سے روایت ہے، امام دارقطنی نے کہا حارث ضعیف ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ شخص حدیث وضع کرکے (گھڑ کے) ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دوسری سند:

انا عبد الملك قال انا عبد الرحمان بن احمد قال اخبرنا محمد بن عبد الملك قال نا الدار قطني قال نا احمد بن محمد بن زياد قال نا موسى بن اسحاق قال نا عمر بن ابي الرطيل قال حدثنا صالح بن موسى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختاروا لنطفكم

عبدالملک از عبدالرحمان بن احمد از محمد بن عبدالملک از دار قطنی از احمد بن محمد بن زیاد از موسیٰ بن اسحاق از عمر بن ابی الرطیل از صالح بن موسیٰ از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفوں (اولاد) کے لیے نیک رشتے پسند کرو۔

اس سند میں صالح بن موسیٰ ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں، اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

تیسری سند:

انا عبد الحق قال انا عبد الرحمان قال انا محمد بن عبد الملك قال نا علي بن عمر قال نا احمد بن محمد بن زياد قال حدثني محمد بن حماد بن ماهان قال حدثني محمد بن عقبة قال نا ابو امية بن يعلى ثقفي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكحوا الى الاكفاء وانكحوهم واختاروا لنطفكم واياكم و

عبدالحق، از عبدالرحمان، از محمد بن عبدالملک از علی بن عمر از احمد بن محمد بن زیاد از محمد بن حماد بن ماہان از محمد بن عقبہ از ابوامیہ بن یعلی ثقفی از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفو میں رشتہ دو اور کفو میں نکاح کرو، اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو اور حبشیوں سے احتراز کرو، کیونکہ وہ بدشکل مخلوق ہیں۔

اس سند میں ابوامیہ بن یعلی ہے اس کا نام اسماعیل ہے، امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، امام مرہ نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔

چوتھی سند:

انا ابو منصور ابن خيرون قال انا اسمعيل بن مسعدة قال اخبرنا حمزة بن يوسف قال انا ابو احمد ابن عدي قال نا عمر بن سنان قال نا هشام بن عبد الملك قال حدثنا يحيى بن سعيد قال نا عيسى بن ميمون عن القاسم بن محمد عن عائشة: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تخيروا لنطفكم فان النساء يلدن اشباه اخوانهن واشباه اخواتهن

ابومنصور ابن خیرون از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف از ابواحمد بن عدی از عمر بن سنان از ہشام بن عبدالملک از یحییٰ بن سعید از عیسیٰ بن میمون از قاسم بن محمد از حضرت عائشہ، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے لیے رشتے پسند کرو، کیونکہ عورتیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مشابہ بچے جنتی ہیں۔

اس حدیث کی سند میں عیسیٰ بن میمون ہے۔ امام ابن حبان نے کہا یہ منکر الحدیث ہے اس کی روایات سے استدلال نہیں ہوتا۔ لہ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہ کے علاوہ حضرت عمر، حضرت ابن عمر اور حضرت انس سے بھی مروی ہے (لیکن ان کی روایات میں کفو کا لفظ نہیں ہے) ان تمام روایات کی اسانید پر بحث کرتے ہوئے امام ابن جوزی لکھتے ہیں:

یہ تمام احادیث صحیح نہیں ہیں، حضرت عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ایک راوی سلیمان بن عطاء ہے، یہ مسلمہ بن عبد اللہ سے من گھڑت چیزیں روایت کرتا ہے، امام ابن حبان نے کہا مجھے پتا نہیں کہ یہ تخلیط اس کی طرف سے ہے یا مسلمہ کی طرف سے، حضرت ابن عمر سے جو حدیث مروی ہے اس میں ابن البیلمانی ہے: امام یحییٰ نے کہا یہ لیس بشئی ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ اپنے باپ سے احادیث موضوعہ روایت کرتا ہے اور جو حدیث حضرت انس سے مروی ہے اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔ [۱]

زیر بحث حدیث کے متعلق حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

حدیث تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء: یہ حدیث حضرت عائشہ، حضرت انس اور حضرت عمر بن الخطاب سے متعدد اسانید سے مروی ہے، اور یہ تمام اسانید ضعیف ہیں، ہم نے کتاب الاسعاف میں ان اسانید پر مکمل بحث کر دی ہے۔ [۲]

امام حاکم نیشاپوری حضرت عائشہ کی حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ [۳]　　اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

امام حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں بھی حارث بن عمران جعفری ہے، جس کے متعلق ہم حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے ائمہ حدیث کی آراء نقل کر چکے ہیں، یہ شخص پرلے درجے کا ضعیف راوی تھا اور من گھڑت روایات بیان کرتا تھا، اس کی روایت کو صحیح کہنا امام حاکم کا واضح تساہل ہے (امام حاکم کے تساہل پر دلائل کے لیے شرح صحیح مسلم جلد ثالث کا ضمیمہ ملاحظہ کریں)، حافظ ذہبی، امام حاکم پر تنقید کرتے ہوئے اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

عکرمہ بن ابراہیم نے حارث کی متابعت کی ہے؛ میں کہتا ہوں کہ حارث متہم ہے اور عکرمہ کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۴]

امام دارقطنی نے اس حدیث کو تین سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، [۵]

(حاشیہ صفحہ سابقہ) امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۴، ملخصاً، مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[۱] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵-۱۲۳، ملخصاً، مکتبہ اثریہ فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ

[۲] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[۳] امام عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[۴] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۸۴۸ھ، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۱۶۳

[۵] امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلی سند میں صالح بن موسیٰ ہے: اس کے متعلق امام یحییٰ نے کہا اس کی روایت لاشیء ہے اور امام نسائی نے کہا اس کی روایت متروک ہے۔

دوسری سند میں ابراہیم بن لیلیٰ ہے: امام یحییٰ نے کہا اس کی حدیث لاشی ہے اور امام مرہ نے کہا یہ متروک الحدیث ہے۔ تیسری سند میں حارث بن عمران جعفری ہے، امام دار قطنی نے کہا یہ متروک الحدیث ہے اور امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کر کے ثقات کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ [۱]

سند کے ضعف کے علاوہ یہ حدیث مخالفین کر اس لیے بھی مضر ہے کہ اس میں یہ حکم ہے کہ کفو میں رشتہ دو اور کفو سے ہی رشتہ لو، پھر چاہیے کہ جن مردوں نے غیر کفو کی عورتوں سے نکاح کیے ہیں وہ نکاح بھی باطل اور حرام ہوں!

حدیث لاتنکحوا الا الاکفاء کی تحقیق

امام دار قطنی روایت کرتے ہیں:

نا احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی نا زکریا بن الحکم الذسعنی نا ابو المغیرۃ عبد القدوس بن الحجاج نا مبشر بن عبید حدثنی الحجاج بن ارطاۃ عن عطاء وعمرو بن دینار عن جابر بن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتنکحوا النساء الا الاکفاء ولا یزوجھن الا الاولیاء ولا مھر دون عشرۃ دراھم مبشر بن عبید متروک الحدیث احادیثہ لا یتابع علیھا۔ [۲]

احمد بن عیسیٰ بن السکین البلدی از زکریا بن الحکم الذسعنی از ابو المغیرہ عبد القدوس بن الحجاج، از مبشر بن عبید از حجاج بن ارطاۃ از عطاء، وعمرو بن دینار از حضرت جابر بن عبد اللہ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا صرف کفو میں نکاح کرو اور عورتوں کا نکاح صرف اولیاء کریں اور مہر دس درہم سے کم نہیں ہے (اس حدیث کی سند میں) مبشر بن عبید متروک الحدیث ہے، اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [۳]

حافظ زیلعی حنفی اس حدیث کی سند کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کو امام دار قطنی اور امام بیہقی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، امام دار قطنی نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید متروک ہے، اس کی احادیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور امام بیہقی نے "معرفۃ" میں امام احمد بن حنبل سے یہ روایت کیا ہے کہ مبشر بن عبید کی روایات موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن القطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے، البتہ (مبشر بن عبید جس سے روایت کر رہا ہے) حجاج بن ارطاۃ وہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابن حبان نے اس کا کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مبشر بن عبید ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ اظہار تعجب کے سوا اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، عقیلی نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل اس کو وضاع اور کاذب کہتے تھے، امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کئی گنا ضعیف ہے۔ [۴]

[۱] امام ابو الفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[۲] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دار قطنی ج ۳ ص ۲۴۵، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۳] امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۳۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[۴] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۳ ص ۱۹۶، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اس حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند میں مبشر بن عبید ہے! امام احمد نے کہا مبشر کی احادیث موضوع اور جھوٹی ہیں، امام ابن عدی نے کہا یہ حدیث مختلف الفاظ اور متعدد اسانید کے ساتھ وارد ہے اور یہ تمام کی تمام مبشر بن عبید سے مروی ہیں اور وہ کذاب ہے احادیث وضع کرتا تھا (علامہ سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو امام دارقطنی نے روایت کیا اور کہا مبشر متروک الحدیث ہے، اور امام بیہقی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کو ابن عدی نے روایت کیا اور کہا میں مبشر کے ذمہ سے بری ہوں۔ [1]

حافظ الہیثمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

رواہ ابو یعلی وفیہ مبشر بن عتیک وھو متروک [2]

اس حدیث کو امام ابو یعلی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں مبشر بن عتیک ہے اور یہ راوی متروک ہے۔

یہاں پر طباعت کی غلطی سے مبشر بن عتیک چھپ گیا ہے، صحیح لفظ مبشر بن عبید ہے۔

حدیث الاحائك اوحجام کی تحقیق

پہلی سند: امام ابن جوزی روایت کرتے ہیں:

انبانا محمد بن عبد الملك قال انبانا ابو محمد الجوھری عن الدارقطنی عن ابی حاتم ابن حبان قال نا یحیی بن محمد بن عمروس قال نا اسحاق بن ابراھیم بن العلاء الزبیدی قال حدثنا بقیۃ قال نا زرعۃ الزبیدی عن عمران بن ابی الفضل عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العرب بعضھم لبعض اکفاء رجل برجل وحی بحی وقبیلۃ بقبیلۃ والموالی مثل ذلك الاحائك اوحجام۔

محمد بن عبد الملک از ابو محمد جوہری از دارقطنی از ابی حاتم ابن حبان از یحیی بن محمد بن عمروس از اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی از بقیہ از زرعہ زبیدی از عمران بن ابی الفضل از نافع از ابن عمر از نبی صلے اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا: بعض عرب بعض کے کفو ہیں، مرد، مرد کا اور قبیلہ، قبیلہ کا، آزاد شدہ غلام بھی اس کی مثل ہیں ماسوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس حدیث کی سند میں عمران ہے، امام ابن حبان نے کہا وہ ثقہ راویوں کی طرف موضوع روایات کو منسوب کرتا ہے اظہار تعجب کے سوا اس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے (اس سند میں دوسرا سقم زبیدی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا زبیدی متروک الحدیث ہے۔ لسان المیزان ج ۲ ص ۴۷۵۔ سعیدی)۔

دوسری سند:

انا محمد بن عبد الملك قال انا اسمٰعیل

محمد بن عبد الملک از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، اللآلی المصنوعۃ ص ۴۰۲، مطبوعہ مطبع علوی لکھنو، ۱۳۰۳ ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۲ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بن مسعدة قال اخبرنا حمزة بن یوسف قال حدثنا ابن عدی قال نا الحسن بن سفیان قال نا محمد بن عبد اللہ بن عمار قال حدثنا عثمان بن عبد الرحمان عن علی بن عروة عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العرب بعضها لبعض اکفاء الموالی بعضها لبعض اکفاء الا حائك او حجام۔

از ابن عدی از حسن بن سفیان از محمد بن عبد اللہ بن عمار از عثمان بن عبد الرحمان از علی بن عروہ از نافع از ابن عمر از نبی صلے اللہ علیہ وسلم، بعض عرب، بعض کے کفو ہیں، بعض آزاد شدہ غلام بعض کے کفو ہیں ما سوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں عثمان بن عبد الرحمان مجروح ہے اور اس میں علی بن عروہ ہے، امام یحییٰ نے کہا یہ لیس بشئی ہے' امام حاتم نے کہا یہ متروک الحدیث ہے، امام ابن حبان نے کہا یہ حدیث وضع کرتا تھا۔

تیسری سند:

انبانا الجوهری قال انبانا العشاری قال نا الدار قطنی قال حدثنا ابو حامد محمد بن هارون الحضرمی قال نا محمد بن زکریا الارزق قال ... ید قال نا بقیة بن الولید قال حدثنی محمد بن الفضل عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس اکفاء قبیلة بقبیلة وعربی لعربی ومولی لمولی الا حائك او حجام۔

جوہری از عشاری از دار قطنی از ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی از محمد بن زکریا الارزق از سوید از بقیہ بن الولید از محمد بن الفضل از عبد اللہ بن عمر از نافع از ابن عمر وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ قبیلہ، قبیلہ کا، عربی، عربی کا، آزاد شدہ غلام، آزاد شدہ غلام کا، ما سوا جلاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اس سند میں بقیہ مدلس ہے اور محمد بن الفضل مطعون ہے۔ [1]

حافظ زیلعی نے بھی ان تمام روایات کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرزاق عن الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عن ابراهیم بن محمد بن طلحة قال قال عمر بن الخطاب لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء۔ [3]

عبد الرزاق ثوری، حبیب ابن ثابت، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں معزز خاندان لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

اس روایت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز قرار دیتے تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اس لیے اس سے استدلال نہیں ہو سکتا، ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا حضرت عمر سے سماع نہیں ہے۔

---

[1] امام ابوالفرج عبد الرحمان بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ، العلل المتناہیہ ج ۲ ص ۱۲۹۔۱۲۸، موضحا، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

[2] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایۃ ج ۳ ص ۱۹۸۔۱۹۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ

[3] امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۲، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

روی عن عمر بن الخطاب ولم یدرکہ۔[1]

اس نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی اور ان کو نہیں پایا۔

اس روایت کی یہ سند بھی ہے:

عبدالرزاق عن ابن جریج قال، وزعم ابن شہاب ان عمر بن الخطاب قال علی المنبر، والذی نفس عمر بیدہ لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن ذوی الاحساب فان الاعراب اذا کان الجدب فلا نکاح لھم وذکر لھم شیئا۔[2]

عبدالرزاق، ابن جریج، ابن شہاب کا زعم ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے منبر پر فرمایا: جس ذات کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو معزز خاندان کے سوا نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا۔ کیونکہ جب خشک سالی ہوتی ہے تو دیہاتی لوگ نکاح نہیں کرتے اور حضرت عمر نے ان کے کچھ واقعات بیان کیے۔

اس روایت کی بناء پر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر کفو میں نکاح کے قائل نہیں تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہے، ابن شہاب زہری نے حضرت عمر کو تو کُجا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی دیکھا نہ ان سے سماع کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وعن احمد قال لم یسمع الزھری من عبداللہ بن عمر وقال ابو حاتم لا یصح سماعہ من ابن عمر ولا راٰہ۔[3]

امام احمد فرماتے ہیں کہ زہری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع نہیں کیا، اور ابو حاتم نے کہا ان کا حضرت ابن عمر سے سماع نہیں ہے اور نہ انھوں نے ان کو دیکھا ہے۔

اس حدیث کی یہ سند بھی پیش کی جاتی ہے:

محمد قال، اخبرنا ابو حنیفۃ عن رجل عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء۔[4]

محمد، ابو حنیفہ، ایک آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے کہا میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ
[2] امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۶ ص ۱۵۲، مطبوعہ مجلس علمی بیروت، ۱۳۹۰ھ
[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۵۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ
[4] امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۹۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس روایت کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

باوجود اس کے کہ اس روایت کی سند منقطع اور مجہول ہے یہ اس لیے شاذ اور غیر معتبر ہے کہ صحیح روایات اس کے خلاف ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہاشمی خاتون حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عقد کیا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں [۱] اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ (مبسوط ج ۵ ص ۲۳، شرح المہذب ج ۱۶ ص ۱۸۶، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۴۷) اور جب راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت لائق استدلال نہیں رہتی۔

نیز علامہ بدر الدین عینی حنفی، علامہ ابن قدامہ حنبلی اور علامہ ابی مالکی نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکاح میں کفاءۃ کی شرط کے قائل نہیں تھے، اب ہم ان علماء کی مفصل عبارات پیش کر رہے ہیں جن سے اس مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں پر بھی وافر روشنی پڑے گی۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

علامہ مہلب نے کہا ہے کہ... دین میں کفو یہ ہے کہ سب مساوی ہوں اگرچہ لوگوں کے درمیان نسب میں تفاضل ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ جو شرف نسب پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کو دینی صلاح سے منسوخ کر دیا اور فرمایا: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔" ابن بطال نے کہا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کفاءۃ کا کس چیز میں اعتبار ہے، امام مالک نے کہا ہے کہ کفاءۃ کا صرف دین ہی میں اعتبار ہے اور کسی چیز میں کفاءۃ کا اعتبار نہیں ہے اور بعض مسلمان بعض کے کفو ہیں، اس لیے عربی اور مولیٰ کا قرشیہ سے نکاح کرنا جائز ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز اور ابن سیرین سے یہی مروی ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" سے استدلال کیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ "دیندار کو لازماً اختیار کرو" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ عزم کیا تھا کہ اپنی صاحبزادی کا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ ابو ہند سے نکاح کر دو، انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی لڑکیوں کا اپنے (آزاد شدہ) غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، "یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی" "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔" اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کو ایسے لوگ نکاح کا پیغام دیں جن کا دین اور اخلاق تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر دو، امام ابو حنیفہ نے کہا کہ بعض قریش بعض کے کفو ہیں، اور کوئی عرب قرشی کا کفو نہیں ہے اور نہ کوئی آزاد شدہ عرب کا کفو ہے، اور نہ اس کا کفو ہے جس کے پاس مہر اور نفقہ ہو، تلویح میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے لیے نافع کی اس مرفوع روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ "بعض قریش بعض کے کفو ہیں ماسوا جولاہے اور فصد لگانے والے کے۔" ابو حاتم کے بیٹے نے اس حدیث کے متعلق ابو حاتم سے سوال کیا تو انھوں نے کہا یہ

[۱] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

حدیث منکر ہے، ہشام رازی نے اس حدیث کو روایت کیا اور رنگریز کے لفظ کا اضافہ کر دیا، حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی: بعض عرب بعض کے کفو ہیں، قبیلہ، قبیلہ کا، مرد، مرد کا، آزاد شدہ غلام بعض، بعض کے کفو ہیں، قبیلہ، قبیلہ کا اور مرد، مرد کا ماسوا جلاہے اور فصد لگانے والے کے، صاحب تنقیح نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے، بیہقی اور ابو یعلی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، علامہ ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث منکر موضوع ہے، ابن جریج نے ابن ملیکہ کی سند سے اس کی مثل کو روایت کیا، وہ ابن جریج سے صحیح نہیں ہے، امام ابن حبان نے اس کو کتاب الضعفاء میں روایت کیا اور اس کو ابن ابی الفضل کی وجہ سے معلل قرار دیا اور کہا کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا ہے اس کی احادیث کو لکھنا جائز نہیں ہے، محدثین نے کہا کہ کفاءۃ کے متعلق اکثر ایسی احادیث ہیں جو حجت نہیں ہیں، ان میں قدرے بہتر سند کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو جب نماز کا وقت آجائے، جب جنازہ آجائے، اور جب بے نکاح عورت کا کفو مل جائے، امام ترمذی نے کہا یہ غریب ہے اور اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ [1] (میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی کے مقابلہ میں حاکم کی تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

امام احمد (کی دوسری روایت) اور اکثر اہل علم کے نزدیک نکاح میں کفاءۃ شرط نہیں ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبد العزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلیمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی مسلک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو" اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو حذیفہ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید کا نکاح سالم سے کر دیا اور وہ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، نیز امام بخاری نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو یہ حکم دیا کہ وہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے لڑکے اسامہ سے نکاح کر لیں، اور انہوں نے آپ کے حکم سے وہ نکاح کر لیا، اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت ابن مسعود نے اپنی بہن سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ سرخ رنگ کا رومی ہو یا سیاہ رنگ کا حبشی۔ [2]

علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کہا کہ کفاءۃ صرف دین میں ہے، اور بعض مسلمان بعض مسلمانوں کے کفو ہیں، حتیٰ کہ آزاد شدہ غلام قرشیہ کا کفو ہے، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور صحابہ تابعین کی ایک جماعت سے اس کی مثل مروی ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۸۷، ۸۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت

Ataunnabi.com

حضرت سلمان فارسی کی طرف منسوب اثر کی تحقیق

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن سلمان الفارسی قال نهانا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ننکح نساء العرب رواه الطبرانی فی الاوسط (الی قوله) وفی اسناد الاوسط السری بن اسماعیل وهو متروک۔ [1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرب عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں السری بن اسماعیل راوی ہے، وہ متروک ہے۔

عن ثابت البنانی ان ابا الدرداء ذهب مع سلمان الفارسی یخطب امرأة من بنی لیث فدخل فذکر فضل سلمان وسابقته واسلامه وذکر انه یخطب الیهم فتاتهم فلانة فقالوا اما سلمان فلا نزوجه ولکنا نزوجک فتزوجها ثم خرج فقال انه قد کان شیء وانه استحی ان اذکره لک قال وما ذاک فاخبره ابو الدرداء بالخبر فقال سلمان انا احق ان استحیی منک ان خطبها وکان قد قضاها لک رواه الطبرانی ورجاله ثقات الا ان ثابتا لم یسمع من سلمان ولا من ابی الدرداء۔ [2]

ثابت بنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء، حضرت سلمان فارسی کے ساتھ بنو لیث کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دینے گئے، حضرت ابو درداء نے حضرت سلمان فارسی کی اسلام میں سبقت اور ان کی خدمات کا ذکر کیا اور یہ بتلایا کہ وہ ان کی لڑکیوں میں سے فلاں لڑکی کو نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا حضرت سلمان کو تو ہم رشتہ نہیں دیں گے، البتہ تم کو رشتہ دے دیں گے، سو انھوں نے اس لڑکی سے شادی کرلی، پھر حضرت ابو درداء حضرت سلمان فارسی کے پاس گئے اور کہا ایک بات ہوگئی ہے جس کو بتلانے سے مجھے حیاء آتی ہے، حضرت سلمان نے پوچھا کیا بات ہے، پھر انھوں نے پوری بات بتائی، حضرت سلمان نے کہا اس کو نکاح کا پیغام دینے میں، میں تم سے حیاء کا زیادہ حقدار ہوں جب کہ انھوں نے تمہارے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں، البتہ ثابت بنانی (جو اس حدیث کے راوی ہیں) ان کا سلمان سے سماع ہے نہ ابو درداء سے (اس لیے اس روایت کی جڑ ہی کٹ گئی)

ابو اسحاق ہمدانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان (فارسی) اور حضرت جریر ایک سفر میں تھے، نماز کی اقامت کی گئی، حضرت جریر نے سلمان سے کہا آپ آگے بڑھیے، حضرت سلمان (فارسی) نے کہا بلکہ آپ آگے بڑھیے، آپ گروہ عرب ہیں، آپ کی نماز میں کوئی آپ کا امام ہو، نہ آپ کی عورتوں سے نکاح کیا جائے، اللہ تعالٰی نے آپ

[1] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] 〃 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۷۵، 〃 〃 〃

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم پر فضیلت دی ہے اور آپ کو آپ لوگوں یعنی عربوں میں رکھا ہے۔ [1]
علامہ ابن قدامہ نے اس اثر کا حوالہ نہیں دیا، ابو اسحاق ہمدانی کا تذکرہ ہمیں اسماء رجال کی معروف کتابوں (مثلاً تہذیب التہذیب، تاریخ بغداد، خلاصۃ تہذیب الکمال، کتاب الجرح والتعدیل وغیرہ) میں نہیں ملا، اس کے علاوہ یہ اثر آثار صحیحہ کے معارض ہے، کیونکہ مبسوط، عمدۃ القاری اور شرح المہذب میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عمر سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا جس کو انھوں نے قبول کر لیا، اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت ابوبکر سے رشتہ مانگا جس کو انھوں نے قبول کر لیا اور امام احمد کا صحیح قول یہی ہے کہ کفو میں نسب شرط نہیں ہے اور امامت میں کفو کی شرط کا کوئی قائل نہیں ہے اور اگر یہ اثر صحیح ہو تو اس کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی نے یہ کلام تواضعاً کہا اور یا یہ اولویت پر محمول ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے واضح ہو گیا کہ جن احادیث اور آثار سے مخالفین غیر کفو میں نکاح کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ تمام احادیث اور آثار موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور اب ہم یہ بیان کریں گے کہ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے کس پایہ کی حدیث کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ دلائل کا قبلہ متعین ہو سکے۔

فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

روایات ضعیفہ کی بناء پر کسی چیز کی حرمت ثابت کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے

صفحات سابقہ میں یہ امر واضح ہو گیا کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے سلسلے میں جتنی احادیث پیش کی جاتی ہیں ان کی اسانید میں وضاع، کذاب، منقطع، متروک اور ضعیف راوی ہیں اور اس پر تمام ائمہ حدیث کا اور مجتہدین کا اتفاق ہے کہ اس قسم کی احادیث سے کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں کی جا سکتی۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

بے شمار علماء سلف سے مروی ہے کہ جو احادیث حلال اور حرام کرنے سے متعلق ہوں ان میں صرف ان لوگوں کی روایت جائز ہے جو تہمت سے بری ہوں اور بدگمانی سے دور ہوں اور جو احادیث ترغیب اور مواعظ سے متعلق ہوں ان کو تمام مشائخ سے لکھنا جائز ہے، سفیان ثوری کہتے تھے کہ حلال اور حرام میں اس علم کو صرف ان لوگوں سے حاصل کرو جو اس فن کے رئیس ہیں اور علم میں مشہور ہیں جو کمی اور زیادتی کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے ماسوا میں باقی مشائخ سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ جب ہم حلال، حرام، سنن اور احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سخت قیود لگاتے ہیں اور جب ہم فضائل اعمال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے کوئی حکم لاگو ہوتا ہے نہ ساقط ہوتا ہے تو پھر ہم اسانید میں تساہل کرتے ہیں۔

ابوزکریا عنبری نے کہا جب کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے یا اور کسی حکم کے متعلق حدیث وارد نہ ہو اور ترغیب یا ترہیب یا تشدید یا ترخیص ہو تو اس سے اغماض کرنا اور اس کے راویوں کے احوال سے تساہل کرنا واجب ہے (یا جائز ہے؟ سعیدی غفرلہ) [2]

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷، ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۳۴-۱۳۳، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابوعمرو بن صلاح لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم (یعنی فقہاء) کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ احادیث ضعیفہ کو بغیر بیان ضعف کے روایت کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ وہ احادیث اللہ تعالیٰ کی صفات اور حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیہ سے متعلق نہ ہوں، مثلاً مواعظ، قصص، فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب کے دیگر فنون سے متعلق ہوں، جن کا احکام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور جن ائمہ نے اس میں تساہل کی تصریح کی ہے ان میں عبدالرحمان بن مہدی اور امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ [1]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

محدثین وغیرہم کے نزدیک موضوع حدیث کے علاوہ حدیث ضعیف کی سند میں روایت کے وقت تساہل کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز ہے، بہ شرطیکہ اس حدیث کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام شرعیہ مثلاً حلال اور حرام سے نہ ہو اور اس حدیث کا عقائد اور احکام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ [2]

علامہ سیوطی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے فضائل اعمال وغیرہ سے متعلق ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ذکر کی ہیں:

(۱)۔ اس حدیث میں شدید ضعف نہ ہو، سو جس حدیث کی روایت میں کوئی کاذب راوی یا متہم بالکذب راوی منفرد ہو وہ اس قاعدہ سے خارج ہے اس طرح جو راوی فحش غلطی کرتا ہو، اس کی روایت بھی خارج ہے، علامہ علائی نے اس شرط پر اتفاق نقل کیا ہے۔

(۲)۔ وہ حدیث کسی معمول بہ قاعدہ کے تحت مندرج ہو۔

(۳)۔ اس حدیث پر عمل کرتے وقت اس حدیث کے ثبوت کا اعتقاد نہ کرے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھے۔ [3]

ڈاکٹر محمد طحان نے بھی ان تین شرائط کو حافظ ابن حجر کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ [4]

(فتح المغیث ج ۱ ص ۲۶۸، میں بھی ان شرائط کا بیان ہے۔)

صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح میں علامہ نووی نے اس مسئلہ پر محققانہ گفتگو کی ہے کہ حلال اور حرام ایسے احکام شرعیہ میں حدیث ضعیف سے استدلال کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے، لکھتے ہیں:

بسا اوقات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال اور قصص کی احادیث اور زہد اور مکارم اخلاق وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں جن کا حلال اور حرام اور دیگر احکام شرعیہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس قسم کی احادیث میں محدثین وغیرہم کے نزدیک تساہل جائز ہے اور غیر موضوع کی روایت بھی جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی جائز

---

[1]۔ امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری المعروف بابن الصلاح متوفی ۶۴۳ ھ، علوم الحدیث ص ۹۳-۹۲، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

[2]۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، تقریب النواوی مع تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ

[3]۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ، تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۹-۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۲ ھ،

[4]۔ ڈاکٹر محمد طحان، تیسیر مصطلح الحدیث ۶۵-۶۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے، کیونکہ اس کے قواعد صحیح شریعت میں مقرر اور علماء کے نزدیک معروف ہیں، بہر حال جب ضعیف راوی احکام سے متعلق حدیث کی روایت میں منفرد ہوں تو ائمہ اس حدیث سے استدلال نہیں کرتے، کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جس کو ائمہ حدیث میں سے کسی امام نے اور محققین علماء میں سے کسی عالم نے نہیں کیا، اور اکثر فقہاء نے جو ضعیف راویوں پر اعتماد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ بہت قبیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس راوی کا ضعف معلوم ہے تو ان کے لیے اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث سے احکام میں استدلال نہیں کیا جاتا اور اگر اس کا ضعف معلوم نہیں ہے تب بھی بحث اور تفتیش یا اہل علم سے سوال کیے بغیر اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]

امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، عبد الرحمن بن مہدی، خطیب بغدادی، حافظ ابو عمرو ابن الصلاح، علامہ نووی اور علامہ سیوطی کی ان واضح تصریحات سے معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کے حرام ہونے پر احادیث ضعیفہ سے استدلال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور یہ چیز محدثین اور فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس لیے وہ ضعیف الاسناد روایات جن کو بعض بزرگ علماء غیر کفو میں نکاح کی حرمت کے لیے پیش کرتے ہیں، اس مقصد میں کلیۃً ناتمام اور نامراد ہیں، کسی چیز کو حرام ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہے، جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو۔

تحریم کا مدار اس دلیل پر ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو

شیخ محمد الخضری لکھتے ہیں:

وقسم الحنفیۃ الطلب المقتضی للکف الی قسمین باعتبار الثبوت: الاول ما ثبت قطعا وھو نصوص الکتاب و السنۃ المتواترۃ والاجماع وھذا مقتضاہ التحریم فھو عندھم مقابل للفرض الثانی: ما ثبت ظنا وھو اخبار الاحاد والقیاس وھذا مقتضاہ کراھۃ التحریم فھو یقابل الواجب۔ [2]

فقہاء احناف نے ممانعت کی بہ طریق ثبوت دو قسمیں کی ہیں، اول: جس کا ثبوت قطعی ہو اور یہ قرآن مجید حدیث متواتر اور اجماع ہے، اس کا تقاضا تحریم ہے اور یہ ان کے نزدیک فرض کے مقابل ہے، ثانی: جس کا ثبوت ظنی ہو اور یہ خبر واحد (صحیح) اور قیاس ہے اور اس کا تقاضا مکروہ تحریمی ہے اور یہ واجب کے مقابل ہے۔

علامہ بحر العلوم عبد العلی مسلم الثبوت کی عبارت کے ساتھ مزج کر کے لکھتے ہیں:

(ان ثبت الطلب الجازم بقطعی فالافتراض) ان کان ذلک الطلب للفعل (او التحریم) ان کان ذلک للکف۔ [3]

اگر کسی کام کے کرنے کا حکم ثبوت قطعی سے ہو تو وہ فرض ہے اور اگر کسی کام کرنے کی ممانعت ثبوت قطعی سے ہو تو وہ حرام ہے۔

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ محمد الخضری بک، اصول الفقہ ص ۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[3] بحر العلوم عبد العلی بن نظام الدین متوفی ۱۲۲۵ھ، فواتح الرحموت مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۹۴ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوسکا فعل عادی ہو یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یا بحال قطعیت حرام ورنہ مکروہ تحریمی۔ لہ

خاتم المحققین علامہ سید ابن عابدین شامی نے اس مسئلہ کو زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، فرماتے ہیں:

ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القرآن المفسرۃ اوالمحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات المؤولۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الفرض والحرام وبالثانی و الثالث الواجب وکراہۃ التحریم وبالرابع السنۃ والمستحب۔ ۲ے

سمعی دلائل چار ہیں: اول: قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ جیسے قرآن مجید کی نصوص مفسرہ ومحکمہ، اور ایسی احادیث متواترہ جن کا مفہوم قطعی ہو۔ ثانی: قطعی الثبوت ظنی الدلالہ، جیسے آیات مؤولہ، ثالث: ظنی الثبوت قطعی الدلالہ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو، رابع: ظنی الثبوت ظنی الدلالہ جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہو، پہلی قسم سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں اور دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی اور چوتھی قسم سے سنت اور مستحب۔

فقہاء اور اصولیین کی ان عبارات سے یہ اصول اور قاعدہ معلوم ہو گیا کہ کسی چیز کی تحریم ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو، یعنی وہ قرآن مجید کی نص قطعی ہو یا حدیث متواتر ہو اور اس آیت یا حدیث متواتر کی حرمت پر دلالت بھی قطعی ہو، سو جو بزرگ اور اصحاب علم وفضل غیر سید سے سیدہ کا نکاح حرام کہتے ہیں ان سے ہم بصد ادب دنیاز عرض کرتے ہیں کہ وہ اس نکاح کی تحریم پر قرآن مجید یا حدیث متواترہ سے کوئی نص صریح پیش کریں جو تحریم پر قطعی الدلالۃ ہو، چشم ماروشن دل ماشاد باقی رہیں، یہ ضعیف الاسناد احادیث اور موضوع روایات تو محدثین کی تصریح کے مطابق ان سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بعض علماء برسبیل تنزل یہ کہہ دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح کرنا حرام قطعی نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کے ثبوت کے لیے قرآن مجید سے آیات پیش کرنا لازم ہوں، بلکہ یہ فقہی حرام ہے، یعنی اس کی حرمت ظنی ہے جو مکروہ تحریمی کے مترادف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ تحریمی بھی بلادلیل تو ثابت نہیں ہوتا، اس کے ثبوت کے لیے بھی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ دلائل درکار ہیں، جیسا کہ علامہ شامی نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جس درجہ کی حرمت کا دعویٰ ہوگا اس درجہ کے دلائل درکار ہوں گے اور یہ واضح ہے کہ لزوم کفو کے سلسلہ میں جس قدر احادیث ہیں وہ سب ضعیف یا موضوع ہیں ان سے حرمت قطعیہ ثابت ہو سکتی ہے نہ حرمت ظنیہ۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

مسئلہ کفو میں امام احمد کے دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کے لیے شرط ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے۔

لہ۔ امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۱ص ۱۷۴، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ کراچی، ۱۴۰۹ھ

۲ے۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ص ۸۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

والروایۃ الثانیۃ عن احمد انھا لیست شرطا فی النکاح وھذا قول اکثر اھل العلم روی نحو ھذا عن عمر وابن مسعود وعمر بن عبدالعزیز وعبید بن عمیر وحماد بن ابی سلمان وابن سیرین وابن عون ومالک والشافعی واصحاب الرائی لقولہ تعالیٰ (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) وقالت عائشۃ رضی اللہ عنھا ان اباحذیفۃ ابن عتبۃ بن ربیعۃ تبنی سالما وانکحہ ابنۃ اخیہ ھند بنت الولید بن عتبۃ ——— وھو مولی لامرأۃ من الانصار اخرجہ البخاری وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بنت قیس ان تنکح اسامۃ بن زید مولاہ فنکحھا بامرہ متفق علیہ وزوج اباہ زید بن حارثۃ ابنۃ عمتہ زینب بنت جحش الاسدیۃ وقال ابن مسعود لاختہ انشدک اللہ ان تتزوجی الا مسلما وان کان احمر رومیا او اسود حبشیا ولان الکفاءۃ لاتخرج عن کونہ حقا للمرأۃ او الاولیاء او لھما فلم یشترط وجودھا کالسلامۃ من العیوب [1]

امام احمد کی دوسری روایت یہ ہے کہ کفو ہونا نکاح کی شرط نہیں ہے، اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، عبید بن عمیر، حماد بن ابی سلمان، ابن سیرین، ابن عون، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء احناف کا یہی نظریہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور ان کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ (قرشیہ) کا نکاح کر دیا، حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد شدہ غلام تھے اس حدیث کو امام بخاری نے بیان کیا ہے، اور امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس (قرشیہ) کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کریں، اور حضرت زینب بنت جحش اسدیہ کا نکاح آپ نے ان کے باپ حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا، حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا خواہ وہ گورا رومی ہو یا کالا حبشی نیز کفو کی وجہ سے عورت، اس کے ولی یا دونوں کے نکاح کرنے کا حق اور اختیار ختم نہیں ہوتا اس لیے جس طرح عیب سے بری ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے، اسی طرح کفو بھی نکاح میں شرط نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام سحنون بن سعید التنوخی مالکی، امام عبدالرحمٰن بن قاسم مالکی سے دریافت کرتے ہیں:

(قلت) ارأیت ان کانت ثیبا تخطب

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر بیوہ عورت کو کوئی

۱۔ علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۷ ص ۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الخاطب الیھا نفسھا فابی والدھا اوولیھا ان یزوجھا فرفعت ذلک الی السلطان وھو دونھا فی الحسب والشرف الا انہ کفؤ فی الدین فرضیت بہ وابی الولی (قال) یزوجھا السلطان ولا ینتظر الی قول الاب والولی اذا رضیت بہ وکان کفوا فی دینہ قال وھذا قول مالک (قلت) ارایت ان کان کفوا فی الدین ولم یکن کفوا فی المال فرضیت بہ وابی الولی ان یرضی ایزوجھا منہ السلطان امر لا (قال) لم اسمع منہ فی ذلک شیئا الا انی سالت مالکا عن نکاح الموالی فی العرب فقال لا باس بذلک الا تری الی ما فی کتاب اللہ تبارک وتعالٰی یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (قلت) ارایت ان رضیت بعبد وھی امراۃ من العرب وابی الاب او الولی ان یزوجھا وھی ثیب ایزوجھا منہ السلطان امر لا (قال) لم اسمع من ذلک فیہ الا ما اخبرتک قال ولقد قیل لمالک ان بعض ھؤلاء القوم فرقوا بین عربیۃ ومولی فاعظم ذلک اعظاما شدیدا وقال اھل الاسلام کلھم بعضھم لبعض اکفاء لقول اللہ فی التنزیل یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی و

شخص نکاح کا پیغام دے، اور اس کا والد یا ولی اس شخص سے نکاح کرنے سے انکار کرے اور وہ یہ مقدمہ قاضی کے پاس لے جائے اور پیغام دینے والا حسب اور شرف میں ہر چند کہ لڑکی سے کم ہو لیکن دین میں اس کا کفو ہو اور لڑکی اس سے نکاح پر راضی ہو اور ولی راضی نہ ہو؟ امام ابن قاسم نے جواب دیا کہ قاضی اس شخص سے نکاح کر دے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد باپ اور ولی کے قول کی طرف نہ دیکھے، وہ دین میں اس کا کفو ہے، امام ابن قاسم نے کہا: امام مالک کا یہی قول ہے۔ میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر وہ دین میں اس کا کفو ہو اور مال میں اس کا کفو نہ ہو، لڑکی اس کے ساتھ نکاح پر راضی ہو اور اس کا ولی راضی نہ ہو ایسی صورت میں قاضی اس عورت کا اس شخص سے نکاح کرے یا نہیں؟ امام ابن قاسم نے کہا میں نے امام مالک سے یہ مسئلہ نہیں سنا لیکن ان سے یہ سنا ہے کہ غلاموں کا عرب خواتین سے نکاح جائز ہے، امام مالک نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شناخت کے لیے تمہیں گروہوں اور قبائل میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالٰی کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے، میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر ایک عرب عورت کسی غلام سے نکاح پر راضی ہو اور اس کا باپ یا ولی راضی نہ ہو درآں حالیکہ وہ عورت بیوہ ہو کیا قاضی اس کا نکاح کر سکتا ہے؟ امام ابن قاسم نے کہا اس کا بھی وہی جواب ہے یعنی کر سکتا ہے۔ امام مالک سے کہا گیا بعض لوگ غلاموں اور عربوں میں فرق کرتے ہیں تو امام مالک نے اسے بہت بھاری سمجھا اور فرمایا تمام اہل اسلام ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور شناخت کے لیے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1]

قبائل اور گروہوں میں بانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی یا سلطان یا قاضی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو یہ نکاح جائز ہے، در اصل امام مالک مسلمانوں کے درمیان کفو کے لحاظ سے تفریق کے قائل ہی نہیں ہیں ولنعم ما قال!

نکاح غیر کفو میں فقہاء شافعیہ کا نظریہ

امام شافعی مسئلہ کفو پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان کان الولی اقرب ممن دونه فزوج غیر کفاء باذنها فلیس لمن بقی من الاولیاء الذی هو اولی منهم ردہ لانه لا ولایة لهم معه قال ولیس نکاح غیر الکفاء محرما فاردہ بکل حال انما هو نقص علی المزوجة والولاة فاذا رضیت المزوجة ومن له الامر معها بالنقص لم اردہ[2]

جب ولی اقرب لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کر دیں تو باقی اولیاء کو اس نکاح کے مسترد کرانے کا حق نہیں ہے جن کی بہ نسبت یہ ولی اقرب ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں ان کی ولایت نہیں ہے، امام شافعی نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہوتا، جو مطلقاً رد کر دیا جائے غیر کفو کی وجہ سے لڑکی اور اس کے اولیاء پر نقص ہے اور جب وہ اس نقص کو برداشت کرنے پر تیار ہیں تو میں اس نکاح کو رد نہیں کروں گا۔

علامہ نووی نے بھی یہی لکھا ہے (روضۃ الطالبین ج ۷، ص ۸۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام عبد الوہاب شعرانی شافعی فرماتے ہیں:

ومن ذلك قول الائمة الثلاثة انه اذا اتفق الاولیاء والمرأة علی نکاح غیر کفاء صح مع قول احمد انه لا یصح[3]

ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے اولیاء راضی ہوں تو غیر کفو میں نکاح صحیح ہے اور امام احمد کے قول میں صحیح نہیں ہے۔

امام شعرانی نے امام احمد کا مذہب پورا نقل نہیں کیا امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ جب لڑکی اور اس کے تمام اولیاء غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ ہم مغنی ابن قدامہ کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔

واضح رہے کہ امام شافعی، علامہ نووی اور علامہ شعرانی کے مقابلہ میں صاحب رشفۃ الصادی وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

نکاح غیر کفو میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شمس الدین سرخسی لکھتے ہیں:

(قال) واذا تزوجت المراة غیر کفاء

امام محمد فرماتے ہیں کہ جب عورت غیر کفو میں

[1] امام سحنون بن سعید تنوخی متوفی ۲۵۶ھ، المدونۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۴-۱۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ

[2] امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ، کتاب الام ج ۵ ص ۱۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۹۳ھ

[3] علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ، المیزان الکبریٰ ج ۲ ص ۱۱۰، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۵۹ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرضي به احد الاولياء جاز ذلك ولا يكون لمن هو مثله في الولاية او ابعد منه ان ينقضه الا ان يكون اقرب منه فحينئذ له المطالبة بالتفريق ۱

شادی کرلے اور اس کے اولیاء میں سے کوئی ایک راضی ہو تو نکاح جائز ہے اور اس جیسا یا اس سے دور کا ولی اس نکاح کو منسوخ کرانے کا مجاز نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زیادہ قریب ولی اختلاف کرے تو وہ تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

قاضی خاں میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے ۲ ہدایہ ۳، فتح القدیر ۴ اور کفایہ ۵ میں بھی اسی کی تائید ہے۔

فتاوی بزازیہ میں ہے کہ عالم، عربی، قرشی اور علوی کا کفو ہے ۶ اسی طرح خلاصۃ الفتاوی میں ذخیرہ کے حوالے سے ہے۔ ۷

علامہ داؤد آفندی حنفی لکھتے ہیں:

ولو تزوجت المرأة غير كفو فللولي ان يفرق (الى قوله) وان رضي احد الاولياء فليس لغيره الاعتراض ۸

اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو اس کے ولی کو تفریق کرانے کا حق ہے اور اگر اولیاء میں سے ایک بھی راضی ہو جائے تو دوسرے کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

اس کی شرح درالمنتقی میں بھی اسی طرح لکھا ہے: ۹

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

من نكحت غير كفؤ فرق الولي لما ذكرنا والنكاح ينعقد صحيحا في ظاهر الرواية (الى قوله) ورضاء بعض الاولياء كرضاء كلهم حتى لا يتعرض احد منهم بعد ذلك الا اذا كان اقرب منه ۱۰

جو عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی اس کی تفریق کرا سکتا ہے اور ظاہر الروایت کے مطابق نکاح صحیح ہے اور اگر بعض ولی راضی ہو جائیں تو یہ کل کی رضا کے برابر ہے الا یہ کہ ولی اقرب راضی نہ ہو۔

۱۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۵ ص ۲۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۳۹۸ھ

۲۔ علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاوی قاضی خان علی هامش الہندیہ، ج ۱ ص ۳۵۱، مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۳۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ علی هامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۴۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۵۔ علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، کفایہ علی هامش فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۶۔ علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاوی بزازیہ علی هامش الہندیہ ج ۴ ص ۱۱۶ مطبوعہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

۷۔ شیخ طاہر بن عبدالرشید بخاری حنفی، خلاصۃ الفتاوی ج ۲ ص ۱۲، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ

۸۔ علامہ داؤد آفندی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۹۔ شرح در المنتقی علی هامش مجمع الانہر ج ۱ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۰۔ علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق ج ۲ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے جو لکھا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ لڑکی اور اولیاء کی مرضی سے غیر کفو میں نکاح جائز ہے۔ اور اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو ان کو فسخ کا اختیار ہے[1] ملا مسکین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔[2]

عالمگیری میں ہے:

ثم المراۃ اذا زوجت من غیر کفاء صح النکاح فی ظاھر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وھو قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی اخرا وقول محمد رحمہ اللہ تعالی اخرا ایضا (الی قولہ) ولکن للاولیاء حق الاعتراض[3]

جب عورت از خود غیر کفو میں نکاح کرے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح صحیح ہے، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا آخری قول یہی ہے البتہ اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

نوادر کی روایت سے غیر کفو میں نکاح کے بطلان پر استدلال کی تحقیق

بعض متاخرین بزرگوں نے نوادر کی ایک روایت کی بناء پر سیدہ کے ساتھ غیر سید کے نکاح کو باطل قرار دیا ہے اور اس پر عرب وعجم کا اتفاق بتلایا ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے۔

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں:

ثم فی ظاھر الروایۃ لا فرق بین الکفاء وغیر الکفاء ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفاء وعن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ تعالی انہ لا یجوز فی غیر الکفاء[4]

پھر ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ کفو اور غیر کفو میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن ولی کو نکاح غیر کفو میں اعتراض کا حق ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں ہے۔

اور علامہ شامی نے لکھا ہے:

وتعتبر الکفاءۃ للزوم النکاح ای علی ظاھر الروایۃ ولصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی[5]

ظاہر الروایۃ کے مطابق نکاح کے لزوم میں کفاءت معتبر ہے اور حسن کی روایت یہ ہے کہ کفاءت نکاح کی صحت کی شرط ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔

ہر چند کہ ظاہر الروایۃ میں صحت نکاح کے لیے کفو کا اعتبار نہیں ہے، لیکن نوادر کی روایت جو حسن بن زیاد سے مروی ہے اس میں صحت نکاح کے لیے کفو کی شرط ہے۔ علامہ شامی نے اسی روایت کو فتوی کے لیے اختیار کیا ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ معین الدین الھروی المعروف محمد ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۳۸، مطبوعہ مطبعۃ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۹۲، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[4] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، الھدایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۶۰-۱۵۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[5] سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۷، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ شامی اور بعض دوسرے مشائخ کا ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں نوادر کی روایت پر فتویٰ دینا اصل کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے۔

خود علامہ شامی لکھتے ہیں:

صرح فی کتاب الرضاع من البحر حیث قال الفتوی اذا اختلفت کان الترجیح بظاهر الروایة [1]

البحرالرائق کی کتاب الرضاع میں تصریح ہے کہ جب کسی فتویٰ کا ظاہر الروایۃ سے تعارض ہو تو ترجیح ظاہر الروایۃ کو ہوتی ہے۔

نیز علامہ شامی نے لکھا ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ کی وہ کتابیں ہیں جن کے بارے میں یہ صحت سے ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ امام محمد کی تصانیف ہیں یا وہ امام محمد کی تصانیف نہیں ہیں و بلکہ حسن بن زیاد وغیرہ کی تصانیف ہیں۔ [2]

دوسری بات یہ ہے کہ غیر ظاہر الروایۃ یا نوادر کی روایت پر بعض مشائخ نے فتویٰ دیا ہے ورنہ اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ ہی پر فتویٰ دیا ہے۔

ملا مسکین اس بحث میں لکھتے ہیں:

وکثیر من مشائخنا افتوا بظاهر الروایة [3]

ہمارے زیادہ مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔

جب یہ ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ میں اکثر مشائخ نے ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے تو بعض مولفین کا یہ لکھنا باطل ہو گیا کہ نوادر کی یہ روایت ظاہر الروایۃ کی ترجیح کے اصول سے مستثنیٰ ہے۔

علامہ طحطاوی نے بھی ظاہر الروایۃ پر فتویٰ دیا ہے۔

پھر غور طلب بات یہ ہے کہ ظاہر الروایت اور نوادر کے اختلاف سے ان بزرگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیونکہ یہ بزرگ اس بات کے قائل ہیں کہ غیر کفو میں سادات لڑکیوں کا نکاح ناجائز ہے خواہ لڑکی اور ولی راضی ہوں، اور یہ بات نوادر سے ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ ظاہر الروایۃ کا مفاد یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح ہو تو جاتا ہے لیکن لازم نہیں ہے ولی چاہے تو فسخ کرا سکتا ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اور قاضی کے پاس فسخ کرانے کی ضرورت نہیں نکاح از خود باطل ہو جائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ولی راضی ہو تو یہ نکاح صحیح ہے۔ ہدایہ میں حسن بن زیاد کی روایت مجملاً مذکور ہے۔ البحرالرائق میں اس کی تفصیل ہے جس سے کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔

علامہ زین الدین ابن نجیم فرماتے ہیں:

وان المفتی به روایة الحسن عن الامام من عدم الانعقاد اصلا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضاء

حسن بن زیاد نے جو امام ابوحنیفہ سے روایت بیان کی اس پر فتویٰ اس صورت میں ہے جب لڑکی کا ولی ہو اور وہ عقد سے پہلے غیر کفو میں راضی نہ ہو تو اصلاً نکاح

---

[1] ۔ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ا ص ۶۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] ۔ " " " " ، ردالمحتار ج ا ص ۶۴

[3] ۔ علامہ معین الدین الھروی المعروف بملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۳۹، مطبوعہ مطبعۃ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بعدہٗ۔[1]

نہیں ہوگا کیونکہ بعد کی رضا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حسن بن زیاد کی روایت ذکر کرنے کے بعد قاضی خان نے اخیر میں امام ابو یوسف کا قول ذکر کیا ہے جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ روایت اس پر محمول ہے کہ غیر کفو میں نکاح ہونے یا نہ ہونے میں ولی کی رضا شرط ہے۔

قاضی خان لکھتے ہیں:

قال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی الاحوط ان یجعل العقد موقوفا علی اجازۃ الولی الا ان الزوج اذا لم یکن کفاء یصح فسخ الولی وان کان کفأ لا یصح فسخہ[2]

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ عقد کو ولی کی اجازت پر موقوف رکھا جائے البتہ اگر زوج کفو نہیں ہے تو ولی اس نکاح کو فسخ کرسکتا ہے اور اگر کفو ہے تو اس کا فسخ کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ علائی حصکفی لکھتے ہیں:

(ویفتی) فی غیر الکفاء (بعدم جوازہ اصلا) وھو المختار للفتوی لفساد الزمان[3]

غیر کفو میں نکاح پر مطلقاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور زمانہ کے خراب حالات کی وجہ سے یہی قول فتویٰ میں مختار ہے۔

بعض بزرگ درمختار کی اس عبارت کو پیش کرکے یہ تاثر دیتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح مطلقاً باطل ہے خواہ ولی راضی ہو یا ناراض، لیکن اس قول کی تشریح میں جو علامہ شامی نے لکھا اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر، واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء اما ھی فقد رضیت باسقاط حقھا فتح۔[4]

یہ قول حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے اور یہ اس صورت پر محمول ہے، جب اس عورت کا ولی ہو اور وہ اس نکاح پر عقد سے پہلے راضی نہ ہو تو بعد میں اس کی رضا غیر معتبر ہوگی، (بحر)۔ لیکن جب عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو یہ نکاح بالاتفاق صحیح اور نافذ العمل ہے۔ کیونکہ اس روایت کی بناء پر نکاح کے صحیح نہ ہونے کی وجہ اس کے ولی سے ضرر کو رفع کرنا ہے، لیکن جب وہ عورت خود اپنا حق ساقط کرکے غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔ (فتح القدیر)

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۳ ص ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

[2] علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۲۹۵ھ، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ مطبعہ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[3] علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار ج ۲ ص ۳۰۹، ۳۰۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۸ھ

[4] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار علی ہامش الدر المختار ج ۲ ص ۳۰۹، مطبوعہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صاحب البحر اور علامہ شامی کی وضاحت سے یہ واضح ہو گیا کہ ظاہر الروایۃ ہو یا حسن بن زیاد کی مفتی بہ روایت، دونوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو تو وہ نکاح صحیح ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔

ظاہر الروایۃ اور حسن بن زیاد کی روایت سے قطع نظر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ محققین احناف نے کفو کو تسلیم نہیں کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا کفو ہے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتا ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وفی حاشیۃ الدر للعلامۃ نوح ان الامام ابا الحسن الکرخی والامام ابا بکر جصاص وھما من کبار علماء العراق ومن تبعھما من مشائخ العراق لم یعتبروا الکفاءۃ ولو لم تثبت عندھم ھذہ الروایۃ عن ابی حنیفۃ لما اختاروھا۔[1]

علامہ نوح نے حاشیہ درر میں لکھا ہے کہ امام ابو الحسن الکرخی اور امام ابوبکر جصاص یہ دونوں عراق کے بہت بڑے عالم تھے اور جو مشائخ عراق ان کے تابع ہیں ان سب نے کہا ہے کہ نکاح میں کفو کا اعتبار نہیں ہے اور اگر ان اماموں کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا ایسا قول نہ ہوتا تو وہ اس قول کو اختیار نہ کرتے۔

خیال رہے کہ امام ابو الحسن الکرخی مجتہد فی المسائل ہیں اور فقہاء کے تیسرے طبقہ سے ہیں اور ابوبکر جصاص رازی اصحاب تخریج اور فقہاء کے چوتھے طبقہ سے ہیں۔[2]

علامہ شامی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کفو کے غیر معتبر ہونے میں امام ابوحنیفہ کا بھی قول موجود ہے اور یہی قرین قیاس ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی حلت اور حرمت کا مدار کفو پر نہیں رکھا، علامہ شامی نے امام کرخی اور امام جصاص کے جس قول کا ذکر کیا ہے کہ نکاح میں کفو معتبر نہیں ہے، اس کو علامہ طحطاوی[3]، ملا مسکین[4] اور علامہ خوارزمی[5] نے بھی بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی خاں کا یہ لکھنا کہ امام کرخی نے امام مالک کی اتباع میں یہ کہا ہے ان کی عدم توجہ پر محمول ہے۔

علامہ کاسانی کا بھی جمہور فقہاء حنفیہ کی طرح یہی مسلک ہے کہ غیر کفو میں لزوم نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط ہے اس کے باوجود انہوں نے علامہ ابو الحسن کرخی کا نظریہ بہت فراخ دلی سے بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

جمہور علماء نے کفو کو نکاح کے لزوم کے لیے شرط قرار دیا ہے اور امام کرخی حنفی نے کہا ہے کہ کفو نکاح کے لیے اصلاً شرط نہیں ہے، امام مالک اور سفیان ثوری اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ

۱۔ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۳ مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۲۔ " " " " ، رد المحتار ج ۱ ص ۷۱-۷۲، " "

۳۔ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۲ ص ۳۸، دار المعرفت بیروت، ۱۳۹۵ھ

۴۔ علامہ معین الدین الہروی ملا مسکین، شرح الکنز ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصر، ۱۲۸۷ھ

۵۔ علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابو طیبہ نے بنی بیاضہ کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے نکاح سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو طیبہ سے نکاح کراؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہوگا، اور روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک قوم کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے حضرت بلال کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دو، حالانکہ حضرت بلال غیر کفو تھے، اگر نکاح میں کفو شرط ہوتا تو آپ حضرت بلال کو غیر کفو میں نکاح کا حکم نہ دیتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے پرہیزگاری کے اور یہ اس پر نص صریح ہے کہ نکاح میں کفاءت شرط نہیں ہے اور اگر کفاءت شرط ہوتی تو اس کا سبب سے زیادہ اعتبار قصاص میں کیا جاتا کیونکہ جتنی احتیاط قصاص کے باب میں ہوتی ہے اور کسی باب میں نہیں ہوتی، اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ شخص کو ادنیٰ شخص کے بدلہ میں قتل کر دیا جاتا ہے[۱]

ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے نکاح کا جزئیہ

علامہ حامد آفندی سے سوال کیا گیا:

سئل فی هاشمی زوج صغیرته لغیر هاشمی عالما بذلك راضیا به فهل یصح النکاح (الجواب) نعم والحالة هذه۔[۲]

ایک ہاشمی شخص نے دانستہ اپنی مرضی سے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح غیر ہاشمی شخص سے کر دیا آیا یہ نکاح صحیح ہے؟ (جواب) ہاں اس صورت میں نکاح صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور حلالہ کا جزئیہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

ومن لطیف الحیل ان تتزوج بمملوك مراهق بشاهدین فاذا اولج یملکه لها فیبطل النکاح ثم تبعثه لبلد آخر فلا یظهر امرها لکن علی روایة الحسن المفتی بها انه لا یحلها لعدم الکفاءة ان لها ولی والا فیحلها اتفاقا کما مر۔[۳]

مطلقہ ثلٰثہ کے لیے ایک لطیف حیلہ یہ ہے کہ وہ عورت دو گواہوں کے سامنے کسی شخص کے قریب بہ بلوغ غلام سے نکاح کرے پھر جب وہ غلام دخول کر چکے تو غلام کا مالک اس عورت کو غلام کا مالک کر دے اب یہ نکاح باطل ہو جائے گا پھر وہ عورت اس غلام کو کسی اور شہر میں بھیج دے تاکہ اس کے حلالہ کا پتا نہ چل سکے، لیکن اگر اس عورت کا ولی تھا تو یہ حلالہ نہیں ہوگا (کیونکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے) اور حسن بن زیاد کی روایت پر غیر کفو میں نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری

۱۔ علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۱۷، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ھ

۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج ۱ ص ۲۱ مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ

۳۔ علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی ردالمحتار ج ۲ ص ۱۴۷، ۹۴۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے) اور اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی نے اجازت دے دی تھی تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

وحاصلہ انھا تتم علی ظاھر المذھب من ان الکفاءۃ فی النکاح لیست بشرط للانعقاد اما علی روایۃ الحسن المفتی بھا من انھا شرط فلا یحلھا الرقیق لعدم الکفاءۃ ان کان لھا ولی لم یرض بذلک والا بان لم یکن لھا ولی اصلا او کان ورضی فیحلھا اتفاقا کما مر فی باب الکفاءۃ۔ [1]

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی آزاد عورت نے اپنے غلام سے نکاح کر کے حلالہ کر لیا تو احناف کے ظاہر مذہب پر حلالہ ہو جائے گا کیونکہ نکاح منعقد ہونے کے لیے کفو ہونا شرط نہیں ہے، البتہ حسن بن زیاد کی مفتی بہا روایت پر اگر اس عورت کا ولی غلام سے نکاح پر راضی نہیں تھا تو پھر حلالہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس عورت کا ولی نہیں تھا یا ولی تھا لیکن وہ اس نکاح پر راضی تھا تو پھر بالاتفاق یہ حلالہ ہو جائے گا، جیسا کہ کفو کے باب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

جو لوگ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً ناجائز اور حرام کہتے ہیں اس عبارت میں ان کی کوئی تائید نہیں ہے، یہ عبارت جمہور فقہاء احناف کے مذہب کے مطابق ہے کہ ولی کی رضا مندی سے غیر کفو میں نکاح کرنا صحیح ہے، ہر چند کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق غیر کفو میں نکاح کرنا مطلقاً صحیح ہے۔

نکاح غیر کفو اور علامہ ابن ہمام

بعض لوگ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں علامہ ابن ہمام کی ایک عبارت سے معارضہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علامہ ابن ہمام نے کفو میں نکاح کرنے کو واجب اور غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پر علامہ ابن ہمام کی مکمل عبارت پیش کر کے اس کا ما لہ و ما علیہ بیان کر دیں تاکہ حق اور صداقت سے گریز کے لیے کوئی حیلہ باقی نہ رہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

قلنا مقتضی الادلۃ التی ذکرناھا الوجوب اعنی وجوب نکاح الاکفاء وتعلیلھا بانتظام المصالح یؤیدہ لا ینفیہ ثم لا یستلزم کونہ اول کفء خاطب الا ما روی الترمذی من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر ولولا ان شرط المشروع

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ذکر کردہ دلائل کا تقاضا وجوب ہے، یعنی کفو میں نکاح کرنا واجب ہے، اور مصلحتوں کا لحاظ کرنا اس کی تائید کرتا ہے، اس کی نفی نہیں کرتا، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کفو میں جو پہلا رشتہ آئے وہیں نکاح کر دیا جائے، ہاں امام ترمذی نے یہ روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین اور خلق پر تم راضی

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۴۱۔۔۔۴۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

القطعی لا یثبت بظنی لقلنا باشتراط الکفاءۃ للصحۃ ثم ھذا الوجوب یتعلق باولیاءھا حقا لھا وبھا حقا لھم علی ما تبین مما ذکرناہ لکن انما تتحقق المعصیۃ فی حقھم اذا کانت صغیرۃ لانھا اذا کانت کبیرۃ لا ینفذ علیھا تزویجھم الا برضاھا فھی تارکۃ لحقھا کما اذا رضی الولی بترک حقہ حیث ینفذ ھذا کلہ مقتضی الادلۃ التی ذکرناھا مع قطع النظر عن غیرھا وعلی اعتبارھا یشکل قول ابی حنیفۃ فی ان الاب لہ ان یزوج بنتہ الصغیرۃ من غیر کفء لہ

ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نکاح نہیں کرو گے تو زمین میں بہت فتنہ اور فساد ہوگا، اگر یہ قاعدہ مقرر نہ ہوتا کہ کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ کفو میں نکاح کرنا شرط ہے، پھر اس وجوب کا تعلق لڑکی کے اولیاء سے ہے کیونکہ کفو میں نکاح کرنا لڑکی کا حق ہے، اور اس وجوب کا تعلق لڑکی سے بھی ہے کیونکہ کفو اس کے اولیاء کا حق ہے لیکن لڑکی کے اولیاء کے لیے غیر کفو میں نکاح کرنا اس وقت معصیت ہوگا جب وہ نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیں، کیونکہ اگر لڑکی بالغہ ہو تو جب تک لڑکی غیر کفو میں نکاح پر راضی نہ ہو، اس کے اولیاء کا کیا ہوا نکاح نافذ نہیں ہوگا، کیونکہ جب لڑکی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہو گئی تو وہ لڑکی اور اس کے اولیاء دونوں غیر کفو میں نکاح کر کے اپنے اپنے حق کو ترک کرنے پر راضی ہو گئے، لہٰذا اس صورت میں یہ نکاح نافذ ہو جائے گا، ہم نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ دیگر اقوال سے قطع نظر کر کے فی نفسہ دلائل کا تقاضا ہے اور اس کا اعتبار کرنے سے یہ اشکال ہوگا کہ امام ابو حنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ باپ کے لیے اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کے ولی پر واجب ہے کہ وہ اس کا نکاح کفو میں کرے اور اگر اس نے اس کا نکاح غیر کفو میں کیا تو وہ مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، ہاں اگر لڑکی بالغ ہو اور اس کے ولی اس کی مرضی سے اس کا نکاح غیر کفو میں کر دیں تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دونوں اپنا حق ترک کرنے پر راضی ہو گئے۔

علامہ ابن ہمام نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ جمہور فقہاء کے مطابق ہے انھوں نے اختلاف صرف اس امر میں کیا ہے کہ نابالغ لڑکی کا ولی اس کا نکاح غیر کفو میں کر سکتا ہے، امام ابو حنیفہ نے تصریح کی ہے کہ نابالغ لڑکی کے باپ کے لیے اس کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ علامہ ابن ہمام نے اس نکاح کو مکروہ تحریمی اور موجب معصیت قرار دیا ہے۔

ل۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۳ ص ۱۸۰-۱۸۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن ہمام نے جو دلائل ذکر کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح کی ممانعت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ہر چند کہ اسانید ضعیفہ سے مروی ہیں لیکن ان کا طرق کثیرہ سے وارد ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی کوئی اصل ہے اور وہ احادیث باوجود ضعف کے کثرت اسانید کی وجہ سے حسن لغیرہ ہو گئیں اور حدیث حسن لغیرہ سے استدلال درست ہے۔

علامہ ابن ہمام کا یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث حسن لغیرہ سے کسی چیز کے استحباب اور استحسان یا عدم استحسان پر تو استدلال ہو سکتا ہے لیکن کسی چیز کی ممانعت اور تحریم پر حدیث حسن لغیرہ سے استدلال نہیں ہو سکتا، تحریم ثابت کرنے کے لیے اس دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہو جیسا کہ ہم اس سے پہلے با حوالہ بیان کر چکے ہیں اور خود علامہ ابن ہمام نے اقرار کیا ہے کہ کوئی قطعی حکم دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا اور جو حدیث حسن لغیرہ ہو، وہ اثبات ظن کے لیے بھی کافی نہیں ہے، اس کے لیے بھی صحیح حدیث درکار ہے۔ اس لیے جس دلیل کی بناء پر علامہ ابن ہمام نے امام ابوحنیفہ کے قول کی مخالفت کی تھی وہ دلیل ہی سرے سے باطل ہے۔

اب ہم امام ابوحنیفہ کے قول کی تائید میں مسلم الثبوت فقہاء احناف کی عبارات پیش کر رہے ہیں:

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

ولو زوج الاب ابنتہ الصغیرۃ ممن لا یکافئہا او زوج ابنہ الصغیر امراۃ لیست بکفء لہ جاز فی قول ابی حنیفۃ استحسانا[1]

اگر باپ نے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کر دیا، یا اپنے نابالغ بیٹے کا غیر کفو میں نکاح کر دیا تو یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک استحسانا جائز ہے۔

علامہ عالم بن علاء انصاری نے بھی یہی لکھا ہے۔[2]

علامہ ابن عابدین شامی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الاب یصح تزویجہ الصغیرۃ من غیر الکفؤ لمزید شفقتہ وانہ انما فوت الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیہا وھذا انما یصح اذا علمہ غیر کفؤ۔[3]

باپ کے لیے اپنی نابالغ بیٹی کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ باپ کو اپنی بیٹی پر زیادہ شفقت ہوتی ہے اور اس کا کفو کی رعایت نہ کرنا کسی ایسی مصلحت کی بناء پر ہوگا جو کفو پر زائد ہوگی، یہ حکم اس وقت ہے جب باپ دانستہ اور عمداً غیر کفو میں نکاح کرے۔

ہماری اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ علامہ ابن ہمام نے مطلقاً غیر کفو میں نکاح کرنے کو مکروہ تحریمی اور موجب

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، مبسوط ج ۴ ص ۲۲۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ عالم بن علاء انصاری اندریتی دہلوی ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۳ ص ۱۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۳۴۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[4] امام ابو یوسف اور امام محمد نے صرف صغیرہ کے نکاح میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا ہے، لیکن اگر بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس لڑکی کی مرضی کے ساتھ غیر کفو میں کر دیا جائے تو یہ نکاح بالاتفاق جائز ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

معصیت قرار نہیں دیا، جب بالغہ لڑکی اور اس کے ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کیا جائے تو یہ ان کے نزدیک جائز ہے انھوں نے صرف اس صورت میں نکاح کو مکروہ تحریمی کہا ہے جب باپ اپنی نابالغ لڑکی کا غیر کفو میں نکاح کر دے لیکن انھوں نے اس پر خود یہ اعتراض کیا ہے کہ ان کا یہ قول امام اعظم کے قول کے خلاف ہے اور جس دلیل کی بناء پر انھوں نے یہ قول کیا ہے وہ دلیل بھی باطل ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، علاوہ ازیں یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ شمس الائمہ سرخسی نے یہ تصریح کی ہے کہ تواضع اور انکسار کو اختیار کر کے غیر کفو میں نکاح کرنا مستحب اور مستحسن ہے، سفیان ثوری نے بنو بیاضہ کی حدیث سے کفو میں نسب کا اعتبار کرنے کی نفی کی، اس کے جواب میں شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وتاویل الحدیث الأخر الندب الی التواضع وترک طلب الکفاءۃ لا الالزام وبہ نقول ان عند الرضا یجوز العقد[1]

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کے مطالبہ کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا مطالبہ لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضامندی کے وقت (غیر کفو میں) عقد نکاح جائز ہے۔

نکاح غیر کفو میں مصنف کا موقف اور حرف آخر

ہم نے قرآن مجید کی گیارہ آیات اور بہ کثرت احادیث اور آثار سے یہ بیان کیا ہے کہ غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے، اور مسلمانوں کے باہمی نکاح میں کفو ہونے کی شرط نہیں ہے، ائمہ مذاہب میں سے امام مالک کا یہی مذہب ہے، فقہاء احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاص، علامہ کرخی اور مشائخ عراق کا یہی نظریہ ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے، صحابہ میں سے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کا یہی مسلک ہے، فقہاء تابعین میں سے عمر بن عبدالعزیز، ابن سیرین اور سفیان ثوری کا یہی مختار ہے، اس لیے ہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی، امام احمد کا مختار قول اور جمہور فقہاء احناف کا یہ مذہب ہے کہ اگر لڑکی اور اس کا ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوں تو نکاح صحیح ہے اور اگر ولی غیر کفو میں نکاح کی اجازت نہ دے تو پھر اس کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے (واضح رہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر کفو میں بھی نکاح نہیں ہوتا۔) لیکن یہ شرط فقہاء نے صرف اپنے اجتہاد سے عائد کی ہے، قرآن مجید اور سنت میں اس شرط کی کوئی اصل نہیں ہے، اس سلسلہ میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب موضوع یا شدید ضعیف ہیں اور کسی چیز کے عدم جواز کی شرط قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ دلیل سے ہونی چاہیے اس لیے ہم نے اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے نظریہ کو اختیار نہیں کیا بلکہ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی متابعت کی ہے، اور محققین فقہاء کے نظریہ کو اختیار کیا ہے۔

ہم نے معروضی انداز میں اس مسئلہ کو دیکھا ہے اور محققین فقہاء اور جمہور فقہاء دونوں کی رائے اور دلائل کو بیان کر دیا ہے، جس شخص کو جس جانب دلائل قوی نظر آئیں وہ اس کو اختیار کر لے، تاہم یہ واضح رہے کہ کسی مسلمان سے غیر کفو میں کیا ہوا نکاح ناجائز یا حرام نہیں ہے، میں نے حتی الامکان اس مسئلہ کو بہت غور و خوض سے لکھا ہے تاہم

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ ھ، مبسوط ج ۵ ص ۲۳، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ واضح رہے کہ اگر لکھنے میں کوئی نقلی غلطی ہوگئی ہو یا کوئی اور سہو یا تسامح ہوگیا ہو یا کتابت کی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو انسان اور بشر ہونے کے ناطے ہم معذور ہیں، بہرحال اس تحریر میں جو حسن ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے ہے، اور جو قبیح ہے وہ میری کوتاہی، کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے، میں نے اس مسئلہ کو شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں بھی لکھا تھا لیکن بعض پہلوؤں سے اس میں زیادہ تفصیل نہیں تھی، اس لیے میں نے اس مسئلہ کو دوبارہ نئی ترتیب اور زیادہ وضاحت سے لکھا ہے، جو لوگ غیر کفو سے نکاح کے مسئلہ میں واقعی کسی شک و شبہ یا الجھن کا شکار ہوں اور اس تحقیق سے ان کے شبہات دور ہو جائیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ میری یہ تحریر ٹھکانے لگی۔

آخر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں: اے الٰہ العلمین اس تحریر کو نفع آور بنا، اہل حق کے لیے اس تحریر کو وجہ استقامت اور مخالفین کے لیے وجہ ہدایت بنا دے، میری اس کتاب کو تا قیام قیامت باقی رکھ اور میرے لیے اس کو صدقہ جاریہ کر دے، میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف فرما، دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور ہر عذاب کو مجھ سے دور کر دے اور دارین کی عزتوں، سعادتوں اور برکتوں کو میرا مقدر کر دے، میری، میرے والدین کی، میرے اساتذہ اور مشائخ کی اس کتاب کے معاونین، قارئین، اس کے ناشر، کاتب اور مصحح کی مغفرت فرما اور ہم سب کو دارین کی کامرانیوں سے نواز اور ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرما!، وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین حبیب رب العالمین افضل الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

بَابُ ۵۹ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۶۱۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ.

۶۱۹۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا وہ ایک برتن میں ایک مشروب لائیں، حضرت انس کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ روزے سے تھے یا آپ نے اس کو پینا نہیں چاہا، حضرت ام ایمن چلانے اور غصہ کرنے لگیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے کہا چلو حضرت ام ایمن کی زیارت کر کے آئیں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، جب ہم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَبْكِيْ أَنْ لَا أَكُوْنَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ أَبْكِيْ أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

حضرت ام ایمن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں، ان دونوں نے کہا آپ کیوں رو رہی ہیں! اللہ کے پاس جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اجر ہے وہ زیادہ اچھا ہے، حضرت ام ایمن نے کہا میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اچھا اجر ہے، لیکن میں اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا، پھر ان دونوں پر بھی گریہ طاری ہوا اور وہ بھی رونے لگے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باندی اور آپ کی پرورش کرنے والی ہیں، ان کا نام برکہ تھا یہ حبشہ کی رہنے والی تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا، یہ ابتداء اسلام میں مسلمان ہو گئی تھیں، انھوں نے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ایک قول یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی باندی تھیں، یہی وہ خاتون ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پیا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہو گا، ایک قول یہ ہے کہ جس خاتون نے آپ کا پیشاب پیا تھا، وہ حضرت ام حبیبہ کی باندی تھیں، ان کا نام بھی برکہ تھا۔

حضرت ام ایمن کی کنیت ام ایمن اس لیے تھی کہ ان کے بیٹے کا نام ایمن بن عبید تھا، عبید حبشی کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد میری ماں حضرت ام ایمن ہیں، آپ ان کی زیارت کے لیے جاتے تھے، علامہ ابن اثیر نے اس تذکرہ میں صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۱۹۶ کا بھی ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام ایمن، حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ہیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی باندی تھیں، جب حضرت عبد اللہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حضرت ام ایمن نے آپ کی پرورش کی حتی کہ آپ بڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا، ایک قول چھ ماہ کا ہے۔[1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۸ - ۵۶۷ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابٌ ۸۶ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ سُلَيْمٍ أُمِّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ام سلیم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۱۹۷ - حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهٖ إِلَّا أُمِّ سُلَيْمٍ فَإِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوْهَا مَعِيْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج مطہرات اور حضرت ام سلیم کے علاوہ اور کسی عورت کے گھر نہیں جاتے تھے، حضور حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، آپ سے اس کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس پر رحم آتا ہے اس کا بھائی میرے ساتھ شہید کیا گیا۔ (حضرت ام سلیم اور حضرت ام حرام دونوں آپ کی رضاعی خالہ تھیں۔)

۶۱۹۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ) حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذِهِ الْغُمَيْصَآءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو اہل جنت نے کہا یہ غمیصا بنت ملحان ہے، انس بن مالک کی والدہ۔

۶۱۹۹ - حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِيْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِيْ فَإِذَا بِلَالٌ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی، میں نے وہاں ابو طلحہ کی بیوی کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔

۶۲۰۰ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوْا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أُحَدِّثُهٗ قَالَ فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَآءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَقَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ أَحْسَنَ مَا كَانَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے بطن سے حضرت ابو طلحہ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا، حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا حضرت ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کے انتقال کی اس وقت تک خبر نہ دینا جب تک کہ میں خود نہ بتا دوں، حضرت ابو طلحہ آئے تو حضرت ام سلیم نے انھیں شام کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهُ قَدْ شَبِعَ
وَاَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا اَبَا طَلْحَةَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ
قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ
اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوْهُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ
قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ ثُمَّ
اَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ
لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ قَالَ فَكَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ
مَعَهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَتَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا
فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتُبِسَ
عَلَيْهَا اَبُوْ طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ
يَا رَبِّ اَنَّهُ يُعْجِبُنِي اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِكَ اِذَا خَرَجَ
وَاَدْخُلَ مَعَهُ اِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرٰى
قَالَ تَقُوْلُ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا اَبَا طَلْحَةَ مَا اَجِدُ الَّذِي
كُنْتُ اَجِدُ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا قَالَ فَضَرَبَهَا
الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ
لِي اُمِّي يَا اَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيْسَمٌ فَلَمَّا
رَاٰنِي قَالَ لَعَلَّ اُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ قُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ
الْمِيْسَمَ قَالَ وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ وَدَعَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ
الْمَدِيْنَةِ فَلَاكَهَا فِي فِيْهِ حَتّٰى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا
فِي فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا قَالَ فَقَالَ

کھانا پیش کیا انھوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر
حضرت ام سلیم نے پہلے کی بہ نسبت زیادہ اچھا بناؤ سنگھار
کیا، حضرت ابوطلحہ نے ان سے عمل ازدواج کیا، جب
حضرت ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور اپنی جنسی
خواہش بھی پوری کر لی تو پھر انھوں نے کہا اے ابوطلحہ!
یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتاً کوئی چیز دیں اور پھر
وہ اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کر سکتے ہیں؛
حضرت ابوطلحہ نے کہا نہیں، حضرت ام سلیم نے کہا تو پھر
تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کرو، حضرت ابوطلحہ
یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور کہا تم نے مجھے میرے
بیٹے کے متعلق خبر نہیں دی حتیٰ کہ میں (جنسی عمل سے)
آلودہ ہو گیا، پھر انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس گذاری ہوئی رات
میں برکت عطا کرے، پھر حضرت ام سلیم حاملہ ہو گئیں،
حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ایک سفر میں حضرت ام سلیم بھی تھیں اور جب آپ
کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس آتے تو رات کے وقت
مدینہ منورہ نہیں جاتے تھے، جب لوگ مدینہ منورہ کے
قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہوا، حضرت
ابوطلحہ ان کے پاس ٹھہرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم روانہ ہو گئے، حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ
نے کہا: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے یہ بات
پسند تھی کہ میں تیرے رسول کے ساتھ (مدینہ منورہ
سے) نکلوں اور ان کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تجھے
معلوم ہے کہ میں کس مجبوری میں پھنس گیا ہوں، حضرت
ام سلیم نے کہا اے ابوطلحہ اب مجھے پہلے کی طرح درد نہیں
ہے چلو چلتے ہیں، پھر ہم چل پڑے اور جب ہم مدینہ
آئے تو ان کو درد شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا إِلٰى حُبِّ الْاَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ۔

مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس! جب تک تم اس بچہ کو صبح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر جاؤ، اس وقت تک کوئی اس بچہ کو دودھ نہیں پلائے گا جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا، میں نے دیکھا اس وقت آپ کے ہاتھ میں اونٹوں کو داغ دینے کا ایک آلہ تھا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا شاید ام سلیم کے ہاں بچہ ہوا ہے، میں نے کہا جی، آپ نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو آپ کے پاس لے کر آیا، میں نے اس بچے کو آپ کی گود میں دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگائی اور اس کو اپنے منہ سے چبایا جب وہ کھجور گھل گئی تو آپ نے اس کو بچہ کے منہ میں رکھ دیا، بچہ اس کو چوسنے لگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے! پھر آپ نے اس بچہ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

۶۲۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ کا بچہ فوت ہوگیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۰۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيْشَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَإِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! مجھے وہ عمل بتلاؤ جس کی تمہیں اسلام میں سب سے زیادہ منفعت کی امید ہو، کیونکہ میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، حضرت بلال نے کہا میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی منفعت کی مجھے زیادہ امید ہو، البتہ رات ہو یا دن جب میں مکمل وضو کرتا ہوں تو میں اس وضو کے ساتھ اتنی رکعات نماز پڑھ لیتا ہوں جتنی رکعات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بِلَالُ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجٰى عِنْدِي مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّي لَا أَتَطَهَّرُ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُورِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ ۔

تا اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھ دی ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نسب یہ ہے: ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاریہ الخزرجیہ النجاریہ، یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، ان کے نام میں کئی قول ہیں سہلہ، رمیلہ، رمیثہ، ملیکہ، غمیصا، رمیصا۔ یہ زمانہ جاہلیت میں مالک بن النضر کے نکاح میں تھیں جو حضرت انس بن مالک کے والد تھے، وہ ان سے ناراض ہو کر ملک شام میں چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہو گئے، ابوطلحہ انصاری نے ان کو نکاح کا پیغام دیا، اس وقت وہ مشرک تھے حضرت ام سلیم نے کہا میں تم کو پسند کرتی ہوں اور تم جیسے شخص کا پیغام مسترد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، اگر تم اسلام لے آؤ تو یہی میرا مہر ہے، میں تم سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کروں گی، حضرت ابوطلحہ انصاری نے مسلمان ہو کر ان سے نکاح کر لیا، ان کا اسلام لائق تعریف تھا، ان سے ایک بچہ ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا، اس کا نام ابوعمیر تھا، اس کے بعد پھر ایک لڑکا ہوا اس کا نام عبداللہ بن ابی طلحہ تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی رہی ہیں اور ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ [۵]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: بلال بن رباح، ان کی کنیت ابوعبدالکریم ہے، ایک قول ہے ابوعبداللہ، اور ایک قول ہے ابوعمرو، ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، انھوں نے آپ کو پانچ، سات یا نو اوقیہ چاندی میں خریدا تھا، اور پھر اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن اور خازن تھے، غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے، سابقین اسلام میں سے تھے آپ ان صحابہ میں سے تھے جن کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا اور وہ اس پر صبر کرتے تھے، ابوجہل ان کو دھوپ میں منہ کے بل گرا دیتا پھر ان کے اوپر چکی رکھ دیتا حتیٰ کہ دھوپ کی شدت سے ان کی چربی پگھلنے لگتی، پھر وہ کہتا رب محمد کا انکار کرو آپ اس کے جواب میں اُحد اُحد کہتے تھے، ایک دن جب آپ کو عذاب دیا جا رہا تھا تو وہاں سے ورقہ بن نوفل کا گذر ہوا اس وقت آپ اُحد اُحد کہہ رہے تھے، انھوں نے کہا اے بلال! احد احد کہتے رہو، بہ خدا اگر تم اس حال میں مر گئے تو تمہاری قبر میں بناؤں گا، آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے، وہ آپ کو مسلسل عذاب دیتا تھا، پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے معرکہ بدر میں حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے انتقام لینے پر قادر کر دیا اور انھوں نے اس کو غزوہ بدر میں قتل کر دیا، جس وقت حضرت

---

[۵] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۹۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابو بکر نے ان کو خریدا تھا اس وقت ان پر پتھر رکھ کر عذاب دیا جا رہا تھا۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا بھائی بنایا تھا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سفر اور حضر میں آپ کے مؤذن تھے، اور جس شخص نے اسلام میں سب سے پہلے اذان دی ہے وہ حضرت بلال تھے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت بلال شام جانے لگے، حضرت ابو بکر نے کہا آپ میرے پاس رہیں، حضرت بلال نے کہا اگر آپ نے مجھے اپنے نفس کے لیے آزاد کیا تھا تو مجھے روک لیجئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا تھا تو میں اللہ عزوجل کی طرف جا رہا ہوں مجھے جانے دیجئے، پھر حضرت ابو بکر نے انھیں جانے دیا اور وہ شام چلے گئے پھر آپ وفات تک شام میں ہی رہے۔
حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیسی بیوفائی ہے تم اب تک ہماری زیارت کے لیے نہیں آئے، حضرت بلال غم زدہ حالت میں بیدار ہوئے اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گئے اور زار و قطار رونے لگے اور قبر سے لپٹنے لگے، پھر حضرت حسن اور حسین آئے، حضرت بلال نے ان کو لپٹایا اور ان کو بوسہ دیا، انھوں نے کہا ہماری خواہش ہے کہ آپ اذان دیں، پھر وہ مسجد کی چھت پر چڑھے جب انھوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مدینہ لرزنے لگا، جب لا الہ الا اللہ کہا تو اس کی لرزش زیادہ ہو گئی، جب اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا تو خواتین اپنے گھروں سے نکل آئیں اور اس دن سے زیادہ کبھی لوگوں پر گریہ نہیں دیکھا گیا۔
امام محمد بن سعد نے کہا کہ حضرت بلال ۲۰ھ میں دمشق میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔ ۵

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آہٹ سنی، اس کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۰۲ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ میں بھی ہے۔
علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:
علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سماع کو خواب پر محمول کرنا ضروری ہے کیونکہ موت سے پہلے جنت میں کوئی شخص نہیں جا سکتا، اور یہ بیداری کا واقعہ بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی شب کو جنت میں داخل ہوئے، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی کی عبارت میں تضاد ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ موت سے پہلے جنت میں نہ جا سکنا قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سات آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ

۵۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۰۹۔۲۰۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے گذر گئے تو آپ اس عالم سے نکل گئے اس لیے اب آپ کا موت سے پہلے جنت میں جانا ممتنع نہیں ہے اور میں اس جواب میں منفرد ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت بلال جنت میں کیسے داخل ہو گئے حالانکہ آپ سے پہلے کسی شخص کا جنت میں داخل ہونا حرام ہے، علامہ کمانی نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ اس حدیث سے حضرت بلال کا جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔ باقی رہا آپ کا حضرت بلال کی جوتیوں کی آہٹ سننا تو ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال جنت سے باہر ہوں اور حضور نے جنت میں یہ آواز سن لی ہو، بعض علماء نے اس جواب کو مستبعد قرار دیا ہے، کیوں کہ حدیث کا سیاق و سباق یہ بتاتا ہے کہ حضرت بلال کو ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ حضور نے جنت میں اپنے آگے ان کی جوتیوں کی آہٹ سنی، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب میں حضرت بلال کو جنت میں دیکھنا برحق ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب برحق ہوتے ہیں اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہیں، باقی حضرت بلال کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا بطور حقیقت نہیں ہے بلکہ بطور تمثیل ہے، کیونکہ حضرت بلال کی بیداری میں یہ عادت تھی کہ وہ آپ سے آگے چلا کرتے تھے، اس لیے نیند میں بھی آپ کو اسی طرح دکھایا گیا، اس لیے حضرت بلال کا حقیقت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونا لازم نہیں آتا۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اس حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اپنے اس عمل (یعنی ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے) کی وجہ سے جنت میں گئے، حالانکہ حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا، علامہ عینی فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں نفس دخول تو محض اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہوگا۔ اور درجات میں زیادتی اور کمی و بیشی کا فرق اعمال کی وجہ سے ہوگا، قرآن مجید میں ہے:

الذین تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلم عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون۔ (نحل، ۳۲)

وہ (پرہیزگار) جن کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں درآں حالیکہ وہ مسرور اور خوش ہوں، فرشتے ان سے کہتے ہیں، تم پر سلام ہو تم جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل ہو جاؤ۔

اس آیت کی بھی یہی توجیہ ہے کہ جنت میں اصل دخول تو محض اللہ کے فضل سے ہے اور درجات کا حصول اعمال کی وجہ سے ہے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ اس آیت اور اس حدیث کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اعمال صورۃً سبب ہیں حقیقۃً سبب نہیں ہیں اور حضرت بلال والی حدیث اور سورہ نحل کی اس آیت میں سبب صوری بیان کیا گیا ہے، سبب حقیقی نہیں بیان کیا گیا، سبب حقیقی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دیگر معمولات اہل سنت پر ایک دلیل

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے

[1] حافظ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۷، ص ۲۰۸-۲۰۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویستفاد منہ جواز الاجتہاد فی توقیت العبادۃ لان بلالا توصل الی ما ذکرنا بالاستنباط فصوبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے، کیونکہ حضرت بلال نے دخول جنت کا یہ مرتبہ اپنے اجتہاد اور استنباط سے حاصل کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی (اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے از خود ہر وضو کے بعد نماز پڑھنے کو کیوں مقرر کر لیا؟)

اس قیاس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا، بارہ ربیع الاول کو حضور کے میلاد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور محافل میلاد منعقد کرنا، موت کے تیسرے دن، چالیسویں دن اور ایک سال کے بعد صدقات وخیرات کا ایصال ثواب کرنا، ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا، ان تمام عبادات کے لیے جو اوقات علماء اور صالحین نے اپنے اجتہاد سے مقرر کیے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں جائز اور صحیح ہیں البتہ ان عبادات کے لیے ان اوقات کی تعیین کو لازم اور ضروری قرار دینا یا اس تعیین کو تعیین شرعی سمجھ لینا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، امام بخاری کی حسب ذیل روایت سے بھی ان معمولات کی تائید حاصل ہوتی ہے:

عن انس کان رجل من الانصار یؤمھم فی مسجد قبا وکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بھا فی الصلوۃ مما یقرأ بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ بسورۃ اخری معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ فکلمہ اصحابہ وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لا تری انھا تجزئک حتی تقرأ باخری فاما ان تقرأ بھا واما ان تدعھا وتقرأ باخری فقال ما انا بتارکھا ان احببتم ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتکم وکانوا یرون انہ من افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ الخبر فقال یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یامرک

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد قبا میں انصار کا ایک شخص ان کی امامت کرتا تھا، وہ نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں میں سے جب بھی کسی سورت کو شروع کرتا تو "قل ھو اللہ احد" سے شروع کرتا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد کوئی اور سورت پڑھتا، وہ اس طرح ہر رکعت میں کرتا تھا، اس کے اصحاب نے اس سے کہا تم اس سورت سے قرأت شروع کرتے ہو پھر اس کو کافی نہیں سمجھتے اور دوسری سورت پڑھتے ہو یا تم صرف اسی سورت کو پڑھو اور یا اس سورت کو چھوڑ دو اور کوئی اور سورت پڑھو، اس نے کہا میں اس سورت کو ترک نہیں کروں گا، اگر تم کو میری امامت پسند ہو تو میں نماز پڑھاؤں گا اور اگر تم کو میری امامت پسند نہیں ہے تو مجھ کو چھوڑ دو، وہ لوگ اس شخص کے علاوہ کسی اور کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے،

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہ اصحابك وما یحملك علی لزوم هذه السورة فی کل رکعۃ فقال انی احبہا قال حبك ایاها ادخلك الجنۃ۔[1]

کیونکہ ان کے خیال میں وہ ان سب سے افضل تھا، جب ان کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو انھوں نے اس واقعہ کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے فلاں! تم کو اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے کیا چیز مانع ہے؟ اور اس سورت کو ہر رکعت میں لازماً پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اس سورت کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔

حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کو لازم کر لیا اور یہ لزوم صرف قرآن مجید کی اس سورت سے محبت کی بنا پر تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عمل پر ان کو جنت کی بشارت دی سو اسی نہج پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اگر اہل سنت اذان سے کچھ وقفہ پہلے یا نماز کے بعد اعتقاد لزوم کے بغیر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو معمول بنا لیں تو وہ کب اس بشارت سے محروم ہوں گے! لیکن یہ تمام امور ادب اور محبت کے مظاہر ہیں، ان امور کو اسی درجہ میں رکھنا چاہیے اور کبھی کبھی ان امور کو قصداً ترک بھی کرنا چاہیے، تاکہ فرض اور واجب سے ان کا عملاً امتیاز قائم رہے، ہاں ان امور کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ کرنا اور نہ کرنے والوں کو برا جانتا اور ان کو ملامت کرنا بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے، جو مسلمان اتباع سنت کے جذبے سے اذان سے پہلے یا بعد جہراً صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھتے کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں یہ معمول نہیں تھا ان کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے ہاں جو لوگ تحقیر رسالت کی وجہ سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کو برا جانیں، برا کہیں، انھیں اہل بدعت سے تعبیر کریں اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے منع کریں اور آمادہ پیکار ہوں ان کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے! بایں ہمہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اذان سے کچھ وقفہ پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا جواز اور اجر و ثواب مسلم ہے لیکن اذان دینے کا اصل اور افضل طریقہ وہی ہے جس طریقہ سے عہد رسالت میں اذان دی جاتی تھی۔!

حدیث الباب کے بقیہ فوائد اور مسائل

اس حدیث کے باقی فوائد حسب ذیل ہیں:

(۱) اس حدیث میں وضوء کے بعد نماز پڑھنے پر برانگیختہ کرنا ہے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے۔

(۲)۔ مہلب نے کہا جو مسلمان اپنے کسی عمل کو پوشیدہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس عمل پر جزا اور عظیم عطا فرماتا ہے۔

(۳)۔ صالحین سے ان کی نیکیوں کے متعلق استفسار کرنا چاہیے تاکہ دوسرے بھی ان کی اقتداء کریں۔

(۴)۔ استاد اور شیخ کو اپنے تلامذہ کے معمولات کے متعلق پوچھنا چاہیے تاکہ ان کے معمولات حسن ہوں تو ان کو برقرار رکھیں ورنہ ان کی اصلاح کریں۔

(۵)۔ فقہاء شافعیہ نے اس حدیث کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ اوقات ممنوعہ (مثلاً استواء، غروب اور طلوع شمس

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے وقت) میں بھی اگر وضو کرے تو نماز پڑھ سکے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ تحریم کے دلائل اباحت پر مقدم ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال وضو کے فوراً بعد نماز پڑھ لیتے تھے اگر مکروہ وقت میں وضو کیا ہے تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھے۔

(۲)۔ حضرت بلال کے جنت میں چلنے کی آواز سننے کا واقعہ خواب میں ہوا، صحیح بخاری کی حسب ذیل روایات میں اس کی تصریح ہے۔ امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ و سمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی و امی یارسول اللہ اعلیک اغار؟ [۱]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں ابو طلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے وہاں جوتیوں کی آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بلال ہیں اور میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک باندی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا عمر بن الخطاب کا، میں نے اس کو دیکھنے کے لیے محل کے اندر جانا چاہا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کروں گا!

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ان ابا ھریرۃ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رایتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضأ الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکی عمر وقال علیک اغار یا رسول اللہ! [۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو خواب میں جنت میں دیکھا، وہاں ایک عورت ایک محل کی ایک جانب وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے، کہا عمر کا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی اور میں واپس لوٹ گیا، حضرت عمر رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کروں گا۔

صحیح بخاری کی ان دونوں روایات سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جنت میں اپنے آگے حضرت بلال

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ ھ

[۲] " " " " ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰، " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے جوتوں کی آہٹ سننے کا واقعہ خواب میں رونما ہوا تھا جیسا کہ حضرت رمیصا اور حضرت عمر کے محل کو دیکھنے کا واقعہ بھی خواب میں رونما ہوا تھا، اس لیے اب نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت بلال موت سے پہلے جنت میں کیسے چلے گئے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ وہ حضور کے آگے کیونکر چل رہے تھے اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ کیا حضرت بلال کو بھی جسد عنصری کے ساتھ معراج ہوئی تھی؟

بَابُ ۸۶ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاُمِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۰۳ - حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَالْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَهْلٌ وَمِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِيْ اَنْتَ مِنْهُمْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں ہے جو انھوں نے پرہیزگاری کے ساتھ کھایا (پوری آیت تک) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے یہ بتایا گیا ہے تم ان لوگوں میں سے ہو۔

۶۲۰۴ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ) قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَكُنَّا حِيْنًا وَمَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو ہم حضرت ابن مسعود اور ان کی والدہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر بکثرت آنے جانے اور آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ سمجھتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں۔

۶۲۰۵ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے، اس کے حسب سابق روایت ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَسْوَدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسٰى يَقُوْلُ لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

۶۲۰۶- **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أُرٰى أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَوْ مَا ذَكَرَ مِنْ نَحْوِ هٰذَا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں یہ گمان کرتا تھا کہ حضرت عبد اللہ اہل بیت سے ہیں، یا اس کے قریب بیان کیا۔

۶۲۰۷- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ قَالَ شَهِدْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَبَا مَسْعُوْدٍ حِيْنَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا۔

ابوالاحوص کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں اس وقت حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود کے پاس گیا، اس وقت ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں حضرت ابن مسعود کے بعد کوئی شخص ان جیسا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر تم یہ پوچھتے ہو تو ان کی یہ شان تھی کہ جب ہمیں بارگاہ رسالت میں باریابی نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اس وقت بھی اجازت ہوتی تھی اور جس وقت ہم غائب رہتے تھے حضرت ابن مسعود اس وقت بھی حاضر رہتے تھے۔

۶۲۰۸- **حَدَّثَنَا** أَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ (هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ) عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوْسٰى مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فِي مُصْحَفٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ مَا أَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْقَائِمِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا۔

ابوالاحوص بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعود کے چند اصحاب کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ کے گھر میں ایک مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) دیکھ رہے تھے۔ اس اثناء میں حضرت ابن مسعود کھڑے ہوگئے تو حضرت ابومسعود نے کہا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس کھڑے ہونے شخص سے زیادہ قرآن مجید کا کوئی عالم چھوڑا ہو، حضرت ابوموسیٰ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم غائب ہوتے تھے تو حضرت ابن مسعود حاضر ہوتے تھے اور جب ہم کو اجازت نہیں ہوتی تھی تو حضرت ابن مسعود کو اجازت ہوتی تھی۔

۶۲۰۹- **وَحَدَّثَنِي** الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سند بیان کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عُبَيْدُ اللهِ (هُوَ ابْنُ مُوسٰى) عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا مُوسٰى فَوَجَدْتُ عَبْدَ اللهِ وَاَبَا مُوسٰى ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَيْفَةَ وَاَبِي مُوسٰى وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَحَدِيْثُ قُطْبَةَ اَتَمُّ وَاَكْثَرُ۔

۶۲۱۰ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ قَالَ عَلٰى قِرَاءَةِ مَنْ تَاْمُرُوْنِّيْ اَنْ اَقْرَاَ فَلَقَدْ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَلَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَعْلَمُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا اَعْلَمُ مِنِّيْ لَرَحَلْتُ اِلَيْهِ قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِيْ حِلَقِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا يَعِيْبُهٗ۔

شقیق کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس (خیانت شدہ چیز) کو لے کر حاضر ہوگا، پھر فرمایا مجھے کس شخص کی قرأت کے مطابق قرآن مجید پڑھنے کے لیے کہتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ اوپر ستر سورتیں پڑھی ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہوں، اور اگر میں یہ جانتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے تو میں اس کی طرف چلا جاتا، شقیق کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقہ میں بیٹھا ہوں اور میں نے نہیں سنا کہ کسی نے حضرت ابن مسعود کا رد کیا ہو یا ان کی مذمت کی ہو۔

۶۲۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا مِنْ كِتَابِ اللهِ سُوْرَةٌ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ اٰيَةٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيْمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا هُوَ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ مِنِّيْ تَبْلُغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ۔

مسروق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق مجھے علم ہے وہ کب نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی ہر آیت کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ کب نازل ہوئی اور وہ کس چیز کے متعلق نازل ہوئی، اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس چلا جاتا۔

۶۲۱۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس جاتے اور ان سے گفتگو کرتے، ابن نمیر کہتے ہیں ایک

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا نَأْتِي عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَنَتَحَدَّثُ اِلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ عِنْدَهُ فَذَكَرْنَا يَوْمًا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَقَدْ ذَكَرْتُمْ رَجُلًا لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى اَبِي حُذَيْفَةَ ۔

دن ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ذکر کیا، انھوں نے کہا تم نے مجھ سے اس شخص کا ذکر کیا ہے کہ میں ان سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) سے، آپ نے ابتداء ان سے کی اور معاذ بن جبل سے اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے۔

۶۲۱۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرْنَا حَدِيثًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهِ وَمِنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمِنْ سَالِمٍ مَوْلَى اَبِي حُذَيْفَةَ وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَحَرْفٌ لَمْ يَذْكُرْهُ زُهَيْرٌ قَوْلُهُ يَقُولُهُ ۔

مسروق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس تھے ہم نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت بیان کی، انھوں نے کہا وہ ایسے شخص ہیں کہ میں ایک چیز کے بعد ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، چار شخصوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن ام عبد سے، آپ نے حضرت ابن مسعود سے ابتداء کی، اور ابی بن کعب سے، اور ابوحذیفہ کے آزاد شدہ غلام سالم سے، اور معاذ بن جبل سے، زہیر نے اپنی روایت میں یقولہ کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۱۴ - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيرٍ وَوَكِيعٍ فِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ قَدَّمَ مُعَاذًا قَبْلَ اُبَيٍّ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي كُرَيْبٍ اُبَيٌّ قَبْلَ مُعَاذٍ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۲۱۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِهِمْ وَاخْتَلَفَا عَنْ شُعْبَةَ فِي تَنْسِيقِ الْاَرْبَعَةِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، شعبہ کی روایت میں چاروں کی ترتیب میں اختلاف ہے۔

۶۲۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ

مسروق کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرُوا ابْنَ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

کے سامنے حضرت ابن مسعود کا ذکر کیا انھوں نے کہا میں اس شخص سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے: چار آدمیوں سے قرآن مجید سیکھو، ابن مسعود سے، سالم سے جو ابو حذیفہ کے آزاد شدہ غلام ہیں، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے۔

۶۲۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ بَدَأَ بِهٰذَيْنِ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا بَدَأَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، شعبہ نے کہا آپ نے ان دونوں کے نام سے ابتداء کی، میں یہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کے نام سے ابتداء کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ابو عبدالرحمن الہذلی۔ ان کے والد کا نام مسعود تھا، ان کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدود تھا۔

آپ ابتداءً اسلام میں مسلمان ہوئے تھے، جب حضرت سعید بن زید اور ان کی زوجہ فاطمہ بنت خطاب مسلمان ہوئی تھیں، آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر تھے، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ہاں! لیکن میں امین ہوں، آپ نے فرمایا میرے پاس ایسی بکری لاؤ جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو، میں ایک شش ماہہ بکری لے آیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو باندھا پھر اس کے تھنوں کو ملنا شروع کیا اور دعا کرنے لگے حتیٰ کہ اس میں دودھ اتر آیا، پھر حضرت ابوبکر نے اس سے دودھ دوہا، آپ نے حضرت ابوبکر سے کہا دودھ پیو، حضرت ابوبکر نے دودھ پیا، اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، آپ نے پھر اس بکری کے تھنوں سے کہا سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ کر پہلے کی طرح ہو گئے، اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اس کلام (قرآن مجید) کی تعلیم دیجئے، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم تو پڑھانے والے لڑکے ہو، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھیں، اور کسی شخص نے مجھ سے بحث نہیں کی، حضرت ابن مسعود نے سب سے پہلے مکہ میں جہراً قرآن مجید پڑھا۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ساتھ لے گئے، حضرت ابن مسعود آپ کی خدمت کرتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوشیدہ گفتگو سننے اور گھر میں آنے کی اجازت دی، حضرت ابن مسعود آپ کے گھر جاتے تھے، آپ کو نعلین پہناتے تھے، آپ کے ساتھ اور آپ کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آگے چلتے تھے، جب آپ غسل کرتے تو حضرت ابن مسعود پردہ کرتے، جب آپ سو جاتے تو آپ کو بیدار کرتے، صحابہ کرام میں آپ صاحب السواد والسواک کے نام سے مشہور تھے (یعنی آپ کی پوشیدہ گفتگو سننے والے اور آپ کی مسواک لانے والے)

حضرت ابن مسعود نے حبشہ اور مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں، دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، بدر، اُحد، خندق، بیعت رضوان اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جنگ یرموک میں شریک ہوتے، ابوجہل کے سینہ پر سوار ہو کر انھوں نے ہی اس لعین کا سر کاٹا تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن مجید سناؤں! حالانکہ خود آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے، آپ نے فرمایا میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن سننا پسند کرتا ہوں، میں نے آپ کے سامنے قرأت کی جب میں اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا ہمیں اس شخص کے متعلق بتلائیے جو اپنی سیرت اور عادات و اطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، تاکہ ہم اس سے دین سیکھیں اور اس سے احادیث سنیں، حضرت حذیفہ نے کہا جو شخص اپنی سیرت اور عادات و اطوار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے وہ ابن مسعود ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یاد رکھنے والے صحابہ کو معلوم ہے کہ ان سب سے زیادہ اللہ کا قرب ابن ام عبد کو حاصل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود) کو بناتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں فوت ہو گئے، حضرت عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ایک قول یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت عمار بن یاسر نے پڑھائی وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ اور چند سال تھی۔ [۵]

حضرت ابن مسعود کے مصحف کا بیان

حدیث نمبر ۶۲۱۰ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن خیانت شدہ چیز کو لے کر حاضر ہو گا۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود کا مصحف (جمع کردہ قرآن) جمہور کے مصحف کے مخالف تھا، حضرت ابن مسعود کے شاگردوں کے پاس بھی ان کا مصحف تھا، لوگوں نے ان کے مصحف پر اعتراض کیا اور ان سے یہ کہا کہ وہ اس مصحف کو ترک کر کے جمہور کے مصحف کی موافقت کریں اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے مصاحف کو جلا دیں، جیسا کہ دوسرے مصاحف

۵۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۷۰-۲۵۶، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کو جلا دیا گیا تھا، حضرت ابن مسعود نے اس مطالبہ کو نہیں مانا اور اپنے شاگردوں سے یہ کہا کہ تم لوگ اس مصحف کو چھپا دو، اور جب تم اس کو چھپاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو لے کر حاضر ہو گے اور اس میں تمہاری فضیلت ہوگی پھر بطور انکار فرمایا: مجھے اس مصحف کے مطابق قرأت سے کون روکتا ہے؟ جس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا ہے! اھ

علامہ ابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قرآن مجید کو سات قرأت یعنی سات لغات پر نازل کیا گیا تھا اور ہر قبیلہ اپنی اپنی قرأت کے مطابق پڑھتا تھا، جب بکثرت فتوحات ہوئیں اور لوگ ناواقفیت کی بناء پر ایک دوسرے کی قرأت کی تکذیب کرنے لگے تو حضرت ابو حذیفہ کے مشورہ سے حضرت عثمان نے قرآن مجید کے اس نسخہ کو منگوایا جو حضرت ابوبکر کے عہد میں لغت قریش پر جمع کیا گیا تھا، اس نسخہ کی نقول تمام شہروں میں بھجوا دیں اور باقی مصاحف کو منگوا کر جلا دیا تا کہ امت میں اختلاف نہ ہو، تمام صحابہ نے حضرت عثمان کے اس اقدام کی تائید کی کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ تمام مصاحف کا باقی رہنا قرآن مجید میں التباس اور اختلاف کا موجب ہوگا۔

حضرت ابن مسعود کی رائے تمام صحابہ سے منفرد تھی انہوں نے اپنے مصحف کو چھپا لیا اور حضرت عثمان یا کوئی اور شخص اس کو نکلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا، حضرت عثمان نے جو مصاحف تمام شہروں میں بھجوائے تھے وہ مشہور ہو گئے، تمام صحابہ نے اس کی موافقت کی اور اس کو پڑھا جانے لگا اور حضرت ابن مسعود کا مصحف ترک کر دیا گیا، اور وہ چھپا رہا حتی کہ جب مصر میں بنو عبید کی حکومت ختم ہو گئی اور معز کی حکومت شروع ہوئی تو ان کے خزانوں میں وہ مصحف پایا گیا۔ اور صدر الدین قاضی الجماعة نے اس کو جلانے کا حکم دیا، ہم نے اپنے اساتذہ سے اسی طرح سنا ہے۔ ۲ھ

حضرت ابن مسعود کی اپنی علمی فضیلت بیان کرنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۲۱۱ میں ہے: حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جانا ممکن ہوتا تو میں اونٹوں پر سفر کر کے اس کے پاس جاتا! علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اس کا بیان ہے کہ کسی ضرورت کی بناء پر انسان اپنے علم یا اپنے دوسرے فضائل کو بیان کر سکتا ہے، اور قرآن مجید میں جو ہے: لا تزکوا انفسکم (نجم: ۳۲) "اپنی تعریف و توصیف نہ کرو" اس کا محمل یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی ضرورت کے اپنی تعریف و توصیف نہ کرے، بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار اور فخر جتلانے کے لیے اپنی تعریف کرے، اور بزرگان دین سے ضرورت کی بناء پر اپنی تعریف کرنا منقول ہے، مثلاً اس سے شر کو دور کرنا مقصود ہو یا لوگوں کے لیے کسی مصلحت کو حاصل کرنا مقصود ہو، یا کسی کو علم حاصل کرنے پر ترغیب دینا مطلوب ہو، مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم (یوسف ۵۵)

لہ۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲ھ۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۲۹۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

"مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوں" یہ حصول مصلحت کی مثال ہے، اور دفع شر کی مثال یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے سامان فراہم کیا، اور چاہ رومہ خریدا، اور ترغیب کی مثال حضرت ابن مسعود کا یہ ارشاد ہے اور حضرت سہل بن سعد کا یہ کہنا کہ اس مسئلہ کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعود کتاب اللہ کے سب سے زیادہ عالم تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سنت رسول کو بھی خلفاء راشدین سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان سے زیادہ افضل ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام خلفاء راشدین حضرت ابن مسعود سے افضل تھے۔ [1]

بَابُ ۶۲ مِنْ فَضَائِلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

۶۲۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْأَنْصَارِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي۔

۶۲۱۹ - حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِّنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُكْنٰى أَبَا زَيْدٍ۔

۶۲۲۰ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کے فضائل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار شخصوں نے قرآن مجید جمع کیا اور وہ چاروں انصار میں سے تھے، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوزید، قتادہ نے حضرت انس سے پوچھا ابوزید کون ہیں، فرمایا وہ میرے ایک چچا ہیں۔

ہمام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کس نے جمع کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے، اور چاروں انصار میں سے تھے، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت اور انصار کے ایک شخص جن کی کنیت ابوزید تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ اللهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ اللهُ سَمَّاكَ لِيْ قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِيْ۔

سامنے قرآن مجید پڑھوں، حضرت ابی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے، پھر حضرت اُبی رونے لگے۔

۶۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكٰى۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی یہ سورت پڑھوں: لم یکن الذین کفروا۔ حضرت ابی نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت اُبی رونے لگے۔

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ (يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ بِمِثْلِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی سے فرمایا: اس کے بعد اس کی مثل روایت ہے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:
حضرت اُبی بن کعب کا نام ونسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکر ہے، اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ شدید عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء دار اور صادق عثمان ہے اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہے اور وراثت کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے، اور سب سے اچھی قراءت کرنے والا ابی بن کعب ہے، اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو جس شخص نے سب سے پہلے آپ کے لیے لکھا وہ ابی بن کعب ہیں اور سب سے آخر میں لکھنے والے بھی یہی تھے، جب حضرت ابی بن کعب نہیں ہوتے تھے تو حضرت زید بن ثابت لکھتے تھے۔

ابونعیم نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ہے حضرت عمر کی خلافت میں ۲۲ھ میں فوت ہوئے، ایک قول ہے ۳۰ھ میں حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوئے ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے یہ خضاب نہیں لگاتے تھے [1] ـــــ (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابٌ ۶۴۳ مِنْ فَضَائِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درآں حالیکہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا کہ ان کی (موت کی) وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَجَنَازَتُهُ مَوْضُوْعَةٌ يَعْنِيْ سَعْدًا اهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درآں حالیکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا، سعد کی موت کی وجہ سے عرش الٰہی جنبش میں آگیا۔

۶۲۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَلْمُسُوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک حلہ ہدیہ کیا گیا، آپ کے اصحاب اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آپ نے فرمایا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ اچھے اور ملائم ہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۰-۴۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۲۷- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنْبَاَنِیْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ یَقُوْلُ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِ حَرِیْرٍ فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِیْ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هٰذَا اَوْ بِمِثْلِهٖ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا اُمَیَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ بِالْاِسْنَادَیْنِ جَمِیْعًا كَرِوَایَةِ اَبِیْ دَاوُدَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

۶۲۲۹- حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ اُهْدِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ وَكَانَ یَنْهٰی عَنِ الْحَرِیْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ مَنَادِیْلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کیا گیا حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع کرتے تھے، صحابہ کو اس کی خوب صورتی سے تعجب ہوا، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ حسین ہیں۔

۶۲۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُكَیْدِرَ دُوْمَةِ الْجَنْدَلِ اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْهِ وَكَانَ یَنْهٰی عَنِ الْحَرِیْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومۃ الجندل کے بادشاہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک حلہ ہدیہ کیا، پھر اسی کی مثل حدیث ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ ریشم سے منع فرماتے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن النبیت عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے، ان کی صحابیت بھی ثابت ہے۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لیے مدینہ بھیجا اس وقت حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، جب حضرت سعد مسلمان ہو گئے تو انھوں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بنو عبدالاشہل سے کہا جب تک تم لوگ اسلام قبول نہیں کرو گے تمہارے مردوں اور عورتوں سے میری گفتگو حرام ہے تو وہ سب مسلمان ہو گئے، ان کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی برکت تھا، وہ بدر، اُحد اور خندق کے معرکوں میں شریک ہوئے ۵ھ میں غزوہ خندق ہوا، جب لڑائی کا وقت آیا تو حضرت سعد بن معاذ زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ لیے کر میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے، بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی والدہ موجود تھیں، اور حضرت عائشہ بھی ان کے پاس بیٹھی تھیں، جب حضرت سعد رزمیہ شعر پڑھتے ہوئے گزرے تو والدہ نے کہا بیٹا تم پیچھے رہ گئے ہو جلدی جاؤ، جس ہاتھ میں حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا، حضرت عائشہ نے کہا سعد کی ماں دیکھو، سعد کی زرہ بہت چھوٹی ہے، میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے جو عرقہ کا بیٹا تھا ان کے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی، اس نے نہایت جوش سے کہا یہ لو، میں عرقہ کا بیٹا ہوں! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ دوزخ میں عرق آلود کرے"، اس کے بعد مسجد نبوی میں خیمہ لگایا گیا، حضرت سعد اسی خیمہ میں رہتے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے، چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! اگر قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ، کیونکہ مجھے ان سے لڑنے کی بڑی تمنا ہے، انھوں نے تیرے رسول کو اذیت دی، ان کی تکذیب کی اور ان کو بے وطن کیا، اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آ گیا ہے تو اس زخم سے مجھے شہادت دے دے، اور بنو قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر اس دعا کا دوسرا حصہ مقبول ہوا، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو جلاوطن کرنا چاہا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو اطلاع دی، وہ دراز گوش پر سوار ہو کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا "اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو" پھر حضرت سعد سے فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں تو عرض کیا میرا حکم یہ ہے کہ جو لوگ جنگجو ہیں ان کو قتل کیا جائے بچوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی ہے، پھر اس حکم کے مطابق چار سو جنگجو آدمی قتل کرائے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سعد کچھ عرصہ تک زندہ رہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے زخم کو داغا جس سے خون رک گیا تاہم ہاتھ سوج گیا اور ایک دن زخم پھٹ گیا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر بنو غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے، جواب ملا حضرت سعد کا زخم پھٹ گیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا کر مسجد میں آئے دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہو چکا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں، جب آپ ان کو دفن کر کے لوٹے تو بہت مغموم تھے اور ریش مبارک پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔ ۱ے

ے۱۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۶-۲۹۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ۸۶۴ مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ دُجَانَۃَ سِمَاکِ بْنِ خَرْشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

۶۲۲۳ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ سَیْفًا یَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ مَنْ یَّاْخُذُ مِنِّیْ ھٰذَا فَبَسَطُوْا اَیْدِیَھُمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْھُمْ یَقُوْلُ اَنَا اَنَا قَالَ فَمَنْ یَّاْخُذُہٗ بِحَقِّہٖ قَالَ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاکُ بْنُ خَرْشَۃَ اَبُوْ دُجَانَۃَ اَنَا اٰخُذُہٗ بِحَقِّہٖ قَالَ فَاَخَذَہٗ فَفَلَقَ بِہٖ ھَامَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔

حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار لی اور فرمایا مجھ سے یہ تلوار کون لیتا ہے ؟ تو ہر شخص نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور کہا میں لیتا ہوں ، میں لیتا ہوں ، آپ نے فرمایا اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ کون لیتا ہے ، پھر سب پیچھے ہٹ گئے ، حضرت سماک بن خرشہ ابودجانہ نے کہا میں اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ لوں گا ، پھر حضرت ابودجانہ نے اس تلوار کو لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑ ڈالیں ۔

حضرت ابودجانہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں :

حضرت سماک کا نام و نسب یہ ہے : سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الساعدی ابودجانہ ۔

یہ اپنی کنیت ابودجانہ کے ساتھ مشہور ہوئے ، بدر ، احد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مغازی میں شریک ہوئے ، حضرت ابودجانہ کی بہادری بہت مشہور تھی ، ان کے پاس ایک سرخ پٹی تھی ، جس کو وہ جنگ میں جھنڈا بناتے تھے ، جنگ احد میں انھوں نے اس کو جھنڈا بنایا اور دو صفوں کے درمیان اکڑ اکڑ کر چلنے لگے ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میدان جنگ کے سوا اس طرح چلنے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے ۔

حضرت ابودجانہ اکابر و افاضل صحابہ میں سے تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اس دن وہ ایک عظیم امتحان میں مبتلا ہوئے یمامہ میں بنو حنیفہ کا ایک باغ تھا وہ لوگ اس کے عقب سے لڑ رہے تھے ، مسلمان اس باغ میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہو رہے تھے حضرت ابودجانہ نے کہا کہ ان کو اس باغ میں گرا دیں ، سو مسلمانوں نے ان کو اس باغ میں گرا دیا ، اس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر وہ باغ کے دروازے پر بنو حنیفہ سے لڑتے رہے ، مشرکین نے ان سے مقابلہ کیا اور اس دوران مسلمان باغ میں داخل ہو گئے ، حضرت ابودجانہ اسی دن شہید ہو گئے ، ایک قول یہ ہے کہ یہ بعد تک زندہ رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ لڑے تھے ، لیکن پہلی بات صحیح ہے ۔ [۱]

---

[۱] ۔ علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ ھ ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۵۲ - ۳۵۳ ، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابٌ ۸۶۵ مِنْ فَضَآئِلِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

۶۲۳۲ - حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ کِلَاھُمَا عَنْ سُفْیَانَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْکَدِرِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ جِیْءَ بِاَبِیْ مُسَجًّی وَقَدْ مُثِلَ بِہٖ قَالَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَھَانِیْ قَوْمِیْ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَھَانِیْ قَوْمِیْ فَرَفَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ بِہٖ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاکِیَۃٍ اَوْ صَائِحَۃٍ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ فَقَالُوْا بِنْتُ عَمْرٍو اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ وَلِمَ تَبْکِیْ فَمَا زَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا حَتّٰی رُفِعَ۔

۶۲۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اُصِیْبَ اَبِیْ یَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَکْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْھِہٖ وَاَبْکِیْ وَجَعَلُوْا یَنْھَوْنَنِیْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْھَانِیْ قَالَ وَجَعَلَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْکِیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبْکِیْہِ اَوْ لَا تَبْکِیْہِ مَا زَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا حَتّٰی رَفَعْتُمُوْہُ۔

۶۲۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ کِلَاھُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ لَیْسَ فِیْ حَدِیْثِہٖ ذِکْرُ الْمَلَآئِکَۃِ وَبُکَاءِ الْبَاکِیَۃِ۔

حضرت جابر کے والد حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کے فضائل!!

حضرت جابر بن عبد اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان پر کپڑا ڈھکا ہوا تھا، اور ان کو مثلہ کیا گیا تھا (یعنی ان کے اعضاء کاٹ دیے گئے تھے) میں نے ان کی نعش سے کپڑا اُٹھانا چاہا تو مجھے میری قوم نے منع کر دیا، میں نے پھر کپڑا اُٹھانا چاہا مجھے پھر میری قوم نے منع کیا، پھر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کے حکم سے لوگوں نے وہ کپڑا اٹھایا پھر آپ نے ایک رونے والی یا چلّانے والی کی آواز سنی، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو؟ ان کا جنازہ اٹھاتے جانے تک فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے، میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر رونے لگا، لوگ مجھے منع کر رہے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کر رہے تھے، حضرت فاطمہ بنت عمرو نے بھی رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روؤ یا نہ روؤ، جب تک تم ان کا جنازہ نہیں اٹھاؤ گے فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ابن جریج کی سند میں فرشتوں کا اور رونے والی کے رونے کا ذکر نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِیْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ عَدِیٍّ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جِیْءَ بِاَبِیْ یَوْمَ اُحُدٍ مُجَدَّعًا فَوُضِعَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِهِمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن میرے والد کو لایا گیا درآں حالیکہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے تھے۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن الخزرج الانصاری الخزرجی السلمی، ان کی کنیت ابو جابر تھی۔

حضرت عبداللہ عقبی، بدری اور نقیب تھے، غزوہ بدر اور غزوہ اُحد میں شریک ہوئے اور غزوہ اُحد میں شہید کر دیے گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ تم مغموم اور پریشان نظر آرہے ہو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد شہید کر دیے گئے اور وہ قرضہ اور اولاد چھوڑ کر چلے گئے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے پردہ کی اوٹ سے کلام کیا ہے اور تمہارے والد سے بلا حجاب کلام کیا ہے اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے سوال کرو، میں تم کو عطا کروں گا، انھوں نے کہا میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں بھیج دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں پہلے یہ مقرر کر چکا ہوں کہ اب لوگ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے، انھوں نے کہا اچھا تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں ان تک میرا حال پہنچا دے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء الآیۃ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں"

جب حضرت عبداللہ نے اُحد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹے حضرت جابر کو بلایا اور فرمایا اے بیٹے! مجھے یقین ہے کہ جو لوگ شہید ہوں گے میں ان میں سب سے پہلے شہید ہوں گا۔ بہ خدا میں جن لوگوں کو چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے تم سب سے زیادہ عزیز ہو، اور مجھ پر قرض ہے تم وہ قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میرے والد سب سے پہلے شہید ہوئے، مشرکین نے ان کی ناک اور کانوں کو کاٹ دیا، ان کو اور حضرت عمرو بن الجموح کو ایک قبر میں دفن کیا گیا وہ دنیا میں ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی تھے، حضرت جابر کہتے ہیں میں نے چھ ماہ بعد اپنے والد کی قبر کھودی اور ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا، میں نے دیکھا کہ ان کے جسم میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا، صرف ڈاڑھی کے چند بالوں میں مٹی لگی ہوئی تھی۔

امام مالک نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن جموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری کی قبروں میں سیلاب کا پانی آگیا، وہ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے، یہ دونوں غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے ان دونوں کو قبر کھود کر نکالا گیا۔ ان دونوں کے جسم بالکل متغیر نہیں ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان میں سے ایک کا ہاتھ دفن کے وقت اپنے زخم پر تھا وہ ہاتھ اسی طرح تھا اس کو زخم سے ہٹایا گیا تو وہ پھر اپنی جگہ لوٹ گیا، غزوۂ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا، ـــــ رضی اللہ عنہما وارضاہما ـــــ [1]

باب ۸۶۶ من فضائل جُليبيب رضي الله عنه

۶۲۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ فَأَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ قَالُوا لَا قَالَ لٰكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى فَوَجَدُوهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ قَالَ فَوَضَعَهُ عَلٰى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ غُسْلًا۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال دیا، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے، آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے، آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کوئی غائب ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا لیکن میں جلیبیب کو غائب پا رہا ہوں، اس کو تلاش کرو، انھوں نے ان کو شہداء میں تلاش کیا، تو دیکھا کہ سات آدمیوں کے پہلو میں ان کی نعش پڑی تھی، جن کو حضرت جلیبیب نے قتل کیا تھا، پھر انھوں نے ان کو شہید کر دیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی نعش کے پاس آئے اور فرمایا: اس نے سات کو قتل کیا پھر انھوں نے اس کو قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں پھر آپ نے ان کی نعش کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ان کو صرف آپ نے ہی اٹھایا تھا۔ پھر ان کی قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں رکھ دیا گیا، راوی نے ان کو غسل دینے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں:

جلیبیب قندیل کے وزن پر ہے یہ انصاری صحابی تھے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک شخص کی بیٹی سے ان کے نکاح کا پیغام دیا، حضرت جلیبیب کوتاہ قد اور بدشکل تھے، اس لڑکی کے ماں باپ نے اس رشتہ کو ناپسند کیا، جب اس لڑکی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا علم ہوا تو اس نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وما کان لمؤمن ولا مؤمنة

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۲۳-۲۲۲، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علی انفسھن غیر جائزۃ قیل لہ لیس کذالک لان الآیۃ لم تخص الاولیاء بھذا الامر دون غیرھم وعمومہ یقتضی ترغیب سائر الناس فی العقد علی الایامی الا تری ان اسم الایامی ینتظم الرجال والنساء وھو فی الرجل لم یرد بہ الاولیاء دون غیرھم کذالک فی النساء۔[1]

خود عورت نہیں کر سکتی، اور عورت کا کیا ہوا نکاح نا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس آیت میں عقد نکاح کو عورت کے ولی کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا اور اس آیت کا عموم تمام لوگوں کو عقد نکاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ لفظ ایامی (بے نکاح لوگ) مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، اور مردوں سے صرف عورت کا ولی مراد نہیں ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی عموم ہے۔

جس طرح علامہ ابوبکر جصاص نے اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ہم اس آیت کے عموم سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں ہر بے نکاح کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں۔

اس آیت کے عموم کی وضاحت میں علامہ ابوبکر جصاص مزید لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت کے عموم سے تو پھر یہ بھی ثابت ہوگا کہ باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احادیث (صحیحہ مشہورہ) سے یہ ثابت ہے کہ بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے، اور مردوں کے حق میں یہ مان لیا گیا ہے کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے اس لیے بالغہ لڑکیوں کے لیے بھی یہ مقدر مانا جائے گا کہ ان کا نکاح ان کی مرضی سے کیا جائے۔[2]

جس طرح بالغہ لڑکی کے لیے احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہے کہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں یہ تصریح ہوتی کہ غیر کفو میں نکاح نہ کیا جائے تو واللہ ہم اس نکاح کو ناجائز کہتے کیوں کہ ہمارا کام شریعت کی اتباع کرنا اور شریعت کی تبلیغ کرنا ہے، ہم خود شارع نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا حکم صادر کر دیں، ہم صرف مبلغ ہیں احکام شرعیہ کے واضع نہیں ہیں!۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی تحریم اور ممانعت کے بغیر ہم اللہ کے حلال کردہ کو حرام کہنے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے جب خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انی لست احرم حلالا۔[3] میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا!

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] ″ ″ ″ ، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۲۱-۳۲۰، ملخصاً ″ ″ ″

[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَانْطَلَقَ اُنَيْسٌ حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ فَرَاثَ عَلَيَّ ثُمَّ
جَآءَ فَقُلْتُ مَا صَنَعْتَ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ
عَلٰى دِيْنِكَ يَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ قُلْتُ فَمَا
يَقُوْلُ النَّاسُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ
وَكَانَ اُنَيْسٌ اَحَدَ الشُّعَرَآءِ قَالَ اُنَيْسٌ لَقَدْ
سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَ
لَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهٗ عَلٰى اَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا
يَلْتَئِمُ عَلٰى لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِيْ اَنَّهٗ شِعْرٌ وَاللّٰهِ
اِنَّهٗ لَصَادِقٌ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ قَالَ قُلْتُ
فَاكْفِنِيْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاَنْظُرَ قَالَ فَاَتَيْتُ
مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَقُلْتُ اَيْنَ
هٰذَا الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الصَّابِئَ فَاَشَارَ اِلَيَّ
فَقَالَ الصَّابِئَ فَمَالَ عَلَيَّ اَهْلُ الْوَادِيْ
بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ
قَالَ فَارْتَفَعْتُ حِيْنَ ارْتَفَعْتُ كَاَنِّيْ نُصُبٌ
اَحْمَرُ قَالَ فَاَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي
الدِّمَآءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَّآئِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ
يَا ابْنَ اَخِيْ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ مَا كَانَ
لِيْ طَعَامٌ اِلَّا مَآءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ
عُكَنُ بَطْنِيْ وَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِيْ سُخْفَةَ
جُوْعٍ قَالَ فَبَيْنَا اَهْلُ مَكَّةَ فِيْ لَيْلَةٍ قَمْرَآءَ
اِضْحِيَانٍ اِذْ ضُرِبَ عَلٰى اَسْمِخَتِهِمْ فَمَا
يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اَحَدٌ وَّامْرَاَتَانِ مِنْهُمْ
تَدْعُوَانِ اِسَافًا وَّنَائِلَةَ قَالَ فَاَتَتَا
عَلَيَّ فِيْ طَوَافِهِمَا فَقُلْتُ اَنْكِحَا اَحَدَهُمَا
الْاُخْرٰى قَالَ فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا قَالَ
فَاَتَتَا عَلَيَّ فَقُلْتُ هَنٌ مِّثْلُ الْخَشَبَةِ غَيْرَ
اَنِّيْ لَا اَكْنِيْ فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُوْلَانِ
لَوْ كَانَ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ اَنْفَارِنَا قَالَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا

میں نے پوچھا: کس کے لیے؟ انھوں نے کہا اللہ کے لیے، میں نے پوچھا: کس طرف منہ کرتے تھے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ جس طرف میرا منہ کر دیتا تھا میں عشاء کی نماز پڑھ دیتا تھا حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو چادر کی طرح ڈال دیتا، حتیٰ کہ مجھ پر دھوپ آجاتی، انیس نے کہا مجھے مکہ میں کام ہے تم یہاں رہو، میں جاتا ہوں، انیس مکہ چلے گئے پھر انھوں نے آنے میں دیر کی، پھر وہ آیا میں نے پوچھا تم کیا کرتے رہے تھے؟ میں نے کہا میری مکہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو تمہارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنایا ہے، میں نے پوچھا اور لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا لوگ اس کو شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں، انیس خود بھی ایک شاعر تھا، انیس نے کہا میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، اس کا کلام کاہنوں کی طرح نہیں ہے، میں نے اس کے کلام کا شاعروں کے کلام سے بھی موازنہ کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے شعر نہیں آسکتے، بخدا وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں، میں نے کہا تم یہیں رہو، میں جا کر دیکھتا ہوں۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں مکہ گیا، اور اہل مکہ میں سے ایک کمزور شخص کو منتخب کیا، میں نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جس کے متعلق تم یہ کہتے ہو کہ اس نے اپنا دین بدل لیا ہے، اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ صابی (دین بدلنے والا) ہے، پھر تمام اہل وادی ہڈیوں اور ڈھیلوں کے ساتھ مجھ پر پل پڑے، حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، پھر جب مجھے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں (بہ کثرت خون بہنے کی وجہ سے) سرخ رنگ کا بت ہوں، میں نے زمزم کے پاس آکر خون دھویا اور پانی پیا، اے بھتیجے میں وہاں تیس دن رات تک رہا، اس وقت زمزم کے پانی کے سوا میری کوئی اور خوراک نہیں تھی، میں اس قدر موٹا گیا کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں، اور میں نے اپنے جگر میں بھوک کی شدت محسوس نہیں کی، ایک چاندنی رات کو جب اہل مکہ سو گئے، اس وقت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ قَالَ مَا لَكُمَا قَالَتَا الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا قَالَ مَا قَالَ لَكُمَا قَالَتَا إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ قَالَ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ غِفَارٍ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهِ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا قَالَ قُلْتُ قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ قَالَ

بیت اللہ کا کوئی طواف نہیں کر رہا تھا، صرف دو عورتیں "اساف اور نائلہ" (بت) کو پکار رہی تھیں، وہ طواف کرتے کرتے میرے پاس آئیں، میں نے کہا (اساف اور نائلہ میں سے) ایک کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر دو، یہ سن کر بھی وہ اپنے پکارنے سے باز نہیں آئیں، جب وہ پھر میرے پاس آئیں تو میں نے کہا "فرج میں لکڑی" کیونکہ میں اشارہ کنایہ سے بات نہیں کرتا (اس لیے اساف اور نائلہ کو سیدھی گالی دی) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئیں، کاش ہمارے لوگوں میں سے اس وقت کوئی ہوتا، راستہ میں ان دونوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ملے وہ پہاڑی سے اتر رہے تھے، آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگیں ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے، آپ نے پوچھا اس نے تم سے کیا کہا، انھوں نے کہا وہ ایسی بات کہتا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے، آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور آپ نے اور آپ کے صاحب نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی، جب آپ نے نماز پوری کر لی، حضرت ابوذر کہتے ہیں تو میں پہلا شخص تھا جس نے اسلام کے طریقہ سے سلام کیا، میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا غفار سے ہوں، آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں، میں نے دل میں سوچا شاید آپ کو میرا غفار سے ہونا ناپسند ہوا ہے، میں آپ کا ہاتھ پکڑنے کے لیے بڑھا، آپ کے صاحب نے مجھے روکا، جو مجھ سے زیادہ آپ کا حال جانتا تھا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: تم کب سے یہاں ہو، میں نے کہا مجھے یہاں پر تیس دن رات ہو گئے، فرمایا: تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے، میں نے کہا زمزم کے پانی کے سوا میرا اور کوئی طعام

مَا بِيْ رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكَ فَإِنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ مَا بِيْ رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكُمَا فَإِنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ أَيْمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ إِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِيْ وَجَاءَتْ أَسْلَمُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِخْوَتُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِيْ أَسْلَمُوْا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔

نہیں ہے، میں اس قدر موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئی ہیں اور میرے جگر میں بھوک کی کمزوری نہیں ہے، آپ نے فرمایا زمزم کا پانی برکت والا ہے، یہ پیٹ بھرنے والا کھانا ہے، حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کو آج رات میں کھانا کھلاؤں! پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، حضرت ابوبکر نے دروازہ کھولا اور اس میں سے ہمارے لیے طائف کی کشمش نکالی یہ مکہ میں پہلا طعام تھا جس کو میں نے کھایا پھر میں نے بچا دیا جو بچا دیا پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھجوروں والی ایک زمین دکھائی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے، کیا تم اپنی قوم کو میری طرف سے (دین اسلام کا) پیغام پہنچا دو گے؟ شاید اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ان کو نفع دے اور تمہیں اجر و ثواب عطا فرمائے، پھر میں انیس کے پاس پہنچا، اس نے پوچھا تم کیا کرتے رہے؟ میں نے کہا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اس (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر دی ہے، اس نے کہا مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور تصدیق کر چکا ہوں، پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے، اس نے کہا، مجھے بھی تمہارے دین سے نفرت نہیں ہے، میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تصدیق کرتی ہوں۔ ہم نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم بنو غفار کے پاس پہنچے، ان میں سے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے، ان لوگوں کا سردار اور امام ایماء بن رحضۃ الغفاری تھا، باقی آدھے لوگوں نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائیں گے۔ تو ہم مسلمان ہو جائیں گے، پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے بھی مسلمان ہو گئے پھر قبیلہ اسلم کے لوگ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں پھر وہ بھی مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے لکھتے ہیں:

وعلی ان الولی لیس شرطا فی النکاح لانہ اضاف العقد الیھا۔ [1]

اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ صحت نکاح میں ولی شرط نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

سو جس طرح ولی کے عدم ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے اسی طرح کفو کے عدم ذکر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحت نکاح کے لیے کفو شرط نہیں ہے اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے خواہ خاوند اس کا کفو ہو یا غیر کفو۔ مذاہب فقہاء کے بیان میں ہم ان شاء اللہ فقہاء کی وہ عبارات بھی بیان کریں گے جو انھوں نے ملالہ کے ذکر میں بیان کی ہیں کیونکہ ان عبارات میں مخالفین کی کوئی تائید نہیں ہے۔

ہم نے جو یہ پانچ آیات پیش کی ہیں ان میں قرآن مجید کے الفاظ عموم سے استدلال کیا ہے۔ اب ہم دو آیتیں پیش کر رہے ہیں جن میں ہم شان نزول کے اعتبار سے استدلال کر رہے ہیں۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال

(۶) چھٹی آیت جس سے ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (حجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں (مختلف) بڑی قومیں اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں امام ابن مردویہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابو ہند سے نکاح کر دیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کا اپنے آزاد شدہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، الآیۃ۔

زہری نے کہا یہ آیت بالخصوص ابو ہند کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فصد لگاتا تھا (الی قولہ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نسب پر فخر نہیں کرنا چاہیے، احادیث میں بھی اس کی صراحت ہے۔

[1] علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ
عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا
ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ
قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ
عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ
مِنَ السَّمَآءِ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ
الْاٰخَرُ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ
اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ
وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ فِيْمَا
اَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهٗ فِيْهَا مَآءٌ حَتّٰى
قَدِمَ مَكَّةَ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْهُ
حَتّٰى اَدْرَكَهٗ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ
فَعَرَفَ اَنَّهٗ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ يَسْاَلْ
وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ
احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذٰلِكَ
الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَمْسٰى
فَعَادَ اِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا اٰنَ لِلرَّجُلِ
اَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَهٗ فَاَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ وَلَا يَسْاَلُ
وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ
الثَّالِثِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَقَامَهٗ عَلِيٌّ مَعَهٗ ثُمَّ
قَالَ لَهٗ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ اَقْدَمَكَ هٰذَا
الْبَلَدَ قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ
فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ فَاِنَّهٗ حَقٌّ وَهُوَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَصْبَحْتَ
فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا اَخَافُ عَلَيْكَ
قُمْتُ كَاَنِّيْ اُرِيْقُ الْمَآءَ فَاِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ
حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ
حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا اس وادی میں جاؤ اور وہاں جا کر میری خاطر اس شخص کے متعلق معلومات حاصل کرو جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں، ان کا قول سنو اور پھر میرے پاس آؤ، وہ چلے گئے حتیٰ کہ مکہ آئے، انھوں نے حضور کا قول سنا پھر ابوذر کے پاس آئے، انھوں نے کہا میں نے حضور کو دیکھا ہے وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور ان کا کلام ایسا ہے جو شعر نہیں ہے۔ میں نے کہا تم نے میرے ارادے کے مطابق کام نہیں کیا، پھر حضرت ابوذر نے زاد راہ لیا اور پانی کا ایک مشکیزہ لیا اور مکہ گئے، وہ مسجد میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا، وہ حضور کو پہچانتے نہیں تھے اور آپ کے متعلق سوال کرنے کو ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ رات ہو گئی اور وہ لیٹ گئے حضرت علی نے ان کو دیکھا اور یہ خیال کیا کہ وہ کوئی مسافر ہیں، وہ ان کو دیکھ کر ان کے ساتھ گئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی بات نہیں کی، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، پھر حضرت ابوذر نے اپنی مشک اٹھائی اور اپنا زاد راہ لے کر مسجد گئے، وہ سارا دن وہاں رہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے، حتیٰ کہ شام ہو گئی، اور وہ پھر اپنے سونے کی جگہ آ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اور کہنے لگے ابھی تک اس شخص کو اپنے ٹھکانے کا پتا نہیں چلا، پھر ان کو کھڑا کیا اور ان کے ساتھ گئے اور کسی نے ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کیا، حتیٰ کہ تیسرا دن بھی اسی طرح گذر گیا، حضرت علی نے انھیں اٹھایا اور کہا تم مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ تم اس شہر میں کس کام سے آئے ہو؟ حضرت ابوذر نے کہا اگر تم مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ تم میری رہنمائی کرو گے تو میں تم کو بتا دیتا ہوں، حضرت علی نے وعدہ کیا، حضرت ابوذر نے اپنا مدعا بیان کیا، حضرت علی نے کہا وہ سچے ہیں اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، جب صبح ہو تو تم میرے ساتھ چلنا، اگر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَثَارَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتّٰى أَضْجَعُوهُ فَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ بِمِثْلِهَا وَثَارُوا إِلَيْهِ فَضَرَبُوهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ۔

میں نے تمہارے لیے کوئی خطرہ دیکھا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہا تا ہے، اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے ساتھ چلنا حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی وہاں آجانا، حضرت ابوذر حضرت علی کے تیجھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ حضرت علی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور حضرت ابو ذر بھی ساتھ گئے، حضرت ابوذر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی جگہ اسلام لے آئے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ اور انھیں دین کی تبلیغ کرو، حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آئے، حضرت ابوذر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میری جان ہے میں مکہ والوں کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کروں گا، حضرت ابوذر وہاں سے نکلے اور مسجد میں آئے اور با آواز بلند کہا

اشهد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ

پھر قوم ان پر ٹوٹ پڑی اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا، پھر حضرت عباس آئے اور ان پہ جھک گئے اور کہا تم پر افسوس ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے؛ اور شام سے تمہاری تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گذرتا ہے، پھر حضرت ابوذر کو ان سے چھڑا لیا، دوسرے روز پھر حضرت ابوذر نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، لوگ پھر ان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے پھر حضرت عباس ان پر جھکے اور ان کو چھڑا لیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے: جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، ان کی کنیت ابوذر اور ان کا تعلق غفار قبیلہ سے ہے۔

جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، یہ اسلام لے آئے تھے، اسلام لانے والوں میں یہ چوتھے تھے، ایک قول یہ ہے کہ پانچویں تھے، یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے ——— طریقہ کے مطابق سلام کیا، اسلام لانے کے بعد آپ اپنی قوم کے شہر میں گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کرنے تک وہیں ٹھہرے رہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آگئے۔ غزوہ بدر، احد اور خندق گذر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

گئے اس کے بعد حضرت ابوذر مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ کے مصاحب رہے۔

حضرت ابوذر نے اعلان نبوت سے تین سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی تھی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ حق بات کہنے پر کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، خواہ وہ بات کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو، حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زمین و آسمان میں ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے، اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر زمین پر چلتے ہیں درآں حالیکہ وہ زہد میں عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

حضرت ابوذر نے ۳۱ھ میں ربذہ کے ویرانہ میں وفات پائی، ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی تو میں رونے لگی، پوچھا کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا تم ایک صحرا میں سفر آخرت پر جا رہے ہو، یہاں تم کو کفن دینے کے لیے کوئی نیا کپڑا بھی نہیں ہے، فرمایا میں تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کے سامنے فرمایا جن میں ایک میں بھی تھا، تم میں ایک شخص صحرا میں مرے گا اور اس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی، ان آدمیوں میں سے میرے علاوہ سب لوگ آبادی میں مر چکے ہیں اور اب صرف میں باقی رہ گیا ہوں اس لیے یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے تم سے جھوٹ نہیں کہا، اس لیے جاؤ راستہ پر دیکھو ضرور غیبی امداد آتی ہوگی، میں نے کہا اب تو حجاج بھی واپس جا چکے ہیں اور راستہ بند ہو چکا ہے فرمایا نہیں جا کر دیکھو، وہ کہتی ہیں میں حضرت ابوذر کی تیمارداری بھی کرتی اور ٹیلہ پر بھی جا کر دیکھتی، آخر کچھ دیر بعد دور سے کچھ سوار آتے دکھائی دیے، میں نے اشارہ کیا وہ لوگ تیزی سے میرے پاس آئے، اور حضرت ابوذر کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا ابوذر، انھوں نے کہا صحابی رسول؟ میں نے کہا ہاں وہ لوگ" ان پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں،" کہہ کر حضرت ابوذر کے پاس گئے، حضرت ابوذر نے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی سنائی پھر وصیت کی کہ اگر میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کفن کے مطابق کپڑا نکلے تو اسی کپڑے سے مجھ کو کفن دینا، اور یہ قسم دی کہ تم میں سے جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدہ دار بھی ہو وہ مجھ کو کفن نہ دے، اتفاق سے ایک انصاری نوجوان کے سوا ہر شخص کسی نہ کسی عہدہ پر رہ چکا تھا، اس جوان نے کہا چچا میرے پاس ایک چادر ہے، اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جن کو میری والدہ نے کات کر بنایا ہے، میں آپ کو ان میں کفن دوں گا، سو اسی جوان نے آپ کو کفن دیا، ان سواروں میں مشہور صحابی حضرت ابن مسعود بھی تھے۔ انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسی صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو پیوند خاک کر دیا۔[۱]

بَابٌ مِّنْ فَضَائِلِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۴۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدٌ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

[۱] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۰۲-۳۰۱، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان تہران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ بَيَانٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ يَقُولُ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ.

ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا، اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے۔

۶۲۴۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے، ابن جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کو گھوڑے پر قائم رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی کر دے۔

۶۲۴۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَةِ وَالشَّامِيَّةِ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مکان تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے تھے، اور اس کو کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے ذوالخلصہ، کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کی فکر سے راحت دلاؤ گے، سو میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو لوگوں کے ساتھ اس کی جانب روانہ ہوا اور اس بت خانہ کو توڑ دیا اور جو لوگ وہاں پائے گئے ان سب کو قتل کر دیا، پھر میں نے آکر آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا کی۔

۶۲۴۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَرِيرُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے خثعم کے بت خانہ سے راحت نہیں دو گے جس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں، حضرت جریر کہتے ہیں کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ بَيْتٍ لِخَثْعَمَ كَانَ يُدْعَى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَانْطَلَقَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُبَشِّرُهُ يُكْنٰى اَبَا اَرْطَاةَ مِنَّا فَاَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْنَاهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ فَبَرَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

۶۲۴۵ - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ (يَعْنِي الْفَزَارِيَّ) ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ مَرْوَانَ فَجَاءَ بَشِيرُ جَرِيرٍ اَبُو اَرْطَاةَ حُصَيْنُ بْنُ رَبِيعَةَ يُبَشِّرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر میں ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا، میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے میرے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ مارا، اور یہ دعا فرمائی، اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور مہدی بنا، حضرت جریر کہتے ہیں کہ پھر وہ روانہ ہوئے اور اس بت خانہ کو جلا دیا، پھر حضرت جریر نے ابو ارطاۃ کی کنیت والے ایک شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشخبری دینے کے لیے روانہ کیا، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ہم ذو الخلصہ کے بت خانہ کو ایک خارش زدہ اونٹ کی طرح چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ مرتبہ دعا کی۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت جریر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس شخص کو خوشخبری کے لیے روانہ کیا تھا اس کا نام ابو ارطاۃ حصین بن ربیعہ تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے: جریر بن عبد اللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن مالک بن سعد بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن اراش، ابو عبد اللہ بجلی۔

حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے، وہ بہت حسین وجمیل تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جریر اس امت کے یوسف ہیں، وہ اپنی قوم کے سردار تھے، جب حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کی عزت کی اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔ لہ

(حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابن اثیر نے حضرت جریر کے اسلام لانے کا جو وقت بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ امام احمد بن حنبل نے یہ روایت کیا ہے کہ حجۃ الوداع میں حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ [1] اس لیے حضور کے وصال سے کم از کم چار پانچ ماہ پہلے ان کا اسلام ماننا پڑے گا۔

فتح مکہ کے بعد تقریباً عرب کے تمام قبائل اسلام کے حلقہ اثر میں آچکے تھے، لیکن بعض علاقوں میں صدیوں کی بد اعتقادی کی وجہ سے توہم پرستی باقی تھی اور لوگ صنم کدوں کو ہاتھ لگانے سے ڈرتے تھے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صنم کدے گروا دیے، یمن کا صنم کدہ ذی الخلصہ جو کعبہ یمانی کے نام سے مشہور تھا، اس کو ڈھانے کی خدمت آپ نے حضرت جریر کے سپرد کی جس کا صحیح مسلم کی زیر بحث احادیث میں تفصیلاً ذکر ہے۔ ابھی حضرت جریر یمن میں ہی تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، حضرت جریر یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مدینہ منورہ روانہ ہوتے، راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے خلیفہ مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔

حضرت ابوبکر کے عہد میں انھوں نے غالباً کسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا، حضرت عمر کے زمانہ میں کئی جنگوں میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے عراق کی افواج کی مدد کے لیے تمام قبائل عرب کو جمع کیا اور ہر قبیلہ کے سردار کو اس قبیلہ کا افسر بنا کر عراق روانہ کیا، حضرت جریر کو بجیلہ کی سرداری ملی۔ یہ اپنے قبیلہ کے ساتھ عراق پہنچے، مقام حیرہ میں مسلمانوں اور ایرانیوں کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ میں حضرت جریر میمنہ کے افسر تھے، میمنہ، میسرہ اور قلب کو لے کر ایرانیوں پر حملہ کیا، ایرانیوں نے بھی زبردست جواب دیا اور مسلمان منتشر ہو گئے لیکن مثنیٰ کی للکار پر پھر دوبارہ حملہ آور ہوئے، اس حملہ میں عرب کے مشہور بہادر مسعود بن حارثہ شہید ہو گئے۔ مثنیٰ نے پھر جوش دلایا، حضرت جریر نے بھی اپنے قبیلہ کو للکارا، ان دونوں کی للکار پر مسلمانوں نے تیسرا حملہ کیا، اس حملہ میں ایرانی افسر مہران مارا گیا اور ایرانیوں نے میدان خالی کر دیا۔ [2]

حضرت جریر نے متعدد معرکوں میں حصہ لیا اور ۵۱ھ میں وفات پائی۔ [3]

بَابٌ ۸۶۹ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۴۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے، میں نے آپ کے لیے وضو

---

[1] (حاشیہ صفحہ سابقہ) علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری متوفی ۲۸۲ھ، اخبار الطوال ص ۱۱۵، ۱۱۴ مطبوعہ دار المسیرہ بیروت

[3] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالُوْا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ قُلْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ۔

کا پانی رکھا، جب آپ آئے تو آپ نے پوچھا "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" صحابہ نے کہا، ایک روایت میں ہے، میں نے کہا، ابن عباس نے! آپ نے دعا دی اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس کا نام ونسب یہ ہے: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابوالعباس القرشی الہاشمی۔

یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے ان کو ان کے وفور علم کی وجہ سے البحر اور حبرالامۃ کا لقب دیا گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت مکہ کی گھاٹیوں میں تھے اس دوران حضرت ابن عباس پیدا ہوئے، یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے، ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اپنے لعاب مبارک سے ان کو گھٹی دی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل کو دیکھا اور دو مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ چمٹا کر ان کے لیے دعا کی: اللهم علمه الحكمة "اے اللہ! اس کو حکمت کی تعلیم دے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شجرۂ نبوت کے اہل بیت ہیں، ہمارے ہاں فرشتے آتے تھے، ہم اہل بیت رسالت اور اہل بیت رحمت، اور معدن علم ہیں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی پیچیدہ مقدمہ آتا تو وہ حضرت ابن عباس سے کہتے کہ ہمارے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے، اور اس جیسے مسائل کو تم ہی حل کرسکتے ہو، پھر اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے پر عمل کرتے، اور حضرت ابن عباس کے علاوہ اور کسی کو نہیں بلاتے تھے، عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کئی اوصاف میں دوسروں پر فائق تھے، علم، علم نسب اور تاویل میں، میں نے ان کے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا جاننے والا کسی اور کو نہیں دیکھا، نہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے فیصلوں کو ان سے زیادہ کوئی جاننے والا تھا، نہ کوئی ان سے زیادہ فقیہ تھا، شعر، عربیت، تفسیر قرآن، حساب اور وراثت کے مسائل کو بھی ان سے زیادہ جاننے والا کوئی اور نہیں تھا، ایک دن وہ مجلس میں صرف فقہی مسائل کا بیان کرتے، ایک دن صرف خواب کی تعبیر بیان کرتے ایک دن صرف غزوات کا بیان کرتے، ایک دن صرف اشعار سناتے، اور ایک دن صرف ایام عرب بیان کرتے، جو عالم بھی ان کی مجلس میں آیا وہ ان کے علم کا اعتراف کر کے اٹھا، اور جس شخص نے بھی ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا وہ ان سے جواب معلوم کر کے گیا۔

لیث بن ابی سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کو چھوڑ کر اس نوجوان صحابی کی مجلس کو کیوں اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دیکھا کہ جب ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو وہ حضرت ابن عباس کے قول پر عمل کرتے۔

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: "اے لڑکے میں تم کو چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ کو یاد کرو، اللہ تمہیں یاد کرے گا، اللہ کو یاد کرو، تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، اور جب تم مدد حاصل کرو تو اللہ سے مدد حاصل کرو اور یاد رکھو اگر ساری امت مل کر تم کو کوئی نفع پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالے نے تمہارے لیے وہ نفع مقدر نہ کر دیا ہو تم اس نفع کو حاصل نہیں کر سکتے، اور اگر ساری امت مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہے تو جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نقصان مقدر نہ کیا ہو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔[۱]

امام محمد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کا فتنہ کھڑا ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ اپنے بال بچوں کو لے کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے، حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان دونوں کے پاس بیعت لینے کے لیے کسی کو بھیجا، ان دونوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا آپ اپنا کام کیجئے، ہم آپ سے یا کسی اور سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے، حضرت ابن الزبیر نہیں مانے اور بہت سختی کے ساتھ ان سے بیعت کا مطالبہ کیا، بالآخر حضرت ابن الزبیر نے کہا تم بیعت کرو، ورنہ میں تم کو زندہ جلا دوں گا، پھر ان دونوں نے ابوالطفیل کو اپنے حامیوں کے پاس کوفہ روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمیں اس شخص سے امان نہیں ہے، ابوالطفیل چار ہزار سواروں کے ساتھ مکہ میں آئے اور اللہ اکبر کے نعروں سے مکہ کے درو دیوار گونجنے لگے، حضرت ابن الزبیر نے نعروں کی آوازیں سنیں تو دارالندوہ میں چلے گئے، ایک روایت ہے کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپ گئے، اور کہا میں بیت اللہ کی پناہ میں ہوں، ابوالطفیل نے خانہ کعبہ کے چاروں طرف لکڑیاں چن دیں اور کہا ہم اس شخص کو زندہ جلا کر مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے مامون کر دیتے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا، نہیں! اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف ایک ساعت میں قتال حلال کیا تھا، تم صرف میری حفاظت کرو۔

اس واقعہ کی وجہ سے جو حضرت ابن الزبیر کے ساتھ حضرت ابن عباس کی چپقلش ہو گئی تھی، اس وجہ سے حضرت ابن عباس طائف چلے گئے، وہاں حضرت ابن عباس بیمار ہو گئے اور چند روز کے بعد وفات پا گئے، محمد بن الحنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک سفید پرندہ حضرت ابن عباس کے کفن میں داخل ہو گیا اور دفن سے پہلے کفن سے نہیں نکلا، جب آپ کی قبر پر مٹی ڈال گئی تو ابن الحنفیہ نے کہا، بخدا آج اس امت کا عالم اٹھ گیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر تیرہ سال تھی، ۶۸ھ میں حضرت ابن عباس ستر سال کی عمر میں جلد آشیاں ہو گئے۔[۲]

---

[۱] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۶۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[۲] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵-۱۹۲ ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۶۲۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ وَلَيْسَ مَكَانٌ أُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَقَصَصْتُهُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا۔

۶۲۴۸ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں استبرق (ریشم) کا ایک ٹکڑا ہے، اور میں جنت میں جس جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا اڑ کر اس جگہ آجاتا ہے، میں نے یہ خواب حضرت حفصہ سے بیان کیا، حضرت حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا گمان ہے کہ عبد اللہ (ابن عمر) نیک آدمی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جو شخص بھی کوئی خواب دیکھتا، وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا، میری بھی یہ تمنا تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں میں ایک مجرد (کنوارا) نوجوان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھ کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے میں نے دیکھا کہ دوزخ کنوئیں کی طرح گہری ہے اور کنوئیں کی طرح اس پر دو لکڑیاں رکھی ہیں اور دوزخ میں کچھ لوگ تھے جن کو میں نے پہچان لیا، میں کہنے لگا: میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر ان سے ایک اور فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا تم کو اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے، میں نے حضرت حفصہ سے یہ خواب بیان کیا، حضرت حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ خوب آدمی ہے! کاش یہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا، سالم کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ خَتَنُ الْفِرْيَابِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَهْلٌ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا انْطُلِقَ بِي إِلَى بِئْرٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ -

رات کو بہت کم سوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رات کو مسجد میں سوتا تھا اس وقت میری شادی نہیں ہوئی تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے ایک کنویں کی طرف لے جایا گیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے جو اس سے پہلی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر قرشی عدوی ان کا پورا نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح کے بیان میں گذر چکا ہے، ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب جمحیہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے اس وقت وہ کم سن اور نابالغ تھے، انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تھی، اس پر اتفاق ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں نہیں تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو کم عمر قرار دے کر واپس کر دیا تھا۔ غزوۂ اُحد میں ان کی شرکت کے متعلق اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اس غزوہ میں شریک تھے اور ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے نابالغ لڑکوں کے ساتھ واپس کر دیا تھا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابن عمر سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شریک ہوئے، اور اس کے بعد دیگر غزوات میں شریک ہوئے، معرکہ یرموک، فتح مصر اور فتح افریقہ میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار کی بہت زیادہ اتباع کرتے تھے، سفر میں اس جگہ ٹھہرتے جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے، اور ہر اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو، حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس درخت کے نیچے اترتے تھے، حضرت ابن عمر اس درخت کو پانی دیتے رہتے تھے کہ کہیں وہ درخت خشک نہ ہو جائے۔

حضرت ابن عمر کو احادیث بہت یاد تھیں اور فقہ میں اتنے ماہر نہ تھے، دینی معاملات میں بہت احتیاط کرتے تھے اور فتویٰ دینے میں بھی بہت محتاط تھے، وہ خلافت کے معاملہ میں نہیں پڑے۔ حالانکہ اہل شام کو ان سے بہت محبت تھی اور ان کی طرف بہت میلان تھا، انھوں نے فتنوں میں سے کسی لڑائی میں حصہ نہیں لیا، البتہ حضرت علی کا ساتھ نہ دینے پر نادم رہتے تھے، حبیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے آخری وقت میں کہا مجھے دنیا سے جاتے ہوئے اس کے سوا اور کسی چیز پر قلق نہیں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف قتال میں حصہ نہیں لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انھوں نے بکثرت حج کیے اور صدقہ و خیرات بہت زیادہ کرتے تھے، بسا اوقات ایک مجلس میں تیس ہزار درہم خیرات کر دیتے تھے۔

حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد ۷۳ھ میں حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، حضرت ابن عمر کی وفات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کا سبب یہ تھا کہ حجاج نے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ بھیڑ میں حضرت ابن عمر کے پاؤں میں نیزے کی نوک چبھو دے، حجاج نے یہ اس لیے کیا تھا کہ ایک دن اس نے لمبا خطبہ دیا اور نماز کو مؤخر کر دیا، حضرت ابن عمر نے فرمایا سورج تیرا انتظار نہیں کرے گا، حجاج نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے اس جگہ ضرب لگاؤں جہاں تیری آنکھیں ہیں، حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں تو یہ کر سکتا ہے کیونکہ تو ایک جاہل شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے، حجاج اس جواب سے غضب ناک ہوا پھر اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ زہر میں بجھا ہوا نیزہ حضرت ابن عمر کے پاؤں میں چبھو دے، اسی زخم کی تکلیف سے حضرت ابن عمر فوت ہو گئے، ان کی نماز جنازہ حجاج نے پڑھائی، اس وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی۔ [1]

بَابٌ ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے، آپ اس کے لیے دعا کیجئے، آپ نے کہا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو جو کچھ دیا ہے اس میں برکت دے۔

۶۲۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے پھر حسب سابق حدیث ہے۔

۶۲۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۵۳ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَاُمِّيْ وَاُمُّ حَرَامٍ خَالَتِيْ فَقَالَتْ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِيْ اٰخِرِ مَا دَعَا لِيْ بِهٖ اَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، اس وقت گھر میں صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام تھیں، میری والدہ نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ کا چھوٹا خادم ہے، اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجئے، آپ نے میرے لیے ہر خیر کی دعا کی، آپ نے میرے لیے جو دعا کی اس کے

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۰-۲۲۷، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ۔

۶۲۵۴۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْمَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ جَاءَتْ بِيْ اُمِّيْ اُمُّ اَنَسٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَزَّرَتْنِيْ بِنِصْفِ خِمَارِهَا وَرَدَّتْنِيْ بِنِصْفِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اُنَيْسٌ اِبْنِيْ اَتَيْتُكَ بِهٖ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ۔

۶۲۵۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهٗ فَقَالَتْ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنَيْسٌ فَدَعَا لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَاَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْاٰخِرَةِ۔

۶۲۵۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ قَالَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِيْ اِلٰى حَاجَةٍ فَاَبْطَاْتُ عَلٰى اُمِّيْ فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ قُلْتُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ قَالَتْ مَا حَاجَتُهٗ قُلْتُ اِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا قَالَ اَنَسٌ وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهٖ اَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ۔

اخیر میں کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس میں اس کو برکت دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئیں، انھوں نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے دوپٹے کی میری چادر بنا دی، میری والدہ نے کہا یارسول اللہ! یہ انیس میرا بیٹا ہے، میں آپ کی خدمت کے لیے اس کو آپ کے پاس لائی ہوں، آپ اس کے حق میں اللہ سے دعا کیجئے، آپ نے کہا: اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر، حضرت انس نے کہا بہ خدا میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میری اولاد اور اولاد کی اولاد سو کے لگ بھگ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذرے، میری والدہ ام سلیم نے آپ کی آواز سنی، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! یہ چھوٹا انس ہے، اس کے لیے دعا فرمائیے، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں جن میں سے دو کی قبولیت کو میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی قبولیت کے متعلق میں آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں حالیکہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا، سو مجھے اپنی والدہ کے پاس جانے میں دیر ہو گئی، جب میں پہنچا تو والدہ نے پوچھا تم کو کس وجہ سے دیر ہوئی؟ میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا، میری والدہ نے پوچھا وہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ ایک راز ہے، میری والدہ نے کہا تم رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۵۷ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَارِمُ ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَسَرَّ إِلَيَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي عَنْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی پر افشاء نہ کرنا، حضرت انس نے کہا: اے ثابت اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو تم کو بتاتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز کی بات کی، میں نے اب تک وہ راز کسی کو نہیں بتایا، میری والدہ حضرت ام سلیم نے اس کے متعلق پوچھا تھا، میں نے ان کو بھی نہیں بتایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ انصاری خزرجی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، اپنے آپ کو خادم رسول کہلواتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، ان کی کنیت ابوحمزہ تھی، یہ کنیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی، ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا، آپ زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے، ایک قول ہے مہندی سے بالوں کو رنگتے تھے اور ایک قول ہے ورس سے بالوں کو رنگتے تھے۔

حضرت انس، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں گئے، اس وقت یہ کم سن تھے اور میدان جنگ میں آپ کی خدمت کرتے تھے، جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں آئے اس وقت حضرت انس کی عمر دس سال تھی، ایک قول نو سال کا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ان کے باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل لگتے تھے اور ان کے باغ کے پھولوں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مکثرین صحابہ میں سے تھے، ان کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عصا تھا انھوں نے کہا تھا کہ موت کے بعد اس عصا کو ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے، سو اس کو ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا کی تھی، ان کی صلب سے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو بیس کے قریب تھی۔

حضرت انس کی وفات کی تاریخ میں اختلاف ہے، ایک قول ہے یہ سنہ ۹۱ھ میں فوت ہوئے، ایک قول سنہ ۹۲ھ کا ہے اور ایک قول سنہ ۹۳ھ کا اور ایک قول سنہ ۹۰ھ کا ہے، ان کی عمر اس وقت ایک سو تین سال تھی، ایک قول ایک سو دس کا ہے اور ایک قول ایک سو سات سال کا ہے۔ [1]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۸، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦٢٥٨ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَيٍّ يَمْشِي إِنَّهُ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔

٦٢٥٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فِي نَاسٍ فِيهِمْ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ أَثَرٌ مِنْ خُشُوعٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ وَدَخَلْتُ فَتَحَدَّثْنَا فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ قُلْتُ لَهُ إِنَّكَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ قَالَ رَجُلٌ كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَأَيْتُنِي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ سَعَتَهَا وَعُشْبَهَا وَخُضْرَتَهَا وَوَسْطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِيَ ارْقَهْ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَسْتَطِيعُ فَجَاءَنِي مِنْصَفٌ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَالْمِنْصَفُ الْخَادِمُ فَقَالَ بِثِيَابِي مِنْ خَلْفِي وَصَفَ أَنَّهُ رَفَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِيَدِهِ فَرَقِيتُ حَتّٰى كُنْتُ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لِيَ اسْتَمْسِكْ فَلَقَدِ اسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ میں نے زمین پر چلنے والے کسی زندہ شخص کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھا، جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ بھی تھے، اس وقت ایک شخص آیا جس کے چہرے پر خدا خوفی کا اثر تھا، مجلس میں سے ایک شخص نے کہا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے یہ شخص اہل جنت میں سے ہے، اس آدمی نے اختصار سے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اٹھ کر چلا گیا، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا حتی کہ وہ شخص اپنے گھر میں داخل ہو گیا، میں بھی داخل ہوا، پھر ہم باتیں کرنے لگے، جب وہ کچھ مانوس ہو گیا تو میں نے کہا: جب آپ اس سے پہلے مسجد میں آئے تھے تو آپ کے متعلق ایک شخص نے اس اس طرح کہا تھا، اس نے کہا سبحان اللہ! کسی شخص کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر علم کے کوئی بات کہے اور میں تمہیں اس کا سبب ابھی بتاتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک خواب دیکھا، میں نے آپ کے سامنے وہ خواب بیان کیا، میں نے اپنے آپ کو باغ میں دیکھا جو بہت وسیع پھل دار اور بہت سرسبز تھا، باغ کے وسط میں لوہے کا ستون تھا، جو نیچے سے زمین کے اندر تھا، اور اس کا اوپر کا حصہ آسمان میں تھا، اس کے اوپر کی جانب ایک حلقہ تھا مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر نہیں چڑھ سکتا، پھر ایک منصف آیا، ابن عون نے کہا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَاَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ قَالَ وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ۔

منصف خادم کو کہتے ہیں، اس نے میرے پیچھے سے کپڑے اٹھائے اور اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے پیچھے سے اٹھایا، پھر میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں ستون کے اوپر کی جانب پہنچ گیا، پھر میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا، مجھ سے کہا گیا اس کو پکڑے رہو، پھر میں بیدار ہوا دراں حالیکہ وہ حلقہ اس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھا، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ عروہ وثقیٰ ہے اور تم تاحیات اسلام پر قائم رہوگے، وہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

۶۲۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّمَا رَاَيْتُ كَاَنَّ عَمُوْدًا وُضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيْهَا وَفِيْ رَاْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِيْ اَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ لِي ارْقَهْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جماعت میں بیٹھا تھا جس میں حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابن عمر بھی تھے، اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام وہاں سے گزرے، لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت سے ہے، میں کھڑا ہوا اور میں نے ان سے کہا آپ کے متعلق لوگ اس اس طرح کہہ رہے تھے، انھوں نے کہا سبحان اللہ! انھیں بغیر علم کے ایسی بات نہیں کہنی چاہیے، میں نے خواب میں دیکھا کہ سرسبز باغ میں ایک ستون رکھا گیا ہے اس ستون کی چوٹی پر ایک حلقہ ہے اور اس کے نیچے ایک خدمت گار کھڑا ہے، مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھو، میں اس پر چڑھا حتیٰ کہ میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ خواب بیان کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ اس حال میں فوت ہوگا کہ اس نے عروہ وثقیٰ پکڑا ہوا ہوگا۔

۶۲۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ حَلْقَةٍ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَفِيْهَا

خرشہ بن حر بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، اس میں ایک حسین وجمیل بوڑھا شخص بیٹھا ہوا تھا، وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے، وہ لوگوں سے بہت اچھی باتیں کر رہے تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَتْبَعَنَّهُ فَلَأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ قَالَ فَتَبِعْتُهُ فَانْطَلَقَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ قَالَ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقَالَ مَا حَاجَتُكَ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ لَمَّا قُمْتَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا ذَاكَ إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ لِي قُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي قَالَ فَأَخَذْتُ لِآخُذَ فِيهَا فَقَالَ لِي لَا تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ فَإِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِينِي فَقَالَ لِي خُذْ هٰهُنَا فَأَتٰى بِي جَبَلًا فَقَالَ لِيَ اصْعَدْ قَالَ فَجَعَلْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلٰى اسْتِي قَالَ حَتّٰى فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتّٰى أَتٰى بِي عَمُودًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ وَأَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ فِي أَعْلَاهُ حَلْقَةٌ فَقَالَ لِيَ اصْعَدْ فَوْقَ هٰذَا قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْعَدُ هٰذَا وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي قَالَ فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ قَالَ وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتّٰى أَصْبَحْتُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ وَأَمَّا

جب وہ چلے گئے تو لوگوں نے کہا جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہو وہ اس آدمی کو دیکھ لے، میں نے دل میں کہا میں ضرور اس شخص کا پیچھا کروں گا، اور اس کا ٹھکانا معلوم کروں گا، پھر میں ان کے پیچھے چل پڑا، وہ چلتے رہے حتیٰ کہ شہر سے باہر نکلنے کے قریب ہو گئے، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے، میں نے ان سے آنے کی اجازت طلب کی، انھوں نے اجازت دے دی، انھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا کام ہے؟ میں نے کہا، میں نے لوگوں سے یہ سنا ہے کہ جس شخص کو، کوئی جنتی آدمی دیکھنا اچھا لگتا ہو، اسے اس شخص کو دیکھنا چاہیے، تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا، انھوں نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اہل جنت کون ہیں؟ اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ کس وجہ سے ایسا کہتے ہیں، جس وقت میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا اٹھو! پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، اور میں اس کے ساتھ چل پڑا، میں نے بائیں جانب ایک راستہ دیکھا میں اس میں جانے لگا، اس نے کہا اس طرف نہ جاؤ یہ کفار کے راستے ہیں پھر دائیں جانب ایک راستہ ملا، اس نے کہا اس طرف چلے جاؤ، پھر ایک پہاڑ آیا، اس نے کہا اس پر چڑھو، میں اس پر چڑھنے لگا تو میں سرین کے بل گر پڑا، میں نے بار بار چڑھنا چاہا اور ہر بار گرا، پھر وہ شخص مجھے لے کر چلا، حتیٰ کہ ایک ستون آیا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور اس کا نچلا حصہ زمین میں تھا، اور اس کی چوٹی پر ایک حلقہ تھا، اس نے مجھ سے کہا اس کے اوپر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر کیسے چڑھوں اس کی چوٹی تو آسمان میں ہے، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر چڑھا دیا، پھر میں نے دیکھا کہ میں اس حلقہ کو پکڑے ہوئے تھا، پھر اس نے اس ستون پر ضرب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَآءِ وَلَنْ تَنَالَهُ وَاَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتّٰى تَمُوْتَ۔

لگائی جس سے وہ گر پڑا اور میں حلقے سے متعلق رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا تم نے بائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب شمال کے راستے ہیں اور دائیں طرف جو راستے دیکھے وہ اصحاب یمین کے راستے ہیں اور جو پہاڑ دیکھا وہ شہداء کا مقام ہے جس کو تم نہیں پا سکو گے (یعنی شہادت کی موت نہیں مرو گے)۔ اور جو ستون دیکھا وہ اسلام ہے اور جو حلقہ دیکھا وہ عروہ اسلام ہے، اور تم مرتے دم تک اس کو تھامے رہو گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

عبداللہ بن سلام بن حارث اسرائیلی (پھر) انصاری، یہ بنو قینقاع کے حلیف تھے اور حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، جب یہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے، زرارہ بن اوفی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آپ کے چہرہ کو بار بار دیکھ رہا تھا، جب میں نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، میں نے آپ سے جو پہلا کلام سنا وہ یہ تھا:

افشوا السلام و اطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام۔

سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے بھتیجے بیان کرتے ہیں جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عثمان کے پاس گئے، حضرت عثمان نے پوچھا کس کام سے آئے ہو؟ کہا میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں، فرمایا پھر ان باغیوں کے پاس جاؤ اور ان کو بھگا دو، حضرت عبداللہ بن سلام باغیوں کے پاس گئے اور فرمایا زمانہ جاہلیت میں میرا نام "فلاں" تھا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ میرے متعلق قرآن مجید میں یہ آیات نازل ہوئیں:

وشھد شاھد من بنی اسرائیل علی مثلہ فاٰمن واستکبرتم۔ (احقاف: ۱۰)

بنو اسرائیل میں سے ایک گواہ اس (قرآن مجید) پر گواہی دے چکا ہے، وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا!

اور یہ آیت نازل ہوئی:

قل کفٰی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتٰب۔ (رعد: ۴۳)

فرما دیجئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔

تمہارے اس شہر میں فرشتے آتے رہتے ہیں، اس شہر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے آئے، تم لوگ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

اس شخص کو قتل کرنے کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ، بہ خدا اگر تم نے اس شخص کو قتل کر دیا تو تمہارے پڑوسی فرشتے تم کو نکال باہر کریں گے اور اللہ اپنی تلوار کو میان سے نکال لیگا۔ پھر قیامت تک وہ تلوار میان میں نہیں جائے گی ، باغیوں نے کہا اس یہودی اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔

زید بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاذ بن جبل پر موت کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ ابو عبد الرحمن ہم کو وصیت کیجئے انھوں نے کہا مجھے بٹھاؤ ، انھوں نے کہا علم اور ایمان ایک جگہ پر ہیں جو ان کو طلب کرے گا وہ ان کو حاصل کر لے گا ، تم علم کو چار آدمیوں کے پاس تلاش کرو ، حضرت عویمر ابو درداء ، حضرت سلمان فارسی ، حضرت عبد اللہ بن مسعود ، اور حضرت عبد اللہ بن سلام کے پاس جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ وہ جنت میں جانے والے دس شخصوں میں سے دسویں ہیں ، حضرت عبد اللہ بن سلام سنہ ۴۳ھ میں فوت ہوئے۔[1]

بَابُ ۲۳۷ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۶۲ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اُنْشِدُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے ، درآں حالیکہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے ، حضرت عمر نے گھور کر ان کی طرف دیکھا ، حضرت حسان نے کہا میں مسجد میں اس وقت بھی شعر پڑھتا تھا جب مسجد میں تم سے افضل شخص موجود تھے ، پھر انھوں نے حضرت ابوہریرہ کی طرف مڑ کر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں ، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے : میری طرف سے جواب دو ! اے اللہ ! اس کی روح القدس سے تائید فرما ، انھوں نے کہا ہاں۔

۶۲۶۳ - حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَسَّانَ قَالَ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهِمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ ایک حلقہ میں حضرت ابو ہریرہ بیٹھے ہوئے تھے ، حضرت حسان نے ان سے کہا : اے ابو ہریرہ ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ، کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۶ ، ۱۰۷ ، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ، ایران

Ataunnabi.com

أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ گواہی طلب کی میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے حسان! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس کی طرف سے تائید فرما! حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں!

۶۲۶۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ (وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ) قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ أُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان (کافروں) کی ہجو کرو اور جبرائیل بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

۶۲۶۶ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۲۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي دَعْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بہت کچھ کہا تھا (یعنی تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل تھے) میں نے ان کو برا کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے اس کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ رسول اللہ کی طرف سے کافروں کو جواب دیتے تھے۔

۶۲۶۸ - حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۲۶۹ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ فَقَالَ ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ

مسروق کہتے ہیں میں حضرت عائشہ کے پاس گیا، دراں حالیکہ ان کے پاس حضرت حسان بیٹھے ہوئے ان کو اپنے اشعار سنا رہے تھے، انھوں نے کہا:

وہ پاکیزہ اور عقل مند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهٗ عَآئِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِيْنَ لَهٗ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ فَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى اِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ اَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وہ صبح غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

حضرت عائشہ نے ان سے (تعجباً) فرمایا لیکن تم اس طرح نہیں تھے، مسروق نے کہا آپ ان کو اپنے پاس آنے کی کیوں اجازت دیتی ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جس نے ان میں سے اس (بہتان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ (نور: ۱۱) حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے ہونے سے زیادہ اور کون سا بڑا عذاب ہوگا؟ حسان تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے، یا ان کی ہجو کرتے تھے۔

۶۲۷۰ - حَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ قَالَتْ كَانَ يَذُبُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَصَانٌ رَزَانٌ۔

اسی سند کے ساتھ روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت حسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیتے تھے، اس روایت میں حصان رزان کے الفاظ نہیں ہیں۔

۶۲۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ حَسَّانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّيْ فِيْ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ كَيْفَ بِقَرَابَتِيْ مِنْهُ قَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْخَمِيْرِ فَقَالَ حَسَّانُ ؎

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَّوَالِدُكَ الْعَبْدُ

قَصِيْدَتَهٗ هٰذِهٖ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ابوسفیان کی ہجو کرنے کی اجازت دیجیے، آپ نے فرمایا اس کے ساتھ میری جو قرابت ہے اس کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت دی ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، پھر حضرت حسان نے یہ قصیدہ کہا۔

آل ہاشم کی بزرگی کا کوہان
بنت مخزوم کی اولاد ہے اور تیرا باپ تو غلام تھا۔

۶۲۷۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَمْ يَذْكُرْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی، اور ابوسفیان کا ذکر نہیں کیا اور خمیر کی بجائے عجین کا ذکر کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

أَبَا سُفْيَانَ وَقَالَ بَدَلَ الْخَمِيرِ الْعَجِينَ -

٦٢٧٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ اهْجُهُمْ فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کی، ہجو کرو، کیونکہ ان پر اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے پھر آپ نے حضرت ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفار قریش کی، ہجو کرو، انھوں نے کفار قریش کی ہجو کی، وہ آپ کو پسند نہیں آئی، پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک کی طرف پیغام بھیجا، پھر حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا، جب حضرت حسان آپ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اب وقت آگیا ہے آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے، پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے، پھر کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، کیونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان میں میرا نسب بھی ہے تاکہ ابوبکر میرا نسب ان سے الگ کر دیں، حضرت حسان حضرت ابوبکر کے پاس گئے، پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک تم اللہ اور رسول کی طرف سے جواب دیتے رہتے ہو روح القدس تمہاری تائید کرتا رہتا ہے، نیز حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا، حضرت حسان کے وہ اشعار یہ ہیں:

قَالَ حَسَّانُ ؎

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَآءُ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی جو نیک اور ادیان باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔

(۳) فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَآءُ

بلا شبہ میرے ماں باپ اور میری عزت، تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان

(۴) ثَكِلْتُ بُنَيَّتِیْ اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَیْ كَدَآءُ

میں خود پر گریہ کروں (یعنی مر جاؤں) اگر تم گھوڑوں کو مقام کداء کی طرف گرد اڑاتے نہ دیکھو۔

(۵) يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَآءُ

وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ

ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان کی منہ تھنیوں کو عورتیں دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

(۷) فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَآءُ

اگر تم ہم سے روگردانی کرو تو ہم عمرہ کر لیں گے پردہ اٹھ جائے گا اور فتح حاصل ہو جائے گی۔

(۸) وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ورنہ اس دن کا انتظار کرو گے جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے ایک بندہ کو رسول بنایا ہے، جو حق کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ایک لشکر بنایا ہے جو انصار ہیں اور ان کا مقصد صرف دشمن کا مقابلہ کرنا ہے

(۱۱) يُلَاقِیْ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَآءُ

وہ لشکر ہر روز مذمت، جنگ یا ہجو کرنے کے لیے تیار ہے۔

(۱۲) فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَآءُ

پس تم میں سے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرے، تعریف کرے، یا آپ کی مدد کرے، سب برابر ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

(۱۳) وَجِبْرِيلُ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

ہم میں اللہ کے رسول جبرائیل موجود ہیں وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی کفو نہیں ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام ونسب یہ ہے:

حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناہ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔ ان کی کنیت ابوالولید ہے۔ ایک قول ہے ابوعبدالرحمن کنیت ہے، اور ایک قول ہے کہ ابوالحسام کنیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے مسجد میں منبر نصب کراتے تھے، یہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تائید کرتا ہے، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۰۳ کا خلاصہ بیان کیا ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حد قذف لگائی جنہوں نے حضرت عائشہ کے متعلق تہمت لگانے میں حصہ لیا تھا، ان سب کو اسی اسی کوڑے حد لگائی گئی، جن لوگوں پہ حد لگائی گئی ان میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کا شمار بھی کیا گیا ہے۔

حضرت حسان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل تھے اور بعض کے قول کے مطابق ان کو بھی حد لگائی گئی اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے، انھوں نے کہا حضرت عائشہ طواف کر رہی تھیں، اور ان کے ساتھ ام حکیم بنت خالد بن عاص اور ام حکیم بنت عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی تھیں، انھوں نے حضرت حسان بن ثابت کا ذکر کر کے ان کی مذمت کی، حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا کیونکہ وہ اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کرتے تھے، کیا ان کا یہ شعر نہیں ہے:

فان ابی ووالدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

میرے ماں باپ اور میری عزت تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بچانے کے لیے قربان ہے۔

حضرت عائشہ نے کہا حضرت حسان مجھ پر تہمت لگانے سے بری ہیں، ان دونوں نے کہا کیا انھوں نے آپ کے متعلق وہ سب کچھ نہیں کہا، حضرت عائشہ نے فرمایا انھوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ان کے اشعار یہ ہیں:

حصان رزان ما تزن بریبة وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

وہ پاکیزہ اور عقلمند ہیں ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں ہے۔ وہ صبح کو غافلوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں، (یعنی وہ کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

فان کان ما قد قیل عنی قلته فلا رفعت سوطی الی اناملی

جو قول میری طرف منسوب کیا گیا ہے اگر واقعی وہ میں نے کہا ہے تو میں اپنے کوڑے کو اپنے ہاتھ سے نہ اٹھا سکوں (یعنی میرے ہاتھ بیکار ہو جائیں)

مصنف کہتا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۶۲۶۷ اور حدیث نمبر ۶۲۶۹ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسان تہمت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لگانے والوں میں شامل تھے اور صحیح مسلم کی روایات علامہ ابن اثیر کی بغیر سند کے ذکر کردہ روایت سے کہیں قوی ہیں، بہرحال جب ان پر حد لگ گئی تو وہ پاک ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ ان کا خیر کے ساتھ ذکر کیا وہ مداح رسول تھے اور حضور کی مدافعت میں کفار سے زبانی جہاد کرتے تھے، ہم نے صرف تاریخی واقعہ کی نوعیت بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کیا ہے، ورنہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن اعتقاد رکھنا چاہیے اور خیر کے ساتھ ان کا ذکر کرنا چاہیے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت حسان دل کے فطرۃً کمزور تھے اسی لیے کسی غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے، غزوۂ خندق میں عورتوں کے ساتھ قلعہ میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب بھی اسی قلعہ میں تھیں، ایک یہودی نے قلعہ کے گرد چکر لگایا، حضرت صفیہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہودیوں کو اطلاع ہو گئی تو بڑی مشکل ہو گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشغول تھے، انھوں نے حضرت حسان سے کہا اس کو مار دو ورنہ یہ جا کر یہودیوں کو خبر کر دے گا، حضرت حسان نے کہا آپ کو معلوم ہے میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے، حضرت صفیہ نے یہ سن کر خود خیمہ کی چوب اٹھائی اور مردانہ وار نکل کر مقابلہ کیا اور اس یہودی کو قتل کر کے کہا جاؤ اب جا کر اس کا سامان اتار لاؤ، حضرت حسان نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضرت علی کی خلافت میں ۴۰ھ سے پہلے فوت ہو گئے، ایک قول ۵۰ھ اور ایک قول ۵۴ھ کا بھی ہے، اس پر اتفاق ہے کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ انھوں نے ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں ان کے باپ ثابت اور ان کے دادا منذر اور ان کے پردادا احرام کی عمر میں بھی ایک سو بیس سال تھیں، ایک نسل کے چار افراد کی عمروں کا ایک سو بیس سال کا ہونا عرب میں واحد مثال ہے۔ [۱]

بَابٌ ۸۷ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں، میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھ کو ناگوار گزری، میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی

---

[۱] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۷، ۶ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان، ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰی عَلَیَّ فَدَعَوْتُھَا الْیَوْمَ فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْکَ مَا اَکْرَہُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّھْدِیَ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَۃِ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا ھُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَکَانَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَۃَ الْمَآءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَھَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِھَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہٗ وَاَنَا اَبْکِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰہُ دَعْوَتَکَ وَھَدٰی اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَقَالَ خَیْرًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُحَبِّبَھُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا یَعْنِیْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْھِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ یَّسْمَعُ بِیْ وَلَا یَرَانِیْ اِلَّا اَحَبَّنِیْ ۔

ماں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گذرا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لے کر خوشی سے روانہ ہوا، جب میں گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا، ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی، اس نے کہا اے ابوہریرہ! اپنی جگہ ٹھیرو، پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، میری ماں نے غسل کیا اور قمیص پہنی اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے باہر آئیں، پھر دروازہ کھولا اور کہا: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر میں خوشی سے روتا ہوا حضور کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کلمہ خیر فرمایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے۔ اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اپنے اس بندے (حضور کی مراد ابوہریرہ تھی) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا کر دے۔ اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے، پھر ایسا کوئی مسلمان پیدا نہیں ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

ف: اے اللہ! قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں میں مصنف کی محبت پیدا کر دے اور تمام مسلمانوں کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے۔

۶۲۷۵۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّاَبُوْ بَکْرِ بْنُ

اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ كُنْتُ رَجُلًا مِسْكِينًا أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ ثَوْبِي حَتَّى قَضَى حَدِيثَهُ ثُمَّ ضَمَمْتُهُ إِلَيَّ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ ۔

۶۲۷۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مَعْنٌ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ مَالِكًا انْتَهَى حَدِيثُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ إِلَى آخِرِهِ ۔

۶۲۷۷ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اللہ ہی حساب لینے والا ہے، میں ایک مسکین آدمی تھا، پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، مہاجرین کو بازار کی خرید فروخت سے فرصت نہ تھی، اور انصار اپنے اموال کی حفاظت میں مشغول رہتے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا بچھا دے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا حتیٰ کہ آپ نے اپنی حدیث پوری کر لی، پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا، اس کے بعد آپ سے سنی ہوئی بات کو کبھی نہیں بھولا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ کون اپنا کپڑا پھیلاتا ہے آخیر حدیث تک۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم کو ابوہریرہ پر تعجب نہیں ہوتا! وہ آئے اور میرے حجرے کے پہلو میں بیٹھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے، میں اس وقت تسبیح پڑھ رہی تھی وہ مجھ کو احادیث سنانے لگے، اور میری تسبیح ختم ہونے سے پہلے اٹھ گئے اگر مجھے بات کرنے کا موقع ملتا تو میں ان کو ٹوکتی، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے، ـــــــ ابن مسیب نے کہا حضرت ابوہریرہ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت

Ataunnabi.com
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالَ يَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ أَكْثَرَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يَتَحَدَّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ إِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَرَضِيهِمْ وَإِنَّ إِخْوَانِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا وَلَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ فَيَأْخُذُ مِنْ حَدِيثِي هَذَا ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى صَدْرِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَدِيثِهِ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ وَلَوْلَا آيَتَانِ أَنْزَلَهُمَا اللَّهُ فِي كِتَابِهِ مَا حَدَّثْتُ شَيْئًا أَبَدًا إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ۔

احادیث بیان کرتے ہیں، اور اللہ ہی حساب لینے والا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مہاجرین اور انصار ابوہریرہ کی طرح احادیث بیان نہیں کرتے؟ میں تم کو اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، میرے انصار بھائیوں کو ان کی کھیتی باڑی کا کام مشغول رکھتا تھا اور مہاجرین بھائیوں کو بازار کی خرید و فروخت مصروف رکھتی تھی اور میں پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، جب وہ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا تھا اور جن باتوں کو وہ بھول جاتے تھے میں ان کو یاد رکھتا تھا، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون شخص اپنا کپڑا بچھائے گا تاکہ میری اس حدیث کو یاد رکھے، پھر اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگائے تو پھر وہ شخص کبھی کوئی سنی ہوئی بات نہیں بھولے گا، پھر میں نے اپنی چادر بچھا دی، پھر اس کے بعد میں آج تک حضور کی بیان کی ہوئی کوئی حدیث نہیں بھولا، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ دو آیتیں نازل نہ کی ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا: "لوگوں کے لیے کتاب میں ہمارے بیان فرما دینے کے بعد جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بے شک اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور (سب) لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

۶۲۷۸- **وَحَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم کی احادیث بہت بیان کرتا ہے۔ پھر حسب سابق ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:
حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور انھوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان کا نسب دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن مالک بن نصر بن الازد سے متعلق ہے۔

ان کے نام میں بہت اختلاف ہے، کسی اور صحابی کے نام میں اتنا اختلاف نہیں ہے، ان کے نام کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں:

عبداللہ بن عامر، بریر بن عشرقہ، سکین بن دومتہ، عبداللہ بن عبد شمس، عبد شمس، عبد نہم، عبد غنم، عبد عمرو بن عبد غنم، عمرو بن علی القلاس، بہرحال اسلام لانے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا، اس میں بھی دو قول ہیں، عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس تھا اور اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا، اور میری کنیت کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن مجھے ایک ھرہ (بلی) ملی۔ میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ لیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری آستین میں بلی دیکھ کر فرمایا: اے ابوہریرہ!

حضرت ابوہریرہ نے فتح خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور پھر علم کی طلب میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے احادیث سنتا ہوں اور مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی، پھر آپ نے بہت سی احادیث بیان کیں جن کو میں پھر کبھی نہیں بھولا، نیز حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا اور سب سے زیادہ احادیث یاد رکھتا تھا۔ امام بخاری نے کہا حضرت ابوہریرہ سے احادیث روایت کرنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ ہے، جن میں صحابی اور تابعی شامل ہیں، صحابہ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع نے ان سے احادیث روایت کی ہیں، حضرت عمر نے ان کو بحرین کا عامل بنایا پھر معزول کر دیا، پھر دوبارہ عامل بنانا چاہا لیکن حضرت ابوہریرہ نے انکار کر دیا، مدینہ میں رہے اور وہیں وفات ہوئی، حضرت ابوہریرہ ۵۷ھ میں فوت ہوئے، ہیثم بن عدی نے کہا حضرت ابوہریرہ ۵۸ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال عقیق میں ہوا اور امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [1]

بَابٌ ۸۷۵ مِنْ فَضَائِلِ اَهْلِ بَدْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَحَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ

اہل بدر رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا عذر

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جذری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۱۷-۳۱۵، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ ائْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ حَلِيفًا لَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِمَّنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ، وہاں ایک مسافرہ ملے گی جس کے پاس ایک خط ہوگا تم اس سے وہ خط لے لینا، ہم لوگ روانہ ہو گئے، ہم نے اپنے گھوڑوں کو دوڑایا، پھر ہم کو ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے، اس نے اپنے بالوں کے گچھے سے خط نکال کر دیا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ خط لے کر آئے، اس خط میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے بعض مشرکین کو خبر دی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ کریں، میں قریش کے ساتھ چپاں تھا، سفیان نے کہا وہ ان کے حلیف تھے، اور قریش سے نہ تھے، آپ کے ساتھ جو مہاجر ہیں ان کی وہاں رشتہ داریاں ہیں، ان رشتہ داریوں کی بناء پر قریش ان کے اہل و عیال کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ چاہا کہ ہر چند کہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تاہم میں ان پر ایک احسان کرتا ہوں، جس کی وجہ سے وہ (مکہ میں) میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ اقدام (یعنی کفار کو خط لکھنا) کسی کفر کی وجہ سے نہیں کیا، نہ اپنے دین سے مرتد ہونے کی بناء پر کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کے سبب سے کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ ذِكْرُ الْآيَةِ وَجَعَلَهَا إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ مِنْ تِلَاوَةِ سُفْيَانَ ـ

کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں حاضر ہو لے ہے، اور تم کیا جانو کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے تمام حالات سے واقف ہے، اور اس نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، ابوبکر اور زہیر کی روایت میں اس آیت کا ذکر نہیں ہے، اور اسحاق نے اپنی روایت میں سفیان کی تلاوت کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔

۶۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبٍ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ ـ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت ابومرثد غنوی اور حضرت زبیر بن عوام کو روانہ کیا، ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے، آپ نے فرمایا: تم خاخ کے باغ کی طرف روانہ ہو، وہاں ایک مشرکہ عورت ہوگی، اس کے پاس مشرکین کے نام حاطب کا ایک خط ہوگا۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ـ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب کا ایک غلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا، یا رسول اللہ! حاطب دوزخ میں داخل ہو جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔

کفار کے لیے جاسوسی کرنے والے کا حکم

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نیز اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں کی کوئی حرمت نہیں ہے، اور ان سے جاسوسی کا مواد برآمد کرنے کے لیے ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی، خواہ جاسوس عورت ہو یا مرد، نیز اگر ملکی یا ملی مصلحت ہو تو مقسد کا ستر کھولنا جائز ہے، یا اگر اس کے ستر سے فساد ہوتا ہو تب بھی ستر کھولنا جائز ہے، ستر اس وقت مستحب ہے جب اس میں کوئی فساد نہ ہو، نیز اس میں یہ ثبوت بھی ہے کہ غیر ملک کے لیے جاسوسی کرنا گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے، اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گنہ گار پر امام کی اجازت کے بغیر کوئی حد یا تعزیر نہیں ہے، امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو تعزیر لگائی جائے گی، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، بعض مالکیہ کا مذہب یہ ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے، اور بعض دوسرے مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ خواہ وہ توبہ کرے پھر بھی اس کو قتل کر دیا جائے اور امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے۔ [1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کا عذر قبول کر لیا تھا، اس کے باوجود حضرت عمر کا یہ فرمانا "آپ اجازت دیں تو میں اس منافق کا سر اڑا دوں" فرط حمیت دین پر محمول ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی سے مروی ہے کہ غیر ملکی جاسوس کو سزا دی جائے گی اور اس کو لمبے عرصہ کے لیے قید میں رکھا جائے گا، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ ذی حیثیت مسلمان ہو تو اس کو قتل کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر غیر ملکی جاسوس کافر ہو تو اس نے عہد شکنی کی ہے، اصبغ نے کہا ہے کہ اگر جاسوس حربی ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر مسلمان یا ذمی ہے تو ان کو سزا دی جائے گی، ہاں اگر وہ اسلام کے خلاف کام کر رہے ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

اس حدیث میں علامات نبوت کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کیا کہ فلاں جگہ پر فلاں عورت خط کو لے کر جا رہی ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ گناہوں کے وقوع سے پہلے بھی ان کی مغفرت جائز ہے، ابن عربی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کے کپڑے اتارنا جائز ہے، علامہ ابن جوزی نے کہا جو شخص کسی ممنوع کام کو کسی تاویل سے کرے اس کا حکم اس سے مختلف ہے جو کسی ممنوع کام کو بغیر کسی تاویل کے عمداً کرے، کیونکہ حضرت حاطب نے ایک تاویل سے جاسوسی کی تھی تو ان کی تقصیر معاف کر دی گئی، اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ جو شخص کسی ممنوع کام کے ارتکاب کی تاویل بیان کرے، اس کی تاویل کو قبول کر لیا جائے خواہ اس کی تاویل خلاف ظاہر ہو۔ [2]

(اے اہل بدر! تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہارے لیے مغفرت کر دی ہے۔"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے متعلق فرمایا تم جو دل چاہے کرو اللہ تعالیٰ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۲۵۰-۲۵۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

نے تمہیں بخش دیا ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ان سے ان کے گناہوں پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، ورنہ اگر ان میں سے کسی نے ایسا کام کیا جس پر حد یا تعزیر واجب ہوتی ہے تو دنیا میں اس پر حد یا تعزیر لگائی جائے گی، قاضی عیاض نے کہا کہ حد قائم کرنے پر اجماع ہے، حضرت عمر نے بعض پر حد جاری کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح پر حد قذف لگائی، حالانکہ وہ بدری صحابی تھے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اصحاب بدر کے لیے بہت بشارت ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، بعض احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور بعض احادیث میں ہے میں نے تمہارے لیے جنت کو واجب کر دیا، امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے، اور امام احمد نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے "جو شخص بدر میں حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ہرگز داخل نہیں کرے گا" یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ "تم جو چاہو عمل کرو" بظاہر یہ امر اباحت کے لیے ہے، یعنی بدریین کے لیے ہر کام مباح ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور یہ چیز خلاف شرع ہے، اس اشکال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ افعال ماضیہ کی خبر ہے، یعنی اصحاب بدر کے ماضی میں کیے ہوئے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ سے قد غفرت لکم "میں نے تمہارے لیے بخش دیا" فرمایا، یہ نہیں فرمایا ساغفر لکم "میں عنقریب تمہارے لیے بخش دوں گا"، لیکن یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اگر اس بشارت سے اہل بدر کے پچھلے گناہوں کی معافی مراد ہوتی تو پھر اس حدیث سے حضرت حاطب کی مغفرت پر استدلال درست نہ ہوتا، کیونکہ حضرت حاطب کا یہ واقعہ غزوہ بدر کے چھ سال بعد (فتح مکہ سے ذرا پہلے) واقع ہوا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ بشارت اہل بدر کے تمام گناہوں کی مغفرت کو شامل ہے خواہ وہ گناہ ماضی کے ہوں یا مستقبل کے، اور اس بشارت کو صیغہ ماضی کے ساتھ تعبیر کرنا اس کے تحقق وقوع کو بیان کرنے کے لیے ہے، دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اعملوا "جو چاہے عمل کرو" محض تشریف اور تکریم کے لیے ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ صادر ہو گیا تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، اور ان کو اس بشارت کے ساتھ اس لیے خاص کیا گیا کہ بدر میں کفر و اسلام کا پہلا معرکہ برپا ہوا اور اصحاب بدر نے بے سروسامان ہوتے ہوئے اپنے سے تین گنا زیادہ مسلح لشکر کے ساتھ مردانہ وار جنگ کی اور ان کو شکست دی، اس وجہ سے وہ اس انعام کے مستحق ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بعد میں صادر ہونے والے گناہوں کو بھی بخش دیا، یعنی غزوہ بدر کے بعد تم جو عمل بھی کرو گے وہ بخش دیا جائے گا، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بشارت ہے کہ اصحاب بدر سے گناہ سرزد نہیں ہوں گے، لیکن اس جواب پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت قدامہ بن مظعون

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

Ataunnabi.com

بدری صحابی تھے انہوں نے حضرت عمر کے دور خلافت میں شراب پی اور حضرت عمر نے ان پر حد لگائی، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس بشارت کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے، اگر دنیا میں کوئی ایسا جرم کیا جس پر حد واجب ہوتی ہو تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

مجھ پر اس اشکال کا یہ جواب منکشف ہوا کہ اس حدیث میں اکرام اور تشریف کے اعتبار سے خطاب ہے، جو اس معنی کو متضمن ہے کہ اصحاب بدر نے ایسی نیکیاں کیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پچھلے گناہوں کو بخش دیا اور ان نیکیوں کی وجہ سے وہ اس انعام کے اہل ہو گئے کہ اگر بعد میں بھی ان سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو بھی بخش دیا جائے، اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فی الفور ان کے تمام مستقبل کے گناہ بخش دیے۔ بلکہ ان کی خصوصی نیکیوں کی بناء پر ان کو یہ صلاحیت حاصل ہو گئی کہ اگر ان سے بعد میں کوئی گناہ ہو گیا تو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بھی بخش دے گا اور کسی چیز کے وجود کی صلاحیت سے اس چیز کا بالفعل ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً اگر کسی شخص میں قضا یا خلافت کی صلاحیت ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بالفعل قاضی یا خلیفہ ہو، اس لیے جس شخص میں مؤاخذہ سے مغفرت کی اہلیت ہو گی تو اس کا بالفعل مغفور ہونا لازم نہیں آئے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خبر کے صدق کو ظاہر کر دیا اور تمام بدری صحابہ تا دم مرگ اہل جنت کے اعمال پر قائم رہے اور اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو تو اس پر حد جاری ہو گئی (جس سے وہ پاک ہو گیا) یا اس نے توبہ کر لی اور وہ پاک صاف ہو کر اللہ سے جا ملا اور جس شخص نے اہل بدر کی سیرت کا مطالعہ کیا ہو گا اس پر یہ امر واضح ہو گا۔ [2]

علامہ بدرالدین عینی کے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اہل بدر کے لیے مغفرت کی اس بشارت کا یہ مطلب ہو کہ وہ بالفعل مغفور نہیں ہیں لیکن انہیں مستقبل کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی ہے تو اس میں ان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، کیونکہ جو شخص بھی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اس کو بعد کے گناہوں کی مغفرت کی اہلیت حاصل ہو گئی اور اس کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کے گناہوں کو بخش دے گا۔

مصنف کے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ اس حدیث میں اہل بدر کے لیے یہ بشارت ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اور ان کو (العیاذ باللہ) ارتداد سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ ضامن ہو گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اول تو ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو گا اور اگر کسی سے کوئی گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ان کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے دے گا، اس لیے ان سے فرمایا کہ تم کفر اور نفاق پر موت کے خطرہ سے مت ڈرو "اعملوا ما شئتم" "جو عمل چاہو کرو"، اللہ تم کو کفر اور نفاق سے محفوظ رکھے گا، تمہارے اعمال میں بالعموم کوئی گناہ آنے نہیں دے گا اور اگر شامت نفس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو توبہ یا حد کے ذریعہ موت سے پہلے تم کو پاک کر دے گا۔ اس توجیہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا، متقدمین میں سے کسی کا ذہن اس توجیہ کی طرف نہیں گیا، رب کریم نے اپنے حبیب لبیب کے تصدق سے اس توجیہ کو صرف اس ناکارہ کے ذہن میں القاء کیا ہے والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۷، ص ۳۰۶، ۳۰۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۲۵۶، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علی سیدنا محمد خاتم النبیین افضل الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین ۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت

علماء شیعہ کی روایات سے استدلال اور دعوی ارتداد کا بطلان

شیعہ علماء کی معتبر تصانیف میں بھی اصحاب بدر کی اس بشارت کا ذکر ہے۔
شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی اس پوری روایت کو نقل کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقام عمر بن الخطاب وقال: یا رسول اللہ مرنی بان اضرب عنقہ فانہ نافق فقال رسول اللہ: انہ من اھل بدر، ولعل اللہ تعالیٰ اطلع اطلاعۃ فغفر لھم۔[1]

حضرت عمر بن الخطاب نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ مجھے حکم دیں میں اس کی گردن اڑا دوں کیونکہ اس نے منافقت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہل بدر سے ہے، اور تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان کے احوال پر) مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

شیخ ابوعلی طبرسی بھی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اس کے آخر میں ہے:

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فغفر لھم فقال لھم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تمہیں کیا معلوم! تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر (کے احوال) پر مطلع ہے اور اس نے ان کی مغفرت کر دی اور ان سے فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا جس کے آخر میں ہے:

رسول فرمود کہ وے از اہل بدر است، و خدائے تعالیٰ بدریان را وعدہ مغفرت دادہ وایشان را بخطاب مستطاب "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" نوازش فرمودہ امید ہست کہ باب مغفرت نامہ سیاہ او را بشوید۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ (حضرت حاطب) اصحاب بدر میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے" اور جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے" کے پیارے خطاب سے ان کو نوازا ہے، امید ہے کہ اس مغفرت سے اس کا سیاہ نامۂ اعمال دھل جائے گا۔

[1] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، التبیان ج ۹ ص ۵،۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[2] شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۹ ص ۴۰۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران
[3] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۹ ص ۲۴۷، کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ خیابان ناصر خسرو ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مستند علماء شیعہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے اور اس کو اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے، کہ تمام اہل بدر بخشے ہوئے ہیں اور ایمان پر خاتمہ اور اسلام پر استقامت کے بغیر مغفرت ممکن نہیں ہے، اس سے واضح ہو گیا کہ تمام اہل بدر اسلام پر قائم رہے اور ان کا اسلام پر خاتمہ ہوا، اور تمام اہل بدر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر حقیقۃً موجود تھے اور حضرت عثمان حکماً موجود تھے اور باقی تمام صحابہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے متبع تھے سو اس میں ان کی استقامت کی بھی دلیل ہے اور شیعہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین صحابہ کے سوا باقی سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے (العیاذ باللہ!) کیونکہ غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ صحابہ شریک تھے اور ان تین سو تیرہ صحابہ کا ایمان پر فوت ہونا، اسلام پر قائم رہنا اور ان کا مغفور ہونا اس حدیث کی نص صریح سے ثابت ہو گیا و للہ الحمد!

بَابُ ۸۷۶ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اصحاب شجرہ یعنی اہل بیعت رضوان رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۲ - حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا قَالَتْ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا.

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا "ان شاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، حضرت حفصہ نے کہا، یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے ان کو جھڑکا، حضرت حفصہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم میں سے ہر شخص جہنم سے گذرنے والا ہے! نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب بیعت رضوان قطعی طور پر جہنم میں داخل نہیں ہوں گے اور ان شاء اللہ کا کلمہ آپ نے تبرک کے لیے فرمایا ہے، شک کے لیے نہیں فرمایا، حضرت حفصہ نے جو قرآن مجید کی آیت سے معارضہ کیا اس کی وجہ اس آیت کا مطلب سمجھنا تھا مقابلہ کرنا نہیں تھا جیسا کہ حضور کے جواب سے ظاہر ہو گیا، اس حدیث میں کسی بات کو سمجھنے کے لیے اعتراض اور جواب اور مناظرہ کا ثبوت ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو جہنم سے گذرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد پل صراط ہے جس کو جہنم پر نصب کیا گیا ہے۔ کفار اس پل سے جہنم میں گر جائیں گے اور مسلمان نجات پا جائیں گے۔ [1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سمیت چودہ سو سے زائد صحابہ کے ایمان اور اسلام کی استقامت پر استدلال

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ۵ و مغانم کثیرۃ یاخذونھا ط وکان اللہ عزیزا حکیما (فتح : ۱۹ - ۱۸)

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، جو کچھ ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا، سو اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرمایا، اور انہیں عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جن کو وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے، بڑی حکمت والا ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر، خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی سمیت چودہ سو صحابہ تھے اور ان سب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام مومنین سے راضی ہو گیا، اور جس شخص کا خاتمہ کفر پر ہوا اور جو بعد میں مرتد ہو جائے، اس سے اللہ تعالیٰ پہلے راضی نہیں ہو سکتا کیونکہ مرتد کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا اور جس کا عمل بیعت مقبول نہ ہوا ہو اور جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اس سے اللہ تعالیٰ کیسے راضی ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ خود قرآن مجید کی تصریح کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا یرضی لعبادہ الکفر (زمر: ۷) وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پر راضی نہیں ہے۔

فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین۔ (توبہ: ۹۶) بے شک اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ جب انہوں نے حدیبیہ میں بیعت کی اس وقت راضی ہوا اور بعد میں جب وہ مرتد ہو گئے تو ناراض ہو گیا تو سوال یہ ہے کہ جس وقت انہوں نے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اس وقت اس کو ان کے مرتد ہونے کا علم تھا یا نہیں اگر علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کا (العیاذ باللہ) جہل لازم آیا، اور اگر ان کے مرتد ہونے کا علم تھا اس کے باوجود ان سے راضی ہو گیا تو یہ خود قرآن مجید کی ان مذکور الصدر آیات کے خلاف ہے!

بہر حال قرآن مجید کی ان آیات سے تمام اصحاب بیعت رضوان کا اسلام پر قائم رہنا اور ایمان پر خاتمہ ثابت ہو گیا اور یہ بالاتفاق چودہ سو یا اس سے کچھ زائد صحابہ تھے۔

اہلِ سُنّت اور اہلِ تشیع کی متفق علیہ روایات سے اصحاب بیعت رضوان کی تعداد کا بیان

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مائۃ فبایعناہ وعمر اخذ بیدہ تحت الشجرۃ وھی سمرۃ۔ [1]

کے دن ہم چودہ سو نفر تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی، حضرت عمر درخت کے نیچے آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور یہ ببول کا درخت تھا۔

شیعہ علماء نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ اصحاب بیعت رضوان چودہ سو یا اس سے زائد نفر تھے۔

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس کان سبب بیعۃ رضوان بالحدیبیۃ تاخر عثمان حین بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی قریش انہم قتلوہ، فبایعہم علی قتال قریش. وقال ابن عباس: کانوا الفا وخمسمائۃ نفس وقال جابر: کانوا الفا واربعمائۃ نفس وقال ابن ابی اوفی الفا وثلثمائۃ والشجرۃ التی بایعوا تحتہا ھی السمرۃ۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ میں بیعت رضوان کا سبب یہ تھا، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا تھا، ان کو دیر ہو گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ قریش نے ان کو قتل کر دیا ہے تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے جنگ کرنے کے لیے صحابہ سے بیعت لی، حضرت ابن عباس نے کہا اصحاب بیعت رضوان پندرہ سو صحابہ تھے، حضرت جابر نے کہا چودہ سو صحابہ تھے۔ حضرت ابن ابی اوفی نے کہا تیرہ سو صحابہ تھے، جس درخت کے نیچے انھوں نے بیعت کی تھی وہ ببول کا درخت تھا۔

شیخ ابو علی طبرسی نے بھی بیعت رضوان کا یہی سبب بیان کیا ہے اور تعداد کے متعلق لکھتے ہیں:

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الحدیبیۃ فی بضع عشرۃ مائۃ من اصحابہ۔ [3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ سے نکلے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وایشان ہزار و پانصد یا چہار صد مرد بودند و بقول اشہر واصح ہزار و پانصد و بیست و پنج۔ [4]

اصحاب بیعت رضوان ایک ہزار پانچ سو یا ایک ہزار چار سو مرد تھے اور زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ ایک ہزار پانچ سو پچیس افراد تھے۔

بہرحال ان روایات سے واضح ہو گیا کہ حدیبیہ میں چودہ سو یا اس سے زیادہ صحابہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے راضی ہونے کے متعلق آیات نازل فرمائیں اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سمیت چودہ سو صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا اور جن سے اللہ تعالیٰ راضی

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

[3] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، انتشارات ناصر خسرو ایران

[4] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو ان کا ایمان پر خاتمہ اور ان کا اسلام پر قائم رہنا ضروری ہے، اس لیے شیعہ کا یہ کہنا باطل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین کے علاوہ سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان سے حضرت ابوبکر کی فضیلت پر شیخ طوسی کے اعتراضات

بیعت رضوان کی ان آیات سے

علماء اہل سنت حضرت ابوبکر کی فضیلت پر جو استدلال کرتے ہیں، شیعہ محقق شیخ طوسی نے اس استدلال پر ایک اعتراض کیا ہے، ہم پہلے ان کا اعتراض نقل کریں گے پھر اس کا جواب بیان کریں گے، فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

شیخ طوسی لکھتے ہیں:

اس آیت سے (حضرت) ابوبکر کی فضیلت پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ (حضرت) ابوبکر بھی درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا اور ان پر سکون نازل کیا، اور ان کے دلوں میں جو ایمان ہے اس کو جان لیا اور ان کو عنقریب فتح عطا فرمائے گا۔

یہ استدلال اس قول پر مبنی ہے کہ (لقد رضی اللہ عن المؤمنین میں المؤمنین میں) عموم ہے اور ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے اور اکثر مخالفین کا بھی یہی قول ہے اور جن کے نزدیک اس میں عموم نہیں ہے، ان کے نزدیک یہ آیت مجمل ہے اس کا معنی معلوم نہیں ہے، اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس لیے اس آیت میں تخصیص کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہ اوصاف تمام بیعت کرنے والوں میں نہیں تھے، اس لیے اللہ کی رضامندی کی تخصیص ان لوگوں کے ساتھ کرنا ضروری ہے، جن میں یہ اوصاف تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واثابھم فتحا قریبا "اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دے گا" اور تمام اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ بیعت رضوان کے بعد جو متصل فتح حاصل ہوئی وہ خیبر کی فتح ہے، اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہو گا، پھر آپ نے حضرت علی کو بلایا اور ان کو جھنڈا دے دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا، اس لیے واجب ہے کہ اس آیت کے حکم کے ساتھ حضرت علی مخصوص ہوں اور وہ لوگ جو حضرت علی کے ساتھ اس فتح میں شریک تھے، تاکہ ان بیعت کرنے والوں میں یہ صفات مکمل ہوں، علاوہ ازیں جن لوگوں نے بیعت کی ان میں (حضرت) طلحہ اور (حضرت) زبیر بھی تھے اور ان دونوں نے حضرت علی سے جنگ کی اس لیے یہ دونوں ایمان سے خارج ہو گئے اور معتزلہ کے نزدیک فاسق ہو گئے، اور بعد میں معصیت کا واقع ہونا اس وقت راضی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ [1]

[1] شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۸۰ھ، تبیان ج ۹ ص ۳۲۹-۳۲۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیخ طوسی کے اعتراضات کے جوابات

شیخ طوسی کا یہ کہنا باطل ہے کہ "عموم کے لیے کوئی منفرد صیغہ نہیں ہے"، جمع کا صیغہ عموم کے لیے ہوتا ہے، اگر عموم کا صیغہ نہ مانا جائے تو احکام تکلیفیہ ساقط ہو جائیں گے، لوگوں کو اللہ اور رسول پر جو ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے وہ جمع کے صیغۂ عموم سے ہے، نماز، روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کا جو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے وہ بھی جمع کے صیغۂ عموم سے ہے، اگر جمع کا صیغہ عموم کے لیے تسلیم نہ کیا جائے تو کوئی شخص اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا مکلف ہوگا نہ کوئی مسلمان احکام شرعیہ کا مکلف ہوگا۔

شیخ طوسی کا یہ کہنا بھی باطل ہے کہ یہ آیت مجمل ہے، مجمل اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کئی معنی ہوں اور متکلم کے بیان کے بغیر اس کے معنی کا تعین نہ کیا جا سکے اس کے برخلاف عام اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے متعدد افراد ہوں اور عام ان تمام افراد کو شامل ہوتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ "اللہ تعالیٰ ان تمام مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے"، لہٰذا بیعت کرنے والے مومنین سے بلا استثناء اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اور اس عموم کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

عن ام مبشر انها سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عند حفصۃ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد من الذین بایعوا تحتها[1]

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے حضرت حفصہ کے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جن اصحاب شجرہ نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو شیعہ علماء نے بھی بیان کیا ہے، شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

وہمہ اصحاب بیعت کردند برآنکہ مطلقاً راہ گریز نجویند تا آنکہ کشتہ شوند یا فتح نمایند حضرت فرمود کہ انتم الیوم خیر اہل الارض، شما امروز بہترین اہل زمینند و از جابر مرویست کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یک کسی بدوزخ نرود از آں مومناں کہ زیر درخت سمرہ بیعت کردند۔[2]

تمام اصحاب نے آپ سے اس پر بیعت کی کہ جب تک وہ قتل نہ کر دیے جائیں یا فتح حاصل نہ کر لیں بھاگیں گے نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے دن روئے زمین پر تم سب سے بہتر لوگ ہو" اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنھوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔

علماء شیعہ کی بیان کردہ اس روایت سے واضح ہو گیا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں عموم مراد ہے، اور اس درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اس نے ان کے دلوں کے ایمان کو جان لیا اور ان پر طمانیت اور سکون کو نازل کیا، اور ان پر فتح کا انعام کیا۔

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳-۳۰۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت سے بھی بیعت لی تھی، اس میں انھوں نے سخت تلبیس کی ہے آپ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر تو منافقین کی ایک جماعت سے بیعت نہیں لی تھی، مدینہ منورہ میں ظاہر حال کے اعتبار سے آپ نے اگر کسی منافق سے بیعت لی ہو تو اس سے یہاں معارضہ کرنا کہاں کا انصاف ہے، ثانیاً قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ درخت کے نیچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مومنین نے بیعت کی تھی، اور یہ کہنا کہ اس موقع پر منافقین نے بھی بیعت کی نص صریح قرآن کے خلاف ہے۔

شیخ طوسی نے جو یہ کہا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے والے مومنین کی جو صفات بیان کی ہیں وہ کاملاً صرف حضرت علی اور ان کے متبعین میں پائی جاتی ہیں کیونکہ واثابھم فتحا قریبا "اور ان کو عنقریب فتح کا انعام دیا"، اور اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے اور خیبر حضرت علی کے ہاتھوں فتح ہوا، یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر چند کہ خیبر کی فتح میں حضرت علی کی کارکردگی نمایاں تھی، لیکن فتح خیبر کا یہ مژدہ صرف حضرت علی کو نہیں ملا، یہ تمام مسلمانوں کے لیے مژدہ ہے، اس لیے غزوہ حدیبیہ میں شریک تمام بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی کا مژدہ سنایا اور یہ سب کی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، ان کے دلوں کے ایمان کو اس نے ظاہر کیا اور ان کو عنقریب فتح کی خوش خبری دی۔

شیخ طوسی نے یہ لکھا ہے کہ ان بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی تھے اور انھوں نے ایام فتنہ میں حضرت علی سے جنگ کی، اس وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہو گئے، سو یہ بھی غلط ہے، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی ایمان اور اسلام پر استقامت تو بیعت رضوان اور قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہو گئی اور حضرت علی سے جنگ کرنا ایک اجتہادی معاملہ تھا، یہ کوئی کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا مسلمانوں کے دو فریقوں کی آپس میں جنگ تھی۔ اور ہر دو فریق قابل صد احترام اور مجتہد صحابہ تھے نیز ہم حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی سوانح میں بیان کر چکے ہیں کہ بالآخر ان دونوں محترم صحابہ نے حضرت علی کی رائے سے اتفاق کر لیا تھا اور جنگ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

بیعت رضوان کے واقعہ میں حضرت عثمان کی خصوصی فضیلت یہ ہے:

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور حضرت عثمان کی وجہ سے آپ نے کفار قریش سے جنگ کا قصد کیا اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمان سے انتہائی محبت کا بیان ہے اور مکہ مکرمہ میں جب کفار قریش نے حضرت عثمان سے کہا کہ صرف تم خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں کعبہ کا طواف نہیں کروں گا، اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان کی انتہائی محبت کا اظہار ہے۔ ان تمام امور کا شیعہ علماء نے بھی اعتراف کیا ہے۔

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

گفتند ما محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را نگذاریم کہ در مکہ آید اگر تو مے خواہی طواف کن و باز گرد او گفت من پیش از رسول طواف نکنم۔[1]	کفار قریش نے کہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے نہیں دیں گے اگر تم چاہو تو طواف کر کے واپس چلے جاؤ، انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف نہیں کروں گا۔

[1] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۸ ص ۳۷۳، مطبوعہ کتاب فروشے علمیہ اسلامیہ ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ملا باقر مجلسی ایسے کٹر تبرائی رافضی نے بھی لکھا ہے کہ:

دبر روایت کلینی حضرت یک دست خود را بر دست دیگراز و برائے عثمان بیعت گرفت کہ چوں بیعت را بشکنید گناہش عظیم تر و عقابش شدید تر باشد۔ پس مسلمانان گفتند خوشا حال عثمان کہ طواف کعبہ وسعی میان صفا ومروہ کرد ومحل شد، حضرت فرمود: نخواہد کرد وچوں عثمان آمد حضرت پرسید طواف کردی؟ گفت چوں طواف نکردہ بودی من نکردم۔ ؎

کلینی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی تاکہ جب بیعت توڑے گا تو اس کا گناہ اور عذاب زیادہ ہوگا (یہ نکتہ مجلسی کے خبیث ذہن کی پیداوار ہے کلینی کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ سعیدی غفرلہ) پھر مسلمانوں نے کہا حضرت عثمان کیسے خوش نصیب ہیں کہ کعبہ کا طواف کرلیں گے اور صفا اور مروہ میں سعی کرلیں گے اور احرام کھول دیں گے حضور نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے! جب حضرت عثمان آئے تو حضور نے پوچھا: تم نے طواف کیا تھا؟ حضرت عثمان نے کہا جب آپ نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کرسکتا تھا۔

بَابُ[۸۷] مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ مُوْسٰی وَ اَبِیْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیَّیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کے فضائل

۶۲۸۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ قَالَ اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ مَا وَعَدْتَّنِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ فَقَالَ لَهُ الْاَعْرَابِيُّ اَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاَقْبِلَا اَنْتُمَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس وقت آپ مقام جعرانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اترے تھے، اور حضرت بلال بھی آپ کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی شخص آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ" اس اعرابی نے آپ سے کہا آپ نے مجھ سے بہت دفعہ کہا ہے "خوش ہو جاؤ" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فرمایا: اس شخص نے میری بشارت

؎ ملا محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۴۲۵ - ۴۲۴۔ مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَا قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا مِمَّا فِي إِنَائِكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً۔

کو مسترد کر دیا ہے، اب تم دونوں میری بشارت کو قبول کر لو، ان دونوں نے کہا: یا رسول اللہ ہم نے قبول کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا آپ نے اس پیالہ میں اپنے ہاتھ اور اپنا چہرہ دھویا، اور اس میں کلی کی، پھر فرمایا تم دونوں اس کو پی لو، اور اس کو اپنے اپنے چہرے اور سینہ پر مل لو، اور خوش ہو جاؤ، ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا، پھر ان دونوں کو حضرت ام سلمہ ام المومنین نے پردہ کی اوٹ سے آواز دی "اس برتن میں جو بچا ہوا پانی ہے وہ اپنی ماں کے لیے بھی لاؤ، پھر وہ اس میں سے کچھ پانی حضرت ام سلمہ کے لیے بھی لے گئے۔

۶۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ قَالَ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي جُشَمٍ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ قَاتِلِي تَرَاهُ ذٰلِكَ الَّذِي رَمَانِي قَالَ أَبُو مُوسَى فَقَصَدْتُ لَهُ فَاعْتَمَدْتُهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى عَنِّي ذَاهِبًا فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَسْتَ عَرَبِيًّا أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَالْتَقَيْتُ أَنَا وَهُوَ فَاخْتَلَفْنَا أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي عَامِرٍ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَتَلَ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو عامر کو ایک لشکر کے ساتھ اوطاس کی طرف روانہ کیا، درید بن صمہ نے ان کا مقابلہ کیا، وہ قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی، ——— حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی آپ نے حضرت ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا، حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگا تھا، بنو جشم کے ایک آدمی نے وہ تیر مارا تھا، وہ تیر ان کے گھٹنے میں گھس گیا تھا، میں ان کے پاس گیا اور پوچھا اے چچا آپ کو یہ تیر کس نے مارا تھا، حضرت ابو عامر نے حضرت ابو موسیٰ کو اشارہ کر کے بتایا: تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو وہ میرا قاتل ہے اسی نے مجھ کو تیر مارا ہے، حضرت ابو موسیٰ نے کہا میں نے اس شخص کا ارادہ کیا اور اس کو جا لیا، وہ مجھے دیکھ کر پشت پھیر کر بھاگا میں نے اس کا پیچھا کیا دراں حالیکہ میں اس سے کہہ رہا تھا، تجھے شرم نہیں آتی! کیا تو عرب نہیں ہے؟ کیا تو ٹھیرے گا نہیں! وہ ٹھیرا، پھر اس کا اور میرا مقابلہ ہوا، ہم دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے، پھر میں نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَبُو عَامِرٍ اسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ وَاسْتَعْمَلَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ وَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ إِنَّهُ مَاتَ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بَيْتٍ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ وَقَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقُلْتُ لَهُ قَالَ قُلْ لَهُ يَسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ أَوْ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى۔

تلوار سے ضرب لگا کر اس کو قتل کر دیا، پھر میں حضرت ابوعامر کی طرف لوٹا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے قاتل کو قتل کر دیا ہے، حضرت ابوعامر نے کہا اب اس تیر کو نکالو، میں نے تیر کو نکالا تو تیر کی جگہ سے پانی نکلا، انھوں نے کہا اے بھتیجے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، جا کر میرا سلام عرض کرو، اور ان سے عرض کرنا کہ ابوعامر یہ کہتا تھا کہ میرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں اور حضرت ابوعامر نے مجھے لوگوں کا امیر بنا دیا۔ وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے پھر فوت ہو گئے، جب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ بان کی ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس پر بستر تھا، اس کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت اور دونوں پہلوؤں پر چارپائی کے بانوں کے نشانات تھے، میں نے آپ کے سامنے اپنا اور حضرت ابوعامر کا ماجرا بیان کیا اور میں نے بتایا کہ انھوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے لیے استغفار کریں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! عبید ابی عامر کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر، یا فرمایا لوگوں پر فائق کر، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ کو معاف فرما، اور اس کو قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل فرما، حضرت ابوبردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا حضرت ابوعامر کے لیے ہے اور ایک حضرت ابوموسیٰ کے لیے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام و نسب یہ ہے: عبداللہ بن قیس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہیر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب ۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ ہے ۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ میں آئے اور سعید بن العاص کے حلیف بنے، وہ اپنے اشعری بھائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے تھے، پھر مسلمان ہوگئے اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، ابوعامر نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ مکہ مکرمہ آنے کے بعد پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، اور وہیں ٹھیرے رہے، پھر پچاس اشعریین کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر حبشہ چلے گئے، حضرت جعفر اور ان کے ساتھی بھی اسی وقت مکہ سے حبشہ گئے تھے، پھر یہ دونوں الگ الگ کشتیوں میں بیٹھ کر ایک ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب خیبر فتح ہوچکا تھا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ کو زبید اور عدن کا عامل مقرر کیا تھا، حضرت عمر نے ان کو بصرہ کا عامل مقرر کیا تھا، جس وقت حضرت عمر شہید ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ بصرہ کے عامل تھے، حضرت عثمان نے ان کو بصرہ پر مقرر رکھا، پھر حضرت عثمان نے ان کو معزول کر کے ابن عامر کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا، حضرت ابوموسیٰ بصرہ سے کوفہ چلے گئے اور وہیں رہے، پھر وہاں کے لوگوں نے حضرت عثمان سے مطالبہ کیا کہ حضرت ابوموسیٰ کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا جائے سو حضرت عثمان نے ان کو کوفہ کا عامل مقرر کر دیا، پھر حضرت عثمان کی شہادت تک یہ کوفہ کے عامل رہے پھر حضرت علی نے ان کو کوفہ سے معزول کر دیا، پھر حضرت علی نے ان کو اپنا حکم مقرر کیا، یہ واقعہ تاریخ میں مذکور ہے جسے کامل میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، ۴۲ھ میں حضرت ابوموسیٰ کا کوفہ میں انتقال ہوگیا، ایک قول یہ ہے کہ مکہ میں انتقال ہوا، تاریخ وفات میں بھی کئی اقوال ہیں! [1]

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں، ان کا نام عبید بن سلیم بن حضار ہے، یہ کبار صحابہ میں سے تھے اور غزوہ حنین میں شہید ہوگئے، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کی کمان دے کر اوطاس کی طرف روانہ کیا تھا، اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے صحیح مسلم کی وہ روایت ذکر کی ہے جو متن میں بیان ہوچکی ہے ۔ [2]

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اشعریین رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اشعری رفقاء کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز کو پہچان لیتا ہوں، جب وہ

[1] علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۶-۲۴۵ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۸

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ۔

رات کو آتے ہیں، اور رات کو ان کی آواز سے ان کے گھروں کو بھی پہچان لیتا ہوں، خواہ دن میں ان کے گھروں کو میں نے نہ دیکھا ہو، ان میں سے ایک شخص حکیم ہے، جب وہ شخص گھوڑے سواروں یا دشمن سے مقابلہ کرتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

٦٢٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشعری جب جہاد میں نادار ہوں، یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو تو ان کے پاس جو کچھ بچا ہوا اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر ایک ہی برتن سے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، میں ان سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں۔

بَابٌ ٨٧٩ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ ابْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فضائل

٦٢٨٧ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ) حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أُزَوِّجُكَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ نشست برخاست کرتے تھے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری تین باتیں قبول فرمائیے، آپ نے فرمایا: اچھا! انہوں نے کہا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان عرب کی سب سے حسین وجمیل لڑکی ہیں میں آپ کا اس سے نکاح کرتا ہوں، آپ نے فرمایا اچھا، پھر انہوں نے کہا حضرت معاویہ کو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے، آپ نے فرمایا: اچھا! پھر کہا آپ مجھے لشکر کا امیر بنا دیجئے تاکہ میں کفار سے جنگ کروں جس طرح میں مسلمانوں سے جنگ کرتا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَلَوْلَا اَنَّهٗ طَلَبَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْطَاهُ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُسْئَلُ شَيْئًا اِلَّا قَالَ نَعَمْ۔

آپ نے فرمایا: اچھا! ابو زمیل نے کہا اگر وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست نہ کرتے تو آپ یہ کام نہ کرتے لیکن آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی حضرت یزید[3] اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہما کے والد ہیں، سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے یہ تاجر تھے اور اپنے اور دیگر قریش کے اموال وغیرہ شام لے جاتے تھے، رئیسوں کا جھنڈا انہی کے پاس ہوتا تھا، زمانہ جاہلیت میں تین آدمیوں کی رائے قابل اعتماد تھی، عتبہ ابوجہل اور ابوسفیان، ابوسفیان نے ہی اسلام کے خلاف غزوۂ احد میں کفار کی قیادت کی تھی، ابوسفیان حضرت عباس کے دوست تھے، فتح مکہ کی رات کو مشرف باسلام ہوئے تھے، جنگ حنین میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو بکریاں اور چالیس اوقیہ عنایت فرمائے تھے، اور ان کے دو بیٹوں حضرت یزید اور حضرت معاویہ کو بھی اتنا ہی عطا فرمایا تھا، یہ طائف کی جنگ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اس جہاد میں ان کی ایک آنکھ راہ خدا میں کام آگئی، جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے تھے اور دوسری آنکھ اس جہاد میں کام آگئی، اس دن یہ اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے لڑ رہے تھے، اور یہ نعرہ لگا رہے تھے، اے اللہ کی مدد قریب آجا، یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور ایک اچھے مسلمان کی طرح انہوں نے وقت گذارا، ۳۲ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے، سن وفات میں اختلاف ہے، اکتیس، تینتیس اور چونتیس ہجری کے بھی اقوال ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاسی سال تھی۔[1]

حدیث نمبر ۶۲۸۷ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا آپ سے نکاح کرتا ہوں۔ علامہ نووی لکھتے ہیں اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حضرت ابوسفیان ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے، اور حضرت ام حبیبہ کا آپ سے چھ یا سات ہجری میں نکاح ہوا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے، عکرمہ بن عمار وہ ضعیف ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے حضرت ابوسفیان نے تجدید نکاح کی درخواست کی ہو۔[2]

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] یہ یزید بن ابی سفیان ہیں امام حسین کا جس سے اختلاف تھا، وہ یزید بن معاویہ تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۸ من فضائل جعفر بن ابی طالب و اسماء بنت عمیس واهل سفینتهم رضی الله عنهم

۶۲۸۸ - حدثنا عبد الله بن براد الاشعری ومحمد بن العلاء الهمدانی قالا حدثنا ابو اسامة حدثنی برید عن ابی بردة عن ابی موسی قال بلغنا مخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن بالیمن فخرجنا مهاجرین الیه انا واخوان لی انا اصغرهما احدهما ابو بردة والآخر ابو رهم اما قال بضعا واما قال ثلاثة وخمسین او اثنین وخمسین رجلا من قومی قال فرکبنا سفینة فالقتنا سفینتنا الی النجاشی بالحبشة فوافقنا جعفر بن ابی طالب واصحابه عنده فقال جعفر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثنا ههنا وامرنا بالاقامة فاقیموا معنا فاقمنا معه حتی قدمنا جمیعا قال فوافقنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حین افتتح خیبر فاسهم لنا او قال اعطانا منها وما قسم لاحد غاب عن فتح خیبر منها شیئا الا لمن شهد معه الا لاصحاب سفینتنا مع جعفر واصحابه قسم لهم معهم قال فکان ناس من الناس یقولون لنا یعنی لاهل السفینة نحن سبقناکم بالهجرة قال فدخلت اسماء بنت عمیس وهی ممن قدم معنا علی حفصة زوج النبی صلی الله علیه وسلم زائرة وقد کانت هاجرت الی النجاشی فیمن هاجر الیه فدخل عمر علی حفصة واسماء عندها فقال عمر حین رای اسماء من هذه قالت اسماء بنت عمیس قال عمر الحبشیة هذه البحریة هذه فقالت اسماء نعم فقال عمر سبقناکم بالهجرة فنحن احق برسول الله صلی الله علیه وسلم

حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت اسماء بنت عمیس اور ان کی کشتی والوں کے فضائل

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر ملی، میں اور میرے دو بھائی، ابو بردہ اور ابورہم ہم سب ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے، میں ان دونوں سے چھوٹا تھا، ہمارے ساتھ ہماری قوم کے باون یا ترپن آدمی بھی تھے، ہم کشتی میں سوار ہوئے، کشتی نے ہمیں حبشہ کی طرف جا پھینکا، وہاں پر ہماری حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، حضرت جعفر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، تم بھی ہمارے ساتھ یہاں ٹھہرو، ہم ان کے ساتھ ٹھہرے حتی کہ ہم سب اکٹھے آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تھا، آپ نے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیا، ہمارے علاوہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا، البتہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک تھے اور ہماری کشتی والے اور جعفر اور ان کے اصحاب کو مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا، راوی کہتے ہیں پھر کچھ صحابہ ہم سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، حضرت اسماء بنت عمیس بھی ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے تھیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ کی ملاقات کے لیے گئیں، حضرت اسماء نے بھی ہجرت کرنے والوں کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی۔

حضرت عمر، حضرت حفصہ کے پاس آئے، اس وقت ان کے پاس حضرت اسماء بھی تھیں، حضرت عمر نے حضرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارٍ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُولِهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَوَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَقَالَتْ أَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي۔

اسماء کی طرف دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہ نے کہا یہ اسماء بنت عمیس ہیں! حضرت عمر نے کہا یہ حبشیہ اور بحریہ ہیں، حضرت اسماء نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تم سے زیادہ حقدار ہیں، حضرت اسماء کو غصہ آگیا، اور انھوں نے ایک بات کہی: اے عمر! تم نے غلط کہا بخدا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ تمہارے بھوکوں کو کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم دور دراز دشمنوں کے ملک حبش میں تھے اور ہمارا وہاں جانا محض اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے تھا، اور بخدا میں اس وقت تک کوئی چیز کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک کہ میں تمہاری کہی ہوئی بات کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر نہ کردوں حبشہ میں ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہم کو خوف زدہ کیا جاتا تھا، میں عنقریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق سوال کروں گی، بہ خدا! میں جھوٹ بولوں گی نہ کج بحثی کروں گی نہ اصل واقعہ پر زیادتی کروں گی، راوی کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو انھوں نے کہا: یا نبی اللہ! بے شک عمر نے اس اس طرح کہا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا مجھ پر تم سے زیادہ حق نہیں ہے، اُن کی اور اُن کے اصحاب کی ایک ہجرت ہے، اور اے اہل سفینہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں، حضرت اسماء کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابوموسیٰ اور اصحاب سفینہ گروہ در گروہ آتے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق سوال کرتے، ان کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے زیادہ عظیم اور خوش کن نہیں تھی،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے کہا حضرت ابو موسیٰ اس حدیث کو مجھ سے دہرایا کرتے تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت جعفر بن ابی طالب عبد مناف بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، اور یہی جعفر طیار ہیں، یہ صورت اور سیرت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، یہ حضرت علی کے اسلام قبول کرنے کے تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے تھے، ایک روایت یہ ہے کہ اکتیس دن بعد مسلمان ہو گئے تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا انھوں نے دو ہجرتیں کیں ایک ہجرت حبشہ کی طرف کی اور ایک ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ابو المسکین کہتے تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد یہ نجاشی کے پاس رہے حتیٰ کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گلے لگا کر ملے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور فرمایا مجھے پتہ نہیں کہ مجھے خیبر کے فتح ہونے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد کے پہلو میں ٹھہرایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر کو جنت کے فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات رفقاء نجباء، اور وزراء دیے گئے اور مجھ کو چودہ (وزراء) دیے گئے، حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابو بکر، عمر، مقداد، حذیفہ، سلمان، عمار اور بلال۔ (باقی دو کا نام راوی کو یاد نہیں رہا)۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی آٹھ ہجری میں مؤتہ کی طرف لشکر بھیجا اس میں سخت لڑائی ہوئی حتیٰ کہ حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لیا پھر وہ شہید ہو گئے۔ ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت جعفر کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے لیکن انھوں نے جھنڈا گرنے نہیں دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو ہاتھوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو پر عطا فرمائے جن کے ساتھ وہ جنت میں اڑتے ہیں، جب وہ شہید ہوئے تو ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے، وہ سب تلواروں اور نیزوں کے زخم تھے، ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور جنگ کی پھر وہ شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ انصار کے چہرے متغیر ہو گئے کہ اب حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے متعلق وہ خبر ہو گی جس سے وہ رنجیدہ ہوں گے، پھر آپ نے فرمایا: اب جھنڈا عبد اللہ بن رواحہ نے لیا اور جنگ کی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے پھر ان سب کو جنت کے سونے کے تخت پر اٹھا لیا گیا۔

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو آپ ان کی زوجہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تعزیت کی، حضرت فاطمہ روتی ہوئی آئیں اور کہا ہائے میرے چچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیے، جس وقت حضرت جعفر شہید ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی۔[1]

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نام ونسب یہ ہے:

اسماء بنت عمیس بن معبد بن الحارث بن تیم بن کعب بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن اقبل، ان کی والدہ کا نام تھا ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث۔

حضرت اسماء قدیم الاسلام تھیں، انھوں نے اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، وہاں ان کے تین بیٹے ہوئے، عبد اللہ، عون اور محمد، پھر انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، پھر حضرت ابو بکر فوت ہو گئے تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، پھر ان سے یحییٰ پیدا ہوئے، حضرت اسماء، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہ بنت الحارث اور حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل کی بہن تھیں، یہ دس اخیافی بہنیں تھیں۔[2]

بَابُ ۸۸۱ مِنْ فَضَائِلِ سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے فضائل

۶۲۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِىْ نَفَرٍ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا قَالَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَّسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ

عائذ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال کے پاس چند لوگوں کی موجودگی میں حضرت ابو سفیان آئے تو انھوں نے کہا: اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچیں، حضرت ابو بکر نے فرمایا تم قریش کے شیخ اور سردار کے متعلق اس طرح کہتے ہو، پھر حضرت ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا، اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا، پھر حضرت ابو بکر ان کے پاس گئے اور کہا: اے

---

[1] علامہ محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۹، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

[2] ″ ″ ″ ″ ″ اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۵، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَيَّ ۔ میرے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کر دیا! انھوں نے کہا نہیں! اے بھائی اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی سوانح

حضرت سلمان فارسی کا نام و نسب علامہ ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے: مابہ ابن بوذخشان بن مورسلان بن بیہوداں بن فیروز بن سہرک۔

حضرت سلمان مجوسیوں کے آتش پرست گھرانے میں فارس میں پیدا ہوئے تھے، ان کے والد کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا، ایک دن والد نے حضرت سلمان کو کھیت میں بھیجا وہاں راستہ میں ایک گرجا ملا، یہ گرجے میں گئے وہاں عبادت ہو رہی تھی، ان کو عیسائیوں کا طریقہ عبادت اس قدر پسند آیا کہ بے ساختہ کہا "یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے" آپ نے پوچھا اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا شام میں، حضرت سلمان بھاگ کر شام چلے گئے اور وہاں کے پادری کے ساتھ رہنے لگے وہ شخص لالچی تھا لوگوں سے سونا چاندی غرباء میں تقسیم کرنے کے لیے لیتا اور خود رکھ لیتا اور اس طرح سونے چاندی کے سات مٹکے اس نے جمع کر لیے، بالآخر وہ مر گیا اور اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا یہ شخص عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا، حضرت سلمان فارسی کو اس سے انسیت ہو گئی اور اس کی خدمت میں رہے جب وہ مرنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا اب میں کس سے فیض حاصل کروں؟ اس نے کہا موصل میں فلاں شخص دین حق کا سچا پیرو ہے اس سے فیض حاصل کرو، حضرت سلمان اس کے پاس گئے پھر آئندہ کے لیے اس نے نصیبین میں ایک شخص کا بتایا یہ اس کے پاس گئے، یہ شخص بھی بڑا عابد و زاہد تھا جب اس کا وقت قریب آگیا تو اس نے عموریہ میں ایک شخص کا پتا بتایا حضرت سلمان عموریہ گئے جب اس کا بھی آخری وقت آگیا تو اس نے کہا اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرلے گا اور صدقہ کو اپنے اوپر حرام کرے گا اور اس کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اگر تم اس سے مل سکو تو ضرور ملنا۔

حضرت سلمان فارسی عرب جانا چاہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کو عموریہ میں بنو کلب کے تاجر مل گئے، حضرت سلمان نے ان سے کہا اگر تم مجھ کو عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہیں دے دوں گا، وہ لوگ تیار ہو گئے، لیکن ان عربوں نے وادی القری میں پہنچ کر دھوکا دیا اور ان کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ چند دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ سے ملنے آیا، اس نے حضرت سلمان کو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا، ایک دن حضرت سلمان کھجور کے درخت پر چڑھ کر کچھ درست کر رہے تھے، ان کا مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا، کہ اس کے عمزاد نے آکر کہا سب لوگ قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور لوگ اس کو نبی سمجھتے ہیں، حضرت سلمان نے یہ سنا تو خوش ہو گئے، ایک دن کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا میں یہ کچھ صدقہ کی چیزیں لایا ہوں، آپ ان کو قبول کر لیں، آپ نے حاضرین کو وہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور خود نہیں کھائیں، اس طرح حضرت سلمان کو آپ کی ایک علامت کی تصدیق ہو گئی، دوسرے دن پھر کچھ چیزیں لے کر پہنچے اور کہا کل آپ نے صدقہ قبول نہیں کیا تھا آج یہ ہدیہ قبول کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ حاضرین کو کھلایا، اور یوں حضرت سلمان کو دوسری علامت کی بھی تصدیق ہو گئی اور اس اثناء میں مہر نبوت کو بھی دیکھ لیا اس کو بوسہ دیا، آپ نے فرمایا سامنے آؤ، حضرت سلمان نے اپنی سرگذشت سنائی، پھر حضرت سلمان مسلمان ہو گئے، غلامی کے باعث آپ کو ارکان اسلام ادا کرنے میں دشواری ہوتی تھی، رسول اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک کو معاوضہ دے کر آزادی حاصل کر لو، تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ سونے پر معاملہ طے ہوا، عام مسلمانوں نے مل کر تین سو درخت دیے، کسی غزوہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغی کے انڈے کے برابر سونا ملا تھا وہ چالیس اوقیہ تھا، وہ سونا بھی اس یہودی کو دیا گیا اور حضرت سلمان فارسی آزاد ہو گئے۔ لہ

حضرت سلمان فارسی کے آزاد ہونے کے بعد پہلا غزوہ خندق پیش آیا، غزوۂ خندق میں تمام عرب کا ٹڈی دل لشکر اس ارادے سے اُمڈ آیا تھا کہ مسلمانوں کا مکمل استیصال کر دے، حملہ خود مدینہ پر تھا جس کی طرف کوئی قلعہ تھا نہ کوئی فصیل، حضرت سلمان فارسی ایرانیوں کی صف آرائیاں دیکھ چکے تھے، انھوں نے مشورہ دیا کہ اتنے بڑے لشکر کا کھلے میدان میں مقابلہ کرنا مناسب نہیں، مدینہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کو محفوظ کر دینا چاہیے، یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند آئی اور اسی پر عمل کیا گیا، خندق کی کھدائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک تھے اکیس بائیس دن محاصرہ رہا مگر مشرکوں کو شہر تک پہنچنا نصیب نہ ہوا اور بالآخر ناکام لوٹ گئے، خندق کے علاوہ بھی حضرت سلمان تمام غزوات میں شریک رہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سلمان مدینہ میں رہے اور عہد صدیقی کے آخر یا عہد فاروقی کی ابتداء میں انھوں نے عراق میں سکونت اختیار کر لی، عہد فاروقی میں حضرت سلمان ایران کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور چونکہ خود ایرانی تھے اس لیے بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائیں۔

حضرت سلمان فارسی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر دورِ خلافت میں ۳۵ھ میں فوت ہو گئے، اہل علم نے کہا ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر تین سو پچاس سال تھی، ان کی اصفہان میں تین بیٹیاں تھیں۔ ٹہ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی سوانح

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا نام و نسب یہ ہے، صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم۔

حضرت صہیب کا اصلی وطن موصل کے قریب ایک قریہ تھا جو دجلہ کے کنارے واقع تھا، ان کے والد اور چچا کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے عامل تھے، ابھی ان کی عمر صرف چند سال تھی کہ رومی فوجوں نے ابلہ پر چڑھائی کی اور مال غنیمت میں ان کو بھی اٹھا کر لے گئے، حضرت صہیب رومیوں میں ہی پرورش پا کر جوان ہوئے، بنو کلب نے ان کو خرید کر مکہ پہنچایا اور ان سے عبد اللہ بن الجدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہ تحقیق کے ارادے سے آستانہ نبوت میں حاضر ہوئے، اتفاق سے حضرت عمار بھی اسی وقت اسی ارادے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے، دونوں ایک ساتھ جا کر مشرف بہ اسلام ہوئے، حضرت صہیب اسلام قبول کرنے والے پہلے رومی تھے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صہیب روم کا پہلا پھل ہے، حضرت صہیب نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا تھا، اور اس کی وجہ سے بہت مظالم برداشت کیے، وہ سب سے آخری

لہ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۵ ص ۴۴۲، ۴۴۱ ملخصاً و موضحاً، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ،
ٹہ۔ علامہ محمد بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۲۔۳۲۸، ملخصاً مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مہاجر تھے، جب ہجرت کرنے لگے تو قریش نے سخت مزاحمت کی اور کہا تم یہاں مفلس بن کر آئے تھے اب یہاں سے اتنا مال و متاع لے کر جانا چاہتے ہو ہم تم کو نہیں جانے دیں گے، حضرت صہیب اپنے مال و متاع کے عوض ایمان کا سودا خرید کر مدینہ منورہ پہنچ گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو یحییٰ تمہاری تجارت نفع بخش رہی اور ان کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ (بقرہ: ۲۰۸) بعض لوگ اللہ کی رضا کے بدلہ میں اپنی جانیں فروخت کر دیتے ہیں۔

حضرت صہیب تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے، غزوۂ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے، حضرت عمر ان سے نہایت حسن ظن رکھتے تھے، انھوں نے حضرت عمر کی وصیت کے مطابق حضرت عمر کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر کی وصیت تھی کہ جب تک شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے حضرت صہیب نماز پڑھائیں، سو حضرت صہیب تین دن خلیفہ رہے۔

۳۸ھ میں بہتر سال کی عمر میں وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ [۱]

باب ۸۸۲ من فضائل الانصار رضی اللہ تعالٰی عنہم — انصار کے فضائل

۶۲۹۰ - حدثنا اسحق بن ابراھیم الحنظلی و احمد بن عبدۃ (واللفظ لاسحق) قالا اخبرنا سفیان عن عمرو عن جابر بن عبد اللہ قال فینا نزلت اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما بنو سلمۃ و بنو حارثۃ وما نحب انھا لم تنزل لقول اللہ عز وجل واللہ ولیھما۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ہم میں نازل ہوئی ہے: جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی کا ارادہ کیا، اور اللہ ان دونوں کا مددگار ہے، یہ آیت بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے متعلق نازل ہوئی، ہماری یہ خواہش نہ تھی کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے: اللہ ان دونوں کا مددگار ہے۔

ف: علامہ ابی مالکی نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں عبد اللہ بن ابی اپنے کثیر ساتھیوں کو لے کر عین لڑائی کے وقت لشکر سے نکل گیا، بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بھی ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا تھا، مگر اللہ تعالٰی نے ان کے دلوں کو ثابت قدم رکھا۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۴۷)

۶۲۹۱ - حدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر و عبد الرحمن بن مھدی قالا حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن النضر بن انس عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما، انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔

---

[۱] امام محمد بن محمد شیبانی ابن الاثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳-۳۰ مطبوعہ انتشارات اسماعیلیان ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اَغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَآءِ اَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ ۔

۶۲۹۲ ۔ وَحَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ۔

۶۲۹۳ ۔ حَدَّثَنِي اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ (وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ) اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْفَرَ لِلْاَنْصَارِ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلِذَرَارِيِّ الْاَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الْاَنْصَارِ لَا اَشُكُّ فِيْهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے استغفار کیا ، راوی نے کہا میرا گمان ہے آپ نے فرمایا: انصار کی اولاد اور انصار کے غلاموں کی مغفرت فرما ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔

۶۲۹۴ ۔ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ (وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ (وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صِبْيَانًا وَنِسَآءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ يَعْنِي الْاَنْصَارَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کچھ بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا ، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے ، آپ نے فرمایا مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو ، مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو ، آپ کی مراد انصار تھے ۔

۶۲۹۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَآءَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَلَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ ثَلٰثَ مِرَارٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے علیحدگی میں بات کی ، اور تین بار فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو ۔

ف: یہ عورت یا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی ، یا یہ آپ سے کوئی ایسا مخفی امر پوچھنا چاہتی تھی جس کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اس کو پسند نہ تھا ۔

۶۲۹۶ ۔ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٦٢٩٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْأَنْصَارَ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میرا معدہ اور زنبیل ہیں، (یعنی میرے خاص معتمد ہیں) اور لوگ بڑھتے رہیں گے اور انصار کم ہوتے رہیں گے، تم ان کی نیکیوں کو قبول کرنا اور ان کی لغزشوں کو درگذر کرنا۔

٦٢٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ۔

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں، پھر بنو عبد الاشہل ہیں، پھر بنو الحارث بن خزرج ہیں، پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، حضرت سعد نے کہا میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر (اور لوگوں کو) فضیلت دی ہے، ان سے کہا گیا کہ آپ کو بھی بہتوں پر فضیلت دی ہے۔

٦٢٩٩ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے۔

٦٣٠٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَ سَعْدٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے، البتہ اس حدیث میں حضرت سعد کا قول نہیں ہے۔

٦٣٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ) حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُسَيْدٍ خَطِيبًا عِنْدَ

حضرت ابو اُسید نے ابن عتبہ کے پاس خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا ہے اور بنو عبد الاشہل کا گھرانہ ہے اور بنو حارث بن الخزرج کا گھرانہ ہے، اور بنو ساعدہ کا گھرانہ ہے۔ بخدا اگر میں انصار پر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ابْنِ عُتْبَةَ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ وَدَارُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَدَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَدَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُؤْثِرًا بِهَا اَحَدًا لَاٰثَرْتُ بِهَا عَشِيْرَتِي۔

کسی خاندان کو ترجیح دیتا تو اپنے خاندان کو ترجیح دیتا۔

۶۳۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ شَهِدَ اَبُوْ سَلَمَةَ لَسَمِعَ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ يَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ اَبُو سَلَمَةَ قَالَ اَبُو اُسَيْدٍ اُتَّهَمُ اَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَاْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ وَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا اٰخِرَ الْاَرْبَعِ اَسْرِجُوا لِي حِمَارِي اٰتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ ابْنُ اَخِيْهِ سَهْلٌ فَقَالَ اَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ اَوَلَيْسَ حَسْبُكَ اَنْ تَكُوْنَ رَابِعَ اَرْبَعٍ فَرَجَعَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ وَاَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ۔

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ یہ شہادت دیتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر بنو عبد الاشہل کا پھر بنو حارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو اُسید نے کہا کیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کر رہا ہوں؟، اگر میں جھوٹ بولتا تو اپنی قوم بنو ساعدہ سے ابتداء کرتا، یہ بات حضرت سعد بن عبادہ تک پہنچی تو ان کو رنج ہوا، انھوں نے کہا ہم کو پیچھے کر دیا گیا، ہم کو چاروں خاندانوں کے آخر میں رکھا گیا، میرے گدھے پر زین کسو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں، ان کے بھتیجے سہل نے کہا کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو مسترد کرنے جا رہے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ تم چوتھے درجہ میں ہو، پھر وہ لوٹ گئے، اور کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں یہ کہہ کر گدھے سے زین اتارنے کا حکم دیا۔

۶۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْاَنْصَارِ اَوْ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ فِي ذِكْرِ الدُّوْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ انصار میں سے بہترین گھرانہ' اس کے بعد حسب سابق ہے اور اس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۳۰۴ - وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ عَظِيمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ قَالُوا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضَبًا فَقَالَ أَنَحْنُ آخِرُ الْأَرْبَعِ حِينَ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهُمْ فَأَرَادَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ اجْلِسْ أَلَا تَرْضَى أَنْ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَكُمْ فِي الْأَرْبَعِ الدُّورِ الَّتِي سَمَّى فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ سَمَّى فَانْتَهَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک عظیم مجلس میں فرمایا: میں تم کو انصار کا بہترین گھرانہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا جی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بنو عبد الاشہل، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو نجار ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر بنو حارث بن خزرج ہیں، صحابہ نے کہا پھر کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا پھر بنو ساعدہ ہیں، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون ہیں؟ فرمایا پھر انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں کے نام لیے تو حضرت سعد بن عبادہ غصہ میں کھڑے ہوئے اور یہ کہنے کا ارادہ کیا: یا رسول اللہ! ہم چاروں کے اخیر میں ہیں؟ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اعتراض کرنا چاہا، ان کی قوم کے لوگوں نے کہا بیٹھ جاؤ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارا گھرانہ ان چار گھرانوں میں رکھا ہے، حالانکہ جن گھروں کا آپ نے نام نہیں لیا ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، پھر حضرت سعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے رک گئے۔

۶۳۰۵ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَرْعَرَةَ (وَاللَّفْظُ لِلْجَهْضَمِيِّ) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا آلَيْتُ أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی کے ساتھ ایک سفر میں گیا، وہ اس سفر میں میری خدمت کرتے تھے، میں نے ان سے کہا ایسا نہ کرو، انھوں نے کہا کہ میں نے انصار کو جیسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ میں جب بھی کسی انصاری کے ساتھ جاؤں گا تو اس کی خدمت کروں گا، حضرت جریر انس سے بڑے تھے، ابن بشار نے کہا حضرت انس سے زیادہ عمر کے تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَكَانَ جَرِيرٌ أَكْبَرَ مِنْ أَنَسٍ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ أَسَنَّ مِنْ أَنَسٍ۔

بَابُ ٨٨٢ مِنْ فَضَائِلِ غِفَارٍ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ وَمُزَيْنَةَ وَتَمِيمٍ وَدَوْسٍ وَطَيِّئٍ

غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طئی کے فضائل

٦٣٠٦ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غفار کی اللہ مغفرت کرے، اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

٦٣٠٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِ قَوْمَكَ فَقُلْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللهُ لَهَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

٦٣٠٨ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٣٠٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ بْنُ

امام مسلم نے سات سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور اللہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حُمَيْدٍ عَنْ اَبِىْ عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِىْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا۔

۶۳۱۰ - وَحَدَّثَنِىْ حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَقُلْهَا وَلٰكِنْ قَالَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفار کی اللہ مغفرت کرے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے، یہ کوئی میرا قول نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۶۳۱۱ - حَدَّثَنِىْ اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِىْ اَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِىٍّ عَنْ خُفَافِ بْنِ اِيْمَاءَ الْغِفَارِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ صَلٰوةٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِىْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔

خفاف بن ایماء الغفاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا کی: اے اللہ بنو لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما جنھوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی ہے اور غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔

۶۳۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور اسلم کو اللہ سلامت رکھے، اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

۶۳۱۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ اُسَامَةُ ح وَحَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحُلْوَانِىُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی، صالح اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ وَأُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

۶۳۱۴ - وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ هٰؤُلَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر حسب سابق روایت ہے۔

۶۳۱۵ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ (وَهُوَ ابْنُ هٰرُونَ) أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار، مزینہ، جہینہ، غفار، اور اشجع اور جو عبداللہ کی اولاد سے ہے وہ لوگوں کے علاوہ میرے مددگار ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان کا مددگار ہے۔

۶۳۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے مددگار ہیں اور ان کا اللہ اور رسول کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۶۳۱۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحَدِيثِ قَالَ سَعْدٌ فِي بَعْضِ هٰذَا فِيمَا أَعْلَمُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار اور مزینہ اور جو لوگ جہینہ سے ہیں، یا جہینہ بنو تمیم سے بہتر ہیں اور بنو عامر اور دو حلیف اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ۔

۶۳۱۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ (يَعْنِي الْحِزَامِيَّ) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارٌ وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، غفار، اسلم، مزینہ اور جو جہینہ سے ہیں یا آپ نے جہینہ فرمایا اور جو مزینہ سے ہیں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، طئی اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۶۳۲۰ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِيَانِ ابْنَ عُلَيَّةَ) حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَتَمِيمٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم اور غفار اور کچھ مزینہ سے اور جہینہ یا کچھ جہینہ سے اور مزینہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے بہتر ہوں گے۔

۶۳۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُ جُهَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی (کہا راوی کو شک ہے) یہ حاجیوں کا مال چرانے والے ہیں جنہوں نے آپ کی بیعت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسلم، غفار اور مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ بھی بنو تمیم، بنو عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا یہ ناکامی اور نقصان میں رہیں گے، اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے بیشک یہ لوگ ان سے بہتر ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ أَخَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ مُحَمَّدٌ الَّذِي شَكَّ۔

۶۳۲۲ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي سَيِّدُ بَنِي تَمِيمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ وَجُهَيْنَةُ وَلَمْ يَقُلْ أَحْسِبُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے، اس میں جہینہ کا بغیر شک کا ذکر ہے۔

۶۳۲۳ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ بَنِي أَسَدٍ وَغَطَفَانَ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ بنو تمیم اور بنو عامر اور دو حلیف بنو اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

۶۳۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۶۳۲۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ اسلم اور غفار بنو تمیم اور بنو عبد اللہ بن غطفان اور عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ آپ نے آواز بلند کی، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر وہ نامرادی اور نقصان میں ہوں گے، آپ نے فرمایا بے شک وہ ان سے بہتر ہوں گے۔ ابو کریب کی روایت میں ہے یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار۔

۶۳۲۶ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا سب سے پہلا وہ صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَ لِي إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوْهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّئٍ جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور آپ کے صحابہ کے چہروں کو روشن کر دیا تھا، وہ بنو طی کے صدقہ کا مال تھا، جس کو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا تھا۔

۶۳۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَأَصْحَابُهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل اور ان کے اصحاب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! دوس نے کفر کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا، آپ ان کے لیے دعا ضرر کیجئے، کہا گیا کہ اب دوس ہلاک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

۶۳۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا قَالَ وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بنو تمیم کے متعلق تین باتیں سنی ہیں جس کی وجہ سے میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میری امت میں سب سے زیادہ دجال پر سخت ہیں ایک مرتبہ ان کے صدقات آئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں اور حضرت عائشہ کے پاس ان کی ایک باندی تھی، آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۶۳۲۹ - وَحَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو تین باتیں سنی ہیں ان کی وجہ سے میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔

۶۳۳۰ - وَحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ دَاوُدَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي تَمِيْمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کے متعلق میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں سنی ہیں جس کی سے وجہ میں ان سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں، اس کے بعد حسب سابق ہے، البتہ اس میں دجال کا ذکر نہیں ہے، اور یہ ہے کہ یہ لڑائی میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

باب ۸۸۲ خیار الناس

بہترین لوگ

۶۳۳۱ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَكْرَهَهُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِيهِ وَتَجِدُونَ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے، بشرطیکہ وہ دین میں فقیہ ہوں، اور اس امر میں تم اسی شخص کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس امر میں واقع ہونے سے پہلے سب سے زیادہ اس سے متنفر تھا، اور تم لوگوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے، ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے۔

۶۳۳۲ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ وَالْأَعْرَجِ تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً حَتَّى يَقَعَ فِيهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معدنیات پاؤ گے، یہ حدیث زہری کی طرح ہے البتہ ابوزرعہ اور اعرج کی روایت میں ہے تم اس امر میں سب سے بہتر اس کو پاؤ گے جو جاہلیت میں سب سے شدید اس سے متنفر تھا۔

سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنے کا حکم

حدیث نمبر ۶۳۳۱ میں ہے: تم لوگوں کو معدنیات کی طرح پاؤ گے، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

معادن سے مراد اصول ہیں اور جب اصول شریف ہوں گے تو فروع بھی شریف ہوں گے، اور اسلام میں فضیلت تقویٰ سے ہوتی ہے، اور جب تقویٰ کے ساتھ نسبی فضیلت بھی ہو گی تو اس کی زیادہ فضیلت ہو گی۔

نیز اس حدیث میں ہے جو زمانہ جاہلیت میں اس سے شدید متنفر تھے وہ بعد میں سب سے بہتر ہوں گے جیسے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حضرت سہیل بن عمرو وغیرہ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "اس امر" سے مراد اسلام نہ ہو بلکہ عہدہ اور منصب مراد ہو یعنی جو شخص کسی عہدہ اور منصب کے حصول سے پہلے اس سے متنفر ہو گا، وہ عہدہ ملنے کے بعد اس منصب پر سب سے زیادہ بہتر ہو گا۔

اور اس حدیث میں ہے: لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جس کے دو چہرے ہوں، اس کا سبب ظاہر ہے کیونکہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بہ عینہ نفاق ہے اور جھوٹ اور دھوکا، یہ شخص ہر ایک کے راز کی بات دوسرے کو بتا دیتا ہے اور ہر ایک کے سامنے اس کا خیرخواہ اور دوسرے کا بدخواہ ہوتا ہے، یہ مداہنت اور حرام ہے۔ [۱]

آج کل عوام اور خواص سب اس مرض میں مبتلا ہیں، ایک محفل میں بیٹھ کر کسی شخص کی مذمت کرتے ہیں اور جب اس شخص سے ملتے ہیں تو اس سے انتہائی خیرخواہی کی باتیں کرتے ہیں اور دوسروں کی مذمت کرتے ہیں، منہ کے سامنے تعریف اور پس پشت برائی کرنا آج کل لوگوں کا معمول بن گیا ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔

بَابُ ۸۸۵ مِنْ فَضَائِلِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ!

قریش کی خواتین کے فضائل

٦٣٣٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى يَتِيمٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہترین وہ ہیں، ایک راوی نے کہا جو قریش کی نیک عورتیں ہیں، دوسرے راوی نے کہا وہ قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر کم سنی میں مہربان ہوتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

٦٣٣٤ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَرْعَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَلَمْ يَقُلْ يَتِيمٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنی اولاد کی کم سنی میں زیادہ حفاظت کرتی ہیں اس میں یتیم کا لفظ نہیں ہے۔

٦٣٣٥ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ قَالَ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سفر کرتی ہیں، بچوں پر زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں، حضرت ابوہریرہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہتے تھے کہ حضرت مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔

٦٣٣٦ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ۔

کو نکاح کا پیغام دیا، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور میرے بچے ہیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عورتیں وہ ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے جو اپنے بچوں پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں۔

۶۳۳۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں اونٹوں پر سفر کرتی ہیں ان میں بہترین قریش کی نیک عورتیں ہیں جو اپنی اولاد پر کم سنی میں زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔

۶۳۳۸ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ هٰذَا سَوَاءً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

ان احادیث میں قریش کی عورتوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اولاد پر شفقت کرتی ہیں، ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اور خاوند کے مال اور اس کی امانت کی حفاظت کرتی ہیں اور اس کے مال کو حسن تدبیر سے خرچ کرتی ہیں اور اونٹوں پر سوار ہونے والیوں سے عرب کی عورتیں مراد ہیں، اس لیے حضرت ابوہریرہ نے کہا حضرت مریم بنت عمران اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں، مقصود یہ ہے کہ عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں سب سے افضل ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ عموماً عرب غیر عرب سے افضل ہوتے ہیں، البتہ بعض افراد کی خصوصیت ہونا الگ بات ہے۔ (لیکن یاد رہے یہ فضیلت تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بَابُ ۸۶ مُوَاخَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بنانا

۶۳۳۹- حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخَى بَيْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَبَيْنَ أَبِي طَلْحَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت ابو طلحہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

۶۳۴۰- حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ قِيلَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَلَغَكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ أَنَسٌ قَدْ حَالَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام میں حلف نہیں ہے" حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے مکان میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِهِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے گھر میں قریش اور انصار کو ایک دوسرے کا حلیف بنایا۔

۶۳۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں حلف نہیں ہے، جس شخص نے جاہلیت میں کوئی حلف کیا تھا، اسلام میں وہ حلف اور مضبوط ہوگا۔

حلف بالتوارث کا منسوخ ہونا

علامہ نووی لکھتے ہیں: ایک دوسرے کو بھائی بنانا اور ایک دوسرے کو حلیف بنانا جس سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہو جائیں، یہ پہلے معمول تھا، اور جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: و اولی الارحام بعضھم اولی ببعض "اور قرابت دار ایک دوسرے کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں"، حسن بصری نے کہا توارث بالحلف اس آیت سے منسوخ ہوگیا، البتہ اسلام میں ایک دوسرے کا بھائی بنانا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت، دین میں نصرت، نیکی پر تعاون اور حق کو قائم کرنے پر حلف اٹھانا اب بھی مشروع ہے اور منسوخ نہیں ہوا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے "اسلام میں حلف نہیں ہے" اس سے مراد حلف بالتوارث

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے۔ ۱ٰ

باب ۸۸ بَيَانِ أَنَّ بَقَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَانٌ لِأَصْحَابِهِ وَبَقَاءَ أَصْحَابِهِ أَمَانٌ لِلْأُمَّةِ

۶۳۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ هٰهُنَا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا صحابہ کے لیے اور صحابہ کی بقاء کا امت کے لیے امان ہونا

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے دل میں کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں اور آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں (تو بہتر ہوگا) ہم بیٹھے رہے، آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم جب سے یہیں بیٹھے ہوا ہم نے کہا یارسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے سوچا کہ ہم یہیں بیٹھے رہیں حتیٰ کہ آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھیں، آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا، یا فرمایا تم نے صحیح کیا، پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے، آپ نے فرمایا ستارے آسمانوں کے لیے امان ہیں اور جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس کو ڈرایا گیا ہے، (یعنی قیامت) اور میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا اور میرے اصحاب میری امت کے لیے امان ہیں اور جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے اس کو ڈرایا گیا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

صحابہ کو جن فتنوں سے ڈرایا گیا تھا وہ آپس کی جنگیں، بعض اعراب کا مرتد ہونا اور دلوں میں اختلاف پڑ جانا ہے، اور امت کو جن فتنوں کی خبر دی گئی ہے وہ دین میں بدعات کا پیدا ہونا، قرن شیطان کا طلوع، رومیوں کا غالب ہونا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حرمتوں کا پامال ہونا وغیرہ ہیں، اور ان تمام دی گئی غیب کی خبروں میں نبی صلے اللہ علیہ

ا۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم کے معجزات کا ظہور ہے۔

باب ۸۸۸ فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

۶۳۴۴ - حدثنا ابو خیثمۃ زھیر بن حرب و احمد بن عبدۃ الضبی (واللفظ لزھیر) قالا حدثنا سفیان بن عیینۃ قال سمع عمرو جابرا یخبر عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان یغزو فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزو فئام من الناس فیقال لھم فیکم من رای من صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یغزو فئام من الناس فیقال لھم ھل فیکم من رای من صحب من صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم۔

۶۳۴۵ - حدثنی سعید بن یحیی بن سعید الاموی حدثنا ابی حدثنا ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر قال زعم ابو سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یبعث منھم البعث فیقولون انظروا ھل تجدون فیکم احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیوجد الرجل فیفتح لھم بہ ثم یبعث البعث الثانی فیقولون ھل فیھم من رای اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیفتح لھم بہ ثم یبعث البعث الثالث فیقال انظروا ھل ترون فیھم من رای من رای اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکون البعث الرابع

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی چند جماعتیں جہاد کے لیے جائیں گی، ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو فتح حاصل ہوگی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی، ان سے پوچھا جائیگا: تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی، پھر ایک جماعت جہاد کے لیے روانہ ہوگی، ان سے کہا جائے گا کیا تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی زیارت کرنیوالے کی زیارت کی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کو بھی فتح حاصل ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ ایک لشکر کو جنگ کے لیے روانہ کریں گے، لوگ کہیں گے دیکھو ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی ہے؟ پھر ایک شخص مل جائے گا اور ان کو اس کی برکت سے فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک دوسرا لشکر روانہ کیا جائے گا لوگ کہیں گے: کیا ان میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا ہو؟ پھر اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی، پھر ایک تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا دیکھو کیا ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَاٰى اَحَدًا رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ۔

زیارت کی ہو؟ پھر ایک چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا پھر کہا جائے گا دیکھو تم ان میں کوئی ایسا شخص دیکھتے ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دیکھنے والوں میں سے کسی ایک شخص کو دیکھا ہو، پھر ایک شخص مل جائے گا اور اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

۶۳۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْنَ يَلُوْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو اس قرن میں ہیں جو میرے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جن میں سے کسی ایک کی شہادت اس کی قسم پر سابق ہوگی، اور اس کی قسم اس کی شہادت پر سابق ہوگی، ہناد کی حدیث میں اس جگہ قرن کا ذکر نہیں کیا گیا، اور قتیبہ نے قوم کی بجائے اقوام کہا ہے۔

۶۳۳۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَتَبْدُرُ يَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ كَانُوْا يَنْهَوْنَنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا قرن ہے (یعنی میرے زمانہ کے مسلمان لوگ) پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی کہ ان کی شہادت ان کی قسم پر سبقت کرے گی اور ان کی قسم ان کی شہادت پر سبقت کرے گی، ابراہیم نے کہا کہ جس وقت ہم کم عمر تھے لوگ ہم کو قسم کھانے اور شہادت دینے سے منع کرتے تھے۔

۶۳۳۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ بِاِسْنَادِ اَبِي الْاَحْوَصِ وَجَرِيْرٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا وَلَيْسَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں ان حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فِي حَدِيثِهِمَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۴۹ - وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ ثُمَّ يَتَخَلَّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا، پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی شہادت قسم سے پہلے ہوگی اور کسی ایک کی قسم شہادت سے پہلے ہوگی۔

۶۳۵۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں، میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے نمبر کا ذکر کیا تھا یا نہیں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو فربہی کو پسند کریں گے، وہ شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں گے۔

۶۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَا أَدْرِي مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

۶۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں، حضرت عمران یہ کہتے ہیں کہ حضور نے دو یا تین بار کے بعد فرمایا کہ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر شہادت طلب کیے جانے کے شہادت دیں گے،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَلَا أَدْرِي أَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُوفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

اور خیانت کریں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ قَالَ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ شَبَابَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ وَجَاءَنِي فِي حَاجَةٍ عَلَى فَرَسٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى وَشَبَابَةَ يَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَفِي حَدِيثِ بَهْزٍ يُوفُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ایک روایت میں ہے مجھے یاد نہیں کہ ایک قرن یا دو قرنوں یا تین قرنوں کے بعد فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے وہ نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے۔

۶۳۵۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ عَنْ عِمْرَانَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ

امام مسلم نے دو مزید سندیں بیان کیں، حضرت عمران بن حصین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: اس امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے لوگ ہیں جس میں میں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، ابوعوانہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں، اور قتادہ کی روایت میں ہے وہ حلف طلب کیے جانے کے بغیر حلف اٹھائیں گے۔

۶۳۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں، آپ نے فرمایا جس زمانہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ ثُمَّ الثَّانِي ثُمَّ الثَّالِثُ۔

میں میں ہوں پھر دوسرے زمانہ کے پھر تیسرے زمانہ کے۔

قرن کی تعریف

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

جمہور علماء کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (بیداری میں) ایک نظر دیکھا ہو وہ صحابی ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرا قرن ہیں، سو اس حدیث میں قرن کی تفسیر میں اختلاف ہے، حضرت مغیرہ نے کہا قرن سے مراد آپ کے صحابہ ہیں اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد ہیں، اور جو ان کے قریب ہیں اس سے مراد صحابہ کی اولاد کی اولاد ہیں، علامہ شہر نے کہا قرن سے مراد اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک آپ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو۔ اور دوسرا قرن اس وقت تک کا زمانہ ہے جب تک صحابہ کو دیکھنے والی ایک آنکھ بھی باقی ہو، اسی طرح تیسرا قرن ہے، اور بہت سے علماء نے یہ کہا ہے کہ قرن لوگوں کے اس طبقہ کو کہتے ہیں جس میں لوگ ایک وقت میں مقترن ہوں، ایک قول یہ ہے کہ جس زمانہ میں نبی مبعوث ہو وہ ایک قرن ہے، علامہ حربی نے ذکر کیا ہے کہ قرن کا اندازہ ایک سو بیس سال تک لگایا گیا ہے، صحیح قول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قرن صحابہ ہیں، دوسرا قرن تابعین ہیں اور تیسرا قرن تبع تابعین ہیں۔ [1]

بغیر طلب کے شہادت دینے سے متعلق احادیث کے تعارض کا جواب

حدیث نمبر ۶۲۵۰ میں ہے، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو شہادت طلب کرنے سے پہلے شہادت دے گی، علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے جس میں یہ ہے کہ بہترین گواہ وہ ہیں جو شہادت طلب کیے جانے سے پہلے شہادت دیں، ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کے طلب کرنے سے پہلے شہادت دے، درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم ہو یہ مذموم ہے، اور جو شخص کسی آدمی کے حق میں اس کی طلب سے پہلے شہادت دے درآں حالیکہ اس آدمی کو اس کی شہادت کا علم نہ ہو پھر وہ اس کو اپنے شاہد ہونے کی خبر دے تاکہ اس کے حق میں قاضی کے سامنے شہادت دے تو یہ مستحسن ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ محض ثواب کی نیت سے شہادت دے، یہ وہ شہادت ہے جو حقوق اللہ میں ہو وہ قاضی کے پاس آئے اور شہادت دے تو یہ ممدوح ہے، ہاں اگر شہادت حقوق العباد سے متعلق ہو اور وہ پردہ پوشی میں مصلحت سمجھے تو پھر شہادت نہ دے، ہم نے جو ان حدیثوں میں تطبیق بیان کی ہے، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ [2]

ان احادیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل اور معجزات ہیں، کیونکہ آپ نے جس چیز کے متعلق

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹-۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] " " " " ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، " " " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پیشن گوئی کی وہ واقع ہو گئی۔

باب ۸۸۹ بیان معنی قوله صلی الله علیه وسلم علی رأس سنة لا یبقی نفس منفوسة ممن هو موجود الآن

"جو لوگ اس وقت زندہ ہیں، سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں ہوگا" کا مطلب

۶۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخر میں ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی آپ سلام پھیر کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اس رات پر غور کیا؟ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ایک سو سال بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا، حضرت ابن عمر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو لوگ ٹھیک نہیں سمجھے وہ ان احادیث میں ایک سو سال کی باتیں کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو لوگ اب روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

۶۳۵۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ مَعْمَرٍ كَمِثْلِ حَدِيثِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۳۵۸ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک ماہ پہلے میں نے آپ سے یہ سنا: تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو، اس کا علم صرف اللہ کو ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ روئے زمین پر اب کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ تَاْتِیْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ۔

جس پر سو سال گذر جائیں۔

۶۳۵۹ - حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِشَهْرٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں وصال سے ایک ماہ پہلے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۳۶۰ - حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِشَهْرٍ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ الْيَوْمَ تَاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ صَاحِبِ السِّقَايَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَفَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَقْصُ الْعُمُرِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تقریباً ایک ماہ پہلے فرمایا: آج کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے جو سو سال گذرنے کے بعد بھی اس وقت تک زندہ ہے عبدالرحمان نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اس کی مثل روایت کی اور عبدالرحمٰن نے اس کی یہ تعبیر کی کہ لوگوں کی عمریں کم ہو جائیں گی۔

۶۳۶۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا مِثْلَهٗ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۳۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ دَاوٗدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ سَاَلُوْهُ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَاْتِيْ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَةٌ الْيَوْمَ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے آپ سے قیامت کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ذی روح آج زمین پر زندہ ہے اس پر سو سال نہیں گذریں گے۔

۶۳۶۳ - حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ تَبْلُغُ مِائَةَ سَنَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ذی روح سو سال تک نہیں پہنچے گا، سالم کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر کے سامنے اس حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فَقَالَ سَالِمٌ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهٗ إِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ يَوْمَئِذٍ۔

سے مراد وہ انسان ہیں جو اس دن پیدا ہو چکے تھے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

یہ احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اور ان احادیث میں علوم نبوت کا بیان ہے، اور ان سے مراد یہ ہے کہ اس رات کے بعد کوئی شخص بھی روئے زمین پر سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، اس رات کے بعد اگر کوئی پیدا ہونے والا سو سال سے زیادہ زندہ رہے تو ان احادیث میں اس کی نفی نہیں ہے۔

اس حدیث کے مضامین اور مباحث ہم نے حضرت خضر کے باب میں بیان کر دیے ہیں۔

بَابُ ۸۹: تَحْرِيمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

سب صحابہ کی تحریم

۶۳۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات دے تو وہ صحابہ کے دیے ہوئے ایک مُد (ایک کلوگرام) بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں ہے۔

۶۳۶۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهٗ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهٗ۔

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، حضرت خالد نے ان کو برا کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے اگر کسی شخص نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیے ہوئے مُد (ایک کلوگرام) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۶۳۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ بِمِثْلِ

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں، شعبہ اور وکیع کی روایت میں حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کا تذکرہ نہیں ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حَدِيْثِهِمَا وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَوَكِيْعٍ ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ۔

سبّ صحابہ کرنے والے کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر۔[۱]

روافض کا حکم یہ ہے کہ جو حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو حضرت ابوبکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

وفی الروافض ان فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر فھو کافر۔[۲]

روافض کا حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دی تو وہ بدعتی ہیں اور اگر وہ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کی خلافت کا انکار کریں تو وہ کافر ہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں

واما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبرائیل ونحو ذالک مما ھو کفر وکذا من یقذف الصدیقۃ او ینکر صحبۃ الصدیق او خلافتہ او یسب الشیخین الخ۔[۳]

اگر ان لوگوں کی بدعت ان کو کفر تک پہنچا دے، تو پھر ان کے پیچھے نماز بالکل جائز نہیں ہے، جیسا کہ وہ غالی روافض جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے الوہیت کے مدعی ہیں یا جو کہتے ہیں کہ نبوت حضرت علی کے لیے تھی اور جبرائیل سے غلطی ہو گئی یا اس قسم کے اور عقائد رکھتے ہیں جو کفر ہیں یا اسی طرح جو حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا جو حضرت ابوبکر اور عمر کو سب کرے (برا کہے)

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وقد صرح فی الخلاصۃ والبزازیۃ بان

خلاصہ اور بزازیہ میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ رافضی

---

[۱] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[۲] علامہ شہاب الدین احمد شبلی، حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[۳] علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ، غنیۃ المستملی ص ۴۸۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الرافضی اذا سب الشیخین وطعن فیہما کفر۔[1]

جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان میں عیب نکالے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ ابن بزاز کردری حنفی لکھتے ہیں:

ومن انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومنکر خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الاصح۔[2]

جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے، اور جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ زیادہ صحیح قول کے مطابق کافر ہے۔

عالمگیری میں ہے:

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما والعیاذ باللہ فھو کافر۔[3]

رافضی اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان پر لعنت کرے، العیاذ باللہ تو وہ کافر ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں:

وان انکر خلافۃ الصدیق کفر۔[4]

اگر خلافت صدیق کا انکار کیا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

علامہ داماد آفندی لکھتے ہیں:

والرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔[5]

رافضی اگر حضرت علی کو (خلفاء ثلاثہ پر) فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

سب صحابہ کرنے والے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

محرر مذہب شافعیہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

واعلم ان سب الصحابۃ حرام من فواحش المحرمات قال القاضی وسب احدھم من المعاصی الکبائر ومذھبنا ومذھب الجمھور انہ یعزر ولا یقتل وقال بعض المالکیۃ

صحابہ کرام کو سب کرنا حرام ہے اور بہت سخت محرمات سے ہے، قاضی عیاض مالکی نے کہا کسی ایک صحابی کو سب کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے گی

---

[1] علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۶، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ
[2] علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۳۱۸، مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ
[3] ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۴، مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ
[4] علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۸۱، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ
[5] علامہ محمد سلیمان داماد آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۱۰۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یقتل [1]

اور قتل نہیں کیا جائے گا اور بعض مالکیہ نے کہا اس کو قتل کیا جائے گا۔

سبّ صحابہ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

(ع) واختلف فی حکم من تنقصهم او سبهم فمشهور قول مالك ان فيه الاجتهاد بحسب القول والمقول فيه وليس له فی الفئ حق و اما من قال انهم كانوا على الضلالة وكفر فانه يقتل و عن سحنون فيمن قال ذلك فی الخلفاء الاربعة وينكل فی غيرهم وعنه ايضا انه يقتل فی الجميع كقول مالك۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ صحابہ کی تنقیص اور ان کو سبّ کرنے (بُرا کہنے) کے حکم میں اختلاف ہے، امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ سبّ کے کلمات اور جس کو سبّ کیا ہے اس میں غور کیا جائے، اور اس میں رجوع کا حق نہیں ہے، جس شخص نے کہا کہ صحابہ کفر اور ضلالت پر تھے، ـــ ان کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے گا، امام سحنون مالکی نے بھی یہی کہا ہے، اگر اس نے خلفاء اربعہ کو سبّ کیا ہو، اور اگر دیگر صحابہ کو سبّ کیا ہو تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی، امام سحنون سے یہ بھی منقول ہے کہ کسی بھی صحابی کو سبّ کرنے کے جرم میں قتل کیا جائے گا، جیسا کہ امام مالک کا قول ہے۔

(ط) لم يختلف فی كفر من قال انهم كانوا على ضلالة لانه انكر ما علم من الدين ضرورة وكذب الله تعالىٰ ورسوله صلى الله عليه وسلم فيما اخبر به عنهم واختلف هل يستتاب كالمرتد اولا يستتاب كالزنديق۔ وان سبهم بغير ذلك فان سبهم بما يوجب الحد كالقذف حد للقذف ثم ينكل التنكيل الشديد بالاهانة وطول السجن ما خلا عائشة رضى الله عنها فانه من قذفها قتل لانه مكذب لما جاء من براءتها فی الكتاب والسنة واختلف من قذف غيرها من نسائه صلى الله عليه

علامہ خطابی مالکی نے یہ کہا ہے کہ جس نے صحابہ کو گمراہ کہا اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ اس نے ضروریات دینیہ کا انکار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی خبروں کی تکذیب کی، اس میں اختلاف ہے کہ مرتد کی طرح آیا اس سے توبہ طلب کی جائے گی یا زندیق کی طرح اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی، اور اگر کسی شخص نے صحابہ کو گمراہ کہنے کی بجائے کوئی اور بُرا کلمہ کہا تو اگر اس نے کوئی کلمہ موجب قذف کہا تو اس پہ حدِ قذف لگائی جائے گی۔ پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور طویل قید کی سزا دی جائے گی، ماسوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انھیں قذف کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ شخص کتاب اور سنت میں حضرت عائشہ کی برادت کے

---

[1] علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وسلم فقيل يقتل لانه اذى النبي صلى الله عليه وسلم و قيل يحد ثم ينكل على ما تقدم و ان سبهم بغير ذلك جلد الجلد الشديد قال ابن المسيب ويخلد في السجن الى ان يموت وعن مالك رضي الله عنه ان من سب عائشة رضي الله عنها يقتل وقد يحمل على سبها بالقذف [1]

بیان کا انکار کر رہا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات پر قذف کرنے کی سزا میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے، ایک قول یہ ہے کہ پہلے اس کو حد لگائی جائے گی، پھر اس کو سخت عبرت ناک اور اہانت آمیز سزا دی جائے گی اور اگر اس نے ان کو سبّ کیا تو اس کو سخت کوڑے لگائے جائیں گے ابن مسیب نے کہا اس کو تا دم مرگ قید میں رکھا جائے گا، امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سبّ کیا اس کو قتل کر دیا جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ اس جگہ سبّ کرنے سے حضرت عائشہ پر قذف کرنا مراد ہے۔

سبّ کرنے والے کے حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وقد عرف من مذهب الخوارج تكفير كثير من الصحابة ومن بعدهم واستحلال دمائهم واموالهم واعتقادهم التقرب بقتلهم الى ربهم ومع هذا لم يحكم الفقهاء بكفرهم لتأويلهم وكذلك يخرج في كل محرم استحل بتاويل مثل هذا وقد روى ان قدامة بن مظعون شرب الخمر مستحلا لها فاقام عمر عليه الحد ولم يكفره [2]

خوارج کا یہ مذہب معروف ہے کہ وہ بکثرت صحابہ اور بعد کے لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کے قتل اور مال لوٹنے کو حلال گردانتے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ وغیرہ کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا، اس کے باوجود فقہاء نے ان کی تکفیر نہیں کی کیونکہ وہ یہ کام تاویل سے کرتے ہیں اسی سے یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کسی حرام کو تاویل سے حلال کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے، کیونکہ روایت ہے کہ قدامہ بن مظعون نے تاویل سے شراب کو حلال قرار دے کر پیا تو حضرت عمر نے ان کو حد لگائی اور ان کی تکفیر نہیں کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور فقہاء احناف اور فقہاء مالکیہ سبِّ صحابہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اور فقہاء شافعیہ اور فقہاء حنبلیہ ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۶۲ - ۳۶۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روافض کی تکفیر کے متعلق میر سید شریف جرجانی کا نظریہ

میر سید شریف لکھتے ہیں:

الرابع من تلك الابحاث قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح في اكابر الصحابة الذين شهد لهم القرآن و الاحاديث الصحيحة بالتزكية والايمان تكذيب للقرآن وللرسول حيث اثنى عليهم وعظمهم فيكون كفرا قلنا لا ثناء عليهم خاصة اى لا ثناء في القرآن على واحد من الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا ان من قدحوا فيه ليس داخلا في الثناء العام الوارد فيه واليه اشار بقوله ولاهم داخلون فيه عندهم فلا يكون قدحهم تكذيبا للقرآن واما الاحاديث الواردة في تزكية بعض معين من الصحابة والشهادة لهم بالجنة فمن قبيل الاحاد لا يكفر المسلم بانكارها او نقول ذلك الثناء عليهم وتلك الشهادة لهم بالجنة مقيدان بشرط سلامة العاقبة ولم توجد عندهم فلا يلزم تكذيبهم للرسول۔

ان ابحاث میں سے چوتھی بحث یہ ہے کہ کئی وجوہ سے خوارج اور روافض کی تکفیر کی گئی ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ اکابر صحابہ جن کے ایمان اور صالحیت کی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے شہادت دی ہے، یہ ان کی برائی بیان کرتے ہیں اور یہ امر قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو مستلزم ہے، کیونکہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعظیم بیان کی ہے، اور ان کی ثناء کی ہے، ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے کسی ایک صحابی کی بالخصوصیت ثناء نہیں کی، اور ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ جن صحابہ کی انھوں نے برائی بیان کی ہے وہ اس عام ثناء میں داخل نہیں ہیں، مصنف نے اس جواب کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ ان کے نزدیک صحابہ اس ثناء میں داخل نہیں ہیں لہٰذا ان صحابہ کی مذمت کرنا قرآن مجید کی تکذیب نہیں ہے، باقی رہیں وہ احادیث جو بعض مخصوص صحابہ کی ثناء میں وارد ہیں اور جن میں ان کے لیے جنت کی بشارت ہے، تو وہ احادیث اخبار آحاد ہیں، ان کے انکار سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، یا ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی یہ ثناء اور ان کے لیے جنت کی شہادت ایمان پر خاتمہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اور ان کے نزدیک یہ شرط نہیں پائی گئی، لہٰذا یہ لازم نہیں آیا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔

الثاني الاجماع منعقد من الامة على تكفير من كفر عظماء الصحابة وكل واحد من الفريقين يكفر بعض هؤلاء العظماء فيكون كافرا قلنا هو اى من كفر جماعة مخصوصة من الصحابة ولا يسلم كونهم من اكابر الصحابة وعظمائهم فلا يلزم كفره الثالث قوله عليه السلام

دوسری وجہ یہ ہے کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنے والے کی تکفیر پر تمام امت کا اجماع ہے اور روافض اور خوارج بعض اکابر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، لہٰذا وہ کافر قرار پائے، ہم کہتے ہیں کہ وہ مخصوص صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ ان کا اکابر صحابہ میں سے ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ (مصنف کہتا ہے کہ روافض حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی تکفیر کرتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہ احدھما قلنا احاد وقد اجتمعت الامۃ علی ان انکار الاحاد لیس کفرا ومع ذلک نقول المراد مع اعتقاد انہ مسلم فان من ظن بمسلم انہ یھودی او نصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذلک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاھل القبلۃ موافق لکلام الشیخ الاشعری والفقھاء کما مر لہ

ہیں اور خوارج حضرت علی کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کو اکابر صحابہ نہ ماننا خود اجماع کے خلاف ہے ——

سعیدی غفرلہ) سو ان کا کفر لازم نہ آیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا اے کافر! تو ان میں سے کوئی ایک کافر ہو جائے گا، ہم کہتے ہیں کہ یہ اخبار احاد ہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ اخبار احاد کا انکار کفر نہیں ہے' اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ وہ اس کو مسلمان اعتقاد کرے کیونکہ جو شخص کسی مسلمان کو یہ گمان کرے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہے اور پھر یہ کہے کہ اسے کافر! تو یہ بالاجماع کفر نہیں ہے جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور فقہاء کے کلام کے موافق ہے۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ

والجمع بین قولھم لا یکفر احد من اھل القبلۃ وقولھم یکفر من قال بخلق القرآن او استحالۃ الرؤیۃ او سب الشیخین او لعنھما وامثال ذلک مشکل ۔ ٹہ

متکلمین کا ایک قول ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور ان کا دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہنا، رویت باری تعالیٰ کو محال کہنا' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا یا لعنت کرنا کفر ہے، ان دونوں قولوں میں تطبیق مشکل ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کے تین جواب دیے گئے ہیں:

(۱)۔ تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے موافق متکلمین کا مذہب ہے، ملتقی (منتقی؟) میں امام اعظم سے بھی یہی مذہب مروی ہے، اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے لہٰذا دونوں قولوں کے قائل الگ الگ ہیں۔

(۲)۔ کتاب وسنت کے دلائل قطعیہ اور اجماع سلف کی اس پر دلالت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اور رویت باری واقع ہے، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شرف عظیم حاصل ہے، سو جو شخص ان امور کا انکار کرے

لہ۔ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ ھ، شرح مواقف ص ۷۲۹۔۷۲۸، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

ٹہ۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس کو اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جائے گا۔

(۳)۔ جن علماء نے تکفیر کی ہے وہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے، اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔ [1]

فاضل سیالکوٹی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ (کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی) شیخ اشعری نے بیان کیا ہے اور اکثر فقہاء نے اس کی موافقت کی ہے، ملتقی (منتقی ؟) میں امام ابو حنیفہ سے بھی یہی مروی ہے، اور دوسرے فقہاء نے اس قاعدہ کی موافقت نہیں کی اور انھوں نے کہا کہ ہم شیعہ اور معتزلہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے دونوں قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اس لیے ان میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔ [2]

علامہ ابن ہمام اس بحث میں لکھتے ہیں:

واعلم ان الحكم بكفر من ذكرنا من اهل الاهواء مع ما ثبت عن ابی حنیفة والشافعی رحمهما الله من عدم تكفير اهل القبلة من المبتدعة كلهم محمله ان ذلك المعتقد نفسه كفر فالقائل به قائل بما هو كفر وان لم يكفر بناء على كون قوله ذلك عن استفراغ وسعه مجتهدا فی طلب الحق لكن جزمهم ببطلان الصلاة خلفه لا يصح هذا الجمع اللهم الا ان يراد بعدم الجواز خلفهم عدم الحل ای عدم حل ان يفعل وهو لا ينافی الصحة و الا فهو مشكل والله سبحانه اعلم۔ [3]

جان لو کہ ہم نے جو اہل اہواء (مثلاً حضرت ابو بکر کی امامت کے منکر اور ان کو سب کرنے والے) پر کفر کا حکم لگایا ہے، حالانکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ سے یہ ثابت ہے کہ مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی سو اس تکفیر کا محمل یہ ہے کہ فی نفسہ یہ معتقدات کفر ہیں اور جو ان کا قول کرے گا وہ کفر کا قول کرے گا، ہر چند کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس قول کے قائل نے حق کو طلب کرنے کے لیے حتی الوسع اجتہاد کر کے یہ قول کیا ہے، لیکن ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کا قول کرنا اس تطبیق کی تصحیح نہیں کرتا، اے اللہ! البتہ ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کے قول کو اس پر محمول کیا جائے، کہ ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے اور یہ چیز صحت نماز کے منافی نہیں ہے، اور اگر یہ توجیہ نہ کی جائے تو پھر اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے قاعدہ سے یقیناً اشکال واقع ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ نے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے پر تفصیل سے کلام کیا ہے خواہ وہ اہل معصیت ہوں یا اہل بدعت اور

---

[1] مولانا عبد العزیز پرہاروی، نبراس ص ۵۰۲، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۷ھ

[2] مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ، حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی ص ۲۴۳، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

[3] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام اعظم کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے، چنانچہ ابوشکور سالمی نے تمہید میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، کیونکہ اس تکفیر کا مبنیٰ ثابت نہیں ہے، مسلمان کو سب کرنا فسق ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، اور اس لحاظ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور دوسرے مسلمان مساوی ہیں بلکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور عمر کو قتل کر دیا بلکہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو بھی قتل کر دیا تب بھی وہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا، اور یہ مسلّم ہے کہ سب کرنا قتل کرنے سے کم درجہ کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل یا سب کرے تو وہ لامحالہ کافر ہوگا، (الیٰ قولہ) شرح عقائد میں ہے "صحابہ کو سب کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ کو قذف کرنا ورنہ بدعت اور فسق ہے" اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ عام متکلمین کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے۔ [1]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

ولا یخفی انہ یمکن ان یقال فی دفع الاشکال: ان جزمھم ببطلان الصلوۃ خلفھم احتیاطًا لا یستلزم جزمھم بکفرھم۔

یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ روافض وغیرہ کی اقتداء میں نماز کے باطل ہونے کا حکم احتیاطًا ہے، اور یہ ان کے کفر کو مستلزم نہیں ہے۔

(الیٰ قولہ) وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر مالم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیء من موجباتہ

متکلمین نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ اس وقت ہے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی گئی ہو اور نہ ان سے کوئی چیز موجب کفر صادر ہوئی ہو۔

(الیٰ قولہ) واختلفوا ایضا ھل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد والقول بہ علی وجہ الاعتماد ام لا وذھب الاشعری واکثر اصحابہ الی انہ لیس بکافر، وبہ یشعر ما قالہ الشافعی رحمہ اللہ: لا ارد شھادۃ اھل الاھواء الا الخطابیۃ لاستحلالھم الکذب وفی المنتقی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لم نکفر احدًا من اھل القبلۃ وعلیہ اکثر الفقھاء ومن اصحابنا من قال بکفر

اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص اعتقاد حق کا مخالف ہو اور اس کا اعتماد سے قائل ہو آیا اس کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ امام اشعری اور ان کے اکثر اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، امام شافعی کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ: میں خطابیہ کے علاوہ باقی اہل اھواء کی شہادت کو مسترد نہیں کرتا اور خطابیہ کی شہادت اس لیے مسترد کرتا ہوں کہ وہ جھوٹ کو حلال قرار دیتے ہیں، منتقی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۷۲-۷۱، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

المخالفین وقال قدماء المعتزلۃ یکفر القائل بالصفات القدیمۃ وبخلق الاعمال وقال الاستاذ ابو اسحاق نکفر من یکفرنا ومن لا فلا واختار الرازی ان لا یکفر احد من اھل القبلۃ وقد اجیب عن الاشکال بان عدم التکفیر مذھب المتکلمین والتکفیر مذھب الفقہاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور ولو سلم فیجوز ان یکون الثانی للتغلیظ فی رد ما ذھب الیہ المخالفون والاول لاحترام شان اھل القبلۃ فانھم فی الجملۃ معنا موافقون۔

کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اکثر فقہاء کا یہی مختار ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے مخالفین کی تکفیر کی ہے اور قدماء معتزلہ ان کی تکفیر کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو قدیم مانتے تھے یا اعمال کو مخلوق مانتے تھے، اور استاذ ابو اسحاق نے کہا جو ہماری تکفیر کرے گا ہم اس کی تکفیر کریں گے، اور جو ہماری تکفیر نہیں کرے گا ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے، امام رازی کا مختار یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے اور اس اشکال کا یہ جواب بھی ہے کہ (روافض وغیرہ کی) تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے، سو ان دو متنافی قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اور اگر قائل ایک ہو تو تکفیر مخالفین کے رد کی وجہ سے تغلیظ پر محمول ہے اور تکفیر نہ کرنا، ان کے اہل قبلہ ہونے کے احترام کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ لوگ بعض امور میں بہرحال ہمارے موافق ہیں۔

روافض کی تکفیر کے متعلق علامہ شامی کا نظریہ

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

بزازیہ میں خلاصہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ "رافضی جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے یا ان کو لعنت کرے تو وہ کافر ہے، اور اگر حضرت علی کو ان پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے" یہ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ ان کی توبہ قبول نہ ہو، علاوہ ازیں ان پر کفر کا حکم لگانا مشکل ہے، کیونکہ "اختیار" میں ہے کہ تمام اہل بدعت کو گمراہ قرار دینے پر ائمہ کا اتفاق ہے، اور کسی ایک صحابی کو سب کرنا اور اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے البتہ گمراہی ہے، اور فتح القدیر میں ہے کہ وہ خوارج جو مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو مباح سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر کہتے ہیں، جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک وہ باغیوں کے حکم میں ہیں اور بعض محدثین کا یہ نظریہ ہے کہ وہ مرتد ہیں، ابن منذر نے کہا میرے علم میں کسی نے ان محدثین کی تکفیر میں موافقت نہیں کی اور یہ فقہاء کے اجماع کی نقل کا تقاضا کرتا ہے اور محیط میں یہ مذکور ہے کہ بعض فقہاء اہل بدعت میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اور یہ وہ اہل بدعت ہیں جن کی بدعت کسی دلیل قطعی کے خلاف ہو، انھوں نے اس کو اکثر اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی نقل زیادہ ثابت ہے اور ابن منذر مجتہدین کے کلام کی نقل کے زیادہ جاننے والے ہیں، ہاں اہل مذہب کے کلام میں بہ کثرت تکفیر ہے لیکن یہ ان فقہاء کا کلام نہیں ہے جو مجتہد ہیں بلکہ غیر مجتہد فقہاء ہیں

لے۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور غیر مجتہد کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور مجتہدین سے وہی منقول ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

اس چیز کی زیادہ وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ تمام متون اور شروح میں لکھا ہوا ہے کہ جو لوگ سلف صالحین کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مقبول نہیں ہے اور خطابیہ کے علاوہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، اور ابن الملک نے شرح المجمع میں لکھا ہے جو لوگ سلف کو علی الاعلان سب کریں ان کی شہادت مردود ہے، کیونکہ یہ فسق معلن ہے اور اہل اھواء میں سے جبریہ، قدریہ، رافضیہ، خوارج، مشبہہ اور معطلہ کی شہادت مقبول ہے اھ۔ علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ جو شخص سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کو علی الاعلان سب کرے اس کی شہادت غیر مقبول ہے، کیونکہ اس قسم کا انسان عادۃً جھوٹ سے باز نہیں رہتا، برخلاف اس شخص کے جو خفیہ طور پر سب کرتا ہو، ان میں سے کسی نے ان کی شہادت قبول نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بیان کی کہ یہ کافر ہیں جس طرح انھوں نے خطابیہ کا استثناء کیا ہے کیونکہ وہ جھوٹی قسم کھانے کو حلال سمجھتے ہیں، اسی طرح محدثین نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اہل اھواء کی شہادت مقبول ہے، یہ حکم ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنی تاویل فاسد کی بناء پر تمام صحابہ کو سب کرتے ہیں اور ان کی تکفیر کرتے ہیں[۱] اس سے معلوم ہوا کہ فتاویٰ میں جو لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والا کافر ہے، یہ قول ضعیف ہے، متون اور شروح کے مخالف ہے بلکہ تمام فقہاء کے اجماع کے مخالف ہے، ملا علی قاری نے خلاصہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ جوہرہ نیرہ کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ ان کی توبہ قبول نہیں ہے یہ عبارت اگر بالفرض جوہرہ نیرہ میں ہو بھی تو باطل ہے، اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو خواہ وہ کسی روایت ضعیفہ کی بناء پر ہو، تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ تکفیر نہ کرنے میں اس روایت کی طرف میلان کرے، پس یہاں اس تکفیر کی طرف کیسے میلان کیا جائے گا جو اجماع کے مخالف ہے؟ چہ جائیکہ اس طرف میلان کیا جائے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ اس نے توبہ کر لی ہو، اور یہ پہلے گذر چکا ہے کہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے (العیاذ باللہ!) اس کی توبہ مقبول ہے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنے والے کی توبہ کیونکر مقبول نہیں ہو گی، صاحب البحر پر تعجب ہے کہ انھوں نے انتہائی تساہل سے کام لے کر اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا، حالانکہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ میں نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ کتب فتاویٰ میں جو الفاظ تکفیر مذکور ہیں میں ان پر فتویٰ نہیں دوں گا۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کرے وہ کافر ہے یا جو حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، جو حضرت علی کو خدا مانے وہ کافر ہے یا جو وحی لانے میں حضرت جبرائیل کی غلطی مانے وہ کافر ہے (اسی طرح جو یہ کہے کہ تین چار صحابہ کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہ) یا جو شخص قرآن مجید کی صریح مخالفت کرے وہ بھی کافر ہے۔ (جو شخص قرآن مجید میں تحریف یا ترمیم کا عقیدہ رکھے وہ بھی کافر ہے۔ از مصنف غفرلہ) لیکن اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کی توبہ

---

[۱]۔ تمام صحابہ کی تکفیر کرنے والوں کا کفر قطعی اور یقینی ہے کیونکہ تمام صحابہ کو کافر کہنا درحقیقت قرآن مجید، احادیث اور تمام احکام شرعیہ کا انکار کرنا ہے، کیونکہ کافر اور مرتد کے کسی قول اور عمل کا اعتبار نہیں ہے اور جب (باقی آئندہ صفحہ پر)۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مقبول ہوگی۔

وہ رافضی جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سب کرتا ہو اور حضرت عائشہ کو سب نہ کرتا ہو اور نہ حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرتا ہو وہ کافر نہیں ہے۔ [1]

نیز علامہ شامی لکھتے ہیں:

شرح منیۃ المصلی میں یہ کہا ہے کہ جو شخص کسی شبہ کی بنا پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے اور ان کی خلافت کا انکار کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی (ہم نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سے جو عبارت نقل کی ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ از سعیدی غفرلہٗ) اس کے برخلاف جو یہ دعویٰ کرے کہ حضرت علی خدا ہیں اور حضرت جبرائیل نے غلطی کی کیونکہ یہ کسی مسئلہ میں غور و فکر اور اجتہاد کی غلطی نہیں ہے بلکہ محض ہوا ہے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حضرت عائشہ پر تہمت کرنے والا اور حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کرنے والا کافر ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی صریح تکذیب ہے۔ [2]

روافض کی تکفیر کے متعلق اعلیٰ حضرت کا نظریہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ ص ۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۲،۳۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ ص ۲۰ میں ہے: یجب اکفار الروافض فی قولہم برجعۃ الاموات الی الدنیا (الی قولہ) وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامہم احکام المرتدین کذا فی الظہیریۃ۔ یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے: المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔ خزانۃ المفتین میں ہے: المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثلہ یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں والاحوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار لا کفار وبہ ناخذ۔ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اوّل: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے اس میں سے کچھ سورتیں امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت

(حاشیہ صفحہ سابقہ) تمام صحابہ کافر ہو گئے قرآن کا جمع کیا ہوا قرآن اور تمام احکام شرعیہ ساقط الاعتبار ہو گئے۔ از مصنف غفرلہٗ

[1] علامہ سید امین الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۶-۳۰۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

[2] ایضاً۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل ماننے یا اسے محتمل جاننے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے، اللہ عزوجل سورۂ حجر میں فرماتا ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ صفحہ ۴۲۵ میں ہے: لحفظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص جلالین شریف میں ہے: لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس لیے کہ کوئی اسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے۔ جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے: بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیہا التحریف والتبدیل بخلاف القراٰن فانہ محفوظ عن ذٰلک لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا، اور قرآن اس سے محفوظ ہے، تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک نقطہ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ حٰم السجدۃ میں فرماتا ہے: وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلاً راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے، یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا۔ تفسیر معالم التنزیل شریف طبع بمبئی جلد ۴ ص ۲۵ میں ہے: قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیرہ ویزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من ان ینقص فیاتیہ الباطل من بین یدیہ او یزاد فیہ فیاتیہ الباطل من خلفہ وعلی ھذا المعنی الباطل الزیادۃ والنقصان یعنی قتادہ و سدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے کچھ گھٹا بڑھا یا بدل نہیں سکتا، زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبد العزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۰، ۸۱ میں ہے: وکان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ والملحدۃ ممن تبیس باظہار الاسلام وھو قاصد الی افسادہ ھذا جائز بعد وفاتہ ایضا وزعموا ان فی القراٰن کانت اٰیات فی امامۃ علی وفی فضائل اھل بیت فکتمھا الصحابۃ فلم تبق بانہ راس زمانہم والدلیل علی بطلان ھذا القول قول اللہ تعالی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا قرآن مجید سے کسی چیز کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز تھا، بعد وفات اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق بظاہر مسلمانی کا نام کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقتاً انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولیٰ علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماع کے کفر بیان کر کے فرماتے ہیں: وکذلک من انکر القراٰن او حرفا منہ او غیر شیئا منہ او زاد فیہ یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتلائے۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۶۱۰ میں ہے:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اعلم انی رایت فی مجمع البیان تفسیر الشیعۃ انہ ذھب بعض اصحابھم الی ان القرآن العیاذ باللہ کان زائدا علی ھذا المکتوب فقد ذھب بتقصیر من الصحابۃ اجمعین العیاذ باللہ لو یختر صاحب ذلک التفسیر ھذا القول فمن قال بھذا القول فھو کافر کانکار ما ھو الضروری ۔ یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے نا ئد تھا جس صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین سے منکر ہے۔

کفر دوم :۔ ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوات والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے، شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے :

وکذلک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولھم ان الائمۃ افضل من الانبیاء اھ اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں اُن غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں، امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۲ میں کلام شفا نقل فرماتے ہیں اور مقرر رکھتے ہیں، مولانا علی قاری شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۲۶ میں ہے : ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالۃ والحاد وجھالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبہ میں بڑھ جائے یہ کفر وضلالت و بے دینی و جہالت ہے، شرح مقاصد مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے : واللفظ لھا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ طبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے، شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۱۱۵ پھر طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے : واللفظ لھما تفضیل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر وضلال کیف وھو تحقیر للنبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی الخ باختصارہ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر وضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ص ۵، ۱۷ میں ہے : النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے روافض کے مجتہدان حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے، یہ فتویٰ رسالہ تکملہ رد روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں : فتویٰ ۱ : چہ میفرمانید مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفےٰ علی مرتضےٰ علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل است یا نہ بینوا و توجروا ۔ الجواب : افضل است واللہ علیم" ہو العالم" ۱۲۸۳ھ الراقم میر آغا عفی عنہ، فتویٰ ۲ : چہ میفرمانید دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ ۔ جواب :۔ ایں امر بر سبیل جزم وقطع ثابت نیست لیکن محتمل ست ۔ واللہ علیم" ہو العالم" ۱۲۸۳"

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الراقم میر آغا عفی عنہ، فتویٰ ۳: مسئلہ دوم مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضیٰ از سائر انبیاء افضل ست یا نہ۔ جواب: البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولو العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ زیادہ بود و رتبہ جناب امیر نیز سید علی محمد ۱۲۶۳ " فتویٰ ۴: مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یا نہ۔ جواب: تحریف جامع القرآن بلکہ محرف و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین وعنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنین نقصان بعضی آیات واردہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قرائن بسیار و آثار بے شمار" سید علی محمد ۱۲۶۳ " روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں، اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قبول سے اسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجیے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوے بھی نہ مانے تو لااقل اتنا یقیناً ہو گا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا بلکہ انھیں اپنے دین کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ شفا شریف ص ۳۶۲ میں انھیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے ولهذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیهم او شك او صحح مذهبهم وان اظهر مع ذلك الاسلام واعتقده واعتقد ابطال کل مذهب سواه فهو کافر باظهاره ما اظهر من خلاف ذلك ۔ ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافر لوگوں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا ان کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے اسی کے ص ۳۲۱ اور فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲ اور درر وغرر مطبع مصر جلد اول ص ۳۰۰، اور فتاویٰ خیریہ جلد اول ص ۹۴-۹۵، اور درمختار ص ۳۹۱، اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۵ میں ہے: من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر ۔ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے، علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم ہے، فرماتے ہیں هؤلاء الکفرة جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرهم فهو کافر مثلهم اھ[۱] یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انھی کی طرح کافر ہے، علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود اپنے فتاویٰ پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص ۹۲ میں فرماتے ہیں: اجمع علماء الاعصار علی ان من شك فی کفرهم کان کافرا ۔ تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ تنبیہ جلیل مسائل و اصل مدار ایمان ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا یہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجسام حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی نہایت کر

---

[۱] یہ عبارت علامہ شامی کی نہیں ہے، بلکہ اس عبارت کو علامہ حامد آفندی نے فتاویٰ حامدیہ میں عبداللہ آفندی کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ دیکھیے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ ج ۱ ص ۱۰۳، مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ۔ (از مصنف غفرلہٗ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آسمان وزمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں، اعلام امام ابن حجر مکی ذاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقیید ہ بما اذا جحد مجمعاً علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو الحمد للہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود و محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں پر ان کے ایمان ان کے اعتقاد ان کے اعمال کے لیے چھوڑی، اسی کا ہر نقص وزیادت وتغیر وتحریف سے مصؤن ومحفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ وصادقہ انا لہ لحافظون میں مراد وملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص وتحریف سے محفوظ نہیں، ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی خواہر پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے انا لہ لحافظون کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جبلی کو جاع برائے نہادن چہ سنگ وچہ زر کی کھوہ میں چھپائیں گے، بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی ولوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی، توریت، انجیل درکنار مہمل سی مہمل ردی سی ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علم الٰہی ولوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے، ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ ان سے کفر وارتداد اصلاً مدفوع ہوں، ان کی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبرائیل ملائکہ کو قوت خیر ابلیس شیاطین کو قوت بدی حشر ونشر وجنت ونار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا، قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں، بت پرست لا الٰہ الا اللہ کی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل واعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے، وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے، یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ لیے مرتدان لیام مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات وشفا دے۔ وباللہ التوفیق والحمد للہ رب العالمین۔

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہوگا محض زنا ہوگا اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی، کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا، سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوی کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنّی بنیں۔[1]

سب صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول است کہ جہنم راہفت دراست از یک در فرعون وہامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل مے شوند واز یک در دیگر بنوامیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشانست۔[2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون، ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر، عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنو امیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

واعتقاد ما در برائت آنست کہ بیزاری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ وزنان چہارگانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم واز جمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وائمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان۔[3]

برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے متبعوں اور پیروکاروں سے اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور ائمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہو گا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ہست مرا خبردہ از حال ابوبکر وعمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند وہر کہ ایشاں را دوست دارد کافر است۔[4]

تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا، آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتلائیے، آپ نے فرمایا وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمہ را از او بکشد۔[5]

علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہو گا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔

---

[1]۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، ردّ الرفضۃ ص ۱۶ - ۹ مطبوعہ مشہور پریس کراچی

[2]۔ ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حق الیقین ص ۵۰۰، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران، ۱۳۵۷ھ

[3]۔ 〃 〃 〃 〃 حق الیقین ص ۵۱۹،

[4]۔ 〃 〃 〃 〃 حق الیقین ص ۵۲۲،

[5]۔ 〃 〃 〃 〃 حق الیقین ص ۳۴۷،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ عبارت حیات القلوب میں بھی ہے۔ [1]

دھر دورا از قبر بیرون آوردند پس ہر دورا با بدن تازہ بدر آورد بہماں صورت کہ داشتند اند پس بفرماید کہ کفن ہارا از ایشان بدر آوردند و بکشامیند و ایشانرا بحلق کشتند (الی قولہ) و ایشان را بقدرت الٰہی زندہ گرداند و امر فرماید خلائق را کہ جمع شوند پس ہر ظلمے و کفرے کہ از اول عالم تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آورد (الی قولہ) و ایشان اعتراف کنند زیرا کہ اگر در روزِ اول غصب حق خلیفہ بحق نمیکردند اینہا نے شد پس ایشان را بفرماید کہ از درخت بر کشند و آتشے را فرماید کہ از زمین بیرون آید و ایشان را بسوزاند با درخت و بادے را امر فرماید کہ خاکستر آنہارا بدریاہا پاشد۔ [2]

امام مہدی ہر دو (ابوبکر اور عمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے، وہ اپنی اسی صورت پر تر و تازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو۔ ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے، اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے، پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر اور عمر پر لازم کریں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلا دے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرا دے۔

عیاشے بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر (ع) روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول (ص) از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شدند بغیر چہار نفر علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان ابوذر۔ [3]

عیاشی نے سند معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

عامہ و خاصہ روایت کردہ اند کہ عمر بن الخطاب (علیہ اللعنۃ والعذاب) گفت من شک نہ کردم مگر در آں روز ا دروغ گفت بلکہ او ہمیشہ در شک و کفر بود۔ [4]

عام اور خاص نے روایت کیا ہے کہ عمر بن الخطاب (اس پر لعنت اور عذاب ہو) نے کہا مجھے صرف اس روز شک ہوا، (اس نے جھوٹ کہا بلکہ وہ ہمیشہ شک اور کفر میں تھا۔)

---

[1] - ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۱-۶۱۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران
[2] - " " " " " ، حق الیقین ص ۳۶۲-۳۶۱، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ
[3] - " " " " " ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۲۷، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران
[4] - " " " " " ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۲۲ " "

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ای عزیز آیا بعد از ایں حدیث کہ ہمہ عامہ روایت کردہ اند عاقل را مجال آں ہست کہ شک نماید در کفر عمر ملعون و کفر کسی کہ عمر لعین را مسلمان داند؟ [۱]

ای عزیز! اس حدیث کے بعد جس کو تمام عام لوگوں نے روایت کیا ہے کیا کوئی شخص عمر ملعون کے کفر میں شک کر سکتا ہے؟ اور اس شخص کے کفر میں شک کر سکتا ہے جو عمر ملعون کو مسلمان سمجھتا ہے؟۔

قرآن مجید میں تحریف پر شیعہ ائمہ کی روایات اور تصریحات

روافض کے کفریہ عقائد کے سلسلہ میں علماء اہل سنت نے یہ ذکر کیا ہے کہ روافض قرآن مجید میں تحریف کے معتقد ہیں ہم نے اس سلسلہ میں معروضی مطالعہ اور تجزیہ کیا سو اس سلسلہ میں ہم پر یہ منکشف ہوا کہ بعض رافضی علماء واقعی قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں، اس کے برخلاف بعض دوسرے رافضی علماء اس عقیدے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور اس قسم کی روایات اور عبارات کو مسترد کرتے ہیں یا ان کو قابل تاویل گردانتے ہیں ہم اس موضوع پر طرفین کی باحوالہ عبارات پیش کر رہے ہیں:

شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال: ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشر الف آیة۔ [۲]

ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر (مشتمل) ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات ہیں۔ [۳]

شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

قال النبی صلی الله علیه وسلم جمیع سور القرآن مائة واربع عشر سورة وجمیع آیات القرآن ستة آلاف آیة ومائتا آیة وست وثلاثون آیة۔ [۴]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید کی تمام سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ ہے اور تمام آیتوں کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔

علامہ سیوطی اور شیخ طبرسی نے تصریح کی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد چھ ہزار اور چند سو ہے، اور شیعہ امام شیخ ابو جعفر کلینی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کلینی کے نزدیک موجودہ قرآن اصل قرآن سے دو ثلث کم ہے۔ مشہور شیعہ عالم شیخ طبرسی نے اس کی تصریح کی ہے، لکھتے ہیں:

---

[۱] علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ، حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۰، مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران

[۲] شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۴، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ایران۔

[۳] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الاتقان ج ۱ ص ۶۷، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[۴] شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ۱۰ ص ۶۱۴، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک زندیق سے فرمایا:

واماظهورك على تناكر قوله: فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتامٰی نکاح النساء، ولا کل النساء ایتام، فهو: مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القرآن و بین القول فی الیتامٰی و بین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتأمل. ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغا الی القدح فی القرآن. ولو شرحت لك كلما اسقط وحرف وبدل مما یجری هذا المجری لطال، وظهر ما تحظر التقیة اظهاره من مناقب الاولیاء، ومثالب الاعداء[1]

قرآن مجید کی آیت کریمہ فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ جو تم کو غیر مربوط معلوم ہوتی ہے، کیونکہ تمام عورتیں یتیم نہیں ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ یتامٰی اور عورتوں سے نکاح کے درمیان قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کو منافقین نے نکال دیا جیسا کہ میں تم کو پہلے بیان کر چکا ہوں، عورتوں کو نکاح کا پیغام دینے والوں کے قصے قرآن مجید کے ایک ثلث سے زیادہ تھے جو یتامٰی اور عورتوں سے نکاح کے درمیان تھے، غور و فکر کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں اس جیسے اور بھی مقامات ہیں جن سے منافقین کی کارگزاری معلوم ہوتی ہے، جن کی وجہ سے فرقہ معطلہ اور دیگر مخالفین اسلام قرآن مجید پر نکتہ چینی کرتے ہیں، اور اگر میں تم کو وہ تمام مقامات بتاؤں جہاں سے قرآن مجید کو ساقط کیا گیا ہے اور تحریف کی گئی ہے تو بات بڑھ جائے گی دوستوں کی اچھائیاں اور دشمنوں کی برائیاں ظاہر ہو جائیں گی لیکن ان کے اظہار سے تقیہ منع کرتا ہے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت نقل کی ہے جو موجودہ قرآن مجید کی تحریف پر دلالت کرتی ہے:

(ع) وجاء به الی المهاجرین والانصار وعرضه علیهم لما قد اوصاه بذلك رسول الله صلی الله علیه وسلم (ص) فلما فتحه ابو بكر خرج فی اول صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال، یا علی اردده فلا حاجة لنا فیه، فاخذه (ع) وانصرف ثم احضر زید بن ثابت وکان قاریا للقرآن فقال له عمر: ان علیا جاء بالقرآن وفیه فضائح المهاجرین والانصار وقد راینا ان

حضرت ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت علی نے قرآن مجید کو جمع کیا اور اس کو مہاجرین اور انصار کے سامنے پیش کیا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی، جب (حضرت) ابوبکر نے اس کو کھولا تو اس کے پہلے صفحہ پر قوم (صحابہ) کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں (حضرت) عمر نے اچھل کر کہا اے علی! اس کو واپس لے جاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، پھر حضرت علی علیہ السلام اس کو

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت، ۱۴۰۳ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نؤلف القرآن ونسقط منہ ما کان فضیحۃ وھتکا للمھاجرین والانصار، فاجابہ زید الی ذلک ثم قال: فان انا فرغت من القرآن علی ما سالتم واظھر علی القرآن الذی الفہ الیس قد بطل کل ما عملتم؟ قال عمر: فما الحیلۃ؟ قال زید: انتم اعلم بالحیلۃ، فقال عمر: ما حیلتہ دون ان نقتلہ ونستریح منہ، فدبر فی قتلہ علی ید خالد بن الولید فلم یقدر علی ذلک۔[1]

لے کر واپس چلے گئے، پھر قرآن مجید کے قاری حضرت زید بن ثابت کو بلایا گیا، ان سے (حضرت) عمر نے کہا: ابھی علی قرآن لے کر آئے تھے، اس میں مہاجرین اور انصار کی برائیاں تھیں اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم خود قرآن مجید کو جمع کریں اور اس میں مہاجرین اور انصار کی بے عزتی اور رسوائی کی جو باتیں ہوں اس کو نکال دیں، (حضرت) زید نے اس کی حامی بھر لی، پھر کہا اگر میں تمہارے منشار کے مطابق قرآن مجید جمع کر کے فارغ ہو گیا اور علی نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا تو کیا تمہاری کی ہوئی کوشش رائیگاں نہیں ہو جائے گی؟ حضرت عمر نے پوچھا پھر اس سے خلاصی کس طرح ہوگی؟ (حضرت) زید نے کہا تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو! (حضرت) عمر نے کہا حضرت علی کو قتل کرنے کے سوا اس کا اور کوئی حل نہیں ہے، پھر (حضرت) خالد بن ولید کے ہاتھ سے حضرت علی کو قتل کرانے کا پروگرام بنایا لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے۔

شیخ طبرسی نے ایک اور روایت درج کی ہے، حضرت علی ایک زندیق کو قرآن مجید کی آیات متشابہات کی وجہ بتلاتے ہیں:

دفعھم الاضطرار بورود المسائل علیھم عما لا یعلمون تاویلہ الی جمعہ وتالیفہ وتضمینہ من تلقاء ھم ما یقیمون بہ دعائم کفرھم، فصرخ منادیھم من کان عندہ شیء من القرآن فلیاتنا بہ ووکلوا تالیفہ ونظمہ الی بعض من وافقھم علی معاداۃ اولیاء اللہ فالفہ علی اختیارھم وما یدل للمتامل لہ علی اختلال تمییزھم وافترائھم وترکوا منہ ما قدروا انہ لھم وھو علیھم وزادوا

پھر جب منافقین کے سامنے ایسے مسائل آئے جن کی تاویل وہ نہیں جانتے تھے، اب وہ قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کو مؤلف کرنے پر مجبور ہو گئے، اور اس میں وہ باتیں بڑھانے پر مجبور ہو گئے جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم رکھ سکیں، پھر ان کے ایک منادی نے آواز دی، جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ اس کو ہمارے پاس لے آئے، اور انھوں نے قرآن مجید کے جمع کرنے کے کام کو اس شخص کے سپرد کر دیا جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا سو اس نے قرآن مجید کو ان کی منشا

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ۱ ص ۱۵۶-۱۵۵، مطبوعہ موسسۃ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فیہ ما ظہر تناکرہ وتنافرہ۔[1]

کے مطابق جمع کیا، جس چیز سے ان منافقوں کی عقل کی خرابی کا پتا چلتا ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید میں وہ آیات رہنے دیں جوان کے خیال میں حق تھیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں اور انھوں نے قرآن مجید میں ایسی چیزیں بڑھادیں جس سے قرآن مجید کا قابل نفرت ہونا ظاہر ہو۔

شیخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی کے علاوہ اور بھی بہت سے شیعہ علماء نے قرآن مجید میں تحریف کی تصریح کی ہے، لیکن ہمارا مقصد یہاں پر ان تمام شیعہ علماء کا استیعاب کرنا نہیں ہے، اب ہم یہاں پر ان شیعہ علماء کی عبارات پیش کر رہے ہیں، جنھوں نے قرآن مجید میں تحریف کے عقیدہ سے برأت کا اظہار کیا ہے۔

قرآن مجید میں عدم تحریف پر شیعہ علماء کی تصریحات

شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی لکھتے ہیں:

ومن ذلک الکلام فی زیادۃ القرآن ونقصانہ فانہ لا یلیق بالتفسیر فاما الزیادۃ فیہ فمجمع علی بطلانہ واما النقصان منہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان لقرآن تغییرا ونقصانا والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وذکران من خالف فی ذلک من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد بخلافھم فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا صحتھا لا یرجع بمثلھا عن المعلوم المقطوع علی صحتہ۔[2]

قرآن مجید کے مباحث میں سے ایک بحث قرآن مجید میں زیادتی اور کمی کی بحث ہے، یہ بحث تفسیر کے لائق نہیں ہے، قرآن مجید میں زیادتی کے نہ ہونے پر اجماع ہے، البتہ قرآن مجید میں کمی کے متعلق ہمارے اصحاب کی ایک جماعت اور حشویہ کی ایک جماعت کا قول ہے، کہ قرآن مجید میں کمی یا تغییر ہوئی ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اس کے خلاف ہے، (اس قول) امامیہ اور حشویہ میں سے جن لوگوں نے اس کے خلاف قول کیا ہے، وہ لائق شمار نہیں ہے، کیونکہ یہ خلاف اصحاب حدیث کی ایک قوم کی طرف منسوب ہے، جنھوں نے احادیث ضعیفہ نقل کیں اور ان کی صحت کا گمان کیا حالانکہ ایسی احادیث ضعیفہ سے ان کے خلاف معارضہ نہیں کیا جا سکتا جن کی صحت قطعیت سے معلوم ہو۔

شیخ کاشانی لکھتے ہیں:

ہمچنانکہ نازل شدہ است باقی ماندہ واز افزون شدن و کم شدن (تحریف) مصئون ومحفوظ گشتہ اما زیاد شدن پس علماء اسلام از خاصہ وعامہ متفقند بر آنکہ چیزی بر قرآن افزودہ وزیاد نشدہ

قرآن مجید جس طرح نازل ہوا تھا، اسی طرح باقی ہے اور زیادتی، کمی (تحریف) سے محفوظ ہے، تمام علماء اسلام عام ہوں یا خاص اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی چیز

---

[1] شیخ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی من علماء القرن السادس، الاحتجاج ج ا ص ۲۵۷، مطبوعہ موسستہ الاعلمی بیروت ۱۴۰۳ھ

[2] شیخ ابو علی فضل بن الحسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ، مجمع البیان ج ا ص ۸۴-۸۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۴۰۶ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واما راجع بکم شدن پس جمعی برآنند کہ در قرآن نقص وکاہشی راہ دادہ ومقداری از آیات را منافقین از قرآن حذف نمودند و اکثر علماء اسلام از شیعہ وسنی را عقیدہ برخلاف آنست وگویند ابداً تغییری وتبدیلی وزیادہ ونقصی در قرآن راہ نیافتہ۔

زیادہ نہیں ہوئی، البتہ کمی کے متعلق ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کمی ہوئی ہے اور منافقین نے چند آیات کو حذف کر دیا، اور شیعہ فرقے کے اکثر علماء اور سنی علماء اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی تغییر اور تبدل اور زیادتی نہیں ہوئی۔ (الی قولہ)

در روایاتیکہ دراین بارہ نقل شدہ وموہم دلالت بر تحریف وابدال وحذف وتغییر قرآن است دربرابر این آیات ہر گاہ قابل توجیہ وحمل برمعنی موافق آیاتست پس باید توجیہ کرد وہر گاہ قابل نباشد باید آنہا را طرح کرد۔ [1]

جن روایات سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تحریف، تبدیل، حذف یا تغییر ہوا ہے ان روایات کی تاویل اور توجیہ کرنی چاہیے اور اگر ان روایات کی توجیہ نہ ہو سکے تو ان کو مسترد کر دینا چاہیے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کی تفسیر میں شیخ طوسی لکھتے ہیں:

قال قتادة لحافظون من الزيادة والنقصان ومثله قوله لا يأتيه الباطل من بين يديه ومن خلفه۔ [2]

قتادہ نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: زیادتی اور کمی سے ہم قرآن مجید کی حفاظت کرنے والے ہیں، اسی کی مثل یہ آیت ہے: اس میں باطل نہیں آسکتا سامنے سے نہ پیچھے سے۔

روافض کی تکفیر میں مصنف کا موقف

روافض اور شیعہ کی تکفیر کے سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید میں تحریف کا قول کریں، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کریں، یا حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کریں یا حضرت علی کی الوہیت کے قائل ہوں یا ان کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیں، یا یہ کہیں کہ وحی لانے میں حضرت جبرائیل سے غلطی ہوئی، وحی حضرت علی پر لانی تھی وہ غلطی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لے آئے یا جو کسی امتی کو معصوم کہیں اور اسی کو نبی پر فضیلت دیں یا جو کہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین یا چار کے سوا باقی صحابہ (العیاذ باللہ!) مرتد ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک قول کرنے والے کا کفر قطعی اور یقینی ہے، اور جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرے (یعنی لعنت کرے اور برا کہے) یا ان کی خلافت کا انکار کرے اس کا کفر فقہی ہے۔ کیونکہ شوافع اور حنابلہ ان کی تکفیر نہیں کرتے، اور فقہاء احناف میں سے بھی ملا علی قاری اور علامہ شامی ان کی تکفیر نہیں کرتے اور علامہ ابن ہمام کو بھی اس میں تامل ہے، اور جو لوگ صرف حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں لیکن ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

باب ۸۹۱ مِنْ فَضَائِلِ اُوَيْسِ الْقَرَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ — حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

۶۳۶۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ ایک وفد سے

---

[1] شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۱ ص ۴۸-۴۷، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

[2] شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۶ ص ۳۲۰، مطبوعہ ...

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

کہ حضرت عمر فاروق کے پاس گئے، وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جو حضرت اویس سے مذاق کرتا تھا، حضرت عمر نے پوچھا یہاں کوئی قرن کا رہنے والا ہے، تو وہ شخص پیش ہوا، حضرت عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا، یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہوگا، اس کو برص کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درہم کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے، تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے۔

٦٣٦٨ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ) عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تابعین میں سب سے افضل شخص ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہوگا، اس کی ایک والدہ ہے، اس کو برص کی بیماری ہے، اس سے کہو وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

٦٣٦٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس جب اہل یمن میں سے کوئی کمک آتی تو وہ ان سے سوال کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ حتیٰ کہ ایک دن حضرت اویس ان کے پاس گئے، حضرت عمر نے کہا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! کہا آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ نے کہا کیا آپ قرن سے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں! کہا آپ کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کے برابر داغ رہ گیا ہے اور باقی داغ ختم ہو گئے؟ انہوں نے کہا ہاں! حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اہل یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کے ایک شخص آئیں گے جن کا نام اویس بن عامر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلٰى عَامِلِهَا قَالَ أَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهٗ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتٰى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ لَقِيْتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أُسَيْرٌ وَكَسَوْتُهٗ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ۔

ہو گا، ان کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی ٹھیک ہو چکی ہو گی، قرن میں ان کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا، سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے، حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر کے لیے استغفار کیا، حضرت عمر نے کہا: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا کوفہ میں، حضرت عمر نے کہا کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف آپ کے لیے خط لکھ دوں؟ حضرت اویس نے کہا خاک نشین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے، جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا، اس کی حضرت عمر سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ کے آیا ہوں، حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اویس بن عامر قرن سے آئیں گے، ان کو برص کی بیماری تھی، ایک درہم کی مقدار کے علاوہ وہ سب بیماری ٹھیک ہو گئی، ان کی ایک والدہ ہیں، وہ ان کے ساتھ بہت نیکی کرتے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور کرتا ہے، اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا، پھر وہ شخص حضرت اویس کے پاس گیا اور ان سے کہا میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی اچھا سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، اس نے پھر کہا آپ میرے لیے استغفار کیجیے، انھوں نے کہا تم ابھی نیک سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، پھر کہا کیا تمہاری حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس نے کہا ہاں! پھر حضرت اویس نے اس کے لیے استغفار کیا، تب لوگوں کو حضرت اویس کے مقام کا علم ہوا اور وہ وہاں سے چلے گئے، اسیر نے کہا میں نے حضرت اویس کو ایک چادر اوڑھائی، جب بھی ان کو کوئی شخص دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟۔

ف:۔ اس باب کی احادیث میں حضرت اویس قرنی کے افضل التابعین ہونے کا بیان ہے اور اللہ کے نیک بندوں سے مغفرت کی دعا کرانے کا ثبوت ہے۔

بَابُ ۸۹۲ وَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِ مِصْرَ

اہلِ مصر کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت

۶۳۷۰ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَرْمَلَةُ ح وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ (وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَحُونَ أَرْضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَمَرَّ بِرَبِيعَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنَيْ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ يَتَنَازَعَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجَ مِنْهَا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط (پیمانے) کا ذکر کیا جانے لگا، تم اس زمین کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ تم پر ان کا حق اور رشتہ ہے، جب تم وہاں دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کے لیے لڑتا دیکھو تو وہاں سے چلے جانا، پھر شرحبیل بن حسنہ کے دو بیٹے ربیعہ اور عبدالرحمان ایک اینٹ کی جگہ میں لڑ رہے تھے تو حضرت ابوذر وہاں سے نکل آئے۔

۶۳۷۱ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے جب تم اس سرزمین کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے، یا فرمایا ان کا حق اور سسرالی رشتہ ہے اور جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْهَا فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔

وہاں سے نکل آنا حضرت ابوذر نے کہا پھر میں نے عبدالرحمان بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا، تو میں وہاں سے نکل آیا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ قیراط دینار یا درہم کا ایک جزء ہے، اہل مصر اس لفظ کو بہت بولتے ہیں اور اس پیمانے کا بہ کثرت استعمال کرتے ہیں، ذمہ سے مراد حق ہے، اور رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ مصر سے تھیں، اور سسرالی رشتہ سے مراد یہ ہے کہ حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ بھی مصر کی تھیں، ان احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور ہے، کیونکہ آپ نے یہ پیش گوئی کی کہ آپ کے بعد آپ کی امت کو شوکت اور قوت حاصل ہوگی، اور وہ بڑے بڑے ملکوں کو فتح کریں گے اور مصر کو فتح کریں گے، اور جن دو آدمیوں نے ایک اینٹ کے برابر جگہ پر جھگڑا کیا اس کی خبر دی، وللہ الحمد۔

بَاب ۸۹۳ فَضْلِ اَهْلِ عُمَانَ — اہل عمّان کی فضیلت

۶۳۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِي الْوَازِعِ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍو الرَّاسِبِيِّ سَمِعْتُ اَبَا بَرْزَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا اِلٰى حَيٍّ مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوْهُ وَضَرَبُوْهُ فَجَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ عُمَانَ اَتَيْتَ مَا سَبُّوْكَ وَلَا ضَرَبُوْكَ۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں اور مارا، اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اہل عمان کے پاس جاتے تو وہ تم کو گالیاں دیتے نہ مارتے۔

ف: علامہ نووی نے لکھا ہے کہ عمان بحرین کا ایک شہر ہے۔

بَاب ۸۹۴ ذِكْرِ كَذَّابِ ثَقِيْفٍ وَّمُبِيْرِهَا — قبیلہ ثقیف کا کذّاب اور اس کا ظالم

۶۳۷۳۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيَّ اَخْبَرَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِيْ نَوْفَلٍ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ

ابو نوفل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو مدینہ کی گھاٹی میں سولی پر لٹکا ہوا دیکھا، اس جگہ سے قریش اور دوسرے لوگ گذر رہے تھے، حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گذر ہوا، وہ وہاں پر ٹھہر گئے اور کہا: السلام علیک ابا خبیب، السلام علیک ابا خبیب،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

السلام عليك ابا خبيب السلام عليك ابا خبيب اما والله لقد كنت انهاك عن هذا اما والله لقد كنت انهاك عن هذا اما والله لقد كنت انهاك عن هذا اما والله ان كنت ما علمت صواما قواما وصولا للرحم اما والله لامة انت اشرها لامة خير ثم نفذ عبد الله بن عمر فبلغ الحجاج موقف عبد الله وقوله فارسل اليه فانزل عن جذعه فالقي في قبور اليهود ثم ارسل الى امه اسماء بنت ابي بكر فابت ان تاتيه فاعاد عليها الرسول لتاتيني او لابعثن اليك من يسحبك بقرونك قال فابت وقالت والله لا اتيك حتى تبعث الي من يسحبني بقروني قال فقال اروني سبتي فاخذ نعليه ثم انطلق يتوذف حتى دخل عليها فقال كيف رايتني صنعت بعدو الله قالت رايتك افسدت عليه دنياه وافسد عليك اخرتك بلغني انك تقول له يا ابن ذات النطاقين انا والله ذات النطاقين اما احدهما فكنت ارفع به طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم وطعام ابي بكر من الدواب واما الاخر فنطاق المراة التي لا تستغني عنه اما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا ان في ثقيف كذابا ومبيرا فاما الكذاب فرايناه واما المبير فلا اخالك الا اياه قال فقام عنها ولم يراجعها۔

السلام علیک ابا خبیب، میں آپ کو اس (خلافت کے) اقدام سے منع کرتا تھا، سنیے بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا، بہ خدا میں آپ کو اس سے منع کرتا تھا سنیے بہ خدا آپ بکثرت روزے رکھنے والے، بہت قیام کرنے والے، بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے، بخدا (دشمنوں کے زعم میں) آپ کی جو جماعت بری تھی وہ (درحقیقت) بہت اچھی تھی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے، جب حجاج کو حضرت ابن عمر کے وہاں کھڑے ہونے اور آپ کے اس کلام کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش کے پاس کسی کو بھیجا اور ان کی نعش کو سولی سے اتروایا اور یہود کے قبرستان میں پھنکوا دیا، پھر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلوایا، انھوں نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا، اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، کہ میرے پاس آؤ ورنہ میں کسی شخص کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا میرے پاس لے آئے گا۔ حضرت اسماء نے انکار کیا اور فرمایا بہ خدا میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو مجھے بالوں سے پکڑوا کر گھسٹوا کر نہیں بلاتے گا، حجاج نے کہا: میری جوتیاں لاؤ، پھر اس نے جوتیاں پہنیں اور اکڑتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کو کیسے قتل کیا، انھوں نے فرمایا: تم نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اس کو دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہتا ہے، تو سن! بہ خدا! میں دو کمر بندوں والی ہوں کمر بند کے ایک ٹکڑے کے ساتھ تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طعام کو سواری کے ساتھ باندھا تھا، اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے جس سے کوئی عورت مستغنی نہیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوتی، اور سن! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم ہوگا کذاب کو تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا ظالم تو میرے گمان میں وہ صرف تو ہی ہو سکتا ہے! راوی کہتا ہے پھر حجاج وہاں سے چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوانح

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نام و نسب یہ ہے:

عبد اللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی اسدی۔ ابو بکر اور ابو خبیب ان کی کنیت ہے۔

سنہ ۱ھ میں حضرت ابن الزبیر کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ آپ کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبرکاً کھجور چبا کر اس نومولود کے منہ میں ڈالی۔

جنگ جمل میں حضرت ام المؤمنین کی حفاظت میں بڑی جانثاری سے لڑے لیکن صفین کی خانہ جنگی میں کوئی حصہ نہیں لیا، حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، البتہ یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔

سنہ ۶۰ھ میں جب یزید ولی عہد ہوا تو اس نے حضرت حسین اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت کا مطالبہ کیا، حضرت ابن الزبیر مکہ روانہ ہو گئے، اور حضرت حسین کی شہادت تک مکہ مکرمہ میں رہے اور یزید کے بار بار اصرار اور مطالبہ کے باوجود اس کی بیعت نہیں کی، یزید کے وفد کے واپس جانے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے تہامہ اور اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی، حضرت ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے حضرت ابن الزبیر کی بیعت کر لی، بیعت لینے کے بعد حضرت ابن الزبیر نے یزید کے عمال کو نکال دیا، اور یہاں سے بنو امیہ کی حکومت اٹھ گئی، یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا کہ پہلے اہل مدینہ کی تادیب کی جائے اور پھر مکہ میں حضرت ابن الزبیر کا مقابلہ کیا جائے، واقعہ حرہ اور اہل مدینہ کو قتل و غارت کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے اس کو قضاء الٰہی نے آ لیا، حصین بن نمیر اس کا جانشین ہوا اور وہ مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا، ابھی یہ لڑائی جاری تھی کہ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ میں یزید مر گیا اور حصین شام واپس چلا گیا۔

ذوالقعدہ سنہ ۷۲ھ میں عبد الملک بن مروان نے حجاج کو حضرت ابن الزبیر پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا، اس وقت حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما حرم میں پناہ گزین تھے، کئی مہینوں تک یہ جنگ جاری رہی، بالآخر جمادی الثانی سنہ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر شہید ہو گئے، حجاج نے حضرت ابن الزبیر کی شہادت کے بعد آپ کی نعش سولی پر لٹکا دی۔ (خلاصہ طبری۔)

علامہ نووی لکھتے ہیں، اس حدیث میں میت کو سلام کرنے کا ثبوت ہے اور میت کے محاسن ذکر کرنے کا بیان ہے، اس میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جرأت کا بیان ہے کہ انھوں نے یزید کے ظلم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کلمہ حق کہا، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت ابن الزبیر مظلوماً شہید ہوئے اور حجاج اور اس کے رفقاء باغی تھے۔[۵]

باب ۸۹۵ فَضْلِ فَارِسَ — اہل فارس کی فضیلت

٦٣٧٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔ یا فارس کی اولاد میں سے ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔

٦٣٧٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَأَلَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی، اور آپ نے یہ پڑھا واٰخرین منهم لما يلحقوا بهم۔ (یعنی آپ ان پر بھی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا بھی تزکیہ کرتے ہیں جو ابھی آپ سے واصل نہیں ہوئے) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ اس نے آپ سے ایک یا دو، یا تین بار سوال کیا، اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔

حدیث رسول اللہ میں امام اعظم کی بشارت

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ وآخرین منہم سے کون مراد ہے، اور اس میں یہ اقوال ہیں (۱) تابعین (۲) عجم (۳) ابناء عجم (۴) صحابہ کے بعد کے لوگ (۵) قیامت تک کے مسلمان (۶) علامہ قرطبی نے کہا احسن یہ ہے کہ اس کو ابناء فارس پر محمول کیا جائے۔ یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ فارس میں دینی علوم کا غلبہ ہوا اور وہاں بہت علماء کا ظہور ہوا اور یہ

۵؎ - علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے صدق پر دلیل ہے۔ لہ

حضرت امام ابوحنیفہ کے آباؤ اجداد بھی چونکہ فارس سے آئے تھے، اس لیے اس حدیث کی بشارت کو امام ابوحنیفہ پر بھی محمول کیا گیا ہے، علامہ شامی اس حدیث کی متعدد اسانید بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اکثر علماء کی تصریح کے مطابق امام ابوحنیفہ کے دادا فارس کے رہنے والے تھے، حافظ سیوطی شافعی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے، اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ ہے، امام ابوحنیفہ کے فضائل اور مناقب میں یہ حدیث کافی ہے۔ حافظ سیوطی کے شاگرد علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہمارے استاذ نے جو یہ جزم کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں، کیونکہ ابناء فارس میں امام ابوحنیفہ کے مرتبہ علم وفضل تک کوئی نہیں پہنچا۔ ؎۲

بَابُ ۸۹۶ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً

انسان اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سو میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہے

۶۳۲۷۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ) قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انسانوں کو سو اونٹوں کی مثل پاؤ گے ان میں سے ایک بھی سواری کے لائق نہیں ہوگا۔

کامل انسان کی کامل اونٹ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ

علامہ یحیٰی بن شرف نووی لکھتے ہیں:

علامہ ابن قتیبہ نے کہا کہ راحلہ اس عمدہ اونٹ کو کہتے ہیں جو کامل الاوصاف ہو اور سواری کے لائق ہو، اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ لوگ برابر ہیں، کسی کو دوسرے پر نسبی فضیلت نہیں ہے بلکہ وہ سو اونٹوں کی طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، ازہری نے کہا اہل عرب راحلہ اچھی نسل کے اونٹ کو کہتے ہیں، اور ابن قتیبہ کا ذکر کردہ معنی غلط ہے، بلکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں مکمل زاہد ہو اور آخرت میں پوری طرح راغب ہو وہ بہت کم ہوتا ہے جیسے اچھی نسل کا اونٹ بہت کم ہوتا ہے، علامہ نووی نے کہا ہے کہ ان دونوں معنوں سے بہتر معنی یہ ہے کہ انسانوں میں عمدہ خصال اور کامل اوصاف کا حامل بہت کم ہوتا ہے، جیسے اونٹوں میں اچھا اونٹ کم ہوتا ہے۔ ؎۳

لہ۔ علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۲۴۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

؎۲۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

؎۳۔ علامہ یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

عمدہ اور کم یاب اونٹ کے ساتھ انسان کی مثال کی توجیہ یہ ہے کہ جو انسان جواد ہو اور جو لوگوں کے حقوق اور فرائض کا بوجھ اٹھاتا ہو، ان کے تاوان اور جرمانے ادا کرتا ہو اور ان کا غم بانٹ لیتا ہو ایسا انسان بہت کم ہے، جس طرح خوشی سے بوجھ اٹھانے والے اچھی نسل کے اونٹ کم ہوتے ہیں۔ ؎

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق سو میں سے کوئی ایک انسان بہ مشکل کامل ہوتا ہے، اور درحقیقت کامل وہی ہوتا ہے جو اپنے اندر کمال کا دعویٰ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو انسان کامل بنائے۔

٭

اختتامی کلمات

شرح صحیح مسلم کی جلد سادس کتاب الفضائل پر ختم ہو گئی، اس کے بعد کتاب البر والصلۃ سے جلد سابع شروع ہو گی اور ان شاء اللہ جلد سابع میں شرح صحیح مسلم مکمل ہو جائے گی۔

الٰہ العالمین! آپ کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ آپ نے اس عاجز اور ناکارہ سے دین اسلام کا اتنا عظیم کام لے لیا، مجھے دین اسلام کے تمام افکار و نظریات اور تمام ارکان اور احکام کو قرآن مجید، احادیث صحیحہ، آثار تابعین، اقوال ائمہ اور خصوصاً سراج الائمہ امام ابو حنیفہ کے اقوال کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت فرمائی، میرے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں تھا کہ میں دین کا اتنا عظیم کام کر سکوں گا، یہ محض آپ کا لطف و کرم ہے، اور آپ کی عنایت ہے، الٰہ العالمین! جس طرح آپ نے شرح صحیح مسلم کی یہ چھ جلدیں مکمل کرنے کی توفیق دی ہے، ساتویں جلد مکمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

اس کتاب کی تصنیف و تالیف اور ترتیب و تدوین میں دار العلوم نعیمیہ کراچی کے اراکین اور کراچی کے دوسرے احباب کا بہت بڑا تعاون ہے، جنہوں نے مجھے فراہمی کتب کے علاوہ ایسی سہولتیں مہیا کیں جن کی وجہ سے میں سکون کے ساتھ یہ کام کر رہا ہوں، میں ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری زید لطفہم، پروفیسر مفتی منیب الرحمان زید مجدہم اور علامہ غلام محمد سیالوی زید عنایتہم کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔

الٰہ العالمین! مجھے اور میرے ان تمام احباب کو اس کتاب کے ناشر اس کے کاتب اور اس کے مصحح مولانا محمد ابراہیم فیضی اسعدہ اللہ اور اس کتاب کے قارئین کو میرے والدین، میرے مشائخ اور اساتذہ اور میرے تلامذہ کو دین و دنیا کی خوشیاں عطا فرما، ہر غم اور ہر بلا سے محفوظ رکھ، الٰہ العالمین دنیا اور آخرت میں عزت اور آبرو کو قائم رکھ اور دارین کی سعادتیں، کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرما۔ دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور زیارت عطا فرما

؎ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۶ ص ۳۱۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

آخرت میں آپ کی عنایت اور شفاعت عطا فرما اور آپ کے توسط سے بے حساب و کتاب جنت الفردوس عطا فرما، قیامت تک اس کتاب کے فیض کو باقی اور جاری رکھ اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد افضل الانبیاء و المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والاٰخرین قائد الغر المحجلین شفیعنا یوم الدین وعلی ازواجہ امہات المؤمنین واٰلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الواصلین واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وامتہ اجمعین۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar